بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنن ابن ماجہ شریف مترجم

جلد اوّل

مصنف

اَلاِمام اَبی عَبداللہ مُحمّدِ بن یَزِید الربعی اِبنِ ماجہ اَلقَزوِینِی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجَم

علّامہ وحید الزّمان رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل وحواشی

مولانا قاری احمد یار صاحب

تخریج آیات

مولانا داؤد ارشد صاحب

اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ ○ چوک اُردو بازار ○ لاہور
Ph:7223506-7230718

Marfat.com

جُملہ حقُوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

83851

نام کتاب ——— سُنن ابنِ ماجہ شریف جلد اوّل

مصنف ——— اَلاِمام اَبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابنِ ماجہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ——— علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل و حواشی ——— مولانا قاری احمد یار صاحب

تخریج آیات ——— مولانا داؤد ارشد صاحب

ناشر ——— اسلامی کُتب خانہ

طابع ——— ممتاز احمد

پرنٹر ——— لٹل سٹار پرنٹرز

نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دُور کیا جائے۔ شکریہ! (ادارہ)

Marfat.com

عرضِ ناشر

الحمد للّٰہ الذی ارسل رسولہ الکریم لیھدینا الی الصراط المستقیم

وصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی الہ واصحٰبہ اجمعین

اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے اپنی مخلوق تک پیغام پہنچوایا کہ:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ....﴾ [النحل: ۱۲۵]

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے۔''

پیغام سناتے ہی یہ جانفزا اعلان بھی کر دیا کہ جو ان احسن باتوں پر عمل پیرا ہوگا اور دین کی باتوں کی تبلیغ و اشاعت میں تن، من، دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہوگا وہ یہ خوشخبری سن لے کہ اُس کے لئے ابدی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جنہیں ایسا دوام حاصل ہے کہ دیگر نعمتیں تو اس کے مقابلے میں چہ معنی دارد ۔

لیکن اس کے فوراً بعد تنبیہ کر ڈالی کہ:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [فاطر: ۲۸]

''اللہ سے صرف اُس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ:

﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲﴾ [المدثر: ۱، ۲]

''اے چادر اوڑھنے والے، اُٹھ اور لوگوں کو ڈرا۔''

یقین جانئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور حق بھی ایسا ادا کیا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آج بزبان حال و قال گواہی دے رہا ہے کہ ہاں! ہاں! بالکل پہنچانے والے نے پیغام انتہائی احسن طریقے سے پہنچایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جن ہستیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے سنبھالنے کے لئے دن رات محنت کی اُنہیں میں ایک نام امام ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

ادارہ نے اپنے طور پر پوری سعی کی کہ سنن ابن ماجہ کو اس کے شایانِ شان بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا

Marfat.com

جائے۔اس سلسلہ میں ہماری سب سے زیادہ مدد حافظ احمد یار سلفی صاحب نے کی جو اگر چہ آج کل ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود دین سے اُن کی لگن کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گئی ہے۔انہوں نے ضروری جگہوں پر نہ صرف یہ کہ حواشی کا اہتمام کیا بلکہ کتاب میں جہاں جہاں ضروری سمجھا متروک الفاظ کی تسہیل بھی کر دی تا کہ پڑھنے والے کو سہولت رہے اور اس کے علاوہ قرآنی آیات کی تخریج بھی کی اور ہمیں احساس ہے کہ یہ ایک کٹھن کام تھا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو اجرِ عظیم سے نوازے۔

اِس کام پہ ہم نے تو اپنے تئیں ہر ممکن محنت اور احتیاط کی ہے اور اہلِ علم حضرات اس نسخہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یقیناً اس سے بخوبی آگاہ ہو بھی جائیں گی لیکن قارئین کرام اِس کے باوجود اگر ہماری کسی لغزش سے آپ مطلع ہوں تو ہمیں اُس سے ضرور آگاہ فرمائیں (اور وہ بھی تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ اصلاح کی خاطر) ادارہ اگلی اشاعت میں اُس کا ازالہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکیزہ اعمال اور عظیم برکات کی توفیق بخشے۔

مدیر: اسلامی کتب خانہ' لاہور

ممتاز احمد

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
عرض ناشر	۵
صاحب کتاب امام ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اہل فن کی نظر میں	۲۴
حالات مترجم علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ	۳۳
کتاب السنۃ رحمہ اللہ	۳۹
حدیث کی تعظیم میں اور اس پر اعتراض کی برائی میں	۴۴
حدیث میں احتیاط اور محافظت کرنے کے بیان میں	۵۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی برائی	۵۳
جو شخص جھوٹی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے	۵۴
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کی اتباع کا بیان	۵۶
بدعتوں اور جدل سے بچنے کے بیان میں	۵۷
رائے اور قیاس سے بچنے	۶۱
کتاب الایمان رحمہ اللہ	۶۳
ایمان کے بیان میں	۶۴
تقدیر کے بیان میں	۷۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۸۲
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت	
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۸۶
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۸۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۰
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۴
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۵
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۶
عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۹۷
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۸
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت	
حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۹۹
حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین، رضی اللہ عنہ	
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کی فضیلت	۱۰۰
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۱۰۲
حضرت سلمان ابی ذر و مقداد رضی اللہ عنہم کی فضیت	۱۰۳
بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت	
جہمیہ کے رد میں	۱۲۴
اس شخص کے بیان میں جو نیک طریق جاری کرے یا برا طریق	۱۴۲
جو شخص مری ہوئی سنت کو زندہ کرے اس کی فضیلت کے بیان میں	۱۴۵
قرآن کے سیکھنے اور سکھانے والے کی فضیلت میں	۱۴۹
عالموں کی فضیلت اور طلب علم کی ترغیب میں	۱۵۳
تبلیغ علم کی فضیلت کے بیان میں	۱۵۵
بیان اس شخص کا جو نیکی سکھائے	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اس کی فضیلت جو لوگوں کو خیر سکھائے	۱۵۶
ہمراہیوں کو پیچھے چلانے کی کراہت میں	۱۵۷
طالبانِ علم کی وصیت میں	۱۵۸
علم کے نفع اور عمل کے بیان میں	۱۵۹
کتمانِ علم کی برائی میں	۱۶۳
کِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا	۱۶۵
وضو اور غسل جنابت کے پانی کی مقدار میں	
فرضیت طہارت میں	۱۶۶
نماز کی کنجی طہارت ہے	
وضو کی محافظت میں	۱۶۷
اس بیان میں کہ وضو نصف ایمان ہے	
طہارت کے ثواب میں	۱۶۸
مسواک کے بیان میں	۱۷۰
فطرت کے بیان میں	۱۷۱
قضائے حاجت کو جائے تو کیا کہے	۱۷۳
بیت الخلاء سے نکلنے کی دُعا کا بیان	
بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر اور انگوٹھی کے بیان میں	۱۷۴
غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت	۱۷۵
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں	
بیٹھ کر پیشاب کرنے کے بیان میں	۱۷۶
داہنے ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے اور استنجا کرنے کی کراہت میں	۱۷۷
پتھر سے استنجا کرنے میں اور گوبر اور ہڈی سے استنجے کی کراہت میں	
پیشاب اور پاخانے کے وقت قبلہ رُخ ہونے کی نہی میں	۱۷۸
اسکی رخصت ہے ٹٹی خانے میں سوائے جنگل کے	

عنوان	صفحہ
پیشاب کے بعد طہارت کے بیان میں	۱۸۱
اس کے بیان میں جو پیشاب کر کے پانی نہ لے	
راستے میں پیشاب کرنے کی نہی میں	۱۸۲
پاخانے کیلئے دور جانے کے بیان میں	
پاخانے اور پیشاب کیلئے دو جگہ ڈھونڈنے کے بیان میں	
دو شخصوں کے مل کر رفع حاجت جانے اور اس میں باتیں کرنے کی نہی میں	۱۸۵
ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی نہی میں	۱۸۶
پیشاب سے پرہیز کی تاکید میں	
پیشاب کرنے والے کے سلام کے بیان میں	
پانی سے استنجا کرنے کے بیان میں	۱۸۸
استنجاء کے بعد زمین سے ہاتھ مل کر دھونے کے بیان میں	۱۹۰
برتنوں کے ڈھانکنے کے بیان میں	
جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کے دھونے کے بیان میں	۱۹۱
بلی کے جھوٹے کے بیان میں	۱۹۲
عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے جواز میں اس کی نہی میں	۱۹۳
ایک برتن سے عورت اور مرد کے نہانے کا بیان	۱۹۴
عورت اور مرد کے ایک برتن سے وضو کرنے میں	۱۹۵
نبیذ سے وضو کرنے میں	۱۹۶
دریائے شور سے وضو کرنے کے بیان میں	۱۹۷
وضو میں کسی سے مدد لینے کے بیان میں	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سو کر اٹھنے کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے کے بیان میں	۱۹۸
وضو میں بسم اللہ کہنے کا بیان	
داہنی طرف سے وضو کرنے کے بیان میں	۲۰۰
ایک چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے بیان میں	۲۰۱
ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنا	
ایک ایک بار اعضاء دھونے کے بیان میں	۲۰۲
تین تین بار اعضاء وضو دھونے میں	
ایک ایک بار اور دو دو بار اور تین تین بار	
اعضائے وضو دھونے کے بیان میں	۲۰۳
وضو میں میانہ روی کرنے میں	۲۰۴
وضو پورا کرنے کے بیان میں	۲۰۶
ڈاڑھی کے خلال میں	۲۰۷
سر کے مسح کے بیان میں	
کانوں کے مسح کے بیان میں	۲۰۸
اس بیان میں کہ کان سر میں داخل ہیں	۲۰۹
انگلیوں کے خلال میں	۲۱۰
ایڑیوں کے دھونے کے بیان میں	۲۱۱
دونوں پاؤں وضو میں دھونے کا بیان	۲۱۲
وضو اللہ کے حکم کے موافق کرنے کا بیان	۲۱۵
وضو کے بعد ستر پر پانی چھڑکنے کا بیان	
غسل اور وضو کے بعد رومال سے بدن پونچھنے کا بیان	۲۱۶
وضو کے بعد دعاؤں کا بیان	۲۱۸
پیتل کے برتن میں وضو کرنے کا بیان	۲۱۹
نیند سے وضو ٹوٹنے کا بیان	۲۲۰

عنوان	صفحہ
شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان	۲۲۲
مس ذکر کی رخصت سے بیان میں	۲۲۳
جو آگ میں پکا ہوا اس سے وضو واجب ہونے کا بیان	۲۲۴
آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کی رخصت	۲۲۵
اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کے بیان میں	۲۲۶
دودھ پی کر کلی کرنے کا بیان	۲۲۹
بوسہ لے کر وضو کرنے کے بیان میں	
مذی سے وضو واجب ہونے کا بیان	۲۳۰
سونے کے لئے وضو کا بیان	
ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان	۲۳۲
وضو پر وضو کرنے کا بیان	۲۳۳
اس بیان میں کہ وضو واجب نہیں ہے بغیر حدث کے کتنا پانی ہو تو نجس نہیں ہوتا (یعنی باوجود وقوع نجاست کے)	۲۳۵
حوضوں کا بیان	۲۳۷
اس لڑکے کے پیشاب (کا بیان) جو کھانا نہیں کھاتا	۲۳۸
زمین پر جو پیشاب پڑے تو کیونکر دھوئی جائے	۲۴۱
زمین پاک ناپاک زمین کی پلیدی دور کر دیتی ہے	۲۴۳
جنبی کے ساتھ مصافحہ کا بیان	۲۴۸
منی کا بیان جو کہ کپڑے میں لگ جائے	
منی کے کھرچ ڈالنے کا بیان	۲۴۵
جس کپڑے میں جماع کرتے اس سے نماز پڑھنے کا بیان	۲۴۷
موزوں کے مسح کا بیان	۲۴۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مسح موزے کے اوپر اور نیچے کرنے کا بیان	۲۵۲
مسافر اور مقیم کے لئے مدت مسح کا بیان	۲۵۳
مسح کیلئے کچھ مدت کی حد نہ ہونے کا بیان	۲۵۴
جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان	۲۵۵
عمامہ پر مسح کرنے کا بیان	۲۵۷
تیمم کا بیان	۲۵۹
تیمم میں ایک ہی مار ہے	۲۶۰
تیمم میں دو مار کا بیان	
اگر کوئی آدمی زخمی ہو اور جنابت کا غسل کرنے میں اسے ڈر ہو ہلاکت کا	۲۶۲
جنابت کے غسل کا بیان	۲۶۳
جنابت کے غسل کا بیان	۲۶۴
غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت ہے	۲۶۴
جنبی غسل کے بعد اپنی عورت سے لپٹ سکتا ہے جس نے ابھی غسل نہ کیا ہو	۲۶۴
جنبی غسل سے پہلے سو سکتا ہے ویسے ہی جو کہتا ہے کہ جنبی نہ سوئے جب تک نماز کا سا وضو نہ کر لے	۲۶۵
جنبی اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے	
اپنی سب عورتوں سے صحبت کرے ایک ہی غسل سے تو کیسا ہے	۲۶۶
ہر عورت کے پاس ایک غسل کرنے کا بیان	۲۶۸
جب کھانا کھائے اور پانی پئے	
جس شخص نے کہا جنبی اگر ہاتھ دھو کر کھانا کھالے تو کافی ہے	۲۶۹
قرآن بے وضو پڑھنے کا بیان	
ہر بال کے تلے جنابت ہے	۲۷۰

عنوان	صفحہ
اگر عورت کو احتلام ہو تو کیا حکم ہے؟	۲۷۰
عورتیں غسل جنابت کیونکر کریں	۲۷۲
اگر کھڑے پانی میں جنبی غوطہ لگائے تو کافی ہوگا	
باب پانی پانی سے چاہئے (یعنی غسل منی نکلنے سے ہوتا ہے)	
جب ختنہ ختنے سے مل جائے (یعنی دخول ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا	۲۷۳
جسے احتلام ہو اور تری نہ دیکھے	۲۷۴
غسل کے وقت پردہ یعنی آڑ کرنا	۲۷۵
جو شخص پائخانہ یا پیشاب روکے ہو اس کو نماز پڑھنے کی ممانعت	
مستحاضہ کا بیان جس کے حیض کی مدت معین ہو اس بیماری سے پہلے	۲۷۶
اس مستحاضہ کا بیان جس کو حیض کے خون میں شبہ ہو جائے اور وہ اپنے حیض کے دن معلوم نہ کر سکے	
اگر باکرہ کو شروع ہی سے استحاضہ ہو جائے یا اپنے ایام حیض کو بھول جائے تو کیا کرے	۲۸۰
حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرنا چاہئے	۲۸۱
حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑھے	۲۸۲
حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھا لے ہاتھ بڑھا کر تو جائز ہے (گو مسجد کے اندر جانا حائضہ کو درست نہیں)	
جب عورت حائضہ ہو تو مرد اس سے کہاں تک فائدہ اٹھا سکتا ہے	۲۸۴
حائضہ عورت سے صحبت کرنے کی ممانعت	۲۸۵
جو شخص حائضہ سے صحبت کرے اسکا کفارہ کیا ہے	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حائضہ عورت کیونکر غسل کرے	۲۸۵
حائضہ کے ساتھ کھانا کھانا اور حائضہ کا جوٹھا	
کھانا	۲۸۶
حائضہ عورت مسجد میں نہ جائے	
اگر حائضہ پاک ہونے کے بعد زردی اور خاکی	
رنگ دیکھے	۲۸۷
نفاس والی عورت کتنے دن بیٹھے (یعنی نماز روزہ	
موقوف رکھے نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو	
زچگی کے بعد عورت کو آتا ہے)	۲۸۸
حائضہ عورت سے جماع کرنے کا بیان	
حائضہ عورت کے ساتھ کھانے کا بیان	۲۸۹
حائضہ عورت کے کپڑے میں نماز پڑھنا	
جب لڑکی کو حیض آنے لگی یعنی جوان ہو جائے تو	
بغیر سر بندھن (اوڑھنی) کے نماز نہ پڑھے	
حائضہ عورت مہندی لگائے	۲۹۰
پٹیوں پر مسح کرنے کا بیان	
اگر کپڑے میں لعاب لگ جائے	
برتن کے اندر کلی کرنا	۲۹۱
اپنے مسلمان بھائی کا ستر دیکھنے کی ممانعت	
اگر کوئی جنابت کا غسل کرے پھر بدن میں سے	
کوئی مقام سوکھا معلوم ہو تو کیا کرے	۲۹۲
جس نے وضو میں کوئی مقام سوکھا چھوڑ دیا اسکا حکم	۲۹۳
کِتَابُ الصَّلٰوۃِ	۲۹۴
نماز کے اوقات کا بیان	
فجر کی نماز کا وقت	۲۹۹
ظہر کی نماز کا وقت	۳۰۰
جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز کا ٹھنڈا کرنا	

عنوان	صفحہ
عصر کی نماز کا وقت	۳۰۲
عصر کی نماز کی حفاظت ضروری ہے	
مغرب کی نماز کا وقت	۳۰۴
عشاء کی نماز کا وقت	۳۰۵
ابر میں نماز جلدی پڑھنا	۳۰۶
جو شخص بھول جائے یا سو جائے اور نماز کا وقت	
گزر جائے	۳۰۷
عذر اور ضرورت میں نماز کے وقت کا بیان	۳۰۹
عشاء کی نماز سے پہلے سو جانا اور عشاء کی نماز کے	
بعد باتیں کرنا منع ہے	۳۱۰
عشاء کی نماز کو عتمہ کہنے کی ممانعت	۳۱۱
کِتَابُ الْاَذَانِ	۳۱۲
اذان کے باب اور اذان کا مسنون طریقہ	
اذان کیونکر شروع ہوئی اس کا بیان	
اذان میں ترجیع کا بیان	۳۱۶
اذان کی سنتوں کا بیان	۳۱۷
جب مؤذن اذان دے تو سننے والا کیا کہے	۳۲۰
اذان کی فضیلت اور مؤذنوں کا ثواب	۳۲۲
اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا	۳۲۳
جب کوئی مسجد میں اور اذان ہو جائے تو مسجد نہ	
نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لے	۳۲۵
کِتَابُ الْمَسَاجِدِ	۳۲۶
مسجدوں اور جماعات کے باب میں	
جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بنائے اس کی فضیلت	
مسجدوں کو آراستہ اور بلند کرنا	۳۲۷
مسجد کن مقاموں میں بنانا درست ہے	
جن مقاموں پہ نماز پڑھنا مکروہ ہے ان کا بیان	۳۳۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جو کام مساجد میں مکروہ ہیں	۳۳۱
مسجد میں سونے کا بیان	۳۳۳
کون سی مسجد پہلے بنائی گئی	
گھروں میں مسجد بنانے کا بیان	۳۳۴
مسجدوں کو پاک صاف رکھنے کا بیان	۳۳۶
مسجد میں تھوکنے کی کراہت	۳۳۷
مسجد میں گمشدہ چیز پکار کر ڈھونڈنے کی ممانعت	۳۳۸
اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے	۳۳۹
مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھے	۳۴۰
نماز کے لئے چلنے کی فضیلت	۳۴۱
مسجد سے جو کوئی زیادہ دور ہو اسکو ثواب زیادہ ہوگا	۳۴۵
جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت	۳۴۶
جماعت میں شریک نہ ہونے کی سزا	۳۴۷
عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیات	۳۴۹
مسجد میں بیٹھے رہنے کی فضیلت	۳۵۰
کِتَابُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ	۳۵۳
نماز کا بیان اور اس کا طریقہ	
نماز شروع کرنے کا بیان	
نماز میں اعوذ پڑھنا	۳۵۴
نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا	۳۵۵
قرأت شروع کرنے کا بیان	۳۵۶
فجر کی نماز میں کون سی سورت پڑھے	۳۵۸
جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کونسی سورت پڑھے	
ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان	۳۶۰
عصر یا ظہر کی نماز میں کبھی ایک آدھ آیت پکار کر پڑھنا	۳۶۲

عنوان	صفحہ
مغرب کی نماز میں کون سی سورت پڑھے	۳۶۳
عشاء کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے	
امام کے پیچھے قرأت کرنا کیسا ہے	۳۶۵
امام کے دونوں سکتوں کا بیان	۳۶۸
جب امام قرأت کرے تو مقتدی چپ رہیں	
پکار کر آمین کہنے کا بیان	۳۷۰
رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا	۳۷۲
نماز میں رکوع کیونکر کرے	۳۷۶
دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا رکوعوں میں	۳۷۸
جب رکوع سے سر اٹھائے تو کہے	
سجدے کے بیان میں	۳۸۰
رکوع اور سجدے میں تسبیح کہنے کا بیان	۳۸۲
سجدہ کیونکر کرنا چاہئے	۳۸۳
دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا	۳۸۴
دونوں سجدوں کے درمیان کیا کہے	۳۸۵
تشہد کیونکر پڑھنا چاہئے	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیونکر پڑھے	۳۸۸
تشہد اور درود کے بعد کیا دعا پڑھے	۳۹۱
تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرنا	۳۹۳
سلام کا بیان	
ایک سلام کرنے کا بیان	۳۹۵
سلام کا جواب دینا	
امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے	
سلام کے بعد کیا کہے	۳۹۷
نماز سے فارغ ہو کر کس جانب کو پھرے	۳۹۸
نماز تیار ہو اور کھانا سامنے آجائے	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بارش کی رات میں جماعت معاف ہونا	۳۹۹
سُترے کا بیان	۴۰۱
نمازی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے	
کس چیز کے سامنے نکلنے سے نماز ٹوٹتی ہے	
جو کوئی شے نمازی کے سامنے سے گزرنے لگے	
اس کو جہاں تک ہو سکے روکے	۴۰۴
اگر آدمی اور قبلے کے درمیان کوئی شے حائل ہو	
تو نماز جائز ہے	۴۰۶
امام سے پہلے رکوع اور سجدے میں جانا منع ہے	
نماز میں کون سی چیز مکروہ ہے	۴۰۸
جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی	
امامت سے ناراض ہوں	۴۰۹
دو آدمی جماعت ہیں	۴۱۰
امام کے قریب (یعنی پہلی صف میں) کن	
لوگوں کا رہنا مستحب ہے	۴۱۱
امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟	۴۱۲
امام پر کیا ضروری ہے؟	۴۱۳
جو شخص امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑھائے	۴۱۴
جب کوئی واقعہ نماز میں پیش آئے تو امام نماز کو	
ہلکا کر سکتا ہے	۴۱۶
صفوں کا برابر کرنا	۴۱۷
صف اوّل کی فضیلت	
عورتوں کی صفوں کا بیان	۴۱۹
ستونوں کے بیچ میں صف کرنا	۴۲۰
صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	
صف میں داہنی جانب کی فضیلت	۴۲۱
قبلے کا بیان	۴۲۲

عنوان	صفحہ
جب مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھے اس سے	
بعد بیٹھے	۴۲۴
جو شخص لہسن (تھوم) کھائے وہ مسجد میں نہ آئے	۴۲۵
نمازی کو اگر سلام کیا جائے تو وہ کیونکر جواب دے	۴۲۶
اعلمی میں قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھے	۴۲۷
نمازی بلغم تھوکے تو کدھر تھوکے	۴۲۸
نماز میں کنکریاں ہٹانا کیسا ہے؟	
مصلّے پر نماز پڑھنے کا بیان	۴۳۰
گرمی یا سردی کی حالت میں کپڑوں پر سجدہ کرنا	
نماز میں مرد تسبیح کہیں اور عورتیں دستک دیں	۴۳۱
جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان	۴۳۲
بالوں اور کپڑوں کا سمیٹنا نماز میں کیسا ہے	
نماز میں نگاہ قبلے کی طرف رکھنا	۴۳۳
ایک کپڑے میں نماز پڑھنا	۴۳۵
قرآن کے سجدوں کا بیان	۴۳۶
قرآن میں کتنے سجدے ہیں	۴۳۷
نماز کو پورا کرنا	۴۳۸
سفر میں نماز کا قصر کرنا	۴۴۱
سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا	۴۴۴
سفر میں نفل پڑھنے کا بیان	
مسافر کسی شہر میں اقامت کی نیت کرے تو کتنے	
روز تک قصر کر سکتا ہے؟	۴۴۵
جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی سزا	۴۴۷
جمعہ کی نماز فرض ہے	۴۴۸
جمعہ کی فضیلت	۴۵۱
جمعہ کے دن غسل کرنے کا بیان	۴۵۲
جمعہ کے دن غسل کے ترک کی رخصت	۴۵۳

Marfat.com

(دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے)
جمعہ کے دن لوگوں کو پھاندنے کی ممانعت ۴۶۲
جب امام منبر پر سے اترے تو بات کرسکتا ہے
جمعہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے ۴۶۳
جو شخص جمعہ کی نماز میں سے امام کے ساتھ ایک ہی رکعت پائے ۴۶۴
جمعہ کی نماز کو کتنی دور سے آنا چاہئے ۴۶۵
جو کوئی بے عذر جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو اس کا گناہ ۴۶۶
جمعہ سے پہلے سنت کا بیان
جمعہ کے بعد سنت کا بیان
جمعہ کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے باندھ کر بیٹھنا منع ہے ۴۶۷
خطبہ کے وقت گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے
جمعہ کے دن اذان کا بیان ۴۶۸
امام جب خطبہ پڑھے تو لوگ اس کی طرف منہ کریں ۴۶۹
جمعہ میں ساعت اجابت کا بیان
سنت کی بارہ رکعتوں کا بیان ۴۷۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اخیر رات میں وتر پڑھنا	۴۸۷
وتر کی تین اور پانچ اور سات اور نو رکعتیں پڑھنا	
سفر میں وتر پڑھنے کا بیان	۴۸۸
وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا	۴۸۹
وتر کے بعد لیٹنا اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	۴۹۰
سواری پر وتر پڑھنا	
شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان	
نماز میں بھولنے کا بیان	۴۹۱
جو شخص بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لے	
جو شخص دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے کھڑا ہو جائے (یعنی پہلا قعدہ نہ کرے)	۴۹۲
جو شخص نماز میں شک کرے تو یقین کی طرف رجوع کرے	۴۹۳
جس شخص نے نماز میں شک کیا تو وہ سوچے اور جو صحیح معلوم ہو اس پر عمل کرے	۴۹۴
جو شخص دو یا تین رکعتیں پڑھ کر سہو سے سلام پھیر دے	۴۹۵
سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا	۴۹۶
جو لوگ سلام کے بعد کہتے ہیں ان کی دلیل	۴۹۷
نماز پر بنا کرنے کا بیان	۴۹۸
جس شخص کو نماز میں حدث ہو جائے وہ کس طرح سے جائے	۴۹۹
جس شخص کو نماز میں حدث ہو تو وہ کس طرح سے جائے	
نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا (بلا عذر)	۵۰۰
بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے	۵۰۱
آنحضرت ﷺ کی مرض الموت کی نماز کا بیان	۵۰۲
نبی ﷺ کا نماز پڑھنا اپنے ایک امتی کے پیچھے	۵۰۶
امام اسلئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے	
فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان	۵۰۸
نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کا بیان	
فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت	۵۱۱
جن ساعتوں میں نماز مکروہ ہے ان کا بیان	۵۱۲
مکہ میں ہر وقت نماز پڑھنا درست ہے	۵۱۴
جب لوگ نماز میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہئے	
خوف کی نماز کے بیان میں	۵۱۵
سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کا بیان	۵۱۸
استسقاء کی نماز کا بیان	۵۲۱
استسقاء میں دعا کا بیان	۵۲۳
عیدین کی نماز کا بیان	۵۲۵
عیدین کی تکبیروں کا بیان	۵۲۷
عیدین کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے	۵۲۹
عیدین کی نماز میں خطبہ کا بیان	
نماز کے بعد خطبہ کا انتظار کرنا ضروری ہے یا نہیں	۵۳۰
عید کی نماز سے قبل یا اس کے بعد نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۵۳۱
عید کی نماز کے لئے پیدل جانا	
عید گاہ کو ایک راہ سے جائے اور لوٹتے وقت دوسری راہ سے آئے	۵۳۲
عید کے دن گانا بجانا اور کھیلنا کودنا کیسا ہے؟	۵۳۳
عیدین کے دن برچھی نکالنا	۵۳۴
عیدین میں عورتوں کے نکلنے کا بیان	۵۳۵
جب ایک دن میں دو عیدیں جمع ہوں (یعنی جمعہ کے دن عید آئے)	۵۳۶

Marfat.com

	عنوان	صفحہ
■	کِتَابُ الْجَنَائِز	۵۸۹
	جو شخص بیمار کی عیادت کرے اس کا ثواب	۵۹۱
	میت کو (یعنی جو مرنے کے قریب ہو) لا الہ الا اللہ سکھانا	۵۹۲
	جب بیمار مرنے لگے تو کیا کہا جائے	۵۹۳
	مومن کو نزع یعنی موت کی سختی میں اجر اور ثواب حاصل ہوتا ہے	۵۹۶
	میت کی آنکھیں بند کر دینا	۵۹۷
	میت کو بوسہ دینا	۵۹۸
	مردے کو غسل دینے کے بیان میں	
	خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے	۶۰۰
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر غسل دیا گیا	۶۰۱
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بیان میں	۶۰۲
	کفن کون سے کپڑوں میں مستحب ہے	۶۰۳
	جب میت کو کفن میں لپیٹا جائے تو اس وقت اس کو دیکھنا (گویا یہ آخری دیدار ہے)	۶۰۴
	موت کی خبر دینے کی ممانعت	
	جنازے میں حاضر ہونا	۶۰۵
	جنازے کے آگے چلنا کیسا ہے	۶۰۶
	جنازے کے ساتھ سوگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے	۶۰۷
	جنازہ جب حاضر ہو تو نماز پڑھنے میں دیر نہ کی جائے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ ہونی چاہئے	
	جس شخص پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے	۶۰۸
	میت کی تعریف کرنی کیسی ہے؟	۶۰۹
	جب جنازے میں نماز پڑھے تو امام کہاں کھڑا ہو	۶۱۰
	جنازے کی نماز میں قرأت کرنا	
	جنازے کی نماز میں کیا دعا پڑھے؟	۶۱۱
	جنازے کی نماز میں چار تکبیریں ہیں	۶۱۳
	جنازے میں پانچ تکبیروں کا بیان	۶۱۵
	بچے پر نماز پڑھنا	
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات اور ان پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا بیان	
	شہیدوں پر نماز پڑھنے اور ان کے دفن کا بیان	۶۱۸
	مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا	۶۱۹
	جن وقتوں میں میت پر نماز اور دفن درست نہیں	۶۲۰
	اہل قبلہ پر نماز جنازہ پڑھنا	۶۲۱
	مردہ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا	۶۲۳
	میت کی تعریف کرنی کیسی ہے؟	
	جب جنازے میں نماز پڑھے تو امام کہاں کھڑا ہو	
	نجاشی بادشاہ حبش پر نماز پڑھنے کا بیان	۶۲۵
	جنازے کی نماز میں کیا دعا پڑھے؟	
	نمازِ جنازہ کا ثواب اور دفن تک شریک رہنے کا ثواب	۶۲۶
	جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا	۶۲۷
	جب کوئی قبرستان میں جائے تو کیا کہے؟	۶۲۸
	قبرستان میں بیٹھنے کا بیان	
	مردے کو قبر کے اندر کیونکر لیٹنا چاہیے	۶۲۹
	جن وقتوں میں میت پر نماز اور دفن درست نہیں	
	قبر میں لحد بنانا اولیٰ ہے اور ضرح یعنی شق بھی جائز ہے	۶۳۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ
قبر خوب گہری کھودنا چاہیے	۶۳۲
قبر پر نشانی رکھنا	۶۳۳
قبروں پر عمارت بنانے کی ان کی پختہ کرنے کی ان پر کتبہ کرنے کی ممانعت	۶۳۵
قبر میں مٹی ڈالنا (جب وہ مردہ دفن ہو چکے)	۶۳۶
قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت	
قبرستان میں جوتا اتارنا	۶۳۷
قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے	۶۳۸
مشرکوں کی قبروں کی زیارت	۶۳۹
عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے؟	۶۴۰
عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا	۶۴۱
نوحہ (یعنی چلّا کر رونے) کی ممانعت	۶۴۲
گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت	۶۴۳
میت پر رونے کا بیان	
میت کو عذاب ہونا اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے	۶۴۷
مصیبت پر صبر کرنے کا بیان	
جو کوئی مصیبت والے کی تعزیت کرے (یعنی اس کے پوچھنے کو جائے اور اس کو تسلی دے اور صبر کی فضیلت اس سے بیان کرے	۶۴۹
جس کا بچہ مر جائے اس کے ثواب کا بیان	۶۵۰
جس کسی کا حمل ساقط ہو جائے	۶۵۱
میت کے لوگوں کو کھانا بھیجنا	۶۵۲
میت والوں کے پاس جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت	۶۵۳
جو شخص مسافری میں مرے (یعنی پردیس میں)	
جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے	
میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت	۶۵۴
آنحضرت ﷺ کی بیماری کا بیان آنحضرت	۶۵۵
ﷺ کی وفات اور دفن کا بیان	۶۵۹
کِتَابُ الصِّیَام	۶۶۷
روزے کی فضیلت	
شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے	۶۶۹
شعبان کے روزے رمضان کے روزوں سے ملانا	۶۷۰
چاند دیکھنے کی گواہی	۶۷۲
حاملہ اور دودھ پلانے والی کیلئے افطار کا جائز ہونا	۶۷۶
رمضان کا روزہ توڑنے والے کا کفارہ	۶۷۷
روزے میں بھولے سے کھانا پینا یا قے کرنا	۶۷۸
روزہ میں بوسہ لینا و مباشرت کرنا	۶۸۳
سحری کا بیان	۶۸۴
روزہ جلد کھولنے کا بیان	۶۸۵
روزہ کی نیت	۶۸۶
ہمیشہ روزہ رکھنا یا ہر ماہ تین روزے رکھنا	۶۸۸
عید کے بعد چھ روزے و عاشورہ کے روزے	۶۹۰
معتکف کے مسائل	۷۱۲
کِتَابُ الزَّکٰوۃ	۷۱۷
زکوٰۃ کا فرض ہونا	
زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب	
جس مال کی زکوٰۃ دی جائے وہ کنز (خزانہ نہیں)	۷۱۸
سونا اور چاندی کی زکوٰۃ	۷۲۰
جو شخص مال حاصل کرے	۷۲۱
جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہے	
زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت سے پہلے دینا	
کوئی زکوٰۃ نکالے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا کیا کہے	۷۲۳
اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جب زکوٰۃ لینے والا زیادہ عمر کا جانور لے (یعنی اس عمر سے نیچا اونچا جتنا واجب ہے)	۷۲۵
زکوٰۃ وصول کرنے والا کس قسم کا اونٹ لے	۷۲۶
گائے بیلوں کی زکوٰۃ کا بیان	۷۲۷
بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	
گھوڑوں اور غلام ولونڈیوں کی زکوٰۃ کا بیان	
کن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے	۷۳۰
کھیتوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان	۷۳۱
کھجور اور انگور کا تخمینہ کر لینا	۷۳۳

عنوان	صفحہ
صدقہ میں برا مال نکالنے کی ممانعت	۷۳۴
شہد کی زکوٰۃ کا بیان	۷۳۵
صدقہ فطر کا بیان	۷۳۶
عشر اور خراج کا بیان	۷۳۸
ایک وسق کے ساٹھ صاع ہوتے ہیں	
رشتہ دار کو صدقہ دینا کیسا ہے؟	۷۳۹
جو شخص مالدار رہ کر سوال کرے (یعنی بے ضرورت)	۷۴۱
جن لوگوں کے لئے صدقہ حلال ہے	۷۴۲
صدقہ کی فضیلت	۷۴۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

Marfat.com

صاحب کتاب

امام ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۹ھ ۲۷۳ھ

نام ونسب ☆

نام محمد ابوعبداللہ' کنیت ابن ماجہ' لقب القزوینی نسب ہے اور شجرہ نسب محمد بن یزید بن عبداللہ۔

(بستانِ مترجم ص ۱۹۸)

ماجہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے دادا کا نام بتلایا ہے اور بعض نے والدہ کا علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وهناك قول اٰخر و صحوه و هو ان ماجة اسم لابيه والله اعلم''

اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بستان میں اس کی صحت کی طرف رغبت کی ہے اور یہی قول حضرت النواب رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف اور الحطہ میں نقل کیا ہے۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث)

مگر شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عجالہ میں والد کا لقب قرار دیا ہے۔

''و ماجہ پدر ابی عبداللہ نہ لقب جد او نہ نام مادر''۔ (عجالہ مع فوائد ص ۲۳)

اور مؤرخ خلیلی قزوینی فرماتے ہیں: ماجہ یزید کا عرف ہے اور یہ فارسی نام ہے۔ کبھی ان کا شجرہ نسب یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: محمد بن یزید بن ماجہ لیکن پہلی بات زیادہ درست ہے۔ (التہذیب ص ۵۳۲' ج ۹' البدایہ ص ۵۲' ج ۱۱)

مذکورہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ماجہ آپ کے باپ ہی کا لقب ہے اور اس کو علامہ فیروز آبادی نے قاموس میں اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲)

وطن ☆

آپ کی نسبت قزوین کی طرف ہے جو عراق کا مشہور شہر ہے اور ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے جو عہد عثمانی میں فتح ہوا تھا۔ سب سے پہلے اس شہر کی بنیاد شاہ پور ذوالاکتاف نے ڈالی تھی۔ قزرین کے متعلق علامہ الحمودی نے معجم البلدان میں تفصیل سے بحث کی ہے اور اس کے مناقب میں احادیث کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲)

Marfat.com

اساتذہ وشیوخ رحمۃ اللہ علیہم ☆

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنے والوں نے نہ تو ان کے بچپن کے حالات ہی قلمبند کئے ہیں اور نہ ہی آپ کی ابتدائی تعلیم کی نشاندہی کی ہے۔ تاہم تاریخ نے اس بات کو مامون رکھا ہے کہ آپ کے ورود مسعود کے وقت آپ کا مولد ومسکن قزوین علم حدیث کا گہوارہ بن چکا ہے۔ اس کے پیش نظر غالباً آپ نے ابتدائی عمر اور کم سنی ہی میں علم حدیث کی طرف قدم اُٹھایا ہوگا اور اپنی سنن میں جن مشائخ سے روایت لیتے ہیں وہ ذیل میں مرقوم کرتے ہیں:

① علی بن محمد ابوالحسن طنافسی ۳۲۳ء
② عمرو بن رافع ابوحجز بجلی ۳۳۷ء
③ اسمٰعیل بن توبہ ابوسہل قزوینی ۳۴۷ء
④ ہارون بن موسیٰ بن حیان تمیمی ۳۴۸ء
⑤ محمد بن ابی خالد ابوبکر قزوینی

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مشائخ سے علم حاصل کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ دُور دراز کا سفر کیا اور متعدد مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ حافظ ابوالقاسم علی بن حسن متوفی ۵۷۱ء نے ائمہ ستہ کے شیوخ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جن میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں:

① ابراہیم بن منذر حزامی م ۲۳۶ء
② ابوبکر بن ابی شیبہ م ۲۳۵ء
③ ہشام بن عمار م ۲۴۵ء
④ جبارہ بن المفلس م ۲۴۱ء
⑤ عبداللہ بن معاویہ م ۲۴۳ء
⑥ محمد بن رمح م ۲۴۲ء
⑦ داؤد بن رشید م ۲۹۳ء
⑧ محمد بن عبداللہ بن نمر م ۲۳۴ء ..... وغیرہم

بعض نے آپ کے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی تعداد تین صد سے زائد بتلائی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ص: ۲۶۶)

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ جن شیوخ میں اصحاب صحاح الستہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ مشترک ہیں وہ درج ذیل ہیں:

① عباس بن عبدالعظیم عنبری م ۲۴۶ء
② ابوحفص عمرو بن الفلاس م ۲۴۹ء
③ قصر علی الجہضمی م ۲۵۰ء

83851

Marfat.com

④ محمد بن بشار بندار م۲۵۲ء

⑤ ابوموسیٰ محمد بن المثنی م۲۵۲ء

⑥ یعقوب بن ابراہیم الدورقی م۲۵۲ء

⑦ زیاد بن یحییٰ احسابی م۲۵۴ء

⑧ محمد بن معمر قیسی لجرانی م۲۵۵ء

⑨ ابوسعید الاشج عبداللہ بن سعید م۲۵۷ء ..... (الاعتصام ۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء)

تلامذہ ☆

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اہلحدیث کے ایک جلیل القدر محدث' امام اور بلند پایہ عالم تھے۔ آپ کو فن حدیث اور اس کے تمام متعلقات میں پورا عبور حاصل تھا۔ اسی لئے آپ کے علم سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے۔ علم حدیث کے ان خوشہ چیں اصحاب میں سے چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

① ابراہیم بن دینار

② احمد بن ابراہیم قزوینی

③ ابوالطیب احمد بن روح شعرانی بغدادی

④ احمد بن محمد مدنی

⑤ اسحٰق بن محمد قزوینی

⑥ جعفر بن ادریس

⑦ ابوبر حامد البہری

⑧ حسین بن علی

⑨ سلیمان بن یزید قزوینی

⑩ محمد بن عیسیٰ صغار

⑪ ابوالحسن القطان

⑫ ابن سیویہ

⑬ اسحٰق بن محمد ..... وغیرہ

Marfat.com

رحلتِ علمیہ ☆

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں محدثین اکنافِ عالم میں پھیل چکے تھے۔ آپ نے اکیس برس تک تو اپنے دولت کدہ مادی محدثین قزوینی میں ہی تعلیم حاصل کی۔ ۳۲۰ء میں مختلف بلاد کا قصد کیا' چنانچہ علامہ خزرجی الخلاصہ (ص:۳۴) میں لکھتے ہیں: ''انما رحل ابن ماجه بعد الثلثين''.

مؤرخین نے آپ کے زیرِ سفر ممالک میں مندرجہ ذیل کا ذکر کیا ہے: خراسان' عراق' حجاز' مصر' شام.....۔

(التہذیب اکتذکرہ' البدایہ)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''سمع خراسان والعراق والحجاز و مصر و شام وغيرها من البلاد''.

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا وغیرہا سے مندرجہ بالا ممالک کے ہی احصار کی نفی کرنا ہے۔ چنانچہ ہم اگر امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کے اُوطان پر نظر ڈالیں تو متعدد مقامات آپ کی رحلت علمیہ کا مورد نظر آتے ہیں۔ مثلاً اصفہان' اہواز' ایلہ' باکسایا' بالسی' بغداد' بصرہ' بلخ' بیت المقدس' حران' حمص' رے' عسقلان' کوفہ' مدینہ' مکہ' مصر' نیشاپور' ہمدان' واسط وغیرہ۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث)

مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آپ نے اپنے اس مبارک سفر کا آغاز کس ملک سے کیا۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فن کی نظر میں ☆

امام ابن ماجہ کی امامت' جلالتِ شان' ثقاہت' عدالت کے ائمہ تک معترف ملتے ہیں۔ علامہ ذہبی رقمطراز ہیں:

'' قال ابو يعلى الخليلى ابن ماجه ثقة كبير متفق عليه محتج به له معرفة و حفظه ره.'' (التذکرة ص ۱۸۹' ج: ۲)

امام ابوالقاسم رافعی کا بیان ہے:

''سمع الكثير وصنف السنن والتاريخ والتفسير و كان عارفا بهذا الشان''.

(التهذيب ص ۳۵۱' ج ۱' المنتظم ص ۹۰' ج ۵)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

'' هو ابو عبدالله محمد بن يزيد بن ماجه صاحب كتاب السنن المشهورة وهى دالة على عمله و هجره واطك عه وابتاعه للسنة فى الاصول والفروع''.

(البدايه ص: ۵۲' ج ۱۱)

قاضی شمس الدین ابن خلکان لکھتے ہیں:

Marfat.com

"کان اماما فی الحدیث عارفا بعلومه وجمیع ما یتعلق به"

(و فیات الاعیان ص ۲۸٤' ج ۲ الشذرات ص ۱٦٤' ج ۲)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو سراہا ہے:

"ابن ماجه الحافظ الکبیر المفسر

صاحب السنن والتفسیر والتاریخ محدث تلك الدیار" (التذکرہ ص ۱۸۹)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "احد الائمه حافظ" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (التقریب)

تصانیف ☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں تین نہایت اہم تالیفات میں اپنی یادگار چھوڑی ہیں:

① "التفسیر" اس کی افادیت کا اندازہ مشہور مؤرخ ومفسر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ رقمطراز ہیں: "لابن ماجه تفسیر حامل" (بدایہ ص: ۵۲' ج ۱۱)

علامہ سیوطی نے بھی الاتقان میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر کی طرح اسناد کا بھی اہتمام کیا ہے۔

② "التاریخ" حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولابن ماجه تاریخ کامل من لدن الصحابة الی عصره" ره

(البدایه ص ۹۵' ج ۱۱)

اور امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"و رأیت له یقزوین تاریخًا علی الرجال والا مضار من عهد الصحابه الی عصره" (شروئط الائمه ص ۹)

لیکن یہ دونوں کتابیں اپنی اہمیت کو منوا کے اللہ جانے کہاں ہیں .....؟

③ "السنن" امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قیمتی سرمایہ دراصل یہ کتاب السنن ہی ہے جو بار بار زینت طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس کی بدولت آپ کو بے پایاں شہرت میسر ہوئی۔ صحاح الستہ میں بھی اس کا شمار ہوتا ہے اور شاذ و نادر مدارس میں متداول ہے۔

ترتیب وتعداد احادیث ☆

دیگر کتب سنن کی طرح اس میں ایمانیات سے وصایا تک جملہ ابواب فقہی کی ترتیب پر احادیث مندرج ہیں جو ۳۲ کتب' ۱۵۰۰ ابواب اور ۴۰۰۰ احادیث پر مشتمل ہے لیکن شیخ محمد فواد عبدالباقی کی تعلیقین ابن ماجہ جو ان دنوں شائع ہوئی ہے اس میں انہوں نے کتابوں کی تعداد ۳۷' ابواب کی ۱۵٦۰ اور ۴۳۴۱ احادیث کی تعداد کو شمار کیا ہے۔ ان

Marfat.com

میں سے ۱۳۰۰۲ احادیث صحاح کی' باقی کتابوں میں مذکور ہیں اور ۱۳۳۹ میں وہ منفرد ہیں جن میں ۱۴۲۸ احادیث صحیح ہیں اور ایک صد انیس حسن الاسناد ہیں۔ علاوہ ازیں ۶۱۳ احادیث ضعیف الاسناد ہیں اور ۱۹۹ احادیث واہی' منکر اور جن کے رواۃ کذاب ہیں۔ (اعلام المحدثین ص: ۲۸۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن القطان کی بیان کردہ تعداد تقریبی ہے' قطعی نہیں ہے۔ (الاعتصام ج ۱' ۲ دسمبر ۱۹۶۹ء)

لیکن تعداد کی یہ تفصیل بھی محل نظر ہے:

''کما لا یخفی لمن له ادنی مما رسة فی الحساب ره''

رواۃ سنن ابن ماجہ ☆

سنن ابن ماجہ کو جن رواۃ نے اپنے شیخ محمد بن یزید بن ماجہ سے روایت کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

① ''ابوالحسن القطان'' حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صاحب ابن ماجہ (التذکرہ ص: ۱۸۹' ج ۲) کے نام سے یاد کیا ہے۔

② سلیمان بن یزید۔

③ ابوجعفر محمد بن عیسیٰ۔

④ ابوبکر حامد البہری۔

⑤ سعدون۔

⑥ ابراہیم بن دینار..... (التہذیب)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالحسن القطان کہ صاحب روایت سنن اوست از جملہ شاگردان رشید او است۔ لیکن ابوعیسیٰ البہری اور دوسرے بڑے لوگوں نے ان کو بڑوں میں شامل نہیں کیا۔ (بستان ص: ۱۹۹) مگر البہری نے انہیں کبار تلامذہ میں شمار نہیں کیا تو یہ عیب نہیں کیونکہ شاید اس میں معاصرت کا رنگ غالب ہو' واللہ اعلم۔

سنن ابن ماجہ اور اِس کی اہمیت ☆

سنن ابن ماجہ حدیث کی ان مشہور کتابوں میں شمار ہوتی ہے جو صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے ابن ماجہ کے علمی تبحر اور کثرتِ معلومات کا پتہ چلتا ہے۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے:

'' عرضت هذه السنن علی ابی ذرعة فنظر فیه و قال اظن ان وقع هٰذا فی ایدی الناس تعطلت هذه الجوامع واکثرها..... '' ره

(التذکره ص : ۱۸۹ والبستان ص : ۱۹۸)

حافظ ابوالقاسم عبدالکریم القزوینی الرافعی الشافعی م ۶۲۳ھ تاریخ قزوین میں رقم طراز ہیں:

''والحفاظ یقرنون کتابه با الصحیحین و سنن ابی داؤد والنسائی ریحتجون

Marfat.com

بمانیه'' (شرح سندی بحواله ابن ماجه و علم حدیث ص ۱۲۸)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

'' وهو كتاب مفيد قوى التبويب فى الفقه '' (الباعث ص ۹۰)

اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

'' سنن ابى عبد الله كتاب حسن بولا ماكدره الاحاديث واهية ليست باالكثيره'' (التذكره)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جن چند احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بقول ابوزرعہ ۳۰ ہیں۔ چنانچہ موصوف ان سے نقل کرتے ہیں:

''لا يكرن فيه تمام ثلاثين حديثا مما فى اسناده ضعف '' (التذكره)

لیکن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابوزرعہ ہی سے نقل کیا ہے:

'' انه انتقد منها بضعه عشر حديثًا.....''

(البدايه ص ۹۵' ج ۲ و شروط الائمه ص ۱۶)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر نقد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابوزرعہ سے یہ قول سنداً صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ اس میں انقطاع ہے۔ بصورتِ دیگر یہاں ساقط روایات مراد لی ہیں یا پھر کتاب کے ایک جزو کا ہی ملاحظہ فرمایا ہے کیونکہ انہوں نے تو ابن ماجہ کی متعدد احادیث کو باطل اور منکر گردانا ہے جیسا کہ کتاب العلل لابن ابی حاتم میں منقول ہے۔ (مقدمہ زہر الربی)

اس طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ التذکرہ میں ابن ماجہ کی ضعیف روایات کو ''ليست بالكثير'' کہا ہے لیکن دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

'' و قول ابى ذرعه لعل لا يكون فيه تمام ثلاثين حديثا فى سنده ضعف او نحو ذالك ان صح كانما عنى بثلاثين حديثا الاحاديث المطرقه الساقطه واما الاحاديث التى لا تقوم بها حجة فكثيرة لعلها نحوالف حديث انتهى سير النبلاء ..... (توصیح الافکار ص ۲۳۳' ج ۱)

غالباً یہی تیس روایتیں جنہیں حافظ ابو ذرعہ نے موردِ طعن بنایا ہے ابن جوزی نے انہیں اپنی موضوعات میں شمار کیا ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی نے ان روایات کے علاوہ مزید چند روایات پر ''باتمس اليه الحاجة'' (ص ۳۸ تا ۴۵) میں بحث کی ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں متعدد ضعیف روایات ہیں بلکہ حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ فائدہ بتلایا ہے: ''كل ما انفرد به ابن ماجه فهو ضعيف''۔

لیکن یہ درست نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگرچہ سنن ابن ماجہ میں بہت سی منکر روایات ہیں تاہم

Marfat.com

یہ حکم علی الاطلاق درست نہیں ہے اور حافظ مزی کے اس قول کو رجال پر معمول کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔ (التہذیب)

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا اسے رجال پر محمول کرنا بھی محل نظر ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی نے ابن ماجہ اور علم حدیث میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہت سے منفرد راوی ایسے ہیں جنہیں ثقہ ہونے کے سبب ضعیف نہیں کہا جا سکتا پھر اس کی چند امثلہ بھی (ص ۲۳۹،۴۰ میں) ذکر کی ہیں۔ (ابن ماجہ اور علم حدیث)

الغرض ابن ماجہ میں ضعیف روایات موجود ہیں بھی تو اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ معیوب نہیں ہے۔ صحیحین کے علاوہ وہ کونسی ایسی حدیث کی کتاب ہے جس میں ضعیف روایات نہیں ہیں اور پھر بھی ان کی افادیت مسلم ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ پر اسی سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' کتابه فی السنن جامع جید کثیر الابواب واتغرائب و فیه احادیث ضعیفة جدًا

رہ ..... (التهذیب)

کیا سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں داخل ہے☆

سنن ماجہ کو سب سے پہلے ابو طاہر مقدسی م ۵۰۷ء نے اصول میں داخل کیا ہے اور اصحاب رجال میں سب سے پہلے حافظ عبدالغنی المقدسی المتوفی ۶۰۰ء نے الکمال میں ابو طاہر کی موافقت کرتے ہوئے صحاح خمسہ کی چھٹی کتاب اس کو قرار دیا ہے۔ متاخرین نے انہیں کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''متابعة اصحاب الاطراف والرجال''. (تدریب)

اس سے قبل حدیث کی اہم ترین کتابیں صحیحین' ابوداؤد اور سنن نسائی ہی شمار ہوتی تھیں جیسا کہ حافظ ابن السکن اور حافظ ابن مندہ سے اس کی تصریح منقول ہے۔ پھر حافظ ابو طاہر سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ترمذی کو بھی ان میں شامل کیا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن الصلاح نے بھی ان پانچ کتابوں کے مصنفین کی ہی وفیات ذکر کی ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل حافظ ابوالطاہر نے ابن ماجہ کو اصول کی کتاب قرار دیا تھا۔

(ابن الصلاح ص: ۳۸۷' ط حلب التقریب انواع السنون)

لیکن حافظ صلاح الدین خلیل الدین م ۷۶۱ء نے سنن دارمی کو چھٹی کتاب قرار دیا ہے اور علامہ سیوطی کی تصریح کے مطابق حافظ کا بھی یہی رجحان معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

'' و قال شیخ الاسلام لیس دون السنن فی الرتبه بدلو قسم الی الخمسه اولی من ابنماجه فانه امثل منه بکثیر''

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قدیم قول معلوم ہوتا ہے کیونکہ حافظ مغلطائی کے قول: ان مالکاً اول منصنف الصحیح وقدره احمد بن حنبل و قلده الدارمی پر تعقب کرتے ہوئے حافظ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

'' کیف ولو اطلق علیه ذالك یعتمد علیه لکان الواقع فلانه لما فی الکتاب

Marfat.com

المذکور من الاحادیث الضعیفة المنقطعة والموضوعه"

(توضیح الافکار ص ۳۹، ج ۱)

شیخ الاسلام کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے یہ گمان درست نہیں کہ سنن دارمی، سنن ابن ماجہ سے اولیٰ ہے اور پھر تہذیب وتقریب کا مطالعہ آپ کے سنن ابن ماجہ کو اصول کی چھٹی کتاب شمار کرنے کی غمازی کرتا ہے۔ جو ایک منہ بولتی دلیل ہے۔

اس کے برعکس حافظ رزین اور ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کو چھٹی کتاب قرار دیا ہے اور اہل مغرب کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ اسے چھٹی کتاب شمار نہیں کیا ہے۔ تاہم فرماتے ہیں:

کتابه هذا مفید توی النفع فی الفقه (کامل لابنالاثیر ص ۲۹۸، ج ۷)

لیکن انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ ابن ماجہ اصول کی کتاب شمار کی جائے۔ جمہور کی یہی رائے ہے اور موطا کو صحت کے لحاظ سے ابن ماجہ پر کہیں بالاتری حاصل ہے اور جن علماء نے اسے چھٹی کتاب کہا ہے انہوں نے باعتبار صحت کے یہ حکم نہیں لگایا بلکہ کثرت روایات کے سبب یہ حکم لگایا ہے۔ چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" و قد موه (ای ابن ماجه) علی المؤطا لکثرة زوائد علی الخمسه بخلاف المؤطا". (فتح المغیث ص ۳۳)

مگر متقدمین میں اسے اصول میں شمار کرنے پر اختلاف رہا ہے۔ تاہم متاخرین میں بجز شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام ابن ماجہ ہی کو اصول ستہ میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابوالحسن السندی فرماتے ہیں:

" غالب المتاخرین علی انه سادس السنة" (مقدمه شرح ابن ماجه للسندی)

اور یہی قول حافظ ابن کثیر، ابن خلکان اور دیگر اصحاب فن (رحمہم اللہ) سے منقول ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ ہم نے صحاح ستہ کی تعیین میں اختلاف اور قول راجح کے عنوان پر قدرے تفصیل سے بحث کی ہے جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

صحت کے اعتبار سے سنن ابن ماجہ کا درجہ ☆

مذکورہ القوق سے معلوم ہو چکا ہے کہ "ابن ماجہ" صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے اور اس کا ان کتب خمسہ کے بعد درجہ ومقام ہے۔ محدث السندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" غالب المتاخرین علی انه سادس السنة" (مقدمه شرح ابن ماجه للسندی)

اسی طرح ابن الوزیر الیمانی رقمطراز ہیں:

" والسنن ابن ماجه فانها دون هذین الجامعین (ای عن ابی داؤد والنسائی)

(تنقیح الانظار ص ۳، ۲۲۲)

لیکن یہ ترجیح مجموعی اعتبار سے ہے نہ کہ کتب خمسہ کی ہر روایت کی صحت کے اعتبار سے کہ ابن ماجہ کی ہر روایت

Marfat.com

پر فوقیت رکھتی ہو بلکہ مولانا عبدالرشید نعمانی نے یہاں تک لکھا ہے کہ سنن میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو صحت میں صحیح بخاری کی حدیثوں سے بھی اصح ہیں جس پر انہوں نے تین امثلہ بھی ذکر کی ہیں لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ یہ تینوں روایتیں اصول سے متعلق نہیں۔

خصوصیات ابن ماجہ ☆

سنن ابن ماجہ گوصحاح میں آخری درجہ کی کتاب ہے۔تاہم اس میں چند خصوصیات ایسی ہیں جو اسے دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہیں۔

① اس میں بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن سے صحاح کی دوسری کتابیں خالی ہیں اور علماء کے نزدیک یہی وجہ اس کے اصول میں شمار کیے جانے کی ہے۔

② حسن ترتیب وتبویب کے لحاظ سے بھی اسے امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ پھر اس میں تکرار نہیں ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وفی الواقع۔ازحسن ترتیب وسرد حدیث بے تکرار آنچہ ایں کتاب دارد ہیچ از کتب ندارد۔ (بستان ص۱۱۲' مترجم)

③ مسائل واحکام میں اس قدر جامع ہے کہ امام ابوزرعہ دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اس کے سامنے دوسری جوامع و مصنفات بیکار ہوکر رہ جائیں گی۔امام موصوف کا یہ قول بے شک بجا ہے۔شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں: اگر کسی کو بہت زیادہ متون پر مشتمل کتاب کی تلاش ہوتو اسے ابن ماجہ کا مطالعہ کرنا چاہیے' اس وصف میں وہ دوسری کتابوں سے منفرد وممتاز ہے۔ (حواشی سعدی)

④ صحاح میں اگرچہ اس کا چھٹا مقام ہے لیکن سند کا یہ عالم ہے کہ اس میں پانچ ثلاثی احادیث مروی ہیں۔

⑤ متعدد مقامات پر غریب احادیث کی تفصیل بھی مذکور ہے۔مثلاً:

باب ما جاء فی الخطبه یوم الجمعه باب من فاتته الاربع قبل الظهر باب ما جاء فی صلٰوة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی مرضه باب الولیمة الاقتصاد فی طلب المعیشة باب کسب الحجام"۔

(ابن ماجہ وعلم حدیث)

⑥ بسا اوقات مختلف بلاد کی جو مخصوص روایات ہوتی ہیں ان کی نشاندہی بھی فرماتے ہیں۔جس سے حدیث نبوی کے ساتھ اس عہد کے مسلمانوں کے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔مثلاً باب ما جاء فیما یستحب من التطوع باالنهار کے تحت حبیب بن ثابت کی روایت لانے کے بعد اس حدیث کے راوی ابواسحٰق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"ما احب ان لی بحدیثك هذا ملأ مسجدك ذهبًا"۔

اسی قسم کے مفید اور مزید اشارے مندرجہ ذیل ابواب میں ملتے ہیں:

"باب وقت صلٰوة المغرب' باب ذکر وتاته و دفعه صلی اللّٰه علیه وسلم' باب

Marfat.com

من طلق امة تطلتقين' كتاب الفتن من فتنة الدجال

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۲۔)

ثلاثیاتِ ابن ماجہ پر ایک نظر ☆

جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں ابن ماجہ کی خصوصیات جملہ میں ایک علو سند بھی اسے ممتاز کرتی ہے کہ اس میں پانچ ثلاثیات مروی ہیں۔ البتہ صحت کے اعتبار سے اتنا وزن نہیں رکھتیں۔ اس لئے کثیر بن سلیم پر ان جملہ روایات میں محدثین نے جرح کی ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اسے متروک کہا ہے۔ امام ابن مدینی ابو حاتم اور ابن معین نے ضعیف کہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' و كثير ابو هشام اراه ابن سليم عن انس منكر الحديث'' (میزان)

اور یہ تمام روایات کثیر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہیں۔ جو درج ذیل ابواب میں مروی ہیں:

١) بابالوضوع عند الطعام' ٢) باب الشواء' ٣) باب الضيافة' ٤) باب صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم' ٥) باب الحجامة.

نیز ان میں جبارہ بن مغلس بھی متکلم فیہ ہے۔

شروح ومتعلقات ☆

سنن ابن ماجہ کا مقام اگرچہ سنن نسائی کے بعد ہے لیکن تعلیقات وشروح کا سلسلہ جو ابن ماجہ سے متعلق ہے وہ سنن نسائی سے نہیں اور یہ ابن ماجہ کی رفعت شان میں خاطر خواہ اضافہ کو مستوجب ہے۔ اس سلسلہ میں جن اعیان نے اس مقدس کتاب سے علاقہ رکھا ہے وہ درج ذیل ہیں:

① سب سے پہلے ابن ماجہ پر حافظ مغلطائی م ۷۶۲ء نے اس پر ایک جامع شرح لکھی لیکن وہ نامکمل رہی' اسی کیفیت میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں صرف ایک حصہ کی شرح ہے اور بعض نے اس کی آٹھ جلدیں بتلائی ہیں۔ (الاعتصام ماہ دسمبر ۱۹۶۹ء)

② ایک شرح ابن رجب زبیری کی ہے جو ابن رجب مشہور سے متاخر ہیں۔

③ ما تمس اليه الحاجه على سنن ابن ماجه۔ یہ شرح ان احادیث کی ہے جو کتب خمسہ سے زائد ہیں۔ جسے حافظ عمر بن علی الملقن م ۸۰۴ء نے مرتب فرمایا ہے۔ آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

④ الديباجهفى شرح سنن ابن ماجه. یہ شرح کمال الدین بن موسیٰ دمیری کی ہے۔ جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مات قبل بيضها'' (البدر الطالع)

⑤ ایک مختصر شرح حافظ برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبی م ۸۴۱ء کی ہے۔

⑥ مصباح الزجاجہ کے نام سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ کی شرح لکھی ہے جو دراصل حاشیہ کی صورت

Marfat.com

میں ہے۔

⑦ نور مصباح الزجاجہ' یہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مصباح کا اختصار ہے جسے شیخ علی بن عثمان نے مرتب کیا ہے۔ مصر میں طبع ہو چکی ہے۔

⑧ محدث ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی م ۱۱۳۸ء نے بھی شرح لکھی ہے جو علامہ سیوطی کی مصباح سے مبسوط ہے۔ آپ نے اس میں الفاظ غریبہ کا حل اور بیان اعراب کا خصوصیت سے اہتمام کیا ہے۔ یہ مصباح سے جامع ہے۔

⑨ ''انجاح الحاجة'' یہ شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۵ء کی شرح ہے اور مطبوع ہے۔

⑩ مولانا فخر الحسن گنگوہی کا حاشیہ بھی موجودہ مطبوع ابن ماجہ پر ملتا ہے۔ آپ نے علامہ سیوطی اور علامہ مجددی کے حواشی کو اضافوں کے ساتھ اس میں سمو دیا ہے۔

⑪ ''مفتاح الحاجه'' یہ شیخ محمد علوی کا حاشیہ ہے۔ جو اصح المطابع لکھنؤ سے شائع ہوا۔

⑫ ان دنوں شیخ محمد فواد عبدالباقی جو بقید حیات ہیں کی تعلیقات کے ساتھ نہایت عمدہ اور اعلیٰ خط اور اعلیٰ کاغذ کے ساتھ مطبوع ہے۔ ابن ماجہ کا اس سے بہتر ایڈیشن اس سے قبل شائع نہیں ہوا۔ مؤلف زید مجدہٗ نے سند و متن پر اعراب وغیرہ بھی لگا دیئے ہیں۔ کتب' ابواب اور احادیث کو عرق ریزی کے ساتھ شمار کیا ہے اور افراد ابن ماجہ پر حدیث کی حیثیت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ مزید یہ کہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر سنن کی تمام مندرجہ احادیث کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ جس سے یہ سہولت ہو پائی ہے کہ حدیث کے پہلے جملہ کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اسے تلاش کرنا دشوار نہیں ہے۔

⑬ '' رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه''۔ یہ مشہور مترجم علامہ وحید الزمان صاحب کا اردو ترجمہ ہے۔ گویا ایک مختصر شرح ہے۔ تین ضخیم جلدوں میں لاہور سے ۱۳۱۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔

⑭ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجہ کی ان روایات پر جو صحیحین سے زائد ہیں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام المجروفی اسماء الرجال ابن ماجہ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ دمشق کے کتب خانہ قاہرہ میں موجود ہے۔

⑮ زوائد ابن ماجہ یہ حافظ شہاب الدین ابوبکر بومیری کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے ہر حدیث کی اسنادی حالت ذکر کر دی ہے اور اس کا اکثر و بیشتر حصہ علامہ سندھی کے حاشیہ میں آ گیا ہے۔

Marfat.com

حالاتِ مترجم

حضرت مولانا نواب وحیدالزمان رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت ووفات ☆

مولانا موصوف بتاریخ ۱۷/ رجب ۱۲۶۷ (۱۸۵۰) بمقام کانپور ضلع یو۔ پی ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ (۱۵ مئی ۱۹۲۰) کو ستر' اکہتر برس کی مبارک عمر پاکر وقار آباد ضلع حیدرآباد دکن ہند میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ تغمده الله بغفرانه و ادخله بحبوحة جنانه۔

مولانا ایک علمی خاندان کے فرد فرید تھے۔ آباؤ اجداد ملتان سے لکھنؤ آئے۔ بعدہٗ کانپور سکونت اختیار کی۔

نام ونسب ☆

وحیدالزمان بن مسیح الزماں بن نور محمد بن شیخ احمد فاروقی ملتانی ثم حیدرآبادی' وقار نواز جنگ بہادر' خطاب۔

تعلیم وتربیت ☆

جیسا کہ اس زمانہ میں رواج تھا۔ قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ' نیز اردو فارسی کی تعلیم اپنے والد مولانا مسیح الزماں (متوفی مکہ مکرمہ ۱۲۹۵ء) سے آٹھ سال کی عمر تک حاصل کرلی۔ بعدہٗ درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں سے لے کر انتہائی عربی علوم منقول کی اپنے ہاں کے مختلف ماہر فنون اساتذہ اور مدرسہ فیض عام کانپور سے تکمیل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل بھی ہوگئے۔

اساتذۂ فنون ☆

مولانا مفتی عنایت احمد صاحب (مصنف علم الصیغہ وغیرہ) مولانا محمد سلامت اللہ صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا محمد بشیر الدین قنوجی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف شرح مسلم الثبوت وتفہیم المسائل وغیرہ) مولانا محمد عبدالحئ لکھنوی' مولانا عبدالحق بنارسی نیوتنوی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ مولانا محمد اسمٰعیل شہید وامام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

مشائخِ حدیث ☆

حضرت شیخ الکل فی الکل مولانا سید محمد نذیر حسن محدث دہلوی عرف میاں صاحب' شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی' مولانا محمد بشیر الدین قنوجی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ احمد بن عیسیٰ الشرقی الحنبلی' مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب محدث لکھنوی' مولانا الشیخ بدرالدّین المدنی' مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی' رحمہم اللہ اجمعین۔

تحصیل علوم کے بعد ☆

۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۶ء میں آپ کے والد مولانا مسیح الزمان رحمۃ اللہ علیہ نے ریاست حیدرآباد دکن (ہند) میں ملازم کرادیا۔ ۳۴ برس برابر نہ صرف ملازمت میں رہے بلکہ بعض مناصب پر بھی فائز ہوئے اور وہاں کے دستور کے مطابق ''وقارنواز جنگ بہادر'' سرکاری خطاب سے بھی نوازے گئے۔

علمی ذوق ☆

علمی ذوق وراثت میں ملا تھا۔ بلا کے ذہین' مطالعہ گویا طبیعت ثانیہ تھی۔ سرعت فہمی اور زورنویسی دونوں سے بہرہ ور حافظہ کی نعمت سے مالا مال' ان سارے اوصاف پر آپ کا کثیر التالیف ہونا بہترین شہادت ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید سے شغف ☆

ملازمت ہی کے دوران ۲۳ سال کی عمر میں تھے کہ حفظ قرآن کی طرف خیال آ گیا۔ کم وبیش ڈیڑھ سال کی دمت میں قرآن مجید بھی حفظ کرلیا۔ پھر ہر ماہ میں دو دفعہ ختم کرنے کا آخر عمر تک التزام رکھا۔

تصوف ☆

اپنے دور کے دستور کے مطابق سلسلہ قادریہ' پھر نقشبندیہ میں مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی سے بیعت تھے۔ جن سے حدیث مسلسل یا مترجمہ کی سند بھی حاصل کی۔

ذوقِ شاعری ☆

شعروسخن کا ذوق بھی تھا۔ عربی اور اُردو دونوں میں آپ کے اشعار ملتے ہیں۔ مثلاً تیسر الباری کے آخر میں تاریخ کا آغاز واختتام وغیرہ۔

انگریزی کی بھی ۱۲۹۸ھ میں چھ ماہ کے عرصے میں اتنی استعداد پیدا کر لی تھی کہ قومی مجالس میں ضروری گفتگو تفصیل سے کر لیتے تھے۔

Marfat.com

سفرِ حج ☆

تین دفعہ (۱۲۸۷ء، ۱۲۹۴ء، ۱۳۳۲ء) حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ پہلے دو اپنے والد مولانا مسیح الزمان کی معیت میں اور آخری سفر پر اپنی اہلیہ سمیت اس نیت سے گئے کہ مدینہ منورہ میں اب رہائش رکھیں گے لیکن بعض ایسے ناگزیر اسباب پیدا ہو گئے کہ وطن واپس آنا پڑا۔ بعد میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس پر پھر واپس مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے۔

مجلس مدینہ یونیورسٹی کی رکنیت ☆

آخری مرتبہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں عرب وترک عمائد کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک یونیورسٹی بنانے کے لئے ایک مجلس ترتیب دی گئی۔ جس کے ارکان میں نامور انقلابی صاحب علم وفکر مولانا سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ مولانا بھی اس کے رکن نامزد کئے گئے تھے۔ (تذکرہ الوحید ص ۱۶)

قومی خدمات ☆

مولانا کو باہمیں ہمہ شغف علمی وانہماکِ ترجمہ وتالیف اور منصبی مصروفیات' قومی اور ملکی حالات سے ہمیشہ دلچسپی رہی۔ چنانچہ ندوۃ العلماء لکھنؤ علی گڑھ کالج (جو بعد میں یونیورسٹی کہلائی) مدرسہ فیض عام (کانپور) انجمن اخوان الصفاء جلسہ خیر خواہ ہند' انجمن اہلحدیث مدراس وغیرہ' سماجی اور مذہبی معاملات میں گرمجوشی سے حصہ لیتے تھے۔ اکثر مجالس میں وعظ اور تقریریں بھی کرتے تھے۔ تاہم بحث ومناظرہ کو ناپسند کرتے تھے۔

مسلک ☆

مولانا شروع میں بڑے پکے حنفی تھے۔ کتاب ''نور الہدایہ'' ترجمہ وتشریح وقایہ' اسی دور کی تالیف ہے۔ اس کے دیباچے میں نہ صرف یہ کہ وجوبِ تقلید شخصی پر تفصیلی دلائل دیئے ہیں بلکہ دوسرے مقامات میں بھی اہلحدیث کے مسائل پر تنقید وجرح کی ہے لیکن اس کے بعد اپنے بڑے بھائی مولانا بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ جو واقعہ بڑے پختہ اہلحدیث تھے سے تبادلہ افکار وخیالات کے نتیجے میں آپ نے تقلید شخصی ترک کر دی تھی اور اپنے علم وتحقیق کے مطابق دلیل صحیح کی پیروی کرتے تھے۔ مرحوم اپنے اس بھائی سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں خود لکھا ہے:

''مولوی صاحب بدیع الزماں صاحب مرحوم ومغفور جنہوں نے ۱۳۱۲ھ میں بمقام حیدرآباد بعمر شصت سال تخمیناً انتقال کیا اور اسی شہر میں مدفون ہوئے واعظ بے نظیر تھے۔ ان کی شیریں کلامی کی تعریف مدراس' بنگلور' حیدرآباد' بنگالہ' پنجاب' رنگون' کلکتہ' دہلی اور لکھنؤ ہر ایک شہر میں زبان زد خلائق ہے۔ ان کی تصنیفات وتالیفات یہ ہیں: فہرست قرآن سبیکۃ الذہب الابریز' ترجمہ ترمذی' سیف الموحدین' ترجمہ انتہائی الاستوار بزبان اُردو' تذکرۃ الوحید حیدرآباد دکن ۱۹۱۹ء۔''

Marfat.com

نوٹ ☆ صاحب ترجمہ نے مولانا بدیع الزماں کے ترجمہ وشرح ترمذی کا ترجمہ موطا کے دیباچے میں ماخوذ کیا ہے۔ نیز آپ نے ارشاد اہل التوحید الی مزایا السنۃ ورزایا التقلید بھی ترجمہ ترمذی کے بعد تالیف فرمائی تھی جو مطبع محمدی لاہور میں طبع ہوگئی تھی۔ تاریخ طبع ۱۳۹۹ھ دوسو صفحات' کتاب نہایت عمدہ اور تحقیقی ہے۔۱۲

صاحب ''نزہۃ الخواطر'' مولانا کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

'' كان شديد فعي التقليد فى بداية امره ثم روضه و تحرر واختار مذهب اهلحديث مع شذوذ عنهم فى بعض المسائل (ص ۵۱۵)۔''

یعنی ابتداءً تقلید میں متشدد تھے پھر تقلید ترک کر کے آزاد فکر ہو گئے تھے اور مذہب اہل حدیث (اصولاً) اختیار کرلیا تھا (تاہم) بعض مسائل میں اہل حدیث سے تفرد وشذوذ رکھتے تھے۔

اخلاق وعادات ☆

مولانا با اخلاق' منکسر المزاج اور متواضع تھے۔ لباس وطعام وغیرہ میں شب وروز کا پروگرام باقاعدہ رکھتے تھے۔ محنت وجفاکشی کے عادی' مہمان نواز اور ملنسار مگر حق بات کہنے میں جری' سحر خیزی وتہجد گزاری کی بچپنے سے جو عادت ہوئی تو وہ آخری زندگی تک برابر رہی۔ مزاج میں عجلت ضرور تھی لیکن قلب رقیق اور دلِ دردمند پایا تھا۔ اخلاص'' حسن نیت اور بے لوثی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اپنی تالیفات سے کوئی مالی منفعت حاصل نہیں کی۔ تبلیغ واشاعت دین کے عشق کا یہ حال کہ انوار اللغۃ جیسی ۲۸ حصوں پر مشتمل کتاب کو بڑھاپے کی حالت میں اپنے ہاتھ سے کتابت کرا کے طبع کرایا۔

تالیف وتصنیف ☆

ترجمہ اور تالیف وتصنیف میں باعتبارِ کثرت' تنوع موضوعات اور مواد مولانا نادرۂ روزگار تھے۔ مؤلفات کی تعداد سو کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔ اہم کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

قرآن مجید ☆

۱) موضحۃ الفرقان (بامحاورہ ترجمہ قرآن مجید)۔
۲) تفسیر وحیدی (ترجمہ مذکورہ پر تفصیلی حواشی)۔
۳) لغات القرآن اور
۴) بشارۃ الاخوان بفضائل القرآن (یہ دونوں تفسیر وحیدی کے ساتھ مطبوع ہیں)۔ تبویب القرآن بضبط مضامین الفرقان مع تفسیر وحیدی۔

حدیث ☆

تیسر الباری ترجمہ صحیح البخاری مع حواشی' تسہیل القاری ترجمہ وشرح صحیح بخاری اردو میں صحیح بخاری' اردو میں

Marfat.com

صحیح بخاری کی مبسوط شرح جو غالباً پانچ چھ پاروں تک پہنچ سکی۔ جتنی ہے لاہور میں طبع ہوگئی تھی۔ المعلم ترجمہ صحیح مسلم مع مختصر شرح' کشف المغطا ترجمہ وشرح موطا امام مالک' الہدی المحمود لترجمہ سنن ابی داؤد۔ روض الربی ترجمہ وشرح سنن نسائی۔ رفع العجاجہ ترجمہ وسنن ابن ماجہ اشراق الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار عربی' احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد عربی اور انوار اللغۃ واسرار اللغۃ یا وحید اللغات ۲۸ حصوں میں سنی شیعہ کتابوں میں وارد احادیث کی لغات عربیہ کی اُردو تشریحات۔

فقہ ☆

نور الہدایہ ترجمہ وشرح' شرح وقایہ فقیہ حنفی' کنز الحقائق فی فقہ خیر الخلائق' عربی فقہ الحدیث' نزل الابرار من فقہ النبی المختار عربی (موضوع نام سے ظاہر ہے) ہدیۃ الہدی من الفقہ المحمدی (عربی) اس کے سات حصے طبع ہوئے۔ پہلے عقائد میں' دوسرا اصول استدلال میں۔ باقی چار حصے فقہی مسائل پر ہیں اور ہر ایک کا نام الگ ہے مثلاً ساتویں حصے کا نام تنقید الہدایہ وتسدید الروایۃ واصلاح الہدایہ (موضوع نام سے ظاہر ہے) یہ حصہ شوال ۱۳۳۸ھ میں آپ کے صاحبزادے مولانا احسن الزمان مرحوم کے اہتمام سے مجتبائی لکھنؤ (ہند) میں طبع ہوا (یعنی مولانا مرحوم کی وفات کے دو ماہ بعد) تشریح الحج والزیارۃ (اُردو)۔

عقائد ☆

الانتبار فی الاستواء (مسئلہ استواء علی العرش کے مبسوط کتاب) عقیدہ اہل سنت واستواء ہی کے مبحث میں مختصر رسالہ فتاویٰ بے نظیر درنفی مثل آنحضرت ﷺ بشیر ونذیر اردو الحاشیہ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیہ (شرح مواقف کے امور عامہ کے سلسلہ میں)۔

متفرقات ☆

راہِ نجات (اردو) وظیفہ بنی بادراء وحید و وظائف اردو تذکرۃ الوحید خودنوشت سوانح حیات ۱۳۲۷ھ تک (اردو) تقریرِ دلپذیر ہندو مسلمان'' مضامین سبعہ مندرجہ رسالہ معلّم نسواں' قواعد محمدی اردو مجموعہ قوانین مالی سرکار نظام رپورٹ لوکل فنڈ وتاریخ ممالک محروسہ سرکارِ نظام حیدرآباد (دکن' ہند)۔

تصحیح کنز العمال ☆

علاوہ ازیں حدیث شریف کی ایک ضخیم کتاب کی تصحیح بھی آپ نے نہایت قابلیت اور جانفشانی سے کی جیسا کہ کتاب مذکور (طبع اول حیدرآباد) کے خاتمۃ الطبع میں ہے۔

Marfat.com

تراجم صحاح ستہ نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تھی ☆

مؤطا امام مالک کے ترجمہ کے دیباچے میں مولانا بدیع الزمان کے ایک خط کا ذکر کیا گیا ہے' جوانہوں نے بھوپال سے مولانا کو بھیجا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ:

''جناب فیض مآب ..... محی السنۃ نواب والا جاہ..... سید محمد صدیق حسن خان بہادر..... ہمارے تمہارے مقصد ہجرت ۱۲۹۴ھ سے مطلع ہوکر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزراوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ بھائی صاحب موصوف نے سنن ترمذی[1] کا ترجمہ شروع کردیا۔ فقیر نے مؤطا شریف کا۔ (ص۲' طبع مرتضوری دہلی ۱۲۹۶ھ)

تلامذہ ☆

قیام حیدرآباد کے دوران ملازمت کے فرائض اور تالیف وترجمہ کے مشائل کے باوجود درس وتدریس کا سلسلہ کچھ نہ کچھ رہا۔ چنانچہ اس نواح کے چند تلامذہ کا آپ نے تذکرہ الوحید میں ذکر کیا ہے۔ جن میں مولانا انوار اللہ خاں فضیلت یار جنگ بہادر مرحوم کا نام بھی ہے۔

عزلت کا زمانہ اور وفات ☆

۱۳۱۸ھ میں سرکاری ملازمت سے سبکدوشی کے بعد پوراوقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور ترجمہ وتالیف میں صرف ہوتا تھا۔ آخری سفر حجاز سے وطن واپس ہوئے تو چونکہ ارادۂ ہجرت سے گئے تھے حیدرآباد کے بجائے مدارس کے اس نواح (بنگلور وغیرہ) میں رہائش رکھ لی۔ چنانچہ انوار اللغۃ اور کتب فقہ الحدیث غالباً اسی دور کی یادگار ہیں لیکن حالاتِ پیش آمدہ کے سبب زندگی کے آخری سال ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء وقار آباد ضلع حیدرآباد دکن جہاں اصل سکونت تھی میں آ گئے۔ اسی جگہ ۶ شعبان ۱۳۳۸ھ بمطابق ۲۶ اپریل ۱۹۲۰ء کو آپ کا لڑکا محمد محسن کا (عین شباب) میں انتقال ہوا اور ۱۹ دن بعد یہ صدمہ دیکھ کر ۲۵/ شعبان ۱۳۳۸ھ خود وفات پا گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ سقی اللّٰہ ثراہ وجعل الجنّۃ مثواہ۔

نوٹ ☆ حالات کی ترتیب میں مندرجہ ذیل مواد پیش نظر رہا: ۱) تذکرۃ الوحید'' ۲) اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱ جون ۱۹۲۰ء' ۳) حیات وحید الزمان' مرتبہ مولانا عبدالحلیم چشتی کراچی' ۴) نزہۃ الخواطر (عربی (جلد ۸ ص ۵۱۳ تا ۵۱۶)۔

ترتیب

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مدیر ''الاعتصام'' لاہور

ورکن وفاقی مجلس شوریٰ پاکستان

---

[1] نام جائزہ الشوذی۔ اس کے بعد سنن ابن ماجہ کا ترجمہ شروع کیا تھا۔ باب ما جاء فی التوقیت للمسح للمقیم والمسافر تک پہنچے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

Marfat.com

كِتَابُ السُّنَّةِ[1]

۱: بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

لغوی تشریح :۔ مترجم کہتا ہے "اِتِّبَاع" لغت میں پیچھے چلنے کو کہتے ہیں کہ اسی سے ہے اتباع جنائز بہ تشدید تاء مکسورہ اور اسی سے ہے یہ حدیث اِتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ یعنی پیچھے چلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی سے ہے۔ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاَدَاوَةٍ یعنی مغیرہ آپ کے پیچھے چھاگل لے کر چلے اور حدیث فتنہ یَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ اور یہاں اتباع سے مراد پیروی اور اقتداء ہے اور مؤلف نے سرے ہی سے گویا تقلید کی جڑ کاٹ دی اور اصل اعمال دین کا اتباع کو ٹھہرایا اس لئے کہ اصطلاح شرع میں اتباع نام ہے حجت کے ساتھ تمسک کرنے کا اور تقلید نام ہے اس کے قول سے تمسک کرنے کا جس کا قول تجھ پر حجت نہیں۔ یہی قول ہے ابو عبداللہ بن خوارزمندی بصری کا (کذا فی اعلام الموقعین) اور سنت لغت میں طریقہ اور سیرت ہے اور یہاں وہ عقیدہ اور عمل اور ملکاتِ صالحہ اور اخلاقِ رضیہ اور عاداتِ بہیہ مراد ہیں۔ جو مروی ہوئے ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً یا فعلاً یا تقریراً۔

۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ، قَالَ: ثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

۱: روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: جس کا میں حکم کروں تم اس پر عمل کرو اور جس سے میں منع کروں اس سے باز رہو"۔ مترجم کہتا ہے کہ یعنی خود بغیر ضرورت سوال نہ کرو چنانچہ آگے کی روایت میں صاف اس سے نہی فرمائی۔

۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ اَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَ اخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوْا۔

۲: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دو اور سوال نہ کرو مجھ سے اس چیز کا جس کا میں نے بیان کرنا تم سے چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ ہلاک ہو گئے تم سے اگلے لوگ اپنے انبیاء سے سوال اور اختلاف کر کے اور جب میں تمہیں حکم کروں کسی شے کا تو اس پر عمل کرو جتنا تم سے ہو سکے اور جب روک دوں میں تم کو کسی شے سے تو باز رہو اس سے۔

---

[1] "کتاب السنة" کا عنوان علامہ وحید الزمانؒ والے نسخہ میں موجود نہیں تھا یہ دار السلام ریاض کے عربی نسخہ سے درج کیا گیا ہے۔ (حافظ سلفی)

Marfat.com

۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْعَصَى اللّٰهَ.

۳: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اطاعت کی میری اس نے اطاعت کی اللہ اور جس نے نافرمانی کی میری اس نے نافرمانی کی اللہ کی۔

تشریح ۞: یہ مضمون بعینہٖ قرآن مجید کا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جو اطاعت کرے رسولؐ کی وہ اطاعت کر چکا اللہ کی۔

۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سُوْقَةَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَمْ يَعْدُهُ وَ لَمْ يُقَصِّرْ دُوْنَهٗ۔

۴: روایت ہے حضرت ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے: کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سنتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث تو نہ اس میں کچھ بڑھاتے نہ گھٹاتے۔

تشریح ۞: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہایت پابند سنت تھے اور ہرگز اپنی جانب سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تقصیر یا اس سے تجاوز نہ فرماتے تھے چنانچہ امام احمد نے بسند صحیح مجاہد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں ایک سفر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ ایک مقام میں راہ سے ہٹ کر چلنے لگے تو اُن سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ انہوں نے کیا تھا سو میں نے ویسا ہی کیا اور بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک درخت کے نیچے جاتے جو مکہ اور مدینہ کی راہ میں تھا اور وہاں قیلولہ کرتے اور خبر دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ کذا فی مصباح الزجاجہ۔

۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِیُّ ، ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عِيْسَى بْنِ سُمَيْعٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَفْطَسُ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُرَشِیِّ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَ نَتَخَوَّفُهٗ فَقَالَ اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتّٰى لَا يُزِيْغَ قَلْبَ اَحَدِكُمْ اِذَاغَةَ الَّاهِيْهُ وَ ايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا سَوَاءٌ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ صَدَقَ وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْنَا ، وَاللّٰهِ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا سَوَاءٌ۔

۵: روایت ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نکلے ہماری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم ذکر کر رہے تھے فقر کا اور اس سے ڈر رہے تھے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم فقر سے ڈرتے ہو اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے تمہارے اوپر دنیا ایسی برسائی جائے گی کہ جس کے دل میں ذرا سی کجی بھی ہوگی اور اس کی کجی اور بڑھ جائے گی اور قسم ہے اللہ کی میں نے تم کو ایسی شریعت پر چھوڑا ہے کہ رات اور دن اس کا برابر ہے۔ کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسی ہی شریعت پر چھوڑا ہے جس کا رات اور دن برابر ہے (یہ حدیث صرف ابن ماجہ میں ہے)۔

---

۱ اس حدیث میں مؤلف منفرد ہیں۔ (احمد یار)

Marfat.com

تشریح: لَا يَزِيْغُ قَلْبَ اَحَدِكُمْ اِزَاغَةً اس کے دو معنی ہیں۔ ایک اوپر بیان ہوا۔ دوسرا یہ کہ نہ پھیلے گا مال کسی کا مگر دنیا کی طرف یعنی ہر شخص فکر دنیوی میں گرفتار ہو جائے گا اور فتنہ اموال و اولاد کا بڑھ جائے گا اور فتنہ مال کا فتنہ فقر سے زیادہ ہے قولہ رات اور دن اس کا برابر ہے۔ یعنی ایسی شریعت ہے کہ سمجھنا اس کا اور عمل کرنا اس پر نہایت آسان ہے اس میں غوامض اور رموز اور اغلوطات اور چیستانیں (پہیلیاں) نہیں ہیں کہ کسی کے فہم میں نہ آئیں اور نہ ایسے احکام شدید ہیں کہ اس پر عمل نہ ہو سکے۔

۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

۶: روایت ہے حضرت قرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے اللہ تعالیٰ کی مدد میں رہے گا۔ کچھ نہ بگاڑے گا ان کا جو انہیں چھوڑ دے یہاں تک قائم ہو قیامت۔

۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: ثَنَا اَبُوْعَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْاَسْوَدِ وَ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ قَوَّامَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا۔

۷: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک گروہ میری امت سے بخوبی قائم رہے گا اللہ تعالیٰ کے حکم پر۔ کچھ نہ بگاڑے گا ان کا جو ان کا خلاف کرے۔

تشریح: قرطبی نے طائفہ کے معنی جماعت کے لیے ہیں اور اسحاق بن راہویہ نے کہا طائفہ ہزار سے کم کو کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا طائفہ ایک سے ہزار تک ہے اور ابن عباس نے فرمایا طائفہ سے مراد چند لوگ ہیں یا ایک شخص اور صحاح جوہری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ طائفہ ایک ہے اور جو اس سے اوپر ہو۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یہ لوگ اگر محدثین نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کہ اور کون لوگ ہیں۔ روایت کیا اس کو حاکم نے علوم حدیث میں قاضی عیاض نے کہا کہ مراد اس سے گروہ اہلسنت و جماعت کا ہے اور جو مذہب اہلحدیث کا معتقد ہے یعنی تعصب اور تقلید شخصی سے بیزار ہو کہ محدثین کسی کے مقلد نہیں نہ تعصب رکھتے ہیں بلکہ ہر مسئلہ میں جو منطوق آیت و حدیث ہو اس کا متبع ہو اور ہرگز پرواہ نہ کرے کسی کی موافقت سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ کسی کی موافقت اور مخالفت اس کو ضرر کرے گی غرض متبع سنت کو ضرور ہے کہ جب قول و فعل و تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پائے بلا خوف و خطر اس کا متبع ہو جائے اور اگر سارا جہان اس کے مخالف ہو تو ان کو پشہ اور پائے مور کے برابر بھی خیال میں نہ لائے اور شریعت غرائے نبوی اور سنت بیضائے مصطفوی کو مکمل جمیع شرائع ماضیہ اور مہتمم جمیع ملل سابقہ خیال کرے۔ وَذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيْحٍ ثَنَا بَكْرُ بْنُ زُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيَّ وَ كَانَ قَدْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ اللّٰهُ يَغْرِسُ فِيْ هٰذَا الدِّيْنِ غَرْسًا يَسْتَعْمِلُهُمْ فِيْ طَاعَتِهٖ۔

۸: روایت ہے حضرت بکر بن زرعہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے حضرت ابو عنبہ خولانی سے اور انہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ ابو عنبہ نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں نئے پودے لگا کر اپنی فرمانبرداری میں صرف کرتا رہے گا۔

Marfat.com

۹: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعٍ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيْبًا فَقَالَ: اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا وَطَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ لَا يُبَالُوْنَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَ لَا مَنْ نَصَرَهُمْ۔

۹: بسند مذکورہ مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے؟ کہاں ہیں علماء تمہارے؟ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قیامت قائم ہونے تک ایک گروہ میری امت سے غالب رہے گا۔ لوگوں پر کچھ پرواہ نہ ہوگی ان کو کوئی خوار کرے یا ان کی کوئی مدد کرے۔

تشریح ۞ اس سند میں محدثین کو بہت کلام ہے بعضوں نے توثیق کی ہے بعضوں نے تضعیف اور خلاصہ کلام ان کا ہم بعون اللہ یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔ حقیقت اس سند کی یہ ہے کہ عمرو بیٹے ہیں شعیب کے وہ بیٹے محمد کے وہ بیٹے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے یہ ان کا نسب ہے۔ باقی رہی توثیق سو بخاری نے ذکر کیا ہے کہ میں نے دیکھا احمد بن حنبل کو اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور ابوعبیدہ اور عامہ اصحاب کو کہ وہ سب احتجاج کرتے تھے ان کی حدیث سے، نہیں چھوڑی کسی مسلمان نے حدیث ان کی۔ بخاری نے یہ بھی کہا کہ ان کے بعد بھی کسی نے روایت شعیب کی نہیں چھوڑی اور کبھی بخاری نے حمیدی کا نام بھی لیا۔ ان لوگوں کے ساتھ اور ایک بار بخاری نے کہا کہ علی اور یحیٰی بن معین اور احمد خیثمہ اور شیوخ علماء جمع ہوئے اور عمرو بن شعیب کی روایت کا ذکر کیا غرض سب نے کہا کہ وہ حجت ہے اور احمد بن سعید دارمی نے کہا احتجاج کیا ہمارے اصحاب نے ان کی حدیث سے اور شرح مہذب میں کہا ہے کہ یہی قول صحیح اور مختار ہے اس سند کو اس طور پر کہ عمرو روایت کرتے ہیں اپنے باپ شعیب سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے اور سماع شعیب کا اپنے دادا سے اطلاق سند سے ظاہر ہے اور اس صورت میں یہ سند متصل ہے اور ابن حبان نے جو اس پر انکار کیا ہے اس کا ابطال دارقطنی نے بخوبی کر دیا ہے اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ سند مجھ کو زیادہ پیاری ہے بہز بن حکیم عن جدہ سے اور علماء نے ایک جزو مستقل اس سند کے احتجاج میں لکھا ہے اور طاعنین پر اس کے خوب رد کیا ہے اور اس کے احتجاج کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام مالک نے مؤطا میں اس سے استدلال کیا ہے اور مؤطا اصح الکتب ہے اب رہی تضعیف سو کچھ لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس سے ترک احتجاج کیا ہے۔ چنانچہ آجری نے ابوداؤد سے ایسا ہی حکایت کیا ہے اور ابن معین سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ روایت عمرو بن شعیب کی عن ابیہ عن جدہ وجادۃ ہے یعنی وہ صحیفہ سے روایت کرتے تھے اور صحیفہ کی روایت میں اکثر تصحیف ہو جاتی ہے اور اسی لئے اصحاب صحیح نے اس سے اجتناب کیا ہے اور ابن عدی نے کہا کہ روایت ان کی عن ابیہ عن جدہ مرسل ہے اس لئے کہ عمرو کے جد یعنی محمد سے صحبت نہیں، پس روایت ان کی مرسل ہوئی اور ذہبی وغیرہ نے کہا یہ قول نہیں یعنی غیر معتبر ہے اس لئے کہ شعیب کو عبداللہ سے سماع ہے اور عبداللہ ہی نے ان کو پرورش کیا تھا۔ جب باپ ان کے محمد انتقال کر چکے تھے اور شیخ ابواسحٰق نے لمع میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور دارقطنی نے کہا یہاں تفصیل ضرور ہے کہ جب سند میں مذکور ہو کہ مراد دادا سے عبداللہ ہے تو وہ قابل احتجاج ہے والا فلا یا یہ کہے کہ **عن جدہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**۔ غرض معلوم ہو جائے کسی قرینہ سے کہ جد سے مراد عبداللہ ہے تو روایت قابل احتجاج ہے ورنہ نہیں اور ابن حبان نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ اگر وہ اپنے آباء کو بخوبی ذکر کر دے تو معتبر ہے نہیں اور اپنی صحیح میں ابن حبان نے ایک حدیث اسی طور سے روایت کی ہے **عن عمرو بن شعیب عن ابی محمد بن عبداللہ بن عمرو عن ابی مرفوعاً اخبرکم باحبکم الی واقربکم منی مجلساً** (الحدیث) مگر علماء نے کہا جن سندوں میں تصریح وارد ہوئی ہے کہ محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نہایت شاذ و نادر ہیں بہ نسبت ان روایتوں کے جن میں جد ادمراد ہے فقیر کہتا ہے کہ بہرحال اس سند کی توثیق کبار محدثین نے کی ہے اور قول ان کا جنہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے ان محققین کے مقابل میں قابل قبول نہیں۔ کذا فی التدریب۔

Marfat.com

۱۰ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ وَالرَّحَبِیِّ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَى الْحَقِّ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

۱۰۔ روایت ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے قائم رہے گا حق پر اور مدد میں رہے گا اللہ کی اور نہ ضرر دے گا ان کا جو مخالف ہوا ان کا۔ یہاں تک کہ آجائے حکم اللہ عزوجل کا یعنی قیامت۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدھی راہ اللہ کی ایک ہی ہے اور اس سے سوا جتنی راہیں ہیں وہ سب شیطان کی راہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا کہ یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا جو رویہ اور طریقہ اس میں تمہارے چلنے کو مقرر فرمایا یہی میری رضامندی کی راہ ہے اور میری طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو اور سوا اس کے اور راہیں باپ دادا کے اور بیچ والوں کی نکالی ہوئی ہیں وہ راہیں ملک کے بادشاہوں کی نہ چلو اور ان راہوں پر چلو گے تو وہ راہیں تم کو میری راہ سے بہکا دیں گی یہ میں نے تم کو سمجھا دیا تاکہ تم خبردار رہو ان راہوں سے بچتے رہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ نے کسی شخص کو دور سے اپنے حضور میں بلایا اور فرمان قاصد شتر سوار کے ہاتھ بھیجا اور اس میں لکھ دیا کہ فلانے شاہراہ پر ہو کر سیدھے آؤ اس شاہراہ کی سب نشانیاں لکھ دیں اور یہ بھی لکھ دیا کہ فلانا ہمارا قاصد جو یہ فرمان لے کر پہنچتا ہے اس کے ساتھ جس طرح یہ راہ پر لے حضور میں آؤ اور اس راہ میں اور بھی بہت سی راہیں ہیں کہ وہ اور طرف کی ہیں ان راہوں کے چلنے والے بھی اس راہ میں ہیں سے اور اپنی طرف بلائیں گے ان کی طرف نہ جاؤ نہیں تو بہک جاؤ گے اور حضور تک نہ پہنچو گے پھر وہ شخص تھوڑی دور چل کر اور راہوں پر لگ جائے اور اس قاصد کے کہنے کے موافق نہ چلے اور فرمان کو نہ دیکھے اور اس سے مخاطب ہو دریافت نہ کرے اور راہوں کے چلنے والوں کے پیچھے چلے اور پھر جائے کہ میں سیدھی راہ پر بادشاہ کے حکم کے موافق چلتا ہوں تو وہ شخص بادشاہ تک نہ پہنچے گا تو اب اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ جیسے ہر زمانہ میں لوگ دنیا کے کاموں میں نئی نئی صنعتیں اور طریقے نکالتے ہیں ویسے ہی دین کے کاموں میں ہر زمانہ کے لوگ نئی باتیں اور جدا جدا راہیں نکالتے ہیں چنانچہ اس سبب سے الگ دین والے یہود و نصاریٰ کئی فرقہ ہو گئے اور مسلمانوں میں بھی لوگ ہزاروں فرقے بن گئے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین شفیع المذنبین کو اپنا قاصد بنا کر اور فرمان دے کر لوگوں کے واسطے بھیجا اور تمام جہان سے جن و انس کو اپنی طرف بلایا اور قرآن عظیم الشان میں سب پتے اور نشان اپنی راہ کے بالکل تفصیل سے بیان فرما دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکمال رافت و رحمت یہ سب طریقے صاف کھول روس الاشہاد بیان کر دیئے کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن سیدھی راہ ہے اس کے موافق راہ پر چلو تو اللہ تک پہنچو پھر اگر یہود و نصاریٰ یا مجوس یا ہندو یا فلاسفہ یا دہریہ یا تناسخیہ یا حلولیہ یا مجسمہ یا مشبہہ یا سامریہ کی راہ چلو گے یا اور راہیں اور مذہب اور طریقے اور رائے مشارب نکالو گے تو ہم تک نہ پہنچو گے غرض آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث پر چلنا یہی صراط مستقیم اور طریق قویم ہے اور آدمی اسی راہ سے بے خطا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور جو اس کے سوا اور راہ چلے وہ گمراہ اور نصاریٰ مغضوبی علیہم و غیر المغضوب علیہم سے ہے خواہ اگلے کافروں کی راہ ہو خواہ اب کے کافروں کی خواہ جاہلوں کی خواہ بدعتیوں کی خواہ نادان صوفیوں کی ہو خواہ متقشف مشائخین کی چنانچہ اب صدہا بلکہ ہزارہا لوگوں کا یہی خیال ہے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ و صدقات و خیرات مبرات و عبادات اور عادات میں ہزاروں مسئلے نئے نکال لئے ہیں کہ جن کی سند نہ قرآن سے ہے نہ کسی حدیث قابل الاحتجاج سے اور ہزارہا تفریعات اور تخریجات فقہاء متاخرین کی جن کو سوا قیل و قال کے اور کچھ اشتغال نہ تھا لوگوں میں ایسی پھیلی ہیں کہ جن کی سند نہ کسی حدیث مرفوع میں ہے نہ موقوف میں نہ آثار صحابہ میں نہ اقوال تابعین نہ فتاویٰ سلف صالحین (رحمہم اللہ) میں اور ہزارہا بدعات اور محدثات عجیب و غریب پھیل گئے

Marfat.com

ہیں کہیں دہریوں اور سوفسطایوں کے اقوال اور جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفات کے مذاہب اور معطلہ اور مشبہ کے مشارب اور ان خرابیوں میں اکثر خواص بھی گرفتار ہیں تا بہ عوام چہ رسد جیسے قبروں پر مسجدیں بنانا اور قبریں اونچی اونچی بنانا اور بزرگوں کو اللہ پاک کے ساتھ متحد جاننا اور مُردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی نذر و نیاز کرنا اور تقلید میں گرفتار رہنا۔ اگرچہ قرآن وحدیث کی مخالفت ہو جائے اور رسوم آبائی کو سنن محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر ترجیح دینا اور اپنے نسب وحسب پر فخر کرنا اوروں کے حسب ونسب پر طعن کرنا' موت میں پیٹنا' چلّانا' ماتم کرنا' قیام تعظیمی بجالانا' شادی میں سہرا کنگنہ مقنع پٹ جھڑنا' موتی باندھنا' ڈاڑھی منڈوانا' عید میں بغلگیر ہونا' شب برات روشنی کرنا' گدھے اور خچر اور اونٹ کی سواری کو معیوب جاننا' شگون لینا' تاریخ اور دن کی سعادت اور نحوست کا یقین کرنا' بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرنا' تیجا دستواں' چالیسواں' برسی' ششماہی مُردوں کی کرنا' چیچک میں بھوانی ماتا کو ماننا' چھوت کا لحاظ رکھنا' تعزیے' جھنڈے' نشانِ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا' عالموں اور درویشوں کی باتوں کو قرآن وحدیث کے برابر جاننا اور جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو اسے گوزشتر نہ جاننا' اصحاب پر طعن کرنا کہ ہزاروں خلقت اس میں گرفتار ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب محمدیوں کو اس سے بچائے۔ آمین۔

۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ) ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ قَالَ : سَمِعْتُ مُجَالِدًا يَذْكُرُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَطَّنَا وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ۔ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِي الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ " هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ " ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ [الانعام : ۱۵۳]

۱۱: روایت ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ تھے ہم پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کھینچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر اور اس کے داہنے دو لکیریں اور بائیں دو لکیریں پھر ہاتھ رکھا بیچ کی لکیر پر اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر یہ آیت پڑھی وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ سے آخر تک یعنی فرماتا ہے اللہ عزوجل کہ تحقیق یہ راہ میری ہے سیدھی سو چلو اس پر اور مت چلو اور راہیں کہ بہکا دیں گی تم کو اس کی راہ سے۔

۲: بَابُ تَعْظِيْمِ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالتَّغْلِيْظِ عَلٰى مَنْ عَارَضَهٗ

حدیث کی تعظیم اور اس پر اعتراض کی برائی میں

۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ' ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ' حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ جَابِرٍ ' عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ الْكِنْدِيِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُوْشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يُحَدَّثُ بِحَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِيْ فَيَقُوْلُ : بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ' فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ اِسْتَحْلَلْنَاهُ وَ مَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ اَلَا وَ اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۔

۱۲: روایت ہے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قریب ہے کہ مرد اپنے پلنگ پر تکیہ لگا دے گا اور میری حدیث اس کو پہنچے گی تو کہے گا ہمارے تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب ہے سو جو اس میں ہم حلال پائیں اُسے حلال جانیں اور جو اس میں حرام پائیں اُسے حرام جانیں یعنی حدیث کا کچھ اعتبار نہ کریں آگاہ ہو کہ بے شک جو حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایسا ہی ہے جیسے حرام کیا اللہ تعالیٰ نے۔

Marfat.com

تشریح: اس حدیث میں بڑی تنبیہ اور تحذیر اور انذار ہے ان متعصبین مقلدین کو حدیث رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے اپنا مذہب یا اپنے امام کا قول کسی اور شیخ زعفران کا مقولہ الیعنی پیش کر دیتے ہیں یا احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر اور روایات مرفوعہ سے منہ موڑ کر اپنے مذہب کی تخریجات اور تفریعات پر اور اپنے ائمہ کے قیاس پر اکتفا کرتے ہیں اور محلل و محرم اشیاء فقط اپنے مذہب کے علماء اور ائمہ ہی کو جانتے ہیں۔ اس لئے کہ جب حضرت نے اس شخص کی شکایت کی جو حدیث کو چھوڑ کر قرآن ہی پر اکتفا کرے تو غیر قرآن پر اکتفا کرنے والا تو اس سے بھی زیادہ ملامت کے لائق ٹھہرا اور آخر میں آپ نے تصریح کر دی اس پر کہ طاعت رسول کی بھی اطاعت مستقلہ ہے مثل اطاعت خدا کے چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر کی پس مکرر فرمایا لفظ اَطِیْعُوْا کو رسول کے واسطے بھی جیسا کہ فرمایا اپنے واسطے اور معلوم ہوا کہ اطاعت اولی الامر کی خواہ علماء ہوں یا امراء اطاعت مستقلہ نہیں اس لئے کہ مکرر نہ کیا اس میں لفظ اَطِیْعُوْا کو پس اطاعت علماء اور امراء کی ایک شعبہ ہے اطاعت رسول کا اسی لئے اطاعت ان کی خلاف رسول میں جائز نہیں اور ظاہر ہو گئی یہاں سے نادانی ان لوگوں کی جو خلاف حدیث میں اپنے ائمہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں منکرین حدیث کے بانی عبداللہ چکڑالوی کی طرف بھی اشارات پائے جاتے ہیں جو لفظ بلفظ پورے ہوئے جن لوگوں نے عبداللہ چکڑالوی کو شیخ چنوں کے طویلے میں پلنگ پر تکیہ لگائے دیکھا ہے وہ آج بھی یقینی شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ حدیث لفظ بلفظ اس کے حق میں پوری ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حدیث کا مضمون وحی ہوتا تھا ورنہ آپ ﷺ کی پیشینگوئی لفظ بلفظ پوری نہ ہوتی۔

۱۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ' ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ فِیْ بَیْتِهٖ اَنَا سَاَلْتُهٗ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ ثُمَّ مَرَّ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ: اَوْ زَیْدِبْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَاْتِیْهِ الْاَمْرُ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ ' لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ۔

۱۳: روایت ہے حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار نہ پاؤں میں تم سے کسی کو کہ تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اپنے پلنگ پر اور کوئی امر اس کو پہنچے میرے اوامر سے یا کوئی نہی اور وہ کہے کہ میں نہیں جانتا حدیث کو۔ جو پائیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پس اس پر چلیں گے۔

تشریح: روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور اریکہ کو بعض محدثین نے کہا ہے کہ وہ سریر ہے جو حجلہ یعنی مسہری کے اندر ہو اور بعضوں نے کہا اس سے مراد ہے تکیہ یا مسند یا فراش جس پر آدمی ٹیک لگائے یا جلوہ گاہ عروس کا اور بعضے لوگوں نے کہا وہ سریر مزین ہے قبہ میں ہو یا گھر میں پھر اگر اس میں سریر نہ ہو وہ اریکہ نہیں بلکہ حجلہ ہے اور اس حدیث سے برائی معلوم ہوئی اس شخص کی جو حدیث سے اعراض کر کے فقط قرآن پر اعتماد کرے جو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو حدیث کو چھوڑ کے اور کسی کتاب پر اعتماد کرے یا امت میں سے کسی قول پر استناد کرے۔

۱۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ ' عَنْ اَبِیْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ عَائِشَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ ' فَهُوَ رَدٌّ۔

۱۴: روایت ہے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی دین میں وہ مردود ہے۔

Marfat.com

تشریح ۞ یہ حدیث بڑا رکن ہے اسلام کا اور بڑا عمود ہے ایمان کا اور یہاں دو باتوں کا جاننا ضروری ہے اول معنی احداث کے اور احداث مستعمل ہوتا ہے نئی چیز نکالنے پر اور متبادر اس سے عرف میں وہ چیز ہے کہ نہ آپ زمانہ سابق میں موجود ہو نہ اُس کا نظیر جیسے کہ تازی روٹی پکانی اور نئی قباسینی اور نئی تلوار بنانے کو محاورہ میں احداث نہیں کہتے تو گویا نظیر شے کا وجود زمان سابق میں ایسا ہے جیسے وجود اسی شے جدید اگرچہ زمان سابق میں حقیقتاً موجود نہ تھے' مگر بہ سبب موجود ہونے اپنی نظیر کے گویا حکماً موجود تھے۔ پس محدث وہی ہے کہ زمان سابق میں نہ حقیقتاً موجود نہ حکماً اور زمان سابق سے تین زمانہ مشہود لہا بالخیر مراد ہیں یعنی زمانہ رسول خدا ﷺ کا اور زمانہ خلفائے راشدین کا اور زمانہ تابعین کا پس محدث وہی چیز ہے جو ان ازمنہ متبرکہ میں نہ خود موجود ہو نہ اس کا نظیر اور مراد وجود شے سے یہ ہے کہ ان ازمنہ متبرکہ سے کسی زمانہ میں اس پر بلا نکیر تعامل جاری ہوا اور بے دو دو قطع رواج پائی ہو نہ یہ کہ بطریق ندرت کسی نے کی ہو یا اس کے مرتکبین پر رد و قدح و انکار ہوا ہو اگرچہ وہ ایک جم غفیر ہوں دوسرے معنی امر تا کے یعنی ہمارے اس کام میں اور مراد اس سے امر دین ہے اس لئے کہ انبیاء کا یہی کام ہے اور جب ان دونوں کے معنی معلوم ہو گئے تو مفہوم بدعت کا معلوم ہو گیا کہ بدعت وہ نیا کام ہے کہ جو تین زمانوں میں خود بھی موجود نہ تھا نہ اس کا نظیر اور اس کام کو لوگوں نے دین میں داخل کر دیا مثلاً یہ سمجھا کہ اس کے بجالانے سے آخرت میں ثواب ہوگا یا موجب حصول رضائے الٰہی ہے یا اس سے اجتناب موجب اجر اخروی ہے غرض جو ایسے کام نکالے اس کو آپؐ نے مردود فرمایا اور فہورد کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص مردود ہے دوسرے یہ کہ وہ کام مردود ہے اور اس سے تمام بدعتوں کی جڑ کٹ گئی۔

۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهُ: اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ : فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ : سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ' اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ قَالَ ' فَقَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ: وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ: ﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا

۱۵: روایت ہے عروہ بن زبیرؓ سے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے بیان کیا کہ ایک شخص جھگڑا زبیرؓ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس حیرہ کی نالی پر کہ جس سے کھجور سینچتے تھے تو انصاری نے زبیرؓ سے کہا کہ تم پانی کو چھوڑ دو تا کہ میرے کھیت میں چلا آئے اور زبیرؓ کا کھیت اوپر تھا اور اس کا نیچے تو زبیرؓ نے نہ مانا اور آنحضرتؐ کے پاس اس کا جھگڑا آیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے زبیرؓ تم پہلے اپنا کھیت سینچ لو پھر پانی چھوڑ دو اپنے ہمسایہ کی طرف۔ سو اس پر وہ انصاری غصہ ہو گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یعنی اس لئے آپؐ نے یہ فیصلہ کیا سو آپؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ زبیرؓ تم اپنے کھیت کو پانی دے دو اور پھر روک لو کہ منڈیروں تک آ جائے کہا زبیرؓ نے اور قسم ہے اللہ کی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا..... یعنی قسم ہے تیرے پروردگار کی کہ وہ ہرگز مؤمن نہ ہوں گے جب تک تجھے حکم نہ بنا دیں جو جھگڑا پڑے ان میں پھر نہ پائیں اپنے دل میں کچھ خفگی تیرے فیصلہ سے اور مان لیں اس

Marfat.com

فضب ، لسلمو سلمانا | النساء : ٦٥ | کو بخوبی۔

تشریح : مروی ہے کہ وہ انصاری جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑا تھا اس کا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب وہ دونوں حضرت کے پاس سے باہر نکلے مقداد ملے انہوں نے اس سے پوچھا کہ کس کی طرف فیصلہ ہوا اس نے کہا حضرت نے اپنی پھوپھی کے بیٹے کی طرف فیصلہ کیا اور ایسا منہ بگاڑ کر یہ بات کہی کہ مقداد کے ساتھ ایک یہودی تھا وہ اس کے دل کی برائی اور خفگی سمجھ گیا اور اس نے بلائے سر رے اللہ ان لوگوں کو کہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ رسول ہے اللہ کا اور پھر اس کے فیصلے سے ناراض ہوتے ہیں اور اس پر طرف داری کی تہمت رکھتے ہیں اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم سے ایک قصور ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں اور انہوں نے فرمایا کہ اپنی جانیں مار ڈالو تو ستر ہزار آدمی ہم میں مقتول ہو گئے۔ جب ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہوا اس پر ثابت بن قیس نے کہا کہ قسم ہے اللہ پاک کی کہ وہ میرے صدق کو جانتا ہے کہ اگر حکم کرے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کروں میں اپنی جان تو بے شک قتل کر دوں میں خوش اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے حق میں آیت فَلَا وَرَبِّكَ اتاری اور مجاہد نے کہا کہ یہ آیت بشر منافق اور ایک یہودی کے باب میں اتری ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے گئے تھے کذا فی البغوی اور حرہ کنکریلی زمین کو کہتے ہیں اور وہ نام ہے ایک مقام کا مدینہ میں اور حضرت نے اس حدیث میں دو حکم فرمائے دونوں مقتضائے عدل کے موافق اول فرمایا کہ زبیر تم اپنا موافق ضرورت سے پانی لے بعد اس کے پانی انصاری کے کھیت پر چھوڑے جب اس نے نافرمانی کی تو آپ نے تشدید فرمایا کہ تم اپنا حق پورا لے لو کہ منڈیروں تک پانی بھر جائے اور اکثر منڈیریں ٹخنوں تک ہوتی ہیں اس لئے دوسری روایت میں تقدیر اس کی ٹخنوں تک وارد ہوئی ہے۔

١٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، اَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ اَنْ يُصَلِّيْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ابْنٌ لَهٗ : اِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ : فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا ، وَقَالَ : اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ اِنَّا لَنَمْنَعُهُنَّ ؟

١٦۔ روایت ہے حضرت سالم سے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع مت رکھو اللہ کی لونڈیوں کو اس سے کہ نماز پڑھیں مسجد میں۔ تو ایک بیٹے نے ان کے کہا کہ ہم تو ضرور روکیں گے۔ پس وہ نہایت غصے ہو گئے اور کہا میں تو بیان کرتا ہوں تجھ سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تو کہتا ہے کہ ہم ضرور روکیں گے۔

تشریح : یہ روایت مسلم میں بھی ہے اور اس میں یہ بھی مروی ہے کہ عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بہت سخت کہا کہ میں نے کبھی نہ سنا تھا کہ ایسا سخت اس کو کہا ہو اور فرمایا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تو کہتا ہے میں ضرور منع کروں گا اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ پھر عبداللہ نے ان سے بات نہ کی جب تک زندہ رہے اور اس حدیث میں بڑی تنبیہ ہے ان گستاخوں اور بے ادبوں کو کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سن کر ہزار باتیں سوء ادب کی بناتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔ ہمارے امام نے اس کو نہیں لیا کوئی کہتا ہے اس پر کیسے عمل ہو سکتا ہے کوئی بکتا ہے یہ ہمارے امام کے خلاف ہے۔ غرض ایسے واہیات وخرافات اگر عبداللہ بن عمر سنتے تو کفر کا فتویٰ اور نفاق کا حکم اس پر ضرور لگاتے اور ان صاحبزادے سے تو براہ بشریت ایک ایسی بات کہی تھی جو باجماعت صحابہ مستحسن ہو چکی تھی وہ یہ کہ عورتیں چونکہ آداب خروج بخوبی ادا نہیں کرتی تھیں اور زینت وغیرہ سے نکلتی تھیں اور ایسے خروج کی مذمت شارع سے مروی بھی ہو چکی ہے اور خوف فتنہ کا بھی اس میں تھا اس لئے انہوں نے جو کچھ کہا اور اس سے صراحۃً مخالف حدیث کی ان کو منظوری نہ تھی مگر انکے باپ جو نہایت عاشق رسول اور مومن مقبول تھے انہوں نے اتنی سی بے ادبی بھی قبول نہ کی اور کمال ہی ناراض ہوئے۔

Marfat.com

۱۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجُحْدَرِیُّ وَ اَبُوْ عَمْرٍو وَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا اِلٰی جَنْبِهٖ ابْنُ اَخٍ لَهٗ فَحَذَفَ فَنَهَاهُ، وَ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهَا وَ قَالَ اِنَّهَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا وَ لَا تَنْكِیْ عَدُوًّا وَ اِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَ تَفْقَاُ الْعَیْنَ قَالَ فَعَادَ ابْنُ اَخِیْهِ یَخْذِفُ فَقَالَ: اُحَدِّثُكَ اَنَّ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهَا، (ثُمَّ عُدْتُ تَخْذِفُ) لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا۔

۱۷۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے کہ ان کے پاس ایک بھتیجا ان کا ان کے بازو بیٹھا ہوا تھا اور اس نے دو انگلیوں میں رکھ کر کنکرے پھینکے سو انہوں نے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ کنکری کوئی شکار نہیں کرتی اور نہ کسی دشمن کو دفع کرتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے پھر اس بھتیجے نے پھر کنکری پھینکی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور تو پھر کرتا ہے میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔

فاسقین سے قطع تعلقی کرنا ☆

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسقوں اور خدا اور رسول کے نافرمانوں سے ملاقات ترک کر دینا اور نہ ملنا درست ہے تا کہ ان کے گناہ سے نفرت ہو اور وہ تائب ہوں اور ایک حدیث کی نافرمانی پر انہوں نے ملاقات ترک کر دی۔ تعجب ہے ان لوگوں سے کہ جو تقلید مذاہب محدثیہ ہزاروں حدیثوں کو چھوڑ کر بیٹھے ہیں وہ کیونکر قابل ملاقات ہو گئے اور حذف کنکری یا کھجور وغیرہ کی گٹھلی کو کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں لے کر پھینکنا یا ایک فلاخن لکڑی کی بنا کر اس سے کنکری انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی میں رکھ کر پھینکنا اور اسی سے ہے حدیث رمی بجمار عَلَیْكُمْ بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ یعنی جمرہ کو مثل خذف کے چھوٹی کنکریاں مارو۔

۱۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا یَحْیَی ابْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِیْ بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ قَبِیْصَةَ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ النَّقِیْبَ، صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزَا، مَعَ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ، اَرْضَ الرُّوْمِ فَنَظَرَ اِلَی النَّاسِ وَ هُمْ یَتَبَایَعُوْنَ كِسَرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِیْرِ، وَ كِسَرَ الْفِضَّةَ بِالدَّرَاهِمِ، فَقَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّكُمْ تَاْكُلُوْنَ الرِّبَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا زِیَادَةَ بَیْنَهُمَا وَ لَا نَظِرَةَ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِیَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَا اَبَا الْوَلِیْدِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لَا اَرَی الرِّبَا فِیْ هٰذَا اِلَّا مَا كَانَ مِنْ نَظِرَةٍ فَقَالَ عُبَادَةُ

۱۸۔ روایت ہے قبیصہ سے کہ حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نقیب جو صحابی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے جہاد کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ زمین روم میں اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑے اشرفیوں سے اور چاندی کے ٹکڑے روپوں سے بیچتے ہیں۔ سو انہوں نے کہا اے لوگو! تم سود کھاتے ہو۔ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خرید و فروخت مت کرو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر برابر نہ اس میں زیادت ہو نہ مہلت یعنی ہاتھوں ہاتھ لو دو۔ سو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میری رائے میں تو یہ سود نہیں ہے اے ابوالولید مگر جس میں مہلت ہو یعنی ہاتھوں میں تفاضل جائز معلوم ہوتا ہے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں رسول

Marfat.com

اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تُحَدِّثُنِيْ عَنْ رَأْيِكَ لَئِنْ اُخْرِجَنِي اللّٰهُ لَا اُسَاكِنُكَ بِاَرْضٍ لَكَ عَلَيَّ فِيْهَا اِمْرَةٌ فَلَمَّا فَفَلَ لَحِقَ بِالْمَدِيْنَةِ۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا اَقْدَمَكَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ وَ مَا قَالَ مِنْ مُسَاكَنَتِهٖ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى اَرْضِكَ فَقَبَّحَ اللّٰهُ اَرْضًا لَسْتَ فِيْهَا وَ اَمْثَالُكَ وَ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا اِمْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ وَ احْمِلِ النَّاسَ عَلٰى مَا قَالَ فَاِنَّهٗ هُوَ الْاَمْرُ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم اپنی رائے ظاہر کرتے ہو (یہ) اللہ نے مجھے نکالا تو میں کبھی ایسے ملک میں نہ رہوں گا جس میں تمہاری حکومت ہو مجھ پر۔ پھر جب جہاز سے لوٹے تو مدینہ میں آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کیوں آئے ہو اے ابوالولید؟ سو انہوں نے سب قصہ بیان کیا نہ رہنے کا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالولید تم اپنے ملک میں جاؤ اس نے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ویران کرے گا اس ملک کو جس میں تم اور تمہارے مثل لوگ نہ ہوں گے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم ان پر کچھ حکومت نہیں اور لوگوں کو ان کے قول پر چلنے کی ترغیب دو کہ صحیح وہی ہے جو یہ کہتے ہیں۔

تشریح: یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا اور امیر المومنین کیسے قدر دان صحابہ تھے کہ پتہ ان کو وہاں روانہ فرمایا اور حاکم کی قید سے نکال دیا اور حدیث پر چلنے کا لوگوں کو حکم دیا اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ایسا امیر المومنین عنایت کرے جو حدیث کا ایسا قدر دان ہو اور آرائے فاسدہ و وزیر خانہ ساز

آمین یا رب العالمین۔

۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْخَلَّادِ الْبَاهِلِيُّ ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ اَنْبَاَنَا عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظُنُّوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ هُوَ اَهْنَاهُ وَ اَهْدَاهُ وَ اَلْقَاهُ (هٰذَا الْمَتْنِ مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ الْمُصَنِّف)۔

۱۹: روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا انہوں نے جب بیان کروں میں تم سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یقین کرو آپ کے ساتھ ایسی بات جو نہایت بہتر اور ہدایت اور تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو یعنی آپ کے حلم عالی شان و انتہا درجہ کا تقویٰ اور ہدایت سمجھو (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ابن ماجہ کے سوا اور کسی نے بیان نہیں کی)۔

تشریح: یعنی حدیثوں کو محامل صحیحہ پر اتاروں اور اس میں تعارض اور تناقض کا خیال نہ کرو اور جو منطوق حدیث ہو اسی کو تقویٰ اور ہدایت جانو اور اس کے خلاف کو مطلق بہتر اور ہدایت نہ سمجھو۔

۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّامِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۲۰: روایت ہے علی بن ابی طالب سے کہا کہ جب انہوں نے جب بیان کروں میں تم سے حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یقین کرو آپ کے ساتھ ایسی بات جو نہایت بہتر اور ہدایت اور تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو یعنی آپ کے حلم عالیشان و انتہا درجہ کا تقویٰ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَظَنُّوْا بِهِ الَّذِىْ هُوَ اَهْنَاهُ وَ اَهْدَاهُ وَ اَتْقَاهُ۔

اور ہدایت سمجھو (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ابن ماجہ کے سوا کسی نے بیان نہیں کی)۔

تشریح یعنی فقط قرآن پر تکیہ نہ کرو میری حدیث بھی اللہ کی طرف سے وحی کی ہوئی اور قابلِ قبول ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی غرور سے امیرانہ طور پر متکبرانہ بیٹھ کر کہے کہ حدیث سے اعراض کرو معاذ اللہ من ذالک اور حقیقت میں جو قول مجھ سے مروی ہے وہ حسن ہے اور قابل قبول اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو قول حضرت رضی اللہ عنہ کی شان سے بعید ہے اور حسن نہیں وہ من جملہ موضوعات ہے کہ لوگوں نے آپ پر جھوٹ باندھ دیا ہے جیسے اَنَا عَرَبٌ بَلَاعَيْنٍ يَا اَنَا اَحْمَدُ بَلَا مِيْمٍ یعنی میں عرب ہوں بغیر عین کے یا احمد ہوں بغیر میم کے خدا کی پناہ! ان حدیثوں کو جاہل صوفیوں نے بنایا ہے جنہوں نے دین کو تباہ کر دیا خود بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا قرآن کی آیتیں اور صحیح حدیثیں صدہا ہزارہا موجود ہیں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے تئیں اللہ کا بندہ اور اللہ کا غلام کہا ہے اور عقل سے بھی یہ بات غلط ہے کہ بندے کو خدا سے کیا نسبت بندہ بندہ ہی ہے گو کتنا بڑھ جائے۔

۲۱: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ ثَنَا الْمَقْبُرِىُّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا اَعْرِفَنَّ مَا يُحَدِّثُ اَحَدُكُمْ عَنِّى الْحَدِيْثَ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ فَيَقُوْلُ اقْرَأْ قُرْاٰنًا مَا قِيْلَ مِنْ قَوْلٍ حَسَنٍ فَاَنَا قُلْتُهٗ۔ (هٰذا المتن مما انفرد به المصنف)

۲۱: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار نہ جانوں میں تم میں سے کسی کو کہ اُس کو میری حدیث پہنچی اور وہ تکیہ لگائے ہوئے اپنے پلنگ پر کہتا ہو کہ قرآن پڑھو یعنی حدیث قابلِ اعتبار نہیں فقط قرآن کافی ہے اور جان لو کہ جو اچھی بات ہے وہ میری کہی ہے۔

۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ ثَنَا اَبِىْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو ، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِرَجُلٍ يَا ابْنَ اَخِىْ اِذَا حَدَّثْتُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْاَمْثَالَ۔

۲۲: روایت ہے حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا اے میرے بھتیجے جب میں بیان کروں تجھ سے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس پر کہاوتیں مت کہہ۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ ثنا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَرَابِيْسِىُّ ثَنَا عَلِىُّ بْنُ الْجَعْدِ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ مِثْلَ حَدِيْثِ عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

کہا ابوالحسن نے روایت کی ہم سے یحییٰ بن عبداللہ الکرابیسی نے ان سے علی بن جعد نے ان سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے حدیث علیؓ کی مثل یعنی جو اوپر مذکور ہوئی۔

۳: بَابُ التَّوَقِّىْ فِى الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: حدیث میں احتیاط اور محافظت کے بیان میں

۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ، ثَنَا مُعَاذُ ابْنُ مُعَاذٍ

۲۳: روایت ہے حضرت عمر بن میمون سے کہ انہوں نے کہا میں

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ثَنَا مُسْلِمٌ الْبَطِيْنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ مَا اَخْطَاَ فِيْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَشِيَّةَ خَمِيْسٍ اِلَّا اَتَيْتُهُ فِيْهِ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بِشَيْءٍ قَطُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَكَسَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةً اَزْرَارُ قَمِيْصِهٖ قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَ انْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ قَالَ اَوْ دَاجُهُ قَالَ اَوْ دُوْنَ ذٰلِكَ اَوْفَوْقَ ذٰلِكَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ اَوْ شَبِيْهًا بِذٰلِكَ۔

بالاناغہ ہر پنجشنبہ کی شام کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور میں نے کبھی نہ سنا کہ وہ کہتے ہوں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک دن ان کی زبان سے نکل گیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سر جھکا لیا انہوں نے اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے کرتے کی گندیاں کھولے ہوئے تھے اور آنکھیں بھر آئیں اور رگیں گردن کی پھول گئیں یعنی مارے خوف اور آداب حدیث کے اور کہنے لگے کہ شاید حضرت نے اس سے کچھ کم فرمایا یا زیادہ یا اس کے قریب یا مشابہ اس کے۔

تشریح: یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کمال ادب تھا کہ روایت حدیث میں حضرت کی طرف نسبت نہ کرتے جب تک خوب یقین نہ ہوتا کہ یہی فرمودہ ہے آپ کا اور جب کہ ذرا سا بھی گمان اور شبہ ہوتا تو اس خوف سے ڈر جاتے کہ کہیں حضرت پر جھوٹ نہ باندھ دیں کہ جو حضرت پر جھوٹ باندھے وہ حدیث صحیح کی رو سے دوزخی ہے۔ پس ہر مومن کو یہی آداب ضرور ہیں۔

۲۴ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثنا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا فَفَرَغَ مِنْهُ قَالَ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

۲۴: روایت ہے حضرت محمد بن سیرین سے کہ انہوں نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ٹھہر جاتے اور کہتے کہ یہی فرمایا یا جیسا فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

تشریح: یہ بھی ایک احتیاط کی بات ہے۔

۲۵ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةُ ثنا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح ۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثنا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قُلْنَا لِزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَبِرْنَا وَ نَسِيْنَا وَالْحَدِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَدِيْدٌ۔

۲۵: روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے کہ انہوں نے کہا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ تم بیان کرو ہم سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ انہوں نے کہا ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور نسیان غالب ہو گیا ہم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا سخت بات ہے یعنی مشکل ہے اس کو بڑا حفظ و اتقان ضرور ہے۔

۲۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثنا اَبُوْ النَّضْرِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا۔

۲۶: روایت ہے حضرت شعبیؒ سے کہ وہ کہتے تھے ایک سال میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں رہا اور کبھی نہ سنا کہ وہ حدیث بیان کرتے ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بنظر احتیاط۔

Marfat.com

۲۷: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَالْحَدِيْثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اِذَا رَكِبْتُمُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ فَهَيْهَاتَ۔

۲۷: روایت ہے طاؤس سے جو کبار تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا سنا میں نے ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے ہم حفظ کرتے تھے حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حفظ ہی کی جاتی ہے مگر جب تم چڑھنے لگے سخت اور نرم زمین پر یعنی رطب و یابس ہو جو بے احتیاطی سے روایت کرنے لگے تو خرابی ہے۔

۲۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَعَثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلَى الْكُوْفَةِ وَشَيَّعَنَا فَمَشٰى مَعَنَا اِلٰى مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهٗ صِرَارٌ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ لِمَ مَشَيْتُ مَعَكُمْ قَالَ قُلْنَا لِحَقِّ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لِحَقِّ الْاَنْصَارِ قَالَ لٰكِنِّيْ مَشَيْتُ مَعَكُمْ لِحَدِيْثٍ اَرَدْتُ اَنْ اَحَدِّثَكُمْ بِهٖ فَاَرَدْتُ اَنْ تَحْفَظُوْهُ لِمَمْشَايَ مَعَكُمْ اِنَّكُمْ تَقْدَمُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ لِلْقُرْاٰنِ فِيْ صُدُوْرِهِمْ هَزِيْزٌ كَهَزِيْزِ الْمِرْجَلِ فَاِذَا رَاَوْكُمْ مَدُّوْا اِلَيْكُمْ اَعْنَاقَهُمْ وَ قَالُوْا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ فَاَقِلُّوا الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَنَا شَرِيْكُكُمْ الْحَدِيْثُ مِنْ اَفْرَادِ الْمُصَنِّفْ۔

۲۸: روایت ہے قرظہ بن کعب سے کہا اور انہوں نے کہ بھیجا ہم کو عمر بن خطابؓ نے کوفہ کو یعنی عامل وغیرہ بنا کر اور ہمارے ساتھ ہم کو رخصت کرنے چلے صرار تک کہ نام ہے ایک مقام کا وہاں تک پہنچے پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ میں کیوں تمہارے ساتھ آیا انہوں نے کہا آپ رسول خدا کے صحابیوں کی خاطر سے اور اسفار کے ادائے حق کی نظر سے ہمارے ساتھ آئے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ایک بات مجھے تم سے کہنا ہے اسی لئے میں تمہارے ساتھ آیا اور میں نے چاہا کہ تم اسے یاد رکھو اور میرے ساتھ آنے کے سبب سے اور وہ بات یہ ہے کہ تم ایسے لوگوں پر جاؤ گے کہ ان کے سینوں میں ایک جوش ہے جیسے جوش ہانڈی کے پکنے کا قرآن سے پھر جب وہ تم کو دیکھیں گے اپنی گردنیں تمہاری طرف بلند کریں گے یعنی شوق سے اور کہیں گے کہ یہ اصحاب ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سو تم اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایتیں کم بیان کرنا پھر میں تمہارا شریک ہوں (یہ حدیث صرف ابن ماجہ ہی نے بیان کی ہے)

۲۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَمَا سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِحَدِيْثٍ وَاحِدٍ۔

۲۹: روایت ہے حضرت سائب بن یزید سے کہا انہوں نے کہ ساتھ رہا میں حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ کے مدینہ سے مکہ تک، سو نہ سنا ہے ان کو کہ روایت کی ہو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی۔

تشریح: غرض اس باب میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے آداب حدیث بیان کئے اور صحابہ کو اس میں بہت احتیاط تھی کہ جب تک یقین جازم سے کوئی بات ثابت نہ ہوتی تھی اور اپنے تئیں بخوبی یاد نہ ہوتی تھی جب تک روایت نہ کرتے تھے، معلوم کرنا چاہئے کہ علم حدیث بہت علم شریف ہے اور مناسب ہے محدث کو کہ مکارم اخلاق اور محاسن عادات سے اپنے کو مزین کرے اور اس کو علوم آخرت سے جانے اور فضل عظیم اللہ کا جانے اور تصحیح نیت اور تطہیر قلب اغراض دنیا سے ضروری سمجھے اور جب تخلیط اور نسیان کا خوف ہو ضعف و پیری کے سبب سے تو تحدیث موقوف کرے اور اس کی نشر اور ترویج پر حریص رہے اور جب تحدیث کو بیٹھے طہارت کرے غسل اور وضو سے اور خوشبو لگائے اور داڑھی میں کنگھی کرے اور مجلس میں تکیہ لگا کر کمال وقار سے بیٹھے اور اگر کوئی اس مجلس میں آواز بلند کرے تو

Marfat.com

اس وجہ سے اور حاضرین میں سے جس کی طرف مخاطب ہو اور شروع کرے بیان وعظ و نصیحت سے اور اس علم سے جو مناسب ہو اور پڑھے قرآن پڑھنے والے آواز خوش سے اور حدیث جلدی جلدی نہ بیان کرے کہ ہو نہ سمجھے اور جب اس کی روایت میں کسی طرح کا ضعف ہو تو اس کو بیان کردے کہ تدلیس الزام نہ آئے اس سے ہوا اور بہت سے آداب ہیں کہ مذکور ہیں مطولات میں غرض ان آداب کا ترک نہ کرے۔

۴: بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَعَمُّدِ الْكِذْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی برائی

۳۰ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنُ زُرَارَةَ وَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالُوْا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۰: روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹ باندھے مجھ پر جان بوجھ کر کہ وہ اپنی جگہ ڈھونڈ لے دوزخ میں۔

تشریح: یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ اس کو باسٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے اور محدثین نے کہا ہے کہ سو سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے کہ تقریب میں نووی نے لکھا ہے کہ راوی اس کے اصحاب سے قریب دو سو کے ہیں اور عراقی نے کہا ہے۔ ان سب روایتوں کا بعینہٖ یہی متن نہیں مگر برائی کذب کی سب میں مذکور ہے اور خاص اس متن کے راوی ستر پر کچھ صحابی ہیں کہ اس میں ان کو مشترک ہیں اور باقیوں کے نام قریب میں مذکور ہیں۔

۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الْكَذِبَ عَلَيَّ يُوْلِجُ النَّارَ۔

۳۱: روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر جھوٹ نہ باندھو۔ اس لئے کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا دوزخ میں لے جاتا ہے۔

۳۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ ﷺ (حَسِبْتُهٗ قَالَ مُتَعَمِّدًا) فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۲: روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹ باندھے مجھ پر گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے قصداً بھی فرمایا سو ڈھونڈ لے جگہ اپنی دوزخ میں۔

تشریح: یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ شک ہے کہ متعمداً بھی فرمایا یا نہیں اور باقی حدیث میں کچھ شک نہیں۔

۳۳ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۳: روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جو جھوٹ باندھے مجھ پر گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے قصداً بھی فرمایا سو ڈھونڈ لے جگہ اپنی دوزخ میں۔

Marfat.com

۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةُ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۴: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باندھے مجھ پر ایسی بات جو میں نے نہ کہی ہو تو ڈھونڈ لے جگہ اپنی دوزخ میں۔

۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْیَی بْنُ يَعْلَی التَّيْمِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مَعْبَدِبْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ اِيَّاكُمْ وَ كَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّیْ فَمَنْ قَالَ عَلَیَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا اَوْ صِدْقًا وَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۵: روایت ہے حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اسی منبر پر کہ بچو تم مجھ سے بہت روایت کرنے سے سو جو روایت کرے مجھ سے تو چاہئے کہ سچ کہے کہ جو باندھے مجھ پر وہ بات کہ میں نے نہیں کہی ہے تو ڈھونڈ لے اپنی جگہ دوزخ میں۔

۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنُ شَدَّادٍ اَبِیْ صَخْرَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مَا لِیْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَسْمَعُ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَ فُلَانًا قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَ لٰكِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۶: روایت ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا' کہا میں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کیا وجہ ہے کہ میں آپ سے نہیں سنتا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسے سنتا ہوں ابن مسعود اور فلاں فلاں لوگوں سے تو انہوں نے فرمایا کہ میں کبھی حضرتؐ سے جدا تو نہیں ہوا جب سے اسلام لایا مگر میں نے ایک بات ان سے سنی ہے کہ وہ ارشاد فرماتے تھے جو جھوٹ باندھے مجھ پر وہ ڈھونڈ لے جگہ اپنی دوزخ میں یعنی اس خوف سے میں زیادہ روایت نہیں کرتا۔

۳۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثنا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا ا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۳۷: حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جھوٹ باندھے مجھ پر وہ ڈھونڈ لے جگہ اپنی دوزخ میں یعنی اس خوف سے میں زیادہ روایت نہیں کرتا۔

تشریح: ان حدیثوں سے آنحضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا عذاب مذکور ہے اور حقیقت میں وہ بڑا گناہ ہے چنانچہ شفاء الدوام میں مذکور ہے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کذاب خدا اور رسول پر کفر ہے اور فاعل اس کا کافر ہے اس میں شک نہیں کہ یہ تمام جہان کے جھوٹ سے بدتر ہے۔

بَاب مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

باب: جو شخص جھوٹی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حَدِيْثًا وَ هُوَ يَرٰى اِنَّهٗ كَذِبٌ

سے روایت کرے

۳۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِىُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَلِىٍّ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّىْ حَدِيْثًا وَ هُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ۔

۳۸: روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو روایت کرتا ہے مجھ سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے۔

تشریح: کاذبین کا لفظ تثنیہ اور جمع دونوں طرح سے مروی ہے اور تثنیہ مشہور ہے یعنی وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے اور مراد ان سے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں کہ ان دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان فیض تو امان میں سے دعوی نبوت کا کیا تھا تو جس نے جھوٹی حدیث بنائی یا روایت کی اس نے گویا نبوت کا دعوی اور نزول وحی کا مدعی ہوا۔ اس لئے کہ حدیث بھی حضرت ﷺ پر وحی ہی ہے جیسے قرآن وحی کیا گیا ہے اس سے مطلب واضح ہے کہ واضع احادیث کا کافر ہے اور جمع پڑھیں تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جھوٹی حدیثیں بنانے والا اور جھوٹی حدیث روایت کرنے والا دونوں برابر کے جھوٹے ہیں۔

۳۹ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّىْ حَدِيْثًا وَ هُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ۔

۳۹: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو روایت کرے مجھ سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے۔

۴۰ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَلِىٍّ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ مَنْ رَوٰى عَنِّىْ حَدِيْثًا وَ هُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ۔

۴۰: روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو روایت کرے مجھ سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدَكَ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْاَشْيَبُ عَنْ شُعْبَةَ ـ مِثْلَ حَدِيْثِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ۔

روایت کی ہم سے محمد بن عبدک نے انہوں نے حسن بن موسیٰ شیب سے انہوں نے شعبہ سے سمرہ بن جندب کی روایت کی مانند (یعنی جو اوپر گزری)۔

تشریح: محمد بن عبدک میں کاف تصغیر کا ہے اور یہ لغت فارسی ہے اور اس حدیث کو مزی نے اطراف میں لکھا ہے پھر ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ ہمارے سماع میں نہیں اور نہ ابی قدامہ کے سماع میں۔ کذا فی انجاح الحاجہ۔

۴۱ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُوْنِ ابْنِ اَبِىْ شَبِيْبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۱: روایت ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو روایت کرے مجھ سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں

Marfat.com

ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّی بِحَدِیْثٍ وَ هُوَ یَرَی اَنَّهٗ کَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ۔

میں کا ایک جھوٹ ہے۔

۶:بابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ

باب: خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مہدیین کی سنت کی اتباع کا بیان

۴۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِیْرِ بْنِ ذَکْوَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثنا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْعَلَاءِ (یَعْنِی ابْنَ زَبْرٍ) حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَبِی الْمَطَاعِ قَالَ سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِیَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِیْغَةً وَ جِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ عِظَةَ مُوَدِّعٍ فَاعْهَدْ اِلَیْنَا بِعَهْدٍ فَقَالَ عَلَیْکُمْ بِتَقْوَی اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَ اِنْ عَبْدًا حَبَشِیًّا وَ سَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِیْ اِخْتِلَافًا شَدِیْدًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِیَّاکُمْ وَالْاُمُوْرَ الْمُحْدَثَاتِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

۴۲: روایت ہے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ کھڑے ہوئے ہمارے درمیان ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خطبہ پڑھنے کو اور بہت نصیحت کی ہم کو کہ ڈر گئے اس سے دل اور جوش مارنے لگیں اس سے آنکھ سو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نصیحت ایسی ہے جیسے رخصت ہونے والا نصیحت کرتا ہے پھر آپ نصیحت کیجئے ہم کو۔ سو فرمایا آپؐ نے لازم جانو تم اللہ پاک سے ڈرنے والے کو اور بات سننے اور کہا ماننے کو اگرچہ حاکم ہو تم پر ایک غلام حبشی اور دیکھو گے تم بعد میرے سخت اختلاف تو لازم پکڑ لو تم میری سنت اور خلفائے راشدین ہدایت یافتہ لوگوں کی سنت زور سے پکڑنا اس کو دانتوں سے اور بہت بچو تم نئے کاموں سے اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

۴۳: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ بِشْرِ ابْنِ مَنْصُوْرٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ السَّوَّاقُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ ضَمْرَةَ ابْنِ حَبِیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِیَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یَقُوْلُ وَ عَظَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ وَ وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَیْنَا قَالَ قَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلَی الْبَیْضَاءِ لَیْلُهَا کَنَهَارِهَا لَا یَزِیْغُ عَنْهَا بَعْدِیْ اِلَّا هَالِکٌ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرَی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ

۴۳: روایت ہے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے کہ نصیحت کی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کہ جوش مارنے لگیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے اس سے دل عرض کی ہم نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو نصیحت ہے رخصت ہونے والے کی سو کیا وصیت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے چھوڑا ہے تم کو ایک چمکتی شریعت پر کہ اس کی رات بھی ایسی روشن ہے جیسے دن نہ پھرے گا اس سے میرے بعد مگر ہلاک ہونے والا جو شخص میرے بعد جیئے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا سو لازم جاننا تم کو جو تمہیں معلوم ہو میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت سے جو رشد اور ہدایت والے ہیں مضبوط پکڑو اس کو دانتوں سے اور لازم جانو فرمانبرداری حاکم کی اگرچہ

Marfat.com

سُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ عَلَیْکُمْ بِالطَّاعَةِ وَ اِنْ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّمَا الْمُؤْمِنُ کَالْجَمَلِ الْاَنِفِ حَیْثُمَا قِیْدَ انْقَادَ۔

ایک غلام حبشی ہو اس لئے کہ مومن ایسی بات جانتا ہے اور فرمانبرداری کرتا ہے جیسے ناک والا جانور کہ جدھر پھیرا ادھر چلا۔

۴۴: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَکِیْمٍ ثَنَا عَبْدُالْمَلِکِ ابْنُ الصَّبَّاحِ الْمِسْمَعِیُّ ثَنَا ثَوْرُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِیَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِیْغَةً فَذَکَرَهٗ نَحْوَهٗ۔

۴۴: روایت ہے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور ہم کو خوب نصیحت کی پھر اوپر کی حدیث کی مانند کہا۔

تشریح: یہ حدیث بڑی کثیر الفوائد ہے اور اس سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ تاثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی سے دل ڈر جاتے تھے اور آنکھیں آنسو بہانے لگتی تھیں۔ دوسرا معلوم ہوا کہ رخصت کے وقت نصیحت و وصیت مسنون ہے۔ تیسرے فضیلت تقویٰ کی چوتھے امر حرام کی روا نہیں فرمانبرداری کا اگرچہ کیسا ہی ہو جب تک وہ قرآن و حدیث کے موافق حکم دے پھر جب اس کے خلاف کرے اس میں اطاعت اس کی پانچواں معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد بڑا اختلاف ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان ثلاثہ کے بعد بہت سے مذاہب محدثہ اور مشارب متفرقہ پھیلے اور ہر ایک اپنے مذہب پر خورسند ہوا اور ہر ایک نے اپنا ایک امام اور پیشوا تجویز کیا کہ اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرے اور حضرت کی وصیت کو بھول گیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ اس وقت میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا اور یہ چھٹی بات ہے اور ساتواں حکم فرمایا آپ نے محدثات امور سے بچو اور اس میں آ گئے تمام بدعات جو قرن ثلاثہ کے بعد لوگوں میں پھیلے اور آٹھواں فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے معلوم ہوا کہ تقسیم بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی صرف غلط محض اور لغو بحث ہے۔

۷: بَابُ اِجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَ الْجَدَلِ

باب: بدعتوں اور جدل سے بچنے کا بیان

۴۵: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِیُّ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَیْنَاهُ وَ عَلَا صَوْتُهٗ وَ اشْتَدَّ غَضَبُهٗ کَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَقُوْلُ صَبَّحَکُمْ مَسَّاکُمْ وَ یَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ کَهَاتَیْنِ وَ یَقْرِنُ بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ یَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ

۴۵: روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے سرخ ہو جاتیں آپ ﷺ کی آنکھیں اور بلند ہو جاتی آپ کی آواز اور سخت ہو جاتا آپ کا غصہ اور یہ معلوم ہوتا کہ وہ ڈرانے والے ہیں کسی لشکر سے کہ وہ کہتا ہے صبح و شام کو اور فرماتے بھیجا گیا ہوں میں اور قیامت جیسے یہ دو انگلیاں ہیں اور نزدیک کرتے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی و پھر فرماتے کہ بعد حمد الٰہی کے جان لو کہ بہتر سب سے اللہ کی تو کتاب ہے اور بہتر سب خصلتوں سے خصلت محمد ﷺ کی

Marfat.com

الْاُمُوْرِ كِتَابُ اللهِ وَ خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيَّ وَ اِلَيَّ۔

اور بدتر سب کاموں میں نئے کام نکلے ہوئے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرماتے تھے کہ جو مرے اور کچھ مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو کچھ قرض یا لڑکے بالے چھوڑ جائے اس کا ادا کرنا مجھ پر اور ان کی پرورش میرے ذمہ ہے۔

۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الْمَدَنِيُّ اَبُوْ عُبَيْدٍ ثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ الْكَلَامُ وَالْهَدْيُ فَاَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَ اَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَلَا لَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ اَلَا اِنَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيْبٌ وَ اِنَّمَا الْبَعِيْدُ مَا لَيْسَ بِاٰتٍ اَلَا اِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ اَلَا اِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَ سِبَابُهٗ فُسُوْقٌ وَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ اَلَا وَ اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ وَلَا يَعِدِ الرَّجُلُ صَبِيَّهٗ ثُمَّ لَا يَفِيْ لَهٗ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ: وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَ اِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِنَّهٗ يُقَالُ لِلصَّادِقِ صَدَقَ وَ بَرَّ وَ يُقَالُ لِلْكَاذِبِ كَذَبَ وَ فَجَرَ اَلَا وَ اِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا۔ (ضعیف)

۴۶: روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں ایک کلام دوسری خصلت سو بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور بہتر خصلت محمد ﷺ کی خصلت ہے۔ آگاہ رہو اور بچو تم نئے کاموں سے اس لئے کہ ہر نئے کام سب سے بدتر ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے آگاہ رہو اور نہ دراز ہو تم کو امید زندگی کی کہ سخت ہو جائیں گے دل تمہارے آگاہ رہو کہ جو آنے والی چیز ہے وہ نہایت قریب ہے اور دور وہی چیز ہے جو آنے والی نہیں ہے۔ آگاہ رہو کہ شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں شقی لکھا گیا ہے اور سعید وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑے آگاہ رہو کہ مار ڈالنا مؤمن کا کفر ہے اور برا کہنا اس کا فسق ہے اور حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی سے ترکِ ملاقات کرے تین دن سے زیادہ آگاہ رہو کہ ضرور ہے تم کو بچو تم جھوٹ سے کہ بے شک جھوٹ حلال نہیں نہ معمولی باتوں میں نہ دل لگی میں اور نہ وعدہ کرے آدمی اپنے لڑکے سے کہ پھر وفا نہ کرے اس کو اس لئے کہ جھوٹ راہ بتاتا ہے گناہ کی اور گناہ لے جاتا ہے دوزخ کو اور صدق راہ بتاتا ہے نیکی کی اور نیکی لے جاتی ہے جنت کو اور کہا جاتا ہے سچ سے کہ سچ کہہ تو اور نیک ہو جا اور کہا جاتا ہے جھوٹے کو جھوٹ کہہ اور بد ہو جا۔ آگاہ رہو کہ بندہ جھوٹ باندھتا ہے یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے اللہ کے پاس جھوٹا۔

۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا اَيُّوْبُ ح وَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ وَ يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ

۴۷: روایت ہے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ پڑھی رسول اللہ ﷺ نے یہ آیتیں: هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَ

Marfat.com

الْوَهَابِ ثَنَا اَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ [illegible] | ال عمران ۷ | فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ! اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْهِ فَهُمُ الَّذِيْنَ عَنَاهُمُ اللهُ فَاحْذَرُوْهُمْ"۔

اخر متشابہات الی قولہ وما یذکر الا اولوا الالباب تک پھر فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) جب دیکھو ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کی متشابہ آیتوں میں پس جان لو کہ انہیں وہ اولیا اللہ تعالیٰ نے سونپوان سے۔ (آل عمران ۷)

تشریح: یہ قولہ نہ دا زہو تم کو شیطان تمہیں دھوکہ نہ دے کہ ابھی تیری زندگی بہت ہے دنیا کی عیش کر لے آخرت کی فکر پھر کر لینا۔ اس سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے اور زاد آخرت کے حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے قولہ ہو آنے والی چیز ہے یعنی موت یا قیامت قولہ حلال نہیں کسی مسلمان کو بلا وجہ تو ترک ملاقت روا ہی نہیں اور اگر کوئی وجہ معقول ہے تو تین دن تنبیہ کافی ہیں اور اگر فسق و فجور باعث ترک ملاقت ہوا ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے جب تک نہ ملے جھوٹ اس سے مطلقاً جھوٹ کی حرمت معلوم ہوئی خواہ مخاطب ہو یا غیر مخاطب اور معلوم ہوا کہ لڑکوں سے بھی وعدہ وعید میں جھوٹ نہ بولے۔

پوری آیت یوں ہے: هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آل عمران ۷) یعنی وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب نازل کی اس کتاب کی بعض آیتیں اس میں محکم ہیں کہ وہ بنیاد ہیں کتاب کی اور بعض دوسری متشابہ ہیں پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں اس کے متشابہ کی فتنہ اور تاویل ڈھونڈنے کو اور نہیں جانتا تاویل اس کی کوئی مگر اللہ اور مضبوط علم میں کہتے ہیں ہم اس کے ساتھ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقلمند لوگ ان سے غرض اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو دو قسم فرمایا محکم و متشابہ اور ہر ایک کی تعریف میں علماء کے بہت اقوال ہیں چنانچہ تفصیل اس کی فتح البیان میں مذکور ہے مگر قول محقق یہ ہے واضح ہوں معنی اسکے ظاہر ہو دلالت اس کی یا باعتبار نفس اس کے یا باعتبار غیر اس کے اور متشابہ وہ ہے کہ واضح نہ ہوں معنی اس سے مراد ظاہر ہو دلالت اس کی نہ باعتبار اپنے نفس کے اور نہ باعتبار اپنے غیر کے اور یہی قول ہے شوکانی کا کہ ان کی تفسیر میں اور محکم و متشابہ کو اللہ تعالیٰ نے اصل کتاب فرمایا پس ضرور ہے کہ متشابہ کو محکم سے ملا کے معنی اس کے سمجھیں اور یہی طریقہ تھا سلف کا کہ محکم کی طرف متشابہ کو پھیر دیتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں اس کے متشابہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ وہ متشابہ کو محکم کی طرف نہیں پھیرتے کہ وجوہ متشابہ سے وجوہ صحیح ان کے ہاتھ آ جائے ہمہ اور وجوہ باطلہ پر اس کو اتارتے ہیں اور اس میں تمام اقسام بدعت داخل ہو گئی جو حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ میں مفسرین کے دو قول ہیں اول یہ کہ یہاں وقف ہے اور کلام یہاں تمام ہو گیا اور اس صورت میں یہ مراد ہوئی کہ تاویل یعنی حقیقت متشابہات کی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اور اس طرف گئے ہیں اکثر مفسرین جیسے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور عائشہؓ اور عروہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز اور ابی الشعثاء اور ابی نہیک وغیرہم اور یہی مذہب ہے کسائی اور اخفش اور ابوعبید کا اور حکایت کیا اس کو ابن جریر طبری نے امام مالک سے اور اسی کو اختیار کیا اور حکایت کیا اس کو خطابی نے ابن مسعود سے اور ابی بن کعب سے اور دوسرے یہ کہ یہاں وقف نہیں وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ معطوف ہے اپنے ماقبل پر اور اس طرف بھی گئے ہیں بعض مفسرین و من شاء مزید تحقیق فلیرجع الی فتح البیان۔

Marfat.com

۴۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ قَالَا ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوْا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ : بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿الزخرف : ۵۸﴾

۴۸: روایت ہے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قوم گمراہ نہ ہوئی ہدایت کے بعد کہ جس پر وہ تھے مگر جب کہ ملی ان کو جدل پھر پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت: (وَلَمَّا ضُرِبَ تا) بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔

(سورۂ زخرف آیت ۵۸)

تشریح: پوری آیت یوں ہے: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی جب بیان کی جاتی ہے عیسیٰؑ بن مریم کی مثال تو قوم تیری اس سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کیا معبود ہمارے بہتر ہیں یا وہ یہ نام جو دو ہراتے ہیں تجھ پر سب جھگڑنے کو بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں ان سے اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تھی کہ ابن الزبعری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ کیا تھا اور کیفیت اس کی یہ ہے کہ جب نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی تم اور تمہارے معبودانِ باطل ایندھن ہیں دوزخ کا تو ابن الزبعری نے کہا آپ نے کہ میں جیت گیا تم سے تقریر میں قسم ہے رب کعبہ کی بھلا دیکھو تو نصاریٰ مسیح کو اور یہود عزیر کو پوجتے ہیں اور اسی طرح بنی ملیح فرشتوں کو سو اگر یہ لوگ دوزخ میں ہیں تو چلو ہم بھی راضی ہیں کہ ہمارا معبود بھی ان کے ساتھ رہیں سو کفار فجار اس پر بہت ہنسے اور قہقہے لگائے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اور حقیقت میں اعتراض ابن الزبعری کا حماقت سے بھرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ما تعبدون فرمایا ہے یعنی جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اور لفظ ما عربی میں غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے پس ملائکہ اور انبیاء اللہ ذوی العقول ہیں وہ اس میں کیونکر داخل ہوں گے اور باوجود اہل لسان ہونے کے اس کو اس طرف خیال نہ ہوا اور جدل کہتے ہیں باطل اور جھوٹی تقریر کرنے کو حق کے مقابل میں اور اسی میں داخل ہے پیش کرنا قیاس اور رائے کا دلیل و حجت سے آگے یا پیش کرنا کسی امام کے قول کا سنت کے آگے غرض حق کے رد میں بطور باطل جو گفتگو کی جائے وہ جدل ہے اور برائیاں اس کی قرآن میں بہت وارد ہوئی ہیں اور منجملہ اس کے ہے گفتگو اہل مذاہب کی حدیث کے مقابل میں تعصباً اور یصدون جو آیت میں وارد ہوا ہے اس کو اہل مدینہ اور اہل شام اور کسائی نے بضم صاد پڑھا ہے یعنی اعراض اور کنارہ کرتے ہیں اور دوسروں نے بکسر صاد پڑھا ہے اور کسائی نے کہا ہے کہ اس میں دونوں لغت آئے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ آواز بلند کرتے ہیں اور اشارہ ہے اس میں ان کے خوش ہونے اور قہقہے لگانے پر۔

۴۹: حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَبُوْهَاشِمٍ ابْنِ اَبِیْ خَدَاشٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِحْصَنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِیْ عَبْلَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَ لَا صَلَاةً وَ لَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَ لَا جِهَادًا وَلَا

۴۹: روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بدعت والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور نکل جاتا ہے وہ اسلام سے جیسے نکل جاتا ہے بال گوندھے ہوئے آٹے سے۔ (موضوع)

۱؎ قرأت سے بہت بڑے امام مانے جاتے ہیں۔ (احمد یار)

Marfat.com

صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ۔

تشریح: اس حدیث میں بڑی تنبیہ ہے بدعتیوں کو اور سچ ہے کہ بدعت اصل ایمان میں خلل انداز ہوتی ہے۔ پھر جب ایمان میں خلل آیا تو عبادت قبول نہیں۔

۵۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْخَيَّاطُ عَنْ اَبِيْ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهٗ۔

۵۰: روایت ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے کہ قبول کرے کوئی عمل بدعت والے کا جب تک کہ وہ نہ چھوڑ دے وہ بدعت اپنی۔

تشریح: اس حدیث کا مضمون بالکل صحیح ہے لیکن اس کی سند کے تمام راوی مجہول ہیں۔

۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ وَ هٰرُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا ثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَ هُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهٗ قَصْرٌ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَ هُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهٗ فِيْ وَسَطِهَا وَ مَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِيَ لَهٗ فِيْ اَعْلَاهَا۔

۵۱: روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جھگڑا چھوڑ دیا اور وہ باطل پر تھا بنایا جائے گا اس کے لئے ایک مکان جنت کے بیچ میں اور جو حق پر تھا اور جھگڑا چھوڑ دیا تو بنایا جائے گا اس کے لئے ایک مکان جنت کے بیچ میں اور جس شخص کی عادات اچھی ہو گئیں اس کے لئے بنایا جائے گا ایک مکان جنت کی بلند جگہ میں کہ وہ سب سے افضل ہے۔

تشریح: اس حدیث کو ترمذی نے بھی بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور متن میں قابل ہے) قالہ الذہبی کذا فی الزوائد۔

۸: بَابُ اِجْتِنَابِ الرَّاْيِ وَالْقِيَاسِ

باب: رائے اور قیاس سے بچنے کا بیان

۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَ عَبْدَةُ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ وَ شُعَيْبُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ وَ لٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ

۵۲: روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے شک اللہ علم کو قبض نہ کرے گا اس طرح کہ چھین لے اسے یکبارگی چھیننا لوگوں سے بلکہ قبض کرے گا علم کو علماء کے قبض کرنے سے پھر جب کوئی عالم نہ رہے گا لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے اور ان سے مسائل پوچھیں گے سو وہ فتوے دیں گے بغیر علم کے پس گمراہ ہو جائیں گے آپ بھی اور اوروں کو بھی گمراہ

Marfat.com

يَقْبِضِ الْعُلَمَاءِ فَاِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَالًا فَسُئِلُوا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَ اَضَلُّوا۔

کریں گے۔

تشریح ☆ یعنی جب علم کتاب وسنت کا لوگوں میں نہ رہے گا اور مقلدانِ متعصبین کو لوگ عالم جان کر ان سے فتوے پوچھیں گے اور وہ اپنی رائے یا اور لوگوں کی رائے سے فتووں کا جواب دیں گے پس صریح گمراہ ہو جائیں گے اور ہزاروں مسائل خلاف کتاب وسنت ان میں پھیل جائیں گے اور بخوبی جان لو کہ باتفاق سلف علم تقلیدی علم نہیں بلکہ جہل ہے پس جاہلوں سے مقلد مراد ہیں اور ان کے علماء حقیقت میں جہلاء ہیں غرض امت کو جتنا اعراض کتاب وسنت سے ہوتا جاتا ہے اور آراء فاسدہ اور اقلیسہ کاسدہ پھیلے جاتے ہیں اتنی ہی ہدایت کم اور گمراہی زیادہ ہوتی ہے۔ معاذ اللہ من ذلک۔

۵۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هَانِیءٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِیءٍ الْخَوْلَانِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اُفْتِیَ بِفُتْيَا غَيْرَ ثَبَتٍ فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ۔

۵۳: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتویٰ دیا جائے بغیر احتیاط اور ضبط کے سو گناہ اس کا اس پر ہے جس نے اُسے فتویٰ دیا۔

تشریح ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتویٰ دینا رائے سے حرام ہے خواہ اپنی رائے ہو خواہ کسی امام ومجتہد کی جب تک اس کی موافقت کتاب وسنت سے معلوم نہ ہو۔

۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ حَدَّثَنِیْ رُشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ اَنْعُمٍ هُوَ الْاِفْرِيْقِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ فَمَا وَرَاءَ ذَالِكَ فَهُوَ فَضْلٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ (ضعيف)

۵۴: روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین قسم کا ہے اور جو اس کے سوا سے وہ ضرورت ہے زائد ہے ایک آیت محکم یعنی جو منسوخ نہ ہو یا متشابہ نہ ہو' دوسرے سنت جاری' تیسرا حصہ وارثوں کا جو کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے۔

تشریح ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوز وفلاح اخروی اور حصولِ کمالاتِ دینی انہی علوم سے ہوتا ہے اور اس کے سوا جو اور علوم ہیں وہ تحصیل دنیا کا آلہ ہیں۔

۵۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، سَجَّادَةُ، ثَنَا يَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ حَسَّانَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْيَمَنِ قَالَ لَا تَقْضِيَنَّ وَ لَا تَفْصِلَنَّ اِلَّا بِمَا تَعْلَمُ وَ اِنْ اَشْكَلَ عَلَيْكَ اَمْرٌ فَقِفْ حَتّٰی تُبَيِّنَهٗ اَوْ تَكْتُبَ

۵۵: روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے جب روانہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف عامل بنا کر تو ارشاد کیا کہ ہرگز حکم نہ کرنا اور فیصلہ نہ دینا مگر اس کے موافق جو معلوم ہو تجھ کو یعنی کتاب وسنت سے پھر اگر مشکل پڑے تجھ کو کسی امر میں تو اس میں توقف کر یہاں تک کہ کھول لے تو اس کو یعنی حکم اس کا ڈھونڈھ لے کتاب وسنت میں یا

Marfat.com

اِلَیَّ فِیْهِ۔

(هذا المتن مما انفرد به المصنف)

لکھ بھیجے تو میری طرف (متن نے یہ الفاظ صرف ابن ماجہ میں ہیں)۔(موضوع)

۵۶ حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا ابْنُ اَبِی الرِّجَالِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِیْ لُبَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَمْ یَزَلْ اَمْرُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُعْتَدِلًا حَتّٰی نَشَأَ فِیْهِمُ الْمُوَلَّدُوْنَ اَبْنَاءُ سَبَایَا الْاُمَمِ فَقَالُوْا بِالرَّاْیِ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ (و فی الزوائد اسناده ضعیف)

۵۶: روایت ہے حضرت عبداللہ بن العاص سے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بخوبی چلتا رہتا کام بنی اسرائیل کا یہاں تک کہ پیدا ہوئے ان میں مولد لوگ اولاد ان کی قیدی عورتوں کی جو اور کروہوں سے لوٹ میں آئی تھیں سو انہوں نے فتوی دینا شروع کیا۔ رائے سے پس آپ بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ (اور اس کی سند ضعیف ہے)

تشریح :: یعنی ساری برائی بنی اسرائیل میں رائے کے پھیلنے سے اور وحی سے اعراض کرنے سے ہوئی اور ہر امت کی بربادی اسی طرح ہوتی ہے کہ جب وہ اپنی رائے کو وحی الٰہی پر مقدم کرتے ہیں برباد ہو جاتے ہیں اس امت میں بھی جب سے اعراض کتاب وسنت سے پیدا ہوا اور لوگوں نے آرائے باطلہ اور اقیسہ کاسدہ سے فتوی دینا شروع کیا اور پچھلوں نے ان کی آراء اور قیاس کو وحی الٰہی اور ارشاد رسالت پناہی پر ترجیح دی جب ہی سے ایک صورت تفرق اور پھوٹ کی پیدا ہوئی اور مذہب متفرقہ اور مشارب مختلف پیدا ہو گئے اور یگانگت اور اتحاد ملت اور اتفاق ووفاق کم ہوتا گیا اور ہر ایک نے کتاب وسنت سے اعراض کر کے احاد امت سے ایک کو اپنا امام وپیشوا مقرر کر لیا اسی کو معیار کتاب وسنت ٹھہرا لیا۔ وَكُلُّ ذٰلِكَ فِتْنَةٌ عَصَمَنَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

بَابُ فِی الْاِیْمَانِ

باب ایمان میں

مقدمہ ☆ ایمان مشتق ہے امن سے اور مؤمن چونکہ ایمان سے اپنے نفس کو نار دوزخ سے امان دیتا ہے اس لئے اس کے اس فعل کو ایمان کہا اور ایمان کی تعریف سلف اور محدثین اور تمام محققین کے نزدیک یہ ہے کہ وہ قول ہے اور فعل ہے اور گھٹتا ہے اور بڑھتا ہے اور جس نے اس کے خلاف کہا ہے قابل اعتبار نہیں اور قول سے مراد گواہی دینا ہے توحید ورسالت کی اور فعل سے مراد عام ہے کہ فعل قلب کا ہو یا جوارح کا غرض سلف کا یہی قول ہے کہ ایمان اعتقاد کرنا ہے قلب سے اور نطق لسان سے اور عمل کرنا ارکان سے اور مراد ان کی یہ ہے کہ اعمال شرط ہیں کمال ایمان کی اور اسی لئے وہ قائل ہوئے ایمان کی زیادت اور نقصان کے اور مرجیہ کا یہ قول ہے کہ وہ صرف اعتقاد اور نطق ہے اور کرامیہ نے کہا وہ فقط نطق ہے اور معتزلہ نے کہا وہ فقط عمل ہے اور نطق اور سلف نے عمل کو شرط کمال کہا ہے اور یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک جو ایمان معتبر ہے اس کا حال ہے۔ رہا ہمارے لوگوں کے آگے تو ایمان فقط اقرار کا نام ہے یعنی جس نے اقرار کیا اللہ کی توحید کا رسول کی رسالت کا پس اس پر احکام اسلام دنیا میں جاری کئے جائیں گے اور اس پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا مگر جب کہ کوئی فعل مثبت کفر اس سے مقارن ہو جیسے تو سجدہ کرنا صنم کو اور اگر ایسا فعل ہو کہ موجب فسق کا ہے نہ کفر کا تو جس نے اس پر ایمان کا اطلاق کیا تو بنظر اس کے اقرار کے اور جس نے نفی اس کے ایمان کی تو بنظر اس کے کمال کے یعنی کہا کہ اس کو کمال ایمان نہیں اور جس نے اس پر کفر کا اطلاق کیا اس نظر سے کہ فعل کافر کا کیا اور جس نے نفی کی اس کے کفر کی تو بنظر اس کی حقیقت اور معتزلہ قائل ہیں کہ فسق ایک شے متوسط ہے نہ کفر ہے نہ ایمان ہے رہی زیادتی اور کمی ایمان کی تو اکثر سلف باجمعہم قائل ہیں کہ زیادت اور نقصان دونوں کو ایمان میں دخل ہے اور اکثر متکلمین اس کے منکر ہیں اور انکار ان کا لائق اعتبار نہیں اور شیخ محی الدین نے کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ تصدیق بڑھتی گھٹتی ہے ثابت نظر

Marfat.com

اور وضوح اولہ سے اور اسی لئے ایمان صدیقؓ کا اقویٰ تھا اس کے غیر سے کہ ہرگز اس میں شبہ کو دخل نہ تھا اور ہر شخص جانتا ہے کہ جو یقین مجھے ہے وہ کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے اور کسی وقت گویا دوزخ اور جنت سامنے نظر آتی ہے کسی وقت یہ کیفیت کم ہو جاتی ہے اور یہی حال ہے اخلاق اور توکل اور تمام صفات قلبیہ کا غرض یہی منقول ہوا ہے سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر وغیرہم سے اور یہ سب فقہاء اعلام اور مجتہدان انام تھے اپنے زمانہ کے اور ایسا ہی روایت کیا ابوالقاسم لالکائی نے کتاب السنۃ میں امام شافعیؒ اور احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اور ابی عبید وغیرہم سے اور روایت کی ابوالقاسم نے یہ سند صحیح بخاری سے کہ انہوں نے فرمایا ملاقات کی میں نے بہ ار علما سے زیادہ لوگوں سے پھر نہ دیکھا کسی ایک کو بھی کہ وہ اختلاف کرتا ہو اس میں کہ ایمان قول وعمل ہے اور کم وبیش ہوتا ہے اور ابن ابی حاتم اور لالکائی نے بمال اطناب اس قول کو ایک جماعت کثیرہ صحابہ اور تابعین سے کہ جن پر دوران اجماع ہوتا ہے نقل کیا ہے اور روایت کیا ابونعیم نے ترجمہ شافعی میں حلیہ سے بروایت ربیع کہ شافعی نے فرمایا کہ ایمان بڑھتا ہے اور اطاعت سے اور گھٹتا ہے معصیت سے۔ کذا فی فتح الباری۔

۹:بَابُ فِی الاِیْمَان

باب: ایمان کے بیان میں

۵۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِیُّ ' ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَ سِتُّوْنَ اَوْ سَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَا هَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَ اَرْفَعُهَا قَوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

۵۷: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ساٹھ یا ستر اور کئی دروازے ہیں کہ ادنیٰ اس کا تکلیف کی چیز کو دور کر دینا ہے راہ سے اور بہترین اس کا قول ہے لا الٰہ الا اللہ کا اور حیاء ایک شاخ ہے ایمان کی۔ روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابن ابی شیبہ نے ان سے ابو خالد احمر نے انہوں نے ابن عجلان سے اور فرمایا مؤلف نے ہم سے روایت کی عمرو بن رافع نے ان سے جریر نے انہوں نے سہیل سے دونوں نے یعنی سہیل اور ابن عجلان نے کہا کہ روایت کی ہم سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے ابی صالح سے اور انہوں نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند اس کی۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ۔ ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ سُهَیْلٍ جَمِیْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

تشریح: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے کئی جزو ہیں اور جس چیز کے اجزاء ہوتے ہیں اُس میں کمی بیشی ضرور ہوتی ہے۔

۵۸: حَدَّثَنَا سَهْلُ ابْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ' وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا یَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

۵۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ اپنے بھائی سے حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

۵۹: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ ' ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ الرَّقِّیُّ ثَنَا

۵۹: روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز داخل نہ ہوگا جنت میں جس کے دل

Marfat.com

سَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ۔

میں ایک ذرہ بھی برابر رائی کے دانہ کے تکبر ہو اور بہشت میں داخل نہ ہوگا دوزخ میں جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔

۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَلَّصَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ النَّارِ وَ اٰمِنُوْا فَمَا مُجَادَلَةُ اَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِي الدُّنْيَا اَشَدَّ مُجَادَلَةً مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِيْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوا النَّارَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَ يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَ يَحُجُّوْنَ مَعَنَا فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ فَيَقُوْلُ اِذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ فَيَاْتُوْنَهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ لَا تَاْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ ۚ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مَنْ قَدْ اَمَرْتَنَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِنَ الْاِيْمَانِ ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ ۚ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ هٰذَا فَلْيَقْرَاْ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [النساء ۴۰]

۶۰: روایت ہے ابی سعید خدریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب چھوڑ دے گا اللہ مومنوں کو دوزخ سے یعنی پار اتار دے گا اور وہ امن میں ہو جائیں گے پھر کوئی دنیا میں بھی اپنے حق کیلئے اپنے صاحب سے ایسا نہ لڑا ہوگا جیسے وہ عرض و معروض کریں گے اپنے پروردگار سے اپنے بھائیوں کی رہائی کیلئے جو داخل ہوئے دوزخ میں۔ آپؐ نے کہ وہ عرض کریں گے اے پروردگار ہمارے بھائی نماز پڑھتے تھے ہمارے ساتھ اور روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور حج کرتے تھے ہمارے ساتھ سو ان کو داخل کر دیا تو نے یعنی اپنے عدل سے آگ میں سو فرما دے گا اللہ تعالیٰ کہ جاؤ تم نکالو ان کو جن کو پہچانو ان میں سے سو وہ لوگ آئیں گے دوزخیوں کے پاس اور پہچانیں گے ان کو صورتوں سے کہ نہ دکھاوے گی آگ کی صورتیں ان کی سو کسی کو تو پکڑ لیا ہوگا آگ نے آدھی پنڈلیوں تک اور کسی کو ٹخنوں تک پھر نکالیں گے وہ ان کو اور عرض کریں گے کہ اے رب نکالا ہم نے جن کا تو نے حکم دیا تھا پھر فرمائے گا اللہ عزوجل نکالو اس کو جس کے دل میں ایک اشرفی بھر ایمان ہو پھر اس کو جس کے دل میں آدھی اشرفی کے برابر ایمان ہو پھر ان کو جن کے دل میں ایک رائی کے برابر ایمان ہو۔ ابوسعیدؓ نے کہا جس کو یقین نہ آئے اس کا تو پڑھ لے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا سے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتے کسی پر ذرہ کے برابر بھی اور اگر نیکی ہو تو بڑھاتا ہے اس کو اور عنایت فرماتا ہے اپنے خزانہ غیب سے ثواب بڑا یعنی ذرہ برابر ایمان بھی کسی کا ضائع نہیں کرتا۔

تشریح ۞ اس سے بھی کمی بیشی ایمان کی ظاہر ہوئی اور معلوم ہوئی ترتیب دوزخ سے نکلنے کی کہ مرتب ہے قلت و کثرت ایمان پر اور ثابت ہوئی شفاعت صالحین کی۔

Marfat.com

٦١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ وَ كَانَ ثِقَةً عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَ نَحْنُ فِتْیَانٌ حَزَاوِرَةٌ فَتَعَلَّمْنَا الْاِیْمَانَ قَبْلَ اَنْ فَتَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ فَازْدَدْنَا بِهٖ اِیْمَانًا۔ (اسنادہ صحیح و رجال ثقات)

٦١: روایت ہے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ ہم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہم جوان پٹھے تھے سو سیکھ لیا ہم نے ایمان قبل اس کے کہ سیکھیں ہم قرآن پھر سیکھا ہم نے قرآن تو بڑھ گیا اس سے ہمارا ایمان۔ (اس کی اسناد صحیح ہے)

٦٢: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ نَزَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَیْسَ لَهُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِیَّةُ (ضعیف)

٦٢: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ ہیں اس امت کے کہ ان کو کچھ حصہ نہیں اسلام میں ایک مرجیہ دوسرے قدریہ۔

تشریح اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن اور غریب کہا ہے اور حافظ سراج الدین قزوینی نے اسے موضوع کہا ہے اور صلاح الدین علائی نے ان پر رد کیا ہے (مشکوٰۃ) اور مرجیہ وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں ایمان فقط قول ہے اور عمل اس میں داخل نہیں اور یہ غلط ہے اس لئے کہ اکثر اصحاب ملل اور نحل نے ذکر کیا ہے کہ مرجیہ جبریہ ہیں جو سمجھے کہ نسبت افعال کی عباد کی طرف ایسی ہے جیسے نسبت حرکت کی جمادات کی طرف یعنی انسان کو بالکل مجبور جانتے ہیں اور قدریہ خلاف ہیں جبریہ کے اور قدریہ منسوب ہے قدر کی طرف یعنی تقدیر اللہ کی جو اس نے قبل مخلوقات مقدار کی غرض وہ مدعی ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے کفر ہو یا معصیت اور انکار کیا انہوں نے کہ یہ امور تقدیر الٰہی ہیں اور جو حضرت نے فرمایا کہ ان کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں اس سے حصہ قلیل ہے اور یہی حق ہے کہ وہ کافر نہیں اگرچہ خطا پر ہوں اور خطاء ان کی خطائے اجتہادی سے ہے۔ خلاصہ مافی الزجاجہ۔

٦٣: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِیعٌ عَنْ كَهْمَسِ ابْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ یَحْیَی بْنُ یَعْمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَاعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِیْدٌ بَیَاضُ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ شَعَرِ الرَّاسِ لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ سَفَرٍ وَ لَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ قَالَ فَجَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَهٗ اِلٰی رُكْبَتَیْهِ وَ وَضَعَ یَدَیْهِ فَخِذَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مَا الْاِسْلَامِ؟قَالَ :" شَهَادَةُ ' اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

٦٣: روایت ہے عمر بن خطابؓ سے کہا انہوں نے نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آیا ایک مرد کہ بہت سفید تھے کپڑے اس کے بہت کالے تھے بال اس کے سر کے، معلوم نہ ہوتا تھا اس پر نشان سفر کا اور پہچانتا بھی نہ تھا اس کو کوئی ہم میں سے، پھر وہ بیٹھ گیا نبی ﷺ کے پاس اور ملا دیئے اس نے اپنے زانو حضرتؐ کے زانو سے اور رکھے اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوؤں پر یا حضرتؐ کی رانوں پر اور پھر پوچھا اس نے کہ یا محمدؐ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: گواہی دینا کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں رسول ہوں اللہ تعالیٰ کا اور قائم کرنا نماز کا اور ادا کرنا زکوٰۃ کا اور روزے رکھنے رمضان کے اور حج کرنا بیت اللہ کا۔ اس نے کہا

Marfat.com

اللّٰهُ وَ اَنِّیْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ صَوْمُ رَمَضَانَ وَ حَجُّ الْبَیْتِ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ یَسْئَالُهٗ وَ یُصَدِّقُهٗ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ! (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مَا الْاِیْمَانُ؟ قَالَ "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ" قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ یَسْئَالُهٗ وَ یُصَدِّقُهٗ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مَالْاِحْسَانُ ؟ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَاتَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ فَمَتَی السَّاعَةُ ؟ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا اَمَارَتُهَا؟ قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا (قَالَ وَكِیْعٌ یَعْنِیْ تِلْدُ الْعَجَمُ الْعَرَبَ) وَ اَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاةِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبِنَاءِ" قَالَ ثُمَّ قَالَ فَلَقِیَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ اَتَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلُ ؟" قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذَاكَ جِبْرِیْلُ اَتَاكُمْ یُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِیْنِكُمْ۔

سچ فرمایا آپ نے۔ سو ہمیں تعجب ہوا کہ یہ ایک شخص ہے کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر کہا اس نے کہ اے محمد ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ یقین کرے تو اللہ پر اور فرشتوں پر اور پیغمبروں اور آسمانی کتابوں پر اور پچھلے دن پر اور اس پر کہ خیر و شر اللہ تقدس و تعالیٰ کی تقدیر سے ہے۔ اس نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے۔ سو تعجب آیا ہم کو کہ یہ کیسا شخص ہے کہ پوچھتا بھی ہے اور مان بھی لیتا ہے۔ پھر کہا اس نے کہا اے محمد احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ عبادت کرے تو اللہ کی ایسی کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسے نہیں دیکھتا ہے تو یہ یقین کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ پھر اس نے کہا قیامت کب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے پوچھتے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا اس کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نشان ہے کہ جنے لونڈی اپنی بی بی کو یعنی مالک اپنی بی بی کو یا میاں کو۔ وکیع نے کہا جو راوی حدیث ہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ جنیں عجم کی عورتیں عرب کو اور دیکھے تو ننگے پاؤں ننگے بدن والوں اور بکریاں چرانے والوں کو کہ ایک دوسرے سے بڑی عمارتیں بنائیں گے۔ کہا حضرت عمرؓ نے کہ ملے مجھ سے نبی تین دن کے بعد اور فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور رسول اس کا بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ جبرئیل تھے اور تمہارے پاس آئے تھے کہ تم کو دین کی نشانیاں سکھائیں۔

تشریح: اس کو حدیث جبرئیل کہتے ہیں اور یہ مشتمل ہے جمیع عبادات ظاہری اور باطنی کو اور اعمال جوارح اور اخلاص سرائر کو اور شامل ہے تمام علوم شرعیہ کو اور متضمن ہے واجبات اور سنن اور رغائب اور محظورات اور مکروہات کو قولہ جنے لونڈی اپنی بی بی کو یعنی ملک فتح ہوں گے اور لوگ لونڈیاں کثرت سے رکھیں گے اور ان کی اولاد ہوگی سید سے کہ وہ آزاد ہوں گے اور اپنی ماں کو لونڈی جانیں گے اور بعضی روایتوں میں ربھا وارد ہوا ہے ربھا کی جگہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی سے اگر ایسی بات پوچھی جائے جو اسے معلوم نہیں تو لا ادری کہہ دے یعنی میں نہیں جانتا اور یہ اس کی کسر شان کا سبب نہیں کہ حضرتؐ نے قیامت کے جواب میں یہی فرمایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حاضر ہو عالم کی مجلس میں اور لوگوں کو حاجت ہو کسی مسئلے کی تو وہ پوچھ لے عالم سے کہ جواب سب لوگ سن لیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو چاہئے کہ سائل کو نرمی سے سمجھا دے اور محبت سے بتا دے کہ سد باب فیوض علمیہ کا نہ ہو اور سائل کو ضرور ہے کہ ادب مفتی کا بجا لائے اور کمال ادب سے بیٹھے۔

۶۴: بَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَلَیَّةَ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

۶۴: روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرد آیا اور اس نے

Marfat.com

رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمً بَارِدًا اللنَّاسِ فَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْاِیْمَانِ ؟ قَالَ " اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلَائِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رَسُلِہٖ وَ لِقَائِہٖ وَ تُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ" اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ وَ لَا تُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَ تُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَالْمَکْتُوْبَۃَ وَ تُوَدِّیَ الزکٰوۃ الْمَفْرُوضَۃَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ" قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْاِحْسَانُ ؟ قَالَ "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہِ کَانَّکَ تَرَاہُ فَاِنَّکَ اِنْ لَا تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ " قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَۃُ؟ قَالَ " مَا الْمَسْئُولُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا فَذٰلِکَ مِن اَشراطِھَا وَ اذَا تَطَاوَلَ رِعَاءَ الْغَنَمِ فِی الْبُنْیَانِ فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا فِی خَمْسٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ فَتَلَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ﴿ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِی نَفْسٌ مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِی نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾

[لقمٰن : ٣٤]

عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ یقین لائے تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور اس کی ملاقات پر اور یقین کرے پچھلے دن کے اٹھنے پر۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو اس کے ساتھ کسی کو اور قائم کرے تو نماز فرض کو اور ادا کرے زکوٰۃ فرض اور روزہ رکھے تو رمضان کے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کہ یہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے پھر اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس سے پوچھتے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں بیان کر دیتا ہوں بعض نشانیاں اس کی جب جنے لونڈی اپنی بی بی سو یہ اس کی علامت ہے اور بکریوں کے چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں سو یہ اس کی نشانی ہے باقی اس کے آنے کا وقت ان پانچ چیزوں میں داخل ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے پھر پڑھی رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اِنَّ اللّٰہَ سے آخر تک یعنی بے شک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی آدمی کہ کل کیا کرے گا اور نہیں جانتا کوئی آدمی کہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ ہی ہے جاننے والا خبردار۔

٦٥: حَدَّثَنَا سَھْلَ بْنُ اَبِی سَھْلٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ اَبُو الصَّلْتِ الْھَدوِیُّ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُوْسٰی الرِّضَا ءَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ۔ بِالْقَلْبِ وَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ اَبُو الصَّلْتِ لَوْ قُرِیءَ ھٰذَا

٦٥: روایت ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان معرفت ہے دل کی اور اقرار ہے زبان کا اور عمل ہے ہاتھ پیر کا اور ابوالصلت جو راوی حدیث ہیں انہوں نے کہا یہ اسناد یعنی امام علی بن موسیٰ سے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک اگر مجنون پر پڑھی جائے تو وہ اچھا ہو جائے۔

Marfat.com

الاسناد علی مجنون لم یرا۔ (اسنادہ ضعیف بضعف ابی الصلت)

تشریح: اس اسناد کی بہت سے وجوہ سے اس میں امام رضا رحمۃ اللہ علیہ سے اخیر تک سب امامیہ ہی امامیہ ہیں اور آخر میں سید الامام صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القیام محدثین نے اس حدیث کے موافق ایمان میں تینوں باتوں کو داخل کیا ہے گو یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ بعضوں نے اس کو موضوع کہا ہے اور متہم ہے اس کی وضع کے ساتھ ابوالصلت ہروی اور نام اس کا عبدالسلام ہے اور وہ بیٹا ہے صالح بن سلیمان کا اور وہ مولیٰ ہے قریش کا عقیلی نے اس کو کذاب کہا ہے اور تقریب میں کہا ہے کہ وہ صادق ہے اور منکر روایت کرتا ہے اور وہ شیعی تھا اور ابن الجوزی نے بھی اس حدیث کو موضوع کہا ہے ملا علی قاری نے کہ کتاب صراط مستقیم میں ہے کہ یہ حدیث جو مشہور ہے الایمان قول وعمل یزید وینقص اور الایمان لا یزید ولا ینقص یہ دونوں صحیح نہیں اور زرکشی نے اپنی کتاب نکت اول میں ذکر کیا کہ کسی نے بخاری سے سوال کیا کہ حدیث الایمان لا یزید ولا ینقص کیسی ہے تو انہوں نے کہا جو اس کو روایت کرے اس کو خوب مارنا چاہئے اور مدت دراز تک قید رکھنا چاہئے اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد المجموعہ میں کہا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے اسے موضوع کہا ہے اور متابعت کی ہے ابوالصلت کی اور رواۃ ان موضوعات نے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ نہیں روایت کیا اس کو مگر سرقہ نے کہ انہوں نے ابی الصلت سے روایت کی ہے میں کہتا ہے کہ یہ روایت کی ابن ماجہ نے اس طریق سے اور ایسے ہی بیہقی نے بھی اور ابوالصلت کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور میزان میں ہے کہ وہ مرد صالح ہیں مگر شیعی ہیں اتنی بات مجموعہ اور اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ایمان تین چیزوں سے مرکب ہے یقین کرنا زبان سے اور اقرار کرنا ہاتھ پاؤں سے فرائض اور اعمال بجا لانا ان میں سے جو بات نہ ہوگی ایمان ناقص رہے گا اور جس قدر اعمال صالح زیادہ ہوں ایمان زیادہ ہوگا اور مرجیہ اور حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے۔

۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ (اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ) مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

۶۶: روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز تم میں سے کوئی کامل مؤمن نہیں ہوتا جب تک دوست نہ رکھے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لئے جو دوست رکھتا ہے اپنے لئے۔

۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"۔

۶۷: روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی مؤمن کامل نہ ہوگا جب تک کہ نہ ہوں میں دوست اس کا اس کی اولاد سے اور ماں باپ سے اور سب لوگوں سے زیادہ۔

تشریح: معلوم ہوا کہ جب تک تمام جہان کے رسم و رواج اور اپنی آل و اولاد سے اور ماں باپ سے سنت کی محبت زیادہ ہو اس وقت تک ایمان کامل نہیں پھر جتنی اس محبت میں کمی ہے اتنی ہی ایمان میں۔

Marfat.com

٦٨:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيعٌ وَ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی صَالِحٍ ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاتَدْخُلُوْ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَ لَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تُحَابُوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ".

۶۸: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ نہ داخل ہو گے تم جنت میں جب تک مؤمن نہ ہو گے اور مؤمن نہیں ہو سکتے' جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے اور میں نہ بتا دوں تم کو ایک ایسی چیز کہ جب کرو تم تو آپس میں محبت ہو جائے آپس میں سلام کیا کرو۔

تشریح اس حدیث سے سلام کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

٦٩:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا عِيْسَی بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ كُفْرٌ۔"

۶۹: روایت ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا گناہ ہے اور قتل اس کا کفر ہے۔

۷۰:حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا اَبُوا اَحْمَدُ اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِیُّ عَنِ الرَّبِيْعِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَی الْاِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَ عِبَادَتِهٖ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَا اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ مَاتَ وَاللّٰهُ عَنْهُ رَاضٍ"

(فی الزوائد :هذا اسناد ضعيف)

قَالَ اَنَسٌ وَ هُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِیْ جَاءَ تْ بِهِ الرُّسُلُ وَ بَلِّغُوْهُ عَنْ رَبِّهِمْ قَبْلَ هَرْجِ الْاَحَادِيْثِ وَاخْتِلَافِ الْاَهْوَاءِ۔

وَ تَصْدِيْقُ ذَالِكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فِیْ آخِرِ مَا نَزَلَ يَقُوْلُ اللّٰهُ : ﴿فَاِنْ تَابُوْا﴾ قَالَ خَلْعُ الْاَوْثَانِ وَ عِبَادَتِهَا ﴿وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ آتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ [التوبة: ٥]

۷۰: روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے چھوڑا دنیا کو ایسے حال میں کہ وہ خالص اکیلے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتا اور قائم کرتا ہے نماز کو اور دیتا ہے زکوٰۃ کو تو مرا وہ (اس حالت میں کہ) اللہ اس سے راضی ہے کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور یہی دین ہے اللہ کا اور اسی کو لے کر آئے ہیں رسولؐ اس کے اور یہی پہنچایا ہے انہوں نے اپنے پروردگار سے قبل اس کے کہ مل جائیں لوگوں کی باتیں اور مختلف پھیل جائیں ان کی خواہشیں اور تصدیق اس کی اللہ کی کتاب میں سب سے آخر میں اتری کہ فرماتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کہ اگر توبہ کریں اور قائم کریں وہ نماز کو۔ کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ توبہ کریں وہ تھانوں سے اور ان کے پوجنے سے اور قائم کریں وہ نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: فَاِنْ تَابُوْا..... سے آخر تک یعنی اگر توبہ کریں اور وہ قائم کریں نماز اور

Marfat.com

وَ قَالَ فِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی [illegible]

[illegible]

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی الْعَبْسِیُّ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِیُّ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ اَنَسٍ مِثْلَهٗ۔ (ضعیف)

دیں زکوٰۃ تو وہ بھائی ہیں تمہارے دین میں۔ (اس حدیث کی سند ضعیف ہے)۔

کہا مؤلف نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے عبیداللہ بن موسیٰ العبسی سے انہوں نے ابوجعفر رازی سے انہوں نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی۔

تشریح [illegible] پوری آیت اتنی ہی ہے جو اوپر گزری اللہ تعالیٰ اس میں مشرکوں کا حال بیان فرما کر فرماتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ بجا لائیں تو تمہارے بھائی ہیں اور خلاصہ حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو توحید سکھانے کو بھیجا ہے اور مدار دین کا توحید و اخلاص پر ہے اور نماز و زکوٰۃ پر ہے۔

۷۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا اَبُوْ النَّضْرِ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ " (هرج الاحادیث) کثر تها و اختلاطها

۷۱: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ہوا ہے مجھ کو کہ لڑوں میں لوگوں سے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور میں اس کا رسول ہوں اور قائم کریں وہ نماز کو اور ادا کریں وہ زکوٰۃ کو۔

تشریح [illegible] اس سے چار ارکان ایمان کے معلوم ہوئے اول توحید دوم رسالت کا یقین سوم ادائے نماز چہارم ادائے زکوٰۃ۔

۷۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ بَهْرَامٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حوشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ یُقِیْمُوا الصَّلَاةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ"

۷۲: روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ہوا مجھ کو کہ لڑوں میں لوگوں سے۔ یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں اس کا رسول ہوں اور قائم کریں وہ نماز کو اور ادا کریں زکوٰۃ کو۔

۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الرَّازِیُّ اَنْبَاَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّیْثِیُّ ثَنَا نِزَارُ بْنُ حَیَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَهُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ اَهْلُ

۷۳: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دونوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ ہیں میری امت سے کہ ان کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں ایک مرجیہ دوسرے قدریہ۔ (ضعیف)

Marfat.com

الْاِرْجَاءِ وَ اَهْلُ الْقَدَرِ "

۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ الْبُخَارِیُّ سَعِیْدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنَا الْهَیْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ یَعْنِی ابْنَ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْوَهَابِ بْنِ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ ۔

(فی الزوائد اسناده هٰذ الحدیث ضعیف)

۷۴: روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ دونوں نے کہا ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے۔ (ضعیف جدا)

۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ الْبُخَارِیُّ ثَنَا الْهَیْثَمُ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَارِثِ اَظُنُّهٗ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ الْاِیْمَانُ یَزْدَادُ وَ یَنْقُصُ ۔

۷۵: روایت ہے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ (ضعیف)

بَابٌ فِی الْقَدْرِ

تقدیر کے بیان میں

تقدیر

لغوی تشریح : قَدَر اور قَدْر بفتح وسکون دال دونوں لغت مشہور ہیں اور مذہب اہل حق کا اثبات قدر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اندازہ کیا اشیاء کا پہلے سے اور جان رکھا تھا اس کو اپنے علم قدیم میں کہ فلاں فلاں حوادث اور وقائع فلاں وقت میں واقع ہوں گے ان صفات مخصوصہ سے اور اسی طرح وہ وقوع میں آتے ہیں اور قدریہ نے اس کا انکار کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقدر نہیں کیا اشیاء کو اور اللہ کے علم قدیم میں وہ داخل نہ تھیں بلکہ علم ان کا مستانف ہے اور جانتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ بعد وقوع کے اور جھوٹ باندھا انہوں نے اللہ پر اللہ پاک ہے ان کے اقوال باطلہ سے اور اس فرقہ کا نام قدریہ اس لئے ہوا کہ یہ منکر تقدیر ہیں اور متکلمین نے کہا ہے کہ اس قول کے لوگ اب باقی نہیں رہے اور اہل قبلہ میں اب کوئی اس کا قائل نہیں اور اب جو قدریہ باقی ہیں وہ اثبات قدر کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے اور شر اس کے غیر کی طرف سے تعالیٰ اللہ عن قولهم علوا کبیرا اور ابو محمد بن قتیبہ نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں اور امام الحرمین نے اپنی کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ بعض قدریہ نے کہا کہ ہم قدریہ نہیں ہیں بلکہ تم قدریہ ہو کہ اثبات قدر کرتے ہو اور یہ ان کی جہالت اور بے وقوفی ہے اس لئے کہ ہم قدر کو اپنی ذاتوں سے نفی کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں اللہ کے واسطے اور وہ ثابت کرتے ہیں اپنے نفس کے لئے پس وہ اولیٰ ہیں اس نام کے ساتھ اس لئے کہ مثبت شے کا اپنے نفس کے لئے اولیٰ ہے کہ مسمی ہو اس کے ساتھ اور قدریہ کی احادیث میں بہت برائی وارد ہوئی ہے اور حضرت ﷺ نے ان کو اس امت کا مجوس فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں ویسے ہی یہ بھی ارادہ کی تقسیم کرتے ہیں کہ خیر کو بارادۂ الٰہی کہتے ہیں نہ شر کو۔

Marfat.com

۱۰: بَابُ فِی الْقَدْرِ

تقدیر کے بیان میں

۷۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیعٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ وَ اَبُو مُعَاوِیَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ الرَّقِّیُّ ثَنَا اَبُو مُعَاوِیَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّهٗ یُجْمَعُ خَلْقُ اَحَدِکُمْ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یُبْعَثُ اللّٰهُ اِلَیْهِ الْمَلَكَ فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَقُوْلُ اُکْتُبْ عَمَلَهٗ وَ اَجَلَهٗ وَ رِزْقَهٗ وَ شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَدْخُلُهَا ۔

۷۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے بیان کیا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں اور سچے کئے ہوئے رہتی جاتی ہے منی جس سے پیدائش ہے تمہاری ہر ایک کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک پھر وہ ایک خون کی پھٹکی ہو جاتی ہے اور پھٹکی رہتی ہے اتنی مدت تک پھر بوٹی رہتی ہے اتنی مدت تک پھر بھیجتا ہے اللہ اس کی طرف ایک فرشتہ اور اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے فرماتا ہے اس سے اللہ کہ لکھ دے عمل اس کا اور مدت عمر اس کی اور رزق اس کا یعنی حلال ہو یا حرام اور شقی ہے یا سعید سو قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے ایک تم میں کا جنت والوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ نہیں رہتا اس کے اور جنت کے بیچ میں مگر ایک ہاتھ پھر پیش آتا ہے اس کا لکھا اور دوزخ والوں کا کام کرتا ہے دوزخ والوں کا اور داخل ہو جاتا ہے اس میں اور یہ حال شقی کا ہے اور ایک تم میں کا عمل کرتا ہے دوزخ والوں کا یہاں تک کہ رہ جاتا ہے اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ہاتھ پھر پیش آتا ہے اس کا لکھا اور وہ کام کرتا ہے جنت والوں کا اور داخل ہو جاتا ہے اس میں اور یہ حال سعید کا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل اور اجل اور رزق اور شقاوت اور یہ سب تقدیر سے ہے اور تحریر اس کی پہلے سے ہو جاتی ہے شاید اسی سے یہ مثل مشہور ہے ع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے نہ بیچ کا پس کسی گنہگار کو قطعی دوزخی نہ جانے چاہئے نہ کسی عابد و زاہد کو قطعی جنتی اور ہمیشہ اپنے خاتمہ کے لئے دعا کرنا چاہئے نہ اپنی عبادت پر غرور و عجب۔

۸۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سِنَانٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ الْحِمْصِیِّ عَنِ ابْنِ الدَّیْلَمِیِّ قَالَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْءٌ مِنْ هٰذَا الْقَدْرِ خَشِیْتُ اَنْ یُّفْسِدَ عَلَیَّ دِیْنِیْ وَ اَمْرِیْ فَاَتَیْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقُلْتُ اَبَا الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِنَّهٗ قَدْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْءٌ مِنْ هٰذَا الْقَدْرِ فَخَشِیْتُ عَلٰی دِیْنِیْ وَ اَمْرِیْ فَحَدِّثْنِیْ

۸۔ روایت ہے ابن دیلمی سے انہوں نے کہا کہ میرے دل میں کچھ انکار سا آیا قدر کا سو میں ڈرا کہ کہیں خراب نہ ہو جائے میرا دین اور کام سو آیا میں ابی بن کعبؓ کے پاس اور کہا میں نے کہ میرے دل میں تقدیر کی طرف سے کچھ ایسی بات آئی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ نہ بگڑ جائے اس سے میرا دین اور کام سو مجھ سے کوئی بات ایسی کہو کہ اس سے شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نفع دے سو انہوں نے کہا اگر اللہ عذاب کرنا چاہے تمام آسمان اور زمین والوں

Marfat.com

مِنْ ذٰلِكَ بِشَيءٍ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَنْفَعَنِي بِهٖ فَقَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَاَهْلَ سَمَاوَاتِهٖ وَ اَهْلَ اَرْضِهٖ لَعَذَبَهُمْ وَ هُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَ لَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا اَوْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ تُنْفِقُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قُبِلَ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ فَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَ اَنَّ مَااَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَ اِنَّكَ اِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ وَ لَا عَلَيْكَ اَنْ تَاْتِيَ اَخِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَتَسْاَلَهٗ فَاَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَسَاَلْتُهٗ فَذَكَرَ مِثْلَ مَا قَالَ اُبَيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ قَالَ لِيْ وَلَا عَلَيْكَ اَنْ تَاْتِيَ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَتَيْتُ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ وَقَالَ اِئْتِ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاسْاَلْهُ فَاَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ " لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ لَعَذَّبَهُم وَهُو غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَ لَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَةٌ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَ لَو كَانَ لَكَ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا اَوْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا تُنْفِقُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهٗ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ فَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَ مَا اَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَ اَنَّكَ اِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ۔

کو اور عذاب کرے تو وہ ظالم نہ ہوگا یعنی یہ تصرف کرنا ہے اپنے ملک میں اور یہ ظلم نہیں اور اگر رحمت کرے ان پر تو رحمت اس کی بہت بہتر ہے ان کے حق میں ان کے عملوں سے اور اگر ہو تیرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا یا یہ کہا کہ ہو تیرے پاس مثل احد کے یعنی مال اور خرچ کرے اس کو اللہ کی راہ میں تو ہرگز قبول نہ ہوگا جب تک یقین نہ کرے تو ساتھ تقدیر کے اور بخوبی نہ جانے تو کہ جو پہنچا تجھے ہرگز تجھ سے چوکنے والا نہ تھا اور جو نہ پہنچا وہ ہرگز تجھے پہنچنے والا نہ تھا اور اگر تو مرے اس کے سوا اور عقیدہ پر تو داخل ہوگا دوزخ میں اور کیا مضائقہ ہے اگر تو جائے میرے بھائی عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس اور ان سے بھی پوچھے تو گیا میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے ابی کی مثل کہا اور کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ اگر تو جائے حذیفہؓ کے پاس اور ان سے بھی پوچھا انہوں نے بھی دونوں کی مثل کہا اور حذیفہؓ نے کہا جاؤ زید بن ثابت کے پاس اور ان سے بھی پوچھو سو آیا میں ان کے پاس اور پوچھا انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ عذاب کرے اپنے آسمان اور زمین والوں کو تو عذاب کرے ان کو اور وہ ظلم کرنے والا نہیں ان پر یعنی مالک ہے اور اگر رحمت کرے ان پر تو رحمت اس کی ان کے عملوں سے بہتر ہو ان کے حق میں اور اگر ہو تیرے پاس احد کے برابر سونا یا فرمایا کوہ احد کے برابر اور خرچ کرے تو اس کو اللہ کی راہ میں ہرگز قبول نہ ہوگا تجھ سے جب تک ایمان نہ لائے تو تمام قدر پر اور بخوبی نہ جانے تو کہ جو تجھے پہنچا ہے کبھی چوکنے والا نہ تھا تجھ سے اور جو چوک گیا تجھ سے وہ کبھی تجھ کو پہنچنے والا نہ تھا اور اگر اس کے سوا اور کسی عقیدہ پر مرا تو دوزخ میں گیا۔

تشریح (۱) قولہ تو عذاب کرے اور ظالم نہ ہو اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ قبح وحسن اشیاء کا عقل نہیں جیسا معتزلہ کا عقیدہ ہے اس لئے کہ وہ مالک ہے آسمان وزمین کا اور اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے غرض اس سے ظلم کی طرح متصور نہیں اس لئے کہ وہ ملک غیر میں ہرگز کبھی تصرف نہیں کرتا قولہ اگر رحمت کرے اس سے معلوم ہوا کہ رحمت کرنا یہ سبب اعمال بنی آدم

Marfat.com

لے اللہ پر واجب نہیں جیسے معتزلہ وجوب اصلح لے اللہ پر قائل ہیں اور رحمت اس کی صرف اس کے فضل اور ارادہ سے اگر اولین و آخرت پر رحم کرے تو اس کے فضل سے باہر نہیں اور اگر سب کو معذب کرے تو اس کی حکمت سے خالی نہیں قولہ ہرگز قبول نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ نیکیاں ہرگز قبول نہیں ہوتیں بغیر ایمان کے قولہ اور اگر اس کے سوا کسی اور عقیدہ پر مرا تو دوزخ میں گیا مراد اس سے خلود نہیں جیسے کافروں کے لئے اس لئے کہ اہل قبلہ بعد تعذیب کے سب کے سب دوزخ سے نکلنے والے ہیں۔

۷۸: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا وَکِیْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ وَبِیَدِهٖ عُوْدٌ فَنَکَتَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ "مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ کُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ" قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَفَلَا نَتَّکِلُ؟ قَالَ لَا اعْمَلُوْا وَلَا تَتَّکِلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ "فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰی وَ کَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی" [اللیل ۵-۱۰]

۷۸: روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ ہم بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی سو آپ نے اس کو زمین میں ٹیکا اور اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کوئی تم میں ایسا نہیں کہ جس کی ایک جگہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھی ہو کوئی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا بھروسہ نہ کریں ہم اس پر۔ آپ نے فرمایا نہیں عمل کرو اور بھروسہ نہ کرو اپنے لکھے پر اس لئے کہ ہر ایک سے وہی بن پڑتا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے پھر پڑھی آپ نے یہ آیت: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ سے آخر تک یعنی جس نے دیا اپنا مال اور ڈرا اللہ سے اور سچ جانا قرآن کو ہم سہل کریں گے ہم اس پر آسانی کو اور جس نے بخیلی کی اور بے پرواہ رہا اور جھٹلایا قرآن کو اور اس کو ہم سہل کریں گے تنگی کی راہ۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا یہ ان کی حماقت ہے بلکہ عمل علامت ہیں سعادت اور شقاوت کی جس کے عمل اچھے ہیں امید ہے کہ وہ سعید ہوا اور جس کے برے ہیں خوف ہے کہ وہ شقی ہو۔

۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِیُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَ فِیْ کُلٍّ خَیْرٌ اَحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ وَ اسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ لَا تَعْجِزْ فَاِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَذَا وَ کَذَا وَ لٰکِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ

۷۹: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن قوی الایمان بہتر اور پیارا ہے اللہ کے نزدیک مؤمن ضعیف الایمان سے اور ہر نیکی میں رغبت کر جو تجھے نفع دے اور مدد مانگ اللہ سے اور دل نہ ہار اور جو مکروہ تجھے پہنچے تو یہ نہ کہہ کہ میں ایسا کرتا تو ایسا کرتا تو یوں ہوتا بلکہ یہ کہہ جو تقدیر تھی اللہ کی اور جو اس نے چاہا وہی کیا اس لئے کہ "اگر" "مگر" تجھ پر کھول دیتا ہے دروازہ شیطان کا۔

Marfat.com

تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔

تشریح : یعنی اگر مگر کہنے سے تقدیر الٰہی کا انکار نکلتا ہے اور یہ فعل ہے شیطان کا کہ آدمی کو مافات پر حسرت دلواتا ہے اور تقدیر کا منکر بناتا ہے کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے ؎

اگر را با مگر ترویج کردند ☆ ازاں شد بچہ نامش گشت لیکن

۸۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَ مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَ اَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهٖ وَ خَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهٖ اَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى ثَلَاثًا۔

۸۰: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ خبر دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ نے جھگڑا ہوا آدمؑ اور موسیٰؑ میں۔ سو موسیٰؑ نے فرمایا اے آدمؑ آپ باپ ہیں ہمارے۔ سو آپ نے ہم کو محروم کیا اور نکالا جنت سے اپنے گناہ کے سبب سے۔ سو فرمایا حضرت آدمؑ نے اے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ نے چن لیا تم کو اپنے کلام کرنے کو اور لکھی تورات تمہارے لئے اپنے ہاتھ سے سو کیا ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس کام پر جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے اوپر تقدیر کر دیا تھا چالیس برس میری پیدائش سے پہلے سو جیت گئے آدمؑ اس جھگڑے میں یہ تین بار فرمایا۔

تشریح : مسلم کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ تم نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کتنے برس پہلے تورات لکھی؟ انہوں نے کہا چالیس برس۔ پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس میں پڑھا ہے وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى یعنی نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی اور راہ بھول گیا انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا پھر جو تم مجھے کیا ملامت کرتے ہو۔ باقی وہی مضمون ہے اور حضرت نے تین بار فرمایا کہ آدم علیہ السلام جیت گئے اور یہ تکرار تاکید کے لئے تھی تاکہ بخوبی آدمؑ سمجھ لے کہ وہ مستقل فاعل نہ تھے کہ فعل وترک کا اختیار کامل رکھتے ہوں بلکہ جو تقدیر الٰہی تھی اس کا امضا اور مشیت کا اجراء ہوا تھا گویا کہ آدمؑ نے یہ کہا کہ پھر تم اس علم سابق سے جو بذریعہ تورات تمہیں حاصل ہو چکا ہے کیوں غافل ہوتے ہو اور میرے کسب وفعل پر یاد کرتے ہو جو صرف سبب تھا اور اصل سے غفلت کرتے ہو جو تقدیر تھی اور تم جیسے اخیار و پسندیدہ لوگوں سے جو واقف اسرار من وراء الاستار ہیں یہ امر نہایت بعید ہے اور یہ گفتگو عالم تکلیف واسباب میں نہیں ہوئی کہ یہاں وسائط واکتساب سے قطع نظر اور وسائل ومواصلات سے غض بصر جائز نہیں بلکہ عالم علوی میں ہوئی جو متقی ہے ارواح کا اور ملامت مکلف پر جب ہی تک متوجہ ہوتی ہے کہ وہ دار تکلیف میں ہو کہ اس کی ملامت امر معروف میں داخل ہے اور سبب ہے زجر ومنع کا معاصی سے اور موجب ہے عبرت کا غیر کے لئے اور جب دار تکلیف سے نکلا تو اب مستحق لوم وشوم نہ رہا بلکہ یہ ہے کہ جو امر مقدر تھا ظہور میں آیا اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب آدم علیہ السلام تائب ہو چکے اور تائب لائق ملامت نہیں غرض اس سے فساق وفجار اپنے فسق وفجور پر استدلال نہیں کر سکتے اور علماء کی اس وقت کی گفتگو میں کئی اقوال ہیں اول یہ کہ زمان حیات موسیٰ میں ہو کہ اللہ پاک نے معجزہ آدم علیہ السلام سے ملاقات کرا دی تو مایہ یقظۃ دوم یہ کہ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام کے برزخ میں اور ابن عبدالبر نے اسی پر جزم کیا ہے اور قابسی نے سوم یہ کہ یہ

Marfat.com

فتنوا بھی نہیں ہوئی بلکہ آخرت میں ہوئی تو تعبیہ اس کی بافظ ماشی اس لئے ہوئی متحقق الوقوع ہے اور اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور نسائی نے تفسیر میں اور بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں روایت کیا ہے کذا فی التعلیقات۔

۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ زُرَارَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رَبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْقَدْرِ"

۸۱: روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن نہیں ہوتا بندہ جب تک ایمان نہ لائے چار چیزوں پر اس اللہ پر کہ وہ اکیلا ہے اپنی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں اس کا دوسرے یہ کہ میں رسول ہوں اللہ کا تیسرے ایمان لائے بعد مرنے کے اٹھنے پر چوتھے قدر پر۔

۸۲ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّتِهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ غُلَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ " اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَ خَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ۔

۸۲: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے بلایا ایک انصاری لڑکے کے جنازے کی طرف سو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو اس کو یہ تو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیوں سے کہ اس نے کوئی برائی نہ کی اور برائی کا وقت پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ جتی ہے اور بات یوں نہیں ہے اے عائشہ اس لئے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ایک مخلوق کو جنت کے لئے کہ پیدا کیا اس کے لئے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں ہیں اور پیدا کیا ہے ایک مخلوق دوزخ کے لئے ان کو اس کے لئے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں ہیں۔

تشریح: گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی جنتی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس لڑکے کو پسند نہ فرمایا اس لئے کہ موہبتی ہے ووکی نے کہا ہے باجماع اہل اجماع یہ امر ثابت ہے کہ اطفال مسلمین سب جنتی ہیں اور حضرتؐ نے یہ حدیث شاید جب فرمائی ہو کہ اس کا آپ کو علم نہ ہو بعد اس کے اللہ نے علم عنایت فرمایا۔

۸۳ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُوْا قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدْرِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ

۸۳: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا آئے مشرک قریش اور جھگڑنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قدر میں۔ پس اتری یہ آیت یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی سے آخر تک۔ یعنی جس دن کھینچے جائیں گے وہ دوزخ میں اپنے منہ کے بل اور کہیں گے ان سے فرشتے چکھو مزا دوزخ کی آگ کا ہم نے پیدا کی ہے ہر چیز قدر سے۔

Marfat.com

تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔

تشریح : یعنی اگر مگر کہنے سے تقدیر الٰہی کا انکار نکلتا ہے اور یہ فعل ہے شیطان کا کہ آدمی کو مافات پر حسرت دلواتا ہے اور تقدیر کا منکر بناتا ہے کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے ؎

اگر رابا مگر تروتج کردند ☆ ازاں شد بچہ نامش گشت لیکن

۸۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ يَعْقُوبُ بْنُ حَمِيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانَ بْنُ عُيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَ مُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَ اَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَقَالَ لَهُ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهٖ وَ خَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهٖ اَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى ثَلَاثًا۔

۸۰: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ خبر دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ نے جھگڑا ہوا آدمؑ اور موسیٰؑ میں۔ سو موسیٰؑ نے فرمایا اے آدمؑ آپ باپ ہیں ہمارے۔ سو آپ نے ہم کو محروم کیا اور نکالا جنت سے اپنے گناہ کے سبب سے۔ سو فرمایا حضرت آدمؑ نے اے موسیٰؑ اللہ تعالیٰ نے چن لیا تم کو اپنے کلام کرنے کو اور لکھی تورات تمہارے لئے اپنے ہاتھ سے سو کیا ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس کام پر جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے میرے اوپر تقدیر کر دیا تھا چالیس برس میری پیدائش سے پہلے سو جیت گئے آدمؑ اس جھگڑے میں یہ تین بار فرمایا۔

تشریح : مسلم کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ تم نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کتنے برس پہلے تورات لکھی؟ انہوں نے کہا چالیس برس۔ پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس میں پڑھا ہے وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى یعنی نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی اور راہ بھول گیا انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا پھر جبھی تم مجھے کیا ملامت کرتے ہو۔ باقی وہی مضمون ہے اور حضرت نے تین بار فرمایا کہ آدم علیہ السلام جیت گئے اور یہ تکرار تاکید کے لئے تھی تاکہ بخوبی آدمؑ سمجھ لے کہ وہ مستقل فاعل نہ تھے کہ فعل وترک کا اختیار کامل رکھتے ہوں بلکہ جو تقدیر الٰہی تھی اس کا امضا اور مشیت کا اجراء ہو رہا تھا گویا کہ آدمؑ نے یہ کہا کہ پھر تم اس علم سابق سے جو بذریعہ تورات تمہیں حاصل ہو چکا ہے کیوں غافل ہوتے ہو اور میرے کسب وفعل پر یاد کرتے ہو جو صرف سبب تھا اور اصل سے غفلت کرتے ہو جو تقدیر تھی اور تم جیسے اخیار و پسندیدہ لوگوں سے جو واقف اسرار من وراء الاستار ہیں یہ امر نہایت بعید ہے اور یہ گفتگو عالم تکلیف واسباب میں نہیں ہوئی کہ یہاں وسائط واکتساب سے قطع نظر اور وسائل ومواصلات سے غض بصر جائز نہیں بلکہ عالم علوی میں ہوئی جو متقی ہے ارواح کا اور ملامت مکلف پر جب ہی تک متوجہ ہوتی ہے کہ وہ دار تکلیف میں ہو کہ اس کی ملامت امر معروف میں داخل ہے اور سبب ہے زجر ومنع کا معاصی سے اور موجب ہے عبرت کا غیر کے لئے اور جب دار تکلیف سے نکلا تو اب مستحق لوم وشوم نہ رہا بلکہ یہ ہے کہ جو امر مقدر تھا ظہور میں آیا اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب آدم علیہ السلام تائب ہو چکے اور تائب لائق ملامت نہیں غرض اس سے فساق وفجار اپنے فسق وفجور پر استدلال نہیں کر سکتے اور علماء کی اس وقت کی گفتگو میں کئی اقوال ہیں اول یہ کہ زمان حیات موسیٰ میں ہو کہ اللہ پاک نے معجزہ آدم علیہ السلام سے ملاقات کرا دی نوماہ یقظۃ دوم یہ کہ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام کے برزخ میں اور ابن عبدالبر نے اسی پر جزم کیا ہے اور قابسی نے سوم یہ کہ یہ

Marfat.com

فتلوا بھی نہیں ہوئی بلکہ آخرت میں ہوئی تو تعبیر اس کی بافظ ماضی اس لئے ہوئی متحقق الوقوع ہے اور اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور نسائی نے تفسیر میں اور بخاری نے کتاب الصلوۃ میں روایت کیا ہے کذا فی التعلیقات۔

۸۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ زُرَارَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رَبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْقَدْرِ"

۸۱: روایت ہے حضرت علی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن نہیں ہوتا بندہ جب تک ایمان نہ لائے چار چیزوں پر اول اللہ پر کہ وہ اکیلا ہے اپنی ذات وصفات میں ولی شریک نہیں اس کا دوسرے یہ کہ میں رسول ہوں اللہ کا تیسرے ایمان لائے کہ بعد مرنے کے اٹھنا ہے چوتھے قدر پر۔

۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ لّٰهِ عَنْ عَمَّتِهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ مُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ لّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ غُلَامٍ مِّنَ لْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ سُوْءً وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ ؟ اِنَّ لّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ بَائِهِمْ وَ خَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ صْلَابِ اٰبَائِهِمْ۔

۸۲: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے بلایا ایک انصار کے لڑکے کے جنازے کی طرف سو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو اس کو یہ تو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیوں سے کہ اس نے کوئی برائی نہ کی اور برائی کا وقت پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ کہتی ہے اور بات یوں نہیں ہے اے عائشہ اس لئے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ایک مخلوق کو جنت کے لئے کہ پیدا کیا اس کے لئے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں ہیں اور پیدا کی ہے ایک مخلوق دوزخ کے لئے ان کو اس کے لئے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں ہیں۔

تشریح: سو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی جنتی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس لڑکے کو پسند نہ فرمایا اس لئے کلام وحی ہے وحی نے کہا ہے باجماع اہل اجماع یہ امر ثابت ہے کہ اطفال مسلمین سب جنتی ہیں اور حضرت نے یہ حدیث شاید جب فرمائی ہو کہ اس کا باپ کو علم نہ ہو بعد اس کے اللہ نے علم عنایت فرمایا۔

۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ مَخْزُوْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ يْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُوْا قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ النَّبِيَّ فِي الْقَدْرِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي ر عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ

۸۳: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ آئے مشرک قریش اور جھگڑنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قدر میں۔ پس اتری یہ آیت یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی سے آخر تک۔ یعنی جس دن گھسیٹے جائیں گے وہ دوزخ میں اپنے منہ کے بل اور کہیں گے ان سے فرشتے چکھو مزا دہکتی آگ کا ہم نے پیدا کی ہے ہر چیز قدر سے۔

Marfat.com

خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿ [القمر : ٤٨، ٤٩]

تشریح ﴿ بغوی نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو چیز ہم نے پیدا کی ہے وہ تقدیر ہے کہ لکھی ہوئی ہے لوحِ محفوظ میں۔ حسن بصری نے کہا کہ اندازہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہر چیز کا کہ اس موافق سے وہ پیدا ہوتی ہے اور مروی ہے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ نے مقادیر خلق لکھے قبل اس کے کہ آسمان وزمین پیدا کرے پچاس ہزار برس پہلے اور فرمایا کہ عرش رب العالمین کا اس وقت پانی پر تھا اور عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز قدر سے ہے یہاں تک کہ نادانی ودانائی بھی تمام ہوا کلام بغوی کا فتح البیان میں ہے کہ اثباتِ قدر سے جو بعضوں کے خیال میں آتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے بندوں کا مجبور کر دینا ہے اور مقہور کر دینا ہے ان کا اور حقیقت میں یہ امر نہیں بلکہ وہ صرف اخبار ہے اللہ کے علم قدیم سے کہ بندے کیا کمائیں گے اور صدور ان کے افعال کا موافق اس کے علم مبارک کے ہوتا ہے خیر ہو یا شر۔

۸۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانُ، مَوْلٰى اَبِیْ بَكْرٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا شَيْئًا مِنَ الْقَدْرِ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْقَدْرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْاَلْ عَنْهُ۔

۸۴: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو ذرا بھی بولے گا قدر میں اس سے قیامت کے دن سوال ہوگا اور جو نہ بولے گا اس سے سوال بھی نہ ہوگا۔ (اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے)۔

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَاهُ حَازِمُ بْنَ سِنَانٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ عُثْمَانَ فَذَكَرَه نَحْوَهٗ۔

(فی الزوائد اسناده هٰذ الحديث ضعيف)

تشریح ﴿ یعنی قدر ایک سر ہے اللہ کے اسرار میں سے کہ شارعؑ نے ہم کو جتنی خبر دی ہے اس پر ایمان لانے کا حکم کیا ہے اور زیادہ اس کی کشف حقیقت ہم نہیں کر سکتے اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ سلف جس میں ساکت رہے ہیں اُس میں بحث نہ چاہئے بلکہ سکوت ہی اولیٰ ہے اور یہی طریقہ ہے تبعین کا ابوالحسن نے روایت کی ہم سے یہی حدیث حاتم بن یحییٰ نے ان سے عبدالملک بن سنان نے ان سے یحییٰ بن عثمان نے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث مذکور کے۔

۸۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ وَ هُمْ يَخْتَصِمُوْنَ فِی الْقَدْرِ فَكَاَنَّمَا يُفْقَاُ فِیْ

۸۵: روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہیں کہا عبداللہ نے کہ نکلے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں پر اور وہ تقریر کر رہے تھے قدر میں تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا نچوڑ

Marfat.com

وَجْهِهِ حَبَّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ فَقَالَ " بِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَوْ لِهٰذَا خُلِقْتُمْ تَضْرِبُوْنَ الْقُرْاٰنَ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ بِهٰذَا هَلَكَتِ الْاُمَمُ قَبْلَكُمْ " قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَمَطْتُ نَفْسِيْ بِذٰلِكَ الْمَجْلِسُ وَ تَخَلُّفِي عَنْهُ۔

(فِي الزوائد هذا اسناد صحيح رجاله ثقات)

دیئے آپ کے چہرہ مبارک پر دانے انار نے غصہ کے سبب سے اور فرمایا آپ نے کیا اسی کا حکم کئے گئے ہو تم یا اسی لئے پیدا کئے گئے ہو تم اور لڑاتے ہو قرآن کا ایک ٹکڑا دوسرے سے اسی سبب سے تو ہلاک ہوئیں اگلی امتیں۔ فرمایا عبداللہ بن عمرو بن عاص نے جن مجالس میں حاضر نہ ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ان سب سے بڑھ کر میں نے چاہا کہ اس مجلس میں نہ ہوتا یعنی حضرتؐ کے غضب اور ناراضی سے بچتا۔

تشریح ۞ اس حدیث کی سند متصل ہے کہ شعیب اپنے دادا عبداللہ سے راوی ہیں اور تحقیق اس کی کتاب کے پہلے باب میں گزری اور اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر میں زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہئے جتنی شارع نے خبر دی ہے اتنی ہی پر ایمان کافی ہے اور خوض اس میں خوض فی الباطل ہے اور اس طرح اور امور کہ جس میں شارع نے اجمال فرمایا تفصیل اس کی طلب کرنا ضرور نہیں۔

۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ حَيَّةَ اَبُوْ جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَ لَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْاِبِلَ كُلَّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ۔

(فی الزوائد هذا اسناد ضعيف)

۸۶: روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدوی ہے نہ طیرہ نہ ہامہ ایک شخص کھڑا ہوا گاؤں کا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا دیکھئے تو کہ ایک اونٹ کو کھجلی ہوتی ہے پھر اس سے سب کو کھجلی ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تقدیر سے ہے بھلا پہلے اونٹ کو کس نے کھجلی لگائی (اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے)۔

تشریح ۞ عدوی کہتے ہیں ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانے کو اور عرب کا عقیدہ جہالت تھا کہ کھجلی وغیرہ بعض امراض ایک دوسرے کو لگ جاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ یہ تقدیر سے ہے جیسے پہلے اونٹ کو کس کی کھجلی نہیں لگی بلکہ تقدیر الٰہی ہے اسی طرح اور اونٹوں کو بھی۔ طیرہ بدفالی ہے جیسے عورتیں کہتی ہیں یہ کپڑا میں نے منحوس کے قدم سے لگایا کہ تمام ہی نہیں ہوتا یا گھر سے نکلے اور بلی سامنے آ گئی یا کسی نے چھینک دیا تو بیٹھ گئے اب جائیں گے تو کام نہ ہوگا اس کو بھی باطل فرما دیا اور منجملہ شرک قرار دیا اور ہامہ ایک جانور معروف ہے جیسے ذوی العقول الو کہتے ہیں عرب اس سے بدفالی لیتے تھے اور ہندی الوؤں کا بھی عقیدہ ہے کہ وہ جہاں بولتا ہے وہ گھر ویران ہوتا ہے اور بعضے عربوں نے سمجھ رکھا تھا کہ میت کی ہڈیاں سڑ کر الو بن جاتی ہیں اور یہ تفسیر اکثر علماء نے کی ہے غرض جہال ان کو مصدر خیر و شر جانتے تھے۔ حضرتؐ نے ان کے عقیدہ کا ابطال کر کے مصدر خیر و شر تقدیر الٰہی کو فرمایا اور مؤمن کو یہی عقیدہ ضرور ہے۔

۸۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى

۸۷: روایت ہے شعبی سے کہا انہوں نے کہ جب آئے عدی بیٹے

Marfat.com

الْخَزَّازُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ اَبِى الْمُسَاوِرِ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَدِيٌّ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنُ حَاتِمِ الْكُوْفَةَ اَتَيْنَاهُ فِىْ نَفَرٍ مِنْ فُقَهَاءِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فَقُلْنَا لَهٗ حَدِيْثًا مَا سَمِعتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَدِىَّ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ابْنِ حَاتِمٍ اَسْلِمْ تَسْلَمْ قُلْتُ وَ مَا الْاِسْلَامُ فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَ تُؤْمِنُ بِالْاَقْدَارِ كُلِّهَا خَيْرِهَا وَ شَرِّهَا حُلْوِهَا وَ مُرِّهَا

(فی الزوائد هذا اسناد ضعیف)

حاتم کے کوفہ میں تو گئے ہم ان کے پاس چند فقہاء کوفہ کے ساتھ اور کہا ہم نے ان سے کہ بیان کرو ہم سے کوئی حدیث جو سنی ہو تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا حاضر ہوا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی بیٹے حاتم کے اسلام لاؤ کہ بچو یعنی دنیا میں نہب وقتل سے اور آخرت میں عذاب نار سے میں نے عرض کی کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو کہ کوئی معبود نہیں لائق عبادت کے سوائے خدائے تعالیٰ کے اور میں رسول ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اور ایمان لائے تو ساری تقدیروں پر نیک ہو یا بد میٹھی ہو یا کڑوی یعنی یہ سب تقدیر سے ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ـ ثَنَا اَسَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِىْ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ الْقَلْبِ مِثْلُ الرِّيْشَةِ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحَ بِفَلَاةٍ۔

۸۸: روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پر ہو میدان میں کہ ہوا اس کو الٹ پلٹ کرتی ہو۔

تشریح ﴿﴾ اس سے بھی معلوم ہوا کہ جو خیر وشر دل میں آتا ہے سب تقدیر الٰہی سے ہے۔

۸۹: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا خَالِىْ يَعْلَى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِىْ جَارِيَةً اَعْزِلُ عَنْهَا ؟ قَالَ "سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَاَتَاهُ بَعْدَ ذَالِكَ فَقَالَ قَدْ حَمَلَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُدِّرَ لِنَفْسٍ شَىْءٌ اِلَّا هِىَ كَائِنَةٌ"

۸۹: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک مرد انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک لونڈی ہے کہ میں اس سے عزل کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنے گی جو اس کے مقدر میں ہوگا پھر وہ حاضر ہوا بعد اس کے اور عرض کی کہ وہ حاملہ ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی جو تقدیر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔

تشریح ﴿﴾ اس سے بھی معلوم ہوا کہ لڑکا تقدیر سے ہوتا ہے نہ شیخ سدو اور شیخ زعفران کی نذر ماننے سے اور عزل اسے کہتے ہیں کہ آدمی عورت سے جماع کرے اور باہر انزال کرے کہ حمل نہ ہو۔ (یعنی بوقت انزال ذکر اندام نہانی سے باہر کرے اس کو عزل کہتے ہیں ۱۲)

۹۰: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ

۹۰: روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسىٰ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ ثَوبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ وَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْلَمُهَا ۔

علیہ وسلم نے نہیں بڑھاتی عمر مگر نیکی اور نہیں پھیرتی تقدیر مگر دعا اور رزق سے محروم ہو جاتا ہے یہ سبب گناہ کے کہ بندہ بیٹھتا ہے۔ (اس کی سند حسن ہے کذا) قال القرافی کما فی الزوائد۔

تشریح ۞ قولہ نہیں بڑھائی عمر کو یعنی نیکی سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتی ہے یا ثواب۔ نیکی کے بعد مرنے کے بھی پہنچتا رہتا ہے جیسے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا تو گویا عمر بڑھ گئی یا لوح محفوظ میں جو عمر لکھی تھی اس سے زیادہ ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یا ملک الموت نے جو عمر اس کی معلوم کی تھی اس سے بڑھ جاتی ہے اگرچہ علم الٰہی میں جو تھی وہی رہتی ہے اس لئے کہ علم الٰہی میں تخلف محال ہے قولہ نہیں پھیرتی تقدیر کو یعنی مصائب اور بلیات جن سے آدمی ڈرتا ہے دعا کے سبب سے رد ہو جاتی ہیں اور مجازاً ان باؤں کو تقدیر فرمایا دعا سے جو بالا تقدیر میں لکھی یہ آتی ہے مگر سہل ہو جاتی ہے اور صبر کی توفیق عنایت ہوتی ہے اس سے وہ آسان ہو جاتی ہے تو گویا لوٹ گئی۔

۹۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَفَّافِ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَمَلُ فِيْمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرُ اَمْ فِیْ اَمْرٍ مُسْتَقْبَلٍ؟ قَالَ بَلْ فِيْمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَدَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ وَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ۔

(فی الزوائد فی اسنادہ مقال)

۹۱: روایت ہے سراقہ بن جعشم سے انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو عمل ہوتے ہیں آیا اس تقدیر کے موافق ہوتے ہیں جو پہلے سے لکھی گئی اور قلم اس کی تحریر سے سوکھ گیا اور اندازہ اس کا ہو چکا یا ایسے امر کے مطابق ہوتے ہیں جو آگے ہونے والا ہے؟ فرمایا آپ نے کہ نہیں بلکہ اس کے موافق ہوتے ہیں جس پر قلم سوکھ گیا اور جس کا اندازہ پہلے سے ہو چکا اور ہر ایک سے وہی بن پڑتا ہے جس کے لئے وہ بنا ہے۔ (اس کی سند میں مقال ہے)۔

تشریح ۞ تشبیہ دی آپ نے منکران قدر کو مجوس سے اس لئے کہ مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک خالق خیر ہے اس کا نام یزدان ہے اور دوسرا خالق شر ہے اس کا نام اہرمن ہے اور قدریہ سلب کرتے ہیں اختیار کو خالق سے اور ثابت کرتے ہیں ہر مخلوق کو اور ہر بندے کو اور کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خالق شر نہیں بلکہ اللہ پر اصلح واجب ہے اور اسی لئے علمائے اہل سنت نے کہا کہ معتزلہ مجوس سے بدتر ہیں اس لئے کہ وہ دو ہی خداؤں کے قائل ہیں اور معتزلہ بہت سے خداؤں کے ہر بندے کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہیں کذا فی الانجاح۔

۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِیُّ ثَنَا لَقَيْهُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ

۹۲: روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجوسی اس امت کے وہ لوگ ہیں جو جھٹلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مَجُوْسَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمُكَذِّبُوْنَ بِاَقْدَارِ اللهِ اَنَّ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَ اِنْ مَا تُوا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ۔

اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مریں تو ان کے جنازے پر حاضر نہ ہو اور اگر ان سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو۔

۱۱:بابُ فِیْ فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت

فَضْلُ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۹۳: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلَا اِنِّیْ اَبْرَاءُ اِلٰی كُلِّ خَلِيْلٍ مِنْ خُلَّتِهٖ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا اِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللهِ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ۔

۹۲: روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ میں بیزار ہوں ہر دوست کی دوستی سے اور اگر میں کسی کو دوست بناتا بے شک صاحب تمہارا اللہ ہی کا دوست ہے۔ وکیع نے کہا حضرت اپنے تئیں مراد لیتے تھے۔

تشریح ۞ خلیل وہ دوست دلی ہے کہ جس کے سوا دل میں کسی کی جگہ نہ رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا دوست میرا اللہ ہی ہے کہ میرے دل میں اس کی محبت نے ذرا جگہ نہ چھوڑی کہ اب کسی اور کی محبت قلب میں آ سکے اور اگر ذرا بھی دل میں گنجائش ہوتی تو میں ابوبکرؓ کو اس میں جگہ دیتا اس سے بڑی فضیلت ان کی ثابت ہوئی معلوم ہوا کہ اللہ کے بعد محبت کے قابل یہ لوگ ہیں۔

۹۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةُ وَ عَلِیّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ فَبَكٰی اَبُوْ بَكْرٍ وَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ هَلْ اَنَا وَ مَالِیْ اِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔

۹۴: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے کسی کے مال سے اتنا نفع نہ ہوا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے سو ابوبکرؓ رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اور میرا مال سب آپؐ ہی کا تو ہے اے رسول اللہ تعالیٰ کے۔

تشریح ۞ حقیقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی چنانچہ ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ انہوں نے ابتداء اسلام اور غربت مسلمین میں چالیس ہزار درہم تقویت مؤمنین کے لئے خرچ کئے اور سات شخصوں کو غلامانِ قریش سے کہ توحید و تصدیق میں قدم راسخ رکھے اور موالی ان کے ان کو تکلیفیں دیتے تھے خرید کر آزاد کیا۔ حضرت بلالؓ اور عامر بن فہیرہ انہی میں ہیں اور ابو قحافہ اس پر معترض ہوئے تو انہوں نے کہا میں اللہ عزوجل کے لئے کرتا ہوں اور آیت: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی اسی باب میں نازل ہوئی۔ انتہی ہر مومن کامل کو ضرور ہے کہ تائید سنت میں ایسے ہی جان و مال سے نثار ہو کر ان کے اہل اقتداء میں معدود ہو۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا بِالْخَيْرِ۔

Marfat.com

صحابی

صحابی محدثین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے کہ مسلمان ہوا اور اس نے دیکھا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت اسلام میں۔ ابن صلاح نے ایسا ہی کہا ہے اور نقل کیا ہے اس قول کو بخاری وغیرہ سے اور اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر فی الجملہ روایت اس شخص کو سمجھا جائے تو یہ تعریف جامع نہیں اس لئے کہ نکل جائیں گے اس سے اعمی لوگ جیسے ابن ملتوم وغیرہ وہیں حالانکہ بلاشک وہ صحابی ہیں اور وہ بھی نکل جائے گا جس نے حضرتؐ کو دیکھا کفر کی حالت میں اور بعد ان کی وفات کے ایمان لایا جیسے قیصر کا رسول تھا کہ اس کو صحبت نہیں اور وہ بھی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات قبل دفن دیکھا جیسے ابوذویب خویلد بن خالد ہذلی ہے اس لئے کہ ان کو بھی صحبت نہیں اور یہ دونوں قسم کے لوگ اس تعریف کی رو سے صحابی نہیں اور اگر فی الجملہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو امت کے سب لوگ صحابی ہو گئے اس لئے کہ شب معراج وغیرہ میں آپؐ نے سب کو دیکھا ہے اور اس تعریف پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور پھر مرتد ہو گیا جیسے ابن خطل وغیرہ پس اولیٰ یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے ملاقات کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت اسلام میں اور وفات ہوئی اس کی اسلام پر باقی رہتے ہوئے وہ لوگ جو بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہو گئے اور پھر اسلام لائے اور مسلمان مرے ان میں کلام ہے۔ چنانچہ عراقی نے کہا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں نظر ہے اس لئے کہ شافعی اور ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ ردت سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اور کہا کہ ردت محبط صحبت سابقہ ہے اور قرہ بن میسرہ اور اشعث بن قیس ایسے ہیں مگر جو ردت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ میں اسلام لے آیا اس کے صحابی ہونے میں کچھ کلام نہیں جیسے عبداللہ بن ابی سرح" مگر شیخ الاسلام نے دونوں کے صحابی ہونے پر جزم کیا ہے اور یہ شرط نہیں کہ رائی آپ کا بالغ ہو مذہب صحیح کی رو سے۔ نہیں تو بہت سے لوگ صحابیت سے نکل جائیں گے جو باجماع امت ان میں معدود ہیں جیسے حسن اور حسین اور ابن الزبیر وغیرہم اور اولیٰ یہ ہے کہ اس تعریف میں جن بھی داخل ہیں کہ وہ بھی مکلف ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۹۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ مَا دَامَ حَيَّيْنِ۔

۹۵: روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں سردار ہیں جنت کے ادھیڑ لوگوں کے اگلے ہوں خواہ پچھلے سوا نبیوں اور مرسلین کے اور خبر نہ دو اس کی ان دونوں کو اے علی رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہیں۔

تشریح ۞ کہول جمع ہے کہل کی اور کہل مردوں میں وہ ہے جس کی عمر تیس سے متجاوز ہو گئی ہو اور بعضوں نے کہا چالیس سے اور بعضوں نے تینتیس سے پچپن تک اور اکہل اور کاہل سن کہولت کو پہنچا اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو مؤمنین اس سن تک پہنچ کر دنیا میں انتقال کر گئے یہ دونوں ان کے سردار ہوں گے یا کنایہ کیا کہولت سے تمام عقل و شعور و فہم و فراست پر یعنی جو دانا اور فہمیدہ لوگ جنت میں ہوں گے یہ ان کے سردار ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نبی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچتا اور انبیاء کے بعد شیخین سب سے افضل ہیں اور خبر نہ دی آپ نے ان کو کہ براہ بشریت کہیں عجب نہ آ جائے اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی معصوم نہیں ہو سکتا اور معلوم ہوا کہ بعد نبی مستحق خلافت یہی ہے اس لئے کہ جب جنت میں یہ سردار ہوں گے تو دنیا کی سرداری میں کیا شک رہا مگر واقع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنتیوں کا سردار فرمایا ہے نہ دوزخیوں کا اس لئے دوزخی ان کی سرداری سے انکار رکھتے ہیں۔

۹۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا ثَنَا

۹۶: روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا

Marfat.com

وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِنَّ اَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى يَرَاهُمْ مَنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ الطَّالِعُ فِیْ الْاُفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ وَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ مِنْهُمْ وَ اَنْعَمَا "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند درجہ والے لوگوں کو یعنی جنت میں دیکھیں گے ان کو نیچے درجہ والے جیسے دکھائی دیتا ہے ستارہ چمکتا ہوا کنارہ میں آسمان کے اور ابوبکرؓ وعمر رضی اللہ عنہما انہی بلند درجہ والوں میں ہیں اور کیا خوب رہے۔

تشریح ﴿۱﴾ اس سے علو درجات شیخین کی معلوم ہوئی۔

۹۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مَوْلًى لِرَبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِنِّی لَا اَدْرِیْ مَا قَدْرُ بَقَائِیْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنَ مِنْ بَعْدِیْ " وَ اَشَارَ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ۔

۹۷: روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں جانتا کہ تم میں کب تک رہوں گا سو پیروی کرو ان کی جو میرے بعد ہوں گے۔ یعنی خلیفہ اور اشارہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف۔

تشریح ﴿۲﴾ اس حدیث سے صراحت ہوئی ان کی خلافت کی اور نہ ہوا قول ان متعصبین اہل مذاہب کا جنہوں نے لکھا ہے کہ واجب ہے تقلید شافعیؒ کی اور جائز نہیں تقلید شیخین کی اور معلوم ہوا کہ اگر کسی مسئلہ میں شیخین کا ایک قول اور سارے ائمہ کا ایک قول ہو تو ضرور ہے تمسک شیخین کے قول سے اور جائز نہیں اعراض اس سے۔

۹۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ ثَنَا بْنُ الْمُبَارِكِ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا وُضِعَ عُمَرُ عَنْهُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اكْتَنَفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ اَوْ قَالَ يُثْنُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُرْفَعَ وَ اَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِیْ اِلَّا رَجُلٌ قَدْ زَحَمَنِیْ وَ اَخَذَ بِمَنْكِبِیْ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ ثُمَّ قَالَ مَا خَلَّفْتُ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَ اَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَ ذَالِكَ اِنِّیْ كُنْتُ اَكْثَرُ اَنْ اَسْمَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ " ذَهَبْتُ اَنَا

۹۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جب رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے سر پر یعنی جنازہ تیار ہوا گھیر لیا سریر کو لوگوں نے اور دعا کرنے لگے ان کے لئے اور جنازہ پڑھنے لگے ان پر اس سے پہلے کہ جنازہ اٹھایا جائے اور میں بھی ان میں تھا سو کسی نے نہ ڈرایا مجھ کو مگر اس شخص نے کہ وہ میرے پاس گھس آئے اور میرے دونوں شانے پکڑ لئے میں ان کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے کہا اللہ رحم کرے عمرؓ پر پھر کہا تو نے نہیں چھوڑا کسی کو کہ دوست رکھتا ہوں کہ ملوں میں اللہ سے اس کے عمل کے برابر عمل لے کر تم سے بڑھ کر اور قسم ہے اللہ کی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ساتھ رکھے گا تمہارے دونوں صاحبوں کے یعنی حشر ونشر میں اور سبب اس کا یہ ہے کہ میں

Marfat.com

وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ خَرَجْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَكُنْتُ اَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ۔

اکثر سنا کرتا تھا رسول خدا صلی علیہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور داخل ہوا میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور نکلا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ سو میں حضرتؐ کے اس فرمانے سے یقین کرتا ہوں کہ اللہ تم کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا یعنی پیغمبر صلی علیہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

تشریح ؎ اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ تمام صحابی ان سے عشق اور محبت خصوص تھی کہ ان کے جنازے کو گھیرے تھے اور دعا خیر کرتے تھے اور معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور شیخین کے دلوں میں کسی طرح کی غل، غش اور بغض، حسد نہ تھا جیسا روافض وغیرہ کا خیال باطل ہے اور معلوم ہوا وہ دونوں بڑے رفیق تھے حضرت صلی علیہ کے کہ آپؐ نشست و برخاست اور جمیع حالات میں ان کی معیت اور رفاقت بیان فرماتے تھے اور بعد مردن بھی قیامت تک تینوں ایک ہی مکان میں ہیں اور حشر میں بفضل الٰہی ایسا ہی ہوگا۔

۹۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ "هٰكَذَا نُبْعَثُ" (ضعيف)

۹۹: روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انہوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے یعنی ایک ان کے داہنے تھے ایک بائیں اور فرمایا اسی طرح ہم اٹھائے جائیں گے قیامت میں۔

تشریح ؎ اس حدیث میں تصریح ہوگئی جس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امید تھی۔

۱۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ شُعَيْبٍ صَالِحُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔

۱۰۰: روایت ہے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں سردار ہیں جنت کے پکی عمر والوں کے اگلے ہوں یا پچھلے سوا نبیوں اور مرسلوں کے۔

تشریح ؎ نبی نباء سے مشتق ہے کہ بمعنی خبر ہے اور بعضوں نے نبوت سے مشتق کہا ہے کہ زمین بلند کو کہتے ہیں اس لئے نبی بھی بلند مرتبہ اور عالی درجہ ہے اور نبی وہ ہے جس پر وحی اترے اور رسول اس سے خاص ہے بعضوں نے کہا رسول وہ ہے کہ کتاب و شریعت جداگانہ رکھتا ہو اور نبی جو اس کے قدم بقدم ہو اور وحی دونوں پر آتی ہے۔

۱۰۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ "

۱۰۱: روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں آپؐ کو کون شخص زیادہ پیارا ہے آپؐ نے فرمایا عائشہؓ۔ لوگوں نے عرض کی کہ مردوں میں؟ آپؐ نے فرمایا ان

Marfat.com

عَائِشَةُ، قِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ ؟ قَالَ " اَبُوْهَا "۔

کے باپ یعنی ابوبکرؓ۔

تشریح ؎ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے محبوب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو آپ کا محبوب ہو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا محبوب ہے۔

فَضْلُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۰۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَيُّ اَصْحَابِهِ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ قَالَتْ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّهُمْ قَالَتْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّهُمْ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

۱۰۲: روایت ہے حضرت عبداللہ بن شقیق سے انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ صحابہ میں کون زیادہ پیارا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے پوچھا ان کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے پوچھا ان کے بعد فرمایا ابوعبیدہؓ۔

تشریح ؎ خلاصہ یہ ہے کہ وجوہ محبت کے مختلف ہوتے ہیں چنانچہ محبت آپؐ کی اور حضرت فاطمہؓ سے بہ سبب جزئیت اور زہد و عبادت کے تھے اور محبت حضرت عائشہؓ کی بہ سبب زوجیت اور تفقہ فی الدین اور فہم و فراست کے تھی اور محبت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بہ سبب تقدم اسلام اور اعلائے دین اور وفور علم اور حفظ شریعت اور نصرت اسلام کے کہ یہ کمالات شیخین کے کسی پر پوشیدہ نہیں اور محبت ابوعبیدہ کی اس لئے کہ مقدر تھی ان کے ہاتھ پر فتوح متعددہ۔

۱۰۳: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ خِرَاشٍ الْحَوْشَبِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔

(فی الزوائد اسنادہ ضعیف لاتفاقهم علی ضعف عبد اللہ بن خراش الا ان ابن حبان ذکرہ فیالثقات و اخرج هذا الهدیث منْ طریقه فی صحیحه۔)

۱۰۳: روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ انہوں نے فرمایا جب اسلام لائے عمر رضی اللہ عنہ اترے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور کہا یا محمد نہایت خوش ہوئے آسمان والے عمرؓ کے اسلام سے۔

(اس حدیث کے راوی عبداللہ بن خراش کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے)

تشریح ؎ سبحان اللہ پھر زمین والوں کو خوشی کیوں نہ ہو۔

۱۰۴: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءِ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ

۱۰۴: روایت ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جس سے اللہ مصافحہ کرے گا یعنی قیامت میں عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے جن پر سلام کرے

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ وَ اَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَاخُذُ بِيَدِهِ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔

گا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے جن کا ہاتھ پکڑ کر داخل کرے گا وہ ہی ہیں۔

تشریح: حافظ عماد الدین ابن کثیر نے جامع المسانید میں کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے جدا اور وہ نہیں کہ موضوع ہو اور متہم اس میں داؤد بن عطاء ہے اتنی کذا فی زجاجہ اور داؤد بن عطا مدینی اگر منسوب ہو مدینہ رسول کی طرف تو مدنی کہنا چاہئے اور اگر منسوب ہو مدینہ منصور کی طرف تو مدینی کہنا چاہئے اور اگر منسوب ہو مدائن کسریٰ کی طرف تو مدائنی کہنا چاہئے اور مدین بالفتح قریہ ہے شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کا کذا فی الصراح۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اسلام کو عزت دی۔

۱۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْمَدِيْنِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجَشُوْنَ حَدَّثَنِي الزَّنْجِيُّ بْنُ خَالِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ " اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً۔

۱۰۵: روایت ہے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ! عزت دے اسلام کو خاص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔

۱۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ' عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ ' قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ وَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ۔

۱۰۶: عبداللہ بن سلمہ سے کہ سنا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتے تھے سب لوگوں سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا افضل امت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ۔

۱۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا اَنَا بِامْرَاَةٍ تَتَوَضَّاُ اِلٰى جَنْبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَ الْقَصْرُ فَقَالَتْ لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا ' قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَبَكٰى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَعَلَيْكَ بِاَبِيْ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغَارُ؟۔

۱۰۷: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا ہم بیٹھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سوتا تھا کہ دیکھا میں نے اپنے تئیں جنت میں اور دیکھا میں نے کہ ایک عورت وضو کر رہی ہے ایک محل کے بازو میں۔ سو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو اس نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تو میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہیں پیٹھ موڑی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سن کر عمرؓ رونے لگے اور عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی غیرت کروں گا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ فدا ہوں آپؐ پر۔

تشریح: یہ وضو نظافت اور لطافت کے لئے تھا نہ کہ رفع حدث اور طہارت کے لئے اس لئے کہ جنت دار تکلیف نہیں اور اس سے جنتی ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوا اور خواب انبیاء کا ایک وحی ہے۔ خواب وخیال نہیں۔

Marfat.com

۱۰۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيٰى بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ ، عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِى ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ " اِنَّ اللّٰهَ وَ ضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ ، يَقُوْلُ بِهٖ "

۱۰۸: روایت ہے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا حق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کہ وہ ہمیشہ حق کہا کرتے ہیں۔

تشریح ۞ پھر اعتراض شیعوں کا ان پر ناحق ہے۔

فَضْلُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا اَبِىْ عُثْمَانُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَ رَفِيْقِىْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ (فى الزوائد اسناده ضعيف فيه عثمان بن خالد و هو ضعيف باتفاقهم)

۱۰۹: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرا رفیق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہے۔ (اس کی سند ضعیف ہے اس میں عثمان بن خالد بالاتفاق ضعیف ہے)

تشریح ۞ اس تخصیص سے فقط رفع منزلت اور علو درجات ان کی مراد ہے اگرچہ سب ہی وہاں حضرت کے رفیق ہیں۔

۱۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا اَبِىْ عُثْمَانُ بْنُ خَالِدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِى الزِّنَادِ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَقِىَ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِىْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ عَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا ۔"(ضعيف)

۱۱۰: روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسجد کے دروازے پر اور فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ یہ جبرئیلؑ ہیں کہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ پاک نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا تمہارے نکاح میں دی رقیہ کے مہر پر اس شرط سے کہ ان کو بھی تم اس خوبی سے رکھو جیسے ان کو رکھتے تھے۔

تشریح ۞ ام کلثومؓ اور رقیہؓ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور پہلے دونوں ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور انہوں نے ان سے ہمبستری نہیں کی تھی کہ ابولہب نے اپنے دونوں لڑکوں کو کہا کہ محمد ﷺ کی لڑکیوں کو طلاق دے دو۔ انہوں نے طلاق دی اور حضرت نے واحدۃ بعد اخری دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیاہ دیں اس لئے ان کا لقب ذی النورین ہوا۔

۱۱۱: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۱: روایت ہے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا اور بہت قریب فرمایا اس کو سو گزرے ایک شخص اپنے سر پر چادر ڈالے ہوئے اور فرمایا

Marfat.com

فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَوَثَبْتُ فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْ عُثْمَانَ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ هٰذَا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا سو میں کودا اور میں نے پکڑ لئے دو شانے عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر منہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کہا کہ میں نے کہ یہ فرمایا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فتنہ کیا گمراہ تھے اور آپ ہدایت پر تھے اور حق آپ کی طرف تھا اور وہ ناحق پر اور آگے کی حدیث میں بھی اس پر صراحت ہے۔

۱۱۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فُضَالَةَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" يَا عُثْمَانُ اِنَّ وَلَّاكَ اللهُ هٰذَا الْاَمْرَ يَوْمًا فَاَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ قَمَّصَكَ اللهُ فَلَا تَخْلَعْهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ النُّعْمَانُ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا مَنَعَكِ اَنْ تُعْلِمِي النَّاسَ بِهٰذَا قَالَتْ اُنْسِيْتُهُ۔

۱۱۲: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عثمان رضی اللہ عنہ اگر اللہ تم کو متولی کرے اس امر کا یعنی خلافت کا کسی دن اور منافق چاہیں تمہارا کرتا اتار لیں جو اللہ نے تم کو پہنایا ہے تو تم نہ اتارنا فرماتے تھے آپ اس کو تین بار۔ نعمان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ پھر آپ نے اس کو لوگوں کو تعلیم کیوں نہ کیا انہوں نے فرمایا کہ میں بھول گئی تھی یعنی فتنہ کے وقت یہ حدیث مجھے یاد نہ رہی۔

۱۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِيْ بَعْضَ اَصْحَابِيْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ! اَلَا نَدْعُوْلَكَ اَبَا بَكْرٍ فَسَكَتَ قُلْنَا اَلَا نَدْعُوْلَكَ عُمَرَ فَسَكَتَ قُلْنَا اَلَا نَدْعُوْ لَكَ عُثْمَانَ قَالَ نَعَمْ فَجَاءَ فَجَلَا بِهٖ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُهٗ وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ قَالَ قَيْسٌ فَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا فَاَنَا صَائِرٌ اِلَيْهِ۔

۱۱۳: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مرض موت میں کہ دوست رکھتا ہوں میں کہ میرے پاس ہوتے بعض اصحاب میرے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بلائیں ہم آپ کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے پھر عرض کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو آپ چپ ہو رہے، پھر عرض کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اکیلے میں باتیں کیں اور آپ بات کرتے تھے اور چہرہ حضرت عثمانؓ کا متغیر ہوتا جاتا تھا۔ قیس نے کہا مجھ سے روایت کی ابوسہلہ نے جو مولی ہیں عثمان کے کہ عثمان بن عفان نے کہا یوم الدار کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے مجھ سے سو میں اوہی حال ہونے والا ہے اور علی نے کہا اپنی روایت میں کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں اس پر صبر

Marfat.com

قَالَ قَيْسٌ فَكَانُوْا يُرَوْنَهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمُ (فی الزوائد اسناده صهيح بحاله ثقات)

کرنے والا ہوں۔قیس نے کہا کہ پھر سب لوگ جانتے تھے کہ وہ دن یوم الدار ہے۔

تشریح ۞ دار گھر کو کہتے ہیں اور یوم الدار وہ دن ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں مقتول ہوئے اور اپنے گھر میں محصور رہے اور منافقوں اور بغاۃ نے ان کو گھیرا اور ایک مدت محاصرہ رہا اور ہر روز آپ اس کی چھت پر چڑھتے اور اپنی حقیقت اور فضیلت بیان فرماتے۔

فَضْلُ عَلِيِّ رضی اللہ عنہ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۱۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ ﷺ اَنَّهٗ لَا يُحِبُّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔

۱۱۴: روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ عہد کیا ہے مجھ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دوست رکھے گا مجھے مگر مومن اور نہ بغض رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

۱۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرٰهِيْمَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِيٍّ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔

۱۱۵: روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ کیا راضی نہیں ہوتے تم اس سے کہ ہو تم میری طرف سے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے۔

تشریح ۞ اس سے تصریح ہوئی ان کی خلافت کی کہ تم ایک وقت میں ہمارے خلیفہ ہو گے اور ضرور نہیں کہ خلافت بلافصل ہو جیسے روافض سمجھتے ہیں اور یہ روایت بخاری اور مسلم میں بھی ہے اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں جیسے ہارون علیہ السلام نبی تھے۔

۱۱۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ اَخْبَرَنِيْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهِ الَّتِيْ حَجَّ فَنَزَلَ بَعْضَ الطَّرِيْقِ فَاَمَرَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ " قَالُوْا بَلٰى قَالَ " اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ " قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ اَنَا مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَ الِ مَنْ وَالَاهُ اللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ۔"

۱۱۶: روایت ہے حضرت براء بن عازبؓ سے کہا جب لوٹے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج سے تو اترے آپؐ کسی راہ میں اور حکم کیا کہ نماز میں سب اکٹھا ہو جائیں۔سو پکڑا ہاتھ حضرت علیؓ کا اور فرمایا کیا میں دوست نہیں ہوں مؤمنوں کا ان کی جانوں سے بڑھ کر لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔فرمایا کیا نہیں ہوں میں ہر مؤمن کا دوست اس کی جان سے بڑھ کر لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں آپؐ نے یہ بھی ولی ہے۔جس کا میں مولیٰ ہوں یا اللہ دوست رکھ اس کو جو اس سے دوستی رکھے اور یا اللہ عداوت رکھ اس سے جو اس سے عداوت رکھے یعنی علیؓ سے۔

Marfat.com

تشریح (۱) یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں فرمائی ہے جب حجۃ الوداع سے لوٹے یہ ایک مقام کا نام ہے مکہ اور مدینہ سے بیچ میں۔ قولہ پکڑا ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یعنی جب سب اصحاب جمع ہو گئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ اونٹ کے پالانوں کا بنایا اور اس پر چڑھ کر یہ حدیث فرمائی قولہ لیا نہیں میں ہر مومن کا دوست یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی مؤمنوں کو اپنی جان سے زیادہ نبی عزیز ہے اور یہ بڑی دلیل ہے شیعوں کی ثبوت خلافت بافضل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کہ وہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی ولی ہے جس کا میں مولی ہوں اس سے اولی بالخلافت مراد ہے اور اسی لئے حضرت نے سب اصحاب کو جمع کر کے یہ امر سنا دیا اور یہ اہتمام نہیں ہوتا ہے مگر امر معصوم فیہ نص الطاعت سے لئے اور اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بے شک روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور احمد نے اور طریق اس کے بہت ہیں اور یہ روایت کی ہے سولہ صحابیوں نے اور احمد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے اور گواہی دی اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے وقت خلافت میں جب نزاع پڑا ان کی خلافت میں اور بہت اس کی ایدا اس کی صحاح اور حسان ہیں اور جنہوں نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے ان کا قول قابل التفات نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ لفظ اللّٰھم وال من والاہ موضوع ہیں اور یہ قول بھی معتبر نہیں اس لئے کہ وارد ہوا ہے طریق متعددہ سے کہ صحیح کی ہے ان کے اکثر کی ذہبی نے کذا قال الشیخ ابن حجر نے الصواعق۔ باقی رہا ثبوت خلافت و امامت تو ہم بطریق الزام کہتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک ثبوت اس کا بے دلیل متواتر روا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں بلکہ مختلف فیہ ہے اور طاعنین اس کے بعض ائمہ و اکابر حدیث ہیں جیسے ابوداؤد سجستانی اور ابو حاتم رازی اور خلاصہ یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ولی یا مولی یہاں حاکم اور والی کے معنوں میں ہے۔ احتمال ہے کہ بمعنی محبوب و ناصر ہو اور یہ معنی مسلم الطرفین ہیں اس لئے لفظ مولی یا ولی مشترک کثیر المعانی ہے چنانچہ معتق اور عتیق اور متصرف امر اور دوست اور جار اور ابن عم اور تابع اور حلیف اور صہر اور عبد اور منعم علیہ اور منعم کے معنوں میں وارد ہوتا ہے کذا فی النہایۃ۔ پس حمل اس کا بغیر دلیل کے کسی معنی متعین پر ممنوع ہے اور مولی کا امر معہود اور معلوم میں مستعمل ہونا ائمہ لغت نے کسی نے نہیں بیان کیا اور یہ نہیں بولتے کہ فلاں چیز فلاں کام کے لئے مولی ہے بلکہ بولتے ہیں کہ اولی ہے پس غرض اس حدیث سے فقط تنبیہ کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پر اور اجتناب ان سے بغض سے وہ ذاک مسلم الطرفین لیس فیہ خلاف احد اور بعض محدثین سے مروی ہے کہ سبب اس خطبہ کا یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن سے آئے تھے بعض لوگ مثل بریدہ اسلمی وغیرہ کے چھان کے شاکی تھے اس لئے آپ نے ان کی محبت اور موالات پر تنبیہ کر دی اور شیخ ابن حجر نے کہا ہم نے تسلیم کیا کہ مولی بمعنی اولی مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اولی بالامت ہے شاید اس سے قرب اتباع مراد ہو جیسے اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ اور کوئی دلیل قاطع بلکہ ظاہر بھی ہم اس احتمال کی نفی کی نہیں رکھتے اور تقدیم ائمہ ثلاثہ کی امامت میں امر اجماعی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس میں داخل ہیں اور یہ بخوبی ظاہر ہے کہ اصحاب جو اہل لسان تھے وہ اس سے خلافت کہ اس کو بالافضل نہ سمجھے ورنہ کبھی ممکن نہ تھا کہ اس کے خلاف پر اجماع کرتے اور تقدیم ائمہ اخر پر راضی ہوتے حالانکہ وہ افضل امت تھے۔ فہم کتاب وسنت میں والکلام فی ذلك طویل ذکرہ الشیخ عبدالحق فی شرح المشکوٰۃ فمن شاء فلینظر ثمہ۔

۱۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا وَكِیْعٌ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ كَانَ اَبُوْ لَیْلٰی یَسِیْرُ مَعَ عَلِیٍّ فَكَانَ یَلْبَسُ ثِیَابَ الصَّیْفِ فِی الشِّتَاءِ وَ ثِیَابَ الشِّتَاءِ فِی الصَّیْفِ فَقُلْنَا

۱۱۔ روایت ہے عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کہا کہ ابولیلیٰ سفر میں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کپڑے جاڑے میں پہنتے اور جاڑے کے کپڑے گرمی میں۔ سو ہم نے کہا کاش ہم پوچھیں ان سے سو انہوں نے کہا نہیں رہا

Marfat.com

لَوْ سَاَلْتَهٗ فَقَالَ اِلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَیَّ وَ اَنَا اَرْمَدُ الْعَيْنِ يَوْمَ خَيْبَرَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرْمَدُ الْعَيْنِ فَتَفَلَ فِیْ عَيْنِیْ ثُمَّ قَالَ " اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ " قَالَ فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَ لَا بَرْدًا بَعْدَ يَوْمِئِذٍ وَقَالَ لَا بَعَثَنَّ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَيْسَ بِفَرَّارٍ " فَتَشَرَّفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَعْطَاهَا اِيَّاهُ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس کسی کو اور میری آنکھیں دکھتی تھیں سو میں نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں دکھتی ہیں۔ سو آپؐ نے اپنا تھوک ڈال دیا میری آنکھوں میں اور فرمایا اے اللہ دور رکھ اس سے گرمی اور جاڑے کو سو مجھے اس دن سے نہ گرمی لگی اور نہ سردی اور فرمایا آپؐ نے کہ میں بھیجوں گا ایسے شخص کو کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دوست رکھتا ہے اللہ اور رسول اس کو وہ ہرگز بھگوڑا نہیں سو لوگ گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے۔ سو آپؐ نے بلا بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دیا جھنڈا لڑائی کا ان کو یعنی جس پر خیبر فتح ہوا۔

(اس کی سند ضعیف ہے ابن ابی لیلیٰ ضعیف الحفظ ہے)

تشریح: غزوہ خیبر ساتویں سال ہجرت کو ہوا اور خیبر آٹھ منزل پر ہے مدینہ سے شام کی طرف اور قلعہ اور مزارع اور نخیل کثرت سے رکھتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس میں بہت دلاوری اور شجاعت کی کہ بعون الٰہی فتح کامل حاصل ہوئی اور یہود خیبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کی خیبر کی نصف کھجور پر اور قصہ اس کا مطولات سیر میں مذکور ہے یہ بھی حدیث مؤید ہے کہ حدیث سابق میں مولیٰ سے دوست اور محب مراد ہے کہ اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح محبت فرمائی۔ فحملها علی ذلك صحيح۔

۱۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَی الْوَاسِطِیُّ ثَنَا الْمُعَلَّی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا بْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا۔"

المعلی بن عبد الرحمٰن کالواسطی

و المعلی اعترف بوضع مئتی حدیثاً فی فضل علی فالله اعلم والاسناد ضعیف واصله فی الترمذی والنسائی من حدیث حذیفة بغیر زیادة و ابوهما خیر منهما"۔

۱۱۸: روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سردار ہیں جنت کے جوانوں کے اور باپ ان کا ان سے بہتر ہے (اس حدیث کا ایک راوی معلیٰ بن عبدالرحمٰن ہے۔ ابن معین نے کہا ہے کہ معلیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ساٹھ حدیثیں وضع کی ہیں)۔

۱۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ سَوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَی قَالُوْا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جَنَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

۱۱۹: روایت ہے حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور کوئی ادا نہیں

Marfat.com

اللہ ﷺ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا عَلِیٌّ

کر سکتا میری طرف سے اس پیغام کو سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

تشریح: عرب میں قاعدہ تھا کہ صلح یا نقض صلح نہیں کرتا تھا اس میں مگر سردار قوم کا یا جو اس سے قرابت قریبہ رکھتا ہو اور اس سے سوا اور بات نہ مانتے تھے اور جب حج فرض ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاج بنا کر روانہ فرمایا اور حکم دیا مقدمہ سورہ برأت کا مشرکوں کو سنا دیں اور ان کا اقرار ان کے منہ پر مار دیں پھر لوگوں نے آپ سے وہ عادت عرب کی بیان کی کہ نقض صلح و آپ کا قرب ضروری ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو تکریماً اور ابوبکرؓ سے عذر کرنے کے لئے یہ الفاظ فرمائے۔

۱۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الرَّازِیُّ ثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی اَنْبَاَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ لِسَبْعٍ سِنِیْنَ۔ (باطل و عباد ضعیف)

(فی الزوائد هذا سنده صحیح رجاله ثقات) رواه الحاکم فی المستدرک عن المنهال و قال صحیح علی شرط الشیخین)

۱۲۰: روایت ہے حضرت عباد بن عبداللہ سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میں بندہ ہوں اللہ کا اور بھائی ہوں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درود ہے اللہ کا ان پر اور سلام ہے اور میں بڑا صدیق ہوں نہ دعویٰ کرے گا اس فضیلت کا میرے بعد مگر جھوٹا۔ نماز پڑھی میں نے سب لوگوں سے سات برس بیشتر۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ سابق مؤمنین میں ہیں اور قبل بلوغ ایمان لائے ہیں اور برسوں کفار سے چھپ کر مکہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور بغیر کسی معجزہ دیکھنے کے ایمان لائے اس سے صدیقیت ان کی ظاہر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں ابوطالب کے بیٹے اور یہ جو کہا ہے کہ میرے بعد جو صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس سے ابوبکر صدیق نکل گئے کہ وہ قبل اس کلام کے تھے۔

۱۲۱: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ثَنَا مُوْسٰی بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ وَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِیَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ بَعْضِ حَجَّاتِهٖ فَدَخَلَ عَلَیْهِ سَعْدٌ فَذَکَرُوْا عَلِیًّا فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ" وَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا

۱۲۱: روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ آئے معاویہؓ کسی حج میں اور گئے ان کے پاس سعدؓ اور ذکر کیا لوگوں نے حضرت علیؓ کا سو معاویہؓ نے ان کو برا کہا پس غصے ہوئے سعدؓ اور کہا معاویہؓ سے تم کہتے ہو ایسا اس شخص کی شان میں حالانکہ سنا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علیؓ مولیٰ ہے اور سنا میں نے آپؐ سے کہ فرماتے تھے اے علیؓ تو میرے لئے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰؑ کے مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں جیسے ہارونؑ تھے اور سنا میں نے آپؐ سے کہ

Marfat.com

اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ " لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ الْیَوْمَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ "؟ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

فرماتے تھے یعنی جنگ خیبر میں کہ میں جھنڈا لڑائی کا آج ایسے شخص کو دوں گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔

تشریح ... تحقیق ان حدیثوں کی اوپر گزری۔

فَضْلُ الزُّبَیْر رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۲۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَةَ " مَنْ یَاْتِیْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ " فَقَالَ الزُّبَیْرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَا فَقَالَ مَنْ یَاْتِیْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَیْرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَا ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ ، وَ اِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ ۔"

۱۲۲: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے دن کہ کون ایسا ہے کہ لائے خبر قوم کی ہمارے پاس یعنی کافروں کی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون لاتا ہے ہمارے لئے خبر قوم کی۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ ایسا ہی تین بار ہوا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

تشریح ... نہایہ میں ہے کہ حواری کہتے ہیں خاص اور مددگار لوگوں کو اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ایک جماعت محققین نے اس کو بفتح یا ضبط کیا ہے اور اکثر لوگوں نے بکسر یا اور حواری مشتق ہے حور سے جو بمعنی بیاض ہے اور اسی سے ہے حور جنت کی اور جب یہ مضاف ہوتا ہے یا متکلم کی طرف تو کبھی یے کو حذف کر دیتے ہیں اور کسرہ پر اکتفا کرتے ہیں اور کبھی یا کو مفتوح پڑھتے ہیں اور یہ معاملہ جنگ احزاب میں گزرا ہے کہ قبائل عرب کے مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ تھی ایک دن بہت سردی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے چاہا کہ کوئی خبر لائے کسی نے دم نہ مارا سوائے زبیر رضی اللہ عنہ کے پھر یہ گئے اور ان کو سردی نہ لگی اور یہ خبر لائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر ابر و باران اور ہوائے سرد بھیجی اور سب لوگوں کے خیمے اکھیڑ گئی اور ہانڈیاں الٹ گئیں اور یہ بھاگ گئے اور زبیر صفیہ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) کے بیٹے ہیں۔

۱۲۳: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ۔

۱۲۳: روایت ہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا جمع کیا میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو احد کے دن۔

تشریح ... یعنی کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں اور بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب زبیر رضی اللہ عنہ خبر احزاب لے کر آئے۔ یہ جب فرمایا معلوم ہوا کہ دونوں وقت میں فرمایا۔

۱۲۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ هَدِیَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ

۱۲۴: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا باپ ان میں تھا جن کی

Marfat.com

اَبِیْهِ قَالَ قَالَتْ لِیْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا یَا عُرْوَةُ کَانَ اَبَوَاكَ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ [ال عمران ۱۷۲] اَبُوْ بَكْرٍ وَالزُّبَیْرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا۔

شان میں یہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ اتری کہ [illegible] سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

تشریح: پوری آیت یوں ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی جن لوگوں نے بہ مانا اللہ اور رسول کا بعد اس کے کہ پہنچا ان کو زخم جو لوگ ان میں نیک ہوئے اور پرہیزگار ان کو بڑا ثواب ہے اور شان نزول اس آیت کا بغوی نے یوں ذکر کیا ہے کہ جب ابوسفیان اور اصحاب اس کے جنگ احد سے پھرے اور راہ میں پہنچے اپنے لوٹنے پر نادم ہوئے اور ملامت کی اور کہنے لگے کہ نہ ہم نے محمد کو قتل کیا نہ عورتوں کو لونڈی غرض یہ خبر ہوئی کہ پھر چلو اور ان کا استیصال کرو اور یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اظہار جلادت اور قوت کے لئے چند اصحاب کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہونا چاہا اور منادی کی آپ کے رسول نے کہ کوئی ہمارے ساتھ نہ نکلے سوا ان لوگوں کے جو غزوہ احد میں ہمارے ساتھ تھے اور حضرت جابر بن عبداللہ نے عرض کی کہ مجھے بھی اجازت ہو غرض کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و سعید و عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن یمان و ابوعبیدہ بن جراح وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ستر آدمیوں کو لے کر باہر نکلے اور حمراء الاسد کہ نام ایک مقام ہے کہ وہ مدینہ منورہ سے آٹھ کوس ہے وہاں پہنچے اس کے بعد بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نقل کی ہے غرض وہاں معبد خزاعی ایک شخص تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے اور بعض لوگ ان کے ایمان لا چکے تھے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہم کو آپ کے اصحاب کے زخمی ہونے کا بہت رنج ہوا غرض وہ وہاں سے ابوسفیان کے پاس آیا اور ان کو حضرت کے اصحاب کی جلادت اور شجاعت کی خبر دی اور ابوسفیان اور اس کے لوگ سب اس خبر کو سن کر ٹھنڈے ہو گئے اور مکے لوٹ گئے غرض اللہ تعالیٰ ان اصحاب کی فضیلت میں یہ آیت نازل فرمائی انتہی۔

فَضْلُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۲۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِیُّ قَالَا ثَنَا وَكِیْعٌ ثَنَا الصَّلْتُ الْاَزْدِیُّ ثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ "شَهِیْدٌ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ۔"

۱۲۵: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو فرمایا یہ شہید ہے کہ زمین پر چل رہا ہے۔

۱۲۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا زُهَیْرُ بْنُ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ نَظَرَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی طَلْحَةَ فَقَالَ "هٰذَا مِمَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ"۔

۱۲۶: روایت ہے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہ نظر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرمایا یہ ان لوگوں میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ قَضٰی نَحْبَهٗ فرماتا ہے۔

۱۲۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اِسْحٰقُ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِیَةَ

۱۲۷: روایت ہے موسیٰ بن طلحہ سے کہ انہوں نے کہا ہم معاویہ کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ میں نے [illegible]

Marfat.com

فَقَالَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ"

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلحہؓ ان لوگوں میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَضٰی نَحْبَهٗ۔

تشریح ﴿﴾ پوری آیت یوں ہے: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ یعنی مؤمنوں میں سے کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ان میں سے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ان میں راہ دیکھتا ہے اور بدلا نہیں ایک ذرہ انتہیٰ قولہ سچ کر دکھایا انہوں نے ..... یعنی قیام کیا انہوں نے اپنے قول پر اور وفا کی انہوں نے اپنے عہد کی قولہ پورا کر چکا اپنا ذمہ یعنی فارغ ہوا اپنی نذر سے اور تحمل مشاق کیا جہاد میں اور صبر کیا جرح و قتل پر یہاں تک کہ شہید ہوا اور نحب کے معنی موت ہیں چنانچہ مقاتل نے کہا نحبہ یعنی اجلہ اور مراد اس سے حمزہ اور ان کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا قَضٰی نَحْبَهٗ سے مراد ہے کہ بدل جہد کیا اور وفا بعہد اور عرب کہتے ہیں نَحَبَ فُلَانٌ فِيْ سَيْرِهٖ يَوْمَهٗ وَلَيْلَهٗ اَجْمَعَ یعنی فلاں شخص رات اور دن چلا گیا اور راہ میں کہیں نہ اترا قولہ اور کوئی ان میں راہ دیکھتا ہے یعنی شہادت کی یا فتح و نصرت کی اور بدلا نہیں ذرا یعنی تا بید دین سے روگرداں نہ اور قتال کفار سے پیٹھ نہ دی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے چچا انس بن نضر بدر میں حاضر نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر اب مشرکوں سے مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ مجھے لے جائے تو آپ دیکھئے گا کہ میں کیا کرتا ہوں پھر جب روز احد ہوا انہوں نے سعد بن معاذ سے کہا قسم ہے رب نضر کی میں جنت کی خوشبو پاتا ہوں احد کے پیچھے سے اور لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے جسم پر اسّی پر کئی زخم تھے (یعنی اس سے بھی زائد تھے) تلوار اور تیر اور نیزے کے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ کیا تھا سو کسی نے ان کو نہ پہچانا مگر ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کو پور دیکھ کر۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ آیت ان کے اور ان کی مانند لوگوں کے حق میں اتری ہے۔ غرض احادیث باب سے معلوم ہوا کہ طلحہ بھی ان بہادروں میں داخل ہیں جن کی صفت اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

۱۲۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ ، قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَ قٰى بِهَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ۔

۱۲۸: قیس نے کہا میں نے دیکھا ہاتھ طلحہ رضی اللہ عنہ کا کہ شل ہو گیا تھا سپر (ڈھال) بنایا تھا انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُحد کے دن۔

فَضْلُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۲۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنَّهٗ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ "اِرْمِ سَعْدُ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ۔

۱۲۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جمع کیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو سوا سعد کے کسی کے لئے کہ ان سے اُحد کے دن فرمایا مار تو تیر اے سعد! فدا ہوں تجھ پر ماں باپ میرے۔

تشریح ﴿﴾ یہ فضیلت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بھی ہے جیسے اوپر آ چکا مگر شاید اس کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ ہو۔

۱۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ، وَ

۱۳۰: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا نہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جمع کیا ہو آپ صلی اللہ

Marfat.com

اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ لَقَدْ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ اَبَوَیْہِ فَقَالَ اَرْمِ سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ۔

علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں کو سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کسی سے نہیں کہا ان سے احد کے دن۔ فرمایا مار تو تیر اے سعد رضی اللہ عنہ فدا ہوں تجھ پر ماں باپ میرے۔

۱۳۱: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اِدْرِیْسَ وَ خَالِیْ یَعْلَی وَ وَکِیْعٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَہْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

۱۳۱: سعد رضی اللہ عنہ کہتے تھے عرب میں سب سے پہلے میں نے تیر مارا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں۔

۱۳۲: حَدَّثَنَا مَسْرُوْقُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ یَحْیَی بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنْ ھَاشِمِ بْنِ ھَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْہِ وَ لَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ وَ اِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ۔

۱۳۲: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جس دن میں اسلام لایا اس دن کوئی اسلام نہ لایا اور ایک ہفتہ تک میں تہائی تھا اسلام کی یعنی تین میں کا ایک۔

تشریح: طیبی نے کہا مراد اس سے یہی ہے کہ میں اسلام میں مسلمانوں کا تیسرا شخص تھا اور ایک ہفتہ تک ایسا ہی رہا بعد اس کے اور لوگ اسلام لائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سابق مسلمین سے ہیں۔

فَضَائِلُ الْعَشَرَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت

۱۳۳: حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْمُثَنّٰی اَبُو الْمُثَنّٰی النَّخَعِیُّ عَنْ جَدِّہٖ رِیَاحِ بْنِ الْحَارِثِ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَاشِرَ عَشْرَۃٍ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ۔ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعْدٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنُ فِی الْجَنَّۃِ فَقِیْلَ لَہٗ مَنِ التَّاسِعُ قَالَ اَنَا۔

۱۳۳: حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نو صحابیوں میں تھے کہ دسویں آپ تھے۔ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔ لوگوں نے سعد سے پوچھا کہ تو ان کون تھا انہوں نے کہا میں۔

تشریح: اس حدیث میں اور آگے کی حدیث میں جس میں مذکور ہے کہ دسویں ابوعبیدہ ہیں کچھ منافات نہیں اس لئے کہ یہ اور مجلس کا قول ہے اور وہ مجلس کا اس میں کچھ حصہ تو مذکور نہیں کہ زیادت کا منافی ہو۔

۱۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ

۱۳۴: حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ

Marfat.com

شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ ۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنِّىْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ " اثْبُتْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِىٌّ اَوْ صَدِيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَ عَدَّهُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ ۔ وَ عُثْمَانُ ۔ وَ عَلِىٌّ وَ طَلْحَةُ ۔ وَالزُّبَيْرُ ۔ وَسَعْدٌ ۔ وَ ابْنُ عَوْفٍ ۔ وَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ۔

سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ٹھہر اے حرا اور وہ ہلنے لگا تھا سو فرمایا کہ نہیں کوئی تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور شہید اور گنا ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہی نام لئے جو پہلی حدیث میں ہیں۔

تشریح ☆ حرا ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قبل بعثت عبادت کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث جب فرمائی کہ وہ پہاڑ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے خوش ہو کر ہلنے لگا اور اس حدیث میں پیش گوئی ہے ان لوگوں کے لئے اور جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا کہ سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب شہید ہوئے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ظلماً مقتول وشہید ہوئے اور حضرات ثلاثہ کا قتل مشہور ہے۔ زبیر وادی سباع میں قریب بصرہ کے واقعہ جمل سے لوٹتے وقت مقتول ہوئے جب وہ ترک قتال کی نیت کر کے رجوع کر چکے تھے اور اسی طرح طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اسی واقعہ بہ نیت ترک قتال آدمیوں سے دور ہو گئے تھے کہ ایک تیر ان کو لگا اور شہید ہوئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بات سمجھنے کی قوت اللہ نے رکھی ہے اور جس شخص کو امن ہو عجب اور تکبر سے اس کی تعریف اس کے منہ پر درست ہے والا فلا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر شہیدوں میں اس لئے آیا کہ وہ بھی مشہود بالجنۃ ہیں ایسا ہی کہا قاضی نے اور ملا علی نے کہا سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ان کے قصر میں ہوا جو عقیق میں تھا اور توجیہ اس حدیث کی یہ ہے کہ تغلیباً آپ ﷺ نے سب کو شہید فرمایا موت ان کی کسی ایسے مرض میں ہوئی کہ اجر شہادت پائیں گے۔

فَضْلِ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۳۵: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ جَمِيْعًا عَنْ اَبِى اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ " سَاَبْعَثُ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ قَالَ فَتَشَرَّفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔

۱۳۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے کہ میں تمہارے ساتھ ایسے ایک مرد امین کو بھیجوں گا جو پورا امانت دار ہے سو لوگ ان کی طرف گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

۱۳۶: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِاَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

۱۳۶: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کی وفات زہر خورانی کے اثر سے (بھی) ہوئی تھی اس وجہ سے علمائے کرام آپؐ کو شہید کے درجے میں بتاتے ہیں۔ (احمد یار)

Marfat.com

فَضْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

۱۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحٰرِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا اَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۳۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے خلیفہ کرتا تو ام عبد کے بیٹے کو۔

تشریح: بعض اشتی نے کہا کہ ضرور ہے کہ تاویل اس حدیث کی اور مراد اس سے کسی لشکر خاص کی امارت ہے یا دو قبیلوں کی امر کا خلیفہ کرنا اور جائز نہیں حمل اس کا خلافت راشدہ پر اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئی اس لئے کہ وہ قریش کے ساتھ مخصوص ہے جیسا حدیث میں وارد ہوا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قریش سے نہیں کذا فی الزجاجہ۔

۱۳۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَشَّرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْرَاَ الْقُرْاٰنَ غَضًّا كَمَا اُنْزِلَ فَلْيَقْرَاْهُ عَلٰى قِرَائَةِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

۱۳۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بشارت دی مجھ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خوش لگے کہ قرآن پڑھے تر و تازہ جیسا اترا ہے یعنی بغیر تغیر کے تو پڑھے قرأت ام عبد کے بیٹے کی۔

تشریح: اس سے فضیلت ان کی قرأت اور طرز قرأت کی معلوم ہوئی۔

۱۳۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذْنُكَ عَلَيَّ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَ اَنْ تَسْتَمِعَ سَوَادِيْ حَتّٰى اَنْهَاكَ۔

۱۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اذن گھر میں آنے کے لئے اتنا ہی ہے کہ پردہ اٹھاؤ اور میری آواز سنو اور چلے آؤ جب تک تمہیں میں منع نہ کروں۔

تشریح: یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خادم خاص تھے اور رات دن کی آمد و رفت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتی تھی تو بہ وقت استیذان ان میں حرج تھا۔ اس لئے ان کے لئے فقط اتنی بات تھی کہ پردہ اٹھاؤ تا کہ معلوم ہو جائے ہم کو کہ کوئی آتا ہے اور بعد اس کے اگر ہم منع کریں تو چلے آنا اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت ﷺ کے اہل بیت میں تھے اور نہایت حاضر باش۔

فَضْلُ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

۱۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيْفٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سَبْرَةَ النَّخَعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَلْقَى النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ هُمْ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۴۰: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جب قریش سے ملتے اور وہ باتیں کرتے ہوتے تو موقوف کر دیتے سو ذکر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کیا حال ان لوگوں کا کہ باتیں کرتے ہیں پھر جب میرے اہل بیت میں سے کسی کو دیکھتے

Marfat.com

يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَقْطَعُوْنَ حَدِيْثَهُمْ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فَاِذَا رَاَ وُا الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ قَطَعُوْا حَدِيْثَهُمْ وَاللهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانَ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّيْ۔

(فی الزوائد: رجال اسناده ثقات الا انه قيل رواية محمد بن كعب عن العباس مرسلة)

ہیں تو بات موقوف کر دیتے ہیں اور قسم ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کسی کے دل میں ایمان نہ جائے گا جب تک میرے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میری قرابت کے خیال سے دوست نہ رکھے۔ یہ حدیث مرسل ہے محمد بن کعب کا سماع حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور محبت ان کی یہی ہے کہ ان کی چال چلے۔

۱۴۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ بْنُ الضَّحَّاكِ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ كَثِيْرِ ابْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَمَنْزِلِيْ وَ مَنْزِلُ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُجَاهَيْنِ وَالْعَبَّاسُ بَيْنَنَا مُؤْمِنٌ بَيْنَ خَلِيْلَيْنِ۔

۱۴۱: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل کیا مانند ابراہیم علیہ السلام کے سو میرا اور ابراہیم علیہ السلام کا گھر جنت میں قیامت کے دن آمنے سامنے ہوگا اور عباس رضی اللہ عنہ ہمارے دونوں کے امین ہوں گے اس حدیث کا ایک راوی عبدالوہاب وضاع الحدیث ہے۔ ابن رجب نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

فَضْلُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيٍّ (رضی اللہ عنہم) بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حضرت علیؓ کے بیٹوں کی فضیلت

۱۴۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ـ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْحَسَنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ قَالَ وَ ضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهٖ۔

۱۴۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو یا اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو اس کو دوست رکھے اس کو بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سینہ سے لگایا۔

تشریح: دوستی ان کی یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جان دے۔

۱۴۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ عَوْفٍ اَبِي الْجَحَّافِ ، وَ كَانَ مَرْضِيًّا عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ

۱۴۳: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی کی (گویا) مجھ سے دشمنی کی۔

Marfat.com

اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔

(فی الزوائد اسناده صحیح و رجاله

ثقات)

تشریح ؎ جو سنت پر رہا ان کا دوست اور بدعت میں کیا تو دشمن ہوا۔

۱۴۴: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ کَاسِبٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ رَاشِدٍ اَنَّ یَعْلَی بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی طَعَامٍ دُعُوْا لَهٗ فَاِذَا حُسَیْنٌ یَلْعَبُ فِی السِّکَّةِ قَالَ فَتَقَدَّمَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَامَ الْقَوْمِ وَ بَسَطَ یَدَیْهِ فَجَعَلَ الْغُلَامُ یَفِرُّ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا وَ یُضَاحِکُهُ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اَخَذَهٗ فَجَعَلَ اِحْدٰی یَدَیْهِ تَحْتَ ذَقَنِهٖ وَالْاُخْرٰی فِیْ فَاسِ رَاْسِهٖ فَقَبَّلَهٗ وَ قَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ مِثْلَهٗ۔

(فی الزوائد اسناده حسن رجاله ثقات)

۱۴۴: حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھانے کی طرف بلائے گئے تھے اس پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گلی میں کھیلتے تھے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کے قوم کے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور صاحب زادے ادھر ادھر بھاگنے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنسانے لگے یہاں تک کہ پکڑا ان کو اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھا ایک چاند پر اور بوسہ دیا اور فرمایا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے۔ اللہ دوست رکھے اس کو جس نے حسین (رضی اللہ عنہ) دوست رکھا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) اسباط میں کا ایک سبط ہے۔

تشریح ؎ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت میں جانا مسنون ہے اور لڑکوں کا گلی میں کھیلنا روا اور پیار اطفال صغیر کا مسنون ہے اور سبط گروہ اور جماعت کو کہتے ہیں اور اسی سے ہے اسباط یعنی اولاد اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کی غرض اسباط اولاد اسحاق کو کہتے ہیں۔ جیسے قبائل اولاد اسماعیل کو اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشبیہ دی اسباط سے اور اس میں بشارت ہوئی کہ ان سے ایک بڑا گروہ پیدا ہوگا اور ایسا ہی ہوا اور سبط اولاد ولد کو بھی کہتے یعنی اس میں تاکید بھی ہوئی ان کے بعضیت کی کہ وہ میری اولاد ہیں اور بعضوں نے کہا اسباط خاصۃ اولاد ہے اور بعضوں نے کہا اولاد در اولاد اور بعضوں نے کہا اولاد بنات غرض ان سب معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

۱۴۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ وَ عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ صُبَیْحٍ ، مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ وَ حَرْبٌ لِمَنْ رَبْتُمْ۔

۱۴۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لئے میں صلح کرنے والا ہوں جس سے تم صلح کرو اور لڑنے والا ہوں جس سے تم لڑو۔

Marfat.com

فَضْلُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ

حضرت عمار بن یاسرؓ کی فضیلت

۱۴۶: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ هَانِیءِ بْنِ هَانِیءٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاسْتَاْذَنَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّیِّبِ الْمُطَیَّبِ

۱۴۶: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا: اس کو اجازت دو مرحبا اس پاک اور پاک کئے گئے کو۔

۱۴۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا عُثَّامُ ابْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ هَانِیءِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ دَخَلَ عَمَّارٌ عَلٰی عَلِیٍّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالطَّیِّبِ الْمُطَیَّبِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مُلِیءَ عَمَّارٌ اِیْمَانًا اِلٰی مُشَاشِهٖ۔

۱۴۷: حضرت ہانی بن ہانی نے کہا داخل ہوئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تو فرمایا انہوں نے کہ مرحبا اس پاک اور پاک کئے گئے کو کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے عثمان ایمان سے بھرا ہوا ہے اپنے مشاش تک۔

تشریح ﴿﴾ مشاش بضم اول جوڑ ہیں ہڈیوں کے جیسے کہنی یا گھٹنے یا شانے سے مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دل میں سما گیا ہے اور وہاں سے انوار اور برکات اس کے سارے جسم میں پھیل گئے اور عروق اور عظام میں منتشر ہو گئے یہاں تک کہ جوڑوں میں بھی اس کا اثر پہنچ گیا اور اس میں ان کے کمال ایمان کی بشارت ہے۔

۱۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰی ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ' وَ عَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَمِیْعًا : ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ سِیَاهٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَمَّارٌ مَا عُرِضَ عَلَیْهِ اَمْرَانِ اِلَّا اخْتَارَ الْاَرْشَدَ مِنْهُمَا۔

۱۴۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر کبھی پیش نہ کئے گئے دو امر کہ اختیار نہ کیا ہو اس میں سے بہتر کو۔

تشریح ﴿﴾ یعنی ہمیشہ امور دینی اور دنیوی سے وہ امر اختیار کیا جو ان کے اور اتباع کے لئے مفید اور نافع زیادہ ہو بہ نسبت دوسرے امر کے اور ہمیشہ سلف صالح کا یہی دستور تھا کہ وہ اپنے لئے امر محتاط کو اختیار کرتے تھے اور دوسروں کو ایسی چیز بتاتے تھے کہ ان پر زیادہ سہل اور آسان ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بھیجے گئے ہو تم آسانی اور سہولت کرنے کو اور نہ تنگی کرنے کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انزاع پڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تو رشد حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ اس لئے کہ حضرت عمارؓ انہی کی خلافت میں شہید ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ عمارؓ کو فرقہ باغیہ قتل کرے گا اور قتل کیا ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں نے غرض حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اور حضرت معاویہؓ سے خطا اجتہادی ہوئی کہ مقام ملامت نہیں۔

Marfat.com

فَضْلُ سَلْمَانَ وَ اَبِیْ ذَرٍّ وَ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

۱۴۹: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُوْسٰی وَ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْکٌ عَنْ اَبِیْ رَبِیْعَةَ الْاِیَادِیِّ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ھُمْ ؟ قَالَ عَلِیٌّ مِنْھُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثًا وَ اَبُوْ ذَرٍّ وَ سَلْمَانُ وَ الْمِقْدَادُ۔

حضرت سلمان و ابی ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کی فضیلت

۱۴۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے حکم دیا مجھ کو چار شخصوں کی محبت کا اور فرمایا اللہ نے کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ وہ کون ہیں اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ) ان میں ہیں فرماتے تھے اس کو تین بار اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ۔

تشریح: اس سے فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی ان تینوں پر ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر تین بار فرمایا اور معلوم ہوا کہ محبت بھی ایک صفت ہے اللہ کی اگرچہ منکر ان صفت پڑے برا مانیں۔

۱۵۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ الدَّارِمِیُّ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ اَظْھَرَ اِسْلَامَہٗ سَبْعَةٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عَمَّارٌ وَ اُمُّہٗ سُمَیَّةُ وَ صُھَیْبٌ وَ بِلَالٌ وَالْمِقْدَادُ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ بِعَمِّہٖ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَمَّا اَبُوْ بَکْرٍ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ بِقَوْمِہٖ وَ اَمَّا سَائِرُھُمْ فَاَخَذَھُمُ الْمُشْرِکُوْنَ وَ اَلْبَسُوْھُمْ اَدْرَاعَ الْحَدِیْدِ وَ صَھَرُوْھُمْ فِی الشَّمْسِ فَمَا مِنْھُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ وَ اَتَاھُمْ عَلٰی مَا اَرَادُوْا اِلَّا بِلَالًا فَاِنَّہٗ ھَانَتْ عَلَیْہِ نَفْسُہٗ فِی اللّٰہِ وَ ھَانَ عَلٰی قَوْمِہٖ فَاَخَذُوْہُ فَاَعْطَوْہُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا یَطُوْفُوْنَ بِہٖ فِیْ شِعَابِ مَکَّةَ وَ ھُوَ یَقُوْلُ اَحَدٌ اَحَدٌ۔

(فی الزوائد : اسنادہ ثقات و رواہ ابن حبان فی صحیحہ و الحاکم فی المستدرک من

۱۵۰: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا پہلے جس نے اسلام اپنا ظاہر کیا سات شخص تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمار اور ان کی ماں سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔ سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کافروں کی بلا و اذیت سے بہ سبب ابی طالب کے جو حضرتؐ کے چچا تھے اور ابوبکرؓ کی حفاظت کی اللہ نے ان کی قوم کے سبب اور باقی لوگوں کو مشرکوں نے پکڑا اور ان کو لوہے کے کرتے پہنائے اور ان کو دھوپ میں پگھلا دیا سو کوئی ان میں کا ایسا نہ تھا جس نے مشرکوں کے ارادہ کی موافقت نہ کی یعنی براہ تقیہ ان کے موافق نہ کیا ہو مگر بلالؓ کہ ان کا نفس ان کی نظر میں ذلیل ہو گیا اللہ کی عظمت کے آگے اور ذلیل ہو گئے وہ اپنی قوم کے آگے سو دے دیا مشرکوں نے ان کے تئیں اپنے لڑکوں کو سو وہ لئے پھرتے تھے ان کو مکہ کی گھاٹیوں اور وہ کہتے تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہے اللہ اکیلا ہے۔

Marfat.com

طریق عاصم بن ابی النجد به)

تشریح ﴿﴾ اس حدیث سے کمال استقامت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی توحید پر اور غلبہ اللہ کی محبت اور عظمت کا ان کے دل میں ایمان منزل پر ثابت ہوا اور سابقہ ایمان چھ صحابیوں کا ظاہر ہوا اور معلوم ہوا کہ بوقت خوف اتلاف جان اظہار کفر اس طرح پر کہ دل سے مومن ہو اور کفر سے بیزار جائز ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ اور اگر صبر کرے ان کی اذیت اور تکلیف اور اظہار کفر سے بھی بچے تو سبحان اللہ نہایت عمدہ بات ہے۔ جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کیا اور معلوم ہوا کہ جب معرفت اللہ کی کامل ہو جاتی ہے تو سالک کی نظر سے تمام جہان گر جاتا ہے اور تمامی موجودات اس کی عظمت شان اور علو مکان کے آگے لاشی نظر آتے ہیں یہاں تک کہ اپنا نفس بھی جو انسان کو بہت محبوب ہے ناچیز معلوم ہوتا ہے اور عارف کامل کو سوا اظہار توحید اور ثنائے رب مجید کے اور کچھ کام نہیں ہوتا۔

۱۵۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَ مَا يُؤْذَى اَحَدٌ وَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَ مَا يُخَافُ اَحَدٌ وَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَ مَالِيْ وَ لِبِلَالٍ طَعَامٌ يَاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا مَا وَارَى اِبْطُ بِلَالٍ۔

(اخرجه الترمذی فی اواخر باب الزهد و قال هذا حدیث حسن صحیح)

۱۵۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک مجھے اللہ کی راہ میں ایسی اذیت پہنچی ہے کہ کسی کو نہ پہنچی ہوگی اور ایسا ڈرایا گیا ہوں کہ کوئی نہ ڈرایا گیا ہوگا اور تین دن گزرے ہیں مجھ پر کہ میرے اور بلالؓ کے پاس کوئی کھانا نہ تھا کہ کوئی جاندار کھائے مگر اتنا کہ چھپائے ہوئے تھی اس کو بغل بلال رضی اللہ عنہ کی۔

فَضَائِلُ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۵۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلَالَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ : (بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ) فَقَالَ بْنُ عُمَرَ كَذَبْتَ لَا بَلْ (بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بِلَالٍ۔

۱۵۲: سالم نے کہا ایک شاعر نے حضرت بلال بن عبداللہ کی مدح میں یہ مصرع کہا یعنی حضرت بلالؓ عبداللہ کے بیٹے سب بلالوں سے اچھے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جھوٹ کہا تو نے ایسا نہیں ہے بلکہ بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب بلالوں سے بہتر ہیں۔

تشریح ﴿﴾ اس سے معلوم ہوا کہ شعر میں بھی کذب نہ چاہئے اور جو شاعر جھوٹ کہے اس کو بھی جھٹلانا ضروری ہے اور مبالغہ شاعرانہ منجملہ محذور ہے۔

فَضَائِلُ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۵۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ

۱۵۳: ابی لیلیٰ نے کہا خباب رضی اللہ عنہ آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس بیٹھو کہ کوئی یہاں

Marfat.com

لَيْلَى الْكِنْدِيُّ قَالَ: جَاءَ خَبَّابٌ اِلٰى عُمَرَ فَقَالَ اُدْنُ فَمَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ مِنْكَ اِلَّا عَمَّارٌ فَجَعَلَ خَبَّابٌ يُرِيْهِ اٰثَارًا بِظَهْرِهٖ مِمَّا عَذَّبَهُ الْمُشْرِكُوْنَ۔

بیٹھنے کا مستحق تم سے بڑھ کر نہیں سوا عمار رضی اللہ عنہ کے۔ خباب رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ میں نشان بتاتے تھے مشرکوں کی مار کے۔

(فی الزوائد اسنادہ صحیح)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحبان فضل و مجلس میں ممتاز رہنا چاہئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ افاضل صحابہ کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے نظر استمالت ان کے قلوب کے اور عمار نے بھی اللہ کی راہ میں بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی یاد کیا اور معلوم ہوا کہ تعریف کی جا اس کے روبرو اگر خوف عجب کا نہ ہو تو روا ہے اور بیان و اظہار اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار نعم آلہیہ کی نظر سے جائز ہے جیسے خباب نے اپنے نشان دکھائے کہ وہ ایک نعمت تھی کہ بلندی درجات کا سبب ہوئی۔

۱۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِىْ بِاُمَّتِىْ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ اَشَدُّهُمْ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ اَقْضَاهُمْ عَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ اُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

۱۵۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ان پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے زیادہ سخت اللہ کے احکام میں عمر رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے زیادہ حیاء میں سچے عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ اور بہتر فیصلہ دینے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ کتاب اللہ کی قرأت میں ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور حلال و حرام سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آگاہ ہو ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

تشریح: اس سے فضیلت ان آٹھوں صحابہ کی (ثابت) ہوئی اور معلوم ہوا کہ اگرچہ جمیع صفات محمودہ ہر ایک میں موجود تھے مگر افضل میں ہر ایک میں بدرجہ اقصیٰ ثابت ہوئی تھی اگرچہ وہ صفتیں اوروں میں بھی تھیں اس لئے ہر ایک کو ایک صفت سے جو اس میں بدرجہ کمال موجود تھی یاد فرمایا اور اس حدیث کو نہ اپنے ماقبل سے کچھ تعلق ہے نہ ترجمہ باب سے کچھ علاقہ شاید اس کا ترجمہ باب سماع سے ہو امتہ وک ہو گیا۔

۱۵۵: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ مِثْلَهٗ عِنْدَ ابْنِ قُدَامَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ فِىْ حَقِّ زَيْدٍ وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْفَرَائِضِ۔

۱۵۵: کہا مؤلف نے روایت کی ہم سے علی بن محمد نے انہوں نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے خالد سے انہوں نے ابی قلابہ سے مثل اس کے ہے۔

Marfat.com

فَضْلُ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ

۱۵۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ حَرْبِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّیْلِمِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ وَ لَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ مِنْ رَجُلٍ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۱۵۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے زمین نے کسی کو نہ اٹھایا اور آسمان نے کسی پر سایہ نہ کیا جو بات میں حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا ہو۔

فَضْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ

۱۵۷: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔ قَالَ اُهْدِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ یَتَدَاوَلُوْنَهَا بَیْنَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا فَقَالُوْا لَهٗ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ ! لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنْ هٰذَا۔

حضرت سعد بن معاذؓ کی فضیلت

۱۵۷: براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہدیہ میں آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ٹکڑا ریشمی کپڑے کا تو لوگ اس کو ہاتھوں ہاتھ لینے لگے تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس سے؟ لوگوں نے عرض کی ہاں اے رسول اللہ کے۔ سو فرمایا نبیؐ نے قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ البتہ رومال سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنت میں اس سے کہیں بہتر ہیں۔

تشریح: اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ ہدیہ لینا درست ہے اگرچہ مشرک کا ہو آپ ﷺ نے مشرکوں کے ہدیئے قبول فرمائے ہیں۔ دوم یہ کہ جنت میں رومال بھی ہوں گے۔ سوم یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ چہارم یہ کہ جنت کی ادنیٰ چیز بھی دنیا کی اعلیٰ چیزوں سے بلکہ ساری دنیا سے افضل اور بہتر ہے اور کیونکر نہ ہو کہ وہ باقی ہے اور یہ فانی اور مجمع العباد میں ہے کہ یہ کپڑا جس پر صحابہ کو تعجب آیا قباتھی والی دومۃ الجندل کے بھائی کی کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔

۱۵۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ لِمَوْتِ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ۔

۱۵۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمٰن کا عرش ہل گیا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت۔

تشریح: یعنی خوشی کے سبب سے حرکت میں آیا جب ان کی پاکیزہ روح وہاں پہنچی یا کنایہ ہے رب العرش کے خوش ہونے کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارواح کا صعود عرش تک ہوتا ہے اس لئے کہ وہیں دربار خاص ہے رب العالمین کا۔

فَضْلُ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّ رضی اللہ عنہ

۱۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ۔ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کی فضیلت

۱۵۹: جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا محروم نہ کیا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی جب سے میں اسلام

Marfat.com

بِیْ حَازِمٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّ قَالَ مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَ لَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِیْ وَجْهِیْ ۔ وَ لَقَدْ شَکَوْتُ اِلَیْهِ اَنِّیْ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا۔

اسلام لایا اور جب سے دیکھا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسکرا کے میرے روبرو اور میں نے شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر اور دعا کی یا اللہ ثابت رکھ اس کو اور راہ بتانے والا راہ پایا ہوا بنا دے اس کو۔

تشریح: حضرت جریر رضی اللہ عنہ دراز قد خوبصورت قبول شکل تھے کہ حضرت عمر ان کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔

فَضْلُ اَهْلِ بَدْرٍ رضی اللہ عنہم

بدر والوں کی فضیلت رضی اللہ عنہم

۱۶۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ اَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَا ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَ جِبْرِیْلُ اَوْ مَلَکٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِیْکُمْ قَالُوْا خِیَارَنَا قَالَ کَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا خِیَارُ الْمَلَائِکَةِ۔

۱۶۰: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا جبرئیل علیہ السلام یا کوئی فرشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا تم کیسا جانتے ہو اپنے لوگوں میں ان کو جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ اصحاب نے کہا وہ ہم سب میں بہتر ہیں۔ اس نے کہا ہمارے نزدیک بھی جو فرشتے حاضر بدر ہوئے سب سے بہتر ہیں۔

تشریح: اس سے بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی کہ اس سے انسان کو کیا ملائکہ کو بھی شرف ہے۔

۱۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا جَرِیْرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ح وَ ثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ جَمِیْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَ لَا نَصِیْفَهٗ۔

(فی الزوائد اسنادہ صحیح)

۱۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا نہ کہو میرے اصحاب کو قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی تم میں احد کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہوگا۔

تشریح: اس حدیث میں خطاب ہے غیر اصحاب کو گویا ان کو حاضر کر کے بات فرماتے ہیں اور اصحاب نے جو مال خرچ کیا ہے بڑی ضرورت اور شدت حاجت کے وقت کہ اسلام کا کوئی مددگار نہ تھا اس لئے ان کا آدھا مد بھی ہمارے سارے اموال ممدوحہ سے ثواب میں بہتر ہے اور اس حدیث میں کچھ اہل بدر کی تخصیص نہیں شاید اس باب میں اس لئے لائے کہ عموم میں اس کے بدری بھی داخل ہیں۔

۱۶۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا: ثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ نُسَیْرِ ابْنِ

۱۶۲: نسیر بن زعوق نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ برا نہ کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو

Marfat.com

زُعْلُوْقٍ قَالَ كَانَ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمُقَامُ اَحَدِهِمْ سَاعَةً ' خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ اَحَدِكُمْ عُمْرَهٗ۔

اس لئے کہ ایک گھڑی مقام ان کا یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بہتر ہے تمہاری سارے عمر کے عمل سے۔

تشریح :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر اصحاب اصحاب کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے اور شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ حقیقت میں دنیا میں حضرت کے جمال مبارک پر نظر کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں اب اگر اس کا نمونہ دنیا میں باقی ہے تو صحبت محدثین اور محققانِ حدیث کی ہے۔

چونکہ گل رفت وگلستان شد خراب ☆ بوئے گل را از کہ جوئم از گلاب

فَضْلُ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

انصارؓ کی فضیلت

۱۶۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا: ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ الْاَنْصَارَ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ اَبْغَضَ الْاَنْصَارَ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ. قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ اَسَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ۔

۱۶۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انصار کو دوست رکھے اللہ اس کو دوست رکھے اور جو انصار کو دشمن رکھے اللہ اس کو دشمن رکھے۔ شعبہ نے کہا میں نے عدی سے پوچھا کہ کیا تم نے خود سنی ہے یہ حدیث؟ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے؟ تو انہوں نے کہا مجھ سے ہی تو بیان کی ہے انہوں نے۔

۱۶۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا بْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَاسْتَقْبَلَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ ۔ وَلَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ۔

۱۶۴: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار شعار ہیں اور سب لوگ دثار ہیں اور اگر لوگ ایک وادی میں جائیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی وادی میں جاؤں۔ راوی کو شک ہے کہ وادیًا فرمایا یا شعبًا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک شخص ہوتا اس کی سند ضعیف ہے۔

(فی الزوائد : اسناده ضعيف و الافة من عبد المهيمن و باقی رجاله ثقات)

تشریح :۔ شعار وہ کپڑا ہے جو بدن سے لگا رہے جسے استر کہتے ہیں اور دثار وہ ہے جو اوپر ہے جسے ابرہ کہتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو استر فرمایا یعنی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں اور ایمان سے نزدیک ہیں اور نصرت دین کے ساتھ خاص ہیں اور باقی لوگ ان کی بہ نسبت ابرہ ہیں یعنی یہ خاص ہیں وہ عام مقولہ اگر ہجرت نہ ہوتی یعنی شرف ہجرت کا اور نسبت اپنی نسب کی کہ دونوں افضل ہیں اور تبدیل نسب کی روا نہیں اگر یہ نہ ہوتی تو میں انصار کے ساتھ منسوب ہوتا اور انہی میں گنا جاتا اور اس میں اکرام انصار کا منظور ہے اور اظہار ہے اس امر کا کہ ہجرت کے بعد نصرت سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں اور مہاجر کے بعد انصاری کے سوا کسی کا رتبہ نہیں۔

Marfat.com

۱۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ بِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ لْاَنْصَارَ وَ اَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَ اَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ۔

۱۶۵: یہ سند مذکور مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اللہ رحمت کرے انصار اور ان کے بیٹوں پر اور ان کے پوتوں پر۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے یونکہ اوپر کی سند ہی اس کی سند ہے۔

(فی الزوائد اسنادہ ضعیف)

فَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت ابن عباس کی فضیلت

۱۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ بَاهِلِیُّ ۔ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَاوِيْلَ الْكِتَابِ۔

۱۶۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا یا اللہ سکھلا اس کو حکمت اور تاویل قرآن کی۔

تشریح: اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول فرمائی کہ ان کو امیر المفسرین کا خطاب اس امت میں عنایت ہوا اور عجائب تفسیر اور غرائب تاویل ان سے مروی ہے۔

ترجمہ کہتا ہے چند فضائل ضروریہ صحابہ سے کمال مناسبت رکھتے ہیں ہم بطور اختصار بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ نتیجہ فضائل صحابہ سے سنی کی سارے امت کو یہ ہے کہ ان کی سیرت اختیار کریں اور جن امور میں نص صریح کتاب وسنت کا پائیں اس میں ان کے اقوال اور فتاویٰ کو مرفقہائے امت اور مجتہدان شریعت پر ترجیح دیں اور جب اجماع شیخین کا یا اتفاق خلفاء اربعہ کا اور اصحاب اول العلم کا کسی مسئلہ میں معلوم ہو جائے تو اس کا خلاف ہرگز بنظر تعصب مذہبی گوارا نہ کریں یہی وصیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے فرقہ ناجیہ کا بیان یہی فرمایا ہے: مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ اور فرمایا اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس کو اتباع سنت منظور ہو تو ان کی سنت پر چلے جو انتقال کر گئے اس لئے کہ جو اب زندہ ہیں وہ فتنہ سے مامون نہیں اور جو لوگ مر چکے ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ افضل امت تھے اور دل ان کے نیک اور علم ان کے گہرے اور تکلف ان کے تھوڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو چن لیا تھا اپنے نبی کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کی اقامت کے لئے سو ان کی فضیلت کا خیال کرو اور ان کے قدموں پر چلو اور ان کے اخلاق اور سیرت اختیار کرو کہ وہ راہ مستقیم پر تھے۔ روایت کی یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ فتن ہے زمانے کے متعصبین کا جو یہ حال ہے کہ نصوص ائمہ اربعہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور نصوص خلفائے اربعہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں یہ عمل خلاف انصاف اور عین ظلم اور زیادتی ہے اور سراسر سلف کے خلاف۔ دوم یہ کہ اصحاب جیسے امور میں سادات امت ہیں اور افضل ہیں ویسے ہی افتا اور فقہ میں بھی وہ سادات فقہاء اور امراء مفتین ہیں چنانچہ لیث نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا علماء اصحاب محمد ہیں اور اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ کہ اولی العلم سے اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور یزید بن عمیر نے کہا جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی اور لوگوں نے وصیت پوچھی انہوں نے کہا مجھے بٹھاؤ پھر کہا کہ علم وایمان دونوں اپنے مقام میں موجود ہیں جو ڈھونڈتے وہ پائے تین بار یہی فرمایا۔ پھر کہا علم پڑھنے والے ڈھونڈو ابوالدرداء اور سلمان فارسی اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے اور ایک روایت

Marfat.com

میں ہے کہ انہوں نے کہا اگر یہ چاروں کسی مسئلہ میں عاجز ہو جائیں تو ساری زمین کے لوگ اس میں زیادہ عاجز ہیں پس اس میں تو معلم ابراہیم علیہ السلام کی طرف رجوع کر یعنی اللہ تعالیٰ سے پوچھ اور راوی اس کے مالک بن نحاس فرماتے ہیں کہ جب میں کسی مسئلے میں عاجز ہوا میں نے کہا اے معلم ابراہیم علیہ السلام کے اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ چاروں اعلم علمائے زمین تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کن کا لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انہوں نے فرمایا: پڑھا عبداللہ نے قرآن اور سیکھی سنت اور زیادہ نہ کی اس پر اور کفایت ہے ان کو اتنا پھر لوگوں نے کہا بیان کیجئے ہم سے حال حذیفہ کا فرمایا سب اصحاب سے زیادہ واقف تھے وہ منافقوں سے۔ لوگوں نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ؟ آپ نے فرمایا ایک تھیلہ تھے علم سے بھرے ہوئے لوگوں نے کہا عمار رضی اللہ عنہ فرمایا مؤمن تھا نسیان زیادہ تھا جب اسے یاد دلایا وَیاد آتا تھا اللہ نے ایمان ان کے گوشت اور خون میں ملا دیا آتش دوزخ کو اس سے کچھ حصہ نہیں۔ لوگوں نے کہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا اور ایک غوطہ دیا گیا علم میں۔ کہا سلمان فارسی؟ فرمایا: حاصل کیا انہوں نے علم اوّل و آخر کا ایسا دریا تھا کہ ہم سے کھینچا نہ جاتا تھا اور وہ اہل بیت سے تھا لوگوں نے کہا پھر اپنا حال فرمایئے اے امیر المؤمنین آپ نے فرمایا تم بھی چاہتے تھے اور میں جب مانگتا تھا پاتا تھا اور جب چپ رہتا پہلے مجھے ملتا یعنی صغار صحابہ میں تھا مگر شفقت مجھ پر بھی بے حد تھی اور مسروق نے کہا میں نے سونگھا یعنی تجسس کیا صحابہ میں تو علم ان کا منتہی ہوتا تھا چھ شخصوں کی طرف علی اور عبداللہ اور عمر اور زید بن ثابت اور ابی الدرداء اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔ پھر سونگھا میں نے تو پایا کہ علم ان کا منتہی ہوتا تھا دو شخصوں کی طرف علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کا تہائی حصہ علم چلا گیا اور کہا کہ اگر تمام جہان کا علم ایک پلہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ کا علم دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو پلہ عمر رضی اللہ عنہ کا بھاری ہو۔ شعبی نے کہا قضاۃ اس امت کے عمرؓ اور علیؓ اور زیدؓ اور ابوموسیٰؓ ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پناہ مانگتے تھے اس مشکل مسئلہ سے جس کے لئے ابوالحسنؓ نہ ہو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ عطا بن ابی رباح نے کہا میں نے کوئی مجلس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے اکرام و افضل نہ دیکھی کہ فقہ سے بھرے ہوئے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اصحاب فقہ اور اصحاب قرآن اور اصحاب شعر سب اس کے نزدیک حاضر ہیں اور سب اس کے بحر زخار سے آب نوشی کر رہے ہیں۔ غرض فضائل علمیہ ان کے بے حد ہیں اور موحد متبع سنت کو لازم ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں انہی کے اقوال اور فتاوٰں پر اعتماد کلی کرے اور خلف کے اقوال کو جو ان کے معارض ہوں ان کو چھوڑ دے۔

سوم یہ کہ دین اور فقہ اور علم منتشر ہوا امت میں ابن مسعود اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے فقیہوں اور ہم صحبتوں سے رضی اللہ عنہم۔ غرض عامہ ناس کا علم انہی چاروں کے علم سے پھیلا ہے چنانچہ اہل مدینہ اصحاب زید بن ثابت سے اور اصحاب عبداللہ بن عمرؓ سے فیض یاب ہیں اور اہل مکہ اصحاب ابن عباسؓ سے اور اہل عراق اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور مروی ہے کہ ابن عمرؓ اور جو صحابہ کہ بعد ان کے زندہ رہے زید بن ثابتؓ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے جس میں کوئی نص صریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ پاتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ پڑھا کہ جو ارادہ کرے کہ پوچھے فرائض کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جو فقہ چاہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور جو مال چاہے میرے پاس آئے اور یہ ارشاد ان کا سر نفس کی راہ سے تھا ورنہ وہ جیسے امیر المؤمنین تھے ویسے ہی امیر العلماء اور رئیس الفقہاء بھی تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مقدم تھیں علم فرائض اور احکام حلال و حرام میں اور جن لوگوں نے ان سے علم اور تفقہ حاصل کیا بے شمار ہیں چنانچہ قاسم بن محمد بن ابی بکر ان کے بھتیجے اور عروہ بن زبیرؓ ان کے بھانجے اسماء کے بیٹے بھی انہی میں ہیں اور مسروق سے مروی ہے کہ میں نے اصحاب کو دیکھا کہ ان سے فرائض سیکھتے تھے اور عروہ بن زبیرؓ نے کہا میں کسی کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کہ جو علم قضا میں اور حدیث جاہلیت میں اور نقل اشعار میں اور علم فرائض اور طب میں افضل ہو حضرت عائشہؓ سے۔

Marfat.com

چہارم یہ کہ انتشار فتاوی ان لوگوں کے رفیقوں سے ہوا جیسے سعید بن مسیب ہیں۔ چنانچہ عراک بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے بہ فقہ اہل مدینہ اور اعلم بقضایا ے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قضایا ے شیخین اور قضایا ے عثمان و بما فقے علیہ الناس سعید بن مسیب تھے اور حدیث سے بخوبی واقف عروہ بن زبیر اور عبید اللہ ایب ج تھے کہ جب پاتے تو بنتے تھے اور عراک نے کہا ان سب سے افقہ میرے نزدیک ابن شہاب زہری تھے اس لئے کہ انہوں نے جمع کیا اپنے علم کے ساتھ ان سے علوم کو اور زہری نے کہا میں علم کو ان تین شخصوں سے ڈھونڈتا تھا سعید بن مسیب اور وہ افقہ الناس تھے اور عروہ کہ ایسے ج تھے کہ دل اسے ملدر نہ کریں اور عبید اللہ کہ جب پاتے تو کسی علم کے دریا کو جو دوسرے کے پاس نہ ملے تو ان کے پاس دیکھ لے اور اعمش نے کہا فقہاے مدینہ چار ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قبیصہ اور عبدالملک اور زید بن اسلم نے کہا جب عبادلہ ثلاثہ انتقال فرما چکے یعنی عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم تو فقہ بلدان موانی میں آ گیا غرض فقیہ مکہ کے عطاء بن ابی رباح تھے اور یمن کے طاؤس اور اہل یمامہ کے یحیی بن ابی کثیر اور کوفہ کے ابراہیم اور بصرہ کے حسن اور شام کے مکحول اور خراسان کے عطا خراسانی فقط ایک مدینہ والا نے شرف بخش کہ وہاں سے فقیہ قرشی تھے سعید بن مسیب کہ جواب نہ رکھتے تھے اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے نکلا اور میں نے ان پر سلام کیا اور چلا اور وہ اپنے رفیقوں پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو خوش ہوتے پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف خوب بلند کئے اور اشارہ کیا آسمان کی طرف یعنی دعا کی ان کے لئے اور سعید بن المسیب داماد تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے اپنی لڑکی ان کو بیاہ دی تھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب انہیں دیکھتے فرماتے کہ اللہ جمع کرے مجھے اور تجھے بازار جنت میں اور اسی لئے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہت روایتیں کی ہیں۔ غرض مدینہ طیبہ میں تابعین سے ابن مسیب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور خارجہ بن زید اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام اور سلیمان بن یسار اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود فتوی دیتے تھے چنانچہ ایک شاعر نے ان کے نام نظم کئے ہیں۔

اِذَا قِيْلَ مَنْ فِي الْعِلْمِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ رِوَايَتُهُمْ لَيْسَتْ عَنِ الْعِلْمِ خَارِجَهْ

فَقُلْ هُمْ عُبَيْدُاللّٰهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ سَعِيْدٌ اَبُوْبَكْرٍ سُلَيْمَانُ خَارِجَةٌ

اور اسی طرح ابان بن عثمان اور سالم اور نافع اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف وعلی بن حسین یہ سب اصحاب فتوی تھے اور ان کے بعد ابوبکر بن محمد بن حزم اور ان کے دونوں صاحبزادے محمد اور عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان اور ان کے صاحبزادے محمد اور عبداللہ اور حسین بن محمد بن حنفیہ اور جعفر بن محمد بن علی اور عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر اور محمد بن منکدر اور محمد بن شہاب زہری اور محمد بن نوح نے زہری کے فتاوی بڑے بڑے تیس جلدوں میں جمع کئے ہیں اور ان کے سوا اور بہت لوگ تھے کبار تابعین سے کہ اجتہاد کی راہ سے فتوی دیتے اور کسی کے مقلد نہ تھے نہ کسی مذہب خاص کے ان مذاہب مستحدثہ سے تخصیص و تعیین و تشخیص رکھتے تھے اور اسی طرح گزرے اسلاف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

پنجم: اور مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح اور طاؤس بن کیسان اور مجاہد بن جبیر اور عبید بن عمیر اور عمر بن دینار اور عبداللہ بن ابی ملیکہ اور عبدالرحمن بن سابط اور عکرمہ پھر ان کے بعد ابوالزبیر مکی اور عبداللہ بن خالد بن اسید اور عبداللہ بن طاؤس پھر ان کے بعد مسلم بن خالد زنجی اور سعید بن سالم بن قداح اور ان کے بعد امام محمد بن ادریس الشافعی پھر عبداللہ بن زبیر حمیدی اور ابراہیم اور موسی بن ابی الجارود وغیرہم فتوے دیتے تھے۔

ششم: اور بصرہ میں عمر بن سلمی الجرمی اور ابومریم حنفی اور کعب بن سور اور حسن بصری اور ملاقات کی انہوں نے پانچ سو صحابہ سے اور جمع کیا بعض علماء نے ان کے فتووں کو سات اسفار ضخیمہ میں اور ان کے بعد ایوب سختیانی اور سلیمان تیمی اور عبداللہ

Marfat.com

بن عون اور یونس بن عبید اور قاسم بن ربیعہ اور خالد بن ابی عمران اور اشعث بن عبدالملک الحمرانی اور قتادہ اور حفص بن سلیمان اور ایاس بن معویہ قاضی اور ان کے بعد سوار قاضی اور ابو بکر عتلی اور عثمان بن سلیمان تھے اور طلحہ بن ایاس قاضی اور عبیداللہ بن حسن عنبری اور اشعث بن جابر بن زید پھر ان کے بعد عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی اور سعید بن ابی عروبہ وحماد بن سلمہ وحماد بن زید اور عبداللہ بن داؤد جرشی اور اسماعیل بن علیہ اور بشر بن مفضل اور معاذ بن معاذ عنبری اور معمر بن راشد اور ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری فتوے دیتے تھے۔

ہفتم: کوفہ میں مفتی علقمہ بن قیس نخعی اور اسود بن یزید نخعی کہ وہ چچا ہیں علقمہ کے اور عمرو بن شرحبیل ہمدانی اور عبیدۃ السلامنی اور شریح بن حارث قاضی وسلیمان بن ربیعہ باہلی اور زید بن صوحان اور سوید بن غفلہ اور حارث بن قیس جعفی اور عبدالرحمٰن بن یزید نخعی اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود قاضی اور خیثمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمہ بن صہیب اور مالک بن عامر اور عبداللہ سخیر اور زر بن حبیش اور خلاس بن عمر اور عمرو بن میمون اودی اور ہمام بن حارث اور حارث بن سوید اور یزید بن معاویہ نخعی اور ربیع بن خثیم اور عتبہ بن فرقد اور صلہ بن زفر اور شریک بن حنبل اور ابووائل شقیق بن سلمہ اور عبید بن نضلہ مفتی تھے اور یہ لوگ اصحاب تھے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اکابر تابعین دین میں فتوے دیتے تھے اور اکابر صحابہ حاضر تھے اور اس کے مجوز اور اکثروں نے اخذ علم کیا تھا عمر اور عائشہ اور علی رضی اللہ عنہم سے اور عمرو بن میمون اودی نے ملاقات کی تھی معاذ بن جبل سے اور ان سے اخذ علم کیا تھا اور وصیت کی تھی معاذ نے ان کو موت کے وقت کہ تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جانا سو وہ ان کی صحبت میں رہے اور ان سے استفادہ کیا اور اسی گروہ میں ہیں ابوعبیدہ اور عبدالرحمٰن کہ یہ دونوں بیٹے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کی اور انہی میں ہیں میسرہ اور ناجیہ ان اور ضحاک پھر ان کے بعد ابراہیم نخعی اور عامر شعبی اور سعید بن جبیر اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود اور ابوبکر بن ابی موسیٰ اور محارب بن دثار اور حکم بن عتیبہ اور جبلہ بن تحیم اور وہ صحبت میں رہے ہیں ابن عمر کے پھر ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان بن معتمر اور سلیمان اعمش اور مسعر بن کدام پھر ان کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور عبداللہ بن شبرمہ اور سعید بن اشوع اور شریک قاضی اور قاسم بن معن اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ اور حسن بن صالح بن حی پھر ان کے بعد حفص بن غیاث اور وکیع بن جراح اور اصحاب ابی حنیفہ جیسے ابو یوسف قاضی اور زفر بن ہذیل اور حماد بن ابی حنیفہ اور حسن بن زیاد لولوی القاضی اور محمد بن حسن۔ قاضی رقہ اور عافیہ قاضی اور اسد بن عمرو اور نوح بن دراج قاضی اور اصحاب سفیان ثوری جیسے اشجعی اور معافی بن عمران اور دونوں رفیق حسن کے برجی زولی یحییٰ بن آدم تھے۔

ہشتم: شام میں مفتی ابوادریس خولانی اور سرجیل بن السمط اور عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی قبیصہ بن ذویب خزاعی اور حبان بن امیہ اور سلیمان بن حبیب محاربی اور حارث بن عمیرہ زبیدی اور خالد بن معدان اور عبدالرحمٰن بن غنم اشعری اور جبیر بن نفیر پھر ان کے بعد عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اور مکحول اور عمر بن عبدالعزیز اور رجاء بن حیوۃ اور عبدالملک بن مروان بھی مفتیوں میں گنا جاتا ہے قبل ولایت کے اور جدیر بن کریب پھر ان کے بعد یحییٰ بن حمزہ قاضی اور ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمر الاوزاعی اور اسماعیل بن ابی المہاجر اور سلیمان بن موسیٰ اموی اور سعید بن عبدالعزیز اور مخلد بن حسین اور ولید بن مسلم اور عباس بن یزید صاحب اوزاعی اور شعیب بن اسحاق صاحب ابی حنیفہ وابو اسحاق فزاری صاحب ابن مبارک تھے۔

نہم: مفتی مصر یزید بن ابی حبیب اور بکیر بن عبداللہ بن اشج اور بعد ان کے عمرو بن حارث اور ابن وہب نے کہا اگر عمرو بن حارث جیتے رہتے تو ہم لوگ امام مالک وغیرہ کی طرف محتاج نہ ہوتے اور انہی مفتیوں میں تھے لیث بن سعد اور عبیداللہ بن ابی جعفر اور ان کے بعد اصحاب مالک کے جیسے عبداللہ بن وہب اور عثمان بن کنانہ اور اشہب اور ابن قاسم پھر اصحاب شافعی کے جیسے مزنی اور بویطی اور ابن عبدالحکم اور ان میں معدود ہوئے محمد بن علی بن یوسف اور ابوجعفر طحاوی اور قیروان میں سحنون بن سعید تھے اور بہت مسائل مختار ہیں اور اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ اور عبدالملک بن حبیب اور بقی بن مخلد اور قاسم بن محمد صاحب وثائق کہ اس سے محفوظ ہے فتاویٰ لیسرہ اور

Marfat.com

ایسے ہی مسلمہ بن عبدالعزیز قاضی اور منذر بن سعید وغیرہ ہیں اور یمن میں مطرف بن مازن قاضی صنعا اور عبدالرزاق بن ہمام اور ہشام بن یوسف اور محمد بن ثور اور سماک بن فضل وغیرہم تھے اور مدینۃ السلام یعنی بغداد میں بڑے مفتی ابوعبیدہ قاسم بن سلام تھے کہ وہ ایک پہاڑ تھے علم کا کہ ان میں روح پھونک دی تھی کہ جلالت اور فضل وادب میں کمال رکھتے تھے اور انہی میں تھے ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی صاحب شافعی اور بغداد میں امام اہل سنت کے علی الاطلاق احمد بن حنبل تھے کہ بھر دیا انہوں نے زمین کو علم اور حدیث اور سنت سے یہاں تک کہ ائمہ حدیث اور سنت قیامت تک ان کے اتباع میں ہیں اور نہایت شدید الکراہت تھے تصنیف کتاب سے اور تجرید حدیث کو دوست رکھتے تھے اور مگر وہ جانتے تھے کہ ان کا کلام لکھا جائے اور اللہ نے ان کی حسن نیت اور خلوص عقیدت کو قبول فرمایا کہ قریب تیس اسفار ضخیمہ ان کے فتاوی کے لکھے گئے۔

دہم یہ کہ ہماری اس تصریح سے تجھے بخوبی علم ہوا کہ یہ سب کبار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کسی مذہب خاص کے مقید نہ تھے نہ کسی خاص کے مقلد اور نہ تھا مذہب ان کا مگر اتباع دلیل اور اطاعت کتاب وسنت اور نہیں ظاہر ہوا تعصب مذہبی مگر قرن رابع میں اور بخوبی واضح ہوگیا کہ مسائل اجتہادیہ میں اجماع اور اتفاق ان کا اس طرح پر کہ اہل اجماع سے ہر ایک کو ہر ایک کا قول مختار معلوم ہو جائے منجملہ محال عادی تھا پس دعوی اجماع جو اکثر مسائل میں متمسک ہے متاخرین کا محض خیال باطل ہے اور تقید مذہب واحد کی اگر منجملہ ضروریات دین یا من قبیل مستحسنات شرع متین ہوتی تو اللہ تعالی اس نعمت سے قرون سالفہ مشہور بالخیر کو محروم نہ رکھتا بلکہ ان کو سب سے اول ان کے مفخر وممتاز فرماتا۔ وَذٰلِكَ اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِيْرَادَهٗ فِيْ هٰذِهِ الْخَاتِمَةِ۔

باب خوارج میں

مترجم کہتا ہے خوارج جمع ہے خارجہ کی بمعنی طائفہ کے ہے اور وہ ایک گروہ ہے کہ اہل سنت سے خارج ہوگیا اور خروج کیا انہوں نے خیار مسلمین پر اور بغاوت کی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چنانچہ رافعی نے شرح کبیر میں حکایت کی ہے کہ انہوں نے خروج کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور گمان کیا کہ وہ قاتلان عثمان بن عفان کو پہچانتے ہیں اور ان پر قدرت رکھتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے تو راضی ہیں ان کے قتل سے یا موافقت رکھتے ہیں قاتلوں سے مگر یہ قول رافعی کا اور اہل اخبار کے خلاف ہے کہ صاحبانِ اخبار اس پر متفق ہیں کہ خوارج دم عثمان کے طالب نہیں ہوئے بلکہ بعض امور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار کرتے تھے اور اصل اس کی یہ ہے کہ اہل عراق سے بعض لوگوں نے اقارب عثمان رضی اللہ عنہ کی بعض سیرتوں سے نفرت پیدا کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور تلاوت وعبادت میں زیادہ مشغول تھے اس لئے انہیں قراء کہتے تھے اور قرآن کو غیر مراد معنوں میں تاویل کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعوں کی تکفیر کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے قائل تھے اور منفر تھے ان لوگوں سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑے جیسے طلحہ اور زبیر کہ وہ مکہ سے نکلے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی کیونکہ وہ بھی اس سال حج کو تشریف لے جاتی تھیں غرض یہ لوگ متفق ہوئے کہ قاتلانِ عثمان کو ڈھونڈیئے اور یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور وہ ان کی طرف نکلے اور ان کے درمیان واقعہ جمل پیش آیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ معرکہ میں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ لوٹتے وقت شام میں مقتول ہوئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں امیر شام تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اہل شام سے ہماری بیعت لو انہوں نے حیلہ کیا کہ اول قاتلانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنا چاہئے کہ وہ مظلوم مقتول ہوئے پھر میں بیعت کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ تم مثل دوسرے لوگوں کے بیعت میں داخل ہو بعد میں اس کے ان قاتلین کا مقدمہ ہمارے پاس لاؤ موافق حق کے فیصلہ کریں گے غرض جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت میں تعلل اور تاخیر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق کی طرف نکلے کہ فوج جمع کریں اہل شام کے لئے اور معاویہؓ نے اہل شام کو جمع کیا اور دونوں صفین

Marfat.com

میں ملے اور مقاتلہ عظیم ہوا اور ایک ماہ کامل دونوں میں جنگ رہی اور قریب ہوا کہ اہل شام ہار جائیں اس وقت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورے سے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے اہل شام نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا اور آواز کی ہم تم کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں نے جب یہ امر دیکھا تو ایک جماعت قراء نے تدیناً ترک قتال کیا اور احتجاج کیا اس آیت سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلَى الْكِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ پھر اہل شام نے پیغام بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کہ ایک حکم ہم ہیں اور ایک تم میں سے قرار دیا جائے اور ان دونوں کے ساتھ وہ لوگ آئیں جو مباشر قتال نہیں ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کیا اور بخلاف جماعت قراء کے کہ وہ ان سے منکر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتاب صلح میں لکھا: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اہل شام نے اس کو نہ مانا اور کہا کہ حضرت علی کو امیر المؤمنین نہ لکھو بلکہ فقط ان کا اور ان کے باپ کا نام لکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی قبول کیا اور خوارج اس پر بھی ناراض ہوئے غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یوں صلح ٹھہری کہ اس سال دونوں لشکر لوٹ جائیں اور ایک مدت معین کے دونوں حکم عراق اور شام کے بیچ میں جمع ہوں اور جو فیصلہ کریں اس پر عمل ہو اور اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ شام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کو لوٹ گئے اور خوارج جدا ہو گئے قریب آٹھ ہزار آدمی کے اور حروراء کے ایک مقام کا نام ہے وہاں اترے اسی لئے خوارج کو حروریہ بھی کہتے ہیں اور بڑا سردار ان کا عبداللہ بن الکوا تھا بفتح کاف وتشدید واؤ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی فہمائش کے لئے بھیجا اور ان کے مناظرے سے بہت سے لوگ پھر آئے اور عبداللہ مذکور اور شبث کہ ان کا دوسرا سردار تھا وہ بھی رجوع کئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے اطاعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبول کی اور ان کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے اور یہاں مشہور کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکومت سے توبہ کی جب یہ خبر آپؓ کو پہنچی انہوں نے خطبہ پڑھا اور اس کا انکار کیا اس وقت یہ خبیث لوگ مسجد کی ہر طرف سے دوڑے اور کہنے لگے لا حکم الا اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمہ ان کا حق ہے اور مراد ان کی باطل ہے اور ان لوگوں سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ تین امر کرتے ہیں ایک یہ کہ تم کو مساجد سے روکتے نہیں۔ دوسرے یہ کہ مال غنیمت سے تمہیں محروم نہیں رکھتے۔ تیسرے یہ کہ ابتدائے بقتال نہ کریں گے ہم تم سے جب تک کہ تم کچھ فساد نہ نکالو غرض وہ لوگ تھوڑے تھوڑے نکلتے گئے یہاں تک کہ جمع ہوئے مدائن میں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف کسی کو بھیجا اور ان لوگوں نے اطاعت سے منہ موڑا اور کہا ہم تمہاری اطاعت نہ کریں گے جب تک کہ تم اپنے کفر کا اقرار نہ کرو بہ سبب تحکیم کے جو معاویہؓ کے اور تمہارے درمیان میں ہوئی اور توبہ نہ کرو اس سے پھر دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک شخص بھیجا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ ایلچی کو قتل کریں پھر متفق ہوئے وہ اس عقیدہ پر کہ جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہو وہ کافر ہے کہ خون اور مال اس کا حلال ہے اور جو ان کو ملا مسلمانوں سے اُسے مار ڈالا اور عبداللہ بن خباب کا ان پر گزر ہوا اور وہ عامل تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض بلاد پر اور ان کے ساتھ ایک لونڈی حاملہ تھی سو ان کو قتل کر ڈالا اور اس لونڈی کا پیٹ چاک کر دیا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف ایک لشکر لے کر نکلے جو اہل شام کے مقابلہ کو تیار کیا تھا اور ان کو قتل کیا نہروان میں کہ ان میں سے نہ بچے مگر اس سے کم لوگ اور مسلمانوں میں سے قریب دس کے شہید ہوئے یہ ان کا خلاصہ حال ہے پھر لوگ جو ان کے عقیدہ کے تھے خلافت علیؓ میں پوشیدہ رہے اور عبدالرحمٰن بن ملجم جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ بھی انہی میں تھا اور شہادت آپ کی نماز صبح کے بعد ہوئی پھر جب حسنؓ اور معاویہؓ میں صلح ہوئی تو اس وقت بھی ایک فرقہ ان کا ظاہر ہوا اور لشکر شام نے ان کو بحیلہ میں کہ ایک مقام ہے میں پہنچا دیا غرض اسی طرح ظہور ان کا خلافت مروان میں عراق میں بمعیت نافع بن ارزق اور یمامہ میں بہ ہمراہی نجدہ بن عامر ہوا اور نجدہ نے ان کے عقائد باطلہ پر عقیدہ فاسد بھی بڑھایا کہ جو محاربہ مسلمین کے لئے نہ نکلے وہ بھی کافر ہے پھر انہوں نے اپنے عقائد میں بہت توسع کیا چنانچہ رجم محصن کا انکار کیا اور سارق کا ہاتھ بغل سے کاٹنے لگے اور حائض پر حالت حیض میں نماز کی فرضیت کے قائل

Marfat.com

ہوئے اور تکفیر کی اس کی جو باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے اور اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ مرتکب کبیرہ ہے اور لطف یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ بھی ان کے نزدیک کافر ہے اور اہل ذمہ کے اموال سے ہاتھ روکتے ہیں اور بالکل تعرض نہیں اور قتل کرتے ہیں ان وجوہ منسوب ہوں اسلام کی طرف اور ان کے نفوس کو قید کرنا اور مالوں کو لوٹنا جائز جانتے ہیں چنانچہ ایک فرقہ ان میں ایسا ہے کہ بغیر دعوت کے مسلمانوں کے قتل کو روا رکھتا ہے اور ایک دعوت کے بعد اور ہمیشہ ان کی بلا اور آفت مسلمانوں کو پہنچتی رہی یہاں تک کہ مہلب بن ابی صفرہ امیہ ہوا اور اس نے قتال عظیم ان کے ساتھ کیا اور ظفر یاب ہوا اور ان کے احوال واخبار میں ابومخنف اور ہیثم بن عدی نے تالیفیں کی ہیں۔

اور محمد بن قدامہ جوہری جو شیوخ بخاری میں سے ہیں انہوں نے بھی ایک مصنف کبیر اس میں لکھا ہے اور ابوالعباس مبرد نے بھی ان کا حال اپنی کتاب کامل میں تحریر کیا ہے لیکن بغیر اسناد کے بخلاف مذکورین سابقین کے اور قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ خوارج دو قسم کے ہیں ایک کا عقیدہ ہے کہ عثمانؓ اور علیؓ اور اصحاب جمل وصفین اور جو لوگ تحکیم پر راضی ہوئے سب کافر ہیں نعوذ باللہ منہا۔ دوسرا عقیدہ رکھتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے مخلد فی النار تا بہ ابد اور محققین نے کہا کہ صنف اول بھی صنف ثانی کی ایک فرع ہے اس لئے کہ جو ان حضرات کی تکفیر کرتے ہیں گناہ ہی کی جہت سے ابن حزم نے کہا ہے کہ نجدہ بن عامر خارجی کا مذہب یہ ہے کہ جو مرتکب صغیرہ ہے وہ نار کے سوا اور عذاب پائے گا اور جس نے صغیرہ سے تجاوز کیا وہ مثل مرتکب کبائر کے ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ان میں سے ایک فرقہ عجاردہ خوارج ہیں کہ وہ صلوٰۃ خمسہ کے منکر ہیں اور قائل ہیں کہ صرف دو نمازیں ہیں ایک غداۃ اور دوسری عشی میں فرض ہیں اور ایک فرقہ پوتی سے نکاح جائز کہتا ہے اور اسی طرح بھتیجی اور بھانجی سے اور ایک فرقہ قائل ہے کہ سورۂ یوسف قرآن میں سے خارج ہے اور قائل ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اللہ کے نزدیک مومن ہے اگر دل میں عقیدہ کفر رکھتا ہو اور ابومنصور بغدادی نے مقالات میں کہا ہے کہ خوارج کے بیس فرقے ہیں۔ ابن حزم نے کہا بدترین ان میں غلاۃ مذکورین ہیں اور اقرب الی الحق ان میں اباضیہ ہیں ان میں سے ایک گروہ مغرب میں باقی ہے اور غزالی نے وسیط میں تبعاً لغیرہ کہا ہے کہ خوارج کے دو حکم ہیں ایک یہ کہ ان کا حال مثل مرتدین کے ہے دوسرے یہ کہ وہ مثل بغاۃ ہیں اور رافعی نے اول کو ترجیح دی ہے اور یہ حال جمیع خوارج کا نہیں ہے اس لئے کہ وہ دو قسم ہیں اول جن کا ذکر ہوا ثانی وہ کہ طالب ہوں ملک وسلطنت کے اور نہ دعوت کرتے ہوں اپنے معتقد کی اور وہ بھی دو قسم ہیں ایک اہل حق میں کہ غصباً للدین وللرواۃ سے بیزار ہو کر طالب ہیں سنن نبویہ کے اور چاہتے ہیں کہ حکام ان کے متبع سنت اور مجتنب از بدعت ہوں اور انہی میں سے قراء عرب جنہوں نے حجاج پر خروج کیا اور اہل مدینہ کہ جو مقابل ہوئے اس سے اور قسم ان کی وہ ہے کہ طالب ہوئے ملک کے عام ہے کہ تمسک کیا انہوں نے کسی شبہ سے نہیں اور وہ بغاۃ ہیں کہ حکم ان کا وہی ہے جو حکم بغاۃ کا ہے۔ کذا فی الفتح الباری۔

۱۲: بَابُ فِیْ ذِکْرِ الْخَوَارِجِ

خوارج کا بیان

۱۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ عَبِیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ وَ ذَکَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِیْهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْیَدِ اَوْ مُوَدَّنُ الْیَدِ اَوْ مَثْدُوْنُ الْیَدِ وَ لَوْ لَا اَنْ تَبْطَرُوْا لَحَدَّثْتُکُمْ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۷: حضرت عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا کہ ان میں ایک آدمی ہے کہ جس کے ہاتھ میں نقصان ہے اور اگر تم بہت نہ پھول جاؤ اس ثواب کو سن کر جو ان کے قاتلین کو ملنے والا ہے تو میں تم سے بیان کروں جس کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو قتل کرتے ہیں ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی عبیدہ نے کہا میں نے پوچھا حضرت علیؓ سے کہ آپ نے خود سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ ؟ قَالَ: اِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

سے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے رب کعبہ کی تین بار قسم کھائی۔

تشریح ❁ راوی کو شک ہے کہ مُخْدَجُ الْیَدِ فرمایا یا مُوَدْنُ الْیَدِ یا مَثْدُوْنَ الْیَدِ اور مخدج بخار معجمہ اور فتح دال مہملہ اور آخر میں اس کے جیم ہے شئی ناقص ہے یعنی ہاتھ میں اس کے کچھ نقصان ہے جیسا کہ ضمن ترجمہ میں گزرا اور موذن مکرم کے وزن پر ہے اور مضروب کے وزن پر کہ بعد دال کے ایک واؤ بھی ہے اس کے معنی بھی ناقص اور صغیر کے ہیں اور مثدون بفتح دال مشددہ مہملہ وثناء مثلثہ چھوٹا اور گھٹا ہوا اور بعضوں نے کہا اس کی اصل مثند ہے معنی اس کے سرپستان کذا فی الدر النثیر اور یہ خطاب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے رفیقوں سے کیا جو خوارج کے قتل پر آمادہ تھے اور فرمایا کہ ان کے قاتلین کا اجر ایسا ہے کہ تم سنو تو ایسا نہ ہو کہ تم کو عجب آ جائے اور تین بار قسم کھائی کہ ان کو شک نہ رہے چنانچہ بخاری میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں بیان کروں تم سے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو آسمان سے گر پڑنا اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں اور جب میں بیان کروں تم سے اور باتیں آپس کی تو الحرب خدعة ہے اور اس میں خطاب کیا آپ نے خوارج سے۔

۱۶۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ النَّاسِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَمَنْ لَقِیَهُمْ فَلْیَقْتُلْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ۔

۱۶۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیں گے کچھ لوگ آخر زمانہ میں یعنی خلافت راشدہ کے نوسن ہوں گے ناقص حلقوں والے کہیں گے سب لوگوں سے زیادہ اچھی بات کہ پڑھیں گے قرآن کو کہ نہ اترے گا ان کے گلوں سے نکل جائیں گے۔ اسلام سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے جو ملے ان سے چاہئے کہ قتل کرے ان کو کہ ان کے قتل میں ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے قاتلوں کو۔

تشریح ❁ قولہ آخر زمانہ میں مراد اس سے خلافت راشدہ کا زمانہ آخر ہے کہ ظہور ان کا اور قتل نہروان میں ۳۸ ہجری میں ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور اٹھائیس برس خلافت راشدہ کو گزرے تھے اور دو برس باقی تھے کہ پوری مدت خلافت کی تیس برس ہے قولہ نوسن معلوم ہوا کہ وہ لوگ جوان جوان چھوکرے (لڑکے) تھے کہ نقصان سن ان کا مقتضی تھا نقصان عقل کا کہیں گے اچھی بات یعنی ظاہر میں ان کی باتیں موافق شرع معلوم ہوں گی مگر حقیقت میں خلاف ہوں گی جیسے ان الحکم الا اللہ قولہ جیسے تیر شکار سے یعنی جیسے قوی آدمی تیر مارے اور شکار سے نہایت شدت اور سرعت سے پار ہو جائے کہ ہرگز اس میں خون نہ بھرے ایسا ہی وہ اسلام میں آ کر باہر نکل جائیں گے اور اگرچہ ان حدیثوں کو محدثین نے خوارج کے حق میں کہا ہے مگر باعتبار عموم لفظ کے تمام اہل بدعت کا یہی حال ہے کہ وہ اسلام ظاہر کر کے اس کے منافع سے بشامت بدعات محروم رہتے ہیں اور کوئی عبادت ان کی احداث فی الدین کے سبب سے مقبول نہیں ہوتی۔

۱۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ

۱۶۹: حضرت ابی سلمہؓ نے کہا میں نے ابی سعیدؓ سے کہا تم نے کچھ سنا ہے رسول اللہ ﷺ کہ ذکر کرتے ہوں حروریہ کا سو انہوں نے

Marfat.com

قُلْتُ لِاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ فِی الْحَرُوْرِیَّةِ شَیْئًا فَقَالَ سَمِعْتُهٗ یَذْکُرُ قَوْمًا یَتَعَبَّدُوْنَ یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَ صَوْمَهٗ مَعَ صَوْمِهِمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنَ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ اَخَذَ سَهْمَهٗ فَنَظَرَ فِیْ نَصْلِهٖ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَنَظَرَ فِیْ رِصَافِهٖ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَنَظَرَ فِیْ قِدْحِهٖ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَنَظَرِ الْقُذَذِ فَتَمَارٰی هَلْ یَرٰی شَیْئًا اَمْ لَا۔

کہا کہ سنا میں نے ان کو کہ ذکر کرتے تھے ایک قوم کا کہ وہ عابد ہوں گے یعنی اظہار عبادت کریں گے حقیر جانے گا ایک تم میں کا اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور اپنے روزے کا ان کے روزے کے آگے نکل جائیں گے دین حق سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے کہ شکاری اس تیر کو لے کر اس کی بھال دیکھتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا یعنی اثر خون وغیرہ کا پھر دیکھتا ہے رصاف اس کی تو کچھ نظر نہیں آتا پھر دیکھتا ہے قدح اس کا تو کچھ نظر نہیں آتا پھر دیکھتا ہے قذذ اس کی تو شک کرتا ہے کہ کچھ اثر دیکھا اس نے یا نہیں۔

تشریح (۱) قولہ عابد ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور ریاضت ظاہری ان کی بہ نسبت اور لوگوں کے زیادہ ہوگی مگر بدعت کی شامت سے قبول نہ ہوگی معلوم ہوا کہ عبادات اہل بدع کے نامقبول ہیں قولہ جیسے تیر شکار سے یہ مثال آپ نے فرمائی ان کے عدم انتفاع کی اسلام سے کہ جیسے تیر میں شکار کا کچھ اثر نہیں ویسے ہی دین و اسلام کا ان کو کچھ نفع نہیں قولہ رصاف اس کی۔ رصاف بکسر راء مہملہ جمع رصفہ کی اور رصفہ اس پٹھے کو کہتے ہیں جو مدخل نصل پر بندھا ہوتا ہے تیر میں۔ قولہ قدح اس کا۔ قدح بالکسر تیر کی لکڑی کو کہتے ہیں کہ جس پر ابھی پر اور بھال نہ لگایا ہو اور قذذ بضم قاف و بفتح ذال معجمہ جمع ہے قذہ کی جو بالضم ہے اور وہ پر ہے تیر کا۔

۱۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَعْدِیْ مِنْ اُمَّتِیْ اَوْ سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَةِ.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَامِتٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو اَخِی الْحَکَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِیِّ فَقَالَ وَ اَنَا اَیْضًا قَدْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۷۰: حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ہوں گے جو پڑھیں گے قرآن اور نہ اترے گا ان کے حلقوں سے یعنی دل میں اثر کا تو کیا ذکر ہے نکل جائیں گے دین سے جیسا کہ نکل جاتا ہے تیر اس شکار سے جس کو تیر مارا ہو پھر لوٹ کر نہ آئیں گے وہ دین کی طرف وہ بدترین آدمیوں اور جانوروں کے ہیں کہا حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہ ذکر کیا میں نے اس کا حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے تو انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت جانوروں سے بھی بدتر ہیں آدمی کا کیا ذکر اس لئے کہ خوارج بھی ایک فرقہ اہل بدعت کا ہے۔

Marfat.com

۱۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيَقْرَاَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

(فی الزوائد هذا اسناده ضعيف)

۱۷۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھیں گے کچھ لوگ میری امت سے قرآن اور نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے اہل بدعت کی تکفیر میں توقف کیا ہے اس لئے کہ حضرت ﷺ نے ان کو اپنی امت میں فرمایا معلوم ہوا کہ وہ امت سے خارج نہیں ہیں اگرچہ فاسق و بدکار ہوں اور اکثر سلف کا یہی مذہب ہے چنانچہ خطابی نے کہا کہ اجماع ہے علماء مسلمین کا اس پر کہ خوارج باوجود گمراہی کے مسلمانوں کے فرقوں میں سے ہیں اور جائز ہے نکاح کرنا اور ان سے کھانا ان کے ذبائح کا اور قبول کرنا ان کی گواہی کا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیا وہ کافر ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ کفر سے بھاگے ہیں یعنی وہ کافر نہیں پھر کہا کیا منافق ہیں؟ فرمایا منافق نہیں یاد کرتے ہیں اگر کو مگر تھوڑا اور خوارج یاد کرتے ہیں اللہ کو صبح و شام پھر کہا کون ہیں فرمایا ایک قوم ہیں کہ پہنچا ان کو فتنہ پس اندھے اور بہرے ہو گئے انتہی کذا فی ترجمہ المشکوٰۃ۔

۱۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَ هُوَ يَقْسِمُ النَّبْرَ وَ الْغَنَائِمَ وَ هُوَ فِیْ حِجْرِ بِلَالٍ فَقَالَ رَجُلٌ اعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ! فَاِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَ مَنْ يَعْدِلُ بَعْدِیْ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرَ دَعْنِیْ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا فِیْ اَصْحَابٍ اَوْ اُصَيْحَابٍ لَهٗ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

۱۷۲: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جعرانہ میں سونا اور غنیمت کا مال بانٹ رہے تھے وہ بلال کی گود میں تھا کہ ایک شخص نے کہا عدل کرو اے محمدؐ! کہ تم نے عدل نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہو تیری پھر کون عدل کرے گا میرے بعد اگر میں نے ہی عدل نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اجازت دیجئے مجھے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے اور بھی اصحاب ہیں کہ وہ قرآن پڑھیں گے اور نہ اترے گا قرآن ان کی ہنسلی سے نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

تشریح ۞: جعرانہ تخفیف و تثقیل ایک مقام کا نام ہے مکہ سے آٹھ نو میل پر جہاں آپ نے غنائم حنین تقسیم کئے ہیں اور اس مردود شخص کا نام جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی ذوالخویصرہ تھا اور دوبارہ اس نے یہ گستاخی کی ہے چنانچہ جمع روایات سے بخوبی واضح ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے احتراز کیا کہ لوگوں کو نفرت اسلام سے نہ ہو جائے یا کفار معترض نہ ہوں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں اور جب اسلام قوی اور راسخ ہو گیا تو فقہاء کو ان کے قتل میں دو اقوال ہیں۔

Marfat.com

۱۷۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ۔

۱۷۳: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوارج کتے ہیں دوزخ کے۔ اس حدیث کی سند منقطع ہے۔

۱۷۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْشَاُ نَشْءٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ اَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ مَرَّةً حَتّٰی يَخْرُجَ فِیْ عَرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ۔

۱۷۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت نئی پیدا ہوگی کہ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے کہ نہ اترے گا ان کی زبان سے جب نکلے گا ان کا ایک فرقہ کاٹ ڈالا جائے گا کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیس بار سے زیادہ فرماتے تھے کہ جب نکلے گا ان کا فرقہ کاٹ ڈالا جائے گا یہاں تک کہ نکلے گا انہی کی روبرو سے دجال۔

تشریح ۞ اس سے معلوم ہوا کہ سلسلہ اہل بدعت کا دجال تک منتہی ہوگا۔ (فی الزوائد اسنادہ صحیح و قد احتج البخاری بجمیع رواتہ)

۱۷۵: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ اَوْ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ اَوْ حُلُوْقَهُمْ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ۔ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ اَوْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ۔

۱۷۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکلے گی ایک قوم آخر زمانہ میں یا فرمایا اس امت میں کہ پڑھیں گے قرآن نہ تجاوز کرے گا ان کے گلوں سے یا فرمایا ان کے حلقوں سے نشان ان کی سر منڈانا ہے جب تم ان کو دیکھو یا فرمایا ملاقات کرو تو ان کو قتل کرو۔

تشریح ۞ معلوم ہوا کہ نشان ان کا سر منڈانا ہے اور استدلال کیا ہے اس سے بعض لوگوں نے حلق کی کراہت پر لیکن یہ صحیح نہیں۔ بعض اوقات سر منڈانا عبادت ہے جب کہ حج اور عمرہ میں اور پیدائش کے ساتویں روز سر منڈانا سنت ہے۔

۱۷۶: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ يَقُوْلُ شَرُّ قَتْلٰی قُتِلُوْا تَحْتَ اَرِيْمِ السَّمَاءِ ، وَ خَيْرُ قَتِيْلٍ مَنْ قَتَلُوْا ، كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔ قَدْ كَانَ هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيْنَ فَصَارُوْا كُفَّارًا قُلْتُ يَا اَبَا اُمَامَةَ! هٰذَا شَیْءٌ تَقُوْلُهٗ ؟ قَالَ : بَلْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۷۶: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے بدتر مقتول آسمان کے چمڑے کے نیچے یہ لوگ ہیں یعنی خوارج اور بہتر مقتول وہ ہیں جن کو دوزخ کے کتوں نے قتل کیا یعنی خوارج نے اور یہ لوگ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے سو پوچھا میں نے ان سے کہ اے ابو امامہ رضی اللہ عنہ یہ بات تم از خود کہتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

Marfat.com

باب جہمیہ کے رد میں

مترجم کہتا ہے جہمیہ ایک فرقہ ہے مبتدعین سے کہ نفی کرتا ہے صفات کمال کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور منسوب ہے تعطیل کی طرف اور ثابت ہوا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ جہم جوان کا رئیس الطائفہ ہے اس نے مبالغہ کیا نفی تشبیہ میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لیس شئی ہے اور کرمانی نے تصریح کی ہے کہ جہمیہ ایک فرقہ مبتدعہ ہے کہ منسوب ہے جہم بن صفوان کی طرف جوان کا مقدم طائفہ ہے اور وہ قائل تھے کہ بندہ کو قدرت مطلق نہیں اور وہی لوگ جبریہ ہیں اور جہم مقتول ہوا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں انتہی مگر جہمیہ پر جو طعن متوجہ ہوا ہے تو خاصہ جبر کی نظر سے نہیں بلکہ باطباق سلف ومنسوب ہے ساتھ انکار صفات کے یہاں تک کہ جہمیوں نے کہا ہے کہ قرآن کلام الٰہی نہیں بلکہ وہ مخلوق ہے اور استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی بغدادی نے کتاب الفرق بین الفرق میں لکھا ہے کہ رؤس مبتدعہ چار ہیں یہاں تک کہ کہا انہوں نے کہا کہ جہمیہ اتباع ہیں جہم بن صفوان کے کہ قائل ہیں وہ اجبار اور اضطرار الی الاعلام کے اور قائل ہیں کہ فاعل کوئی نہیں سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اور نسبت فعل کی بندے کی طرف مجازاً ہے بغیر اس کے کہ وہ فاعل ہوں یا مستطیع شئی اور عقیدہ ان کا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کا حادث ہے اور موصوف نہیں اللہ شے ہونے کے ساتھ اور اسی طرح موصوف نہیں علم وحیاۃ وارادہ اور مشیت کے ساتھ یہاں تک کہ جہم نے کہا میں توصیف نہیں کرتا اللہ کی کسی ایسی صفت سے جس کا اطلاق غیر پر جائز ہو اور کہا اس نے کہ توصیف کرتا ہوں میں کہ وہ خالق ہے اور محیی وممیت وموحد بفتح مہملہ ثقیلہ اس لئے کہ یہ اوصاف اس کے ساتھ خاص ہیں اور زعم کیا اس نے کہ کلام اللہ حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہیں ٹھہراتا اور کہا استاد مذکور نے کہ جہم حمل سلاح کر کے مرتکب جدال قتال رہتا تھا اور نکلا اس کے ساتھ حارث بن سریج بجیم معجمہ مصغر ہے یہاں تک کہ مآلِ کار جہم کا یہ ہوا کہ قتل کیا اس کو سلم بن احوز نے اور بخاری نے کتاب خلق افعال العباد میں نقل کیا ہے کہ جعد بن درہم جو استاذ جہم تھا وہ کہتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل نہیں ٹھہرایا اور موسیٰ علیہ السلام سے بات نہیں کی اور وہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں تھا اور خالد قسوی جو امیر عراق تھا اس نے خطبہ پڑھا کہ میں قربانی کرنے والا ہوں جعد کی اور بعد اس کے منبر سے اترا عید کے دن اور اس کو ذبح کیا اور کرمانی کا ذہن جعد سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا اس لئے کہ قتل جہم اس کے بعد ہوا اور بخاری نے نقل کیا محمد بن مقاتل سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا میں جہم کی بات کا قائل نہیں اس لئے کہ قول اس کا کبھی مشرکوں کے برابر ہو جاتا ہے اور کہا ابن مبارک نے کہا کہ ہم نقل کرتے ہیں کلام یہود ونصاریٰ کا مگر قول جہم کا کہ اس کی نقل سے ڈر لگ جاتا ہے اور عبداللہ بن شوذب نے کہا کہ جہم نے چالیس روز تک نماز پڑھی اور شک میں پڑا رہا۔ مترجم کہتا ہے کہ ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں خلف بن سلیمان بلخی کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جہم اہل کوفہ سے تھا نہایت فصیح وبلیغ اور علم میں رسوخ نہ رکھتا تھا سو ملا ایک قوم زنادقہ سے اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے رب کا وصف کرو جس کی عبادت کرتے ہو سو وہ ایک مدت گھر میں رہا پھر نکلا اور کہا معبود میرا ایسی ہوا ہے جو ہر چیز کے ساتھ ہے اور ابن خزیمہ نے توحید میں اخراج کیا ہے اور انہی کے طریق سے بیہقی نے اسماء میں کہا ہے کہ سنا میں نے ابو معاذ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے جہم معبر ترمذ پر تھا اور کوفی الاصل تھا اور ایک مرد فصیح تھا بے علم کہ اس کو صحبت بھی علماء کی نہ تھی۔ اس سے لوگوں نے کہا وصف کر اپنے معبود کا سو گھر میں گیا اور ایک مدت کے بعد نکلا اور کہا کہ معبود میرا یہ ہوا کہ ہر چیز کے ساتھ اور ہر چیز میں ہے اور کوئی چیز اس سے خالی نہیں اور بخاری نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کلام جہم کا صفت ہے بلا معنی اور بنا ہے بغیر اساس اور کبھی وہ زمرہ علماء میں معدود نہیں ہوا اور اس سے لوگوں نے مسئلہ پوچھا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دی اس نے کہا عورت اس کی عدت بیٹھے۔ پھر بخاری نے بہت سے آثار سلف کے اس کی تکفیر میں بیان کئے اور طبری نے اپنی تاریخ میں سن ستائیس کے حوادث میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن سریج نکلا نصر بن سیار عامل خراسان کی طرف اور حارث کتاب وسنت کی طرف بلاتا تھا جہم اس کا کاتب تھا اور بعد مقاتلہ عظیم کے دونوں میں گفتگوئے صلح ہوئی مگر نصر نے صلح قبول نہ کی اور یہاں تک لڑا کہ سن اٹھائیس میں مروان حمار کی

Marfat.com

خلافت میں حارث کو قتل کیا۔ سو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہم اسی معرکہ میں قتل ہوا اور بعضوں نے کہا وہ مقید ہوا اور نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو حکم دیا اس کے قتل کا اور جہم نے امان مانگی تو سلم نے کہا کہ اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنا پیٹ چاک کر ڈالتا کہ تجھے قتل کروں پھر قتل کیا اس کو اور نکالا ابن حاتم نے محمد بن صالح کے طریق سے جو مولی ہے بنی ہاشم کا کہ سلم نے جب جہم نا فہم کو پکڑا اس سے کہا کہ میں تجھے اس نظر سے قتل نہیں کرتا کہ مجھ سے لڑا ہے اس لئے کہ میری نظروں میں اس لائق نہیں مگر میں نے سنا ہے کہ تو ایسی باتیں کرتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ تجھ پر قدرت پاؤں گا تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر اسے قتل کیا اور نکالا انہی نے معتمر بن سلیمان سے بروایت حارہ ظفاوی کے کہ پہنچا ان کو کہ سلم بن احوز خراسان کی فوج پر حاکم تھا اور اس کو خبر لگی کہ جہم بن صفوان انکار کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کلام کیا ہو پھر اسے قتل کیا اور انہی نے بیہ بن معروف کے طریق سے نکالا کہ کہا بیہ نے دیکھا میں نے کہ جب سلم بن احوز نے گردن ماری جہم کی تو جہم کا منہ کالا ہو گیا اور ابوالقاسم الکائی نے کتاب السنۃ میں کہا کہ قتل جہم کا سن ایک سو بتیس میں ہوا اور معتمد وہی ہے جو طبری نے ذکر کیا قتل اس کا سن اٹھائیس میں ہوا مگر کرمانی نے جو کہا ہے کہ قتل جہم کا خلافت ہشام بن عبدالملک میں ہوا یہ بالکل وہم ہے اس لئے کہ خروج حارث بن سریج کا کہ جہم اس کا کاتب تھا اس کے بعد ہوا ابن حزم نے کتاب ملل اور نحل میں کہا ہے کہ فرق متقدمین باالاسلام پانچ ہیں اول اہل سنت' دوم معتزلہ اور انہی میں ہیں قدریہ' سوم مرجیہ اور انہی میں ہیں جہمیہ اور کرامیہ' چہارم رافضہ اور انہی میں ہیں شیعہ' پنجم خوارج اور انہی میں ہیں ازارقہ اور اباضیہ پھر ان سے بہت سے فرقے نکلے سو اکثر افتراق اہل سنت کا فروع میں ہے رہا اعتقاد اس میں اختلاف بہت قلیل ہے باقی رہے اور لوگ سو ان میں اور اہل سنت میں خلاف قریب بھی ہے اور بعید بھی غرض اقرب فرق مرجیہ سے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلب ولسان ہے فقط اور عبادت ایمان میں داخل نہیں اور ابعد ان کے جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان فقط عقد قلبی ہے۔ اگرچہ زبان سے اظہار کفر وتثلیث یا عبادت وثن کرے بغیر تقیہ اور ضرورت کے اور اسی طرح کرامیہ کہ قائل ہیں کہ ایمان قول باللسان ہے فقط اگرچہ دل سے اعتقاد کفر رکھے اسی طرح کلام کیا انہوں نے سائر فرق میں پھر کہا کہ مرجیہ کا عمدہ کلام ایمان وکفر میں ہے سو جس نے کہا کہ ایمان میں عبادت داخل ہے اور ایمان میں زیادت ونقصان ہوتا ہے اور مومن کسی گناہ سے کافر نہیں ہوتا اور کبھی مخلد فی النار نہ ہوگا وہ مرجی نہیں ہے اگرچہ باقی مقامات میں ان کا موافق ہو اور معتزلہ کا عمدہ کلام وعد وعید وقدر میں ہے سو جو قائل ہوا کہ قرآن مخلوق نہیں اور اثبات کیا اس نے قدر کا اور رویت الٰہی کا قیامت میں اور ثابت کیا صفات الٰہی کو جو وارد ہیں کتاب وسنت میں اور قائل ہوا کہ صاحب کبیرہ ایمان سے خارج نہیں سو وہ معتزلی نہیں اگرچہ سائر اقوال میں ان کے موافق ہو اس کے کہا کہ صفات الٰہی میں یہ پانچوں فرقے مختلف ہیں کوئی ان کا نافی ہے کوئی مثبت اور سردار نفی کرنے والوں کے معتزلہ اور جہمیہ ہیں کہ مبالغہ کیا انہوں نے انکار صفات میں یہاں تک کہ پہنچ گئے تعطیل تک اور سردار مثبتین کا مقاتل بن سلیمان اور اس کے اتباع ہیں روافض اور کرامیہ کہ انہوں نے مبالغہ کیا اثبات میں یہاں تک کہ تشبیہ دی اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تعالی اللہ عن اقوالھم علوا کبیرا اور رتبائن ان فرق کا دیکھئے کہ جہمیہ قائل ہیں کہ بندے کو مطلق قدرت نہیں اور قدریہ قائل ہیں کہ وہ اپنے فعل کا خالق ہے اور بخاری نے خلق افعال عباد میں ایک تصنیف جداگانہ کی ہے کذا فی فتح الباری غرض بیہقی اور ایک جماعت نے ائمہ سنت سے جمیع اسماء وصفات الٰہیہ کو جو کتاب وسنت صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں دو قسم کیا ہے ایک صفات ذات کہ مستحق ہے وہ تعالیٰ ان کا لم یزل ولا یزال میں دوسرے صفات فعل کہ مستحق ہے وہ ان کا لم یزال میں دون الازل اور کہا ہے اور جائز نہیں وصف اس کا مگر اسی سے کہ دال ہو اس پر کتاب اور سنت صحیحہ ثابتہ یا اجماع اہل ایمان اور اسی قسم سے ہے کہ جس پر اقتران کیا دلالت عقل نے جیسے حیات اور قدرت اور علم وارادہ اور سمع اور بصر اور کلام اور یہ اس کے صفات ذاتیہ میں سے ہیں اور اسی طرح خلق اور رزق اور احیاء اور امانت اور عفو اور عقوبت کہ یہ اس کی صفات فعلیہ ہیں اور ایک قسم ہے کہ ثابت ہوئی بنص کتاب وسنت جیسے وجہ ویدوعین کہ یہ صفات ذات ہیں اور استواء اور نزول ومجی کہ یہ صفات فعل ہیں غرض ضرور ہے اثبات ان

Marfat.com

صفات کا بہ سبب ثبوت خبر کے اس طرح پر کہ نفی کی جائے اس سے تشبیہ کی پس صفات ذاتیہ ہمیشہ موجود بالذات ہیں اور ان کو زوال نہیں اور صفات ذات ہیں اور استواء اور نزول وہ جی کہ یہ صفات فعل ہیں غرض ضرور ہے اثبات ان صفات کا یہ سبب ثبوت خبر کے اس طرح پر کہ نفی کی جائے اس سے تشبیہ کی پس صفات ذاتیہ ہمیشہ موجود بالذات ہیں اور ان کو زوال نہیں اور صفات فعلیہ جو اس کے لئے ثابت ہیں وہ مباشرت بالفعل کے محتاج نہیں اس لئے کہ فرمایا اس نے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فقیر مترجم کہتا ہے کہ اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ اثبات کیا جائے اللہ تعالیٰ کے لئے جمیع صفات کاملہ کا جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں بلاتشبیہ وتمثیل و بلاتکییف و تعطیل اور نہ کہا جائے اس میں کہ وہ کیونکر ہیں اور کیسی ہیں تصریح کی ہے اسی کے ساتھ اکابر محدثین اور ائمہ دین نے چنانچہ اقوال ان بزرگوں کے ہم بطور استشہاد نقل کر دیتے ہیں۔

اقوال اکابر محدثین در باب اثبات صفات رب العالمین

ابن قدامہ نے کہا ہے کہ مذہب اسلاف صالحین کا ایمان لانا ہے اسماء اللہ اور اس کی صفات پر کہ جس سے موصوف کیا اس نے اپنی ذات مقدس کو اپنی کتاب میں اور تنزیل میں یا رسول مقدس کی زبان سے بغیر زیادت ونقصان کے اور بغیر تجاوز وتفسیر وتاویل کے کہ جو اس کے خلاف ہو اور بغیر تشبیہ کے ساتھ صفات مخلوقین کے یا ساتھ سمات محدثین کے بلکہ جاری کرو اس کو جیسے وارد ہوئے وہ اور رد کرو علم اس کا یعنی کیفیات اس کی اس کے قائل کی طرف اور معانی اس کے اس کے متکلم کی طرف اور بعضوں نے کہا امام شافعیؒ سے بھی یہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ایمان لایا میں اس پر جو آئی ہے اللہ کی طرف سے علیٰ مراد اللہ اور ایمان لایا میں اس پر جو آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علیٰ مراد رسول اللہ محمد بن حسنؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا متفق ہوئے فقہاء مشرق سے مغرب تک اس پر کہ ضرور ہے ایمان لانا قرآن پر اور ان حدیثوں پر کہ روایت کیا ان کو ثقات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صفات الٰہی کے بارے میں بغیر تفسیر و وصف وتشبیہ کے پھر جس نے ان میں سے کسی کی تفسیر کی وہ نکل گیا اس مسلک سے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جدا ہو گیا جماعت سے کہ انہوں نے اس میں کچھ بڑھایا نہیں ہے اور نہ اس کی تفسیر کی لیکن ایمان لائے ان چیزوں پر جو کتاب وسنت میں ہیں پھر ساکت ہو گئے اور جو قائل ہوا جہم کے قول کا اس نے چھوڑ دی جماعت اس لئے کہ وصف کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا کہ وہ لاشئی ہے اور محمد بن حسنؒ نے کہا ان حدیثوں کے بارے میں جن میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اترتا ہے آسمان دنیا کی طرف اور اس طرح کی اور جو حدیثیں ہیں کہ روایت کیا ہے ان حدیثوں کو ثقات نے اور ہم اسے روایت کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی تفسیر نہیں کرتے یعنی یہ نہیں کہتے کہ مثلاً نزول وہ ہبوط سے نزول رحمت مراد ہے یا بدسے قدرت وغیرہ ذلک اور حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب نے کہا ہے کہ کلام ان صفات میں جن کو روایت کیا ہے سنن صحاح میں ائمہ ثقات نے یہ ہے کہ مذہب سلف کا اثبات اس کا ہے اور جاری کرنا اس کا ظاہر پر اور نفی کیفیت اور تشبیہ کی اس سے اور امام صابونی نے اپنے عقیدہ مفیدہ میں کہا ہے کہ اصحاب حدیث جو متمسک ہیں کتاب وسنت کے ساتھ اللہ ان کے زندوں کی حفاظت کرے اور ان کے مردوں کی مغفرت اور رحمت وہ سب پہچانتے ہیں اپنے رب کو ان صفتوں کے ساتھ کہ ناطق ہوئی اس کے ساتھ کتاب اور تنزیل اور وحی اور گواہی دی اس پر اس کے رسولؐ نے کہ وارد ہوئے اس کے ساتھ اخبار صحاح اور نقل کیا ان کو عدول ثقات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ثابت کی زبان سے اور اس کے صفات میں یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ مشابہ ہیں وہ صفات مخلوق سے اور قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اور بدل نہیں دیتے وہ کلام کو اس کے مواضع سے کہ حمل کریں یدین کا نعمتوں یا قوتوں پر جیسے تحریف کرتے ہیں معتزلہ اور جہمیہ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ ان کو اور نہیں بیان کرتے اس کی کچھ کیفیت اور نہیں تشبیہ دیتے اس کو مخلوق کے ساتھ جیسے مشبہ تشبیہ دیتے ہیں مخذول کرے اللہ ان کو اور پناہ میں رکھا اللہ عزوجل نے اہل سنت کو تحریف اور تشبیہ اور تکییف سے اور سرفراز کیا ان کو نعیم اور تعریف سے یہاں تک کہ چلے وہ سبیل توحید اور تنزیہہ کی اور چھوڑ دیا انہوں نے تعطیل اور تشبیہ کو اور تابع ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سراسر ارشاد کے کہ فرمایا اس نے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ

Marfat.com

السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اور یہی قول ہے ان کا جمیع صفات میں کہ نازل ہوا اس کے ساتھ قرآن اور وارد ہوئے اس کے ساتھ اخبار صحاح مع
بصر و عین و وجہ و علم و قوۃ و قدرت و عزت و عظمت و ارادہ و مشیت و قول و کلام و رضا و سخط و حب و بغض و فرح و ضحک و غیر ذالک بغیر اس کے تشبیہ
دیں وہ ان کو صفات مخلوقین سے بلکہ منتہی ہوتا ہے قول اس کا اسی پر جتنا کہا ہے اللہ اور رسول نے بغیر زیادت اور اضافت کے طرف اس کی
اور تکییف اور تشبیہ اور تحریف اور تبدیل اور تغییر کے اور بغیر اس کے کہ زائل کریں وہ الفاظ خبر کو ان معنوں سے کہ معروف ہیں عرب سے
نزدیک یا وضع کریں اس کے لئے کوئی تاویل منکر کہ جو قابل انکار ہو اور جاری کرتے ہیں وہ ان لفظوں کو معانی ظاہرہ میں اور تفویض کرتے
ہیں ان کے علم حقیقت کو طرف اللہ تعالیٰ کے اور جانتے ہیں کہ نہیں معلوم کیفیت ان کی مگر اللہ کو جیسے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے راسخین فی العلم کی
کہ وہ کہتے ہیں اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور اسی عقیدہ پر گئے ہیں ذہبی کتاب العلو میں اور اسماعیل بن
عبدالغفر نے کہا کہ سنا میں نے امام الحرمین سے کہ وہ کہتے تھے میں متردد تھا کہ کس مذہب پر ہوں عقائد سے سو دیکھا میں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ فرمایا آپ نے الزم کر تو اعتقاد ابن صابونی کا انتہی اور ابن قدامہ کی ایک تالیف جدا کانہ ہے اثبات میں
صفت علو کے کہ اس میں خوب دلائل بیان کئے گئے ہیں کتاب و سنت سے ہر باب میں اور شیخ علامہ کامل محمد بن محسن العباس کی ایک کتاب
ہے صفات میں کہ نام اس کا تنزیہ الذات والصفات عن دران الالحاد والشبہات ہے کہ اس میں پہلے اللہ کی عبادت کا ذکر ہے اور اس کے
شروط کا بیان ہے اور پھر تقسیم ہے توحید کی توحید ربوبیت اور توحید خالقیت کی طرف پھر اولہ شرعیہ قائم کئے ہیں سمع و استواء وغیرہ پر اثبات
پر اور بعد ازاں احادیث کہا ہے کہ سنت بول رہی ہے اثبات علو پر پھر ذکر کیا وجہ و ید و عین و کف و اصابع و شمال و قدم و رجل و اتیان و مجی و نزول
و کلام و قول و رویت کا اور کشف ساق اور معیت اور فوق و نفس وغیرہ کا اور دلائل و براہین بیان کئے ہیں ہر ایک کے اثبات پر کلہا من اجوبۃ
والصلات سیدنا و مولانا خاتم المحدثین افضل المفسرین مولانا صدیق حسن خاں دامت برکاتہم وضافت افاداتہم۔ ابن بطہ نے بابلما
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ کی تفسیر میں کہ اس آیت سے ثابت ہوا اثبات یدین کا اللہ تعالیٰ کے لئے اور معلوم ہوا کہ وہ دونوں صفتیں ہیں ذات کی
صفتوں میں اور دونوں خارجہ نہیں ہیں جیسا مشبہ کا قول ہے مثبتین صفات سے یا جیسا جہمیہ کا قول ہے منکرین صفات سے اور معطلین سے اور
جو لوگ یدین کو بمعنی قدرت کہتے ہیں ان کے رد کو فقط اتنا ہی کافی ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے کہ قدرت ایک ہے یعنی تثنیہ اس کا نہیں
ان کے نزدیک بھی جو اثبات صفات کرتے ہیں باقی رہے وہ لوگ جو نافیاں صفات ہیں وہ تو قدرت کی بھی نفی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں
کہ وہ تعالیٰ قادر لذاتہ ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ یدین سے قدرت مراد نہیں یہ امر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا کہ تجھ کو کس
نے باز رکھا کہ سجدہ کرے تو اس کو جس کو بنایا میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تو اس میں صاف اشارہ ہے اس مضمون کی طرف جو وہ اجواب
کرتا ہے سجدہ کو پس اگر یدین سے قدرت مراد ہوتی تو شیطان کہتا کہ آدم کو مجھ پر کیا فضیلت ہے میں اور وہ دونوں قدرت سے بنے ہیں
پھر جب اس نے جانا کہ میں تو ہاتھ سے نہیں بنا ہوں استدلال کیا اس سے کہ میں نار سے بنا ہوں اور وہ خاک سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ
مراد یدین سے نعمتیں ہو سکتیں اس لئے کہ محال ہے کہ ایک مخلوق آلہ ہو آلہ دوسری مخلوق کے بنانے کا اور ظاہر ہے کہ نعمت بھی مخلوق ہے اور
یدین کے صفت ذات ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ جارحہ ہوں۔ فقیر مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے ہاتھوں سے منکر ہیں
وہ انکار میں شیطان سے دو ہاتھ بڑھ کر ہیں کہ وہ بھی اللہ کے ہاتھوں کا منکر نہیں اور معلوم ہوا کہ جہمیہ اور منکران صفات کے مذہب سے
شیطان خبیث کو بھی انکار ہے پھر جو ان کے مذہب کا اقرار کرے وہ شیطان نابکار سے زیادہ گرفتار انکار ہے۔

ابن عبدالبر نے کہا اہل سنت کا اجماع ہے اس پر کہ اقرار کرتے ہیں وہ ان صفات کا جو وارد ہوئی ہیں کتاب و سنت میں اور بیان
نہیں کرتے اس کی کچھ کیفیت اور امام الحرمین نے کہا رسالہ نظامیہ میں کہ مختلف ہوئے مسالک علماء کے اس ظواہر میں سو بعضوں نے اس
کی تاویل کی اور لازم پکڑا آیات کتاب و سنن میں تاویل کو اور ائمہ سلف نے کہا کہ لازم ہے رک جانا ان کی تاویل سے اور رد

Marfat.com

ہے احراء ظواہر کا اس کے موارد پر اور تفویض معانی کی اللہ عزوجل کی طرف اور ہمارے نزدیک جو رائے پسند ہے اور جس کو ہم دین اعتقاد کرتے ہیں وہ اتباع سلف ہے بہ دلیل اس کے کہ اجماع امت حجت قاطع ہے غرض تاویل ان ظواہر کی اگر حتمی ہوتی تو اہتمام سلف کا اس لئے زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اہتمام فروع کے اور جب زمانہ صحابہؓ و تابعین کا منصرم ہو گیا کہ انہوں نے انکار و اعراض کیا تاویل سے تو اس کی اتباع ضرور ہے انتہیٰ۔ اسکے بعد کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہ نقل کر چکے ہم یہی مذہب عصر ثالث والوں کا یعنی تبع تابعین کا کہ وہ فقہائے امصار سے ہیں مثل سفیان ثوری اور مالک اور اوزاعی اور لیث اور ان کے معاصرین کے اور ایسے ہی ان لوگوں کا کہ جنہوں نے ان سے استفادہ کیا سو کیونکر وثوق نہ کیا جائے جس پر اتفاق کیا قرونِ ثلاثہ نے حالانکہ وہ خیر القرون ہیں بشہادت صاحبِ شریعت انتہیٰ اور اشارہ کیا اس قول میں حافظ موصوف نے طرف ان آثار کے جو ذکر کئے ہیں قبل اس کے کہ منجملہ اس کے یہ ہے کہ اسناد کیا لالکائی نے۔

ولید بن مسلم کے طریق سے کہ انہوں نے کہا میں نے پوچھا اوزاعی اور مالک اور ثوری اور لیث بن سعد سے احادیث صفات کو سو ان سبھوں نے کہا: اَمِرُّوْهَا كَمَا جَاءَ ت بَلَا كَيْفٍ یعنی جاری کرو ان کو جیسا آئین بغیر کیفیت کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے یونس بن عبدالاعلیٰ سے کہ انہوں نے کہا سنا میں نے امام شافعیؒ سے کہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے اسماء اور صفات ہیں کہ کسی کو مجال نہیں ان کے رد کا اور جو بعد ثبوت حجت کے ان کا خلاف کرے یعنی وہ ورود ان اوصاف کے کتاب وسنت میں اور پہنچ جانے احادیث صفات کے اسے تسلیم نہ کرے وہ کافر ہے۔ مگر قبل قیام حجت البتہ وہ اپنے جہل سے معذور ہے اس لئے کہ علم ان صفات کا عقل اور رویت اور فکر سے حاصل نہیں ہوتا۔ سو ضرور ہے کہ اثبات کرے ان صفات کا اور نفی کرے ان سے تشبیہ کو جیسے کہ تشبیہ نفی کی ہے۔ پروردگار تعالیٰ شانہ نے اپنی ذات مقدس سے اور فرمایا لیس کمثله شئی ماحصل ان اقوال مذکورہ کا یہ ہے کہ جمیع صفات الٰہی میں نفی ہے اور یہی منطوق ہے کتاب و سنت کا اور اسی پر اجماع کیا ہے قرونِ ثلاثہ مشہود بالخیر نے اور انکار صفات اس خوف سے کہ اس میں تشبیہ لازم آتی ہے محض خیال باطل اور عقیدہ فاسد ہے اور کمال سوءِ ظن ہے کتاب وسنت سے اور بدگمانی ہے شارع علیہ السلام اور صحابہ و تابعین و اکابر محدثین کے ساتھ اور الزام لگانا ہے ان کی معرفت اور بیان پر اور یہ صریح کفر ہے غرض منکر اصل صفات کا مطلقاً کافر ہے اور رد ہانی الشعریۃ وصدور ہانی الکتاب والسنۃ و مثبت ان کا بالتشبیہ مشبہ ہے وہ بھی مردود ہے اس لئے کہ نفی تشبیہ اور تمثیل کی وارد ہو چکی ہے قرآن میں اور ماول ان کا۔ جیسے تاویل کرنے والا ید کو قدرت سے یا نعمت وغیرہ سے مخالف ہے قرون ثلاثہ کے پس وہ بھی باطل ہے اور صحیح مذہب سلف کا اثبات اصل صفات کا ہے بغیر تاویل اور تشبیہ اور تمثیل کی اور تکییف اور تحریف اور تغییر اور تبدیل کے اور یہی اعتقاد صحیح اور مذہب قوی اور مشرب روی اور مسلک سنی اور منہج مقبول اور نہج عدول اور طریق مستقیم اور سبیل قویم ہے۔ وهذا آخر ما اردنا ايراده فی المقدمة۔

۱۳: بَابُ فِيْمَا اَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ

باب جہمیہ کے رد میں

۱۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِیْ وَ وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا خَالِیْ يَعْلٰى وَوَكِيْعٌ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالُوْا ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُقَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا

۱۷۷: حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ نے دیکھا چودھویں رات کے چاند کی طرف اور فرمایا تحقیق قریب ہے کہ دیکھو گے تم اپنے رب کو جیسا بے تکلف دیکھتے ہو اس چاند کو، نہیں آڑ ہوتا ایک کو دوسرے اس کے دیکھنے میں سو اگر ہو سکے تم سے کہ نہ دل ہارو تم اس نماز کے ادا کرنے میں جو قبل طلوع آفتاب ہے اور جو قبل غروب ہے تو کرو ایسا ہی، پھر پڑھی آپؐ نے یہ آیت

Marfat.com

تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾ [ق: ۳۹]

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ سے آخر تک یعنی تسبیح کر اپنے رب کی قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب کے (سورۂ ق: ۳۹)

تشریح ۞ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دیدار الٰہی اور علو اس کا اور وجہ تشبیہ ساتھ چاند اور سورج کے بھی اثبات علو ہے الغیہ اور ثابت ہوئی فضیلت نماز صبح کی کہ قبل طلوع آفتاب ہے اور نماز عصر کی قبل غروب ہے اور معلوم ہوا کہ تسبیح سے آیت قرآنی میں نماز مراد ہے۔

۱۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟ قَالُوْا لَا، قَالَ فَكَذَالِكَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۷۸: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایک دوسرے کی آڑ ہوتا ہے تم میں سے چاند دیکھنے میں چودھویں رات کو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہی ایک دوسرے کی آڑ نہ ہوگا کوئی تم میں سے اپنے رب کے دیکھنے میں قیامت کے دن۔

۱۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَرٰی رَبَّنَا؟ قَالَ هَلْ تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِی الظَّهِيْرَةِ فِیْ غَيْرِ سَحَابٍ؟ قُلْنَا: لَا قَالَ فَتُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فِیْ غَيْرِ سَحَابٍ؟ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهِمَا۔

۱۷۹: حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ نے کہا عرض کی ہم نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دیکھیں گے ہم اپنے پروردگار کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مزاحم ہوتا ہے ایک تم میں سے دوسرے کو سورج دیکھنے میں ٹھیک دوپہر کے وقت جب بدلی نہ ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ مزاحمت نہ ہوگی ایک سے دوسرے کو اللہ کے دیدار میں مگر اتنی جتنی ہوتی ہے ان دونوں کے دیکھنے میں یعنی بالکل مزاحمت نہ ہوگی۔

تشریح ۞ ثابت ہوا اس سے بھی دیدار اور علو اس پروردگار کا بکمال وضوح اور باطل ہوا مذہب معتزلہ اور جہمیہ کا جو منکر دیدار و علو ذات قدس باری تعالیٰ ہیں۔

۱۸۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيْعِ بْنِ اُدُسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ رَزِيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَرَى اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَا اٰيَةُ ذَالِكَ فِیْ خَلْقِهٖ؟ قَالَ يَا اَبَا

۱۸۰: حضرت ابی رزین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا دیکھیں گے ہم اللہ کو قیامت کے دن اور کیا نشانی ہے اس کے دیدار کی اس کی مخلوق میں آپؐ نے فرمایا اے ابورزین کیا ہر ایک تم میں سے نہیں دیکھتا ہے چاند کو اس طرح کہ گویا وہ اکیلا ہی دیکھ رہا ہے میں نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے

Marfat.com

رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ مُخْلِيًا بِهٖ ؟ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَاللّٰهُ اَعْظَمُ وَ ذَالِكَ اٰيَةٌ فِيْ خَلْقِهٖ۔

فرمایا پھر اللہ تو اس سے زیادہ عظمت والا ہے اور چاند اس کے دیدار کی علامت ہے اس کی مخلوق میں۔

تشریح: ان احادیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات رؤیت پر اور اثبات اس کا مذہب ہے سنت و جماعت کا اور انکار کیا ہے اس کا معتزلہ نے جیسے انکار کیا ہے اور صفات الٰہی کا اور مذہب ان کا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو مسلک ہے اہل سنت اور جماعت کا اور دلالت کرتا ہے اس پر قرآن۔ چنانچہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور حدیث چنانچہ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے قریب یعنی اللہ سے جنت والوں میں از روئے منزلت کے وہ ہے کہ دیکھتا ہے ملک اپنا ہزار برس کی راہ تک اور افضل ان میں کا منزلت میں وہ شخص ہے کہ نظر کرتا ہے اپنے پروردگار کے منہ پر ہر دن میں دو بار، پھر پڑھی آپ نے وہی آیت وُجُوْهٌ سے آخر تک یعنی بہت سے منہ اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے (الحدیث) روایت کیا اس کو عبد بن حمید اور ترمذی اور طبری وغیرہم نے اور صحیح کہا اس کو حاکم نے اور طبری کی روایت میں یہ مضمون ہے کہ اکرم ان میں سے اللہ کے آگے وہ ہے جو نظر کرتا ہے اس کی وجہ کی طرف صبح اور شام اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے عبد سے اور بیہقی نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ ناضرہ بضاد معجمہ نضرت سے ہے جو سرور کے معنی میں ہے اور ناضرہ بضاد معجمہ ہے اور تحقیق مسئلہ یہ ہے کہ نظر کلام عرب میں چار طرح ہے ایک نظر تفکر اور اعتبار کی جیسے قولہ تعالیٰ: اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ دوسری نظر انتظار کی جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تیسری نظر تعطف و رحمت کی جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ چوتھی نظر رؤیت کی جیسے يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ اور آیت مذکورہ میں تینوں نظریں مراد نہیں۔ اس لئے آخرت دار استدلال نہیں۔ ثانی اس لئے کہ انتظار میں تنغص عیش ہے اور تکدر راحت اور آیت مذکور ہوئی مقام امتنان اور بشارت ہیں اور اہل جنت ہرگز کسی شئی کی انتظار میں نہیں بلکہ موجب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں فوراً عنایت ہوتی ہے، ثالث اس لئے مراد نہیں کہ جائز نہیں مخلوق کو کہ تعطف اور ترحم کرے اپنے خالق پر اور جب یہ تینوں منتفی ہوئیں تو اب باقی نہ رہیں مگر نظر رابع اور وہی مراد ہے یعنی نظر رویت اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ نظر جب وجہ کے ساتھ مذکور ہو تو اس سے رویت عینین کی مراد ہوتی ہے جو وجہ میں داخل ہے اور وہی متعدی بالی بھی ہوتی ہے، جیسے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ثابت ہوا کہ قول ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ اس سے نظر کرنا اللہ کی نعمتوں کی طرف مراد ہے بالکل باطل ہے اس لئے کہ اصل عدم تقدیر ہے، پس تقدیر مضاف کی بغیر دلیل قطعی لغو ہے اور اس آیت کی جو مسلمانوں کے حق میں ہے۔ دوسری آیت بھی تائید کرتی ہے جو کافروں کے حق میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اور دونوں کو یعنی رؤیت و حجاب کو مقید کیا اللہ تعالیٰ نے قیامت کے ساتھ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ رؤیت اللہ کی مسلمانوں کو حاصل ہوگی قیامت میں نہ دنیا میں انتہی اور من حیث النظر بھی میں یہ امر ثابت ہے کہ رؤیت موجود کو صحیح ہے اور ابن بطال نے کہا ہے کہ مذہب اہل علم اور جمہور کہ رؤیت مستلزم ہے مرئی کے حدوث اور حلول فی مکان کو اور تاویل کی ہے ناظرہ کی کہ وہ بمعنی منتظرہ کے ہے اور یہ قول ان کا صریح خطا ہے اس لئے کہ وہ متعدی بالی نہیں ہوتا اور تمسک بہ ان کا فاسد ہے اس لئے کہ ادلہ قائم ہیں اس پر کہ وہ تعالیٰ موجود ہے اور جب تعلق علم کا معلوم سے مستلزم حدوث معلوم نہیں تو تعلق رؤیت کا کیوں حدوث مرئی کا مستلزم ہوگا اور تمسک کیا ہے انہوں نے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سے اور لَنْ تَرَانِيْ سے اور اول کا جواب یہ ہے کہ عدم ادراک دنیا کا مراد ہے جمعاً بین الدلیلین اور دوسرے یہ کہ نفی ادراک مستلزم نفی رؤیت نہیں اس لئے رؤیت بغیر احاطہ حقیقت ممکن ہے اور اس طرح لن ترانی سے بھی عدم رؤیت دنیا میں مراد ہے جمعاً بین الآیتین اور اس لئے کہ نفی شئے مستلزم اس کے احاطہ کی نہیں باوجود ان حدیثوں کے جو ثابت ہو چکی ہیں موافق آیت کے اور مثبت رؤیت ہیں کہ مسلمانوں نے اسے قبول کیا زمانہ صحابہؓ اور تابعین سے یہاں تک کہ نکلے منکران رؤیت اور خلاف کیا انہوں نے سلف کا انتہی کا مافی فتح الباری۔ فقیر

Marfat.com

کہتا ہے کہ جیسے احادیث مذکورہ اثبات رؤیت پر دال ہیں ایسے ہی اثبات فوقیت پر بھی دال ہیں اور تفضیل اس کی حدیث اور ما بعد میں ایک حدیث کے بعد آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی باب میں فَانْتَظِرُوْ وَلَا تَعْجَلْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ۔

۱۸۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيْعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِیْ رَزِيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهٖ وَقُرْبِ غَيْرِهٖ) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَضْحَكُ الرَّبُّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا۔

(فی الزوائد: وکیع ذکرہ ابن حبان فی الثقات و باقی رجالہ احتج بھم مسلم)

۱۸۱: حضرت ابی رزین رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسا پروردگار ہمارا اپنے بندوں سے ناامید ہو جانے سے اور عذاب کے قریب ہو جانے سے میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہنستا ہے رب ہمارا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے عرض کی کہ ہرگز محروم نہ رہیں گے ہم ایسے رب کی خیر سے جو ہنستا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ثبوت ضحک پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اور کلام میں آئے گا حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں دسویں حدیث کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيْعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِیْ رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ كَانَ فِیْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَآءٌ وَ مَا فَوْقَهٗ هَوَآءٌ وَ مَآءٌ ثُمَّ خَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ۔

۱۸۲: حضرت ابی رزین رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھا پروردگار ہمارا قبل اس کے کہ پیدا کرے اپنی مخلوق کو؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھا وہ عماء میں کہ نہ تھی اس کے نیچے ہوا اور نہ تھی اس کے اوپر ہوا اور پانی پھر پیدا کیا اس نے عرش اپنا پانی پر۔

تشریح: عماء بمد وقصر سحاب یعنی بدلی کو کہتے ہیں رقیق ہو یا کثیف تر بہ تر قولہ نہ تھے اس کے نیچے ہوا یعنی کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی جیسے دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرمایا آپ نے: كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ یعنی تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے حدوث عالم پر کہ وہ ایک وقت میں موجود نہ تھا اللہ کے حکم سے وہ خلق کئے پیوان سے تمام مخلوقات عدم سے وجود پر آیا پھر پیدا کیا عرش کو پانی پر باطل ہوا اس سے مذہب ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ عرش اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور قائل ہیں قدم عرش کے اور یہی قول ہے فلاسفہ کا کہ وہ کہتے ہیں کہ صانع جمیع اشیاء کا عرش ہے اعوذ باللہ من ہذا اور بیہقی نے اسماء والصفات میں کہا ہے کہ عرش باجماع مفسرین تخت ہے اور وہ ایک جسم ہے کہ پیدا کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اور وہ مرکب ومؤلف ہے ذی ابعاض واجزاء سے اور حکم کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ملائکہ کو اس کے اٹھانے کا اور مامور ہیں وہ اس کی تعظیم اور طواف کے جیسے کہ اہل ارض مامور ہیں بیت اللہ کی تعظیم کے اور حدیث میں آیا ہے کہ عرش آسمانوں پر قبہ کی مانند ہے اور وہ چرچراتا ہے اللہ کی عظمت سے جیسے پالان سوار کے بوجھ سے اور وارد ہوا ہے کہ آفتاب بعد غروب تحت العرش سجدہ کرتا ہے اور اجازت الٰہی سے طلوع فرماتا ہے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ پھر اسے اجازت نہ ہوگی اور مروی ہے مستقر اس کا تحت العرش ہے اور وہ ذی ساق وذی قوائم ہے اور اس پر ایک کتاب ہے جس میں

Marfat.com

مرتب ہے کہ رحمت اللہ کی سابق ہے اس کے غضب سے اور اس کو کبھی اہتزاز وحرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت اسے اہتزاز ہوا اور مراد اس سے استبشار وسرور ہے اور اس کے حاملین کا حال حدیث اوعال میں عنقریب مذکور ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۸۳: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اِذْ عَرَضَ لَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُنِيْ النَّجْوٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ ثُمَّ يُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَعْرِفْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مِنْهُ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ يَبْلُغَ قَالَ اِنِّيْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ قَالَ ثُمَّ يُعْطٰى صَحِيْفَةَ حَسَنَاتِهٖ اَوْ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ قَالَ وَ اَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ قَالَ خَالِدٌ فِي الْاَشْهَادِ شَيْءٌ مِنِ انْقِطَاعٍ.

﴿ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾

[هود: ۱۸]

۱۸۳: صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے اور وہ طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص ان کے آگے آیا اور اس نے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما کیونکہ سنا تو نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ذکر کرتے تھے نجویٰ میں۔ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے قریب ہوگا مومن اپنے رب سے قیامت کے دن یہاں تک کہ رکھ دے گا باری تعالیٰ اس پر کشف اپنا' پھر اقرار لے گا اس سے اس کے گناہوں کا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو یعنی اس گناہ کو' وہ عرض کرے گا کہ اے رب جانتا ہوں میں اس کو' یہاں تک کہ پہنچے گا وہ اس حال تک کہ چاہے گا اللہ اس کا پہنچنا یعنی یقین کرے گا کہ میں اب ہلاک ہوں گا' فرمائے گا اللہ تعالیٰ چھپایا میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں اور میں بخش دوں گا تجھے آج کے دن۔ فرمایا آپ نے کہ پھیر دیا جائے گا اس کو صحیفہ اس کی نیکیوں کا یا یہ فرمایا کہ دیا جائے گا نامۂ اعمال اس کا اس کے داہنے ہاتھ میں اور فرمایا کہ اب رہ گیا کافر اور منافق' سو پکارا جائے گا حاضرین کے آگے' خالد نے کہا اشہاد کے لفظ میں کچھ انقطاع ہے یعنی باقی حدیث کی سند موصوف ہے' غرض پکارا جائے گا کہ ان لوگوں نے جھوٹ باندھا اپنے رب پر' آگاہ ہو کہ لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔

تشریح ﴿۱﴾ قولہ نجوی الخ میں نجوی بمعنی سرگوشی ہے جیسے ہندی میں کانا پھوسی کہتے ہیں اور اس حدیث سے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ کے ثبوتِ کلام پر اور معلوم ہوا کہ اس کی کلام میں حروف واصوات ہیں اور مخاطب اس کی کلام پاک کو بلا تکلف سمجھ سکتا ہے اور یہ امر بغیر حروف واصوات ممکن نہیں اور آگے کی دو حدیثوں میں بھی اس کی تصریح ہے اور مروی ہے بیہقی سے کہ انہوں نے بطریق ابی بن کعب روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ تمہاری امت قرآن ایک حرف پر پڑھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے معافات ومغفرت اس کی میری امت میں یہ طاقت نہیں پھر دوبارہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ امت تمہاری دو حرفوں پر قرآن پڑھے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عرض کیا' پھر تیسری بار آئے اور تین حرف کی اجازت لائے پھر آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عرض کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور سات حروف کی اجازت لائے اور کہا کہ ان سات حروف میں سے جس حرف پر پڑھیں درست ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اور عمرو بن ہشام سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر سو پڑھو جو تمہیں آسان ہو روایت کیا اس کو بیہقی نے اپنی سند سے غرض اس سے صاف ثابت ہوا کہ قرآن حرف وصوت کے ساتھ ہے اور یہی مذہب ہے اکابر محدثین کا اور اتباع کتاب وسنت کا اور کون سا استحالہ ہے اثباتِ حرف وصوت میں کلام قدیم باری تعالیٰ میں بغیر تشبیہ وتمثیل کے اور مروی ہے عبداللہ بن انیس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جمع کرے گا اپنے بندوں کو پھر ان کو ایسی آواز سے پکارے گا کہ سنیں گے جو دور ہوں گے اور جو نزدیک ہوں گے (الحدیث) رواہ البیہقی بسندہ اور بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ترجمہ باب میں اور مروی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ومرفوعاً کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کلام کرتا ہے ساتھ وحی کے تو سنتے ہیں آواز اس کی آسمان والے ایک آواز مثل آواز زنجیر کی کہ ماری جاتی ہو تم پر غرض ان سب روایات سے صراحتاً دلالت مطابقی اور التزامی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کلام فرحت التیام میں صوت وحرف ہیں اور مؤید ہے اس کا نداء کرنا اللہ کا اپنے انبیاء کو مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ سے اور ایک حرف بھی جو دال ہو نفی صوت وحرف پر کلام الٰہی میں کتاب وسنت میں وارد نہیں بلکہ وارد ہوا ہے اثبات ان دونوں کا بوجہ اتم وبطریق اکمل اور خلاف کیا ہے اس کا اشاعرہ نے اور جہمیہ نے اور مذہب ان کا باطل ہے قولہ رکھ دے گا باری تعالیٰ ان پر کنف اپنا کنف بالتحریک جانب اور کنارہ ہے یہاں مراد یہ ہے کہ ڈھانپ لے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت اور ظلِ عطوفت میں۔

۱۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الْعَبَّادَ اِنِیُّ ثَنَا الْفَضْلُ الرَّقَاشِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِیْ نَعِیْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَ ذَالِكَ قَوْلُ اللهِ: ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ [یٰسٓ: ۵۸] قَالَ فَیَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ فَلَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّعِیْمِ مَا دَامُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ حَتّٰی یَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَ یَبْقٰی نُوْرُهٗ وَ بَرَكَتُهٗ عَلَیْهِمْ فِیْ دِیَارِهِمْ۔

۱۸۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ یکبارگی ان پر ایک نور چمکے گا اور وہ اپنا سر اٹھائیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کا رب اوپر سے جھانک رہا ہے اور فرمائے گا پروردگار تعالیٰ شانہ وعظیم مجدہ سلام ہے تم پر اے جنت والو اور ان کی خبر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ فرمایا آپؐ نے کہ وہ نظر کرتا رہے گا ان کی طرف اور یہ بھی نظر کرتے رہیں گے اس کی طرف اور ہرگز نہ دیکھیں گے اپنی نعمتوں میں سے کسی چیز کو جب تک اس کی طرف نظر کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ پردہ میں ہو جائے گا وہ ان سے اور باقی رہے گا نور اور برکت اس کی ان کے گھروں میں۔

اس حدیث کا ایک راوی ابو عاصم عبادانی منکر الحدیث ہے اور فضل رقاشی کی احادیث پر وہم غالب ہے۔ کذا فی مصباح الزجاجۃ للسیوطیؒ کذا فی العقیلی۔

Marfat.com

تشریح ۞ اس حدیث میں چار طرح سے اللہ تعالیٰ کی فوقیت ثابت ہوئی اور علو اس کا اول یہ کہ نور ان کے اوپر چمکے گا یعنی جنت والوں کے دوسرے یہ کہ وہ اپنا سر اٹھا کر اس نور کو دیکھیں گے۔ تیسرے یہ کہ پروردگار ان پر اشراف کرے گا اور اشراف اوپر سے نیچے کو کہتے ہیں' چوتھے یہ کہ علی اور فوق دونوں مصرح بعلو اور فوقیت ہیں اور ثابت ہوا اس سے کلام اس تعالیٰ شانہ کا بحرف وصوت اور سماع اور اس کی حرف و صوت کا جنتیوں کے لئے اور ثابت ہوئی اس سے رؤیت اس تعالیٰ کی بہ چشم سر اور یہی مذہب ہے سنت اور جماعت کا اور مزید تفصیل اس کی ابھی اوپر گزری۔

۱۸۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ مِنْ عَنْ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ مِمَّنْ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ اَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَ لَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔

۱۸۵: حضرت عدیؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو کلام نہ کرے اپنے رب سے کہ نہ ہوگا اس کے اور رب کے بیچ میں کوئی ترجمہ کرنے والا' یعنی ہر شخص سے وہ بلا واسطہ کلام کرے گا وہ اپنی داہنی طرف تو نہ پائے گا کچھ مگر جو آگے بھیجا اس نے یعنی عملوں سے اور دیکھے گا اپنے بائیں تو نہ پائے گا کچھ مگر جو اس نے آگے بھیجا پھر نظر کرے گا اپنے آگے تو سامنے پائے گا آگ یعنی دوزخ' سو جس سے ہو سکے تم میں سے کہ بچے وہ ایک کھجور کا ٹکڑا اللہ کی راہ میں دے کر تو بھی کرے۔

تشریح ۞ اس سے فضیلت صدقہ کی بھی ثابت ہوئی۔

۱۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ ثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَ مَا فِيْهِمَا وَ جَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَ مَا فِيْهِمَا وَ مَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَ بَيْنَ اَنْ يَنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ۔

۱۸۶: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باغ ہیں کہ برتن اور سب چیزیں اس کی چاندی کی ہیں اور دو باغ ہیں سونے کے کہ برتن اور جو چیزیں ان میں ہیں سب سونے کی ہیں اور نہیں ہے قوم کی نظر کرنے میں اور ان کے رب کے بیچ میں مگر چادر کبریائی کی کہ اس کے منہ پر ہے جنت عدن میں۔

تشریح ۞ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ جب جنت میں لوگ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ کے اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا صرف عظمت اور کبریاء اور جلال و ہیبت اس ذاتِ مقدس کا مانع ہوگا اس کی طرف نظر کرنے سے' پھر جب اللہ عزوجل ان پر اپنی رافت اور رحمت اور فضل و امتنان کا اظہار کرے گا تو وہ مانع رفع ہو جائے گا اور دیدارِ مقدس سے مشرف ہوں گے۔

۱۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: تَلَا

۱۸۷: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا پڑھی رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى یعنی جو لوگ نیک ہیں ان کو نیکی ہے اور زیادتی ہے پھر فرمایا یعنی اس کی تفسیر میں کہ جب

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ : ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ﴾ وَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَ اَهْلُ النَّارِ النَّارَ نَادٰى مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا يُرِيْدُ اَنْ يُنْجِزَكُمُوْهُ فَيَقُوْلُوْنَ وَ مَا هُوَ اَلَمْ يُثَقِّلِ اللهُ مُوَازِيْنَنَا وَ يُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا و يُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَ يُنْجِنَا مِنَ النَّارِقَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَوَاللهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ يَعْنِىْ اِلَيْهِ وَ لَا اَقَرَّ لِاَعْيُنِهِمْ۔

جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے اور وہ اس کو پورا کرنا چاہتا ہے سو وہ لوگ کہیں گے کہ وہ کیا ہے کیا نہیں بھاری کئے اللہ تعالیٰ نے اعمال نیک ہمارے اور نہیں روشن کیا ہمارے مونہوں کو اور کیا نہیں داخل کیا ہم کو جنت میں اور نہیں نجات دی ہم کو دوزخ سے یعنی اب کون سی نعمت باقی رہی پھر اٹھ دیا جائے گا پردہ یعنی ان کی نگاہوں سے سو نظر کریں گے وہ اس تعالیٰ شانہ کی طرف سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہ دی ان کو اللہ نے کوئی چیز جو زیادہ پیاری ہو یا زیادہ ٹھنڈی کرنے والی ہو ان کی آنکھوں کو اس کی طرف نظر کرنے سے یعنی اللہ کی طرف۔

تشریح ۞ اس حدیث کو مسلم' ترمذی' نسائی' ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس حدیث میں اور اوپر کی جابر بن عبداللہ کی تینوں حدیثوں میں اثبات ہے رؤیت الٰہی کا اور دار قطنی نے روایت کی حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے۔

۱۸۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَاقَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتِ لَقَدْ جَاءَتِ الْمُجَادِلَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا فِىْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ تَشْكُوْا زَوْجَهَا وَ مَا اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ فَاَنْزَلَ اللهُ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا﴾ [المجادلة : ١]

۱۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سب تعریف ہے اس اللہ کو کہ گھیر لیا ہے اس کی سمع نے جمیع آوازوں کو البتہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میں گھر کے کونے میں تھی اور وہ اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی اور میں نہ سنتی تھی کہ وہ کیا کہتی تھی پس اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِىْ سے آخر تک یعنی سن لی اللہ نے بات اس کی جو جھگڑ رہی تھی تجھ سے اپنے شوہر کے باب میں۔

تشریح ۞ یہ آیت نازل ہوئی خولہ بنت ثعلبہ کے حق میں اور وہ بیوی تھیں اوس بن صامت کی ایک بار ان کے شوہر نے ان کو بلایا انہوں نے عذر کیا وہ خفا ہوئے اور کہا کہ تم میرے اوپر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پیٹھ اور اسے ظہار کہتے ہیں پھر وہ نادم ہوئے اور ظہار و ایلاء طلاق تھا جاہلیت کا' غرض ان کے شوہر نے کہا تو مجھ پر حرام ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر اوس بن صامت نے مجھے جب بیاہا تو میں جوان تھی اور مالدار' پھر جب اس نے میرا مال کھا لیا اور میری جوانی مٹ گئی اور میرے عزیز و اقارب چھوٹ گئے اور میں بوڑھی ہو گئی تو مجھ سے ظہار کیا اور اب نادم ہوا' اپنے فعل سے اب کوئی صورت ایسی ہے کہ میں اور وہ مل جائیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس پر حرام ہو گئی پھر انہوں نے عرض کی کہ میں اپنے اللہ کے آگے جھکتی ہوں اپنے فاقہ اور تنہائی سے اور میں ایک مدت دراز اس کے پاس رہی اور مجھے اس سے پیٹ رہا اور وہ سب لوگوں سے میرا پیارا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ تو اس پر حرام ہے اور مجھے تیرے

Marfat.com

بارے میں کوئی حکم نہیں ہوا پھر وہ بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا عرضِ حال اور اپنا اظہارِ اضطرار کرنے لگی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ تو اس پر حرام ہوگئی تو وہ فریادیں کرتی اور کہتی کہ میں عرض کرتی ہوں اللہ سے اپنے فاقہ اور شدتِ حال کو اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' اگر میں ان کو شوہر کے سپرد کر دوں تو برباد ہوں اور اگر اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مریں اور بار بار آسمان کی طرف اپنا سر اٹھاتی تھیں کہ یا اللہ میں تیری طرف فریاد کرتی ہوں یا اللہ کوئی حکم اپنا تو اپنے نبی ﷺ کی زبان پر اتار دے کہ جس سے میری مصیبت دور ہو اور یہ اوّل ظہار تھا اسلام میں اور کھڑی ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھونے اور وہ عرض کرنے لگیں اے نبیؐ اللہ کے میرے لئے کچھ غور کرو اللہ مجھے تم پر فدا کرے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ذرا تم اپنی بات اور گفتگو سے خاموش رہو دیکھتے نہیں ہو تم چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو اونگھ سی آ جاتی تھی پھر جب آپؐ پر وحی اتر چکی تو آپؐ نے فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ' انہوں نے بلایا اور آپؐ نے ان پر یہ آیتیں پڑھیں' یعنی سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو تجھ سے جھگڑتی تھی اپنے شوہر کے لئے اور اظہارِ حال کرتی تھی اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ سنتا ہے گفتگو تمہاری بے شک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔ انتہیٰ کذا فی البغوی اور اس قصہ سے بڑے فوائد معلوم ہوئے۔

① اول شان نزول آیت کا کہ مشتمل ہے حکم ظہار پر اور تفصیل اس کی اس کے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

② دوم: عادت صحابہؓ کی کہ جب ان پر کوئی حادثہ واقع ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہی حکم ہے ساری امت کو کہ وقت حدوث حوادث کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں کہ اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گلزارِ دنیا سے تشریف لے گئے مگر ان کی سنت اور کتاب منزل ہمارے درمیان ہے وہی ترکہ اور میراث ہے ان کی زمین میں فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔

③ سوم: بشریت اور مجبوری انبیاء کی وہ بھی ہر امر میں اللہ کے حکم اور امر کے منتظر رہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کچھ جواب نہ دیا جب تک کہ رب السمٰوات نے حکم نہ اتارا۔

④ چہارم: حجت ہونا شرائع ماسبق کا ہمارے لئے جب تک کہ نسخ اس کا ہم تک نہ پہنچے اور اسی کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمایا کہ تو ان پر ابداً حرام ہوگئی پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا نسخ اتارا' آپؐ نے ناسخ کے موافق حکم کیا۔

⑤ پنجم: فوقیت اللہ تعالیٰ کی بالتصریح وباشارہ حسی کہ وہ بار بار سر آسمان کی طرف اٹھاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں اللہ کی طرف عرضِ حال کرتی ہوں اور تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اس امر کو اور اعتراض نہ کرنا اور محالات سے ہے یہ امر اللہ کے لئے کوئی جانب وجہت خاص نہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس کی تخصیص کی جائے اور آپؐ چپ رہیں اور اپنے اصحاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں جو اساسِ اسلام اور مبنائے ایمان ہے جہالت اور سوءِ عقیدت گوارا کریں' نعوذ باللہ من ذالک اور یہ بھی محال تر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عقیدت فوقیت کو ناپسند کرے اور حکم ظہار اتارے اور حسنِ عقیدت کی تعلیم نہ فرما دے۔

(تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا)

⑥ ثابت ہوئی محبت اصحاب اور اصحابیات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ کس ادب اور تعظیم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تھے اور بات بات میں اپنے تئیں آپ ﷺ پر فدا کرتے تھے اور یہی نسبت ضرور ہے ہر محمدی کو آپ کی سنت سے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُحَبَّةً فِي الدُّنْيَا وَرِفَاقَتَهٗ فِي الْعُقْبٰى۔

⑦ ہفتم: ثابت ہوئے سمع وبصر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے آیت سے اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اثباتِ سمع ہی کے لئے لائے ہیں اور مذہب اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ سمع اور بصر دونوں صفتیں ہیں صفات ذات سے اور سوا علم کے کہ وارد ہوئی اس کے ساتھ کتاب وسنت چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ اور فرمایا: اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى۔

Marfat.com

اور مروی ہے ابوموسیٰ سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں تو جب بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہتے تو آپؐ نے فرمایا نرمی کرو اپنی جانوں پر اس لئے کہ نہیں پکارتے تم کسی بہرے کو نہ غائب کو بلکہ پکارتے ہوئے سننے والے دیکھنے والے کو روایت کی یہ بخاری نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سنی تیری قوم کی بات اور جو جواب دیا تجھ کو انہوں نے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے اور بیہقی نے اپنی سند سے' غرض ان روایات میں رد ہے اس کا جو کہتا ہے کہ سمع وبصر سے علم مراد ہے اور یہ مذہب باطل ہے۔ چنانچہ کرمانی نے کہا ہے کہ مقصود ان حدیثوں سے اثبات صفت سمع وبصر ہے اور وہ دونوں قدیم صفتیں ہیں صفاتِ ذات سے' اور تعلق اس کا ہر مسموع اور مبصور سے بوقتِ حدوث ہو جاتا ہے انتہی غرض یہ ہے کہ مذہب معتزلہ کا باطل ہے جو کہتے ہیں کہ دونوں صفتیں اللہ پاک میں حادث ہیں۔ قال اللہ عن ذالك علوا كبيرا۔

۱۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِيَدِهٖ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ رَحْمَتِىْ سَبَقَتْ غَضَبِىْ۔

۱۸۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے رب نے اپنے لئے اپنے ہاتھ سے قبل پیدائش مخلوق کے کہ رحمت میری آگے بڑھ گئی میرے غصہ سے۔

تشریح: مؤلف کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ ثابت ہو کتاب اللہ تعالیٰ کی اس کے دستِ مبارکہ سے اور رحمت اور غضب دونوں صفتیں ہیں اس کی صفاتِ ذاتیہ سے کہ ہم اس کے اوپر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کچھ تاویل نہیں کرتے اور اس میں رد ہے جہمیہ پر جیسا تو دیکھتا ہے کذا فی الجاح الحاجۃ اور تقریر ابن بطال کی ید کی تحقیق میں مقدمہ میں گزری۔

۱۹۰: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِىُّ وَ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِىٍّ قَالَا ثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ كَثِيْرِ الْاَنْصَارِىُّ الْحِزَامِىُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَوْمَ اُحُدٍ لَقِيَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَلَا اُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللّٰهُ لِاَبِيْكَ؟ وَ قَالَ يَحْيٰى فِىْ حَدِيْثِهٖ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِىَ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا ؟ قَالَ :قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتُشْهِدَ اَبِىْ وَ تَرَكَ عِيَالًا وَ دَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِىَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ؟ قَالَ بَلٰى : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَ كَلَّمَ اَبَاكَ كِفَاحًا

۱۹۰: جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن عمرو بن حرام یعنی ان کے والد قتل ہو گئے جنگ احد میں' ملاقات کی مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو اس سے جو کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ سے اور یحییٰ نے اپنی روایت میں کہا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ کیا سبب ہے کہ میں تجھے شکستہ دل دیکھتا ہوں' میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے میرے باپ اور چھوڑ گئے لڑکے بالے اور قرض' سو فرمایا آپؐ نے کیا میں نہ بشارت دوں تم کو اس بات سے جو اللہ تعالیٰ نے کہی تمہارے باپ سے ملاقات کے وقت میں نے عرض کی کہ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آج تک کسی سے مگر پردہ کے پیچھے سے اور تمہارے باپ سے جو کلام کیا تو بے پردہ بغیر کسی رسول اور ترجمان کے اور فرمایا کہ اے میرے بندے آرزو کر مجھ سے کسی چیز کی کہ میں

Marfat.com

فَقَالَ يَا عَبْدِیْ تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِنِیْ فَاُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهٗ اِنَّهٗ سَبَقَ مِنِّیْ اَنَّهُمْ اِلَيْهَا لَا يَرْجِعُوْنَ قَالَ يَا رَبِّ فَاَبْلِغْ مِنْ وَّرَائِیْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۶۹]

تجھے عطا کروں۔تو عرض کی انہوں نے کہ اے رب میری آرزو ہے کہ تو پھر زندہ کرے مجھ کو اور میں دوبارہ قتل کیا جاؤں تیری راہ میں' سو فرمایا حق سبحانہ نے کہ یہ بات تو پہلے ہی ٹھہر چکی ہماری طرف سے کہ جنت کے لوگ پھر دنیا میں نہ جائیں گے۔پھر عرض کی انہوں نے کہ اے میرے رب! پیغام پہنچا دے میری طرف سے ان کو جو میرے پیچھے ہیں یعنی خبر کر دے ان کو ہمارے حال سے' پھر اتاریں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں **ولا تحسبن** سے آخر تک یعنی مت گمان کر تو ان لوگوں کو کہ قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی کھاتے ہیں۔اس کو امام ترمذی نے بھی کتاب التفسیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: ''یہ حدیث حسن ہے غریب ہے''۔اور فرمایا ہے کہ موسیٰ بن ابراہیم اس کے راوی منفرد ہیں اور ان سے کبار اہل حدیث نے روایت کی ہے۔

تشریح ❁ اس حدیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کلام کے ثبوت پر اللہ تعالیٰ کے لئے اور کلام اسکی تحقیق میں حدیث صفوان کی دلیل میں اوپر گزرا۔**فَلَا نُطِيْلُ بِاِعَادَتِهَا** اور ثابت ہوئی اس حدیث سے حیاۃ اور فضیلت شہداء کی۔

۱۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَضْحَكُ اِلٰی رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخِرَ كِلَاهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُسْتَشْهَدُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی قَاتِلِهٖ فَيُسْلِمُ فَيُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُسْتَشْهَدُ۔

۱۹۱: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ہنستا ہے ان دو مردوں پر کہ قتل کرتا ہے ایک ان میں کا دوسرے کو اور دونوں داخل ہوتے ہیں جنت میں' ایک لڑتا ہے اللہ کی راہ میں اور شہید ہوتا ہے پھر توبہ عنایت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو اور وہ اسلام لاتا ہے پھر لڑتا ہے اللہ کی راہ میں اور شہید ہوتا ہے۔

تشریح ❁ استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ابی رزین کی روایت سے اور اس روایت سے اوپر ثبوت ضحک کے باری تعالیٰ کے لئے اور وہ بھی ایک صفت ہے اس کی صفاتِ عالیہ سے کہ وارد ہوئی ہے اس کے ساتھ سنت اور ظاہر ہے کہ ضحک اہل تمیز سے دلالت کرتی ہے اوپر رضا اور خوشی کے اور وہ مقدمہ ہے قبول عذر اور صفح اور اظہارِ سرور اور بشر کا اور مذہب اہل سنت کا اس میں بھی وہی ہے جو جمیع صفات میں ہے کہ ایمان لاتے ہیں وہ اس پر بلا تکییف و تعطیل و بلا تشبیہ و تمثیل و بلا تحریف و تبدیل اور یقین رکھتے ہیں اس کے ظاہر معنی پر بلا تغییر و تاویل اور روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور بیہقی نے اپنی سند سے۔

۱۹۲: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی وَ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا

۱۹۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مٹھی میں لے لے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹے گا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ

Marfat.com

هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْبِضُ اللهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَطْوِىُ السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔

میں۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں بادشاہ زمین کے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات یمین وقبض پر اللہ تعالیٰ کیلئے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے متعلق ابن بطال کے قول میں مقدمہ میں بحث گزر چکی ہے اور حدیث میں آیا کہ دونوں ہاتھ اس تعالیٰ شانہ کے یمین ہیں یعنی قوی ہیں ایسے نہیں کہ ایک ضعیف ہو دوسرا قوی۔ جیسے ہم لوگوں کے ہاتھ اور اسی شبہ کے رفع کے لئے دونوں کو یمین فرمایا اور ثابت کیا اس کے لئے دونوں ہاتھ کو چنانچہ ایک روایت میں یمین وشمال دونوں وارد ہوئے ہیں تا کہ ایک ہاتھ نہ ہونے کا نقصان کسی کے خیال میں نہ آئے اور وارد ہوئی ہیں صفات ید سے طی واخذ وقبض وبسط وانفاق وغیرہ احادیث میں اور تعلق ان کا ید سے ایسا ہے جیسے تعلق صفات کا ذات سے اور اس میں کچھ تشبیہ نہیں بلکہ مراد اس سے وہی ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہو (خلاصہ مافی الفتح)

۱۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِىْ ثَوْرٍ الْهَمْدَانِىُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمِيْرَةَ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ كُنْتُ بِالْبَطْحَاءِ فِىْ عَصَابَةٍ وَ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ بِهِ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهِ ؟ قَالُوْا : السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنُ ۔ قَالُوْا : وَالْمُزْنُ قَالَ وَ الْعَنَانُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : قَالُوْا: وَالْعَنَانُ قَالَ كَمْ تَرَوْنَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ قَالُوْا: لَا نَدْرِىْ : قَالَ فَاِنَّ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهَا اِمَّا وَّاحِدًا اَوْ اِثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذَالِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرًا بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذَالِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْ عَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَ رُكَبِهِنَّ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِ هِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَ اَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللهُ فَوْقَ ذَالِكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔

۱۹۳: حضرت عباسؓ نے کہا ہم بطحا میں تھے ایک گروہ صحابہؓ کے ساتھ اور اس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف رکھتے تھے اور ان پر سے ایک بادل کا ٹکڑا گزرا اور آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اسے تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی مزن بھی آپؐ نے فرمایا عنان بھی کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ عنان بھی' آپؐ نے فرمایا کتنا فرق جانتے ہو تم اپنے اور آسمان کے بیچ میں؟ لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے اور اس کے بیچ میں اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کا فرق ہے اور اس سے اوپر کا آسمان بھی اس سے اتنا ہی دور ہے یہاں تک کہ آپؐ نے اسی طرح سات آسمان گنے پھر فرمایا کہ ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے کہ اس کا اوپر کا کنارہ نیچے سے اتنا ہی دور ہے جتنا ایک آسمان دوسرے سے پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں پہاڑی بکروں کی شکل میں کہ ان کے کھروں سے گھٹنوں تک اتنی دوری ہے جتنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر ان کی پیٹھوں پر عرش ہے کہ اوپر کا کنارہ اس کے نیچے سے ایسا دور ہے کہ جیسے ایک آسمان سے دوسرا' پھر اس کے اوپر اللہ ہے بڑی برکت والا بلند ذات والا۔

تشریح ۞ اس حدیث میں بڑا اہتمام کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے علو ذات کے بیان میں اور بادل کو کئی ناموں سے یاد کیا کہ یہ مضمون مخاطبین کے خوب ذہن نشین ہو جائے اور کئی طرح ان سے سوال کیا تا کہ وہ خوب اس طرف

Marfat.com

متوجہ ہو جائیں اور اختلاف لغات موجب خفا نہ ہو اور پہلے بیان کیا علو اس کی مخلوقات کا آسمانوں اور فرشتوں سے تا کہ سمجھ میں آ جائے کہ خالق زیادہ تر مستحق علو اور نعت اور بلندی کا ہے اور تنگ کر دیا بلکہ بند کیا باب تاویل کا کہ نہیں ہو سکتی تاویل اس کی یہ کہ مراد علو الٰہی سے صرف علو معنوی ہے بلکہ تصریح کر دی کہ مراد علو سے علو حقیقی ہے کہ جس سے تعبیر کی جاتی ہے بلفظ فوق بحرف علی اور حقیقتاً وہ ذات مقدس جانب علو میں ہے اور اسی پر پیدا کئے گئے ہیں طبائع بنی آدم کے اور یہی عقیدہ ہے ملائکہ کا کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ: يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ اور یہی عقیدہ ہے جمیع انبیاء کا کہ تصریح کی ساتھ اس کے خاتم النبیین نے اور واقع ہوا ہے علو ذاتِ الٰہی کا کتاب وسنت میں اٹھارہ طور سے چنانچہ ایسا ہی فرمایا امیر المحدثین افضل المفسرین تاج المحققین شیخ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام میں کہ اول ان میں سے تصریح ہے مقرون ایسے الفاظ سے جو معین ہیں فوقیت ذات کے لئے جیسے يُخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ہیں۔ دوم ذکر فوقیت کا مجرد الفاظ سے جیسے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ سوم تصریح اس کی اس طور سے کہ عروج کرتی ہیں اس کی طرف اشیاء جیسے فرمایا تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ اور حدیث میں آیا ہے کہ فرشتے رات کے اس تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں فَيَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ۔ چہارم اس طرح پر کہ تصریح کی صعود اشیاء کی طرف اس تعالیٰ شانہ کے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔ پنجم تصریح کی بعض مخلوقات کی اپنی طرف جیسے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور فرمایا: اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ۔ ششم تصریح کی مطلق علو کی کہ شامل ہے جمیع اقسام علو کو ذاتاً ہو یا قدراً یا شرفاً ہو هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ اور هُوَ الْعَلِيُّ كَبِيْرٌ اور اِنَّهٗ عَلِيٌّ كَبِيْرٌ۔ ہفتم تصریح کی نزولِ کتاب کی اپنی طرف سے تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ اور تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ اور قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ اور ان آیتوں سے دو امر ثابت ہوئے۔ اول یہ کہ قرآن اسی سے ظاہر ہوا ہے نہ اس کے غیر سے اور اسی نے کلام اس کے ساتھ اور اس کے غیر نے جیسا عقیدہ ہے معتزلہ وغیرہ کا۔ ثانی یہ کہ جس نے قرآن بھیجا ہے وہ اعلیٰ ہے اپنی خلق سے اور جبرئیل علیہ السلام اسی کا کلام لائے ہیں اعلیٰ مکان سے اس کی طرف۔ ہشتم تصریح کی کہ بعض مخلوقات اس کے نزدیک ہے اور بعض اقرب ہے بعض سے جیسے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ اور فرمایا وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے ایک کتاب لکھی اور وہ اس کے پاس ہے جس میں مرقوم ہے کہ رحمت میری آگے بڑھ گئی میرے غضب سے۔ نہم تصریح کی کہ وہ تعالیٰ آسمان پر ہے اور اہل سنت کے نزدیک اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ فی لفظ فی السماء میں بمعنی علی ہو۔ دوم یہ کہ سماء سے مطلق علو مراد ہو اور یہ دونوں امر اتفاقی ہیں اور جائز نہیں حمل نصوص کا اس کے غیر پر۔ دہم تصریح کی ساتھ استواء کے ایسے الفاظ سے جو موضوع ہیں واسطے علو کے اور خاص کیا اس کو عرش کے ساتھ کہ وہ اعلیٰ مخلوقات ہے اور بیان کیا اس کو علو بہ ترتیب کہ فہم سامعین کا اس سے سوا علو کے اور کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ جیسا حدیث اوعال میں ابھی گزرا۔ یازدہم تصریح کی ساتھ رفع ایدی کے اس کی طرف جیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شرماتا ہے جب بندہ اس کا اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھاتا ہے اس سے کہ خالی پھیر دے اس کے ہاتھوں کو یعنی قبول نہ کرے دعا اس کی۔ دوازدہم تصریح کی اس تعالیٰ کے نزول کی ہر شب میں آسمانِ دنیا کی طرف اور نزولِ تمامی اربابِ عقول کے نزدیک اوپر سے نیچے کو ہوتا ہے اور علو سے افضل کو جیسے صعود و رفع اس کے بالعکس ہے۔ سیزدہم اشارہ کیا اس کی طرف جانب علو میں حسناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عارف ترین خلق ہیں ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایک بڑے مجمع عام میں کہ اس کے برابر زمین پر کوئی مجمع عارفین کا نہ تھا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ تا کہ گواہ کریں ان کو اور جس خداوند تعالیٰ نے ان کو بھیجا ہے وہ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اور اب جہمیہ اور معتزلہ اور فلاسفہ کے چوزے اس سے منع کرتے ہیں خذلہم اللہ۔ چہاردہم تصریح کی آپؐ نے ساتھ لفظ این کے اور وہ جہمیہ اور معتزلہ کے نزدیک بمنزلہ متی کے ہے۔ اللہ پر مستحیل ہے اور ان کے نزدیک البتہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں اور ان کے

Marfat.com

نزدیک این اللہ اور متی کان اللہ دونوں کے قائل کفر میں برابر ہیں۔ حالانکہ تصریح اعرف خلق باللہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ این سے جا بجا اور اس کے مجیب کو مومن فرمایا۔ پانزدہم گواہی دی اس شخص کے ایمان کی جس نے کہا کہ رب میرا آسمان پر ہے اور فلاسفہ اور جہمیہ کے بچے اس کی تکفیر کرتے ہیں اور امام شافعیؒ نے اپنی کتاب میں کہا' باب: ایماندار لونڈی کی آزادی کے بیان میں اور اس میں بیان کی حدیث اس کالی عورت کی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا رب کہاں ہے؟ اس نے کہا' آسمان پر اور آپ نے اسے مومنہ فرمایا۔ انتہیٰ اور اس کالی عورت نے جہمیہ اور معتزلہ اور فلاسفہ کے منہ کالے کر دیئے۔ شانزدہم خبر دی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون بے عون ہے کہ اس نے ارادہ کیا آسمان پر چڑھنے کا تا کہ دیکھے خدائے موسیٰ علیہ السلام کو اور جھٹلانے ان کو اس خبر میں کہ انہوں نے دی تھی میرا خدا آسمان پر ہے چنانچہ فرمایا

هَامَانُ ابْنُ لِيْ صَرْحًا لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا۔ غرض تکذیب کی فرعون ملعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس خبر میں رب ان کا آسمان پر ہے اور جہمیہ کے نزدیک یہ کہنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان پر ہے اور یہ کہنا کہ وہ کھاتا پیتا ہے دونوں برابر ہیں یعنی مستلزم کفر ہے' پس موافق ہیں وہ فرعون کے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب میں اور جمیع انبیاء کی تکذیب میں اور اسی لئے آئمہ سنت نے ان کو فرعونیہ کہا ہے۔ ہفت دہم خبر دی شارع علیہ السلام نے کہ انہوں نے آمد و رفت کی شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اور ہر بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اور آپ اوپر چڑھتے تھے اور پھر نیچے اترتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہی فرماتے تھے۔ ھجدہم: خبر دہم آپ نے کہ مسلمان لوگ اس تعالیٰ کو قیامت میں ایسا دیکھیں گے جیسے ٹھیک دوپہر کو سورج اور چودھویں رات کو چاند دیکھتے ہیں اور پھر بخوبی ظاہر ہے کہ تمام ذوالعقول اس سے سوا رؤیت مقابلہ اور مواجہہ کے کچھ اور نہیں سمجھ سکتے اور ضرور ہے اس روایت کے لئے کہ رائی اور مرئی کے درمیان ایسا فاصلہ ہو کہ نہ کمال قرب مانع رؤیت ہو نہ کمال بعد غرض اس سے سوا کوئی اور مضمون اہل عقول کے ذہنوں میں ہرگز نہیں آتا ہے غرض رویت جہات ستہ سے کسی جہت میں ہوئی اور خاص کر دیا اس کو رسولؐ نے جہت فوق میں اور تحت میں تو کمال سوء ادب ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور یہ انواع اور سمعیہ ہیں اور اگر بسط سے لکھی جائیں تو قریب ہزار دلیل کے ہو جائیں انتہیٰ۔ کلامہ رحمۃ اللہ علیہ خلاصہ اولہ فوقیت تھی۔ اب حاملان عرش کا حال سنو' عروہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حملہ عرش سے ایک کی صورت انسان کی اور ایک کی کرگس کی اور ایک کی بیل کی اور ایک کی شیر کی۔ اسناد کیا اس کو بیہقی نے اور یہ آثار اپنے ثبوت کے لئے محتاج رفع ہیں اور مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی نے فتح العزیز میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ کہ معلوم نہیں کہ مراد اس سے آٹھ شخص ہیں یا آٹھ ہزار صفوف۔ ضحاک نے کہا کہ وہ آٹھ صفوف ہیں اور عدد ان کا کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے اور فرمایا مولانا نے کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حاملانِ عرش آج چار ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چار فرشتوں سے ان کی اور مدد کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عرش کا اندازہ اور مقدار کوئی نہیں جان سکتا سوا اس کے خالق کے اور ساتوں آسمان عرش کے آگے ایسے ہیں کہ ایک خیمہ لگا ہوا ایک بڑے میدان میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عرش گھیرا ہوا ہے ایک سانپ سے اور وحی اترتی ہے سلاسل میں اور ربیع بن انس سے مروی ہے کہ سُقُفٍ مَرْفُوْعٍ اور بَحْرٍ مَسْجُوْرٍ وہ دریا ہے بلند کہ نیچے عرش کے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ایک دریا ہے عرش کے نیچے: وَكُلُّ ذَالِكَ يَحْتَاجُ اِلٰى اَدِلَّةٍ مَرْفُوْعَةٍ۔

۱۹۴: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۹۴: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حکم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کسی چیز کا آسمان میں فرشتے اپنے بازو بچھاتے ہیں اس کی بات کے لئے عاجز کرنے

Marfat.com

وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ اَمْرًا فِى السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ اَجْنِحَتَهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ ﴿اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ [سباء : ۲۳]

کواور نزولِ حکم کے وقت ایسی آواز ہوتی ہے جیسے کوئی زنجیر مارتا ہو پتھر پر' پھر جب ان کے دلوں میں گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ سچ فرمایا اس نے اور وہ بلند ذات والا ہے بڑائی والا۔ پھر فرمایا آپؐ نے کہ کان لگاتے رہتے ہیں

قَالَ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ فَرُبَّمَا اَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُلْقِيَهَا اِلَى الَّذِىْ تَحْتَهٗ فَيُلْقِيْهَا عَلٰى لِسَانِ الْكَاهِنِ اَوِ السَّاحِرِ فَرُبَّمَا لَمْ يُدْرَكْ حَتّٰى يُلْقِيَهَا فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَتَصْدُقُ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الَّتِىْ سَمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ۔

باتوں کے چرانے والے یعنی جن تلے اُوپر اور سن لیتے ہیں وہ ایک آدھ بات فرشتوں سے اور ڈال دیتے ہیں نیچے والے کے کان میں سو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پالیتا ہے اس کو شعلہ قبل اس کے کہ وہ اپنے نیچے والے کے کان پر ڈالے اور وہ کاہن یا ساحر کو پہنچا دے اور کبھی نہیں پاتا یہاں تک کہ وہ ڈال دیتا ہے بات کو' یعنی اپنے نیچے والے کے کان پر اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتا ہے پھر وہ ایک ہی بات جو آسمان سے سنی وہی سچی ہوتی ہے۔

۱۹۵: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَ لَا يَنْبَغِىْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ وَ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔

۱۹۵: ابوموسیٰؓ نے کہا ہم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتوں کا اوّل یہ کہ فرمایا کہ بے شک اللہ سوتا نہیں اور لائق نہیں کہ سوئے' دوسرے یہ کہ جھکاتا ہے ترازو کو اور بلند کرتا ہے اس کو یعنی رزق کسی کو زیادہ دیتا ہے کسی کو کم' تیسرے یہ کہ بلند کئے جاتے ہیں ان کی طرف عمل دن کے رات کے عمل سے پہلے اور عمل رات کے دن کے عمل سے پہلے' حجاب اس نور کا ہے اگر کھول دے حجاب کو تو جلا دیں اس کے مبارک منہ کی روشنیاں جہاں تک اس کی نظر پہنچے اس کی مخلوقات میں۔

تشریح ۞ اس حدیث سے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات کیا وجہ کا اللہ کے واسطے اور اثبات اس کا من حیث الصفۃ ہے نہ من حیث الصورت اور کلام اس میں ویسا ہی ہے جیسا جمیع صفات میں ہے کہ ثبات ہے وہ اللہ کو بلا کیف اور تاویل اور وارد ہوا ہے لفظ وجہ کا کتاب و سنت میں بہت مواضع ہیں۔ پس ضرور ہے اثبات اس کا اور مراد حدیث یہ ہے کہ وہ اگر اپنے چہرہ کے پردہ کو دور کر دے تو کسی مخلوق کو اس کے دیدار کی تاب نہ ہو اور سب اس کی نظروں میں روشنیوں سے جل جائیں۔

۱۹۶: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْمَسْعُوْدِىُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۹۶: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سوتا نہیں اور لائق نہیں اس کی شان کے کہ وہ سوئے جھکاتا ہے ترازو یعنی رزق کی اور بلند کرتا ہے اس کو حجاب اس کا نور

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَ لَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَ يَرْفَعُهٗ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ شَيْءٍ اَدْرَكَهٗ بَصَرُهٗ ثُمَّ قَرَاَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ : ﴿اَنَّ نُوْرَكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

ہے اگر کھول دے اس کو جلا دیں اس کے مبارک منہ کی روشنیاں ہ ایک چیز کو کہ اس پر اس کی نظر پہنچے یعنی سب کو جلا دیں پھر پڑھی ، عبیدہ نے جو راوی حدیث ہیں یہ آیت اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے آخر تک پڑھی برکت والا ہے جو ہے آگ میں اور جو کوئی اس کے ہے اور پاک ہے اللہ پالنے والا تمام جہانوں کا۔

[سورۃ النمل : ۸]

تشریح ۞ اس آیت میں نار سے نور طور مراد ہے اور عبیدہ نے یہ آیت اس لئے پڑھی کہ نار اور نور دونوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔

۱۹۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا يَغِيْضُهَا شَيْءٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْمِيْزَانُ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَ يَخْفِضُ قَالَ اَرَاَيْتَ اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا فِيْ يَدَيْهِ شَيْئًا۔

۱۹۷: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ہاتھ داہنا بھرا ہوا ہے یعنی رزق اور عطیات سے نہیں گھٹتی ہے اسے کوئی چیز دن رات کے خرچ کرنے سے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اور بلند کرتا ہے تول کو اور جھکاتا ہے یعنی جس کو چاہتا ہے کم کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے۔ پھر فرمایا آپ نے کہ بھلا خیال تو کر کتنا خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان و زمین بنایا اور نہیں گھٹتا اس کے ہاتھوں میں سے کچھ۔

تشریح ۞ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رزق آسمان و زمین والوں کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے اور وہی سب کو رزق دیتا ہے حلال ہو یا حرام اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔

۱۹۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَاْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهٖ وَ اَرْضِيْهُ بِيَدِهٖ وَ قَبَضَ بِيَدِهٖ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَ يَبْسُطُهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْجَبَّارُ ! اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ قَالَ وَ يَتَمَيَّلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ اَقُوْلُ اَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اور وہ منبر پر تھے کہ لے لے گا اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں اور مٹھی بند کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی اور اس کو کھولنے اور بند کرنے لگے پھر فرمائے گا کہ میں ہوں جبار کہاں ہیں جبار اور کہاں ہیں تکبر کرنے والے کہا راوی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھکنے لگے اپنے داہنے اور بائیں یہاں تک کہ دیکھا میں نے منبر کو ہلتا تھا نیچے سے یہاں تک کہ میں کہتا تھا کہ کہیں گر نہ پڑے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر۔

Marfat.com

تشریح ۞ اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ اللہ کی صفتوں میں جو یہ مذکور ہے اس سے ہاتھ ہی مراد ہے لاغیر اور باطل ہوئی تاویل قدرت کی اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹھی باندھ کر اصحاب کو دکھادی اور معلوم ہوا کہ اصحاب کو اس سے کچھ استعجاب جو نہ ہوا تو ان کا بھی یہی عقیدہ تھا ورنہ وہ ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے جیسے اور اُمور میں جب ان کا فہم خلافِ بیان رسولؐ ہوتا ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تشریح اور توضیح طلب کرتے اور معلوم ہوا کہ جیسے ذاتِ باری موصوف ہے ہاتھوں سے ویسے ہی اس کے مبارک ہاتھ موصوف ہیں قبض وبسط واخذ سے کہ وارد ہوئی ہے اس کے ساتھ کتاب وسنت اور اسی طرح موصوف ہے اصابع وغیرہ سے چنانچہ حدیث آئندہ میں اس کا بیان ہے۔

۱۹۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا بْنُ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي النَّوَّاسُ بْنُ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَلْبٍ اِلَّا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمَانِ ـ اِنْ شَاءَ اَقَامَهٗ وَ اِنْ شَاءَ اَزَاغَهٗ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ قَالَ وَالْمِيْزَانُ بِيَدِ الرَّحْمٰنِ يَرْفَعُ اَقْوَامًا وَ يَخْفِضُ اٰخَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۹۹: حضرت نواس بن سمعان کلابی نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کوئی دل ایسا نہیں جو رحمٰن کی دو انگلیوں میں نہ ہو اس کی انگلیوں سے اگر چاہے تو قائم رکھے یعنی دین حق پر اور اگر چاہے تو ٹیڑھا کر دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے کہ اے ثابت کرنے والے دلوں کے ثابت رکھ ہمارے دلوں کو اپنے سچے دین پر اور فرمایا کہ ترازو رحمٰن کے ہاتھ میں ہے بلند کرتا ہے کتنی قوموں کو اور زیر کرتا ہے کتنی قوموں کو قیامت تک۔

تشریح ۞ ثابت ہوئیں اس حدیث سے انگلیاں اس پروردگار کی اور کلام اس میں ویسا ہی ہے جیسا جمیع صفات میں ہے۔

۲۰۰: حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ اَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَضْحَكُ اِلٰى ثَلَاثَةٍ لِلصَّفِّ فِي الصَّلَاةِ وَ لِلرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَ لِلرَّجُلِ يُقَاتِلُ اُرَاهُ قَالَ خَلْفَ الْكَتِيْبَةِ۔ (فی اسنادہ مقال)

۲۰۰: ابی سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہنستا ہے تین شخصوں پر ایک اس صف کے لوگوں پر جو نماز میں ہوتے ہیں اور دوسرے اس پر جو نماز پڑھتا ہے رات میں یعنی تہجد کی تیسرے اس پر جو لڑتا ہے یعنی جہاد میں۔ راوی کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ لڑتا ہے وہ لشکر کے پیچھے یعنی بعد بھاگ جانے لشکر کے۔

تشریح ۞ ثابت ہوا اس سے ہنسنا پروردگار تعالیٰ شانہ کا اور تحقیق اس کی اوپر گزری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعد۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن خالص اللہ کا کلام ہے جبرئیلؑ کا نہیں ہے اور رد ہوا مذہب معتزلہ کا۔

۲۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِيْ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ

۲۰۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو لوگوں کے سامنے کرتے تھے اور فرماتے تھے موسم حج میں کوئی ایسا مرد ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے اس

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهٗ عَلَى النَّاسِ فِيْ الْمَوْسِمِ فَيَقُوْلُ اَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِيْ اِلٰى قَوْمِهٖ فَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ اَنْ اُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ۔

لئے کہ قریش مجھے روکتے ہیں کہ پہنچاؤں میں کلام اپنے رب کا۔

تشریح: اس حدیث میں تصریح ہوئی کہ یہ سب اس تعالیٰ کے صفات فعلیہ ہیں اور تفصیل صفات فعلیہ اور ذاتیہ بقول بیہقی مقدمہ باب میں گزری۔

۲۰۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَزِيْرُ بْنُ صُبَيْحٍ ثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ جَلْبَسٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ﴾ [الرحمٰن: ۲۹] قَالَ مِنْ شَاْنِهٖ اَنْ يَغْفِرَ ذَنْبًا وَيُفَرِّجَ كَرْبًا وَيَرْفَعَ قَوْمًا وَيَخْفِضَ اٰخَرِيْنَ۔

(فی الزوائد اسنادہ حسن)

۲۰۲: حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس آیت کی تفسیر میں کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ یعنی ہر روز اس کو نیا دھندا ہے۔ فرمایا آپ نے کہ اس کے دھندوں میں سے یہ ہے کہ بخشتا ہے کسی گناہ کو اور کھول دیتا ہے کسی سختی کو اور بلند کر دیتا ہے کسی قوم کو اور نیچے کرتا ہے دوسری قوم کو۔

خاتمہ: اور اس میں کئی فوائد ضروریہ ہیں: اول فرمایا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنۃ میں کہ جہمیہ نے کہا کہ جو قائل ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اسماء اور صفات کے ساتھ ہے تو وہ قائل ہوا نصاریٰ کے قول کا اور اس نے اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی ثابت کیا اور قدم میں اللہ کے شریک کیا اور اس کا جواب اللہ نے یہ دیا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ وہ اکیلا ہے اپنے اسماء اور صفات کے ساتھ اور نہیں وصف کرتے ہم مگر ایک کا بجمیع صفاتہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے حق میں فرمایا ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو وحید یعنی اکیلا فرمایا باوجودیکہ اس کے دو ہاتھ تھے اور دو کان تھے اور دو آنکھیں تھیں اور زبان تھی اور سمع و بصر تھی اور باوجود ان صفات متعددہ کے وہ واحد ہونے سے خارج نہ ہوا۔ وللہ المثل الاعلیٰ خلاصہ یہ کہ بقول محدثین یہ سب صفات زائد بر ذات ہیں اور تعدد صفات کا وحدانیت ذات کے منافی نہیں اور اعتراض جہمیہ کا باطل ہے اور معتزلہ بھی جہمیہ کے ساتھ ہیں۔

دوم: ابن بطال نے کہا اسماء الٰہی تین قسم کے ہیں۔ اول یہ کہ راجع ہو صرف ذات کی طرف اور وہ لفظ مبارک اللہ ہے دوسرے وہ کہ مثبت ہو کسی صفت کا جو قائم ہو اس کی ذات بابرکات کے ساتھ جیسے حَيٌّ تیسرے یہ کہ وہ مثبت ہو اس کے کسی فعل کا جیسے خالقٌ اور طریق ان کے اثبات کا سمع ہے یعنی عقل سے اثبات کسی نام کا نہیں کر سکتے اس تعالیٰ شانہ کے لئے انتہیٰ۔

سوم: محدثین کا عقیدہ ہے کہ کلام الٰہی قدیم ہے مثل سائر صفات کے اور قرآن غیر مخلوق قدیم ہے کہ وہ بھی کلام الٰہی ہے اور بخاری نے ایک باب اسماء الٰہی کے ساتھ سوال کرنے اور ان کے ساتھ استعاذہ کرنے میں منعقد کیا ہے اور اس میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں کہ سب دلالت کرتی ہیں اس کے نام سے سوال و استعاذہ کرنے پر اور استدلال کیا بخاری نے اس سے کہ اسم اور مسمیٰ ایک ہے اسی لئے صحیح ہوا استعاذہ اسم کے ساتھ جیسا کہ صحیح ہے ذات کے ساتھ اور قدریہ نے جو شبہ کیا ہے کہ بصورت اتحاد اسم و مسمیٰ لازم آتا ہے تعدد ذات کا بہ سبب تعدد اسماء کے تو جواب اس کا یہ ہے کہ تم اس اتحاد کی مراد نہیں سمجھے۔

حقیقت اس کی یہ ہے کہ کبھی اسم کا اطلاق کیا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمیٰ ہوتا ہے اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اور مراد اس سے تسمیہ ہوتا ہے۔ غرض ثابت ہوا ہماری اس تقریر سے کہ کلام الٰہی قدیم ہے اور حادث نہیں اور قرآن قدیم ہے اور یہی مذہب حق ہے۔ اس لئے اگر مخلوق ہوتا تو اس کے ساتھ استعاذہ اور سوال جائز نہ ہوتا حالانکہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اور اِذَا اسْتَعَذْتَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً

باب: اس شخص کے بیان میں جو نیک طریق جاری کرے یا برا طریق

مقدمہ: سنت اہل لغت میں بمعنی رو یا رخسار یا دائرہ راوی یا صورت و پیشانی دہر دو جانب پیشانی وخوء وطبیعت وروش وطریقہ و سیرت وارد ہوا ہے اور شریعت میں مراد اس سے وہ چیز ہے کہ حکم کیا اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا منع فرمایا یا ترغیب وتحریض کی اس کی قولاً یا فعلاً مما لم یات بہ الکتاب (کذا فی النہایۃ) اور کبھی مراد اس سے ایک امر مستحب ہوتا ہے برابر ہے کہ دلالت کی ہو اس پر کتاب وسنت نے یا قیاس واجماع امت نے اور اسی سے ہیں سنن صلوٰۃ اور کبھی مراد ہوتی ہے اس سے وہ چیز کہ مواظبت کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو واجب نہیں۔ غرض یہ کہ تین اصطلاحیں ہیں کہ سنت تینوں پر مستعمل ہوتے ہیں (کذا فی المتوسط شرح سنن ابی داؤد اور سنت اللہ حکم خدا اور امر ونہی اس کی اور سنت الاولین عذاب وعقاب ان کا جو بسبب ان کے معاصی کے ان پر نازل ہوا اور اسد السنۃ ایک محدث کا لقب ہے کہ نام اس کا سد بن موسیٰ تھا اور سنن الطریق راہ پیدا وکشادہ روش وجہت عرب بولتے ہیں (اِمْضِ عَلٰی سُنَّتِكَ یعنی اپنے سامنے چلا جا (کذا فی المنتہیٰ) اور فتح الباری میں ہے کہ سنت وہ ہے جو وارد ہوئی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قول ہو آپؐ کا یا فعل یا تقریر اور جس کا ارادہ کیا وہ آپؐ نے اور یہ اصطلاح ہے اصولیین اور محدثین کی اور بعض فقہاء کی اصطلاح یہ ہے کہ سنت مترادف ہے مستحب کی (انتہیٰ) اور حصول المامول میں ہے کہ سنت لغت میں طریقہ مسلوکہ ہے اور بعضوں نے طریقہ محمودہ کہا اور بعضوں نے کہا طریقہ معتادہ حسنہ ہو یا سیئہ جیسا حدیث میں وارد ہوا مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِيثِ اور شرعاً قول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور فعل اور تقریر ان کی اور اطلاق اس کا باعتبار عموم معنی کے واجب وغیرہ پر بھی ہوتا ہے۔ اہل لغت وحدیث کی عرف میں اطلاق سنت کا اس پر ہوتا ہے جو واجب نہ ہو یا مقابل ہو بدعت کے اور بعضوں نے کہا سنت وہ ہے جس پر مواظبت کی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مع الترک احیاناً بلا عذر اور بعضوں نے کہا عبادات میں سنت سے نافلہ مراد ہے اور اولہ میں جو صادر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا قرآن کے قول ہو یا فعل یا تقریر (انتہیٰ)۔

۱۴: مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً

باب: اس شخص کے بیان میں جو نیک طریق جاری کرے یا برا طریق

۲۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهَا وَ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً

۲۰۳: حضرت جریرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نیک سنت ڈالی اور اس پر عمل کیا گیا اس کو ثواب ہے یعنی اس کے عمل کا اور جس نے عمل کیا اس پر اس کے برابر نہ گھٹے گا ان کے وبالوں سے کچھ اور جس نے بری سنت ڈالی اور اس پر عمل کیا گیا اس کو وبال ہے اس کا اور جس نے عمل کیا اس پر ان کا وبال بھی اس پر ہے کہ نہ گھٹے گا ان کے وبالوں سے کچھ یعنی ہر متبوع کو

Marfat.com

سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

اپنے تابعین کا اجر و وبال ہے بغیر اس کے کہ تابعین کا اجر و وبال کچھ کم ہو۔

تشریح ۞ اس میں اگر سنت سے سنت شرعی مراد لی جائے تو معنی یہ ہوں گے جس نے مری ہوئی سنت کو زندہ کیا اس کو اپنا بھی ثواب ہے اور اپنے تابعین کا بھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا کریم ہے یہ نہیں کہ تابعین کا ثواب کاٹ کر اس کو دے بلکہ اپنے پاس سے عنایت و عنایت کرے گا اور سنت سیئہ سے اس وقت بدعت مراد ہوگی کہ اس میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ اپنے عمل کا اور اپنے توابع دونوں کا وبال اوپر ہے بغیر اس کے کہ تابعین کا وبال کچھ گھٹے اور اگر سنت سے طریقہ مسلوکہ معنی لغوی مراد ہوں تو جو طریقہ موافق کتاب وسنت یا اجماع امت کے ہوگا وہ حسن ہے ورنہ قبیح اور اس حدیث میں بڑی بشارت ہے ان کو جو ممی سنت ہیں اور بڑی خسارت ہے ان کی جو مروج بدعت ہیں۔

۲۰۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَتَّ عَلَيْهِ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدِيْ كَذَا وَكَذَا ' قَالَ فَمَا بَقِيَ فِي الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا قَلَّ اَوْ كَثُرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَنَّ خَيْرًا فَاسْتُنَّ بِهٖ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ كَامِلًا وَ مِنْ اُجُوْرِ مَنِ اسْتَنَّ بِهٖ وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنِ اسْتَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَاسْتُنَّ بِهٖ فَعَلَيْهِ وِزْرُهٗ كَامِلًا وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ اسْتُنَّ بِهٖ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

(فی الزوائد اسناده صحیح)

۲۰۴: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے ترغیب دی کہ اس کو لوگ صدقہ دیں سو ایک شخص نے عرض کی کہ میرے پاس اتنا اتنا ہے یعنی صدقہ سے اتنا دوں گا۔ کہا راوی نے کہ پھر نہ بچا مجلس میں کوئی شخص کہ صدقہ نہ دیا اس نے اس آنے والے کو تھوڑا ہو یا بہت۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک اچھی راہ ڈالے اس کو ثواب ہوگا اس کی نیکی کا پورا اور ان کا ثواب بھی ہوگا جو اس راہ پر چلے نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے بری راہ ڈالی اور لوگ اس پر چلے سو اس پر گناہ ہوگا اس کا پورا اور ان کا بھی جو اس راہ پر چلے نہ گھٹے گا ان کے گناہوں سے کچھ۔

اس کی اسناد صحیح ہے۔

تشریح ۞ جو شخص آیا تھا وہ مفلس تھا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ترغیب دی کہ اسے صدقہ دیں ایک شخص نے کہا کہ میں نے اتنا اتنا مال دینا قبول کیا پھر اور لوگوں کو ان کی دیکھا دیکھی رغبت ہوئی۔ جب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ سنت خیر سے کوئی بدعت مراد نہیں جیسے اہل بدعت نے سمجھا ہے کہ مراد اس سے بدعت حسنہ ہے بلکہ ظاہر ہے کہ اس سے ایک ایسی سنت کو جاری کرنا مراد ہے جس سے لوگ غافل ہوں پھر ایک شخص اس کو بجا لائے اور لوگ دیکھا دیکھی اس کی اتباع کریں۔

۲۰۵: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى

۲۰۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بلانے والا بلائے گمراہی کی طرف اور لوگ اس کے تابع ہوں اس کو گناہ ہوگا اپنے تابعوں کا بھی اور نہ گھٹے گا ان کے گناہوں

Marfat.com

ضَلَالَةٍ فَاتَبِعُ فَاِنَّ لَهٗ مِثْلَ اَوْزَارِ مَنِ التَّبَعَهٗ وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا وَ اَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى هُدًى فَاتُّبِعُ فَاِنَّ لَهٗ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ وَ لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔

(اسنادہ ضعیف)

سے کچھ اور جس بلانے والے نے بلایا ہدایت کی طرف اور لوگ بھی اس کے تابع ہوئے اس کو ثواب ہوگا ان تابعوں کا بھی اور نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ۔
(یہ حدیث مضمون کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ گمراہی میں داخل ہے شرک و بدعت و محرماتِ شرعیہ اور تمام فسق و فجور کی باتیں کہ اس کی داعی پر تابعین کا بھی عذاب ہے اور اپنا بھی اور ہدی میں توحید و اتباع، سنن و واجبات و فرائض و مستحباب کہ اس کے داعی کو بھی ثواب ہے اور اپنے اتباع کا بھی۔

۲۰۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ فَعَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذَالِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔

۲۰۶: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بلائے ہدایت کی طرف اس کو ثواب ہے مثل ان لوگوں کے ثواب کے جو اس کے تابع ہوئے نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ اور جو بلائے گمراہی کی طرف اس کے اوپر گناہ ہے ان کے گناہوں کی مثل جو اس کے تابع ہوئے اور گھٹے گا ان کے گناہوں سے کچھ۔

۲۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ وَ مِثْلُ اُجُوْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهٗ وَ مِثْلُ اَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

(هٰذا الاسناد ضعيف)

۲۰۷: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نیک سنت ڈالی کہ اس پر عمل کیا گیا اس کے بعد ہوگا ثواب اس کو اپنے عمل کا اور ثواب ان کے عملوں کا بھی یعنی جنہوں نے اس کے بعد عمل کیا نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے بری عادت سکھائی اور عمل کیا گیا ہوگا اس پر گناہ اس کے عمل کا اور ان کے گناہوں کے برابر یعنی جنہوں نے اسکی تابعداری کی بغیر اس کے کہ گھٹے ان کے گناہوں سے کچھ۔

۲۰۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلٰى شَيْءٍ اِلَّا وُقِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا لِدَعْوَتِهٖ

۲۰۸: حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بلانے والا جو کسی چیز کی طرف بلاتا ہو ایسا نہیں جو کھڑا نہ کیا جائے قیامت کے دن اور لازم نہ ہو اس کو جوابدہی اپنے بلانے کی جس طرف اس نے بلایا اگرچہ بلایا ہو ایک شخص نے ایک ہی شخص کو

Marfat.com

مَا دَعَا اِلَيْهِ وَ اِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلاً۔

(اس کی سند بھی ضعیف ہے۔)

۱۵: مَنْ اَحْيَا سُنَّةً قَدْ اُمِيْتَتْ

باب: جو شخص مری ہوئی سنت کو زندہ کرے اس کی فضیلت کے بیان میں

۲۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِیُّ ذَكَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ اَوْزَارُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا

۲۰۹: بسند مذکور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے زندہ کیا کسی سنت کو میری سنتوں میں سے پھر عمل کرنے لگے لوگ اس پر ہوگا اس کو ثواب برابر اس کے جس نے عمل کیا اس پر نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے نکالی کوئی بدعت پھر عمل کیا اس پر لوگوں نے ہوگا اس پر گناہ ان لوگوں کا جنہوں نے عمل کیا اس پر نہ گھٹے گا ان کے گناہوں سے کچھ۔

تشریح ❁ اس میں بڑی تنبیہ ہے ان لوگوں کو جو بدعات وغرور اور محدثات امور کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور آرائے فاسدہ اور اقیاس فاسدہ اور مذاہب محدثہ اور مشارب متبدعہ اور طرق سیئہ اور سبل قبیحہ کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ اگر ایک شخص بھی ان کے اغوا اور اضلال سے گرفتارِ ضلالت ہوا تو اس کی بھی جواب دہی ان کو ضرور ہے۔

۲۱۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِ النَّاسِ شَيْئًا وَ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِثْلَ اِثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لَا يَنْقُصُ مِنْ اٰثَامِ النَّاسِ شَيْئًا۔

۲۱۰: بسند مذکور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو زندہ کرے کسی سنت کو میری سنتوں سے کہ مر چکی ہو یعنی لوگوں نے اس پر عمل چھوڑ دیا ہو پس اس کو ثواب ہے برابر ثواب ان لوگوں کے جنہوں نے عمل کیا اس پر نہ گھٹے گا ان کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے بدعت نکالی کہ پسند نہیں کرتا ہے کسی بدعت کو اللہ اور رسول اس کا اس پر گناہ ہے مثل گناہ ان لوگوں کے جنہوں نے عمل کیا اس پر نہ گھٹے گا ان کے گناہوں سے کچھ۔

تشریح ❁ اس حدیث میں بڑی بشارت ہے ان لوگوں کو جو سنتوں کے جاری اور زندہ کرنے میں ساعی ہیں اور بڑا انذار اور تنبیہ ہے ان لوگوں کو جو بدعتوں کی ترویج کرتے ہیں اور خناس بداساس کی طرح بالقائے وسواس کثیر الناس کو راہ حق سے پھیر کر نسناس بناتے ہیں اور منافع دنیوی اور طلب جاہ کے لئے محدثات امور یا فساد وشرور لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور اکثر مشائخان متبدعین اور فقرائے جاہلین اور صوفیہ بے علم اور زاہدانِ نافہم اسی مرض میں گرفتار ہیں نعوذ باللہ منہم۔

۱۶: فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ

باب: قرآن کے سیکھنے اور سکھانے والے کی فضیلت میں

۲۱۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ

۲۱۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

Marfat.com

الْقَطَّانُ ثَنَا شُعْبَةُ وَ سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِبْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ شُعْبَةُ خَيْرُكُمْ وَ قَالَ سُفْيَانُ اَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبہ نے اپنی روایت میں کہا کہ تم میں سے بہتر اور سفیان نے کہا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

تشریح ❁ یعنی کلام اللہ چونکہ سب کلاموں سے افضل ہے اس لئے اس کا سیکھنے والا اور سکھانے والا بھی افضل ہے۔

۲۱۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔

۲۱۲: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل تم میں سے وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

۲۱۳: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ قَالَ وَ اَخَذَ بِيَدِیْ فَاَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا اُقْرِئُ۔

۲۱۳: عاصم بن بہدلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک لوگ تم میں سے وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔ عاصم نے کہا کہ مصعب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے میری اس جگہ میں بٹھا تا کہ میں قرآن پڑھاؤں (اس کی سند ضعیف ہے)

تشریح ❁ یہ عاصم امام القراء ہیں اپنے زمانہ کے اور تمام جہان میں ان کی قرأت مشہور ہے۔

۲۱۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَ لَا رِيْحَ لَهَا وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَ لَا رِيْحَ لَهَا۔

۲۱۴: حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مثال اس مؤمن کی کہ قرآن پڑھتا ہے مانند ترنج کے ہے کہ مزا اس کا اچھا ہے اور بو بھی اچھی ہے اور مثال اس مؤمن کی جو قرآن نہیں پڑھتا مانند کھجور کے ہے کہ مزا اس کا اچھا ہے اور اس میں خوشبو نہیں اور مثال اس منافق کی کہ قرآن شریف پڑھتا ہے مانند ریحان کے ہے کہ بو اس کی اچھی ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے اور مثال اس منافق کی کہ قرآن نہیں پڑھتا' مانند اندرائن کے ہے کہ مزا بھی کڑوا ہے اور خوش بو بھی ندارد۔

Marfat.com

تشریح ۞ ریحان کا اطلاق رزق اور رحمت اور راحت سب پر ہوتا ہے اور باعتبار رزق کے لڑکے کو ریحان کہتے ہیں کذا فی النہایہ اور اسی سے ہے حدیث وانهم لمن ريحان الله اور ریحان ہر گھانس خوشبودار کو کہتے ہیں کہ داخل ہیں اس میں پھول تمام جہان کے اور یہی معنی یہاں مراد ہے اور اسی سے ہے حدیث اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیْحَانُ فَلَا یَرُدَّہٗ یعنی جس کو خوشبو دی جائے تو نہ پھیرے غرض ہر نبات طیبۃ الریح انواع مشموم سے اس میں داخل ہیں اور مؤمن قرآن پڑھنے والے کا فیض چونکہ متعدی ہے کہ لوگ اس سے قرآن سیکھتے ہیں یا سنتے ہیں اس لئے اسے ترنج سے مثال دی ہے کہ خوشبو اس کی دور تک پہنچتی ہے اور مؤمن غیر قاری کا فیض چونکہ متعدی نہیں اس لئے گویا خوشبو نہیں اگرچہ درستی عقیدت اور خوبی سریرت اس کی مثال ثمر شیریں ہے اور منافق بہ سبب فساد عقیدت وخرابی سریرت تلخ باطن ہے مگر قرأت قرآن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے خوشبودار پھول ہے کہ دور سے سونگھو کھانے کے لائق نہیں اور قرآن بھی نہ پڑھا تو کم بخت بالکل کریلا اور نیم چڑھا اندرائن ہے کہ ظاہر و باطن سب خراب ہے اور اس میں بہ ترتیب درجات چاروں مثالیں بیان فرمائیں کہ اول ان کا سب سے افضل ہے اور آخران کا سب سے بدتر ہے۔

۲۱۵: حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَ خَاصَّتُهٗ۔

(فی الزوائد اسنادہ صحیح)

۲۱۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ والے ہیں آدمیوں میں سے لوگوں نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہیں اے رسول اللہ کے فرمایا وہ لوگ قرآن والے ہیں کہ وہ اللہ والے ہیں اور اس کے خاص ہیں۔

تشریح ۞ قرآن والے یعنی بخشوع وخضوع وآداب اس کی تلاوت کرنے والے اور اس کے وعد و وعید پر ایمان لانے والے اور اس کے احکام پر چلنے والے وہ اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہیں۔

۲۱۶: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَ حَفِظَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَ شَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ۔

۲۱۶: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا داخل کرے گا اللہ اس کو جنت میں اور دس شخصوں کی اس کے گھر والوں سے اس کی شفاعت قبول کرے گا کہ ہر ایک پر ان میں سے واجب ہوگئی ہوگی دوزخ، یعنی بسبب گناہان کبیرہ کے سوا شرک سے۔

۲۱۷: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِيُّ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلٰى اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَ اقْرَاُوْهُ وَ ارْقُدُوْا فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ وَ

۲۱۷: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سیکھو قرآن کو اور پڑھو اس کو اور سو رہو (یعنی رات بھر نہ جاگو کہ خلاف سنت ہے) اس لئے کہ مثل قرآن کی اور جس نے سیکھا، اس کو مانند ایک تھیلی کے ہے کہ بھری ہوئی ہے کستوری

Marfat.com

مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَ مَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَ هُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ۔

سے اور خوشبو اس کی پھیل رہی ہے ہر جگہ میں اور مثال اس کی جس نے قرآن سیکھا اور سو رہا یعنی تہجد وغیرہ میں نہ پڑھا مانند اس تھیلی کے ہے کہ بندھن باندھ دیا اس کا مشک بھر کر یعنی خوشبو اس کی پھیلتی نہیں۔

۲۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَبِي الطُّفَيْلِ وَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِعُسْفَانَ وَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى مَكَّةَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِيْ قَالَ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ ابْنَ اَبْزٰى قَالَ وَ مَنِ ابْنُ اَبْزٰى قَالَ رَجُلٌ مِنْ مَوَالِيْنَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ اِنَّهٗ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَاضٍ قَالَ عُمَرُ اَمَا اِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ۔

۲۱۸: نافع بن عبدالحارث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ملے عسفان میں کہ نام ایک مقام کا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ پر حاکم مقرر کیا تھا۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس کو خلیفہ کیا تم نے اہل وادی یعنی مکہ پر انہوں نے کہا میں نے خلیفہ کیا ان پر ابن ابذی کو انہوں نے پوچھا کہ ابن ابذی کون ہے؟ کہا وہ ایک شخص ہے ہمارے موالی میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ان پر مولی کو خلیفہ کر دیا انہوں نے کہا کہ وہ قاری ہے کتاب اللہ کا اور عالم ہے فرائض کا اور بخوبی فیصلہ کرنے والا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ بلند کرتا ہے اس کتاب کی برکت سے بہت قوموں اور زیر کرتا ہے دوسروں کو۔

تشریح ❁ مولیٰ کے معنی رفیق اور دوست اور غلام آزاد اور حلیف اور عزیز اور قریب کے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں غلام آزاد مراد ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تعجب کیا۔

۲۱۹: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ غَالِبٍ الْعَبَّادَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْبَحْرَانِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَا فَتَعَلَّمَ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَ لَاَنْ تَغْدُوْا فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ۔

(قَالَ المنذری: اسناده حسن)

۲۱۹: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ اگر تو صبح کو ایک آیت سیکھ لے اللہ کی کتاب سے تو اس سے بہتر ہے کہ تو سو رکعت پڑھے اور اگر صبح کو ایک باب سیکھ لے علم کا اور عمل کرے یا نہ کرے تو ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

زوائد میں ہے اس حدیث کے دو راوی عبداللہ بن زیاد اور علی بن زید ضعیف ہیں لیکن ترمذی نے دو حدیثیں روایت کی ہیں جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

تشریح ❁ اس سے معلوم ہوا کہ تفقہ قرأت سے افضل ہے اور دونوں ادائے نوافل سے افضل ہیں۔

Marfat.com

۱۷: فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلٰى طَلَبِ الْعِلْمِ

باب: عالموں کی فضیلت اور طلبِ علم کی ترغیب میں

۲۲۰: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

۲۲۰: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی خیر چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ دیتا ہے اس کو دین کی (اس کی سند میں زہری پر اختلاف کیا گیا ہے لیکن اس کی تائید بہت سی صحیح حدیثوں سے ہوتی ہے۔

۲۲۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ الْخَيْرَ عَادَةٌ وَ الشَّرُّ لَجَاجَةٌ وَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

۲۲۱: حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خیر انسان کی عادت ہے یعنی اس پر مجبول ہوا ہے اور شر نفس کی خصومت سے ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے (یہ حدیث ابن حبان میں بھی اسی متن اور سند کے ساتھ ہشام بن عمار کے طریق سے مروی ہے)

تشریح ❁ یعنی انسان مفطور ہوا خیر پر جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یعنی یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فطرت ہے کہ جس پر پیدا کیا اس نے لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں بدلنا نہیں ہے اور یہی دین مضبوط اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کوئی مولود ایسا نہیں جو فطرت پر پیدا نہ ہو پھر ماں باپ اس کے یہودی کر دیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی اور شر نفس کی خصومت سے ہے کہ وہ کھینچ لے جاتا ہے انسان کو شر کی طرف اور مضطر کر دیتا ہے اور اسی لئے نفس کو لجوج کہتے ہیں کہ وہ عداوت انسان پر مستعد ہے غرض ضروری ہے انسان کو کہ خیر کی عادت کرے اور شر کو حتی المقدور رفع دفع کرے اور مراد فقہ سے کتاب وسنت کا فہم ہے کہ مابین المتعارضین تطبیق دے یا جہاں وجوہ ترجیح موجود ہوں اس کو ترجیح دے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرائے رجال اور قیل وقال پر مقدم رکھے اور مسئلہ میں دلائل شرعیہ کا تابع رہے اور تمسک تام کتاب وسنت سے کرے نہ آرائے انام سے چنانچہ محدثین سے مروی ہے کہ فِقْهُ الرَّجُلِ بَصِيْرَتُهٗ بِالْحَدِيْثِ۔ یعنی فقہ آدمی کی یہ ہے کہ بصیرت حاصل کرے حدیث میں اور فقہ متعارف میں سے ہر مسئلہ کو کتاب وسنت پر عرض کرے جو کہ موافق ہو قابل قبول جانے ورنہ قابل قبول رد وطرد یہی سمجھ ہے دین کی اگرچہ شاق گزرتا ہے یہ امر اس زمانے کے ناسمجھوں پر۔

۲۲۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔

۲۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فقیہ شیطان کو سخت ناگوار ہوتا ہے ہزار عابد سے۔

تشریح ❁ یہاں فقیہ سے کامل الاتباع متمسک بالکتاب والسنۃ طارو وارد تقلید فی دین اللہ طالب رشد وتحقیق فی اوامر اللہ راغب الی المولیٰ اور راغب عن الدنیا مبصر فی الحدیث ممیز بین الطیب والخبیث حافظ علی السنۃ والکتاب ماشی علی سبیل الاسلاف دون الاخلاف

Marfat.com

مراد ہے جس کی تفصیل اوپر کی حدیث میں بھی گزری۔

۲۲۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةٌ قَالَ لَا قَالَ وَ لَا جَاءَ بِكَ غَيْرُهٗ قَالَ لَا قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَ اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانِ فِي الْمَاءِ وَ اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَ لَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔

۲۲۳: کثیر بن قیس نے کہا میں ابی الدرداءؓ کے پاس مسجد دمشق میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے ابوالدرداء میں آپ کے پاس مدینۂ رسول ﷺ سے آیا ہوں ایک حدیث کے لئے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم روایت کرتے ہو اس کو نبی ﷺ سے۔ ابو الدرداءؓ نے کہا کیا تم کسی تجارت کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا سوا اس کے کسی اور کام کو آئے ہو؟ اس نے کہا نہیں تب کہا ابو الدرداءؓ نے بے شک میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جو کوئی ایک راہ چلے اور اس میں ڈھونڈتا ہو کسی علم کو یعنی علوم دینیہ سے سہل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک راہ جنت کی اور بے شک اپنے بازو پھیلاتے ہیں طالب علم کی رضامندی کے لئے اور طالب علم کے لئے مغفرت مانگتے ہیں جو لوگ آسمان و زمین ہیں یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اور بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسے بزرگی چاند کی تمام تاروں پر بے شک عالم لوگ وارث ہیں پیغمبروں کے اور پیغمبروں نے اپنا ترکہ دینار و درہم نہیں چھوڑا بجز اس کے کہ چھوڑا ہے انہوں نے علم کو جس نے اسے لیا اس نے بڑا حصہ لیا۔

تشریح ۞ اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوئے اول قدردانی سلف کی حدیث کے لئے کہ وہ شخص مدینہ سے دمشق کو ایک حدیث کے لئے گیا اللہ تعالیٰ رحمت کرے اس کی علو ہمت پر اور ہر مؤمن کو قیامت تک یہی ضرور ہے کہ علم حدیث کی طلب میں اپنے اوطان سے ہجرت کریں اور اسفارِ بعیدہ احادیث مطہرہ کے لئے اختیار کریں کہ دولت دارین پائیں۔ دوم اخلاص طلب علم میں کہ ضرور ہے کہ اس کی طلب کو اور اغراض دنیوی کے ساتھ مشوب نہ کریں۔ سوم فضیلت طلب علم کی جو اللہ کے لئے خاص علوم دینیہ کا طالب ہو کہ اس کیلئے جنت کی بشارت اور فرشتوں کی خاطر داری اور گناہوں کی مغفرت اور عابد پر مزید فضیلت ارشاد فرمائی اور چہارم یہ کہ وارث فرمایا علماء محدثین کو انبیاء و مرسلین کا اور یہ فضیلت خاص محدثین کو ہے کہ ورثہ انبیاء کا سوا حدیث اور کتاب آسمانی کے اور کچھ نہیں۔

۲۲۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَفْصُ ابْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ

۲۲۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب علم کی فرض ہے ہر مسلمان پر اور علم کو نالائق کے تئیں سکھانے والا ایسا ہے جیسے موتی اور سونے کا ہار سؤروں کے گلے میں ڈالنے

Marfat.com

اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَ اللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ۔ والا۔

تشریح (۲۲۴) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حفص بن سلیمان کے ضعف کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے اور امام سیوطی نے کہا اس حدیث کو امام نووی سے پوچھا گیا اور ان کے شاگرد حافظ جمال الدین مزی نے کہا یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے کہ سند حسن کو پہنچتی ہے اور واقعی ایسا ہی ہے اور میں نے اس کو جمع کیا ایک جزو میں تو پچاس طرق سے وارد ہوئی ہے''۔ بیہقی نے مدخل میں کہا کہ واللہ اعلم شاید اس سے مراد یہ ہے کہ وہ علم سیکھنا فرض ہے جس کا جہل کسی بالغ کو درست نہیں یا وہ علم مراد ہے جس کی ضرورت اس مسلمان کو ہو مثلاً تاجر کو مسائل بیع وشراء کی اور غازی کو مسائل جہاد کی یا یہ کہ فرض عین ہے ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا مگر جب کچھ لوگ جن کے علم سے سب کو کفایت ہو تحصیل میں مشغول ہوں تو باقی لوگ ترک طلب کے سبب ماخوذ نہ ہوں گے پھر روایت کی انہوں نے ابن مبارک سے کہ کسی نے پوچھی ان سے اس حدیث کی تفسیر تو انہوں نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑے تو ضرور ہے کسی سے پوچھ لے تاکہ حاصل ہو علم اس کا اور اس کی طرف اشارہ ہے آیت فاسئلوا اہل الذکر میں اور بیضاوی نے کہا مراد اس سے وہ علوم ہیں جن کا حصول ہر مسلمان کو فرض ہے جیسے حقیقت نبوت کی اور معرفت صانع کی اور وحدانیت اس کی اور کیفیت نماز کی اس کے تعلم وتعلیم فرض عین ہے کذا فی الزجاجہ اور اس حدیث کو عقیلی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں نقل کیا ہے: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنَ فَاِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کو حاصل کرو اگرچہ ملک چین میں جا کر حاصل کرو کیونکہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ابن حبان نے کہا یہ باطل ہے اس کی کچھ اصل نہیں اور اس کی اسناد میں ابو عاتکہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے اور بعض محدثین نے ابن حبان کا تعاقب کیا ہے کہ ان سے روایت کی ہے ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے اور ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں اور مختصر میں کہا ہے کہ یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی اور احمد نے روایت کی ہے اور لفظ اس کے مشہور ہیں اور اسانید اس کی ضعیف ہیں اور ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا گیا ہے کذا فی قواعد المجموعہ للعلامۃ الشوکانی قدس سرہ اور یہ جو فرمایا کہ علم نالائق کو سکھانے والا اس سے معلوم ہوا کہ علم کی استعداد ہر شخص کو نہیں اور تعلیم حسب استعداد ضرور ہے ورنہ تضیع اوقات ہے اور دردسر اور خرافات۔

۲۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِىْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَ يَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا خَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ

۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کھول دی مسلمانوں کی کوئی سختی دنیا کی سختیوں میں سے اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس کی ایک سختی قیامت کی سختیوں سے اور جو عیب ڈھانپے کسی مسلمان کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ عیب ڈھانپے گا اس کا دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ بندے کا مددگار ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کا مددگار ہے اور جو چلے ایک راہ کہ ڈھونڈتا ہو اس میں کوئی علم یعنی علوم دینیہ سے سہل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک راہ جنت کی اور کوئی قوم ایسی نہیں جو کسی گھر میں اللہ کے گھروں سے جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھیں اور ایک دوسرے کو پڑھائیں کہ گھیر نہیں لیتے ان کو فرشتے اور اترتی ہے ان پر تسکین اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو

Marfat.com

السَّكِيْنَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَ مَنْ اَبْطَاَبِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ .

رحمت اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نزدیک والوں کے آگے یعنی فرشتوں کے آگے اور عمل میں پیچھے رہا اس کا نسب اس کو آگے نہ کر سکے گا۔

تشریح ✿ اس حدیث میں صلہ رحم اور سلوک خیر کی بڑی فضیلت ہے اور معلوم ہوا کہ جزا جنس عمل سے ہے اور تحصیل علم سبب دخول جنت ہے اور جسے خدا کی مدد درکار ہ بندگانِ الٰہی کا مددگار ہو اور جسے قرشتوں کی صحبت اور رحمت اور سکینہ مطلوب ہو تو قرآن پڑھے اور پڑھائے اور جو عمل میں قاصر ہے اس نسب بے کار ہے نسب پر فخر کرنا استخوان فروشی ہے۔

۲۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِى النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِىَّ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ قُلْتُ اَنْبِطُ الْعِلْمَ قَالَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ فِىْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ۔

۲۲۶: زر بن حبیش نے کہا آیا میں صفوان بن عسال مرادی کے پاس تو انہوں نے پوچھا تم کیوں آئے میں نے کہا تحصیل علم کو۔ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے کوئی نکلنے والا ایسا نہیں جو اپنے گھر سے نکلے علم کی طلب میں مگر بچھاتے ہیں اس کے لئے فرشتے اپنے بازو خوشی سے اس کے کام کے لئے (اس حدیث کے ایک راوی عاصم بن ابی النجود کا حافظہ آخر عمر میں کمزور ہو گیا تھا)۔

تشریح ✿ اُنْبِطُ الْعِلْمَ انباط سے ہے اور انباط اظہار اور افشاء کو کہتے ہیں اسی سے ہے استنباط کہ استخراج کے ہم معنی ہے اور نبط ونبیط اس پانی کو بھی کہتے ہیں جو کنویں کے گہراؤ سے نکلتا ہے کھودنے کے وقت۔

۲۲۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا حَاتِمُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ صَخْرٍ عَنِ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ جَاءَ مَسْجِدِىْ هٰذَا لَمْ يَاْتِهٖ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْ يُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ وَ مَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَالِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهٖ۔

۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو میری اس مسجد میں آیا کہ نہ آیا وہ مگر کسی خیر کے لئے کہ سیکھے یا سکھا دے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے اور جو اور کام کو آیا یعنی دنیا وغیرہ کی غرض سے وہ ایسا ہے جیسے کوئی دوسرے کی چیز کو تکتا ہے۔ (اس کی سند شرط مسلم پر ہے)

تشریح ✿ اس سے بڑی فضیلت ہوئی مسجد نبوی کی کہ اس میں درس وتدریس علوم دینیہ بمنزلہ جہاد کے ہے۔

۲۲۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ عَاتِكَةَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعِلْمِ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ وَقَبْضُهٗ اَنْ يُرْفَعَ وَ جَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِىْ تَلِى الْاَبْهَامَ هٰكَذَا ثُمَّ قَالَ

۲۲۸: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حاصل کر لو اس علم کو قبل اس کے چھین لیا جائے اور چھیننا اس کا یہ ہے کہ اٹھایا جائے اور جمع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کی اور کلمہ کی انگلی کو جو اس کے پاس ہے اس طرح اور فرمایا استاد اور شاگرد دونوں شریک ہیں ثواب میں اور

Marfat.com

الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيْكَانِ فِي الْاَجْرِ وَ لَا خَيْرَ فِيْ سَائِرِ النَّاسِ۔

باقی لوگوں میں کچھ خیر نہیں (اس حدیث کا ایک راوی علی بن یزید متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

۲۲۹: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهٖ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا يَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَالْاُخْرٰى يَتَعَلَّمُوْنَ وَ يُعَلِّمُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلٌّ عَلٰى خَيْرٍ هٰؤُلَاءِ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَ اِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَ هٰؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُوْنَ وَ يُعَلِّمُوْنَ وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا فَجَلَسَ مَعَهُمْ۔

۲۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے کسی حجرے سے اور مسجد میں آئے تو دو حلقے دیکھے ایک حلقہ والے قرآن پڑھتے تھے اور اللہ پاک سے دعا کرتے تھے اور دوسرے علم سیکھتے سکھاتے تھے سو آپ نے فرمایا: دونوں گروہ نیکی کے کام میں ہیں لیکن وہ جو قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں چاہے اللہ تعالیٰ انہیں دے چاہے نہ دے یعنی مدعا اور یہ لوگ سیکھتے سکھاتے ہیں اور میں بھی علم سکھانے والا ہوں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے ساتھ بیٹھ گئے اس کی سند کے تین راوی داؤد بن برقان و بکر و عبدالرحمن سب ضعیف ہیں۔ الزوائد۔

تشریح ۞ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فضل علم افضل ہے فضل عبادت سے اور عالم کا رتبہ عابد سے بڑھ کر ہے۔

۱۸: بَابُ مَنْ بَلَّغَ عِلْمًا

باب: تبلیغ علم کی فضیلت کے بیان میں

۲۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سَلِيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ اَبِيْ هُبَيْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ زَادَ فِيْهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنُّصْحُ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ لُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ۔

۲۳۰: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تروتازہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ جو سنے میری بات اور دوسروں کو پہنچائے اس لئے کہ بہت لوگ فقہ کو اٹھانے والے ایسے ہیں کہ وہ خود فقیہ نہیں اور بہت اٹھانے والے فقہ کے ایسے ہیں کہ وہ اسے اٹھا کر اپنے سے زیادہ فقیہ کے پاس لے جاتے ہیں اور زیادہ کی علی بن محمد نے اس روایت میں یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں کہ آدمی مسلمان ان سے کبھی بھی نہیں چراتا ایک تو خالص عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے دوسرے خیر خواہی مسلمانوں کے سرداروں کی تیسرے ان کی جماعت میں ملے رہنا۔

تشریح ۞ اس حدیث میں ترغیب ہے قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ کی اور بشارت ہے کہ زمان صحابہؓ کے بعد بھی بہت لوگ دین میں تفقہ اور تحقیق پیدا کریں گے اور استنباطات احکام غامضہ حدیث و قرآن سے کیا کریں گے اور یہ محدثین رحمہم اللہ کا گروہ ہے ان کے لئے حضور ﷺ نے دعائے خیر فرمائی اور یہ معاملہ قیامت تک جاری رہے گا اور اشارہ ہے ان لوگوں کے رد کی طرف جو بلا دلیل

Marfat.com

مدعی ہیں ختم اجتہاد کے اور تقول علی اللہ کرتے ہیں اور اللہ کے فضل کو عباد معدودہ پر حصر کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔

۲۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنٰى فَقَالَ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً اسْمَعَ مَقَالَتِیْ فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ۔

۲۳۱: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ منیٰ کی مسجد خیف میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس کو جو ہماری بات سنے باقی ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا خَالِیْ يَعْلٰى ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ۔

دوسری سند میں بھی یہی حدیث ہے۔

۲۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَبَلَّغَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ۔

۲۳۲: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس کو جو ہماری کوئی حدیث سنے اور اس کو پہنچا دے یعنی اور لوگوں کو اس لئے کہ بہت لوگ جن کے پاس حدیث پہنچی ہے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں سننے والوں سے۔

۲۳۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ اَمْلَاهُ عَلَيْنَا ثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَ عَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ هُوَ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلَّغٍ يُبَلِّغُهٗ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ۔

۲۳۳: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور فرمایا پہنچا دے ان باتوں کو جو حاضر ہو غائب لوگوں کو اس لئے کہ بہت لوگ جن کو حدیث پہنچتی ہے وہ اسے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

تشریح ﴿﴾ اس میں بشارت ہے کہ بعد زمان صحابہؓ کے بھی ہزاروں حافظانِ حدیث نبوی ہوں گے۔

۲۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِیِّ

۲۳۴: حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ ضرور پہنچائے وہ شخص جو حاضر ہے اس شخص کو جو غائب ہے۔

Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلَا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔

۲۳۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ حَدَّثَنِيْ قُدَامَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عَلْقَمَةَ مَوْلَى بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ يُسَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُ غَائِبَكُمْ۔

۲۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے فرمایا کہ پہنچا دیں تمہارے حاضر لوگ غائب لوگوں کو یعنی جو اب موجود ہیں یا آگے پیدا ہوں گے۔

۲۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ مَعَانِ بْنِ ابْنِ رِفَاعَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُخْتِ الْمَكِّيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّيْ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ۔

۲۳۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس بندے کو کہ ہماری بات سنے اور اس کو یاد رکھے اور پھر دوسروں کو پہنچا دے اس لئے کہ بہت سے روایت کرنے والے فقہ کے خود فقیہ نہیں اور بہت سے روایت کرنے والے فقہ کے اس شخص کو روایت پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ دین میں سمجھ رکھتے ہیں۔

۱۹: مَنْ كَانَ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ

باب: بیان اس شخص کا جو نیکی سکھائے

۲۳۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيْقَ لِلشَّرِّ، وَ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيْقَ لِلْخَيْرِ فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيْحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ۔

۲۳۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعضے لوگ کنجیاں ہیں بھلائی کی اور قفل ہیں برائی کے یعنی بھلائی سکھاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور بعضے لوگ کنجیاں ہیں برائی کی اور قفل ہیں بھلائی کے سو مبارک باد ہے اس کو جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ بھلائی کی کنجیاں دے اور خرابی ہے اس کی جس کے ہاتھ برائی کی کنجی دے (اس حدیث کا ایک راوی محمد بن ابی حمید متروک الحدیث ہے)

تشریح ❁ یعنی بعض صالحین اور علماء اور محدثین اور زہاد اور عباد ایسے بنائے ہیں کہ ان کی صحبت سے لوگ فیضیاب ہوئے ہیں اور علوم دینیہ اور برکات ایمانیہ حاصل کرتے ہیں اور بدعات وسیئات سے بچتے ہیں اور بعضے ایسے مفسدین اور دغاباز اور رند مشرب ہیں کہ ان کی صحبت میں سوا فسق وفجور اور محدثات امور کے اور کچھ حاصل نہیں۔ نعوذ باللہ منہم ومن شرورہم۔

۲۳۸: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ اَبُوْ جَعْفَرٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ

۲۳۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خیر کے بھی خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں بھی ہیں سو مبارک باد ہے اس بندے کو جسے اللہ خیر کی کنجی بنا دے اور شر کا قفل اور خرابی ہے اس بندے کی جسے اللہ شر کی کنجی

Marfat.com

وَ لِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَ وَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ وَ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ۔

بنادے اور خیر کا قفل۔
(اس حدیث کا ایک راوی عبدالرحمٰن ضعیف ہے)

۲۰: بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ

باب: اس کی فضیلت جو لوگوں کو خیر سکھائے

۲۳۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانِ فِي الْبَحْرِ۔

۲۳۹: حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بے شک مغفرت مانگتے ہیں عالم کے لئے جو لوگ ہیں آسمانوں میں اور جو لوگ ہیں زمین میں یہاں تک کہ مچھلیاں دریا میں۔

تشریح ❁ اس سے بڑی فضیلت عالم باعمل کی نکلی۔

۲۴۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ۔

۲۴۰: معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی بات علم کی سکھائی اس کو ثواب ہے عمل کرنے والے کے برابر بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کا ثواب کچھ گھٹے (اس حدیث میں انقطاع ہے اس لئے کہ یحییٰ بن ایوب کی ملاقات سہل بن معاذ سے ثابت نہیں لیکن اس کا متن صحیح ہے اور اس میں سہل بن معاذ مختلف فیہ ہے۔

تشریح ❁ اس میں بڑی فضیلت ہے ان علماء کی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں یا تدریس سے علوم دینیہ پھیلاتے ہیں یا تحریر سے علوم حدیث و قرآن پھیلاتے ہیں۔

۲۴۱: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِي كَرِيْمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهٖ ثَلَاثٌ وَ لَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ وَ صَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا وَ عِلْمٌ يُعْمَلُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ۔

۲۴۱: حضرت ابی قتادہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی جو موت کے بعد دنیا میں چھوڑ جاتا ہے ان میں سے بہترین تین چیزیں ہیں' اول اولاد نیک جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے' دوسرے صدقہ کہ جاری رہے اور پہنچتا رہے ثواب اس کا' تیسرے علم کہ اس کے بعد اس پر عمل ہوتا رہے۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ الرَّهَاوِيُّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ يَعْنِي اَبَاهُ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ فُلَيْحٍ

کہا ابوالحسن نے روایت کی مجھ سے ابو حاتم نے ان سے یزید بن سنان نے انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے انہوں نے فلیح بن سلیمان سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ ذکر کی حدیث مانند اول حدیث کے۔

Marfat.com

بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۲۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُبْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَامَرْزُوْقُ بْنُ اَبِی الْهُذَيْلِ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْعَبْدِ اللهِ الْاَغَرُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ حَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَ نَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ وَ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا اَبْنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِاِبْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ۔

(فی الزوائد اسناده غريب ومرزوقٌ مختلف فيه رواه ابن خزيمة فی صحيحه عن الذهلی)

۲۴۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ چیزیں جن کا ثواب مؤمن کو ملتا رہتا ہے اس کی نیکیوں میں سے اس کی موت کے بعد بھی ایک علم ہے کہ سکھایا گیا ہو اور پھیلایا گیا ہو اس کو اور دوسری نیک اولاد ہے کہ چھوڑ گیا ہو اس کو اور تیسرے قرآن ہے کہ اس کا وارث کر دیا اس نے یعنی میراث میں چھوڑ گیا اور چوتھی مسجد ہے کہ بنا گیا ہو یا کوئی گھر مسافروں کے لئے کہ بنا گیا ہو اور پانچویں کوئی نہر کہ جاری کر گیا اور چھٹی کوئی صدقہ کہ نکالا ہو اس کو اپنے مال حلال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں ان سب کا ثواب اس کو بعد موت کے ملتا رہتا ہے۔

۲۴۳: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ الْمَدَنِیُّ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ طَلْحَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهٗ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

(اسناده ضعيف لضعف اسحاق و يعقوب والحسن يسمع من ابی هريرة)

۲۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد علم سیکھے، پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

۲۱: مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّوْطَا عَقِبَاهُ

باب: ہمراہیوں کو پیچھے چلانے کی کراہت میں

۲۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا رُئِیَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَاْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَ لَا يَطَاُ عَقِبَيْهِ رَجُلَانِ۔

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى

۲۴۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کبھی کسی نے نہ دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوں یا ان کے پیچھے دو آدمی بھی چلتے ہوں۔

یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے۔

Marfat.com

ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَصْرِ الْهَمَدَانِيُّ صَاحِبُ الْقَفِيْزِ ثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ۔

تشریح ۞ جیسے دنیا کے امراء کا دستور ہے کہ اس میں تکبر کی بو پائی جاتی ہے۔

۲۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ الْمُغِيْرَةَ ثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ وَ كَانَ النَّاسُ يَمْشُوْنَ خَلْفَهٗ فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالَ وَقَرَ ذَالِكَ فِيْ نَفْسِهٖ فَجَلَسَ حَتّٰى قَدَّمَهُمْ اَمَامَهٗ لِئَلَّا يَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْكِبَرِ۔

۲۴۵: حضرت ابی امامہؓ نے کہا تشریف لے چلے ایک دن سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد کو اور کچھ لوگ آپؐ کے پیچھے چلے آتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چپلوں کی آواز سنی تو آپؐ کے دل میں خیال آیا سو وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپؐ کے آگے نکل گئے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کچھ تکبر نہ آ جائے (اس حدیث کے راوی ضعیف ہیں)۔

تشریح ۞ اس سے ثابت ہوا کہ مؤمن کامل کو ضرور ہے کہ تکبر سے بہت احتراز کرے اور آدمی سے تکبر بالکل نہیں جاتا جب تک پورا سنت نہ ہو۔

۲۴۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نَبِيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشٰى مَشٰى اَصْحَابُهٗ اَمَامَهٗ وَتَرَكُوْا ظَهْرَهٗ لِلْمَلَائِكَةِ۔

۲۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب چلتے تو ان کے اصحابؓ ان کے آگے چلتے اور چھوڑ دیتے ان کی پیٹھ فرشتوں کے لئے۔

۲۲: بَابُ الْوَصَاةِ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ

باب: طالبانِ علم کی وصیت میں

۲۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رَاشِدٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَيَاْتِيْكُمْ اَقْوَامٌ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ فَقُوْلُوْا لَهُمْ مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاقْنُوْهُمْ۔

قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا اقْنُوْهُمْ؟ قَالَ عَلِّمُوْهُمْ۔

۲۴۷: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب آئیں گی تمہارے پاس کتنی قومیں جو ڈھونڈتی آئیں گی علم کو پھر جب تم ان کو دیکھو تو مرحبا مرحبا کہو موافق وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علم سکھاؤ ان کو۔

تشریح ۞ یعنی ان کو مبارک باد اور شاباشی دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور محبت سے علوم دینیہ سکھاؤ۔

Marfat.com

۲۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ هِلَالٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ نَعُوْدُهٗ حَتّٰى مَلَانَا الْبَيْتَ فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَعُوْدُهٗ حَتّٰى مَلَانَا الْبَيْتَ فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَلَانَا الْبَيْتَ وَ هُوَ مُضْطَجِعٌ لِجَنْبِهٖ فَلَمَّا رَاٰنَا قَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ سَيَاْتِيْكُمْ اَقْوَامٌ مِنْ بَعْدِىْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَ حَيُّوْهُمْ وَ عَلِّمُوْهُمْ۔

قَالَ فَاَدْرَكْنَا وَاللهِ اَقْوَامًا مَا رَحَّبُوْا بِنَا وَ لَا حَيُّوْنَا وَ لَا عَلَّمُوْنَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ كُنَّا نَذْهَبُ اِلَيْهِمْ فَيَجْفُوْنَا۔

۲۴۸: اسماعیل نے کہا داخل ہوئے ہم حسن کے پاس ان کی عیادت کو یہاں تک کہ بھر گئے ہم گھر میں اور وہ لیٹے ہوئے تھے سو سمیٹ لئے انہوں نے اپنے دونوں پیر پھر کہا انہوں نے کہ داخل ہوئے ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر ان کی عیادت کو یہاں تک کہ بھر گئے ہم گھر میں اور وہ لیٹے ہوئے تھے سو سمیٹ لئے انہوں نے اپنے دونوں پیر پھر کہا انہوں نے کہ داخل ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیادت کو یہاں تک کہ بھر گئے ہم گھر میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے اپنے کروٹ پر پھر جب ہم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں پیر سمیٹ لئے اور فرمایا کہ اب آئیں گی تمہارے پاس کتنی قومیں میرے بعد ڈھونڈتے ہوں گے وہ علم کو سو مرحبا کہنا ان کو مبارک باد دینا ان کو اور علم سکھانا ان کو۔ پھر کہا حسن بصریؒ نے جو راوی حدیث ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم نے پائیں وہ قومیں کہ جنہوں نے نہ ہمیں مرحبا کہا اور نہ مبارک باد دی نہ تعلیم کی لیکن بعد اس کے کہ ہم جب ان کے پاس جاتے وہ ہم پر ظلم کرتے (یہ حدیث بہت ضعیف ہے اس کے راوی معلیٰ بن ہلال کو بہت سے محدثین نے وضاع الحدیث کہا ہے اور آئندہ کی حدیث میں ابوہارون ضعیف ہے)۔

تشریح: حسن بصری اپنے وقت کے علماء کی شکایت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ بعد زمان صحابہؓ کے تھے کہ انہوں نے کام تعلیم کا انجام دیا تھا مگر اخلاق حسنہ نہیں حاصل کئے تھے اور طلباء علوم پر ان کو شفقت اور رافت اور لطف و کرم نہ تھا جیسے اس زمانہ کے دنیا دار علماء ہیں۔

۲۴۹: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِىُّ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ هَارُوْنَ الْعَبْدِىِّ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَنَا اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَ اِنَّهُمْ سَيَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِى الدِّيْنِ فَاِذَا جَاءُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا۔

۲۴۹: حضرت ابی ہارون عبدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب ہم حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تو وہ فرماتے مرحبا، موافق وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پھر کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ لوگ دین میں تمہارے تابع ہیں اور وہ آئیں گے تمہارے پاس تو ان سے بھلائی کرو۔

۲۳: بَابُ الْاِنْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهٖ

باب: علم کے نفع اور عمل کے بیان میں

۲۵۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ

۲۵۰: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ دعا بھی تھی کہ اے اللہ میں پناہ مانگتا

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَا النَّبِیِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ مِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ۔

ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے یعنی قبول نہ ہو اور اس دل سے جو خدا سے نہ ڈرے اور اس جی سے جو کبھی نہ بھرے۔

۲۵۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ عَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ۔

۲۵۱: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں کہتے تھے یا اللہ نفع دے تو مجھے اس چیز سے کہ سکھائی تو نے مجھ کو اور سکھا مجھ کو وہ چیز کہ نفع دے مجھ کو اور زیادہ کر میرا علم اور سب تعریف ہے اللہ کو ہر حال میں۔

تشریح ❁ علم دین کا نفع یہی ہے کہ آپ اس پر عمل کرے اور خلق کو اس کی طرف بلائے۔

۲۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ سُرَیْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَا ثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَعْمَرٍ اَبِیْ طُوَالَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۲۵۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سیکھا کوئی علم کہ طلب کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اس کے سبب سے اور نہیں سیکھتا وہ اس کو مگر اس لئے کہ ملے اس کو کوئی چیز دنیا کی تو وہ نہ پائے گا بو جنت کی۔

۲۵۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا اَبُوْ كَرِبٍ الْاَزْدِیُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُمَارِیَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْ لِیُبَاهِیَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِیَصْرِفَ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَیْهِ فَهُوَ فِی النَّارِ۔

۲۵۳: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ڈھونڈا علم کو تا کہ تکرار کرے نادانوں سے یا فخر کرے عالموں پر تا کہ متوجہ کرے لوگوں کو اپنی طرف سو وہ دوزخ میں ہے۔ اس حدیث کے دو راوی حماد اور ابو کرب ضعیف ہیں۔

تشریح ❁ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ڈھونڈا علم کو تا کہ تکرار کرے نادانوں سے یا فخر کرے عالموں پر یا متوجہ کرے لوگوں کو اپنی طرف سو وہ دوزخ میں ہے۔

۲۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنْبَاَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ

۲۵۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ سیکھو علم کو اس

Marfat.com

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَآءَ وَ لَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَآءَ وَ لَا تَخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَالنَّارُ النَّارُ۔

لئے کہ فخر کرو اس کے ساتھ علماء پر اور نہ اس لئے کہ قائل کرتے پھرو اس سے نادانوں کو اور نہ ڈھونڈو علم سے عزت کی مجلسوں کو اس لئے کہ جس نے ایسا کیا تو آگ ہی آگ ہے۔

تشریح ﴿﴾ یعنی مستحق ہے دوزخ کا یا وہ علم اس کے حق میں خود آگ ہے۔

۲۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّيْنِ وَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ يَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَاءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَ نَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَ لَا يَكُوْنُ ذَالِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذَالِكَ لَا يُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا ۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِی الْخَطَايَا۔

۲۵۵: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ میری امت سے سمجھ پیدا کریں گے دین میں اور پڑھیں گے قرآن کو اور کہیں گے کہ جائیں ہم امیروں کے پاس سو حاصل کریں ان سے کچھ ان کی دنیا سے اور پھر چلے آئیں اپنا دین لے کر اور یہ بات کبھی ہونے والی نہیں جیسے کہ ببول کے درخت سے کچھ نہیں چنا جاتا مگر کانٹا ایسا ہی ان امیروں کی نزدیکی سے کچھ نہیں ملتا مگر یعنی خطائیں (اس حدیث کی سند بھی کمزور ہے)

۲۵۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُحَارِبِیُّ ثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاذِ الْبَصْرِیِّ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ مَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ مَنْ يَدْخُلُهٗ قَالَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَ اِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللهِ الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِیُّ الْجَوَرَةَ۔

۲۵۶: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگو اللہ سے غم کے کنویں سے۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول اللہ یہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک نالہ ہے جہنم میں کہ جہنم اس سے ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا کہ وہ تیار ہوا ہے قاریوں کے لئے جو اپنے عملوں سے دکھاوا چاہنے والے ہیں اور بدترین قاری اللہ کے آگے وہ ہیں جو آمد و رفت رکھتے ہیں امیروں سے۔ محاربی نے کہا مراد ان امیروں سے ظالم حاکم ہیں۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا ثَنَا بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِیِّ وَ كَانَ ثِقَةً ثُمَّ ذَكَرَ

مذکورہ حدیث کی ایک اور سند۔

Marfat.com

الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ بِاِسْنَادِهٖ۔

حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاذٍ قَالَ مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ عَمَّارٌ لَا اَدْرِیْ مُحَمَّدٌ اَوْ اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ۔

۲۵۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِیِّ عَنْ نَهْشَلٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَ وَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَ مَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِیْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِیْ اَیِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ۔

۲۵۷: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر علم والے حفاظت کرتے علم کی اور رکھتے اس کو اہل کے پاس تو بے شک وہ سردار ہو جاتے اس کی برکت سے اپنے زمانے کے لوگوں پر لیکن ان لوگوں نے خرچ کیا علم کو دنیا والوں پر تا کہ ملے کچھ ان کی دنیا سے۔ سو ذلیل ہو گئے وہ ان کے آگے' سنا میں نے تمہارے نبیؐ سے کہ فرماتے تھے جس نے اپنے سب فکروں کو ایک فکر آخرت کی ٹھہرا لی اللہ تعالیٰ کفایت کرے گا اس کی دنیا کی فکر اور جس کو احوالِ دنیا کے فکروں نے گھیرا اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کے جس جنگل میں بھی ہلاک ہو جائے۔

(اس کی سند ضعیف ہے اس کا راوی نہشل بن سعید منکر بلکہ موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے)۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا ثَنَا بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِیِّ وَ كَانَ ثِقَةً ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ بِاِسْنَادِهٖ۔

تشریح ❁ کہا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے حازم بن یحییٰ نے ان سے ابوبکر نے اور محمد بن عبداللہ بن نمیر نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے ابن نمیر نے انہوں نے معاویہ نصری سے اور وہ ثقہ تھے' پھر ذکر کی حدیث مانند اسی کی اسی اسناد سے۔ مترجم کہتا ہے قولہ جس نے اپنے سب فکروں کو الخ یعنی دنیا سے محبت اور تعلق قلبی نہ رکھا اور آخرت کی تدبیر میں مشغول ہوا اور ہر طرح بہبودی آخرت کا طالب رہا اور دنیا کے کاموں کو تقدیر کے حوالے کیا اور طلبِ دنیا میں حد شرع سے تجاوز نہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے تئیں اپنے فضل سے افکارِ دنیوی سے آزاد کر دے گا اور جو طلبِ دنیا میں ایسا مشغول ہوا کہ آخرت کو بھول گیا وہ ہلاکت میں پڑا۔

۲۵۸: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَاَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهَنَائِیُّ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ الْهُنَائِیُّ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِیِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

۲۵۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ڈھونڈا علم کو غیر خدا کے لئے یا ارادہ کیا اس سے غیر خدا کا تو ڈھونڈ لے اپنی جگہ دوزخ میں۔

۲۵۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَاصِمِ الْعَبَّادَانِیُّ ثَنَا بَشِيْرُ بْنُ

۲۵۹: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول

Marfat.com

مُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَشْعَثَ بْنَ سَوَّارٍ عَنِ ابْنِ
يْرَيْنَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ
تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِتُمَارُوْا بِهِ
سُّفَهَاءَ اَوْ لِتَصْرِفُوا وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ فَمَنْ فَعَلَ
لِكَ فَهُوَ فِي النَّارِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے علم کو نہ سیکھو اس لئے کہ فخر کرو اس کے ساتھ عالموں میں یا تکرار اور بحث کرو اس کے ساتھ نادانوں سے یا متوجہ کرو لوگوں کو اپنی طرف سو جس نے یہ کہا وہ دوزخ میں پڑا (اس حدیث کی سند ضعیف ہے)۔

۲۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ اَنْبَاَنَا وَهْبُ ابْنُ
مٰعِيْلَ الْاَسَدِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ
دِهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ
لْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ وَ يُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَ
صْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللهُ جَهَنَّمَ۔

۲۶۰: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے سیکھا علم اس لئے کہ فخر کرے اس کے ساتھ علماء میں اور تکرار کرے اس سے نادانوں سے اور منہ پھیرے لوگوں کے اپنی طرف داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں۔

۲۴ : بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ

باب: کتمانِ علم کی برائی میں

۲۶۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ
ا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ ثَنَا
طَاءٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ
جُلٍ يَحْفَظُ عِلْمًا فَيَكْتُمُهٗ اِلَّا اُتِيَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لْجَمًا بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ۔

۲۶۱: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسا نہیں کہ علم کو یاد کر کے چھپائے یعنی اس کے اہل سے مگر آئے گا قیامت کے دن کہ لگام لگی ہوگی اس کو دوزخ کی آگ کی۔

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ اَيِ الْقَطَّانُ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ
حَاتِمٍ ثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ ثَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

دوسری سند سے اسی طرح روایت ہے۔

۲۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ
ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى
عَنْهُ يَقُوْلُ وَ اللهِ لَوْ لَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى مَا
حَدَّثْتُ عَنْهُ (يَعْنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
شَيْئًا اَبَدًا لَوْ لَا قَوْلُ اللهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللهُ
مِنَ الْكِتَابِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ۔(البقرہ:۱۷۴۔۱۷۵)

۲۶۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر دو آیتیں اللہ کی کتاب کی نہ ہوتیں تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ روایت نہ کرتا کبھی اور وہ آیتیں یہ ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ سے آخر تک۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے پوری آیتیں سورہ بقرہ میں یوں آئی ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کیا اللہ نے

Marfat.com

کتاب سے اور لیتے ہیں اس کی تھوڑی سی قیمت وہ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ قیامت دن اور نہ سنوارے گا ان کو اور ان کو دکھ کی مار ہے وہی ہیں جنہوں نے خرید کی گمراہی بدلے ہدایت کے اور مار بدلے بخشش کے۔ سو کیا ہے ان کو آگ کی۔ انتہیٰ اور یہ آیتیں اگرچہ یہود کے حق میں نازل ہوئیں کہ انہوں نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو کتاب میں ہے چھپا ڈالی مگر باعتبار عموم کے ہر علم کے چھپانے والے کو شامل ہیں۔

۲۶۳: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اَبِی السَّرِیِّ الْعَسْقَلَانِیُّ ثَنَا خَلْفُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَمَنْ كَتَمَ حَدِيْثًا فَقَدْ كَتَمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔

۲۶۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ جب لعنت کرنے لگے آخر امت اس کے اوّل کو سو جو شخص اس وقت میں ایک حدیث چھپائے اس نے چھپائی وہ چیز جو اتاری اللہ تعالیٰ نے یعنی وہ اوپر کی آیتوں میں داخل ہو گیا جو ابھی مذکور ہوئیں (یہ حدیث از حد ضعیف ہے، حسین بن ابی السری کذاب ہے، عبداللہ بن ابی السری ضعیف ہے علاوہ ازیں عبداللہ کی محمد بن منکدر سے ملاقات بھی ثابت نہیں، یعنی منقطع بھی ہے)۔

۲۶۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ سَلِيْمٍ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔

۲۶۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ (ارشاد) فرماتے تھے جو پوچھا جائے کسی عالم سے اور پھر اسے چھپائے لگام دی جائے گی آگ کی۔

۲۶۵: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ حَبَّانَ بْنِ وَاقِدٍ الثَّقَفِیُّ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْوَاسِطِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَاصِمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاْبٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَتَمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ فِیْ اَمْرِ النَّاسِ اَمْرِ الدِّيْنِ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ۔

۲۶۵: حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے چھپایا کوئی ایسا علم جس سے نفع دیتا ہے اللہ تعالیٰ دین کے کام میں، لگام دے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی (یہ حدیث محمد بن داب کی وجہ سے اور اوپر کی حدیث یوسف بن ابراہیم کی وجہ سے ضعیف ہیں، اول کی نسبت وضع کی طرف کی گئی ہے)۔

۲۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنَا اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْكَرَابِيْسِیُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهٗ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔

۲۶۶: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پوچھا گیا ایسے عالم سے کہ جانتا ہے وہ اس کو پھر چھپایا اس نے تو لگام دی جائے گی اس کو آگ کی۔

Marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَ سُنَنِهَا

یہ ابواب ہیں طہارتوں کے اور اِن کی سنتوں کے بیان میں

۱ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِقْدَارِ الْمَاءِ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: وضو اور غسل جنابت کے پانی کی مقدار میں

۲۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ۔

۲۶۷: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے۔

۲۶۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ۔

۲۶۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے۔

۲۶۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ بَدْرٍ ثَنَا اَبُوْ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ۔

۲۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے۔

۲۷۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ وَ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا ثَنَا بَكْرُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ زَبَّانَ ثَنَا حِبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُجْزِئُ مِنَ الْوُضُوْءِ مُدٌّ وَ مِنَ الْغُسْلِ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ لَا يُجْزِئُنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ يُجْزِئُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ وَ اَكْثَرُ شَعَرًا يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہ سند مذکور مروی ہے کہ (ارشاد) فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافی ہوتا ہے وضو کو ایک مد اور غسل کو ایک صاع۔ تو ایک شخص نے کہا ہم کو اتنا پانی کافی نہیں ہوتا۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کافی ہو جاتا تھا اس کو جو تجھ سے بہتر تھا اور جس کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس حدیث کے دو راوی حبان اور یزید ضعیف ہیں)۔

Marfat.com

تشریح ❁ مترجم کہتا ہے یعنی اگر طہارت و نظافت اور احتیاط اور تقویٰ منظور ہو تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ متقی او
محتاط تھے اور اگر یہ خیال ہو کہ میرے بالوں کو کافی نہ ہوگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر سوائے دسوا
اور شک کے اور کون سی چیز مانع ہے ان کے اتباع سے اور صاع پانچ رطل ہے اور ایک ثلث بغدادی وزن سے اور ایک مد ایک رط
اور ثلث ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے اور یہی معتبر ہے تقریباً۔

۲:بَابُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

باب: فرضیت طہارت میں

۲۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُو بِشْرٍ خَتَنُ الْمُقْرِئِ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالُوْا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْمَلِيْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً اِلَّا بِطُهُوْرٍ وَلَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُوْلٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَ شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهٗ۔

۲۷۱: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کوئی نماز
ساتھ طہارت کے اور قبول نہیں کرتا صدقہ چوری کے ما
سے۔

۲۷۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مَصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةً اِلَّا بِطُهُوْرٍ وَ لَا صَدَقَةً مِنْ غُلُوْلٍ۔

۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں قبول کرتا اللہ تعا
کوئی نماز مگر ساتھ طہارت کے اور نہ صدقہ چوری کے ما
سے۔

۲۷۳: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا اَبُوْ زُهَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَ لَا صَدَقَةً مِنْ غُلُوْلٍ۔

۲۷۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ کوئی نماز مگ
ساتھ طہارت کے اور نہ صدقہ چوری کے مال سے (اس میں
سنان بن سعد ضعیف ہے اور اس سے یزید متفرد ہے جو مجہول
ہے)۔

۲۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقَيْلٍ ثَنَا الْخَلِيْلُ بْنُ ذَكَرِيَّا ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَ لَا صَدَقَةً مِنْ غُلُوْلٍ۔

۲۷۴: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں قبول کرتا اللہ
تعالیٰ کوئی نماز مگر ساتھ طہارت کے اور نہ صدقہ چوری
کے مال سے۔

۳:بَابُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ

باب: نماز کی کنجی طہارت ہے

Marfat.com

۲۷۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِیْمُهَا التَّكْبِیْرُ وَ تَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ۔

۲۷۵: حضرت محمد بن الحنفیہؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کنجی نماز کی طہارت ہے اور احرام اس کا تکبیر اولیٰ ہے اور تحلیل اس کی سلام ہے۔

تشریح ۞ یعنی طہارت سے دروازہ نماز کا کھل جاتا ہے اور تکبیر اولیٰ سے منافیات نماز حرام ہو جاتے ہیں اور سلام سے پھر حلال ہو جاتے ہیں جیسے احرام سے منافیاتِ حج حرام ہو جاتے ہیں۔

۲۷۶: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ طَرِیْفِ السَّعْدِیِّ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ السَّعْدِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَ تَحْرِیْمُهَا التَّكْبِیْرُ وَ تَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ

۲۷۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کنجی نماز کی طہارت ہے اور احرام اس کا تکبیر اولیٰ ہے اور تحلیل اس کی سلام ہے۔

۴: بَابُ الْمُحَافِظَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ

باب: وضو کی محافظت میں

۲۷۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَقِیْمُوْا وَ لَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَ لَا یُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔

۲۷۷: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سیدھے اور مضبوط رہو اور سب نیکیوں کو نہ گھیر سکو گے اور جان لو کہ تمہارے بہتر عملوں میں نماز ہے اور حفاظت نہیں کرتا وضو کی مگر مؤمن۔[1]

تشریح ۞ یعنی عقائد اور اعمال میں اتباع حق اور صراط مستقیم اور طریق سنت کی پیروی پر قائم رہو اور توحید و سنت سے میل کر کے شرک اور بدعت کی طرف نہ جھکو' قولہ اور نہ گھیر سکو گے اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف **علم ان لن تحصوہ** : یعنی تمام نیکیاں پوری پوری ہرگز ادا نہ کر سکو گے اس لئے نماز جو سب سے عمدہ اور افضل ہے اس کی زیادہ احتیاط کرو اور وضو کی حفاظت یہ ہے کہ اکثر اوقات باوضو رہنا اور اس کے سنن اور مستحبات اور فرائض کو بخوبی ادا کرنا اور تکلیفوں اور سردیوں میں پوری طرح سے اعضائے وضو کو دھونا اور حقیقت میں وضو بڑی نعمت ہے اور ایمان کو تازہ کرتا ہے۔

۲۷۸: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ حَبِیْبٍ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ لَیْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةَ وَ لَا یُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔

۲۷۸: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدھے اور مضبوط رہو اور سب نیکیوں کو نہ گھیر سکو گے اور جان لو تمہارے عملوں میں افضل نماز ہے اور حفاظت نہیں کرتا وضو کی مگر مؤمن۔[2]

[1] یہ منقطع ہے۔ [2] اس سند کی حدیث میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

۲۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اَسِيْدٍ عَنْ اَبِیْ حَفْصٍ الدِّمَشْقِیِّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَ نِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ وَ خَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَ لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔(اسناده ضعيف لضعف التابع)

۲۷۹: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت بیان کرتے تھے کہ فرمایا: قائم رہو اور کیا خوب ہے اگر قائم رہو تم سیدھے اور مضبوط رہو اور سب نیکیوں کو نہ گھیر سکو گے تم اور جان لو کہ بہتر تمہارے عملوں میں نماز ہے اور حفاظت نہیں کرتا وضو کی مگر مؤمن۔

۵: بَابُ الْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

باب: اس بیان میں کہ وضو نصف ایمان ہے

۲۸۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرَ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ اَخِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ سَلَامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ مَلْأُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا۔

۲۸۰: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پورا کرنا وضو کا آدھا ایمان ہے اور الحمد للہ بھر دیتی ہے میزان اعمال کو یعنی ثواب سے اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر بھر دیتے ہیں آسمان اور زمین کو اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ دلیل ہے یعنی صدق ایمان کی اور صبر روشنی ہے یعنی دِل کی اور قرآن حجت ہے تیری نجات کی اور تیری ہلاکت کی ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر اپنے نفس کو بیچتا ہے سو اسے آزاد کرنے والا ہے اور کوئی ہلاک کرنے والا ہے۔

تشریح ❁ جس نے اچھے عمل کئے اس نے آزاد کیا اور جس نے برے کئے اس نے ہلاک کیا۔

۶: بَابُ ثَوَابِ الطُّهُوْرِ

باب: طہارت کے ثواب میں

۲۸۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ۔

۲۸۱: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کو آتا ہے کہ نہیں اٹھاتی اس کو مگر نماز یعنی سوائے نماز کے اور کوئی کام مقصود نہیں ہوتا دنیا کے کاموں سے تو نہیں اٹھاتا کوئی قدم مگر بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کا ایک درجہ اور اتارتا ہے اس کا ایک گناہ یہاں تک کہ داخل ہوتا ہے مسجد میں۔

۲۸۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۸۲: حضرت عبداللہ بن صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی دیا نکل جاتے ہیں اس کے گناہ منہ اور ناک

Marfat.com

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيْهِ وَاَنْفِهِ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِهٖ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَاْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ وَ كَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً۔

سے اور جب اس نے منہ دھویا نکل جاتے ہیں اس سے گناہ اس کے منہ سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے پھر جب اس نے دونوں ہاتھ دھوئے تو نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں ہاتھوں سے پھر جب اس نے سر کا مسح کیا تو نکل جاتے ہیں گناہ اس کے سر سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں کانوں سے پھر جب اس نے دونوں پیر دھوئے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے اور ہوتی ہے نماز اس کی اور چلنا اس کا مسجد کی طرف اضافہ۔

۲۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا ثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِىِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهٖ فَاِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ ذِرَاعَيْهِ وَ مَسَحَ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ۔

۲۸۳: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ جب وضو کرتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں ہاتھوں سے جب اپنا منہ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے منہ سے پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے اور سر کا مسح کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کی ہاتھوں سے اور سر سے پھر جب دونوں پیر دھوتا ہے اور نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پیروں سے۔

۲۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِىُّ ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ تَرَ مِنْ اُمَّتِكَ؟ قَالَ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ بُلْقٌ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ۔

۲۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر پہچانیں گے یعنی قیامت میں اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ فرمایا: وہ سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں چمکتے کبرے ہوں گے وضو کے اثر سے یعنی جہاں تک وضو کا اثر ہوتا ہے اتنا بدن نورانی ہوتا ہے۔

۲۸۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ حَدَّثَنِىْ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِىْ حُمْرَانُ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ

۲۸۵: حضرت حمران جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقاعد میں بیٹھے دیکھا کہ انہوں نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

عَفَّانَ قَاعِدًا فِیْ الْمَقَاعِدِ فَدَعَا بِوُضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ: فِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِیْ هٰذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: وَ لَاتَغْتَرُّوْا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ حَبِیْبٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ حَدَّثَنِیْ عِیْسَی بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِیْ حُمْرَانُ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ: نَحْوَهٗ۔

اپنی اسی بیٹھک کی جگہ میں دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا جیسے میں نے وضو کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جس نے وضو کیا میرے اس وضو کی مثل بخشے جائیں گے اس کے اگلے گناہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت سے مغرور مت ہو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس کچھ دکانیں تھیں' ان کو مقاعد کہتے تھے[1]۔

۷: بَابُ السِّوَاكِ

باب: مسواک کے بیان میں

۲۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَ اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَ حُصَیْنٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتَهَجَّدُ یُشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔

۲۸۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے' اپنے دانت مسواک سے ملتے۔

۲۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

۲۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ مشقت ڈالوں میں اپنی امت پر تو حکم کرتا میں ان کو مسواک کا ہر نماز کے وقت (مترجم کہتا ہے اس سے استحباب مسواک کا ہر نماز کے وقت معلوم ہوگیا۔

۲۸۸: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَكِیْعٍ ثَنَا عَتَّامُ بْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَسْتَاكُ۔

۲۸۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے دو دو رکعت اور ہر دوگانہ پر مسواک کرتے جاتے' (مترجم کہتا ہے یہ بھی سنت ہے)۔

۲۸۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَیْبٍ ثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ اَبِی الْعَاتِكَةِ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ یَزِیْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَوَّكُوْا فَاِنَّ السِّوَاكَ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ مَا جَاءَ نِیْ جِبْرِیْلُ اِلَّا اَوْصَانِیْ بِالسِّوَاكِ حَتّٰی لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یُفْرَضَ عَلَیَّ

۲۸۹: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کیا کرو اس لئے کہ مسواک پاک کرنے والی ہے منہ کو راضی کرنے والی ہے پروردگار کو میرے پاس جبرئیل علیہ السلام جب آئے تو یہی وصیت کی کہ مسواک کرو یہاں تک کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ کہیں فرض نہ ہو جائے مجھ پر اور میری امت پر اور اگر مجھے خوف نہ ہوتا اس کا کہ

[1] یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے ماسوا الا تغتر وا جملہ کے۔ (احمد یار)

Marfat.com

وَ عَلٰی اُمَّتِی وَلَوْ لَا اَنِّی اَخَافُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ وَ اِنِّیْ لَا سْتَاكُ حَتّٰی لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ اُحْفِیَ مَقَادِمَ فَمِیْ۔

میں مشقت ڈالوا پنی امت پرتو بے شک میں اس کوفرض کر دیتا ان پر اور میں خود اتنی مسواک کرتا ہوں کہ ڈرتا ہوں کہ چھیل نہ ڈالوں اپنے منہ کے مسوڑھوں کو۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے اس سے کمال ہی فضیلت اور تاکید مسواک کی ثابت ہوئی۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

۲۹۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا شَرِیْكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ عَنْ اَبِیْهِ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ اَخْبِرِیْنِیْ بِاَیِّ شَیءٍ كَانَ النَّبِیُّ یَبْدَاءُ اِذَا دَخَلَ عَلَیْكِ؟ قَالَتْ كَانَ اِذَا دَخَلَ یَبْدَاُ بِالسِّوَاكِ۔

۲۹۰: حضرت شریح نے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھے بتایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس آتے تو پہلے کیا کرتے انہوں نے کہا پہلے مسواک کرتے۔

۲۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا بَحْرُ بْنُ كَثِیْرٍ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ سَاجٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اَنَّ اَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْاٰنِ فَطَیِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ۔

۲۹۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں اور انہیں پاک کیا کرو مسواک سے۔ (اس کی سند ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے امام نوویؒ نے کہا کہ مسواک مستحب ہے جمیع اوقات میں مگر پانچ جگہ میں زیادہ تر مستحب ہے اول نماز کے وقت خواہ اس نے پانی سے طہارت کی ہو یا مٹی سے تیمم یا دونوں کا نافذ ہو ثانی وضو کے وقت ثالث قرأت قرآن کے وقت رابع نیند سے اٹھنے کے وقت خامس منہ کا مزہ بدل جانے کے وقت کہ ترک اکل وشرب سے یا کسی بدبودار چیز کے کھانے سے یا بہت چپ رہنے سے یا بہت بات کرنے سے بدل گیا ہو اور ادلہ قویہ ثابت ہوئے ان وقتوں کے استحباب میں کذا فی الدلیل اور فقیہ مترجم کہتا ہے کہ اسی طرح مسواک مسنون ہے گھر میں داخل ہوتے وقت اور فقہاء نے مسواک میں وہ آداب اور شرائط لگائے ہیں کہ ان کا ثبوت کی دلیل سے نہیں، غرض ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

۸: بَابُ الْفِطْرَةِ

باب: فطرت کے بیان میں

۲۹۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَ قَصُّ الشَّارِبِ۔

۲۹۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: اول ختنہ کرنا، دوسرے زیر ناف کے بال مونڈنا، تیسرے ناخن کترنا، چوتھے بغل کے بال اکھیڑنا، پانچویں لبوں کا کٹانا۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے فطرت کے معنوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ خطابی نے کہا اکثر علماء کا قول ہے کہ مراد اس سے سنت ہے اور بعضوں نے کہا مراد اس سے دین ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح میں یہی لکھا ہے اور ابونعیم نے مستخرج میں اس پر جزم کیا ہے اور ختنہ مراد کا یہ ہے کہ ساری کھال جس سے حشفہ چھپایا ہوا ہے کاٹ ڈالیں اور عورت کا یہ کہ ادنی جز اس جلد کا کاٹیں جو اعلی فرج میں

Marfat.com

ہے اور زیر ناف بال کترنا اور لوزہ سے دور کرنا اور اکھاڑنا تینوں روا ہیں' مگر مونڈنا افضل ہے اور امام شوکانی نے نیل میں لکھا ہے کہ دبر کے گرد کے بال دور کرنا یا مونڈنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا کسی صحابی سے ثابت نہیں اور مجھے اس کی کسی دلیل پر اطلاع نہیں اور بال بغل کے اکھاڑنا ہی سنت ہے مونڈنے اور بال صفا پوڈر سے بھی دفع کرنا روا ہے چنانچہ یونس بن عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں امام شافعیؒ کے پاس گیا اور ان کے پاس حجام ان کی بغل مونڈتا تھا تو امام شافعیؒ نے کہا میں جانتا ہوں سنت اکھیڑنا ہی ہے مگر میں اس کے درد پر قادر نہیں اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی طرف کے بال دور کرے تاکہ تیامن مسنون ہے جوتا پہننے اور کنگھی کرنے اور طہور میں۔

۲۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مَصْعَبٌ وَ نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ۔

۲۹۳: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت سے ہیں لبوں کا کترنا اور داڑھی بڑھانا اور مسواک کرنا اور ناک میں پانی دینا اور ناخنوں کا تراشنا اور انگلیوں کے جوڑ اوپر سے دھونا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور پانی خرچ کرنا یعنی پانی سے استنجا کرنا اور زکریا جو راوی حدیث ہیں انہوں نے کہا کہ مصعب نے کہا میں بھول گیا دسویں چیز مگر شاید کلی کرنا ہو۔

۲۹۴: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاكُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَالْاِنْتِفَاحُ وَالْاِخْتِنَانُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ مِثْلَهٗ۔

۲۹۴: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فطرت سے ہے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور مسواک کرنا اور لبیں ترا شنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈھنا اور انگلیوں کے اوپر کی گانٹھیں دھونا اور پانی چھڑکنا اپنے ازار پر بعد وضو کے' یعنی دفع وسوسہ کے لئے اور ختنہ کرنا۔

۲۹۵: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَ حَلْقِ الْعَانَةِ وَ نَتْفِ الْاِبِطِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔

۲۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وقت مقرر کر دیا گیا ہے ہماری لبیں کترنیں میں اور زیر ناف کے بال مونڈنے میں اور بغل کے بال اکھاڑنے میں اور ناخن تراشنے میں کہ نہ تاخیر کریں ہم اس میں چالیس رات سے زیادہ۔

تشریح: مترجم کہتا ہے یعنی ان چیزوں میں جب طول ہو جائے کاٹ ڈالے اور چالیس روز سے زیادہ تاخیر نہ کرے غرض چالیس رات تک اگر کوئی حلق اور قص نہ کرے تو وہ مخالف سنت نہ گنا جائے گا۔ ایسا ہی کہا امام شوکانی نے نیل میں اور یہ توقیت

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے چنانچہ قصہ تک اس کی اور احمد نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں مذکور ہے۔ اگرچہ اس کی سند میں صدقہ بن موسیٰ ابوالمغیرہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔

۹: بَابُ مَايَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءِ

باب: قضائے حاجت کو جائے تو کیا کہے

۲۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔

۲۹۶: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ بیت الخلاء جنوں کے حاضر ہونے کے مقام ہیں پھر جب کوئی تم میں سے داخل ہونے لگے تو چاہئے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ سے آخر تک کہے یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے ناپاک جنوں سے اور ناپاک جنیوں سے۔

حَدَّثَنَا جَمِيْلُ ابْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ ح وَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا عَبْدَةُ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

دوسری سند سے یہی روایت ہے۔

۲۹۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيْرِ بْنِ سَلْمَانَ ثَنَا خَلَّادٌ الصَّفَّارُ عَنِ الْحَكَمِ النَّصْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ الْكَنِيْفَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ۔

۲۹۷: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ درمیان جنوں کے اور بنی آدم علیہ السلام کی شرمگاہوں کے یہ ہے کہ جب داخل ہوں بیت الخلاء میں بسم اللہ کہیں۔

۲۹۸: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.

۲۹۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کو جاتے تو کہتے اعوذ باللہ سے آخر تک یعنی پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے ناپاکی سے اور ناپاک جنیوں سے۔

۲۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اِذَا دَخَلَ مِرْفَقَهُ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ فَذَكَرَ

۲۹۹: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہ قصور کرے ایک تم میں کا جب داخل ہو بیت الخلاء میں یہ کہنے میں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ سے آخر تک یعنی یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک گندے برے بدکار شیطان راندے ہوئے سے (اس کی سند مذکور ہے بیان نے ہمارے لئے

Marfat.com

نَحْوَهٗ وَ لَمْ يَقُلْ فِيْ حَدِيْثِهٖ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ اِنَّمَا قَالَ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

کسی سند میں عبیداللہ زحر اور علی بن یزید اور قاسم اکٹھے ہو جائیں تو جان لو کہ وہ حدیث موضوع ہے)۔

تشریح ❁ کہا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے ابن ابی مریم سے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث اول کے اور انہوں نے اپنی حدیث میں مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ نہیں کہا کہ فقط اتنا ہی کہا مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

۱۰: بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

باب: بیت الخلاء سے نکلنے کی دُعا کا بیان

۳۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ غُفْرَانَكَ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ وَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ النَّهْدِيُّ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ نَحْوَهٗ۔

۳۰۰: حضرت ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا تو وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے غفرانک کہتے یعنی یا اللہ میں تیری مغفرت چاہتا ہوں۔

۳۰۱: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمَحَارِبِيُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَ عَافَانِيْ۔

۳۰۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو الحمدللہ سے آخر تک پڑھتے یعنی سب تعریف ہے اس اللہ کو جس نے دور کی مجھ سے تکلیف اور عافیت دی مجھ کو۔[1]

تشریح ❁ حقیقت میں پاخانہ و پیشاب بخوبی آنا بڑی ہی نعمت ہے اس کا شکر بندے کو نہایت ضروری ہے۔

۱۱: بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْخَاتِمِ فِي الْخَلَاءِ

باب: بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر اور انگوٹھی کے بیان میں

۳۰۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ۔

۳۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاد کرتے تھے اللہ کو ہر وقت۔

تشریح ❁ مترجم کہتا ہے ظاہر اُمر اداس سے ذکر قلبی ہے کہ وہ تعلق ہے قلب کا اللہ تعالیٰ سے۔

۳۰۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهٗ۔

۳۰۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء کو جانے لگتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔

---

[1] اسماعیل بن مسلم باالاتفاق ضعیف ہے اور ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

تشریح (۱) مترجم کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں تین سطریں کھدی ہوئی تھیں نیچے کی سطر میں محمد اور بیچ کی سطر میں رسول اور اوپر کی سطر میں اللہ مرقوم تھا اور اسی لفظ اللہ کی تعظیم سے آپ اس کو اتار جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس میں اللہ کا نام ہو اسے پاخانے وغیرہ نجس جگہ میں نہ لے جائے۔

۱۲:بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

باب: غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت میں

۳۰۴:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ اَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهٖ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَاجَةَ قال ابوالحسن سَمِعْتُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُوْلُ اِنَّمَا هٰذَا فِي الْحَفِيْرَةِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا فَمُغْتَسَلَاتُهُمُ الْجِصُّ وَالصَّارُوْجُ وَالْقِيْرُ فَاِذَا بَالَ فَاَرْسَلَ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا بَاسَ بِهٖ۔

۳۰۴: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہرگز نہ پیشاب کرے کوئی تم میں سے اپنے غسل کی جگہ میں اس لئے کہ اکثر وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے کہا ابوعبداللہ ابن ماجہ نے کہ سنا میں نے علی بن محمد سے کہ فرماتے تھے کہ یہ نہی اس جگہ ہے جہاں نہانے کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہوتا ہے۔

تشریح (۲) اس لئے کہ اس میں چھینٹے پڑنے کا یقین ہے انتہی۔ مگر آج کے دنوں میں جو غسل خانوں میں چونہ اور صاروج اور قیر ملا ہوا ہے ان میں اگر پیشاب کرے اور پانی بہادے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مترجم کہتا ہے قیر ایک روغن ہے کہ اکثر کشتیوں پر ملا جاتا ہے جس کو ذامر کہتے ہیں۔

۱۳:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

باب: کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں

۳۰۵:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ وَ هُشَيْمٌ وَ وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا۔

۳۰۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک قوم کے گھورے پر اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔

۳۰۶:حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا قَالَ شُعْبَةُ قَالَ عَاصِمٌ يَوْمَئِذٍ وَهٰذَا الْاَعْمَشُ يَرْوِيْهِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَ مَا حَفِظَهٗ فَسَاَلْتُ عَنْهُ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِيْهِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا۔

۳۰۶: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک قوم کے گھورے (کوڑے) پر اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔

تشریح (۳) کہا شعبہ نے کہ عاصم نے اس روایت میں یَوْمَئِذٍ یعنی یوں کہا کہ آئے ایک قوم کے گھورے پر اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا اسی دن اور یہ اعمش روایت کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ابی وائل سے وہ حذیفہ سے اور انہیں یاد نہیں رہا سو میں نے اس کو منصور سے دریافت کیا تو انہوں نے ابی وائل سے انہوں نے حذیفہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک قوم کے گھورے پر اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔

Marfat.com

۱۴:بَابُ فِي الْبَوْلِ قَاعِدًا

باب: بیٹھ کر پیشاب کرنے کے بیان میں

۳۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى السُّدِّيُّ ، قَالُوْا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ اَنَا رَاَيْتُهٗ يَبُوْلُ قَاعِدًا۔

۳۰۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو تجھ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو تُو اسے سچا نہ جان میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

تشریح ﴿﴾ گھورے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس ضرورت سے تھا کہ کپڑوں میں نجاست نہ بھرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ کے گھٹنے میں پھوڑا تھا۔ آپؐ تکلیف کی وجہ سے بیٹھ نہ سکے اور شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر نہ ہو اس لئے کہ وہ حادثہ باہر کا ہے' باقی رہی عادت مبارک وہ بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کی تھی۔ جیسا ام المؤمنین نے روایت کیا رضی اللہ عنہا و والدیہا۔

۳۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ ابْنِ اَبِي اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ ! لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ۔

۳۰۸: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے عمرؓ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا' سو پھر میں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ (اس کا ایک راوی عبدالکریم متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

۳۰۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا عَدِيُّ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبُوْلَ قَائِمًا سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيْدَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيَّ يَقُوْلُ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ اَنَا رَاَيْتُهٗ يَبُوْلُ قَاعِدًا ، قَالَ الرَّجُلُ اَعْلَمُ بِهٰذَا مِنْهَا قَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ كَانَ مِنْ شَانِ الْعَرَبِ الْبَوْلُ قَائِمًا اَلَا تَرَاهُ فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَنَةَ يَقُوْلُ قَعَدَ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْاَةُ۔

۳۰۹: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا' سنا میں نے محمد بن یزید سے جن کی کنیت ابوعبداللہ ہے کہ فرماتے تھے سنا میں نے احمد بن عبدالرحمٰن مخزومیؒ سے کہتے تھے کہ فرمایا سفیان ثوری نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یعنی جو اوّل باب میں گزری اَنَا رَاَيْتُهٗ يَبُوْلُ قَاعِدًا کہ مرد اس حال سے زیادہ تر واقف ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس لئے کہ پیشاب کرنا حضرت ﷺ کا کسی قوم کے گھورے پر ظاہر ہے کہ گھر میں نہ تھا جو بیبیاں اس سے واقف ہوتیں۔ احمد بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ عرب کی عادت تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے کیا دیکھا نہیں تو نے عبدالرحمٰن بن حسنہ کی روایت میں کہ یہودی کہتے تھے کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے لگے جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور یہ مقولہ یہود کا تھا' آنحضرت ﷺ کے بارے میں (اور عبدالرحمٰن بن حسنہ والی روایت میں عدی بن فضل متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

Marfat.com

۱۵:بَابُ كَرَاهَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِيْنِ وَالْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ

باب: داہنے ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے اور استنجا کرنے کی کراہت میں

۳۱۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي الْعِشْرِيْنَ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَ لَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهٖ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ بِاِسْنَادِهٖ۔

۳۱۰: حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

۳۱۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الصَّلْتُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ مَا تَغَنَّيْتُ وَ لَا تَمَنَّيْتُ وَلَا مَسِسْتُ ذَكَرِيْ بِيَمِيْنِيْ مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔

۳۱۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نہ گایا میں نے اور نہ جھوٹ بولا میں نے اور نہ اپنی شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے چھوا جب سے کہ بیعت کی میں نے ان باتوں کی رسول اللہ ﷺ سے۔

تشریح: ابن ماجہ کا مترجم کہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی باتوں میں جن کی ضرورت ہو ان پر بیعت لینا سنت ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی بیعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لی اب جو بیعت کو بدعت کہے وہ اہل بدعت ہے۔

۳۱۲: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اسْتَطَابَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِيْنِهٖ لِيَسْتَنْجِ بِشِمَالِهٖ۔

۳۱۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب طہارت کرے کوئی تم میں سے یعنی استنجاء تو داہنے ہاتھ سے نہ کرے چاہئے کہ بائیں ہاتھ سے کرے۔

۱۶:بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ

باب: پتھر سے استنجا کرنے میں اور گوبر اور ہڈی سے استنجے کی کراہت میں

۳۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ اُعَلِّمُكُمْ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَ اَمَرَ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ وَ نَهٰى عَنِ

۳۱۳: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے باپ کی جگہ ہوں اپنے بیٹے کے لئے یعنی براہ شفقت اور تعلیم کے سکھاتا ہوں میں تم کو کہ جب تم پاخانے جاؤ تو قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو اور حکم کیا آپ نے تین پتھروں سے استنجا کرنے کا اور منع کیا گوبر اور ہڈی

Marfat.com

الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَ نَهٰى اَنْ يَسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ۔

سے اور منع کیا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔

۳۱۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ لَيْسَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ذَكَرَهٗ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنِ الْاَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَى الْخَلَاءَ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَاَتَيْتُهٗ بِحَجَرَيْنِ وَ رَوْثَةٍ فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَ اَلْقَى الرَّوْثَةَ وَ قَالَ هِيَ رِجْسٌ۔

۳۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو گئے اور مجھ سے فرمایا کہ تین پتھر لا' سو میں دو پتھر لایا اور ایک گوبر کا ٹکڑا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر لے لیا اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے۔

تشریح ﴿﴾ مترجم کہتا ہے احتمال ہے کہ آپؐ نے تیسرا پتھر خود ڈھونڈ لیا' چنانچہ آگے کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تین پتھر لینا سنت ہے۔

۳۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْ خُزَيْمَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: فِي الْاِسْتِنْجَاءِ ثَلَاثَةُ اَحْجَارٍ لَيْسَ فِيْهَا رَجِيْعٌ۔

۳۱۵: حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: استنجا تین پتھروں سے ہوتا ہے کہ جن میں گوبر وغیرہ نہ ہو۔

تشریح ﴿﴾ مترجم کہتا ہے امام شافعی کا مذہب یہی ہے کہ استنجا میں تین پتھر لینا درست ہے۔

۳۱۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَاوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَلْمٰنَ قَالَ قَالَ لَهٗ بَعْضُ الْمُشْرِكِيْنَ وَ هُمْ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ اِنِّيْ اَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَائَةَ قَالَ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَ لَا نَسْتَنْجِيَ بِاَيْمَانِنَا وَ لَا نَكْتَفِيَ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ لَيْسَ فِيْهَا رَجِيْعٌ وَ لَا عَظْمٌ

۳۱۶: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سے کسی مشرک نے ٹھٹھے کی راہ سے کہا کہ میں تمہارے رفیق (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) دیکھتا ہوں کہ وہ ہر چیز تم کو سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پاخانے میں جانا بھی' تو سلمان نے جواب دیا کہ ہاں حکم کیا آپؐ نے ہم کو کہ ہم منہ نہ کریں قبلے کی طرف یعنی استنجے کے وقت اور نہ استنجا کریں اپنے داہنے ہاتھوں سے اور نہ لیں ہم تین پتھروں سے کم اور وہ تین پتھر بھی ایسے کہ ان میں گوبر اور ہڈی نہ ہو۔

۱۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

باب: پیشاب اور پاخانے کے وقت قبلہ رُخ ہونے کی نہی میں

۳۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ

۳۱۷: حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

Marfat.com

بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىَّ يَقُوْلُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ حَدَّثَ النَّاسَ بِذَالِكَ۔

سب سے اول یہ حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے سنا پیشاب نہ کرے کوئی تم میں سے قبلہ کی طرف منہ کر کے اور میں نے ہی سب سے پہلے یہ حدیث لوگوں سے بیان کی۔

۳۱۸: حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىَّ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الَّذِىْ يَذْهَبُ اِلَى الْغَائِطِ الْقِبْلَةَ اَوْ قَالَ شَرِّقُوْا وَ غَرِّبُوْا۔

۳۱۸: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس کو جو پاخانے جائے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے اور فرمایا کہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو (یہ حکم مدینہ والوں کو ہے کہ ان کا منہ پورب یا پچھم ہوتا ہے تو قبلہ ایک طرف رہ جاتا ہے)۔

۳۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِىُّ عَنْ اَبِىْ زَيْدٍ مَوْلَى الثَّعْلَبِيِّيْنَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ اَبِىْ مَعْقِلٍ الْاَسَدِىِّ وَ قَدْ صَحِبَ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ۔

۳۱۹: حضرت معقل اسدی رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور پاخانے کے وقت منع فرمایا۔ قبلتین سے مراد مسجد الحرام اور بیت المقدس ہے (یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا راوی ابو زید مجہول الحال ہے)۔

۳۲۰: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِىُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ اَنَّهٗ شَهِدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَبَوْلٍ۔

۳۲۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو منع فرمایا کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور قبلہ کی طرف پیشاب کرنے سے۔

۳۲۱: قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ وَ حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ سَعْدٍ عُمَيْرُ بْنُ مِرْدَاسٍ الدُّوْنَقِىُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ اَبُوْ يَحْيٰى الْبَصْرِىُّ ثَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانِىْ اَنْ اَشْرَبَ قَائِمًا وَ اَنْ اَبُوْلَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔

۳۲۱: اس حدیث کا ترجمہ اوپر گزرا۔ (ان دونوں کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے)۔

۱۸: بَابُ الرُّخْصَةِ فِىْ ذَالِكَ فِى الْكَنِيْفِ وَ اِبَاحَتِهٖ دُوْنَ الصَّحَارٰى

باب: اس کی رخصت ہے بیت الخلاء میں سوائے جنگل کے

Marfat.com

۳۲۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيُّ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمَّهٗ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ يَقُوْلُ النَّاسُ اِذَا قَعَدْتَ لِلْغَائِطِ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْاَيَّامِ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدَسِ هٰذَا حَدِيْثُ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ۔

۳۲۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جب بیٹھے تو پاخانے کو قبلہ کی طرف منہ نہ کر حالانکہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کچی اینٹوں پر بیٹھے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے۔

تشریح ﴿لِلْغَائِطِ﴾ یعنی پاخانہ کے لئے کہا مؤلف نے کہ یہ روایت یزید بن ہارون کی ہے۔

۳۲۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عِيْسٰى خَيَّاطٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ كَنِيْفِهٖ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قَالَ عِيْسٰى فَقُلْتُ ذَالِكَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ وَ صَدَقَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ فِي الصَّحْرَاءِ لَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ لَا يَسْتَدْبِرْهَا وَ اَمَّا قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ فَاِنَّ الْكَنِيْفَ لَيْسَ فِيْهِ قِبْلَةٌ اسْتَقْبِلْ فِيْهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۳۲۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے بیت الخلاء میں قبلہ رخ بیٹھے تھے۔

اس کا ترجمہ حاشیہ میں ہے۔

تشریح ﴿قَالَ عِيْسٰى﴾ کہا عیسیٰ نے میں نے یہ حدیث شعبی سے بیان کی تو انہوں نے کہا ابن عمرؓ نے سچ کہا اور ابو ہریرہؓ نے بھی سچ کہا لیکن ابو ہریرہؓ کا قول سو یہ ہے کہ انہوں نے کہا صحرا میں نہ قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ اور قول ابن عمرؓ کا یہ ہے کہ ٹٹی خانہ میں قبلہ کا لحاظ نہیں جدھر تیرا جی چاہے منہ کر۔ کہا ابوالحسن نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن موسیٰ سے اور مثل اس کے ذکر کیا۔

۳۲۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَوْمٌ يَكْرَهُوْنَ اَنْ

۳۲۴: حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک قوم کا کہ وہ کراہت کرتے ہیں کہ قبلے کی طرف اپنی فرج کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گمان کرتا ہوں میں کہ انہوں نے

Marfat.com

يَسْتَقْبِلُوْا بِفُرُوْجِهِمُ الْقِبْلَةَ فَقَالَ اَرَاهُمْ قَدْ فَعَلُوْهَا اسْتَقْبِلُوْا بِمَقْعَدَتِيَ الْقِبْلَةَ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ مِثْلَهٗ۔

ایسا ہی کیا میں نے بیت الخلاء میں میرے بیٹھنے کی جگہ قبلہ رخ کردو۔

تشریح: کہا ابوالحسن قطان نے روایت کی مجھ سے یحیٰی نے انہوں نے عبدالعزیز بن مغیرہ سے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے خالد بن ابی الصلت سے مثل اس کے۔

۳۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ عَنْ اَبَانَ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا۔

۳۲۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب کے وقت پھر میں نے ان کو دیکھا وفات سے ایک سال پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوتے تھے۔

۱۹: بَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ بَعْدَ الْبَوْلِ

باب: پیشاب کے بعد طہارت کے بیان میں

۳۲۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ يَزْدَادَ الْيَمَانِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ ابْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا زَمْعَةُ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۳۲۶: حضرت یزداد یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے تو چاہئے کہ جھاڑے ذکر اپنا تین بار یعنی نچوڑے۔[2]

تشریح: مترجم کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں اور آپ سے نہی استقبال و استدبار دونوں وارد ہوئی ہیں اور فعل بھی اسی کا مروی ہوا ہے۔ پس عمدہ صورت تطبیق کی یہ ہے کہ نہی اگر تحریمی ہو تو مراد اس سے صحرا ہے یعنی کھلے میدانوں میں منع ہے اور اگر نہی تنزیہی ہو تو فعل بیان جواز کے لئے ہے اور یہی ظاہرہ کذا فی حجۃ اللہ البالغہ۔

ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے علی بن عبدالعزیز نے انہوں نے ابونعیم سے انہوں نے زمعہ سے مانند اس کے۔

مترجم کہتا ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زادالمعاد میں کہا ہے کہ اگر نچوڑنا ذکر کا اور اس کا حکم کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مگر ان دونوں میں سے کوئی صحیح نہیں نہ کرنا آپ کا نہ حکم فرمانا اور جو وسواس میں مبتلا ہیں اور ذکر کو نچوڑتے ہیں اور کنگھارتے ہیں اور اس کے منہ غور سے دیکھتے ہیں اور پکڑ کر لٹکتے ہیں اور سیڑھ پر چڑھتے ہیں اور سوراخ میں روئی رکھتے ہیں اور سوراخ میں پانی ٹپکاتے ہیں اور چہل قدمی کرتے ہیں ان سب ناپاک بدعتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے۔

---

[1] امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ (احمد یار)

[2] یہ حدیث ضعیف ہے زمعہ و یسے ضعیف ہے اور یزداد صحابی نہیں ہیں۔ (احمد یار)

Marfat.com

۲۰:بَابُ مَنْ بَالَ وَ لَمْ يَمَسَّ مَاءً

باب:اس کے بیان میں جو پیشاب کر کے پانی نہ لے

۳۲۷:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيٰى التَّوْاَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ انْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُوْلُ فَاتَّبَعَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِمَاءٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عُمَرُ ! قَالَ مَاءٌ قَالَ مَا اُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّاَ وَ لَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً۔

۳۲۷:حضرت عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ پانی لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے اے عمر رضی اللہ عنہ! انہوں نے عرض کی پانی ہے یعنی وضو کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ جب پیشاب کروں وضو کروں اور اگر میں ایسا کرتا تو واجب ہو جاتا۔

تشریح :ﷺ مترجم کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت باوضو رہنا واجب نہیں اگر چہ فضیلت سے خالی نہیں۔

۲۱:بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْخَلَاءِ عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ

باب: راستے میں پیشاب کرنے کی نہی میں

۳۲۸:حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْحِمْيَرِیَّ حَدَّثَهٗ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَتَحَدَّثَ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَسْكُتُ عَمَّا سَمِعُوْا فَبَلَغَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَ مَا يَتَحَدَّثُ بِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا وَ اَوْشَكَ مُعَاذٌ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنْ يَفْتِنَكُمْ فِی الْخَلَاءِ فَبَلَغَ ذَالِكَ مُعَاذً رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُفَلَقِيَهٗ فَقَالَ مُعَاذٌرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ التَّكْذِيْبَ بِحَدِيْثٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نِفَاقٌ وَ اِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ قَالَهٗ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِتَّقُوْا لُمَلَا عِنَ الثَّلَاثَ الْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَالظِّلِّ وَ قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ۔

۳۲۸:حضرت ابو سعید حمیری رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ ایسی حدیثیں بیان کرتے تھے جو اوریاروں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی تھیں اور جو سنی تھیں ان کو نہ بیان کرتے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی روایتیں پہنچیں تو انہوں نے کہا قسم ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی' میں نے تو یہ نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایسا فرماتے ہوں اور شاید معاذؓ تم کو دھوکہ دیتے ہوں چھپ کر سو یہ بات پہنچی معاذؓ کو اور معاذؓ عبداللہ سے ملے اور کہا اے عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلانا نفاق ہے اور اس کے جھٹلانے کا عذاب اسی پر ہوتا ہے جس نے وہ روایت بیان کی البتہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بچو تم لعنت کی تین چیزوں سے پہلی پاخانہ پھرنا مسافروں کے اترنے کی جگہ میں' دوسری سایہ میں' تیسری راستے میں۔(اس حدیث کا مضمون صحیح لیکن سند ضعیف ہے)۔

تشریح :ﷺ چونکہ ان تینوں جگہ میں پاخانہ پھرنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا۔

۳۲۹:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ

۳۲۹:حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ ثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيْسَ عَلٰى جَوَادِ الطَّرِيْقِ وَالصَّلٰوةَ عَلَيْهَا فَاِنَّهَا مَاْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ وَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا فَاِنَّهَا مِنَ الْمَلَاعِنِ۔

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم راستے کے بیچ میں رات کو ٹھہرنے سے اور وہاں نماز پڑھنے سے اس لئے کہ وہ سانپوں اور درندوں کی جگہ ہے اور جو تم وہاں پاخانہ پھرنے سے اس لئے کہ یہ لعنت کا سبب ہے۔

۳۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ قُرَّةَ عَنِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُصَلَّى عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ اَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءُ عَلَيْهَا اَوْ يُبَالَ فِيْهَا۔

۳۳۰: حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ نماز پڑھی جائے راہ کے بیچ میں یا پاخانہ پھیرے یا پیشاب کرے وہاں۔

۲۲: بَابُ التَّبَاعُدِ لِلْبَرَازِ فِي الْفَضَاءِ

باب: پاخانے کیلئے دور جانے کے بیان میں

۳۳۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ۔

۳۳۱: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کو تشریف لے جاتے تو دور جاتے۔

۳۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْمُثَنّٰى عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ فِيْ سَفَرٍ فَتَنَحّٰى لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ جَاءَ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ۔ (اسنادہ ضعیف)

۳۳۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کسی سفر میں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے دور گئے اور پانی منگایا اور وضو کیا۔

۳۳۳: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ اِذَا ذَهَبَ اِلَى الْغَائِطِ اَبْعَدَ۔

۳۳۳: حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے کے لئے تشریف لاتے تو دور جاتے۔

۳۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ (قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاسْمُهٗ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ وَالْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ قُرَادٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فَاَبْعَدَ۔

۳۳۴: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج کیا میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو دور گئے۔

۳۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ

۳۳۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

۱ اس کی سند ضعیف ہے۔ (ابوغدہ)

Marfat.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ سَفَرٍ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَأْتِی الْبَرَازَ حَتّٰی يَتَغَيَّبَ فَلَا يُرٰی ۔

وسلم پاخانے کو نہ بیٹھتے مگر جب ایسے غائب ہو جاتے کہ نظر نہ آتے۔

۳۳۶: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ جَعْفَرٍ ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ اَبْعَدَ ۔ (فِی اسنادہ کثیر بن عبد اللہ ضعیف)

۳۳۶: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو دور جاتے۔

۲۳: بَابُ الْاِرْتِيَادِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

باب: پاخانے اور پیشاب کیلئے دو جگہ ڈھونڈنے کے بیان میں

۳۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُصَيْنٍ الْحِمْيَرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخَيْرِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَ مَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَ مَنْ تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَ مَنْ لَاكَ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ ذَاكَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَ مَنْ اَتَی الْخَلَاءَ فَلْيَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اِلَّا كَثِيْبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ عَلَيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِیْ اٰدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَ مَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔

۳۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ڈھیلے لئے چاہئے کہ طاق لے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور جس نے نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور جس نے خلال کیا اور دانتوں میں سے کچھ نکالا تو چاہئے کہ تھوک دے اور جو زبان کی حرکت سے نکالا اسے نگل جائے اور جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں اور جو پاخانے جائے تو آڑ میں ہو جائے اگر آڑ کی جگہ نہ پائے سوا ایک ڈھیر ریت کے تو اس کو زیادہ کر لے اپنی پیٹھ کی طرف اس لئے کہ شیطان کھیلتا ہے مقعدوں سے بنی آدم کے جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں۔

تشریح ﴿﴾ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے عبدالرحمٰن بن عمرؒ نے انہوں نے عبدالملک بن صباح سے اپنی اسناد سے مانند اس کے اور اس میں یہ مضمون زیادہ ہے کہ جو سرمہ لگائے تو طاق لگائے جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں اور جو زبان کی حرکت سے نکالے وہ نگل جائے۔

۳۳۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ بِاِسْنَادِهٖ نَحْوَهٗ وَ زَادَ فِيْهِ وَ مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَ مَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَ مَنْ لَاكَ فَلْيَبْتَلِعْ۔

۳۳۸: اس کا ترجمہ حاشیہ میں ہے۔

۳۳۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَعْلَی ابْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَاَرَادَ اَنْ يَقْضِیَ

۳۳۹: حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کسی سفر میں اور ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

فَاجَتَهٗ فَقَالَ لِیْ اِنْتِ تِلْكَ الْاَشَاءَ تَیْنِ قَالَ وَكِیْعٌ هِیَ النَّخْلَ الصِّغَارَ فَقُلْ لَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اٰمُرُكُمَا اَنْ تَجْتَمِعَا فَاجْتَمَعَتَا فَاسْتَتَرَبِهِمَا فَقَضٰی فَاجَتَهٗ ثُمَّ قَالَ لِیْ اِنْتِهِمَا فَقُلْ لَهُمَا لِتَرْجِعْ كُلُّ اَحِدَةٍ مِنْكُمَا اِلٰی مَكَانِهَا فَقُلْتُ لَهُمَا فَرَجَعَتَا

وسلم نے قضائے حاجت کا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جا کھجوروں کے ان دو درختوں کے پاس اور ان سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کو حکم کرتے ہیں کہ تم دونوں ایک جگہ ہو جاؤ۔ سو وہ دونوں ایک جگہ ہو گئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے قضائے حاجت کی پھر مجھ سے فرمایا کہ جا ان کے پاس اور کہہ کہ وہ دونوں اپنی جگہ لوٹ جائیں سو میں نے ان سے کہا اور وہ لوٹ گئے۔

له شاهد من حديث انس و ابن عُمَرَ (رَاهُمَا الترمذی)

۳۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا اَبُوْ النُّعْمَانِ ثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ اَحَبَّ مَا اشْتَرَبِهِ لِلنَّبِیِّ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ۔

۳۴۰: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا سب سے زیادہ پیارے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ کے لئے پاخانے کے وقت زمین کا ٹیلہ یا کھجوروں کے جھنڈ تھے۔

تشریح: یہ معجزہ تھا آپ ﷺ کے حکم کے موافق اپنی جگہ چھوڑ کر چلا آیا جو بشرکہ آپ کے حکم سے اپنی عادت نہ چھوڑے وہ ان سے زیادہ ناعقل ہے۔

۳۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِیْلِ بْنِ خُوَیْلِدٍ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنِیْ اِبْرٰهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ یَعْلَی بْنِ حَكِیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الشِّعْبِ فَبَالَ حَتّٰی اٰنِیْ اَوٰی لَهٗ مِنْ فَلْكٍ وَ رِكَیْهِ حِیْنَ بَالَ۔

۳۴۱: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ راہ سے مرے رسول اللہ ﷺ ایک گھاٹی کی طرف اور پیشاب کیا یہاں تک کہ میں ان کے پیروں کے بہت کشادہ ہونے پر رحم کھاتے تھے جب وہ پیشاب کرتے تھے (اس حدیث کی سند کمزور ہے محمد بن ذکوان منکر الحدیث ہے۔[1])

۲۴: بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَی الْخَلَاءِ وَالْحَدِیْثِ عِنْدَهٗ

باب: دو شخصوں کے مل کر رفع حاجت جانے اور اس میں باتیں کرنے کی نہی میں

۳۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ اَنْبَاَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا یَتَنَاجَ اثْنَانِ عَلٰی غَائِطِهِمَا یَنْظُرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِلٰی عَوْرَةِ صَاحِبِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَمْقُتُ عَلٰی ذَالِكَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا سَلْمُ بْنُ

۳۴۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں باتیں کریں دو شخص رفع حاجت کے وقت کہ ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتے ہوں اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ غصہ ہوتا ہے اس پر۔

---

[1] امام نسائی اور دارقطنی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ (از مدیر)

Marfat.com

اِبْرَاهِيْمَ الْوَرَّاقُ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ هُوَ الصَّوَابُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيْدٍ ثَنَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَبْنِ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهٗ

تشریح: کہا مؤلف نے روایت کی ہم سے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے سلم بن ابراہیم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے عیاض بن ہلال سے کہا محمد بن یحییٰ نے اور یہی صواب ہے اور روایت کی ہم سے محمد بن حمید نے انہوں نے علی بن ابی بکر سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عکرمہ بن عمار سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے مانند اس کے۔

۲۵: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِى الْمَاءِ الرَّاكِدِ

باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی نہی میں

۳۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِى الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔

۳۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۳۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِى الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔

۳۴۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۳۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ ثَنَا ابْنُ اَبِىْ فَرْوَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِى الْمَاءِ النَّاقِعِ۔

۳۴۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔[1]

۲۶: بَابُ التَّشْدِيْدِ فِى الْبَوْلِ

باب: پیشاب سے پرہیز کی تاکید میں

۳۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِىْ يَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ اِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ انْظُرُوْا اِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْاَةُ

۳۴۶: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی پس اس کو رکھ دیا۔ پھر بیٹھے یعنی اس کی آڑ میں اور پیشاب کیا اس طرف سو بعضوں نے کہا (یعنی کافروں میں سے کہ دیکھو) اس کی طرف کہ پیشاب کرتا ہے جیسے عورت پیشاب

---

[1] اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن ابی فروۃ متروک ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ فَقَالَ وَيْحَكَ اَمَا عَلِمْتَ مَا اَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِيْضِ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ فَعُذِّبَ فِيْ قَبْرِهٖ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا لِاَعْمَشُ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

کرتی ہے۔ سو سنا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا خرابی ہو تیری تجھے خبر نہیں جو مصیبت پہنچی بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو۔ بنی اسرائیل کا قاعدہ تھا کہ جب کپڑا پیشاب سے بچ جاتا تو اس کپڑے وغیرہ کو کاٹ ڈالتے تھے قینچیوں سے سو اس آدمی نے اس کو منع کیا پس عذاب کیا گیا وہ اپنی قبر میں۔

تشریح: ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی کہ ہم سے ابوحاتم نے انہوں نے عبیداللہ بن موسیٰ سے انہوں نے اعمش سے اور ذکر کیا حدیث کو مانند اول کے۔

۳۴۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِقَبْرَيْنِ جَدِيْدَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهٖ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ۔

۳۴۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو نئی قبروں پر گزرے اور ارشاد فرمایا ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور عذاب نہیں ہوتا کسی بڑے گناہ سے وہ ایک ان میں کا پرہیز نہ کرتا تھا پیشاب سے اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

۳۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ۔

۳۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اکثر عذاب قبر کا پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۳۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ حَدَّثَنِيْ بَحْرُ بْنُ مَرَّارٍ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيُعَذَّبُ فِي الْبَوْلِ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُعَذَّبُ فِي الْغِيْبَةِ۔

۳۴۹: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا گزرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر اور فرمایا ان پر عذاب ہوتا ہے اور نہیں عذاب ہوتا کسی بڑے گناہ پر سو ایک ان میں سے پیشاب سے نہ بچنے کے سبب سے عذاب میں ہے اور دوسرا غیبت کی وجہ سے۔

تشریح: ابوالحسن نے ہم سے روایت کی ابوحاتم نے انصاری سے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث اول کے۔

۲۷: بَابُ الرَّجُلُ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَ هُوَ يَبُوْلُ

باب: پیشاب کرنے والے کے سلام کے بیان میں

۳۵۰: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ وَ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِيُّ قَالَا ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ وَعْلَةَ اَبِيْ سَاسَانَ الرَّقَاشِيِّ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ ابْنِ

۳۵۰: حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے کہا آیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور میں نے سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا پھر جب وضو کر چکے فرمایا مجھے

Marfat.com

عُمَيْرِ بْنِ جُذْعَانَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِهٖ قَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنْ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْكَ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا الْاَنْصَارِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

کوئی مانع نہ تھا جواب دینے میں سے' صرف اتنی بات تھی کہ میرا وضو نہ تھا۔

۳۵۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا فَرَغَ ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ فَتَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

۳۵۱: حضرت ابوہریرہؓ نے کہا گزرا ایک مرد آنحضرتؐ کے پاس سے اور آپ ﷺ پیشاب کرتے تھے اور اس نے سلام کیا۔ آپؐ نے جواب نہ دیا پھر جب فارغ ہوئے دونوں ہاتھ آپؐ نے زمین پر مارے اور تیمم کیا پھر جواب دیا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے اوزاعی نے کہا کہ مسلمہ بن علی اس حدیث کا راوی منکر بلکہ موضوع روایتیں بیان کرتا ہے)۔

۳۵۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتَنِيْ عَلٰى مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ ذَالِكَ لَمْ اَرُدَّ عَلَيْكَ۔

۳۵۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور اس نے سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے ایسے کام میں دیکھو تو سلام نہ کرو اور اگر ایسے وقت میں تم سلام کرو گے تو میں جواب نہ دوں گا۔

۳۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ اَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ۔

۳۵۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے اور اس نے سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔[1]

۲۸: بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

باب: پانی سے استنجا کرنے کے بیان میں

۳۵۴: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ قَطُّ اِلَّا مَسَّ مَاءً۔

۳۵۴: ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کبھی نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ پاخانے سے نکلے ہوں اور پانی نہ لیا ہو یعنی ہمیشہ پانی سے استنجا پاک کرتے تھے۔

---

[1] یہ حدیث بخاری کے سوا کتب ستہ میں ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

۳۵۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عِمَارٍ ثَنَا صَدَقَةُ ابْنُ خَالِدٍ ثَنَا عُتْبَةُ بْنُ اَبِیْ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِیْ طَلْحَةُ ابْنُ نَافِعٍ اَبُوْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ وَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ [التوبة: ۱۰۸] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِی الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُكُمْ قَالُوْا نَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ وَ نَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ نَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ قَالَ فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ۔

۳۵۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ جب اتری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار کے اللہ نے تمہاری تعریف کی طہارت کی وجہ سے سو تمہاری طہارت کس طور پر ہے۔ انہوں نے عرض کی نماز کے لئے ہم وضو کرتے ہیں اور جنابت کے لئے استنجا اور غسل کرتے ہیں پانی سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی سبب ہے تم اس طہارت کو لازم جانو (اس کا راوی عتبہ بن ابی الحکم ضعیف ہے اور طلحہ نے ابوایوبؓ کا زمانہ نہیں پایا)۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے معنی آیت کے یہ ہیں: ''اس میں ایسے لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں کہ پاک رہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو'' اور ضمیر اس آیت میں مسجد قبا یا مسجد نبویؐ کی طرف راجع ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکوں کو یعنی ان سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسے اپنے دوستوں سے اور مراد اس سے شاید پانی سے استنجا کرنا ہے کہ وہ مخصوص تھا ساتھ انصار کے اور غسل جنابت اور وضو تو مہاجرین بھی جانتے تھے۔ کذا فی المرقاۃ۔

۳۵۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّیِّ عَنْ اَبِی الصِّدِّيْقِ النَّاجِیِّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ كَانَ يَغْسِلُ مَقْعَدَتَهٗ ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ دَوَاءً وَ طُهُوْرًا قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ ابْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ وَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِیُّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا شَرِيْكٌ نَحْوَهٗ۔

۳۵۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے تھے اپنی مقعدتین یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے بھی ایسا ہی کیا اور اس کو دوا اور پاکیزگی دونوں پایا یعنی دوا امراض خبیثہ یعنی بواسیر وغیرہ کی۔ (اس حدیث کی سند میں زید عمی اور جابر جعفی دونوں راوی ضعیف ہیں)۔

تشریح ۞ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابوحاتم نے اور ابراہیم بن سلیمان نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے ابو نعیم نے انہوں نے کہا روایت کی ہم سے شریک نے مانند اس کے۔

۳۵۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ اَبِیْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ قُبَاءٍ: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ [التوبة: ۱۰۸] قَالَ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

۳۵۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اتری ہے قبا والوں کے حق میں کہ راوی نے کہ وہ استنجا کرتے تھے پانی سے سو ان کی شان میں یہ آیت اتری۔

Marfat.com

تشریح ۱۲ مترجم کہتا ہے ترجمہ اس آیت (سورۃ التوبۃ: ۱۰۸) کا اوپر گزرا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے کتاب الطہارۃ میں اور ترمذی نے کتاب التفسیر میں روایت کیا ہے۔

۲۹: بَابُ مَنْ دَلَكَ يَدَهُ بِالْاَرْضِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ

باب: استنجاء کے بعد زمین سے ہاتھ مل کر دھونے کے بیان میں

۳۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ قَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ اسْتَنْجٰی مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِیُّ عَنْ شَرِيْكٍ نَحْوَهٗ۔

۳۵۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی پھر استنجاء کیا لوٹے سے ملا ہاتھ اپنا زمین سے۔

تشریح ۱۲ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے ہم نے روایت کی ابوحاتم سے انہوں نے سعید بن سلمان سے انہوں نے شریک سے مانند اس

۳۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا اَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ الْغَيْضَةَ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ فَاَتَاهُ جَرِيْرٌ بِاِدَاوَةٍ مِنْ مَّاءٍ فَاسْتَنْجٰی مِنْهَا وَ مَسَحَ يَدَهٗ بِالتُّرَابِ۔

۳۵۹: ابراہیم نے اپنے باپ جریرؓ سے نقل کیا کہ محمد ﷺ داخل ہوئے ایک درختوں کی جھاڑی میں اور قضائے حاجت کی پھر جریرؓ ان کے پاس پانی کی چھاگل لائے اور آپ ﷺ نے استنجاء کیا اس سے اور ملا ہاتھ مٹی سے۔

تشریح ۱۲ مترجم کہتا ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بعد پاخانے کے ہاتھ مٹی سے مل کر دھونا مسنون ہے۔

۳۰: تَغْطِيَةُ الْاِنَاءِ

باب: برتنوں کے ڈھانکنے کے بیان میں

۳۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا يَعْلَی بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ اَنْ نُوْكِیَ اَسْقِيَتَنَا وَ نُغَطِّیَ اٰنِيَتَنَا

۳۶۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ باندھ دیں ہم مشکیں اپنی اور ڈھانپ دیں (رات کو) ہم برتن اپنے۔

۳۶۱: حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ وَ يَحْيَی بْنُ حَكِيْمٍ قَالَ ثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ اَبِیْ حَفْصَةَ ثَنَا حَرِيْشُ بْنُ الْخِرِّيْتِ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَصْنَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ اٰنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً اِنَاءً لِطُهُوْرِهٖ وَ اِنَاءً لِسِوَاكِهٖ وَ اِنَاءً لِشَرَابِهٖ۔

۳۶۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو تین برتن ڈھانپ کر رکھا کرتی تھی۔ ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت کے لئے ایک مسواک کے لئے ایک پینے کو۔

(اس کا راوی حریش بن خریت متفقہ طور پر ضعیف

Marfat.com

(فی الزوائد ضعیف لا تفاقهم علی ضعف ہے)۔

(حریش بن الحریت)

شریح: یعنی رات کو۔

۳۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا مُطَهَّرُ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِیْ جَمْرَةَ الضُّبَعِیُّ عَنْ اَبِيْهِ اَبِیْ جَمْرَةَ الضُّبَعِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَكِلُ طُهُوْرَهٗ اِلٰى اَحَدٍ وَ لَا صَدَقَتُهُ الَّتِیْ تَصَدَّقَ بِهَا يَكُوْنُ هُوَ الَّذِیْ يَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهٖ۔

(فی الزوائد اسنادہ ضعیف لضعف مطهر بن الهیثم)

۳۶۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طہارت میں کسی سے مدد نہ لیتے اور نہ صدقہ میں جو بطور خیرات دیتے تھے بلکہ یہ کام بذات خود کرتے تھے۔

(اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مطہر بن الہیثم ضعف کی وجہ سے)۔

شریح: یعنی اکثر عادت ایسی ہی تھی کہ وضو کرنے میں اور پانی لانے اور کپڑے پاک کرنے میں کسی سے مدد نہ لیتے اور اگر کوئی خوشی آپ کی خدمت بجالاتا تو اس کو بھی منع نہ کرتے چنانچہ اوپر کی روایت میں ابھی گزرا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے وضو کا پانی رکھتیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صاحب اداوہ (چھاگل) اور صاحب نعلین مشہور تھے اور ثوبانؓ نے آپ کو وضو کرایا۔ (انجاح)

۳۱: بَابُ غَسْلِ الْاِنَاءِ مِنْ وُلُوْغِ الْكَلْبِ

باب: جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کے دھونے کے بیان میں

۳۶۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ جَبْهَتَهٗ بِيَدِهٖ وَ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ اَ اَنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنِّیْ اَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَكُوْنَ لَكُمُ الْمَهْنَاُ وَ عَلَیَّ الْاِثْمُ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

۳۶۳: حضرت ابی رزینؒ نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ اپنا ماتھا ٹھونکا اور کہنے لگے اے عراق والو تم خیال کرتے ہو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہوں کہ تم اچھے رہو اور گناہ مجھ پر رہے۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب کتا منہ ڈالے تمہارے کسی برتن میں اس کو سات بار دھو ڈالو۔

۳۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبَادَةَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔"

۳۶۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب منہ ڈال دے کتا تمہارے کسی برتن میں اس کو سات بار دھو ڈالو۔

۳۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ

۳۶۵: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول

Marfat.com

عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ عَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کتا منہ ڈال دے برتن میں تو اس کو سات بار دھوڈالو اور آٹھویں بار مٹی سے مل کر۔

۳۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنْبَاَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُم فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

۳۶۶: ترجمہ اوپر گزرا۔

۳۲: بَابُ الْوُضُوْءِ بِسُؤْرِ الْهِرَّةِ وَ الرُّخْصَةِ فِیْ ذَالِكَ

باب: بلّی کے جھوٹے کے بیان میں

۳۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَنْبَاَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَخْبَرَنِیْ اِسْحٰقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ عَنْ حُمَیْدَةَ بِنْتِ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبٍ وَ كَانَتْ تَحْتَ بَعْضِ وَلَدِ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهَا صَبَّتْ لِاَبِیْ قَتَادَةَ مَاءً یَتَوَضَّاُ بِهٖ فَجَاَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَاَصْغٰی لَهَا الْاِنَاءَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ یَا ابْنَةَ اَخِیْ اَتَعْجَبِیْنَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجَسٍ هِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ اَوِ الطَّوَّافَاتِ۔

۳۶۷: حضرت کبشہ کعب کی بیٹی کہ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں انہوں نے حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کے وضو کے لئے پانی انڈیلا اور بلی آ کر پینے لگی تو حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن جھکا دیا سو کبشہ کہتی ہیں کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھنے لگی تو انہوں نے فرمایا کہ تم تعجب کرتی ہو میری بھتیجی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ناپاک نہیں وہ تو تم پر گھومنے والی ہے۔

۳۶۸: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ وَ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ تَوْبَةَ قَالَا ثَنَا یَحْیَی بْنُ زَكَرِیَّا بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ حَارِثَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَتَوَضَّاُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ قَدْ اَصَابَتْ مِنْهُ الْهِرَّةُ قَبْلَ ذَالِكَ۔

۳۶۸: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے وضو کیا کرتے تھے کہ بلی نے اس میں سے پیا ہوتا تھا۔ (اس کی سند میں حارثہ بن ابی رجال ضعیف ہے)۔

۳۶۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیْدِ یَعْنِیْ اَبَا بَكْرِ الْحَنَفِیَّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْهِرَّةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ لِاَنَّهَا مِنْ مَتَاعِ الْبَیْتِ۔

۳۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلی نماز کو نہیں توڑتی اس لئے کہ وہ گھر کی چیزوں میں سے ہے۔[1]

۳۳: بَابُ الرُّخْصَةِ بِفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْاَةِ

باب: عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے جواز میں

۳۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ

۳۷۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت ﷺ

[1] روایت کیا اس کو ابن خزیمہ نے اور حاکم نے المستدرک میں۔ (احمد یار)

Marfat.com

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَغْتَسِلَ اَوْ يَتَوَضَّا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ الْمَاءُ لَا يُجْنِبُ۔

اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے ایک تغار میں سے غسل یا تھا (اور اس میں سے کچھ پانی بچ رہا تھا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے کہ اس سے غسل یا وضو کریں تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنب تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی نجس نہیں ہوتا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے تو وضو سے بچے ہوئے سے بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

۳۷۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ فَتَوَضَّاَ وَاغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَضْلِ وُضُوْئِهَا۔

۳۷۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے غسل کیا تھا جنابت سے پھر غسل کیا یا وضو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچے ہوئے پانی سے۔

۳۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالُوْا ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ تَوَضَّاَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ۔

۳۷۲: ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ان کے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی سے۔

۳۴: بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَالِكَ

باب: اس کی نہی میں

۳۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِيْ حَاجِبٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى اَنْ يَتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْاَةِ۔

۳۷۳: حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنے سے۔

۳۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا الْمُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَلٰكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيْعًا۔

۳۷۴: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ غسل کرے مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے لیکن لازم ہے کہ دونوں شروع کریں ایک ساتھ نہانا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَاجَةَ الصَّحِيْحُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالثَّانِيْ وَهَمٌ۔

مؤلف ابوعبداللہ نے کہا کہ صحیح وہی اول ہے اور ثانی وہم ہے۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ وَ

کہا ابوالحسن بن سلمہ نے انہوں نے روایت کی ابوحاتم سے اور ابوعثمان المحاربی سے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے

Marfat.com

اَبُوْ عُثْمَانَ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ نَحْوَهٗ۔ معلیٰ بن اسد نے مانند روایت سابق کے۔

تشریح ۞ مؤلف ابوعبداللہؒ نے کہا کہ صحیح وہی اوّل ہے اور ثانی وہم ہے مترجم کہتا ہے مراد اوّل سے روایت اول ہے اور ثانی سے روایت ثانی یا مراد اوّل سے یہ ہے کہ عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے نہانا روا ہے اور مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور نہی اس کی جیسے اسباب میں مذکور ہے' وہم ہے یعنی قابل اعتبار نہیں انتہیٰ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے انہوں نے روایت کی ابو حاتم سے اور ابو عثمان المحاربی سے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے معلیٰ بن اسد نے مانند روایت سابق کے۔

۳۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ وَ اَهْلُهٗ يَغْتَسِلُوْنَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُهُمَا بِفَضْلِ صَاحِبِهٖ۔ (فی الزوائد اسنادہ ضعیف)

۳۷۵: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بی بی غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور نہ غسل کرتا تھا ایک شخص دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے ظاہر یہ ہے کہ غسل ایک کا دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے جائز ہے مگر نہی جو وارد ہوئی ہے تنزیہی ہے۔

۳۵: بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ

باب: ایک برتن سے عورت اور مرد کے نہانے کا بیان

۳۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ انبأ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

۳۷۶: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے نہاتے تھے۔

۳۷۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهٖ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ۔

۳۷۷: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہایا کرتے تھے۔

۳۷۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيُّ ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ اَنَّ النَّبِيَّ اغْتَسَلَ وَ مَيْمُوْنَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ۔

۳۷۸: حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک تغار میں نہائے کہ اس میں آٹا لگا ہوا تھا۔

۳۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْاَسَدِيُّ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَزْوَاجُهٗ يَغْتَسِلُوْنَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔ (فی الزوائد ھٰذَا اسنادہ حسن)

۳۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیبیاں ایک برتن میں نہاتی تھیں۔

Marfat.com

۳۸۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

۳۸۰: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے نہاتے تھے۔

۳۶: بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ يَتَوَضَّاَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ

باب: عورت اور مرد کے ایک برتن سے وضو کرنے میں

۳۸۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَتَوَضَّؤُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

۳۸۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مرد اور عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وضو کرتے تھے۔ ایک برتن میں۔

۳۸۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ وَ هُوَ ابْنُ سَرْجٍ عَنْ اُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ رُبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِیْ وَيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی الْوُضُوْءِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

۳۸۲: حضرت ام صبیہ (جہنیہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اکثر میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے لگ جاتا ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ اُمُّ صُبَيَّةَ هِیَ خَوْلَةُ بِنْتُ قَيْسٍ فَذَكَرْتُ لِاَبِیْ زُرْعَةَ فَقَالَ صَدَقَ۔

ابوعبداللہ بن ماجہ نے کہا سنا میں نے محمد سے کہ وہ کہتے تھے ام صبیہ خولہ بنت قیس ہیں اور کہا میں نے یہ ابوزرعہ سے تو انہوں نے کہا سچ ہے۔

تشریح ۞ ابوعبداللہ بن ماجہ نے کہا سنا میں نے محمد سے کہ وہ کہتے تھے ام صبیہ خولہ بنت قیس ہیں اور کہا میں نے یہ ابوزرعہ سے تو انہوں نے کہا سچ ہے اس کی تحقیق تقدمہ میں گزر چکی ہے۔

۳۸۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ شَبِيْبٍ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ اَنَّهُمَا كَانَا يَتَوَضَّاَانِ جَمِيْعًا لِلصَّلٰوةِ۔

۳۸۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ دونوں وضو کرتے تھے نماز کے لئے ایک برتن میں۔

۳۷: بَابُ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ

باب: نبیذ سے وضو کرنے میں

۳۸۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْهِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِیْ فَزَارَةَ الْعَبْسِیِّ عَنْ اَبِیْ زَيْدٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۳۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا جن کی رات میں کہ تمہارے پاس وضو کا پانی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں مگر تھوڑا شربت کھجور کا ایک چھاگل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور

Marfat.com

مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ لَيْلَةَ الْجِنِّ عِنْدَكَ طُهُوْرٌ قَالَ لَا اِلَّا شَيْءٌ مِنْ نَبِيْذٍ فِيْ اَدَاوَةٍ قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَ مَاءٌ طُهُوْرٌ فَتَوَضَّأَ هٰذَا حَدِيْثٌ وَكِيْعٍ۔

پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا یہ حدیث وکیع کی ہے۔ (اس حدیث کا مدار ابوزید پر ہے اور وہ مجہول الحال ہے)۔

۳۸۵: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ ثَنَا قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَكَ مَاءٌ قَالَ لَا اِلَّا نَبِيْذًا فِيْ سَطِيْحَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَ مَاءٌ طُهُوْرٌ صُبَّ عَلَيَّ قَالَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَبِهِ(حديث ابن عباس تفرديه المصنف)

۳۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا جنوں کی رات میں تمہارے پاس پانی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں مگر شربت کھجور کا ایک چھاگل میں۔ سو فرمایا محمد ﷺ نے کھجور پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے میرے اوپر ڈالو۔ سو میں نے ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا اس سے۔ (اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے)۔

تشریح ﴿﴾ مترجم کہتا ہے نبیذ یہ ہے کہ کھجور کو رات کو پانی میں بھگو دیا اور صبح کو اس کا پانی کہ قدرے شیریں ہوتا ہے اور کھجور کا رنگ بھی اس میں آتا ہے پینا شروع کیا۔ اس سے حنفیہ کے نزدیک وضو درست ہے اور جمیع علماء کے نزدیک نہیں درست اور مذہب حنفیہ کا اس بارے میں ضعیف ہے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو مثبت وضو بہ نبیذ ہے قابل استدلال نہیں اس لئے کہ خود ابن مسعود نے لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے سے انکار کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس لئے بھی قابل استدلال نہیں کہ اس میں ابوزید راوی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک مجہول ہے اور لیلۃ الجن وہ رات ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کی ہدایت کے لئے مکہ سے باہر تشریف لے گئے تھے اور ان سے ملاقات کی اور ان کو دعوتِ اسلام دی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۳۸: بَابُ الْوُضُوْءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ

باب: دریائے شور سے وضو کرنے کے بیان میں

۳۸۶: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ هُوَ مِنْ اٰلِ ابْنِ الْاَزْرَقِ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ اَبِيْ بُرْدَةَ وَ هُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ نَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّاْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ۔

۳۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ دریا میں سوار ہوتے ہیں اور میٹھا پانی تھوڑا سا اپنے ساتھ لیتے ہیں اگر اس سے وضو کریں تو پیاسے رہیں کیا دریا کے کنارے پانی سے وضو کرلیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی تو پاک کرنے والا ہے اور مردہ اس کا حلال ہے۔

۳۸۷: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ بَكْرِ

۳۸۷: ابن فراسی نے کہا میں شکار کیا کرتا تھا اور میری ایک مشک تھی کہ اس میں پانی لے جاتا تھا اور وضو کرتا تھا دریا کے پانی سے

Marfat.com

بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ عَنِ ابْنِ الْفَرَاسِيِّ قَالَ كُنْتُ اَصِيْدُ وَ كَانَتْ لِيْ قِرْبَةٌ اَجْعَلُ فِيْهَا مَاءً وَ اِنِّيْ تَوَضَّاْتُ بِمَاءِ الْبَحْرِ ذَكَرْتُ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ الْحِلُّ مَيْتَتُهٗ۔ (رجال هذا الحديث ثقات)

یعنی دریائے شور سے اور فرمایا میں نے اس کا آنحضرت ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی تو ایسا ہے کہ اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور مردہ اس کا حلال ہے۔ (مسلم کا سماع فراسی سے ثابت نہیں جو صحابی ہیں اور ابن فراسی سے سماع ہے جو صحابی نہیں بہرحال اس میں انقطاع ہے)۔

۳۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ الْحِلُّ مَيْتَتُهٗ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْهِسْتَجَانِيُّ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ ثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۳۸۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا دریائے شور سے پانی کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہی تو پاک کرنے والا ہے پانی اس کا اور حلال ہے مردہ اس کا۔ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے علی بن الحسین نے انہوں نے احمد بن حنبل سے انہوں نے ابی القاسم سے انہوں نے اسحٰق بن حازم سے اور انہوں نے عبیداللہ بن مقسم سے انہوں نے جابر سے انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند اس کے۔

تشریح: ترجمہ کہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دریا کے جتنے مردہ جانور ہیں سب حلال ہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اس کے قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ حلال کیا گیا تمہارے لئے شکار دریا کا اور کھانا اس کا اور شکار وہ ہے جو زندہ پکڑ لیا جائے اور کھانا مردہ ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اگرچہ حنفیہ قائل ہیں کہ سوائے مچھلی کے اور جانور مردہ حلال نہیں مگر ان کا مذہب مردود ہے کہ خلاف قرآن حدیث ہے۔

۳۹: بَابُ الرَّجُلُ يَسْتَعِيْنُ عَلٰى وُضُوْئِهٖ فَيَصُبُّ عَلَيْهِ

باب: وضو میں کسی سے مدد لینے کے بیان میں

۳۸۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهٗ بِالْاَدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا۔

۳۸۹: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو پھر جب لوٹے تو ملا میں ان کو پھر لے کر اور میں نے ان پر پانی ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر بانہیں دھونی چاہیں تو جبہ تنگ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکال لئے اور دونوں کو دھویا اور مسح کیا اپنے موزوں پر پھر نماز پڑھی ہمارے ساتھ۔

Marfat.com

۳۹۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتِ اَتَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ بِمِيْضَاةٍ فَقَالَ اسْكُبِيْ فَسَكَبْتُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَ ذِرَاعَيْهِ وَ اَخَذَمَاءً جَدِيْدًا فَمَسَحَ بِهٖ رَاْسَهٗ مُقَدِّمَهٗ وَ مُؤَخَّرَهٗ وَ غَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔

۳۹۰: حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا آئی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لوٹا لے کر' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی ڈالو۔ میں نے پانی ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ اور دونوں بانہیں دھوئیں اور دوسرا تازہ پانی لے کر اپنے سر کا مسح کیا آگے اور پیچھے سے اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے تین تین بار۔

۳۹۱: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ حُذَيْفَةُ بن ابی حذیفة الْاَزْدِيِّ عَنْ صَفْوَانِ ابْنِ عَسَّالٍ قَالَ صَبَبْتُ عَلَى النَّبِيِّ الْمَاءَ فِي السَّفْرِ وَالْحَضَرِ فِي الْوُضُوْءِ۔

۳۹۱: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا سفر اور وطن میں وضو کے وقت۔

۳۹۲: حَدَّثَنَا كُرْدُوْسُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَاعَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ رَوْحٍ ثَنَا اَبِيْ رَوْحُ بْنُ عَنْبَسَةَ بْنِ سعيد بنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ اَبِيْهِ اُمِّ عَيَّاشٍ وَكَانَتْ اَمَةً لِرُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَتْ كُنْتُ اُوَضِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا قَائِمَةٌ وَ هُوَ قَاعِدٌ۔ (فی الزوائد: اَسْنَادُه مجهول)

۳۹۲: حضرت اُم عیاش جو لونڈی تھیں حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا میں وضو کرواتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو' میں کھڑی ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوتے تھے۔[1]

۴۰: بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَيْقِظُ مِنْ مَنَامِهٖ هَلْ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ قَبْلَ اَنْ يَغْسِلَهَا

باب: سو کر اٹھنے کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے کے بیان میں

۳۹۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ لَا يَدْرِيْ فِيْمَا بَاتَتْ يَدُهٗ۔

۳۹۳: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جاگے کوئی تم میں سے رات کو تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈال دے جب تک اس پر دو یا تین بار پانی نہ ڈال دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح ❁ مترجم کہتا ہے رات کی قید اتفاقی ہے دن کو سو کر اٹھے جب بھی یہی حکم ہے کہ بے ہاتھ دھوئے برتن میں نہ ڈالے اور یہ نہی تنزیہ ہے۔

۳۹۴: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَ جَابِرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَقِيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى

۳۹۴: حضرت سالم کے باپ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جاگے کوئی تم میں سے نیند سے تو ہاتھ اپنا برتن میں نہ ڈالے جب تک نہ دھو لے۔

---

[1] اس کی سند میں عبدالکریم مختلف فیہ ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

يَغْسِلَهَا ۔(فی الزوائد اسناده علی شرط مسلم)

۳۹۵: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ تَوْبَةَ ثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ النَّوْمِ فَاَرَادَ اَنْ يَتَوَضَّاَ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهٗ فِیْ وُضُوْءِهٖ حَتّٰی يَغْسِلَهَا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ وَ لَا عَلٰی مَا وَضَعَهَا قَالَ ابو اسحاق الصحيح جابر عن ابی هريرة۔

۳۹۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے اور وضو کرنا چاہے تو اپنا ہاتھ بغیر دھوئے وضو کے پانی میں نہ ڈالے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا اور کہاں رکھا۔

۳۹۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ دَعَا عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِمَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَنَعَ۔

۳۹۶: حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے پانی منگایا اور دونوں ہاتھ دھوئے برتن میں ڈالنے سے پہلے' پھر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

۴۱:بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّسْمِيَةِ فِی الْوُضُوْءِ

باب: وضو میں بسم اللہ کہنے کا بیان

۳۹۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ ح وَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ قَالُوْا ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔

۳۹۷: حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں۔

۳۹۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ الْخَلَّالُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عِيَاضٍ ثَنَا اَبُوْ ثِقَالٍ عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَدَّتَهٗ بِنْتَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ تَذْكُرُ اَنَّهَا سَمِعَتْ اَبَاهَا سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ وَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

۳۹۸: حضرت سعید زید کے بیٹے نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے بسم اللہ نہ کہی اس کا وضو نہیں۔

۳۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ قَالَا ثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَی بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ سَلَمَةَ اللَّيْثِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ وَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ۔

۳۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے بسم اللہ نہ کہی اس کا وضو نہیں۔

۴۰۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا بْنُ اَبِیْ

۴۰۰: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ وَ لَاوُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ وَلَا صَلٰوة لِمَنْ لَا يُحِبُّ الْاَنْصَارَ۔

(قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا (عُبَيْسُ) بْنُ مَرْحُوْمٍ الْعَطَّارِ ثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا وضو نہیں' اس کی نماز نہیں اور جس نے اللہ کا نام وضو کے شروع میں نہ لیا' اس کا وضو نہیں اور جس نے درود نہ بھیجا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی نماز نہیں اور جس نے دوست نہ رکھا' انصار کو اس کی نماز نہیں۔

کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے عبیس بن مرحوم سے انہوں نے عبدالمہیمن سے مانند اس کے۔

تشریح ۞ انصار صحابی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ والے انہوں نے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور دین کی تائید کی اس لئے ان کی محبت دین کی ضروریات میں داخل ہے۔ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابوحاتم نے انہوں نے عبیس بن مرحوم سے انہوں نے عبدالمہیمن سے مانند اس کے (یہ سند ضعیف ہے' عبدالمہیمن متفقہ طور پر ضعیف ہے علامہ مسندی نے کہا عبدالمہیمن منفرد نہیں ہیں بلکہ ابن اخی عبدالمہیمن نے اس کی متابعت کی۔ کمافی الطبرانی الکبیر)

۴۲: بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ

باب: داہنی طرف سے وضو کرنے کے بیان میں

۴۰۱: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ ح وَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ اَشْعَثَ ابْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي الطُّهُوْرِ اِذَا تَطَهَّرَ وَ فِيْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَ فِيْ اِنْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ۔

۴۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنے کو دوست رکھتے طہارت کرنے میں جب طہارت کرتے اور کنگھی کرنے میں جب کنگھی کرتے اور جوتا پہننے میں جب جوتا پہنتے۔

۴۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ النُّفَيْلِيُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ۔

۴۰۲: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب وضو کرو تم تو پہلے داہنے اعضاء کو دھوؤ۔

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ صَالِحِ ابْنُ صَالِحٍ وَابْنُ نُفَيْلٍ وَ غَيْرُهُمَا قَالُوْا ثَنَا زُهَيْرٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے ان سے یحییٰ اور ابن نفیل وغیرہما نے کہا ہم سے روایت کی زبیر نے اور ذکر کی حدیث مانند اس کے۔

تشریح ۞ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابوحاتم نے ان سے یحییٰ اور ابن نفیل وغیرہ نے سب نے کہا ہم سے روایت کی زبیر نے اور ذکر کی حدیث مانند اس کے۔ مترجم کہتا ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وضو میں پہلے داہنا ہاتھ دھوئے اور جوتا پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اسی طرح کنگھی پہلے سر کے داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف یہی مسنون ہے اور آنحضرت ﷺ کی یہی عادت تھی۔

Marfat.com

۴۳:بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ

۴۰۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ۔

باب: ایک چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے بیان میں

۴۰۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے۔

شریح: یعنی ایک چلو پانی لیا اور آدھے سے کلی کی اور آدھے سے ناک میں ڈالا اسی طرح سے تین بار کیا۔

۴۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ۔

۴۰۴: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی دیا تین تین بار ایک ہی چلو سے۔

۴۰۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْنَا وُضُوْءً فَاَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ۔

۴۰۵: حضرت عبداللہ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آئے ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے وضو کا پانی مانگا۔ سو میں پانی لایا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے۔

۴۴:بَابُ الْمُبَالَغَةِ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ وَالْاِسْتِنْثَارِ

۴۰۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْثُرْ وَاِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ۔

باب: ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنا

۴۰۶: ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو وضو کرے تو ناک صاف کر اور جب ڈھیلے سے استنجا کرے تو طاق لے یعنی تین یا پانچ یا سات۔

۴۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَلِيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا۔

۴۰۷: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کی اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خبر دیجئے مجھے وضو سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو پورا کر اور مبالغہ کر ناک میں پانی دینے میں مگر جب تو روزہ دار ہو۔

---

۱ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی خالد کے طریق سے روایت کیا ہے۔ (ابو طیب)

Marfat.com

۴۰۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ فَارِظِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ اَبِیْ غَطَفَانَ الْمُرِّیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِسْتَنْثِرُوْا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

۴۰۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناک صاف کرو دو بار اچھی طرح یا تین بار۔

۴۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُبْنُ الْحُبَابِ وَدَاوٗدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ

۴۰۹: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو وضو کرے خوب ناک صاف کرے اور جو ڈھیلے لے تو طاق لے۔

۴۵: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

باب: ایک ایک بار اعضاء دھونے کے بیان میں

۴۱۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّخَعِیُّ عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِیْ صَفِيَّةَ الثَّمَالِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ قُلْتُ لَهٗ حُدِّثْتَ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ؟ قَالَ نَعَمْ۔

۴۱۰: روایت ہے ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا میں نے ابوجعفر سے پوچھا کہ تم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ایک بار اعضائے وضو دھوئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا دو دو بار۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا تین تین بار۔ انہوں نے کہا ہاں کبھی ایسا کیا کبھی ویسا کیا اس میں امت کو بڑی آسانی ہے۔

۴۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ غُرْفَةً غُرْفَةً۔

۴۱۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ایک دفعہ وضو کر رہے تھے۔

۴۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا رِشْدِيْنِ بْنُ سَعْدٍ اَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَوَضَّاَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً۔

۴۱۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبوک کے جہاد میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اعضائے وضو دھوئے اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے۔

۴۶: بَابُ الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب: تین تین بار اعضاءِ وضو دھونے میں

۴۱۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدِ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَاالْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِیُّ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِیْ لُبَابَةَعَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ وَ عَلِيًّا

۴۱۳: حضرت شقیق بن سلمہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ وضو کرتے تھے تین تین بار اور نسبت

Marfat.com

وَضَّاَ ثَلَاثًا وَيَقُوْلَانِ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ

حَاتِمٍ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ ابْنِ

وُبَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

کی اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے ہم کو یہ حدیث بیان کی ابونعیم نے کہا حدیث بیان کی ہم کو عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان نے اسی حدیث کی طرح۔

۴۱۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ

مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَ رَفَعَ ذَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ

۴۱۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار۔

۴۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَالِمٍ

اَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ مَيْمُوْنِ ابْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَائِشَةَ وَ

اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔

۴۱۵: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا تین تین بار یعنی ہر عضو تین تین بار دھویا۔

۴۱۶: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ

عَنْ فَائِدٍ اَبِي الْوَرْقَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا

ثَلَاثًا وَ مَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً۔

۴۱۶: حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو کہ وضو کیا آپ ﷺ نے تین تین بار اور مسح کیا آپ ﷺ نے سر کا ایک بار۔

۴۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ

سُفْيَانَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ

الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَوَضَّاُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔

۴۱۷: حضرت ابی مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین تین بار اعضائے وضو دھوتے تھے۔

۴۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ

قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ

عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔

۴۱۸: حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار۔

۴۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّةً وَ مَرَّتَيْنِ وَ ثَلَاثًا

باب: ایک ایک بار اور دو دو بار اور تین تین بار اعضائے وضو دھونے کے بیان میں

۴۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنِيْ

مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحِيْمِ

ابْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدَةً وَاحِدَةً فَقَالَ

۴۱۹: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ وضو کیا آنحضرت ﷺ نے ایک ایک بار اور فرمایا یہ وضو وہ ہے کہ اللہ اس کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا' پھر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا وہ ایک مناسب درجہ کا وضو ہے۔ نماز کے لئے (یعنی ایسا وضو والا ملامت نہیں کیا جاتا اس نے

Marfat.com

هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً اِلَّا بِهٖ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ فَقَالَ هٰذَا وُضُوْءُ الْقَدْرِ مِنَ الْوُضُوْءِ وَ تَوَضَّأَ ثَلَا ثًا ثَلَا ثًا وَ قَالَ هٰذَا اَسْبَغُ الْوُضُوْءِ وَهُوَ وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ خَلِيْلِ اللّٰهِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ فُتِحَ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

متوسط درجے کا وضو کرلیا) اور وضو کیا آپ ﷺ نے تین تین بار اور فرمایا یہ پورا وضو ہے اور یہ میرا وضو ہے اور خلیل اللہ ابراہیمؑ کا وضو ہے اور جس نے ایسا وضو کیا اور پھر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ سے رسولہ تک کہا اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے جس میں سے چاہے چلا جائے۔[1]

تشریح: اور معنی اس کلمہ کے یہ ہیں کہ ''گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ انتہا اس حدیث سے بڑی فضیلت وضو کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ اگلی شریعتوں میں بھی وضو فرض تھا اور ایک بار وضو کے اعضاء دھونے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اور دو بارہ دھونے سے بخوبی ہو جاتی ہے تو تین بار دھو لئے تو کامل ہو گیا اب اس سے زیادہ وسواس ہے اور معلوم ہوا کہ توحید اور رسالت کا اعتقاد عجیب چیز ہے۔

۴۲۰: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ قَعْنَبٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَرَادَةَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَوَارِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ هٰذَا وَظِيْفَةُ الْوُضُوْءِ اَوْ قَالَ وُضُوْءُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْهُ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهٗ صَلَاةً ثُمَّ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ تَوَضَّأَهُ اَعْطَاهُ اللّٰهُ كِفْلَيْنِ مِنَ الْاَجْرِ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَا ثًا ثَلَا ثًا فَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْمُرْسَلِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ۔

۴۲۰: ابی بن کعب (جو قاریوں کے سردار تھے) انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا یہ روزمرہ کا ضروری وضو ہے (یعنی اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہو سکتی) یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا وضو ہے جس نے وضو نہیں کیا اور نہیں قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نماز کو بغیر اس کے پھر وضو کیا آپ ﷺ نے دو بار اور فرمایا یہ وضو اس کا ہے کہ جو ایسا وضو کرے اللہ اس کا دونا ثواب دے پھر وضو کیا آپ ﷺ نے تین تین بار اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور اگلے پیغمبروں کا۔[2]

۴۸: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوْءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّيْ فِيْهِ

باب: وضو میں میانہ روی کرنے میں

۴۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهٗ وَ لَهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ۔ (قَالَ الترمذی لیس اسنادہ بالقوی عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ)

۴۲۱: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قاریوں کے سردار نے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو کے لئے ایک شیطان ہے۔ ولہان اس کا نام ہے' سو بچو تم پانی میں وسواس کرنے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے)۔

---

[1] اس کی سند میں زید عمی ہے جو ضعیف ہے اور عبدالکریم متروک بلکہ کذاب ہے اور معاویہ کی ابن عمرؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ کذا فی العلل لابن ابی حاتم۔ [2] اس کی سند میں بھی زید عمی ضعیف ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

تشریح :: پانی کا وسواس یہ کہ اعضائے وضو میں پہنچا یا نہیں اور وہ بار بار وضو دھوئے یا تین بار دیا پانی بے فائدہ زیادہ برتا یا قلتین تک پہنچا یا نہیں یا نجس ہے یا طاہر ہے ان خیالات فاسدہ میں سوچ بچار کرتے رہنا اور حقیقت میں یہ وسواس شیطان کا ہے مگر پانی میں پانچ وہ زیادہ وسوسہ ڈالتا ہے اس لئے پانی کا وسوسہ فرمایا اس حدیث کی سند بھی کمزور ہے۔

۴۲۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا خَالِدُ يَعْلَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَ تَعَدّٰى وَظَلَمَ۔

۴۲۲: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آیا ایک اعرابی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وضو پوچھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کر کے دکھلایا اور فرمایا کہ یہ پورا وضو ہے سو جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا۔

۴۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّافِعِيُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ كُرَيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ مِنْ شَنَّةٍ وَضُوْءًا يُقَلِّلُهٗ فَقُمْتُ فصنعتُ كَمَا صَنَعَ۔

۴۲۳: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سنا انہوں نے کریب سے وہ کہتے تھے سنا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے تھے رات کو میں سویا اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور نبی ﷺ جاگے اور وضو کیا ایک پرانی مشک سے بہت تھوڑا وضو پھر کھڑا ہوا میں اور میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے کیا تھا۔

تشریح :: یعنی بہت جلد اور تھوڑے پانی سے وضو کیا اور یہ وقت تہجد کا تھا۔

۴۲۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَتَوَضَّاُ فَقَالَ لَا تُسْرِفْ لَا تُسْرِفْ۔ (فی الزوائد اسنادہ ضعیف)

۴۲۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا دیکھا آنحضرت ﷺ نے ایک مرد کو وضو کرتے ہوئے تو فرمایا اسراف نہ کر اسراف نہ کر (اس حدیث میں بقیہ مدلس ہے جو ضعفاء سے روایت کر رہا ہے۔

۴۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ حُيَيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّاُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ اَفِيْ الْوُضُوْءِ اِسْرَافٌ قَالَ نَعَمْ وَ اِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔ (فِی الزوائد اسنادہ ضعیف)

۴۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے سعد پر اور وہ وضو کرتے تھے۔ فرمایا کہ کیا یہ اسراف ہے تو عرض کی انہوں نے کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ تو بہتی نہر کے کنارے ہو یعنی نہر پر بھی تین بار سے کمی وضو زیادہ ہو نہ یہ مقدار معین سے زیادہ اوقات خراب کرنا اسراف ہے (اس حدیث کے دو راوی یحیی بن عبید اللہ اور ابن لہیعہ ضعیف ہیں)۔

Marfat.com

۴۹:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ

۴۲۶:حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَاحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ سَالِمٍ اَبُوْ جَهْضَمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ:بِاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ۔

باب:وضو پورا کرنے کے بیان میں

۴۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا حکم کیا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو خوب پورا کرنے کا۔

تشریح ۞ وضو پورا کرنا تین طرح ہوتا ہے اول یہ کہ پورے عضو کو دھونا اور یہ فرض ہے اور تین بار دھونا ہر عضو کا اور یہ سنت ہے اور مقدار شرعی سے زیادہ عضو کو دھونا مثلاً پیر کو ٹخنے سے اوپر نصف ساق تک دھونا اور کہنی سے زیادہ ہاتھ دھونا اور یہ مستحب ہے۔

۴۲۷:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرَ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَ يَزِيْدُ بِهِ فِی الْحَسَنَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔

۴۲۷: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایسی چیز کہ اللہ اس کی برکت سے گناہوں کو اتار دیتا ہے اور نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کا پورا کرنا تکلیفوں میں یعنی سردی وغیرہ میں اور بہت قدم چلنا مسجدوں کی طرف اور انتظار کرنا ایک نماز سے دوسری نماز کا یعنی مسجد میں ایک نماز کے بعد دوسری کا منتظر رہنا۔

تشریح ۞ داڑھی میں خلال کرنے پر حضرت ﷺ کو مواظبت نہ تھی کبھی کبھی کرلیا کرتے تھے اور اتمہ حدیث نے اختلاف کیا ہے اور ترمذی وغیرہ نے صحیح کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ داڑھی میں خلال کیا کرتے تھے اور احمد اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کے خلال میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور ایسے ہی انگلیوں کے خلال میں بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی محافظت نہ کرتے تھے اور سنن میں مستورد بن شداد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وضو کرتے اپنے پیروں کی انگلیاں ملتے اپنے ہاتھ کی چھنگلی سے اور اگر یہ ثابت بھی ہو تو آپ ﷺ کبھی ایسا کرتے ہوں گے اور اسی لئے جن لوگوں نے آپ ﷺ کے وضو کی کیفیت بیان کرنے میں اہتمام کیا ہے جیسے عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ اور ربیع وغیرہم ہیں ان میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔ کذا فی زاد المعاد۔

۴۲۸:حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ اِعْمَالُ الْاِقْدَامِ اِلَى الْمَسَاجِدِ وَاِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔

۴۲۸: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہوں کو اتارنے کی چیزیں وضو کا پورا کرنا تکلیفوں میں اور قدم رکھنا مسجدوں کی طرف۔

Marfat.com

۵۰:بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَخْلِیْلِ اللِّحْیَةِ

باب: ڈاڑھی کے خلال میں

۴۲۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَدَنِیُّ ثَنَاسُفْیَانُ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ اَبِیْ اُمَیَّةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا بْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عُرْوَبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یُخَلِّلُ لِحْیَتَهٗ۔

۴۲۹: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی میں خلال کرتے تھے۔

۴۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ الْقَزْوِیْنِیْ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِیْقٍ الْاَسَدِیِّ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ فَخَلَّلَ لِحْیَتَهٗ

۴۳۰: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنی ڈاڑھی میں خلال کیا۔

۴۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ ابْنِ هَشَامِ بْنِ زَیْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ کَثِیْرٍ اَبُوْ النَّضْرِ صَاحِبُ الْبَصَرِیِّ عَنْ یَزِیْدَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ خَلَّلَ لِحْیَتَهٗ وَ فَرَّجَ اَصَابِعَهٗ مَرَّتَیْنِ۔

۴۳۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے اپنی ڈاڑھی میں خلال کرتے اور اپنی انگلیاں دو بار دھوتے یعنی خلال کرتے۔[1]

۴۳۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْمَجِیْدِ بْنُ حَبِیْبٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ قَیْسٍ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ عَرَكَ عَارِضَیْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ ثُمَّ شَبَكَ لِحْیَتَهٗ بِاَصَابِعِهٖ مِنْ تَحْتِهَا۔

۴۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ملتے اپنے دونوں گال کچھ ملنا' پھر خلال کرتے اپنی ڈاڑھی میں اپنی انگلیوں سے نیچے سے۔[2]

۴۳۳: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِیْعَةَ الْکِلَابِیُّ ثَنَا وَاصِلُ ابْنُ السَّائِبِ الرَّقَاشِیُّ عَنْ اَبِیْ سَوْرَةَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ فَخَلَّلَ لِحْیَتَهٗ۔

۴۳۳: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ڈاڑھی میں خلال کیا۔[3]

۵۱:بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مَسْحِ الرَّاْسِ

باب: سر کے مسح کے بیان میں

۴۳۴: حَدَّثَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ وَ حَرْمَلَةُ ابْنُ یَحْیٰی قَالَا اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِیُّ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ

۴۳۴: عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن زید سے کہا اور وہ دادا ہیں عمرو بن یحییٰ کے کہ کیا آپ سے یہ ہوسکتا ہے کہ مجھے دکھلا دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو

---

[1] اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن کثیر ضعیف ہے۔ (احمد یار) [2] اس کی سند میں عبدالواحد مختلف فیہ ہے۔ (احمد یار)
[3] ابی سورۃ اور واصل الرقاشی ضعیف ہیں۔ (احمد یار)

Marfat.com

لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِىْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَ اَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

کرتے تھے تو عبداللہ بن زید نے کہا ہاں' پھر پانی منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ان کو دو بار دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی دیا تین بار' پھر منہ دھویا اپنا تین بار' پھر دونوں بانہیں دھوئیں دو دو بار' کہنیوں تک پھر مسح کیا اپنے سر کا دونوں ہاتھوں سے پھر آگے رکھا ان دونوں کو اور پیچھے لے گئے دونوں ہاتھ اور شروع کیا سر کے آگے سے یہاں تک کہ لے گئے دونوں ہاتھ گدی تک پھر پھیر لائے ہاتھوں کو جہاں سے شروع کیا تھا پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

۴۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً۔

۴۳۵: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ کو آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار۔

۴۳۶: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ ثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ حَيَّةَ عَنْ عَلِىٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً۔

۴۳۶: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اپنے سر کا ایک بار۔

۴۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِىُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ الْبَصْرِىُّ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً۔

۴۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار۔[1]

۴۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّتَيْنِ۔

۴۳۸: حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء نے کہا کہ وضو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسح کیا سر کا دو بار۔

۵۲: بَابُ مَا جَآءَ فِىْ مَسْحِ الْاُذُنَيْنِ

باب: کانوں کے مسح کے بیان میں

۴۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: مَسَحَ اُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ وَ خَالَفَ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى ظَاهِرِ اُذُنَيْهِ فَمَسَحَ ظَاهِرَ هُمَا وَ بَاطِنَهُمَا۔

۴۳۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اپنے دونوں کانوں کا اندر سے کلمہ کی انگلی سے اور پھیرا اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اوپر غرض مسح کیا کانوں کے اوپر اور اندر۔

---

[1] اس کی سند ضعیف ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

۴۴۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ تَوَضَّاَ النَّبِیُّ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِیْ حُجْرَیْ اُذُنَيْهِ۔

۴۴۰: حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا کانوں کے باہر اور اندر۔

۴۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ تَوَضَّاَ النَّبِیُّ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِیْ حُجْرَیْ اُذُنَيْهِ۔

۴۴۱: حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے کہا وضو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں۔

۴۴۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا۔

۴۴۲: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے سر کا اور اپنے کانوں کے اوپر اور اندر کا۔

۵۳: بَابُ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ

باب: اس بیان میں کہ کان سر میں داخل ہیں

۴۴۳: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَحْیَ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ۔

۴۴۳: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کان سر میں داخل ہیں۔

تشریح ۞ مترجم کہتا ہے یعنی ان کے لئے پانی دوسرا لینا ضروری نہیں۔

۴۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ اَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ وَ كَانَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ مَرَّةً وَ كَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ۔

۴۴۴: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کان سر میں شامل ہیں یعنی ان کے لئے پانی دوسرا نہ لینا چاہئے) اور آپ ﷺ مسح کرتے تھے اپنے سر کا ایک بار اور مسح کرتے تھے آپ ﷺ ماقین کا۔ (مترجم کہتا ہے ماقین تثنیہ ہے ماق کا اور ماق آنکھوں کے ان دونوں گوشوں کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہیں اور کان کی طرف اور ان کا مسح یعنی ملنا اس لئے ہے کہ ان میں اکثر چیپڑ وغیرہ جمع ہو جاتا ہے۔

تشریح ۞ ابوامامہ کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ وہ مدرج ہے یعنی غیر کا کلام حدیث میں مل گیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ اس کی اسناد کچھ خوب قائم نہیں اور عبداللہ بن زید کی حدیث کو منذری نے قوی کہا ہے اور ابن دقیق العید نے بھی اور حافظ ابن حجر نے کہا ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدرج ہے اور ابن عباسؓ سے جو روایت مروی ہے روایت کی وہ بزار نے اور علت نکالی اس میں دارقطنی نے اضطراب کی اور کہا یہ حدیث وہم ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ مرسل ہے یعنی قول صحابی ہے اور ابوہریرہؓ کی روایت جو آگے آتی ہے اس سند میں عمرو بن الحصین ہے اور وہ متروک ہے اور دارقطنی نے ابوموسیٰ سے

Marfat.com

یہی حدیث روایت کی ہے اور اس کے بھی وقف اور رفع میں اختلاف ہے اور صواب یہی ہے کہ وہ بھی موقوف ہے اور حافظ نے ان کو منقطع کہا ہے اور ابن عمر سے بھی دار قطنی میں مروی ہے اور اس میں بھی علت ہے اور دار قطنی نے جناب حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کی ہے اور اس میں محمد بن ازہر راوی ہے اور احمد نے اس کو کاذب کہا ہے اور دار قطنی نے انس سے بھی روایت کی ہے اور اس میں عبدالحکیم انس سے راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور حدیث ابی امامہؓ کی اور ابن عباسؓ کی اس باب میں اجود ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ حدیث انس کی اور ابن عمر اور ابی موسیٰؓ اور حضرت عائشہؓ کی واہی ہے اور بہر حال حدیث دلالت کرتی ہے کہ کان سر میں داخل ہیں اور اسی کے ساتھ مسح کر لیا جائے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ دونوں منہ میں داخل ہیں اور بعض کا قول ہے کہ سامنے کا رخ کانوں کا منہ میں داخل ہے اور اس کے ساتھ دھو لیا جائے اور پیچھے کا سر میں کہ اس کے ساتھ مسح کر لیا جائے۔ (نیل الاوطار)

۴۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحُصَيْنِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ۔

۴۴۵: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کان سر میں شامل نہیں ہیں۔[1]

تشریح [1] عبدالکریم جزری کو تقریب میں کہا ہے کہ ثقہ ہیں متقن ہیں طبقہ سادسہ سے اور منسوب ہے جزیرہ کی طرف جو فرات اور دجلہ کے بیچ میں واقع ہے۔

۵۴: بَابُ تَخْلِيْلُ الْاَصَابِعِ

باب: انگلیوں کے خلال میں

۴۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمْيَرَ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ تَوَضَّاَ فَخَلَّلَ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى الْحُلْوَانِيُّ ثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۴۴۶: حضرت مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں کا اور اپنی چھنگلی سے اور ابن لہیعہ سے بھی یہی مضمون مروی ہوا۔

۴۴۷: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ الْجَوْهَرِيُّ ثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَ اجْعَلِ الْمَاءَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدَيْكَ وَ رِجْلَيْكَ۔

۴۴۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں پانی ڈال۔

۴۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيْمٍ

۴۴۸: حضرت لقیط رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] اس کی سند ضعیف ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

الطَّالِقِيُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَ خَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ۔

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو پورا کرو اور انگلیوں کا خلال کرو۔

۴۴۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ الرَّقَاشِيُّ ثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَبِيْ رَافِعٍ ثَنَا اَبِيْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا تَوَضَّاَ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ۔

۴۴۹: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے۔

تشریح اس ابی رافع کی روایت میں معمر بن محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع ہیں جو اپنے باپ سے راوی ہیں یہ دونوں ضعیف ہیں امام بخاری نے اس روایت کو معلق ذکر کیا ہے۔ ابن سیرین سے اور وصل کیا ہے اس کو ابی شیبہ نے اور اس سے ہلانا انگوٹھی کا مسنون ہوا کہ اس سے نیچے کا میل دور ہو جائے اور چوڑی اور چھلے وغیرہ جو عورتوں کے ہاتھوں میں ہوں ان سب کا یہی حکم ہے اور ابن عباس کی روایت میں صالح مولیٰ توامہ ہیں اور وہ ضعیف ہیں اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر بخاری نے اس روایت کو حسن کہا ہے اس لئے کہ وہ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہوئی ہے اور کہ صالح سے راوی ہیں اور سماع موسیٰ کا صالح سے قبل ان کے اختلاط ہوا اس سے ہے اور حدیث مستورد بن شداد کی اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہیں مگر اس روایت کا ایک متابع ہے لیث بن سعد اور عمرو بن الحارث کہ روایت کی ہے یہ بیہقی نے اور ابو بشر دولابی اور دار قطنی نے غرائب میں مالک سے ابن وہب کے طریق سے روایت کی ہے اور صحیح ہے اس کو ابن قطان نے (نیل) اور احادیث سب دال ہیں کہ انگلیاں خواہ پیر کی ہوں خواہ ہاتھ کی ان سب کا خلال مسنون ہے اور یہ روایتیں ایک دوسرے کی مقوی اور مثبت ہیں وجوب تخلیل کی۔ (نیل)

۵۵: بَابُ غُسْلِ الْعَرَاقِيْبِ

باب: ایڑیوں کے دھونے کے بیان میں

۴۵۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّئُوْنَ وَ اَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ فَقَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔

۴۵۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیکھا کہ وضو کرتے ہیں اور ان کی ایڑیاں سوکھی چمکتی ہیں تو فرمایا: خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے وضو پورا کرو (یعنی پاؤں خوب دھوؤ)

تشریح عراقیب عرقوب کی جمع ہے اور عرقوب وہ موٹی رگ ہے جو ایڑی کے اوپر پاؤں کے پیچھے واقع ہے۔

۴۵۱: قَالَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

۴۵۱: ترجمہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے۔

۴۵۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ

۴۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو وضو

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْیَ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ رَاَتْ عَائِشَةُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ يَتَوَضَّاُ فَقَالَتْ اَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ۔

کرتے ہوئے دیکھا (یہ ان کے بھائی ہیں) تو فرمایا: وضو پورا کرو کہ میں نے سنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خرابی ہے عرقوبوں کی آگ سے۔
(عرقوب کی تحقیق اوپر گزر چکی ہے)

۴۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

۴۵۳: ترجمہ پہلی روایت میں گزرا۔

۴۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْاَحْوَصُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ كُرَيْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ۔

۴۵۴: ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں گزرا۔ (اس کی سند میں ابواسحاق مدلس ہے' علاوہ ازیں آخر عمر میں' اس کا حافظہ اچھا نہ رہا)۔

۴۵۵: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ وَ عُثْمَانُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الدِّمَشْقِيَّانِ قَالَا ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا شَيْبَةُ بْنُ الْاَحْنَفِ عَنْ اَبِیْ سَلَّامٍ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ الْاَشْعَرِیِّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَشْعَرِیُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ وَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ كُلَّ هٰؤُلَاءِ سَمِعُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَتِمُّوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

۴۵۵: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے پورا کرو وضو' خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے۔

تشریح ۞ آگے کے باب میں میں اس کی تفصیل آتی ہے

۵۶: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ

باب: دونوں پاؤں وضو میں دھونے کا بیان

۴۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ اَرَدْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ طُهُوْرَ نَبِيِّكُمْ ﷺ۔

۴۵۶: حضرت ابی حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپؓ نے دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک اور کہا کہ میں نے چاہا کہ تم کو تمہارے نبی کی طہارت دکھادوں۔

۴۵۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَيْسَرَةَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

۴۵۷: حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے پیر تین تین بار دھوئے۔

Marfat.com

۴۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ قَالَتْ اَتَانِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَاَلَنِیْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يَعْنِیْ حَدِيْثَهَا الَّذِیْ ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّاسَ اَبَوْا اِلَّا الْغَسْلَ وَ لَا اَجِدُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا الْمَسْحَ۔

۴۵۸: حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور مجھ سے وہی حدیث پوچھی جو میں نے بیان کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور دونوں پاؤں دھوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ غسل ہی کئے جاتے ہیں (یعنی پاؤں) اور میں کتاب اللہ میں نہیں پاتا مگر مسح کو۔

تشریح: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہے ایک سفر میں اور ہم لوگ عصر پڑھنے لگے اور وضو کیا ہم نے ایسا کہ مسح کیا اپنے پیروں پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور پکار کر فرمایا کہ خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار اور یہ روایت متفق علیہ ہے یعنی بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور بخاری نے اس سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عتاب فرمانا بہ سبب مسح کے تھا نہ اس سبب سے کہ دھونے میں ایڑی سوکھی رہ گئی تھی اس لئے کہ اس میں صاف موجود ہے کہ ہم نے پاؤں پر مسح کیا تھا پس ثابت ہوا کہ موجب عتاب کا یہی تھا اور روایت متفقہ علیہ بہر طور رائج ہے اور مسلم کی روایت میں بھی آیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص نے پاؤں نہیں دھوئے تھے پھر اسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ خرابی ہے ایڑیوں کی اور ان دونوں باپ کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ پاؤں دھونا فرض ہے اور جمہور کا یہی قول ہے نووی نے کہا لوگوں کے اس میں کئی مذہب ہیں۔ ایک مذہب وہ ہے کہ جس پر جمیع فقہاء اور اہل فتوی تمامی بلاد و امصار کے اس پر گئے ہیں اور وہ وجوب غسل قدمین ہے۔ تعین سمیت اور مسح ہرگز ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا اور نہ غسل کے ساتھ مسح واجب اور جن لوگوں کا اجماع میں اعتبار ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی اس کے خلاف ثابت نہیں ہوا اور نہ کسی صحابی سے اس کے خلاف مروی ہوا ہے مگر علیؓ اور عباسؓ اور انسؓ سے ان سب سے رجوع کرنا اس قول سے ثابت ہو چکا اور عبدالرحمن بن ابی لیلی نے کہا اجماع ہو چکا ہے اصحابؓ کا اس پر کہ پیر دھونا واجب ہے۔ روایت کی یہ ان سے سعید بن منصور نے اور طحاوی اور ابن حزم نے دعوی کیا ہے کہ حدیث مسح کی منسوخ ہے اور امامیہ نے کہا ہے کہ مسح ہی واجب ہے۔ محمد بن جریر طبری اور جبائی اور حسن بصری نے کہا کہ آدمی مختار ہے چاہے دھو لے چاہے مسح کرے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ غسل اور مسح دونوں کرنا واجب ہے یعنی دونوں جمع کرے اور جن لوگوں نے غسل کو واجب نہیں جانا ہے انہوں نے احتجاج کیا ہے قرأت جر کے ساتھ اس لفظ قرآن میں وَاَرْجُلِكُمْ اور وہ بِرُءُوْسِكُمْ کے اوپر عطف ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ قرأت صحیحہ شیعہ مشہور ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ عطف اس کا غسل وجوہ پر ہے اور اس میں جر جوار کا ہے اور یہ جائز ہے آئمہ اعراب کے نزدیک جیسے سیبویہ اور اخفش ہیں مگر صاحبان قول اول کا کہنا ہے کہ یہ قلیل و نادر ہے اور مخالف ظاہر ہے اور محل متنازع فیہ کا اس پر جائز نہیں اب جواب اس کا جمہور کی طرف یہ ہے کہ واجب ہے حمل اس کا جر جوار پر اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی پاؤں دھونے پر اور کبھی آپؐ سے ثبوت مسح کا بنقل صحیح مروی نہیں ہوا اور مسح سے ڈراتا ہے یہ قول آپؐ کا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور واجب ہے اس لئے کہ آپؐ نے امر فرمایا دھونے کا چنانچہ جابرؓ سے مروی ہے دارقطنی میں کہ حکم کیا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب وضو کریں پیر دھوئیں اور اس لئے کہ ثبوت دھونے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ہو چکا ہے جیسا عمرو بن عبسہ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہوا ہے اور آپؐ نے ایک بار وضو کر کے فرمایا کہ جو اس سے زیادہ کرے گا یا گھٹائے گا اس نے ظلم کیا اور اس وضو میں پاؤں بھی دھوئے روایت کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے طریق صحیحہ سے اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ نے اور اس میں

Marfat.com

شک نہیں کہ مسح بہ نسبت غسل کے نقصان رکھتا ہے اور ایک بار آپ ﷺ نے ایک اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسا حکم کیا اللہ نے اور بتایا اس کو طریقہ وضو کا اور اس میں غسل ہی مذکور ہے اور صحابہ کا بھی اجماع ہے غسل پر غرض ان امور نے ہم کو مجبور کیا کہ ہم اپنے طہور پر نور یعنی وضو میں پیر دھوئیں اور اس جر کو جر جوار کہیں اور اسی وجہ سے نادر پر اس کو محمول جانیں اور قائلین مسح نے کہا کہ روایت کی ابوداؤد نے اوس بن ابی اوس ثقفی سے کہ انہوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ایک گھوڑے پر آئے اور وضو کیا اور اپنی نعلین اور قدمین پر مسح کیا اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس کی اسناد میں یعلیٰ بن عطا ہے کہ وہ اپنے باپ سے راوی ہیں اور ابن قطان نے اسے مجہول کہا ہے اور بعضے اسناد میں اوس بن ابی اوس اپنے باپ سے راوی ہے پس معلوم ہوا کہ اوس تابعی ہے تو اب اس کے حال میں نظر کرنا ضروری ہے (یعنی اگر صحابی ہوتا تو نظر کی حاجت نہ تھی اس لئے کہ صحابہ سب عدول ہیں اور اس اسناد میں ہشیم بھی ہے جو یعلیٰ سے راوی ہیں اور امام احمد نے کہا ہے کہ ہشیم کو یعلیٰ سے سماع نہیں اور ہشیم کی تدلیس بھی مشہور ہے اور اس کا جواب تو وہ یہ دے سکتے ہیں کہ اس ابن عطا کی توثیق ابوحاتم نے کی ہے اور اوس بن ابی اوس کو ابوعمرو بن عبدالبر نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور ہشیم نے تصریح کی ہے یعلیٰ سے روایت کرنے کی سعید بن منصور کی سند میں غرض اشکال عنعنہ کا ہشیم کی سند سے دور ہو گیا مگر ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جہاں اوس بن اوس کا ترجمہ لکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی حدیثوں میں سے ایک حدیث مسح علی القدمین کی ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اور اس سبب سے وہ حجت نہیں علی الخصوص جب امام احمد نے تصریح کر دی ہو۔ ہشیم کی عدم سماع کی یعلیٰ سے اور قائلان مسح نے کہا ہے کہ روایت کی طبرانی نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ کہا انہوں نے دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے اور مسح کرتے اور اپنے دونوں پاؤں پر ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ ابوعمرو نے کہا کہ اس تمیم کے صحابی ہونے میں تامل ہے اور ابوعمرو نے ان کی اس حدیث کو بھی ضعیف کہا ہے اور کہا انہوں نے کہ روایت کی دارقطنی نے رفاعہ بن رافع سے مرفوعاً کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تمام نہیں ہوتی کسی کے اور اس میں مذکور ہے کہ مسح کرے اپنے سر پر اور دونوں پیروں پر اور ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو معارض نہیں ہو سکتی ان کی جو ہم نے ذکر کیا تو اس کی بھی تاویل ضرور ہے جیسے آیت میں ہم نے ذکر کی اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ حازمی نے اس کی حدیث ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی کہ عمدہ اور متصل الاسناد ہو مگر یعلیٰ کی روایت سے اور اس میں اختلاف ہے اور بہ تقدیر ثبوت حدیث مذکور بعض لوگ اس کی نسخ کی طرف گئے ہیں۔ پھر اسی روایت کو ہشیم کے طریق سے لائے اور اس کے اخیر میں کہا کہ ہشیم کے کہا ہے کہ یہ اول اسلام میں تھا یعنی مسح، یعنی جن لوگوں نے مسح کو واجب کیا ہے اور وہ امامیہ لوگ ہیں وہ باوجود مخالفت کتاب وسنت کے اور مخالفت احادیث متواترہ کے جو قولاً وفعلاً مروی ہو چکی ہیں کوئی حجت روشن اور دلیل بین نہیں لائے اور انہوں نے کہا کہ قرأت نصب کی عطف ہے برؤسکم کے محل پر اور بعضوں نے کہا کہ با برؤسکم کی زائدہ ہے اور اصل یہ ہے کہ امسحوا رؤسکم وارجلکم اور ہم نہیں جانتے کہ ان روایات متواترہ کا کیا جواب دیں گے (کذا قال الامام الشوکانی فی النیل) اور ابوداؤد اور نسائی میں مروی ہے انس سے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ اس کے قدم ایک ناخن برابر سوکھا تھا کہ وہاں پانی نہ پہنچا تھا تو فرمایا آپ ﷺ نے جا اور اچھی طرح وضو کر اس سے بھی معلوم ہوا کہ مسح روا نہیں ہے ورنہ ناخن کیا کئی انگلی بھر خشک بلکہ سارا پیر خشک رہے گا غرض قول ابن عباسؓ اگر صحیح بھی ہو تو شاذ ہے کہ متفرد ہوئے وہ اس کے ساتھ اور اجماع صحابہ کا اس کے خلاف پر ہوا اور ابن عباسؓ خود اس اجماع کی طرف اشارہ فرماتے ہیں (کہ لوگ غسل ہی کئے جاتے ہیں) اور پھر ابن عباسؓ سے کہیں مذکور نہیں کہ انہوں نے کبھی بغیر موزے کے مسح پر اکتفا کی ہو وضو میں اور کیونکر قائل ہوں گے وہ مسح کے حالانکہ بیان کی ان سے ربیع نے حدیث جس میں مذکور ہے غسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کی شان سے بعید ہے کہ مخالفت کریں وہ اس کی جو بار بار دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مداومت کرتے ہوئے۔

Marfat.com

۵۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى

باب: وضو اللہ کے حکم کے موافق کرنے کا بیان

۴۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ اَبِي صَخْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يُحَدِّثُ اَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ فَالصَّلَوٰةُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ

۴۵۹: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے تمام کیا وضو کو۔ جیسا حکم فرمایا ہے اللہ پاک نے اس کو کہ فرض نمازیں ایک سے دوسری تک کفارہ ہیں۔ اس سے جو کہ ہوں گا۔

۴۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيٰى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمِّهٖ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَالَ اِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلٰوةٌ لِاَحَدٍ حَتّٰى يُسْبِغَ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَغْسِلُ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحُ بِرَاْسِهٖ وَرِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

۴۶۰: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری نہیں ہوتی کسی کی جب تک پورا وضو نہ کرے جیسا کہ اللہ پاک نے حکم دیا ہے اس کو کہ منہ اپنا دھوئے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے اپنے سر کا اور دونوں پیروں کا ٹخنوں تک۔

تشریح: اس میں بھی رجلیہ کا لفظ یدیہ پر معطوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں کو دھوئے اور سر کا مسح کرے اور تحقیق اس کی اوپر خوب گزری۔

۵۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کے بعد ستر پر پانی چھڑکنے کا بیان

۴۶۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِي زَائِدَةَ قَالَ قَالَ مَنْصُوْرٌ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ ثُمَّ اَخَذَ كَفًّا مِنْ مَّاءٍ فَنَضَحَ بِهٖ فَرْجَهٗ۔

۴۶۱: حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایک چلو پانی لے کر اپنے ستر پر چھڑکا۔

تشریح: اس سے مستحب ہونا ثابت ہوا۔

۴۶۲: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِرْيَابِيُّ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَقِيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عن ابيه زيد حَارِثَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْ جِبْرَائِيْلُ الْوُضُوْءَ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْضَحَ تَحْتَ ثَوْبِيْ لِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَوْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ۔

۴۶۲: حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو سکھایا اور حکم دیا کہ میں پانی چھڑکوں اپنے کپڑے کے نیچے کا احتمال ہے کہ بعد وضو کے کوئی قطرہ پیشاب کا آ گیا ہو۔

ابوالحسن بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روایت کی ہم

Marfat.com

سے ابوحاتم نے ان سے عبداللہ بن یوسف نے ان سے ابن لہیعہ نے مثل اس روایت کے اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

تشریح ❁ غرض یہ ہے کہ اس پانی چھڑکنے سے پیشاب کا قطرہ رک جائے گا اور نہ نکلے گا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ احلیل مرد کا مثل پستان زن کے اور مثل پستان گاؤ وغیرہ کے کہ اس میں جب دودھ کو روکنا منظور ہوتا ہے تو پانی چھڑک دیتے ہیں ابوالحسن بن سلمہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے ابوحاتم نے ان سے عبداللہ بن یوسف نے ان سے ابن لہیعہ نے مثل اس روایت کے' اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

۴۶۳: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ سَلَمَةَ الْيَحْمَدِيُّ ثَنَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْتَضِحْ

۴۶۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو وضو کرے تو پانی چھڑک۔

۴۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا قَيْسٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَضَحَ فَرْجَهٗ۔

۴۶۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور پانی چھڑکا (اس کی سند میں قیس بن عاصم ضعیف ہے)۔

۵۹: بَابُ الْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب: غسل اور وضو کے بعد رومال سے بدن پونچھنے کا بیان

۴۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِيْ طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى غُسْلِهٖ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ اَخَذَ ثَوْبَهٗ فَالْتَحَفَ بِهٖ

۴۶۵: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سال فتح مکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہانے کھڑے ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آڑ کئے ہوئے تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہا کر چادر اپنے اوپر لپیٹ لی۔

۴۶۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَا اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهٗ مَاءً فَاغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ بِمِلْحَفَةٍ وَ رَسِيَّةٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَثَرِ الْوَرْسِ عَلٰى عُكَنِهٖ۔

۴۶۶: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ آئے ہمارے پاس اور ہم نے آپ ﷺ کے نہانے کو پانی رکھا' پھر ہم ایک چادر لائے جو ورس میں رنگی ہوئی تھی (ورس ایک گھاس ہے زرد رنگ جو یمن میں ہوتی ہے) اور آپ ﷺ نے اسے اوڑھ لیا تو گویا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے اثر ورس کا آپ ﷺ کے پیٹ کے شکنوں پر۔

۴۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ ثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهٖ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ

۴۶۷: اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں ایک کپڑا لائی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہا چکے جنابت سے تو

Marfat.com

اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبٍ حِيْنَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَرَدَّهُ وَ جَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھیر دیا اور پانی بدن سے جھٹکنے لگے۔

۴۶۸: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ السَّمْطِ ثَنَا الْوَضِيْنُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مَحْفُوْظِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ فَقَلَّبَ جُبَّةَ صُوْفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهٗ۔

۴۶۸: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے اون کے کرتے کو الٹ کر جو پہنے ہوئے تھے اپنا منہ پونچھ لیا۔

تشریح: زاد المعاد میں ابن قیمؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اس باب میں آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑا تھا کہ اس سے اپنے اعضاء وضو پونچھا کرتے تھے بعد وضو کے اور معاذ بن جبل کی حدیث کہ دیکھا میں نے آپ ﷺ کو جب وضو کیا تو اپنا منہ پونچھا اپنے کپڑے کے کونے سے یہ دونوں ضعیف ہیں کہ قابل حجت نہیں اس لئے کہ حدیث اول میں سلیمان بن ارقم ہے اور وہ متروک ہے اور دوسری میں افریقی ہے اور وہ ضعیف ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ صحیح ثابت نہیں ہوا انتہی اور امام شوکانی نے نیل میں کہا ہے کہ حدیث قیس کو روایت کیا ہے نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے وصل اور ارسال میں اختلاف ہے اور رجال اسناد ابوداؤد کے رجال صحیح ہیں اور تصریح کی ہے اس میں ولید نے سماع کی اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ ذکر کیا ہے اس کو نووی نے خلاصہ میں ضعیف کی فصل میں اور بہر حال حدیث دلالت کرتی ہے کہ پونچھنا مکروہ نہیں اور قائل ہیں اس کے حسن بن علیؓ اور انسؓ اور عثمانؓ اور ثوری اور مالک اور مسلک کیا ہے انہوں نے اسی حدیث قیس سے اور عمرو بن ابی لیلیٰ اور امام یحییٰ اور ہادویہ نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے اس روایت سے جو ابن شاہین لائے ہیں ناسخ اور منسوخ میں انس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ پونچھتے تھے مندیل (رومال سے) بعد وضو کے اور نہ ابوبکر نہ عمر نہ علی نہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسناد اس کی بھی ضعیف ہے اور ترمذی میں روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس کے مخالف موجود ہے۔ پھر روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذکر کی جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں ابومعاذ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اس حدیث کے بعد کہا کہ یہ قائم نہیں اور اس بارے میں کچھ صحیح نہیں ہوا اور روایت کی یہی حدیث حاکم نے پھر اس کے بعد نقل کی روایت معاذؓ کی جو ترمذی سے اوپر گزری پھر فرمایا اور حافظ نے کہا ہے کہ اسناد اس کی ضعیف ہے اور اس باب میں سلیمانؓ کی روایت ہے جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے (جس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ مروی ہوئی ہے یہ روایت انسؓ سے اور اس کے مسند ہونے کا گمان نہیں اور روایت کی یہ بیہقی نے انسؓ سے انہوں نے ابی بکرؓ سے اور کہا محفوظ مرسل ہے اور روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہؒ نے موقوف علی انس اور خطیب نے روایت کی مرفوعاً اور یہ دونوں لیث کے طریق سے مروی ہوئے کہ زریق سے وہ انسؓ سے راوی ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب تم وضو کرو تو ہاتھ نہ جھٹکو اس لئے کہ ہاتھ جھٹکنا پنکھا ہے شیطان کا ذکر کی ہے یہ روایت ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں بختری کی روایت سے کہ وہ اپنے باپ عبید سے اور وہ ابوہریرہؓ سے راوی ہیں اور زیادہ کیا اس کے اول میں کہ جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ اور روایت کی ابن حبان نے ضعفاء میں بختری کے ترجمہ میں اور کہا اس سے استدلال حلال نہیں ہے اور بختری اس کے ساتھ منفرد نہیں ہے بلکہ روایت کی ہے یہ ابن طاہر نے بھی صفوۃ التصوف میں ابن ابی السری نے

Marfat.com

صدیق نے اور ابن صلاح نے کہا ہے کہ میں نے کسی جماعت کو نہیں پایا کہ انہوں نے اس کے حال سے بحث کی ہو اور نووی نے بھی ابن صلاح کی تبعیت کی ہے انتہی اور زیلعی نے بھی کہا ہے کہ رومال کا استعمال بعد وضو کے مکروہ نہیں ہے اور یہ قول عثمان اور انس اور حسن رضی اللہ عنہم کا ہے۔ انتہی۔

۶۰: بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کے بعد دعاؤں کا بیان

۴۶۹: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالُوْا ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ اَبُوْ سُلَيْمَانَ النَّخَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ الْعَمِّيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فُتِحَ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ مِنْ اَيِّ شَآءَ دَخَلَ۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ اَبُوْ نُعَيْمٍ بِنَحْوِهٖ۔

۴۶۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا اچھی طرح اور تین بار کہا ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کھول دیئے جاتے ہیں اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

کہا ابوالحسن نے یہ شاگرد ہیں ابن ماجہ کے جو بیٹے ہیں سلمہ بن القطان کے ابراہیم بن نصر نے ان سے ابونعیم نے مانند اس کی۔

تشریح: کہا ابوالحسن نے (یہ شاگرد ہیں ابن ماجہ کے) جو بیٹے ہیں سلمان بن قطان کے کہ روایت کی ابراہیم بن نصر نے ان سے ابونعیم نے مانند اس کی اس حدیث کا متن بالکل صحیح ہے لیکن سند زید عمی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۴۷۰: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

۴۷۰: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اچھی طرح پھر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا ... کھول دیئے جاتے ہیں اس کے لئے آٹھوں دروازے جنت کے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

تشریح: روایت کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی امام احمد نے اور ابوداؤد نے اور احمد اور ابی داؤد میں یہ مضمون ہے کہ جس نے وضو کیا اچھی طرح اور نظر اپنی آسمان کی طرف بلند کی آگے وہی مضمون ہے اور احمد اور ابی داؤد کی اسناد میں ایک مرد مجہول ہے اور ترمذی نے بھی اس کو بزیادت ان کلمات کے روایت کیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ لیکن ترمذی نے کہا ہے کہ اس کی اسناد میں اضطراب ہے اور اس باب میں کچھ زیادہ شے صحیح نہیں اور حافظ نے کہا ہے کہ روایت مسلم کی اس اعتراض سے سالم ہے اور ترمذی کے کلمات زائدہ کو بزار اور طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث

Marfat.com

وابن حبان نے بھی ذکر کیا ہے اور زیادہ کیا ہے نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں متطہرین سے بعد سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا الله انت استغفرك واتوب اليك اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ابی سعید سے اور یہ مضمون اس میں زیادہ ہے کہ یہ کلمات ایک ورق میں لکھے جاتے ہیں اور اس پر مہر لگائی جاتی ہے پھر وہ ہلتے نہیں قیامت تک اور اس سے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف کیا ہے اور نسائی نے اس کا موقوف ہونا صحیح کہا ہے اور ضعیف کہا ہے ازدی نے روایت مرفوعہ کو اور اس لئے کہ ابی نے اوسط میں کہا ہے کہ مرفوع نہیں لیا اس کو شعبہ سے مگر یحیی بن عیسیٰ نے کہا حافظ نے اور روایت کی یہ ابو احمد حاکم نے جزء ثانی میں دارقطنی کی تخریج سے کہ انہوں نے روح بن قاسم سے اور ترجیح دی دارقطنی نے علل میں روایت موقوف کو اور ازدی نے انکار میں کہا ہے کہ یہ روایت ابو سعید کی ضعیف الاسناد ہے خواہ موقوف ہو یا مرفوع۔ حافظ نے کہا کہ مرفوع البتہ ضعیف ہونے کے سبب اختلاف و شذوذ سے موقوف میں تو کسی طرح کا شک نہیں کہ وہ صحیح ہے اور رجال اس کے رجال صحیحین ہیں تو اس کو ضعیف کہنے سے تو کچھ معنی ہی نہیں غرض بہر حال حدیث دلالت کرتی ہے اس دعا کے مستحب ہونے پر اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث وضوء کے بعد اس باب میں صحیح نہیں ہوئی اور جو ذکر کیا ہے ہمارے اصحاب اور شافعیہ نے اپنی کتابوں میں بعض دعاؤں کو بعد وضوء کے واسطے ایک ایک ورق کے نے کہا ہے کہ وارد ہوا ہے ان دعاؤں کے ثبوت میں اثر صالحین کا غرض کوئی حدیث مرفوع ان کی ثابت نہیں ہوئی اور نووی نے روضہ میں فرمایا ہے کہ ان دعاؤں کی کچھ اصل نہیں (پس بدعت ہوئی) اور ابن الصلاح نے کہا کہ نہیں صحیح اس دعا کے بیان میں کوئی حدیث اور حافظ نے کہا کہ مروی ہوئیں کئی طریقوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین دعائیں اور وہ طریق نہایت ضعیف ہیں کہ ان میں اس کو مستغفری دعوات میں اور ابن عساکر امالی میں اور وہ احمد بن مصعب مروزی کی روایت سے ہیں کہ وہ حبیب بن ابی حبیب شیبانی سے روایت کرتے ہیں وہ ابی اسحاق سبیعی سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی اسناد میں راوی غیر معروف ہے اور روایت کی صاحب مسند الفردوس نے ابی زرعہ کی سند سے کہ وہ راوی ہے احمد بن عبداللہ بن داؤد سے اور پہنچائی ہے انہوں نے اپنی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اور روایت کی یہ ابن حبان نے ضعفاء میں انس کی روایت سے مانند اسی روایت کے اور اس میں عباد بن صہیب ہے اور وہ متروک ہے اور روایت کی یہ مستغفری نے براء بن عازب اور انس سے بڑے طول کے ساتھ اور اسناد اس کی بھی ہے لیکن توثیق کی ہے یحیی بن معین نے اور غلی کی ہے اس سے کذب کی احمد بن حنبل نے اور سچا کہا اس کو ابوداؤد نے اور ترک کیا اس کو بقی محدثوں نے اور ابن قیم نے ہدی میں کہا ہے کہ آپ سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد نہیں کیا گیا ہے کہ وہ وضوء سے بعد کلمہ اللہ کے اور پڑھتے ہوں اور جو حدیث اذکار وضوء میں آئی ہے سب کذب اور بنائی ہوئی ہے اس میں سے ایک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی اور نہ اپنی امت کو سکھائی اور نہ آپ سے ثابت ہوئی سوائے بسم اللہ کے اس نے اول میں اور کلمہ شہادت اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ کی اس کے آخر میں۔ (نیل)

۶۱: بَابُ الْوُضُوْءِ بِالصُّفْرِ

باب: پیتل کے برتن میں وضوء کرنے کا بیان

۴۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَخْرَجْنَا لَهٗ مَاءً مِنْ تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ بِهٖ۔

۴۷۱: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اور نکالا ہم نے پانی پیتل کے پیالے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضوء کیا۔

۴۷۲: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ

۴۷۲: ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔

Marfat.com

الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّهٗ كَانَ لَهَا مَخْضَبٌ مِنْ صُفْرٍ قَالَتْ كُنْتُ اَرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللهِ فِيْهِ۔

ہماری ایک لگن تھی پیتل کی کہ میں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھی۔

تشریح ۔۔۔ یعنی اس میں پانی ڈال کر۔

۴۷۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ تَوَضَّاَ فِيْ تَوْرٍ۔

۴۷۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پیالے میں (شاید وہ بھی پیتل کا ہوگا)۔

تشریح ۔۔۔ مترجم کہتا ہے تور ایک برتن ہے مشابہ طشت کے اور مخضب ایک برتن ہے کہ اس میں کپڑے دھوتے ہیں وہ بھی مثل طشت کے ہے اور عبداللہ بن زید کی روایت کو بخاری اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور زینبؓ کی روایت کو امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ برتن پیتل کے گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا روا ہے بلا کراہت اور جیسا عوام میں اس کا مکروہ ہونا مذکور ہے وہ خلاف حدیث ہے۔

۶۲: بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ

باب: نیند سے وضو ٹوٹنے کا بیان

۴۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ حَتّٰى يَنْفُخَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ وَ لَا يَتَوَضَّاُ قَالَ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ وَكِيْعٌ تَعْنِيْ وَ هُوَ سَاجِدٌ۔

۴۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے یہاں تک کہ خراٹے لیتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے تھے۔ طنافسی نے کہا کہ وکیع نے کہا مراد آپ کی یہ تھی کہ سجدہ میں سو جاتے تھے۔

۴۷۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔

۴۷۵: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے اور خراٹے لیتے تھے' پھر اٹھ کر نماز پڑھتے۔[1]

۴۷۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ اَبِيْ مَطَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ اَبِيْ هُبَيْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ نَوْمُهٗ ذَالِكَ وَ هُوَ جَالِسٌ يَعْنِي النَّبِيَّ

۴۷۶: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھے بیٹھے تھا (اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو سند اور معنی دونوں لحاظ سے ضعیف کہا ہے)۔

۴۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ

۴۷۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس میں حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

لْوَضِيْنِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ مَحْفُوْظِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ
لرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ الْاَزْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ
سُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

نے ارشاد فرمایا کہ آنکھ بند حسن ہے دبر کا جو سو جائے وضو کر لے۔

۴۷۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
يَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ
ضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا
نْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ

۴۷۸: حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم موزے نہ اتاریں تین دن تک پاخانے اور پیشاب اور سونے کے سبب سے (یعنی اسی پر مسح کرتے رہیں وضو میں) مگر جنابت کے وقت (کہ اتار کر نہائیں)

تشریح (۱) حدیث صفوان کو روایت کیا احمد اور نسائی نے اور ترمذی نے اور صحیح کہا ترمذی نے اور مدار اس روایت کا عاصم پر ہے اور ان کی متابعت کی ہے ایک جماعت نے اور راوی نے حدیث کی دو قسمیں کیں ایک وہ کہ جس سے موزے اتارنے کی ضرورت ہوتو نابت ہے دوسرے وہ جس میں وضو کی حاجت ہو اور نیند کو اس میں شمار کیا پس معلوم ہوا کہ نیند ناقض وضو ہے اور اس میں آئمہ رہب ہیں امت کے کہ ذکر کیا ہے ان کو نووی نے اول یہ کہ نیند کسی حال میں ناقض وضو نہیں اور یہ مروی ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ نہ اور سعید بن مسیب اور ابی مجلز اور حمید اعرج اور شیعہ یعنی امامیہ سے اور بحر میں ان لوگوں کے ساتھ عمرو بن دینار کو بھی گنا ہے اور ستدلال کیا ہے انہوں نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتظار عشاء کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے تھے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے روایت کی یہ ابوداؤد نے۔ دوسرا یہ کہ نیند بہر حال ناقض وضو ہے قلیل ہو خواہ کثیر ووی نے کہا ہے کہ یہ مذہب ہے حسن بصری اور مزنی اور ابوعبید قاسم بن سلام اور اسحٰق بن راہویہ کا اور ایک قول غریب ہے شافعی کا اور بن منذر نے کہا ہے کہ میرا بھی یہی قول ہے اور کہا ہے کہ ایسا ہی مضمون روایت کیا گیا ہے ابن عباسؓ اور ابی ہریرہؓ سے اور منسوب کیا ہے اس کو اہل بیت کی طرف مگر وہ ایک دو بار اونگھ جانے کو ناقض وضو نہیں جانتے اور انہوں نے استدلال کیا ہے انہی روایتوں سے جو اس باب میں مذکور ہوئیں اور حدیث علیؓ سے جو اوپر گزری اور حدیث علیؓ میں قلیل و کثیر کی تفصیل نہیں۔ تیسرا یہ کہ بہر حال ناقض ہے بخلاف قلیل کے کہ وہ کسی حال میں ناقض نہیں امام نوویؒ نے کہا کہ یہ مذہب ہے زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور احمد کا کہ احمد کی دو روایتوں میں سے یہ ایک روایت ہے کہ انہوں نے استدلال کیا ہے حدیث انس سے جو ہم نے اوپر بیان کی بروایت ابی داؤد اور اس روایت میں قلیل کا بیان ہے اور استدلال ہے حدیث بیہقی سے کہ جس کو خوب نیند آئے اس پر وضو ہے۔ چوتھا یہ کہ جب کسی ہیئت نماز پر سو جائے جیسے رکوع یا سجود یا قیام یا جلوس میں تو ناقض نہیں نماز میں ہو یا غیر نماز میں اور اگر پیٹ یا چت یا کروٹ سے سو جائے تو ناقض ہے اور یہ مذہب ہے ابوحنیفہ اور ابوداؤد کا اور یہ ایک قول غریب ہے شافعی کا اور استدلال کیا ہے انہوں نے بیہقی کی روایت سے کہ جب آدمی سجدہ میں سو جاتا ہے تو اللہ اس کے ساتھ فخر کرتا ہے فرشتوں پر اور یہ حدیث ضعیف ہے اور ان لوگوں نے نمازی کی ساری ہیئتوں کو سجدہ پر قیاس کیا ہے۔ پانچواں یہ کہ ناقض وضو نہیں مگر نوم راکع اور ساجد کا اور اسی کی مثل احمد سے مروی ہوا ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ہیئت رکوع اور سجود کی محل ہے گمان کا کہ گو نکل جائے اور یہ مذہب وہ ہے کہ ذکر کیا ہے اس کو صاحب بدر تمام نے اور صاحب سبل اسلام نے استدلال کیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ جب بندہ سو جائے اپنے سجدہ میں جو ہم نے اوپر بیان کی اور انہوں نے قیاس کر لیا رکوع کو سجود پر چھٹا ہے کہ وضو نہیں جاتا مگر نوم ساجد سے۔ نووی نے کہا یہ مروی ہے احمد سے اور شاید اس کی بھی وجہ وہی گمان ہونا ہے جو ہم نے پانچویں میں ذکر کیا اور سجود میں رکوع سے زیادہ گمان ہے ساتواں یہ کہ نماز میں

Marfat.com

نوم کسی طرح ناقض وضو نہیں اور خارج صلوٰۃ ناقض ہے اور بحر میں اس مذہب کو زید بن علی اور ابی حنیفہ کی طرف منسوب کیا ہے اور استدلال کیا ہے ان لوگوں نے بھی اس حدیث سے کہ بندہ جب سجدہ میں سو جاتا ہے الحدیث اور انہوں نے نماز کی تمام ہیئتوں کو سجدہ پر قیاس کر لیا۔ آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب اس طرح بیٹھ کر سوئے کہ چوتڑا اس کے جمے رہیں زمین پر تو وضو نہیں جاتا۔ خواہ نوم قلیل ہو یا کثیر اور خارج نماز میں ہو یا داخل نماز میں ہو۔ نووی نے کہا کہ یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے نزدیک بذاتہ حدث نہیں اور صرف دلیل ہے خروج ریح کی اور دلیل اس قول کی حدیث علیؓ اور ابن عباسؓ کی ہے جو اوپر گزری اور روایت معاویہؓ کی اور امام شوکانی نے فرمایا کہ یہ اقرب مذہب ہے میرے نزدیک اور اس میں سب دلیلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ نیند بذاتہ حدث نہیں یہ بہت ظاہر ہے اور حدیث صفوان کی اگرچہ مشعر ہے کہ وہ احداث سے ہے اس لئے کہ اور احداث اتفاقی کے ساتھ اس کو قرین کیا ہے مگر آئمہ اصول کے نزدیک دلالت اقتران دلالت ضعیفہ ہے اور یہ جو تصریح کی ہے کہ نوم دلیل ہے خروج ریح کی تو معاویہ کی روایت اور حضرت علیؓ کی روایت کہ آنکھ بندھن ہے دبر کا بخوبی اس پر دال ہے کہ نیند فی ذاتہ حدث نہیں اور اسی طرح وہ روایت کہ صحابہؓ نماز کے انتظار میں سو جاتے تھے اور پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے اس کی مؤید ہے اور اسی طرح ابن عباسؓ کی روایت کہ تہجد میں جب میں سو جاتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے کان کو دباتے اس کے بعد امام شوکانی نے کہا ہے کہ نووی نے تصریح کی ہے بعد ان مذاہب سے نقل کرنے کے کہ اتفاق کیا ہے ان سبھوں نے کہ زوال عقل بھی ناقض وضو ہے خواہ جنون سے ہو یا بے ہوشی یا شراب کے نشہ سے یا نبیذ اور بھنگ یا اور کسی دوا کے نشہ سے سب وضو کو توڑتی ہیں برابر ہے کہ بے ہوشی قلیل ہو یا کثیر اور برابر ہے کہ مقعد اس کی زمین پر جمی ہو یا نہ جمی ہو اور بحر میں ہے کہ سکر مانند جنون کے ہے نزدیک اکثریت کے اور مسعود کے نزدیک سکر ناقض نہیں اگر غشی نہ ہو اور نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ ﷺ کا خصوصیت کر سونے سے بھی نہیں جاتا تھا۔ منطوق حدیث صحیح کے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا سوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ سنی میں نے آواز خراٹے کی پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا تمام ہوا قول نووی کا اور شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں فرمایا کہ نواقض وضو تین قسم ہیں اول وہ کہ اجماع کیا ان پر جمہور صحابہ اور تابعین نے اور اسی پر عمل بھی رہا اور روایت بھی پہنچی اور وہ پیشاب اور پاخانہ اور مذی اور نوم ثقیل یعنی بھاری نیند اور جو اس کے معنی میں ہے (یعنی نشہ وغیرہ) دوسرے وہ کہ سلف کے ایک صحابہ و تابعین نے اس میں اختلاف کیا ہے اور روایتیں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارض ہوئیں جیسے چھونا ذکر کا تیسرے وہ کہ اس باب میں لفظ حدیث میں شبہ پایا گیا اور فقہاء صحابہ و تابعین نے اس میں اجماع کیا ہے اس کی ترک پر جیسے وضو آگ کی پکی چیز سے پھر ان میں کلام کیا ہے ایک طویل۔ انتہی۔

۶۳: بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب: شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان

۴۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

۴۷۹: بسرہ صفوان کی بیٹی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شرمگاہ چھوئے تو وضو کرے۔

۴۸۰: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ

۴۸۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔ (اس حدیث کی سند میں مقال ہے ابن مدینی نے کہا کہ اس کی سند میں

Marfat.com

ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ۔

ایک شیخ مجہول ہے۔ یعنی عقبہ بن عبدالرحمٰن)

۴۸۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْمُهَلَّبِیُّ بْنُ مَنْصُوْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّاْ۔

۴۸۱: ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ذکر کے چھونے سے وضو ہے (اس کی سند میں انقطاع ہے۔ عنبسہ سے سماع نہیں۔ علاوہ ازیں مکحول مدلس بھی ہے اور اس نے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے۔

۴۸۲: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِیْ فَرْوَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّاْ۔

۴۸۲: حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مرفوعاً مروی ہوا۔ اس کی سند میں اسحاق بن ابی فروہ ہے جو باتفاق ضعیف ہے۔

تشریح: امام شوکانی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے قائل ہیں اس کے عبداللہ بن عمر اور سعد اور عروہ وغیرہم اور یہ ہے اس کو حضرت علی اور ابن مسعود اور فقہائے کوفہ نے اور انہوں نے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا ایک مرد سے آدمی نے بدن کا اور ان دونوں میں سے کون سا حکم منسوخ ہے اس پر کوئی تسلی کی بات ثابت نہیں ہوئی۔ انتہی (حجۃ اللہ ص ۱۹۶)

امام شوکانی نے نیل میں فرمایا ہے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں حضرت عمر اور ابوہریرہ اور ابن عباس اور حضرت عائشہ اور سعد بن ابی وقاص اور عطا اور زہری اور ابن مسیب اور مجاہد اور ابان بن عثمان اور سلیمان بسار اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور مالک مشہور روایت میں ان کے سوا اور فقہا بھی اور اسی طرح مس فرج میں عورت کے بھی امام حبیبہ کے حدیث کی وجہ سے اور خلاف یہ ہے اس کا حضرت علی اور ابن مسعود اور عمار اور حسن بصری اور ربیعہ اور عترف اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ نے اور ان سے یاروں نے اور کہا ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں کہ انہوں نے استدلال کیا ہے حدیث طلق سے اور ایک کلام طویل کے بعد پھر شوکانی نے مذہب اول کو ظاہر کہا ہے اور امام مالک سے مروی ہے کہ مستحب ہے وضو مس ذکر سے مگر رد کیا اس کو ابوہریرہ کی روایت سے کہ اس میں وجوب کی تصریح وارد ہوئی ہے اور یہ فرق جو باطن کف اور ظاہر کف میں فقہاء نے بیان کیا ہے یہ بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے رد ہوتا ہے۔ الی آخر ما قال الشوکانی (بحث ج ۱: ۲۳)

۶۴: بَابُ الرُّخْصَةِ فِیْ ذَالِكَ

باب: مس ذکر کی رخصت کے بیان میں

۴۸۳: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ طَلْقَ الْحَنَفِیَّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ لَيْسَ فِيْهِ وُضُوْءٌ اِنَّمَا هُوَ مِنْكَ۔

۴۸۳: حضرت طلق رضی اللہ عنہ نے جو قبیلہ بنی حنیف سے ہے۔ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ذکر کے چھونے سے وضو ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ تو تیرا ایک ٹکڑا ہے۔

۴۸۴: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ

۴۸۴: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مرفوعاً ہو

Marfat.com

دِيْنَارِ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ۔

ہے۔ اس کی سند میں جعفر بن زبیر ہے جو بالاتفاق متروک الحدیث اور متہم ہے۔

٦٥:بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

باب: جو آگ میں پکا ہو اس سے وضو واجب ہونے کا بیان

۴۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا سُفْيَانَ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَوَضَّؤُا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيْمِ فَقَالَ لَهٗ يَابْنَ اَخِيْ اِذَا سَمِعْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْاَمْثَالَ۔

۴۸۵: حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کرو اس چیز کے استعمال سے جس کو بدل دیا ہے آگ نے (یعنی پکا کر) تو ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا ہم گرم پانی کے چھونے سے بھی وضو کریں (یعنی اس کا چھونا بھی ناقص وضو ہے حالانکہ خود اس سے وضو کرتے ہیں بعض اوقات) تو ابوہریرہؓ نے فرمایا اور خوب ایمان کی بات بتائی کہ میرے بھتیجے جب تم آنحضرت ﷺ کی بات سنو تو اس پر باتیں مت بناؤ (یعنی تقریریں مت چھانٹو اعتراض مت کرو اور اس کی بجا آوری میں حیلہ مت نکالو)

تشریح ۞ مثل مشہور ہے باہمہ بازی بازیش بابا ہم بازی خدا اور رسولؐ کی بات تو ایمان لانے اور تسلیم کرنے اور سر جھکانے اور دل و جان سے ماننے کے لئے ہے' تقریریں چھانٹنا اور لم و لانسلم کہنا ایک دوسرے پر ترجیح دینا اور محل اعتراض جاننا اور ردوبدل کرنا اس کے لئے اقوال فقہاء و مجتہدین ہیں کہ ان میں آدمی کلام کر سکتا ہے اس روایت میں بڑی تعلیم ہے اور زجر ہے ان مقلدان متعصبین کو جو حدیث نبوی سن کر باتیں بنایا کرتے ہیں اور سر ہلایا کرتے ہیں اور ان کے قلوب مریضہ بغیر اقوال آئمہ کے تسکین نہیں پاتے حالانکہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا انہی کی طرف مشیر ہے۔

۴۸۶: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

۴۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو کرو اس کے استعمال سے جس کو آگ نے چھوا ہو۔

۴۸۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدِ الْاَزْرَقُ ثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى اُذُنَيْهِ وَ يَقُوْلُ صُمَّتَا اِنْ لَمْ اَكُنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

۴۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے کانوں پر ہاتھ دھرتے اور کہتے کہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے نہ سنا ہو یہ قول آنحضرت ﷺ کا کہ فرماتے تھے وضو کرو اس چیز کے استعمال سے جس میں آگ لگی ہو (اس کی سند میں خالد بن یزید مختلف فیہ ہے ہاں متن صحیح ہے)۔

تشریح ۞ امام شوکانی نے نیل میں کہا ہے کہ یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے سو ایک جماعت کی کہ ان میں خلفائے اربعہ ہیں اور عبداللہ بن مسعود

Marfat.com

رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور عبداللہ بن عمر اور انسؓ اور جابر اور زید بن ثابت اور ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ اور ابن کعب اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابوامامہ اور مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور جماہیر تابعین ہیں اور وہی مذہب ہے مالک اور ابوحنیفہ اور شوکانی کا اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن یحییٰ اور ابی خثیمہ اور سفیان ثوری اور اہل حجاز اور اہل کوفہ کا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ایک طائفہ وضو شرعی کے وجوب پر گئے ہیں اور گروہ ثانی نے روایت باب سے استدلال کیا ہے اور گروہ اول نے ان کے دو جواب دیئے ہیں اول یہ کہ روایتیں جو وجوب وضو پر دال ہیں منسوخ ہیں حدیث جابر سے جو آگے کے باب میں آتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مراد وضو سے ان روایتوں میں منہ ہاتھ دھونا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف بھی صدر اول میں تھا پھر بعد صدر اول کے علماء نے اجماع کیا ہے اس پر کہ وضو واجب نہیں کہ پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (انتہیٰ) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے کہ اجماع کیا ہے فقہائے صحابہ اور تابعین نے ترک وضو پر اس چیز کے کھانے سے جو آگ میں پکی ہو اس لئے کہ ظاہر ہوا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خلفاء کا اور ابن عباسؓ اور ابی طلحہؓ وغیرہم کا وضو نہ کرنے پر اور بیان کر دیا جابر نے کہ وہ منسوخ ہے۔ (چنانچہ روایت ان کی آگے آتی ہے)۔

٦٦: بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ ذَالِكَ

باب: آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کی رخصت

۴۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَيْهِ بِمَسْحٍ كَانَ تَحْتَهٗ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى۔

۴۸۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت ﷺ نے کھایا گوشت دست کا، پھر دونوں ہاتھ پونچھ ڈالے اس چادر سے جو آپ ﷺ کے نیچے بچھی تھی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی (یعنی وضو نہیں کیا)۔

۴۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَكَلَ النَّبِيُّ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ خُبْزًا وَ لَحْمًا وَ لَمْ يَتَوَضَّؤُا۔

۴۸۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہیں کیا۔

۴۹۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَضَرْتُ عَشَاءَ الْوَلِيْدِ اَوْ عَبْدَ الْمَلِكِ ۔ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قُمْتُ لِاَتَوَضَّاَ فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ اَنَّهٗ شَهِدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَكَلَ طَعَامًا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

وَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَ اَنَا اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ بِمِثْلِ ذَالِكَ۔

۴۹۰: زہریؒ (جو کبار تابعین میں سے ہیں) نے کہا کہ میں رات کے کھانے پر ولید اور عبدالملک کے ساتھ تھا پھر جب نماز کا وقت آیا تو میں وضو کو اٹھا اور جعفر بن عمرو بن امیہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آگ کا پکا ہوا کھانا کھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور علی بن عبداللہ بن عباس نے بھی کہا گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ نے بھی (یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے ایسا ہی کہا ہے۔

۴۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ

۴۹۱: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی ماں فرماتی ہیں کہ حضرت

Marfat.com

جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِكَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهُ وَ صَلّٰى وَ لَمْ يَمَسَّ مَاءً

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری آئی (یعنی پکی ہوئی) اور آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا اور نماز پڑھی اور پانی چھوا تک نہیں۔

تشریح اس حدیث سے مردود ہو گیا زعم ان صوفیان جاہلین کا جو عصر کے کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک روزہ ہے اور امید اور ثواب کے رہتے ہیں۔

۴۹۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِاَطْعِمَةٍ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَاَكَلُوْا وَ شَرِبُوْا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ۔

۴۹۲: حضرت سوید انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لوگ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو اور جب صہباء میں پہنچے (وہ ایک مقام ہے ایک منزل پر خیبر ہے) تو وہاں عصر کی نماز پڑھی پھر کھانا منگوایا اور سوا ستو کے اور کچھ نہ کھایا اور سب نے کھایا پیا پھر پانی منگایا اور کلی کی منہ سے اور کھڑے ہو کر مغرب پڑھی۔

۴۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ فَمَضْمَضَ وَ غَسَلَ يَدَيْهِ وَ صَلّٰى۔

۴۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بازو کھایا اور کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے اور نماز پڑھی۔

تشریح اس سے معلوم ہوا کہ مراد وضو سے شاید یہی منہ ہاتھ دھونا ہو جن روایتوں میں وضو کا حکم آیا ہے۔ مگر شوکانی نے کہا ہے نیل میں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے اور حقائق شرعیہ مقدم ہیں غیر پر اور حقیقت وضو کی شرعی حقیقت ہے پھر لفظ وضو کو حقیقت شرعیہ سے کسی اور پر حمل کرنا بغیر دلیل کے جائز نہیں اور جن لوگوں نے ترک وضو پر اجماع نقل کیا ہے تو اجماع کے لفظ سے تو وہی ڈرتا ہے جو طالب حق نہیں ہے اور طالب حق ہرگز اس کے سبب سے اپنی مراد سے باز نہیں رہتا ہاں البتہ اتنی بات ہے کہ جو حدیثیں بکری کے گوشت کھا کر وضو نہ کرنے کے بیان میں آئی ہیں وہ مخصص ہیں ان روایتوں کی جن میں علی العموم حکم ہے وضو کرنے کا آگ کی پکی چیز سے اور بکری کے گوشت کے گو سوا جتنی اور چیزیں پکی ہوئی ہیں ان میں وہی حکم ہے کہ وضو کرے اس لئے کہ وہ اسی عموم میں داخل ہیں۔

۶۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ

باب: اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کے بیان میں

۴۹۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ فَقَالَ تَوَضَّؤُا مِنْهَا۔

۴۹۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں وضو کرو اسے کھا کر۔

Marfat.com

۴۹۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا زَائِدَةُ وَ اِسْرَائِيلُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي ثَوْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ نَتَوَضَّاَ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ وَ لَا نَتَوَضَّاَ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ

۴۹۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم وضو کریں اونٹ کا گوشت کھا کر اور وضو نہ کریں بکری کا گوشت کھا کر۔

۴۹۶ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِيُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ (وَ كَانَ ثِقَةً وَ كَانَ الْحَكَمُ يَاْخُذُ عَنْهُ) ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ قَالَ ﷺ لَا تَوَضَّؤُا مِنَ الْبَانِ الْغَنَمِ وَ تَوَضَّؤُا مِنَ الْبَانِ الْاِبِلِ۔

۴۹۶: حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو نہ کرو بکری کا دودھ پی کر اور وضو کرو اونٹ کا دودھ پی کر۔

(اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف بھی ہے اور مدلس بھی اور دوسروں نے اس کی مخالفت کی ہے اور محفوظ عن ابن ابی لیلیٰ عن ابراہ ہے)۔

۴۹۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ وَلَا تَتَوَضَّؤُا مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ وَتَوَضَّؤُا مِنَ الْبَانِ الْاِبِلِ وَ لَا تَتَوَضَّؤُا مِنْ اَلْبَانِ الْغَنَمِ وَ صَلُّوْا فِيْ مَرَاحِ الْغَنَمِ وَ لَا تُصَلُّوْا فِيْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ۔

۴۹۷: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتے تھے وضو کرو اونٹ کا گوشت کھا کر اور نہ کرو بکری کا گوشت کھا کر اور وضو کرو اونٹ کا دودھ پی کر اور نہ کرو بکری کا دودھ پی کر اور نماز پڑھو بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور نہ پڑھو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں۔

(اس کی سند میں خالد بن عمر مجہول ہے اور بقیہ بن ولید مدلس ہے جس نے عنعنہ سے روایت کی ہے)۔

تشریح: یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانا ناقض وضو ہے اور اس میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے چنانچہ نووی نے کہا ہے کہ خلفاء اربعہ اور ابن مسعود اور ابن ابی کعب اور ابن عباس اور ابوالدرداء اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور جماہیر تابعین اور مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی اور ان کے تلامذہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو نہیں اور احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اور یحییٰ بن یحییٰ اور ابوبکر بن منذر کا قول ہے کہ اس سے وضو جاتا رہتا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے اور مطلقاً اصحاب حدیث کا یہی قول نقل کیا ہے اور ایک جماعت صحابہ سے بھی اسی کو نقل کیا ہے یہ قول ہے نووی کا کذا فی النیل اور نیل میں کہا ہے کہ بحر میں اسی قول کو ایک قول شافعی کا قرار دیا ہے اور منسوب کیا ہے اسی کو محمد بن حسن کی طرف اور بیہقی نے کہا کہ بعض اصحاب سے ہمارے منقول ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر صحیح ہو جائے حدیث ابل کی تو ہم بھی اس کے قائل ہو جائیں اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس بارے میں دو صحیح حدیثیں ہو چکیں ایک حدیث جابر بن سمرہ کی دوسری براء بن عازبؓ کی اور یہ دونوں حدیثیں اس باب میں گزر چکیں۔ یہ مقولہ ہے احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ کا اور قائلان نقض وضو باب کی روایتوں سے استدلال کرتے ہیں اور قائل عدم نقض کے حدیث جابر سے کہ انہوں نے کہا اخیر امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تھا کہ وضو نہ کرنا جو چیز آگ

Marfat.com

میں پکی ہوا سے کھا کر امام نوویؒ نے شرح مسلم میں کہا ہے مگر یہ حدیث جابر کی عام ہے اور حدیث اونٹوں کے گوشت کی خاص ہے اور خاص مقدم ہے عام پر اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ عام بنا کیا جا سکتا ہے خاص پر۔ مطلقاً جیسے گئے ہیں اسی طرح شافعی اور جماعت ائمہ اصول میں سے اور یہی حق ہے اس کے بعد ایک کلام طویل کیا ہے شوکانی نے اور پھر کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ آگ کی چیز پکی کھا کر وضو نہ کریں اور آپ ﷺ نے وضو نہ کیا مثلاً تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ کے وضو نہ کرنے سے وہ حکم جو ہم کو دیا ہے منسوخ نہیں ہوا اور ہو سکتا ہے کہ وضو نہ کرنا آپؐ کے لئے خاص ہو اور اس مذہب میں کہ ہم پر وضو ضرور ہے اور آپؐ کو ترک وضو اس پکی چیز سے روا ہے کیا مضائقہ اس لئے کہ ابن عمرؓ اور ابو طلحہ اور انس اور موسیٰ اور حضرت عائشہ اور زید بن ثابت اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور ابو عزہ ہذلی اور عمر بن عبدالعزیز اور ابو مجلز لاحق بن حمید اور ابو قلابہ اور یحییٰ بن یعمر اور حسن بصری اور زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب ہے اور اس کی تصریح کی ہے حازمی نے ناسخ منسوخ میں انتہیٰ ما قال الشوکانی نے النیل غرض بہر حال اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے میں احتیاط ہے اور آدمی کو اپنے دین کی احتیاط ضرور ہے اس کے سوا اور پکی چیزوں میں اگر وضو نہ کرے تو مضائقہ نہیں۔

۶۸: بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ

باب: دودھ پی کر کلی کرنے کا بیان

۴۹۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَضْمِضُوْا مِنَ اللَّبَنِ فَاِنَّ لَهٗ دَسْمًا۔

۴۹۸: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلی کرو دودھ پی کر کہ اس میں چکنائی ہے (معلوم ہوا کہ سب چکنائیوں کا یہی حکم ہے)۔

۴۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمِضُوْا فَاِنَّ لَهٗ وَسْمًا۔

۴۹۹: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ آنحضرت ﷺ سے وہی مضمون مروی ہے۔[1]

۵۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ ثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَضْمِضُوْا مِنَ اللَّبَنِ فَاِنَّ لَهٗ دَسَمًا۔

۵۰۰: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بھی وہی مضمون مروی ہے۔

۵۰۱: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ السَّوَّاقُ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَلَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: شَاةً وَ شَرِبَ مِنْ لَبَنِهَا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ وَ قَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا۔

۵۰۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بکری کا دودھ دوہا اور پیا اور فرمایا کہ اس میں چکنائی ہے۔

۶۹: بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

باب: بوسہ لے کر وضو کرنے کے بیان میں

۵۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ

۵۰۲: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] اس کی سند ضعیف ہے۔ عبدالمہیمن کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ وَ لَمْ يَتَوَضَّاْ قُلْتُ مَا هِيَ اِلَّا اَنْتِ فَضَحِكَتْ۔

علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی کا بوسہ لیا پھر نماز کو چلے گئے اور وضو نہیں کیا تو انہوں نے عرض کیا وہ اور کون ہوں کی سوائے آپ کے تو آپ ہنسیں۔

۵۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ زَيْنَبَ السَّهْمِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّاُ ثُمَّ يُقَبِّلُ وَ يُصَلِّيْ وَ لَا يَتَوَضَّاُ وَ رُبَّمَا فَعَلَهٗ بِيْ۔

۵۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور پھر بوسہ لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہ کرتے اور کبھی میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا۔

تشریح ﴿﴾ امام شوکانی نے فرمایا ہے نیل میں کہ مروی ہے روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بروایت احمد اور ترمذی اور ترمذی نے کہا ہے کہ سنا میں نے محمد بن اسماعیل قاری سے کہ وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے اور روایت کی ہے یہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے جناب عائشہؓ سے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے عروہ مزنی سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور قطان سے (یعنی یحیی بن سعید قطان جو امام ہیں فن جرح وتعدیل کے) کہ یہ حدیث مشتبہ ہے اور کچھ نہیں (یعنی ضعیف ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کو عروہ سے سماع نہیں اور (حبیب اس پہلی روایت کی سند میں ہیں جس میں حضرت عائشہؓ کا بنسبت مذکور ہے کہ عروہ سے روایت کرتے ہیں اور اس صورت میں وہ روایت منقطع ٹھہری اور ابن حزم نے کہا کہ باب میں کچھ صحیح نہیں اور اگر صحیح ہوا ہے تو وہ محمول ہے اس پر کہ یہ حکم اس کے قبل کا ہے جب لمستم النساء کی آیت نہیں اتری تھی (اور اس آیت کی تحقیق آگے آتی ہے) اور روایت کی اور یہ روایت امام شافعی نے اور معبد بن ثابتہ کے طریق سے کہ وہ محمد بن عمر سے راوی ہیں وہ ابن عطا سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بوسہ لیتے تھے بعض بیبیوں کا اور وضو نہیں کرتے تھے اور کہا امام شافعی نے کہ میں نہیں جانتا حال معبد کا اور اگر وہ ثقہ ہے حجت ہے تو وہ بات جو روایت کی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ مضمون دس طریقوں سے (یعنی سندوں سے) مروی ہوا ہے کہ لائے ہیں اس کو بیہقی خلافیات میں اور ضعیف کہا ہے اس کو تمام ہوا قول حافظ کا اور صحیح کہا ہے ان کو تمام ہوا قول حافظ کا اور صحیح کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور ایک جماعت نے اور بہرحال حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا اور اس سے اوپر کیا ہے شوکانی نے کہ آیت لمستم النساء سے استدلال کیا ہے۔ ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو جاتا ہے اور اس طرف گئے ہیں ابن مسعود اور ابن عمرؓ اور زہری اور شافعی اور ان کے اصحاب اور زید بن اسلم وغیرہم اور وضو نہ جانے کے قائل ہیں علیؓ اور ابن عباسؓ اور عطا اور طاؤس اور عترتؓ سب کے سب اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا ایک قول ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا مگر جب دونوں کی فرجیں مل جائیں اور مرد کو انتشار بھی ہو اگرچہ مذی نہ نکلے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر وہ اول نے کہا ہے کہ آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ لمس من جملہ احداث ہے کہ واجب کرتا ہے وضو کو اور حقیقی معنی یہی ہے کہ ہاتھ سے چھونا اور مؤید ہے اس معنی کا قرأت او لمستم کی (یعنی جس میں لام کو بڑا زبر ہے کہ ظاہر معنی اس کے صرف چھونا ہے بغیر جماع کے اور گروہ ثانی نے کہا ہے کہ ضرور ہے اس کی مجاز کی طرف پھیرنا یعنی لمس سے جماع مراد لینا یہ سبب قرینہ کے اور وہ قرینہ حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو قبلہ کے باب میں اوپر مذکور ہوئی اور دوسری حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چھونے کی (یعنی جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے کہ میں نے رات کو ٹٹولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہاتھ پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے) اور اس کا جواب یہ

Marfat.com

دیا ہے کہ حدیث بوسہ میں ضعف ہے اور وہ مرسل ہے اور یہ جواب رد کیا ہے اس طور سے کہ ضعف اس کا دور ہو گیا ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور حدیث سے قدم چھونے کی اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اوپر مذکور ہو چکی اور وہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے اور مرفوع ہونے سے اس کے لازم ہوا اسی پر اعتماد کرنا جیسا کہ مذہب ہے اہل اصول کا اور حدیث مس قدم میں یہ عذر پیش کرنا کہ وہ کسی حائل پر ہوا ہوگا کپڑے وغیرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے محض تکلف ہے اور مخالفت ہے ظاہر حدیث کی عورت کے پاس جائے اور ایسا کرے جیسے اپنی عورت سے کرتا ہے بجز اس کے کہ جماع کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری آخر تک اور آپؐ نے اس سے فرمایا کہ وضو کر پھر نماز پڑھ روایت کی ہے یہ احمد اور دار قطنی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے تو آپ ﷺ نے وضو کا حکم دیا اور تصریح کی ابن عمرؓ نے کہ جو اپنی عورت کو بوسہ دے اور ہاتھ سے چھوئے اس پر وضو ہے روایت کیا یہ ان سے مالکؒ نے اور شافعی نے اور روایت کی یہ بیہقی نے ابن مسعود سے اور ہاتھ سے چھونا (جس کو عربی میں لمس کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں) اس سے جماع مراد نہیں اور استدلال کیا ہے حاکم نے کہ لمس سے مادون جماع مراد ہے اس حدیث سے جو مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی تھیں کوئی دن ایسا نہیں تھا یا کم دن ایسا ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ آتے ہوں اور بوسہ نہ لیتے ہوں اور لمس نہ کرتے ہوں اور استدلال کیا ہے بیہقی نے اس حدیث سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ زنا ہاتھ کا لمس ہے اور قصہ ماعز میں مذکور ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو شاید تو نے لمس کیا ہو اور عمرؓ کی روایت سے کہ کہا انہوں نے قبلہ لمس میں سے ہے سوا اس سے وضو کرو اور ان سب روایتوں سے جواب یہ دیا کہ اس پوچھنے والے کو جو آپؐ نے وضو کا فرمایا وہ کفارہ گناہ کے لئے تھا اس لئے کہ وضو کفارہ ذنوب ہے بغیر اس کے کہ وہ فعل اس کا ناقض وضو ہوا اور جب احتمال ہوا تو استدلال باطل ہوا اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے جو مروی ہے اور حاکم اور بیہقی نے جو ذکر کیا ہے تو اس میں ہم کہتے ہیں کہ ہم کو انکار نہیں ہے اس سے کہ اطلاق لمس کا ہاتھ سے چھونے پر ہوتا ہے معنی حقیقی لمس کے وہی ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ یہاں قرائن ایسے پائے جاتے ہیں کہ ان کے لحاظ سے مجاز کی طرف پھیرنا لمس کا ضرور ہے یعنی آیت لمستم میں اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ قبلہ سے وضو لازم آتا ہے تو قول صحابی اس باب میں حجت نہیں ہو سکتا علی الخصوص اس وقت میں جب کہ شارع معصوم کے قول کے خلاف ہو اور تصریح کی ہے امام المفسرین ابن عباسؓ نے کہ مراد لمس سے آیت مذکورہ میں جماع ہے اور یہ امر ٹھہر چکا ہے کہ تفسیر کے باب میں ان کا قول سب کے قولوں پر ترجیح رکھتا ہے۔ غرض اس بیان کے آخر میں شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اوسط مذہب جس میں سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ صرف ہاتھ سے چھونے کو ناقض وضو ہے بجز اس کے کہ جماع کر لے اس سے تو اللہ نے یہ آیت اتاری۔ نہ کہیں مگر جب شہوت سے ہو۔ انتہی۔

۷۰: بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْیِ

باب: مذی سے وضو واجب ہونے کا بیان

۵۰۴: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَذْیِ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ وَ فِی الْمَنِیِّ الْغُسْلُ۔

۵۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مذی کا حال تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے اور منی سے غسل۔

۵۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

۵۰۵: حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ جو شخص اپنی عورت کے قریب ہو اور انزال نہ کرے تو

Marfat.com

يَسَارٍ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ سَئَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَدْنُوْا مِنِ امْرَاَتِهٖ فَلَا يُنْزِلُ ؟ قَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذَالِكَ فَلْيَنْضِحْ فَرْجَهٗ يَعْنِى لِيَغْسِلْهُ وَيَتَوَضَّاْ

آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو ایسا ہو تو اپنے ستر پر پانی چھڑک لے یعنی دھو ڈالے اور وضو کرے (یہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا) اب حکم یہ ہے کہ اگر دونوں کی شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۵۰۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كُنْتُ اَلْقٰى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً فَاَكْثَرُ مِنْهُ الْاِغْتِسَالَ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذَالِكَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِىْ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ كَفُّ مِنْ مَاءٍ تَنْضِحُ بِهٖ مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى اَنَّهٗ اَصَابَ۔

۵۰۶: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مذی سے بہت تکلیف ہوتی تھی اور میں اس میں نہایا کرتا تھا پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے تو وضو کافی ہے میں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرے کپڑے میں لگ جائے تو (کیا کروں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک چلو پانی چھڑک لینا اپنے کپڑے پر کافی ہے۔ جہاں دیکھو کہ مذی لگ گئی ہے۔

تشریح: مذی اور جو اسی طرح پانی نہ اور پیشاب کے راہ سے نکلے اس سے وضو ٹوٹنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۵۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ اَبِىْ حَبِيْبِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَتَى اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَ مَعَهٗ عُمَرُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ اِنِّىْ وَجَدْتُ مَذْيًا فَغَسَلْتُ ذَكَرِىْ وَ تَوَضَّاْتُ فَقَالَ عُمَرُ اَوَيُجْزِئُ ذَالِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَسَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ۔

۵۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے گھر گیا اور میرے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ابی گھر سے نکلے اور کہا کہ میری مذی نکلی اور میں نے اپنا ستر دھویا اور وضو کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے سنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا کہ ہاں۔

۷۱: بَابُ وُضُوْءِ النَّوْمِ

باب: سونے کے لئے وضو کا بیان

۵۰۸: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُوْلُ لِزَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ يَا اَبَا الصَّلْتِ هَلْ سَمِعْتَ فِىْ هٰذَا شَيْئًا فَقَالَ ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَدَخَلَ الْخَلَاءَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ۔

۵۰۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت ﷺ رات کو اٹھے اور پاخانے گئے جب فارغ ہوئے تو منہ دھویا اور دونوں ہاتھ پھر سو گئے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِىُّ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ اَنَا بُكَيْرٌ عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ فَلَقِيْتُ كُرَيْبًا فَحَدَّثَنِىْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے۔

۷۲: بَابُ الْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَالصَّلَوَاتِ

باب: ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ایک وضو سے کئی

Marfat.com

كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ

نمازیں پڑھنے کا بیان

۵۰۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَ كُنَّا نَحْنُ نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ

۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے اور ہم لوگ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے۔

۵۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ الْوَاحِدِ

۵۱۰: حضرت سلیمان اپنے باپ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے اور فتح مکہ کے دن کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں۔

۵۱۱: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ تَوْبَةَ ثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰذَا فَاَنَا اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۱۱: حضرت فضل بن مبشر کے صاحبزادے نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا تو میں بھی ویسا ہی کرتا ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

تشریح ❁ انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ کی عادت یہی تھی کہ ہر نماز پر وضو کریں۔ طحاوی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ شاید آپؐ پر یہ واجب ہو خاصۃً پھر فتح مکہ کے دن اس کا وجوب منسوخ ہو گیا حدیث بریدہؓ سے اور بریدہؓ کی روایت مسلم میں بھی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ مستحب جان کر ایسا کرتے ہوں پھر اس خوف سے ترک کر دیا کہ کہیں واجب نہ ہو جائے جیسے قیام رمضان بخوف وجوب بہ جماعت ترک کر دیا غرض ترک کرنا آپ ﷺ کا بیان جواز کے لیے تھا حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ احتمال عقل کی روح سے قریب ہے اور بر تقدیر اول نسخ قبل فتح مکہ کے تھا۔ سوید بن نعمان کی روایت کی رو سے کہ ان کی روایت خیبر کی ہے اور وہ فتح مکہ سے بہت بیشتر تھا یعنی غزوہ خیبر غرض ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرنا واجب نہیں مستحب البتہ ہے چنانچہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وضو پر وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ اجماع امت ہے اس پر کہ طہارت شرط ہے صحت نماز کی اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اختلاف ہے کہ طہارت کب نماز کے لئے فرض ہوئی تو ابن جہم کا قول ہے کہ وضو ابتدائے اسلام میں سنت تھا پھر آیت تیمم میں اس کی فرضیت نازل ہوئی اور جمہور نے کہا پہلے سے فرض تھا اور سلف میں بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ ہر نماز کے لئے وضو فرض ہے اور استدلال کیا ہے آیت **اذا قمتم الی الصلوۃ** سے اور ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ پہلے ایسا ہی تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا اس آیت میں بطور استحباب کے حکم ہے کہ جب نماز پر کھڑا ہو تازہ وضو کرے اور فرضیت وضو کی حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خطاب آیت کا اسی کے لئے ہے جو بے وضو ہو مگر تازہ وضو بہر حال نماز کے لئے مستحب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہو گیا ہے اب تمام اہل فتویٰ کا اور کسی کا اختلاف باقی نہیں رہا۔

Marfat.com

۷۳: بَابُ الْوُضُوْءِ عَلَى الطَّهَارَةِ

باب: وضو پر وضو کرنے کا بیان

۵۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِىْ غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِىْ مَجْلِسِهٖ فِى الْمَسْجِدِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَ صَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَجْلِسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَ صَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَجْلِسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَ صَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَجْلِسِهٖ فَقُلْتُ اَصْلَحَكَ اللهُ اَفَرِيْضَةٌ اَمْ سُنَّةٌ الْوُضُوْءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ؟ قَالَ اَوْ فَطِنْتَ اِلَىَّ وَ اِلٰى هٰذَا مِنِّىْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَا لَوْ تَوَضَّاْتُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ لَصَلَّيْتُ بِهِ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا مَالَمْ اُحْدِثْ وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰى كُلِّ طُهْرٍ فَلَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ اِنَّمَا رَغِبْتُ فِى الْحَسَنَاتِ۔

۵۱۲: حضرت ابوغطیف ہذلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ میں بیٹھتے تھے مسجد میں کہ جب نماز کا وقت آیا تو وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر اپنی جگہ میں آ بیٹھے پھر جب عصر کا وقت ہوا پھر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آ بیٹھے پھر جب مغرب کا وقت ہوا پھر وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر اپنی جگہ آ بیٹھے میں نے ان سے کہا اللہ تم کو سلامت رکھے کیا ہر نماز کے لئے وضو کرنا فرض ہے یا سنت ہے تو انہوں نے کہا کیا تم میرے حال سے یہ بات سمجھ گئے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں (یعنی یہ فرض نہیں اور اگر میں صبح کو وضو کروں تو اس سے پانچوں نمازیں پڑھ سکتا ہوں جب تک حدث نہ کروں مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو وضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں اور میں نے نیکیوں کی خواہش سے یہ کام کیا ہے (اس حدیث کا دارومدار عبدالرحمن بن زیاد افریقی پر ہے اور وہ ضعیف بھی اور مدلس بھی ہے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ ہر نماز کے وقت وضو مستحب ہے واجب نہیں۔ وہو الصحیح۔

۷۴: بَابُ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ

باب: اس بیان میں کہ وضو واجب نہیں ہے بغیر حدث کے

۵۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ شُكِىَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّىْءَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَجِدَ رِيْحًا اَوْ يَسْمَعُ صَوْتًا۔

۵۱۳: حضرت عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انہوں نے شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی جس کو نماز میں شبہ ہوتا ہے حدث کا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کچھ خیال نہ کرے جب تک نہ پائے بدبو حدث کی یا سنے آواز اس کی۔

۵۱۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا الْمُحَارِبِىُّ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَنْبَاَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ سُئِلَ النَّبِىُّ ﷺ عَنِ التَّشَبُّهِ فِى الصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدُ رِيْحًا۔

۵۱۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اس کے رجال ثقہ ہیں مگر یہ حدیث معلل ہے حفاظ اصحاب زہری نے عنہ عن سعید بن عبداللہ روایت کی ہے اور امام احمد نے محاربی کی حدیث کو منکر کہا ہے کیونکہ معمر سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے اور وہ مدلس ہے۔

Marfat.com

تشریح ... اس کی سند میں محاربی ہے جو مدلس ہے۔ نیز اس کا سماع معمر سے ثابت نہیں۔

۵۱۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِيْحٍ۔

۵۱۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو واجب نہیں ہوتا مگر آواز سے یا بدبو سے۔

۵۱۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ رَاَيْتُ السَّائِبَ ابْنَ خَبَّابٍ يَزِيْدَ يَشَمُّ ثَوْبَهٗ فَقُلْتُ مِمَّ ذَالِكَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ رِيْحٍ اَوْ سَمَاعٍ۔

۵۱۶: محمد بن عمرو سے روایت ہے انہوں نے کہا دیکھا میں نے سائب بن یزید کو کہ وہ اپنا کپڑا سونگھتے تھے (یعنی جب شبہ ہوتا تھا گوز کا) تو میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سنا ہے میں نے آنحضرت ﷺ سے کہ فرماتے تھے وضو واجب نہیں مگر بدبو سے یا اس کی آواز (یعنی گوز کے سنن سے) اس حدیث کے روات میں عبدالعزیز ضعیف ہے)۔

تشریح ... یہ سب روایتیں شک کی صورت پر محمول ہیں کہ جب گوز میں شک ہو تو شک سے وضو نہیں جاتا جب تک یقین حاصل نہ ہو اور یقین کے حصول کے دو ہی سبب ہیں یا آواز سننا یا بو معلوم ہونا اور بعض لوگوں نے ابوہریرہؓ کی روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ سوا اس چیز کے جو سبیلین (یعنی پیشاب پاخانہ کی راہ سے) خارج ہوتی ہے اور کوئی شے وضو نہیں توڑتی مگر شوکانی نے لکھا ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اور چیزیں بھی وضو توڑنے والی ہیں اور اس لئے ضرور ہوا کہ اس روایت کو بھی حالت شک ہی پر محمول سمجھیں اور نواقض وضو میں سے ایک قے ہے کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور عترت کا مذہب ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر جب تین باتیں ہوں اول یہ کہ معدہ سے آئے (یعنی غذا نکلے) دوسرے یہ کہ منہ بھر کر نکلے۔ تیسرے یہ کہ دفعتاً واحدۃً آئے اور شافعی اور ان کے اصحاب اور ناصر اور امام باقر اور امام صادق کا مذہب ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابوحنیفہ نے استدلال کیا ہے اس روایت سے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا ابکائی آجائے یا مذی نکلے وہ جائے اور وضو کرے مگر اس روایت میں اسماعیل بن عیاش بن جریج سے راوی ہے اور ابن جریج حجازی ہے اور اسماعیل کی روایت حجازیوں سے ضعیف ہے اور حفاظ حدیث نے اسماعیل کا خلاف کیا ہے اور اس کو مرسل روایت کیا اس طریق مرسل کو ذہلی نے صحیح کہا ہے علل میں اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ روایت اسماعیل کی خطا ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے اسماعیل کے بعد عطا کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور بیہقی نے کہا ہے کہ مرسل ہونا اس کا صحیح ہے اور مرفوع کیا ہے اس کو سلیمان بن ارقم سے اور وہ متروک اور نکسیر کے بارے میں ایک روایت ابن عباسؓ سے بھی آئی ہے اور اس میں سلیمان بن ارقم سے اور وہ متروک ہے اور ایک حدیث ابوسعیدؓ سے آئی ہے کہ جس کو نماز میں قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا حدث ہو جائے اور وضو کرے آخر حدیث تک اور اس میں ابوبکر زاہری ہے اور وہ بھی متروک ہے غرض مدار حنفیہ کا قے سے وضو ٹوٹنے میں انہی روایتوں پر جن کا خیال تو دیکھ چکا (نیل مع زیادۃ شے ونقصان)

Marfat.com

۵۷: بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِیْ لَا یَنْجُسُ

باب: کتنا پانی ہو تو نجس نہیں ہوتا (یعنی باوجود وقوع نجاست کے)

۵۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ ثَنَا یَزِیْدُ ابْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ یَکُوْنُ بِالْفَلَاةِ مِنَ الْاَرْضِ وَ مَا یَنُوْبُهٗ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَنْجُسْهُ شَیْءٌ۔

۵۱۷: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جو کہ چٹیل میدان میں ہوتا ہے اور جانور اور درندے اس پانی پر آتے ہیں تو فرمایا آنحضرت ﷺ نے جب پانی دو مٹکے (یا دو مٹکے) ہو تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ نَحْوَهٗ

کہا مؤلف نے کہ روایت کی ہم سے عمرو بن رافع نے ان سے عبداللہ بن مبارک نے ان سے محمد بن اسحاق نے ان سے محمد بن جعفر نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان سے عبداللہ ان کے باپ نے انہوں نے نبی سے مثل اس کی۔

تشریح: کہا مؤلف نے کہا کہ روایت کی ہم سے عمرو بن رافع نے ان سے عبداللہ بن مبارک نے ان سے محمد بن اسحاق نے ان سے محمد بن جعفر نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان سے عبداللہ ان کے باپ نے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے مثل اس کی اور کہا روایت کی ہم سے علی بن محمد نے ان سے حماد بن سلمہ نے ان سے عاصم بن منذر نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان سے باپ نے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے جب پانی دو مٹکے ہو یا تین تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (کہا ابوالحسن بن سلمہ نے (یہ شاگرد ہیں مؤلف ابن ماجہ کے) اوپر کی سند میں حماد میں اور ابوالحسن میں تین واسطے تھے اس لئے دوسری سند جو اس سے عالی ہے اور اس میں دو واسطے ہیں بیان کرتے ہیں) روایت کی ہم سے ابوحاتم نے ان سے ابوولید اور ابوسلمہ اور ابن عائشہ تینوں نے ان تینوں سے روایت کی حماد بن سلمہ نے وہی حدیث جو اوپر گزری۔ حدیث قلتین کو روایت کیا ہے امام احمد نے اپنی مسند میں اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور امام شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے اور حاکم نے کہا ہے صحیح ہے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر اور شیخین نے اس کے تمام راویوں سے استدلال کیا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں مذکر آیا ہے اور ابن حبان نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے کہا ہے کہ اسناد حدیث قلتین کی مسلم کی شرط پر ہے اور اس کی سند اور متن میں جو اضطراب ہے اس کے جواب میں نیل الاوطار میں معقول دیئے گئے ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے اور اس نے کہا ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے بعض لوگوں نے اور وہ فقہاء کے نزدیک صحیح ہے ان کے طور پر پھر کوئی جواب دینے سے اضطراب سے اور قید قلال ہجر کی (یعنی ہجر کے مٹکوں کی اور ہجر ایک شہر کا نام ہے کہ وہاں کے مٹکے مشہور ہیں اور بڑے ہوتے ہیں) اس مرفوع روایت میں وارد نہیں ہوئی سوا مغیرہ بن مقسلات کی روایت سے جو ابن عدی کے پاس ہے اور وہ منکر حدیث ہے اور ذہبی نے کہا ہے وہ اعتبار نہیں حدیث پر اور ابن عدی نے کہا ہے کہ ان کی عام حدیثوں کے متابع اور راوی نہیں پائے جاتے مگر اس باب شافعی نے قوت دی ہے اس امر کو کہ ہجر کے مٹکے مراد ہیں اس حدیث میں اس لئے کہ وہ عرب میں بہت مشہور و معروف تھے اور شاعروں نے اپنے اشعار میں ان کا ذکر کیا ہے جیسے کہ ابوعبید نے کتاب الطہور میں کہا ہے اور یہ قید ایک حدیث میں وارد ہوئی ہے اور

Marfat.com

بیہقی نے کہا ہے کہ قلال ہجر عرب میں مشہور تھے اسی لئے حضرت ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے بیروں کو شب معراج میں ان سے تشبیہ دی ہے اور یہ حدیث بہر حال دلالت کرتی ہے کہ پانی جب دو مٹکے ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا اور جب اس سے زائد ہو تو بدرجہ اولیٰ ناپاک نہ ہوگا مگر جب کہ رنگ بو اور مزہ ان تینوں صفتوں میں سے کسی صفت میں بسبب نجاست کے تغیر آ جائے۔ جیسا دوسری روایت میں آ چکا ہے کہ وہ گویا اس حدیث میں مخفض ہے اور پانی کے قلیل اور کثیر میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ سو ابوحنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو طالب کا قول یہ ہے کہ قلیل وہ پانی ہے کہ گمان ہو آدمی کو کہ اس پانی کے استعمال کرنے سے نجاست کا استعمال ہو جائے گا اور شافعی کا قول ہے کہ وہ قلتین سے کم ہے اور یہی قول ہے ان کے اصحاب اور ناصر اور منصور باللہ اور ابوحنیفہ کے رد میں تو ہم کہتے ہیں کہ ان کے قول میں دور لازم آتا ہے کہ گمان پانی کے نجس ہونے کا تو جب ہوگا کہ جب اس کی قلت ثابت ہو جائے اور قلت جب ثابت ہوگی کہ گمان پیدا ہو۔ پس قول ان کا تو معرض فقاہت میں غیر نافق ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ پانی طاہر ہے اور اس کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اس میں اور حدیث قلتین میں کچھ تناقض نہیں ہے اس لئے کہ جو قلتین سے زیادہ ہو اور نجاست کے سبب سے متغیر نہ ہو جائے کوئی وصف اس کا تو وہ پاک ہے اور جب کوئی وصف اس کا متغیر ہو گیا تو وہ نجس ہے بالاجماع اور اس اجماع کے سبب سے حدیث قلتین اور یہ حدیث کہ کوئی چیز اس کو نجس نہیں کرتی دونوں میں تخصیص آ جائے گی اور جو قلتین سے کم ہو اور نجاست سے متغیر ہو جائے تو طہارت اس کی بالاجماع جاتی رہی اور مفہوم حدیث قلتین کا بھی یہی ہے اور اس سے تخصیص کر لی جائے گی اس حدیث کی جس میں مذکور ہے کہ کوئی چیز اس کو نجس نہیں کرتی اور اگر اتنی نجاست کر لے کہ اس میں تغیر نہ آیا تو اس حدیث کے رد سے جس میں مذکور ہے کہ کوئی شے اس کو نجس نہیں کرتی وہ پانی پاک ہے اور یہ حدیث بھی اپنے عموم پر باقی رہی اور اس صورت میں حدیث قلتین اپنے مفہوم کے رو سے دلالت کرتی ہے کہ وہ ناپاک ہو جائے گا پھر جس نے اس مفہوم کو مخصص قرار دیا ہے اس نے تخصیص کی ہے اور جس نے نہیں قرار دیا اس نے تخصیص نہیں کی اور تخصیص کے جواز کی مؤید ہیں وہ دلیلیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آب قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ اس میں تغیر نہ آئے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ جب دو قلہ پانی کسی حوض میں جس کی زمین برابر ہو جمع کریں تو غالباً سات بالشت طول اور پانچ بالشت عرض ہوگا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے حوض کا اور اعلیٰ درجہ ہے برتنوں کا اور اس سے بڑا برتن کوئی عرب میں نہیں پایا جاتا۔ پس یہ ایسی حد ہے کہ برتن اس سے زیادہ نہیں ہوتے اور معاون آب مثل چاہ وحوض سے اس سے کم نہیں ہوتے اسی لئے شارع نے یہ اندازہ فرمایا اور یہ مجرد تحکم اور حاکمانہ طور سے بے سمجھے بوجھے حکم نہیں دیا اور محض اندازہ اور تخمینہ نہیں بلکہ ایک امر ضروری ہے اور تمام مقادیر شرعیہ ایسی ہی ہیں اور جس نے اس حدیث قلتین سے تمسک نہیں کیا ہے وہ قلیل وکثیر کی حد مقرر کرنے میں نہایت پریشان اور مضطرب ہوا ہے اس لئے آدمی کو ضرور ہے کہ حدود شرعیہ کو پہچانے اور اس کو ابدی اور ضروری جانے کہ عقل میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں اور کہا ہے شاہ صاحب نے کہ ہماری قوم نے بہت زبان درازی کی اور کمال درازنفسی برتی کہ کنویں میں اگر فلاں جانور مرے تو اتنے ڈول نکالو اور فلاں مرے تو اتنے ڈول نکالو اور کہیں حد باندھی کہ دس ہاتھ طول ہو اور دس ہاتھ عرض جب وہ آب کثیر ہے اور حال یہ ہے کہ اس بارے میں ایک بھی حدیث آنحضرت ﷺ سے مروی نہیں اور جو آثار صحابہ اور تابعین سے مروی ہیں جیسے اثر ابن الزبیر کا زنگی کے زمزم میں گرنے کے بارے میں اور اسی طرح اثر حضرت علیؓ کا چوہے کے باب میں اور اثر نخعی اور شعبہ وغیرہ کے بلی کے مقدمہ میں وہ سب ایسے ہیں کہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور نہ اس پر اجماع کیا ہے قرونِ اولیٰ کے لوگوں نے اور اگر صحیح بھی ہوں تو یہ لوگوں کی دلی خوشی کے لئے ہوں گے نہ وجوب شرعی کی نظر سے جیسے کتب مالکیہ میں مذکور ہے اور اس کے سوا خیالی پلاؤ پکانا دیوانے کی طرح کانٹے بننا ہے غرض اس بارے میں کوئی شے قابل اعتماد کے نہیں اور حدیث قلتین ان سب کی نسبت زیادہ ثابت ہے اور محال ہے کہ

Marfat.com

اللہ نے ان مسائل کے لئے کوئی شرع بندوں کے واسطے رکھے اور باوجود اس کے کہ یہ معاملہ کثرت سے واقع ہوتا ہے پھر اس پر نبی سے کوئی نص جلی منقول نہ ہو اور صحابہ اور تابعین میں وہ مشہور و معروف نہ ہوں اور نہ کوئی حدیث اس بارے میں پائی جائے تمام ہوا کلام شاہ صاحب مرحوم کا اور معلوم ہوا اس سے کہ مسائل حنفیہ کے بارے میں جیسے کنوؤں کے ڈولوں کی تعداد یا دس گز حوض کی پیمائش محض تعدد واہی طائل اور سراسر پوچ و باطل ہے۔

۵۱۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ۔

قَالَ اَبُوْ الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ وَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَابْنُ عَائِشَةَ قُرَشِيٌّ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۵۱۸: اور کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن محمد نے ان سے حماد بن سلمہ نے ان سے عاصم بن منذر نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان سے ان کے باپ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو مٹکے ہو یا تین تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اور کہا ابوالحسن بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے (یہ شاگرد ہیں ابن ماجہ کے) روایت کی ہم سے ابو حاتم نے ان سے ابو ولید اور ابوسلمہ اور ابن عائشہ القرشی نے ان تینوں سے روایت کی حماد بن سلمہ نے وہی حدیث جو اوپر گزری۔

۷۶: بَابُ الْحِيَاضِ

باب: حوضوں کا بیان

۵۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبِ الْمَدَنِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ حِيَاضِ الَّتِيْ بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ وَ عَنِ الطَّهَارَةِ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَنَا مَا غَبَرَ طُهُوْرٌ۔

۵۱۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا ان حوضوں کا حکم جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہیں کہ ان پر درندے بھی آتے ہیں (جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ) اور کتے بھی اور گدھے بھی (خواہ جنگلی ہوں خواہ شہری) اور ان کے پانی سے طہارت کرنے سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وہ اپنے پیٹ میں اٹھا لے گئے وہ ان کا ہے جو حوض میں بچ گیا وہ ہمارے لئے پاک کرنے والا ہے۔ (اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن زید متفقہ طور پر ضعیف ہے حاکم نے کہا ہے کہ وہ اپنے باپ سے موضوع روایتیں بیان کرتا ہے)۔

۵۲۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ طَرِيْفِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْتَهَيْنَا اِلٰى غَدِيْرٍ اِذَا فِيْهِ جِيْفَةُ حِمَارٍ قَالَ فَكَفَفْنَا عَنْهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ فَاسْتَقَيْنَا وَ اَرْوَيْنَا وَ حَمَلْنَا

۵۲۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جوہڑ پر پہنچے اور اس میں ایک گدھا مرا پڑا تھا ہم اس کے استعمال سے رکے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی ایسی چیز ہے کہ اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ پھر ہم نے اس میں سے پیا اور آسودہ ہوئے اور لا دلیا (اس کی سند میں طریف بن شہاب متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

Marfat.com

۵۲۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيَّانِ قَالَا ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا رِشْدِيْنُ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ وَ طَعْمِهٖ وَ لَوْنِهٖ

۵۲۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر جو غالب ہو اس کی بو اور رنگت اور مزے پر۔

تشریح: حدیث ابو امامہ باہلی کی جو ہم نے ذکر کی اس کی سند میں رشدین بن سعد ہیں اور وہ متروک ہے اور یہ روایت طبرانی میں بھی آئی ہے اس میں بھی رشدین ہیں اور روایت کی بیہقی نے ان لفظوں سے ان الماء ظهور الا ان تغير ريحه او لونه او طعمه بنجاسة تحدث فيه: عطیہ بن بقیہ کی سند سے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ ثور سے وہ راشد بن سعد سے وہ ابی امامہ سے اور اس روایت سے ثابت ہوا کہ رشد بن سعد ہی نے اس کو موصول نہیں کیا ہے بلکہ راشد نے بھی موصول کیا ہے اور روایت کی یہی طحاوی اور دار قطنی نے راشد بن سعد کی سند سے مرسلاً اور ابو حاتم نے اس کے مرسل ہونے کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اس سے مثل اہل حدیث ثابت نہیں کرتے یعنی یہ مضمون ان کے آگے صحت کو نہیں پہنچا اور دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور نووی نے کہا متفق ہیں محدثین اس کے ضعیف کہنے پر اور بدر منیر میں کہا ہے کہ مخلص کلام یہ ہے کہ حدیث میں جو استثناء مذکور ہے (یعنی الا ان تغیر سے آخر تک) وہ ضعیف ہے اب ضرور ہوا کہ اجماع سے استدلال کریں جیسے کہ امام شافعی اور بیہقی نے کہا ہے یعنی اجماع ہے اس پر کہ جو پانی ایسا ہو کہ اس کا رنگ یا مزہ یا بو نجاست سے بدل گئی ہو وہ ناپاک ہے اور یہی اجماع ابن منذر نے بھی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اور اس میں نجاست گر گئی ہو اور اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو نجس ہے تمام ہوا قول ابن منذر کا اور اسی اجماع کو نقل کیا ہے مہدی نے بحر میں (کذا قال شیخنا و برکتنا الامام الشوکانی فی النیل) اور بعد اس کے فرمایا ہے کہ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ پانی کسی چیز نجس کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور اگرچہ اس کے بعض یا سب اوصاف بھی بدل جائیں مگر اجماع اس پر ہو چکا ہے کہ جب کوئی وصف بدل جائے نجاست کے سبب سے تو وہ پاک کرنے والا نہیں رہتا غرض احتجاج اس پر اسی اجماع سے ہے نہ اس زیادت سے (یعنی الا ان تغیر سے آخر تک) جیسے اوپر مذکور ہوا غرض پانی ناپاکی کے گرنے سے نجس نہیں ہوتا تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کوئی اس کا وصف بدل جائے اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ اور حسن بصری اور ابن مسیب اور عکرمہ اور ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کا اور یہی قول ہے ثوری اور داؤد ظاہری اور نخعی اور جابر بن زید اور امام مالک اور غزالی کا اور اہل بیت میں سے اسی کے قائل ہیں قاسم اور امام یحییٰ تمام ہوا مضمون نیل کا اور یہی مذہب صحیح اور معتبر ہے اور ان اماموں میں ہر ایک بڑھ کر ہے امام اعظم سے اور ان کے اتباع احناف سے اور خاک اڑ گئی ہے اس مذہب کی روسے وہ روایتیں جس کے قائل ہیں مقلدین متاخرین حنفیہ والحمد للہ۔

۷۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِيْ لَمْ يُطْعَمْ

باب: اس لڑکے کے پیشاب میں جو کھانا نہیں کھاتا

۵۲۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَابُوْسَ بْنِ اَبِي الْفَحَارِقِ

۵۲۲: لبابہ حارث کی بیٹی نے کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے

Marfat.com

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ نَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اعْطِنِيْ ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ فَقَالَ اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا مجھے عنایت کیجئے (کہ میں دھو دوں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا کپڑا پہن لیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر فقط پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔

۵۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

۵۲۳: جناب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لائے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی چھڑک دیا اور دھویا نہیں۔

۵۲۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ۔

۵۲۴: حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنے ایک لڑکے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہ وہ کھانا نہیں کھاتا تھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا۔

۵۲۵: حَدَّثَنَا خَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ قَالَا ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ اَنْبَاَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ الدَّيْلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ فِيْ بَوْلِ الرَّضِيْعِ يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ۔

۵۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دودھ پیتے لڑکے کے بول کے حق میں کہ لڑکے کا پیشاب ایسا ہے کہ اس پر پانی چھڑک دیا جائے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جائے۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ مَعْقِلٍ ثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْمِصْرِيُّ قَالَ سَاَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ يُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ وَ يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَ الْمَاءُ اِنْ جَمِيْعًا وَاحِدٌ قَالَ لِاَنَّ بَوْلَ الْغُلَامِ مِنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَ بَوْلَ الْجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ ثُمَّ قَالَ لِيْ فَهِمْتَ اَوْ قَالَ لَقِنْتَ؟ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ خُلِقَتْ حَوَّاءُ مِنْ ضِلَعِهِ الْقَصِيْرِ فَصَارَ بَوْلُ الْغُلَامِ مِنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

ترجمہ تشریح میں درج ہے۔

Marfat.com

وَ صَارَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ قَالَ قَالَ لِیْ فَهِمْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِیْ نَفَعَكَ اللّٰهُ بِهٖ۔

تشریح ۞ کہا ابوالحسن بن سلمہ نے کہ روایت کی ہم سے احمد بن موسیٰ نے ان سے ابوالیمان مصری نے کہ انہوں نے کہا' پوچھا میں نے امام شافعیؒ سے اس حدیث نبوی کا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جائے حالانکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں پھر ان میں فرق کیوں ہوا؟ تو فرمایا انہوں نے کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے پھر مجھ سے کہا کہ تم سمجھے میں نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا اللہ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو حوا ان کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں تو ثابت ہوا کہ لڑکے کا پیشاب تو پانی اور مٹی سے ہے (جس سے آدمؑ بنے تھے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور پوست سے ہے) جس سے حوا نکلیں تھیں پھر فرمایا کہ اب سمجھے میں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ اللہ اس بات سے تجھے نفع دے اس سے علو شان اور غور اور تفکر حضرت امام شافعیؒ کی معلوم ہوئی اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

۵۲۶: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَ مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ ' قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ اَخْبَرَنَا اَبُو السَّمْحِ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ ﷺ فَجِيءَ بِالْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّغْسِلُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُشَّهُ فَاِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَ يُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ۔

۵۲۶: حضرت ابوالسمع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں خادم تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ کو لائے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر پیشاب کر دیا اور لوگوں نے چاہا کہ دھو دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کا پیشاب ایسا ہے کہ اس پر صرف پانی چھڑکا جاتا ہے۔

۵۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ وَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ۔

۵۲۷: حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لڑکے کا پیشاب ایسا ہے کہ اس پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔

تشریح ۞ ابی السمع کی روایت کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور ابوزرعہ اور بزار نے کہا ہے کہ ابی السمع کی اور کوئی حدیث نہیں پائی جاتی سوا اس کے اور ان کا نام بھی معلوم نہیں اور بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ام کرز کی روایت میں انقطاع ہے اس لئے عمرو بن شعیب ام کرز سے روایت کرتے ہیں اور عمرو بن شعیب نے ام کرز کو نہیں پایا اور حدیث ابابہ بن حارث کی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور حدیث حضرت علیؓ کی روایت کی ہے۔ ابو داؤد نے اور ابن ماجہ کی اور ابوداؤد کی دونوں سند صحیح ہے اور ابوداؤد نے اس کو موقوفاً یہی روایت کیا ہے اور کھانا نہ کھاتا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سوا دودھ کے اور سوا اس کھجور کے جس سے تحنیک کرتے ہیں اور سوا شہد وغیرہ کے جو دوا کے لئے دیتے ہیں یا گھٹی وغیرہ لڑکوں کو بچپن میں دی جاتی ہے اس کے سوا اس نے کچھ اور نہ کھایا ہو اور یہی قول صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے اسی قول کو اظہر کہا ہے اور موافق ابن قدامہ وغیرہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ نضح اور رش یہ دونوں لفظ جو حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں ان میں تناقض نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ پہلے کچھ پانی چھڑکا یہ رش ہوا پھر بہا دیا یہ نضح ہوا اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ لڑکے اور لڑکی کے

Marfat.com

پیشاب میں فرق ہے اور اس میں تین مذہب ہیں۔ اول یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا لڑکی کے پیشاب دھونا اور یہ قول ہے حضرت علی اور عطا اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب وغیرہ کا اور امام مالک سے بھی مروی ہے اور ان سے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ امام مالک سے روایت شاذ ہے اور ابن حزم نے اس مذہب کو ام سلمہ اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور ابوداؤد اور ابن وہب سے نقل کیا ہے اور ظاہراً یہی مذہب حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور یہ مذہب ہے اوزاعی کا اور منقول ہوا ہے مالک سے اور شافعی سے (اگرچہ صاحب نیل نے یہاں امام شافعی کو گنا ہے مگر ان کا مذہب موافق قول اول معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ابو سلیمان مصری کے قول سے اوپر مذکور ہوا کہ امام شافعی نے لڑکے اور لڑکی دونوں کے پیشاب میں فرق بیان کیا) اور تیسرا یہ کہ ان دونوں کو دھونا واجب ہے اور یہی مذہب ہے عترت کا اور حنفیہ کا اور تمام کوفیوں کا اور یہ سب حدیثیں دوسرے اور تیسرے مذہب کو رد کر رہی ہیں انتہی (مافی النیل وللشوکانی)

غرض غربائے حنفیہ کے حصہ میں وہی مذہب ہے آیا جو حدیثوں کے رو سے مردود ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷۸: بَابُ الْاَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ كَيْفَ تُغْسَلُ

باب: زمین پر جو پیشاب پڑے تو کیونکر دھوئی جائے

۵۲۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَوَثَبَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ۔

۵۲۸: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ باہر ایک آدمی آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور کچھ لوگ اسے منع کرنے دوڑے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو (کہ اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے) اور آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا (چلو چھٹی ہوگئی اس وقت کے وسواسی ملا مسجدی ہوتے تو خدا جانے کیا خاک اڑاتے۔

۵۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ اَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ لِمُحَمَّدٍ وَ لَا تَغْفِرْ لِاَحَدٍ مَعَنَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَقَدْ احْتَظَرْتَ وَاسِعًا ثُمَّ وَلّٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَشَجَ يَبُوْلُ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ بَعْدَ اَنْ فَقِهَ فَقَامَ اِلَيَّ بِاَبِيْ وَ اُمِّيْ فَلَمْ يُؤَنِّبْ وَ لَمْ يَسُبَّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يُبَالُ فِيْهِ وَ اِنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَمَرَ بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَاُفْرِغَ عَلٰى بَوْلِهٖ۔

۵۲۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک گاؤں کا آدمی مسجد میں آیا اور آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے اور اس نے کہا یا اللہ! مجھے اور محمد ﷺ کو بخش دے اور کسی کو نہ بخش ہمارے ساتھ (یہ بھی آپ ﷺ کی عنایت ہے کہ محمد ﷺ کو آپ نے مغفرت میں شریک کر لیا) اور آنحضرت ﷺ ہنسے اور آپ ﷺ نے فرمایا تو نے تنگ کر دیا ایک لمبی چوڑی چیز کو (یعنی اللہ کی مغفرت اور رحمت کو تنگ سمجھا اور اس میں تو بڑی چوڑائی ہے) یہاں تک کہ مسجد کے کونے میں آیا تو ٹانگیں چیر کر پیشاب کرنے لگا' پھر وہ اعرابی جب دین میں سمجھ دار ہو گیا تو کہنے لگا میرے ماں باپ قربان ہوں آنحضرت ﷺ پر کہ نہ وہ مجھ پر خفا ہوئے نہ گالی دی (حالانکہ کام بگڑنے کا کیا تھا) اور آپ ﷺ نے اتنا ہی فرمایا کہ یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کرتے اور یہ اللہ

Marfat.com

کی یاد کے لئے بنی ہے اور نماز کے لئے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر بہادیا گیا۔

۵۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْهُذَلِيِّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ هُوَ عِنْدَ نَا بْنُ اَبِىْ حُمَيْدٍ اَنَا اَبُوْ الْمَلِيْحِ الْهُذَلِيُّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ وَ مُحَمَّدًا وَ لَا تُشْرِكْ فِىْ رَحْمَتِكَ اِيَّانَا اَحَدًا فَقَالَ لَقَدْ حَظَرْتَ وَاسِعًا وَيْحَكَ ! اَوْ وَيْلَكَ قَالَ فَشَجَّ يَبُوْلُ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ دَعُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ۔

۵۳۰: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے یہ زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی کو کہ افسوس ہے تجھ پر اور خرابی ہے تیری اور جب اس نے پیشاب کیا تو یاروں نے کہا ہاں ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ اس کی سند میں عبداللہ الہذلی بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔

تشریح: اس روایت کی ہے یہ حدیث بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد نے اپنے مسند اور ترمذی کی روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اس نے نماز پڑھ کے پھر یہ دعا کی جو حدیث میں گزری اور یہ زیادت بخاری نے اپنی صحیح کے ادب میں ذکر کی ہے اور یہ حدیث ابوموسیٰ مدینی نے بھی روایت کی ہے سلیمان بن یسار سے اور اعرابی کے نام میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ ذوالخویصرہ یمانی ہے یہ ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے دوسرے وہ اقرع بن حابس تیمی ہے نقل کی یہ تاریخی نے عبداللہ بن نافع سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ عیینہ بن حصن ہے اور یہ قول ہے ابوالحسین فارس کا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناپاک زمین پر پانی بہانا کافی ہے اور اسی سے پاک ہو جاتی ہے مگر خلاف کیا ہے اس کا حنفیہ نے ذکر کیا ہے یہ نووی نے اور حنفیہ کی کتب میں مذکور ہے کہ یہ پانی بہانا زمین سخت میں کافی ہے نہ نرم میں، حالانکہ یہ صریح مخالفت حدیث کی ہے اس لئے کہ نہیں ثابت ہوا کہ مسجد رسول اللہ ﷺ میں اس وقت تک پکی جگت بنی ہوئی تھی بلکہ حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ پانی پڑنے سے وہاں کیچڑ ہو جاتی تھی چنانچہ شب قدر کی روایتوں میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صبح کو نماز پڑھی اور آپ ﷺ کی ناک میں کیچڑ بھری ہوئی تھی اور مسجد رات کو ٹپکی تھی پس یہ تفریق حنفیہ کی لغو باطل ہے اس کا کوئی بھی قابل اعتماد صحیح مخرج نہیں ہے اور ثابت ہوا اس حدیث سے کہ زمین کا کھودنا اور مٹی کا نکالنا وہاں سے کچھ ضرور نہیں اور اس بارے میں حنفیہ جو روایتیں لائے ہیں سب بے اعتماد ہیں چنانچہ دارقطنی کی روایت میں زمین کھودنے کا حکم ہے اور اس میں عبدالجبار متفرد ہے سوا اور یاران ابن عیینہ کے جو بڑے حفاظ ہیں اور اسی طرح روایت سعید بن منصور کی کہ اس کو ابوداؤد نے بھی مرفوعاً ذکر کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے اور اسی طرح روایت کی ہے طحاوی نے مرسلاً اور اس میں بھی ہے کہ اس کی جگہ کھود ڈالو اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کی دو اسناد موصول ہیں ایک ابی مسعود سے جس کو دارمی نے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس میں سمعان بن مالک راوی ہے کہ وہ قوی ہے یہ قول ہے ابوزرعہ کا اور ابن حاتم نے کہا ہے لا اصل لہ یعنی اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور دوسری سند اس کی واثلہ بن اسقع سے ہے کہ روایت کی وہ احمد نے اور طبرانی نے اور اس میں عبیداللہ بن ابی حمید الہذلی ہے اور وہ منکر الحدیث ہے اس کو منکر الحدیث بخاری نے کہا ہے اور ابوحاتم نے کہا یہ حال ہے ان روایتوں کا جو حنیفہ کی بضاعت مزجاۃ ہے زمین کھودنے میں اور اصل اشیاء میں طہارت ہے جب تک ثابت نہ ہو حکم شارع کا پھر جب وارد ہوا حکم نبی معصوم کا تو نہیں گھٹا بڑھا سکتا اس کو قول کسی امتی کا نہ اجتہاد کسی مجتہد کا اور نہیں نفیس و پاکیزہ ہو سکتی کوئی مسجد آنحضرت ﷺ کی مسجد سے بڑھ کر کہ جگہ ہے وحی کے اترنے کی اور ملائکہ کے نزول کی اور اس میں ایک روضہ ہے ریاض جنت کا اور اس روایت سے ثابت ہوئی نجاست

Marfat.com

آدمی کے پیشاب کی اور وہ متفق علیہ ہے اور ثابت ہوا کہ زمین نجس پانی سے پاک ہوتی ہے اور خشک ہونے سے اور نہ ہوا سے نہ دھوپ سے اور یہ مذہب ہے اہل بیت کا اور شافعی اور مالک اور زفر کا اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف یہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہوا اور دھوپ یہ دونوں پاک کرنے والے ہیں اور خراسانیوں کا بھی یہی قول ہے اگرچہ وہاں سایہ ہو اور انہوں نے استدلال کیا ہے حدیث ذوق الارض طیبہ سے یعنی زمین کا پاک ہونا اس کا خشک ہونے سے حالانکہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ یہ قول ہے محمد بن علی الباقر کا یا ابی قلابہ کا اور ظاہر ہے کہ قول کسی کا معارض نہیں ہو سکتا حدیث مرفوع کے اور نہ ثابت کر سکتا ہے کوئی حکم شرع کا جب تک نص سے ثابت نہ ہو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کا (کذا فی الدلیل بزیادہ ونقصان) ثابت ہوا اس حدیث سے احترام اور ادب مساجد کا اور نرمی کرنا جاہلوں پر اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

۷۹: بَابُ الْاَرْضِ يُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا

باب: زمین پاک ناپاک زمین کی پلیدی دور کر دیتی ہے

۵۳۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُطِيْلُ ذَيْلِيْ فَاَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ۔

۵۳۱: ام ولد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو بی بی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پوچھا کہ میں اپنا دامن لمبا رکھتی ہوں اور ناپاک جگہ میں چلتی ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس دامن کو پاک کر دیتی ہے وہ زمین جو ناپاک زمین کے بعد آتی ہے (یہ حدیث اس وجہ سے ضعیف ہے کہ ابراہیم کی ام ولد مجہول ہے)۔

تشریح ﴿۱﴾ یہ حال ہے لٹکتے ہوئے دامن کا اور ایسی آسان اور عمدہ اور سہل ہے طہارت ان پاکدامنوں کی کہ ہم اپنے دین میں انہی کے دست دامن ہیں برخلاف ہمارے یہاں کے وسواسیوں کے جنہوں نے دامان محمدی چھوڑ کر شیطان کے گریبان وسواس میں سر ڈالا ہے اور اونٹ سے چھینٹوں کو دھو دھو کر کپڑوں کا ناس نکالا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الوسواس۔

۵۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْيَشْكُرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرِيْدُ الْمَسْجِدَ فَنَطَأُ الطَّرِيْقَ النَّجِسَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ يُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔

۵۳۲: حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ کسی نے عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم ارادہ کرتے ہیں مسجد کا اور پیر پڑ جاتا ہے ہمارا ناپاک راستوں میں بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین ایسی چیز ہے کہ زمین ایک دوسرے کو پاک کر دیتی ہے (اس کی سند ضعیف ہے یشکری تو مجہول ہے اور اس کا استاد ابن ابی حبیبہ متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

۵۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ يَزِيْدَ

۵۳۳: بنی عبدالاشہل کے قبیلہ کی ایک بی بی سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میرے

Marfat.com

عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ اِنَّ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ طَرِیْقًا قَذِرَةً قَالَ فَبَعْدَهَا طَرِیْقٌ اَنْظَفُ مِنْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهٖ بِهٰذِهٖ۔

اور مسجد کے درمیان ایک راہ ناپاک ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد تو پاک راہ ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اس کا بدلہ ہو جاتی ہے۔

تشریح ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو وضو کرے مسجد میں اپنے گھر سے ننگے پاؤں آئے اس کو پیر دھونا کچھ ضروری نہیں اس لئے کہ ناپاک راہ کا کفارہ پاک راہ میں قدم رکھنا ہے اور جو کپڑا لٹک گیا ہو یا ہمیشہ لٹکتا ہو اس کے لئے دھونے کی ضرورت نہیں سبحان اللہ شریعت محمدیہ میں کیسی آسانی ہے اگرچہ چہ میگوئیاں فقہائے متاخرین اور تفریعات مقلدان متعصبین کی اور آرائے باطلہ متعلمان موسوسین کی اس میں نہ ملائی جائیں۔

۸۰: بَابُ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ

باب: جنبی کے ساتھ مصافحہ کا بیان

۵۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ لَقِیَهُ النَّبِیُّ ﷺ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَ هُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَفَقَدَهُ النَّبِیُّ ﷺ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ اَیْنَ كُنْتَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ ؟ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیْتَنِیْ وَ اَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰی اَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ لَا یَنْجُسُ۔

۵۳۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ملاقات کی ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کسی راہ میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے۔ سو آنکھ بچا کر چل دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا اور ڈھونڈھا۔ پھر آئے اور فرمایا کیوں جی تم کہاں تھے اے ابوہریرہ؟ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو جنبی تھا اور برا معلوم ہوا کہ بے غسل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔

تشریح یہ روایت ایک بڑی اصل عظیم الشان ہے طہارت مسلمان کے لئے خواہ مرد ہو خواہ زندہ اور زندہ تو باجماع مسلمین پاک ہے یہاں تک کہ بچہ بھی جو ماں کے پیٹ سے نکلے پاک ہے اور میت میں اختلاف ہے اور امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ پاک ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا اور بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا میت ہو یا حی اور یہ منقول ہے ابن عباسؓ سے اور کافر کو بھی پاک کہا ہے جماہیر سلف و خلف نے اور کہا ہے کہ اللہ پاک جو فرماتا ہے انما المشرکون نجس مراد اس سے نجاست اعتقادی ہے یا یہ مراد ہے کہ اس سے دور رہو جیسے نجاست سے دور رہتے ہو اور یہ مراد نہیں کہ بدن اس کا نجس ہے جیسے بول اور غائط نجس ہے اور جب آدمی کی طہارت ثابت ہو گئی مسلمان ہو خواہ کافر تو اب اس کا تھوک اور پسینہ اور آنسو پاک ہوئی بے وضو ہو خواہ بے غسل حائض یا نفساء اور یہ سب باجماع مسلمین ثابت ہے اور یہی حال ہے لڑکوں کا کہ ان کا ناک تھوک رینٹ طاہر ہے جب تک کوئی نجاست اور یقیناً اس میں نہ ملے اور جب یہ ثابت ہو چکا تو ان کے کپڑوں میں نماز روا ہوئی اور ان کے ساتھ کھانا درست ہوا اور جس ہاتھ میں ان کے نجاست نہ ہو اور پانی میں ڈال دیں وہ پانی رہا برابر ہیں اس میں چوہڑے اور چمار اور سارے جہان کے لوگ اور اس حدیث سے ثابت ہوا احترام بزرگوں کا اور توقیر ان کی

Marfat.com

مجلس کی اور عزت ان کی مصاحبت کی کہ جب نبیوں نے ساتھ بیٹھے تو کپڑے اور بدن پاک رکھے اور ناخون کتر ے ہوئے ہوں اور خوشبو لگائی ہو اور کوئی بدبو نہ رکھتا ہو اور بزرگی کرے علماء کی اور ثابت ہوا کہ عالم اپنے شاگردوں کا حال پوچھے اور ان سے بچے جانے کے سبب دریافت کرے یہ خلاصہ ہے نووی کا اور قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایدان کافروں کے مثل کتوں کے نجس ہیں اور ابن حزم کا بھی یہی قول ہے مگر اس کا معارضہ کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ آخر تک بیات عورتوں سے نکاح درست ہے اور اس کے پسینے سے بچنا محال ہے اور اس کے دھونے کا حکم نہیں آیا پس معلوم ہوا کہ مرد و عورت اس میں برابر ہے یہ مضمون ہے قسطلانی کا۔

۵۳۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَنِيْ وَ اَنَا جُنُبٌ فَحِدْتُ عَنْهُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ كُنْتَ جُنُبًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔

۵۳۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھ سے ملے اور میں جنبی تھا تو میں ان سے الگ ہو گیا اور نہایا پھر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا تھا؟ میں نے عرض کی کہ جنبی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

۸۱: بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ

باب: منی کا بیان جو کہ کپڑے میں لگ جائے

۵۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيْبُهُ الْمَنِيُّ اَنَغْسِلُهُ اَوْ نَغْسِلُ الثَّوْبَ كُلَّهُ ؟ قَالَ سُلَيْمَانُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيْبُ ثَوْبَهُ فَيَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فِيْ ثَوْبِهِ اِلَى الصَّلَاةِ وَ اَنَا اَرَى اَثَرَ الْغُسْلِ فِيْهِ۔

۵۳۶: حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوچھا میں نے سلیمان بن یسار کہ جس کپڑے میں منی لگ جائے کیا اتنا ہی کپڑا دھوڈالیں یا سب کپڑا دھوئیں۔ انہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے جامہ مبارک میں منی لگ جاتی تھی تو ہم اتنا ہی دھوتے تھے پھر آپ ﷺ وہی کپڑا پہن کر نماز کو باہر جاتے تھے اور میں دھونے کا اثر اس کپڑے میں دیکھتی تھی یعنی دھبہ۔

تشریح ⁂ تحقیق اس کی آگے کے باب میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۸۲: بَابُ فِيْ فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

باب: منی کے کھرچ ڈالنے کا بیان

۵۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيْفٍ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِيَدِيْ۔

۵۳۷: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ میں اکثر کھرچ ڈالتی تھی اس کو (یعنی منی کو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ہاتھوں سے۔

۵۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ ابْنُ

۵۳۸: حضرت ہمام بن حارث نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ

Marfat.com

مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ نَزَلَ بِعَائِشَةَ ضَيْفٌ فَاَمَرَتْ لَهٗ بِمِلْحِفَةٍ لَهَا صَفْرَاءَ فَاحْتَلَمَ فِيْهَا فَاسْتَحْيٰى اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا وَ فِيْهَا اَثَرُ الْاِحْتِلَامِ فَغَمَسَهَا فِى الْمَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لِمَ اَفْسَدْ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ اَنْ يَفْرُكَهٗ بِاِصْبَعِهٖ رُبَّمَا فَرَكْتُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِاِصْبَعِىْ۔

عنہا کے یہاں کوئی مہمان آیا اور آپ نے حکم کیا اس کے لئے ایک لحاف جو زرد رنگا ہوا تھا اور اس کو احتلام ہو گیا وہ شرمایا کہ اس کو آپ کے پاس بھیج دے اور اس میں احتلام کا دھبہ ہو سو اس کو پانی میں ڈبو دیا اور بھیج دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں خراب کر دیا ہمارا کپڑا اس کو کافی تھا کہ کھرچ ڈالتا انگلی سے میں اکثر اپنی انگلی سے کھرچ ڈالتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے۔

۵۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَجِدُهٗ فِىْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَحُتُّهٗ عَنْهُ۔

۵۳۹: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے کو بہت دیکھا ہے کہ جہاں آنحضرت ﷺ کے کپڑے میں منی پائی اس کو کھرچ ڈالا۔

تشریح ⑴: حدیث کھرچ ڈالنے کی جو حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اس کو روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور مسند میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کی لکڑی سے کھرچ ڈالتے تھے اور پھر اسی میں نماز پڑھتے تھے اور خشک کو کھرچ کر نماز پڑھتے تھے اور دار قطنی میں ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اگر خشک ہوتی تھی تو کھرچ ڈالتی تھی منی کو اور دھوتی تھی اگر تر ہوتی تھی اور بروایت اسحاق مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ اس نے پوچھا کپڑے کی منی کو تو انہوں نے فرمایا وہ رینٹ اور تھوک کے برابر ہے اور کافی ہے کہ تو اسی کپڑے سے پونچھ ڈالے یا اذخر کی لکڑی سے کھرچ ڈالے روایت کی یہ دار قطنی نے اور کہا کہ مرفوع نہیں کیا مگر اسحاق ازرق نے شریک سے اور اس میں ضرر نہیں اس لئے کہ اسحاق امام ہے اور روایت کی جاتی ہے ان سے حدیثیں صحیحین میں اور ان کی مرفوعات اور زیادات مقبول ہیں اور حضرت عائشہؓ کی حدیث موقوفاً روایت کی ہے بخاری نے ترجمہ باب میں اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے کھرچنے کا حکم آیا ہے بطریق صحیح اور روایت کیا ہے اس کو جاورد نے اور بیان کی وہی حدیث مہمان کی اور اس کے آخر میں کہا کہ حکم فرمانا منی کے دھونے کا اس کی کچھ اصل نہیں اور حدیث ابن عباسؓ کی جو ہے اس کو بیہقی اور طحاوی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے موقوفاً بھی روایت کیا ہے ابن عباسؓ تک اور کہا ہے کہ موقوف ہونا اس کا صحیح ہے اور استدلال کیا ہے ان حدیثوں سے فقہاء نے کہ منی کے دور کرنے کو دھونا بھی کافی ہے اور کھرچنا اور چھیلنا بھی اور اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اہل بیت اور ابوحنیفہ اور مالک اس کی نجاست کے قائل ہیں۔ مگر ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر خشک ہو تو کھرچنے سے پاک ہو جاتی ہے اور ایک روایت امام احمد کی بھی ایسی ہے اور اہل بیت اور مالک کا یہ قول ہے کہ تر و خشک دونوں کو دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا وہ نجس ہے مگر نماز اگر پڑھ لی جائے تو پھر دوبارہ پڑھنا اس کا ضروری نہیں اور حسن بن صالح نے بھی کہا ہے کہ نماز اس سے دہرائی نہیں جاتی اگر کپڑے میں لگی ہو اور اس سے نماز پڑھ لی ہو اگرچہ بہت ہو اور اگر بدن میں لگی ہو نماز دہرائے۔ اگرچہ تھوڑی بھی ہو ابن حزم نے محلی میں فرمایا ہے کہ مروی ہوا ہے دھونا اس کا عمر بن خطاب اور ابوہریرہ اور انس اور سعید بن مسیب سے اور امام شافعی اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہی روایت ہے احمد سے اس کی طہارت کی یعنی وہ پاک ہے اور نسبت کی ہے اس قول کی نووی نے بہت سے فقہاء کی طرف اور اہلحدیث کی جانب اور کہا ہے کہ نووی نے کہ مروی ہے یہ علی بن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور حضرت عائشہؓ سے اور کہا ہے نووی نے کہ دھو کا کھایا ہے اس نے جس کے خیال میں آیا ہے کہ صرف امام شافعی اس کو پاک کہتے ہیں (غرض یہ سب لوگ اس کے پاک

Marfat.com

ہونے کے قائل ہیں اور کیوں نہ پاک ہوگی کہ اللہ نے پیدا کیا ہے اس سے انبیاء کو جو لوگ نجس کہتے ہیں ان کی حجت یہ ہے کہ اس کا دھونا مروی ہے اور دھونا نہیں ہوتا مگر نجاست سے اور جواب دیا ہے کہ ان حدیثوں میں جو گزریں نہیں دھونے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں باقی رہا حضرت عائشہ کا بھی دھونا ان سے یہ نجاست کا مثبت نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھونے کی خبر ہوئی اور آپ نے اس کو قرار دیا اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اتنی ہی بات معلوم ہوئی کہ دھونا بھی روا ہے مگر نجاست کہاں سے ثابت ہوئی اس لئے کہ دھونا بالاتفاق جائز ہے اور بہت سی پاک چیزیں دھوئی جاتی ہیں جیسے مٹی پاک کپڑا، سالن کے دھبے غرض صواب یہ ہے منی نجس نہیں ہے اور پاک ہو جاتی ہے تینوں طرح سے خواہ دھونے والے خواہ ملنے والے خواہ کھرچنے والے خواہ دور کر دے کھرچ سے اور یہ خلاصہ ہے اس مسئلہ کا اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ دھونے اور کھرچنے میں چھ مخالفتیں اس لئے کہ اگر ہم طہارت منی کے قائل ہوں جب بھی دھونا بطریق استحباب اور بطور نظافت ہوگا اور کھرچنا بطور جواز کے اور یہ طریقہ امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق کا ہے اور اصحاب حدیث کا اور اگر ہم اس کی نجاست کے قائل ہوں تو بھی دونوں قسم کی روایتوں میں جمع ممکن ہے اس طرح کہ دھونا تر میں ہے اور کھرچنا خشک میں اور یہ طریقہ حنفیہ کا ہے پھر کہا ہے کہ حافظ نے کہ پہلے طریقہ کو بہت ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس میں قیاس اور حدیث دونوں پر عمل ہوتا ہے اس لئے کہ اگر نجس ہوتی تو دھونا واجب ہوتا اور قیاس کا مقتضی یہی تھا اور اکتفا کھرچنے پر روا نہ ہوتی جیسے خون وغیرہ میں کھرچنا کافی نہیں اور یہ طریقہ حنفیوں کا اس طرح بھی رد ہوتا ہے کہ ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے حضرت عائشہ سے کہ وہ منی کو پونچھ ڈالتی تھیں اذخر کی سوکھی لکڑی سے (یعنی جب تر ہوتی) اور جب خشک ہوتی تو کھرچ ڈالتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھتے تھے تو اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نہ تر کو دھوتی تھیں نہ خشک کو خواہ اس سے بالکل طریقہ حنفیوں کا رد ہو گیا اور نجاست کا قول معتبر نہ رہا یہ ہے تقریر نیل کی اور یہ آخر مضمون ہے حافظ کا۔

۸۳: بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ

باب: جس کپڑے میں جماع کرتے اس سے نماز پڑھنے کا بیان

۵۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّهٗ سَاَلَ اُخْتَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ قَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ اَذًى۔

۵۴۰: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے پوچھا حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جو بی بی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کپڑے میں جماع کرتے تھے اس سے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر اس میں کوئی نجاست نہ ہوتی تو ہاں اس میں نماز پڑھتے تھے۔

۵۴۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْرَقُ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْخُشَنِيُّ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِي اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِنَا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَ

۵۴۱: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں سے پانی ٹپکتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے کہ اس کے ایک کو ادھر اور ایک کو ادھر ڈال لیا تھا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ

Marfat.com

شِحًّا بِهٖ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُصَلِّيْ بِنَا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَالَ نَعَمْ اُصَلِّيْ فِيْهِ وَ فِيْهِ اَيْ قَدْ جَامَعْتُ فِيْهِ۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے ہیں ایک کپڑے میں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اسی میں نماز پڑھتا ہوں اور اسی میں اور بھی کچھ (یعنی جماع بھی کرتا ہوں)[1]۔

۵۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ الزِّمِّيُّ ح وَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ حَكِيْمٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ قَالَا ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَالَ رَجُلُ النَّبِيَّ: يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يَاْتِيْ فِيْهِ اَهْلَهٗ قَالَ نَعَمْ اِلَّا اَنْ يَرٰى فِيْهِ شَيْئًا فَيَغْسِلَهٗ۔

۵۴۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا نماز پڑھ سکتا ہے اس کپڑے میں جس میں صحبت کرتا ہے اپنی بی بی سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مگر جب کہ دیکھے اس میں کوئی چیز (یعنی نجس) تو اس کو دھوڈالے۔

تشریح ان روایتوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کپڑا خاص نماز کے لئے نہیں رہتا تھا بلکہ روزمرہ کے کپڑوں سے ہی نماز بھی ادا کر لیتے تھے اب کٹھ ملاؤں نے اور مشائخان متکلفین نے جو سجادہ اور تہ بند اور کپڑے نماز کے لئے خاص کر لئے ہیں یہ بدعات وحدثات میں داخل ہیں پھر اگر کوئی ان کو چھو لے تو ہندوؤں کی طرح چھوت سمجھتے ہیں اور بھوت کی طرح الگ رہتے ہیں ان کو وسواس خناس نے مبہوت کر دیا ہے۔

۸۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب: موزوں کے مسح کا بیان

۵۴۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ بَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا قَالَ وَ مَا يَمْنَعُنِيْ وَ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيْثُ جَرِيْرٍ لِاَنَّ اِسْلَامَهٗ كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ۔

۵۴۳: حضرت ہمام بن حارثؒ نے کہا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے موزوں پر تو ان سے کہا گیا تم یوں کرتے ہو تو انہوں نے کہا مجھے کون روکتا ہے اس سے اور میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے' ابراہیم جو ہمام کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو جریر کی حدیث بہت پسند آئی تھی اس لئے کہ اسلام جریرؓ کا سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد تھا۔

تشریح روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے بھی اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب جریرؓ نے پوچھا کہ یہ قبل نزول مائدہ ہے یا بعد' تو انہوں نے کہا کہ میں تو بعد نزول مائدہ مسلمان ہوا ہوں اور ایسی ہی روایت کی ہے ترمذی نے شہر بن حوشب کی سند سے اور اس میں یہی مضمون ہے اور طبرانی نے بھی روایت کی محمد بن سیرین کی روایت سے کہ یہ حجۃ الوداع میں ہوا اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مفسر ہے کہ بعضے لوگوں نے جو مسح خفین کا انکار کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسح کی تاویل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مائدہ کی آیت وضو کے اترنے سے قبل مسح کیا ہے اور اس آیت کے اترنے سے قبل منسوخ ہوگیا۔ غرض یہ تاویل ان کی جریر کی روایت سے باطل ہوگئی اور حدیث نے مشروعیت اس کی ثابت کر دی اور ابن منذر نے ابن مبارک سے نقل کیا ہے کہ مسح خفین

[1] اس کی سند میں حسن بن یحییٰ باالاتفاق ضعیف ہے۔ (احمد یار)

Marfat.com

میں صحابہ کا اختلاف نہ تھا اس لئے کہ جس سے انکار مذکور ہے اس سے اقرار اور اثبات بھی مذکور ہے۔ ابن منذر نے کہا ہے فقہائے سلف سے کوئی ایسا نہیں جس سے اس کا انکار مروی ہو سوا امام مالک سے مذکورہ روایت کے اس سے اثبات بھی ان سے مروی ہیں اور اشارہ کیا امام شافعی نے ام میں مالکیہ کے انکار کا اور اب مالکیہ سے مروی ہے مطلق مسح موزہ جائز ہے دوسرے یہ کہ مسافر کو جائز ہے مقیم کو نہیں اور ابن نافع سے مروی ہے امام مالک سے جواز کا فتوی دیتے تھے مگر آپ اپنی ذات کے لئے توقف کرتے تھے اور ابن منذر نے کہا ہے اس میں اختلاف ہے کہ افضل ہے یا اتار کر دھونا افضل ہے اور ابن منذر نے مسح کو پسند کیا ہے۔ اس لئے کہ اہل بدع خوارج روافض اس پر طعن کرتے ہیں اس سنت کو ضرور جاری کرنا چاہئے تمام ہوا قول ابن منذر کا اور نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ موزوں سے مسح کی روایت کیا ہے صحابہ سے کہ ان کی گنتی مشکل ہے۔ چنانچہ حسن بصری نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ستر صحابیوں نے حدیث بیان کی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں پر۔ روایت کی یہ ابن ابی شیبہ نے حافظان حدیث سے بھی الباری میں کہا ہے کہ تصریح کی ہے بہت سے حافظان حدیث نے کہ مسح موزہ متواتر ثابت ہوا ہے اور بعض نے ان میں سے روایتیں ان کو تو معلوم ہوا کہ اتنی روایتیں ہیں جو صحابہ سے منقول ہیں کہ ان میں دس تو عشرہ مبشرہ ہیں اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ اس میں چالیس حدیثیں ہیں صحابہ سے مرفوع اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ اس میں اکتالیس شخصوں سے روایت آئی ہے اور ابن عبدالبر نے استذکار میں کہا ہے کہ روایت کیا ہے مسح موزے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پچاس صحابیوں نے اور ابوالقاسم ابن مندہ نے ان کے ناموں کا ذکر کیا ہے اپنے تذکرہ میں تو وہ اسی صحابی ہوئے اور ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے ان سے کہا ہے جماعت کو اور منسوب کیا ہے مسح موزے کے جائز ہونے کو تمام صحابہ کی طرف جیسے ابن مبارک نے اور ابوعبداللہ حاکم نے اور ابن عباسؓ سے انکار مسح موزہ کا مروی ہے اور ابوہریرہؓ سے تو ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ وہ ثابت نہیں اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مسح موزے کے باب میں صحیح نہیں اور بطل نے اور دارقطنی نے قائل ہوا حضرت علیؓ کا مسح موزہ کے جائز ہونے پر روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سبقت کتاب آگے ہوگئی یعنی کتاب اللہ سے مسح موزہ منسوخ ہوگیا ہے اور یہ روایت منقطع ہے اور مسلم نے قائل ہوا ان کا ان سے روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی کہ بعد موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قائل نہ تھے جریر اور صحابیوں سے ان کی سنیں اور یہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول مروی ہے کہ میرے پیٹ جانا اچھا ہے اس سے کہ میں اس پر کہوں قائل ہیں مسح کی بن مہاجر راوی ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ اپنے دل سے حدیثیں بنایا کرتا تھا اور جو قصہ امیہ الحسین نے شفائیں ذکر کیا ہے کہ مسح اور عمر میں تکرار ہوئی اور حضرت علیؓ نے بائیس صحابیوں کی گواہی گزارنی کہ مسح موزہ سورۂ مائدہ کے قبل تھا اور سورۂ مائدہ سے اترنے سے منسوخ ہوگیا اس کو ابن بہران نے کہا ہے کہ میں نے کسی حدیث کی کتاب میں یہ قصہ نہیں دیکھا معلوم ہوا کہ یہ روافض وخوارج کی زٹل ہے اور اس قصہ کے صحیح نہ ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ امام مہدی نے مسح موزہ کے قائلوں میں سے حضرت علیؓ کو بھی گنا ہے اور بحر میں اس بات کو لکھا ہے اور عترت اور امامیہ اور خوارج اور ابوبکر بن داؤد ظاہری کا قول ہے کہ مسح بغیر پیر دھونے کافی نہیں ہو سکتا اور آیت سورۂ مائدہ سے انہوں نے استدلال کیا ہے اور حضرت علیؓ کے اس قول سے دلیل پکڑی ہے کہ جس کو آپ نے وضو سکھایا ہے اس سے فرمایا کہ اپنے پیر دھو اور اس حدیث میں مسح کا ذکر نہیں اور ایک حدیث میں آپ نے وضو کرنے والے سے فرمایا کہ اس سے کہ میں نماز اللہ قبول نہیں کرتا اور اس میں پیر دھوئے تھے اور اس سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی

Marfat.com

دوزخ کی آگ سے اور کہا ہے کہ جتنی حدیثیں مسح موزے کے باب میں آئی ہیں وہ سب مائدہ کی آیت سے منسوخ ہوگئیں اور اس کے جواب اہل حدیث نے یہ دیئے ہیں کہ آیت جو تم نے ذکر کی اس کا جواب یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے حضرتؐ نے مسح کیا چنانچہ جریرؓ کی روایت اوپر گزری اور ان کا اسلام ہی بعد مائدہ کے تھا اور پیر دھونے کا حکم جو تم نے روایت کیا اس سے وجوب پیر دھونے کا ثابت ہے جب موزہ نہ ہو اور اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ غرض اس میں موزہ کا بیان ہی نہیں پھر مسح کا کیا ذکر ہے اور اگر وہ حکم عام بھی قبول کیا جائے تو مسح موزے کی روایتیں اس کی تخصیص کر دیں گی اور کیوں نہ ہو کہ وہ روایتیں متواتر ہیں اور وہ روایت جس میں نماز کا قبول نہ ہونا مذکور ہے وہ قابل احتجاج نہیں نہ قابل استدلال ہے بہ سبب ضعف کے علی الخصوص جب روایات معتبرہ صحیحہ متواترہ کے خلاف ہو اور اس کی کوئی سند قابل اعتبار اور لائق اعتماد بھی نہیں ملتی اور جس حدیث میں خرابی ایڑیوں کی مذکور ہے اگرچہ وہ صحیح ہے مگر محمول ہے اسی وقت پر جس وقت ایڑیاں کھلی ہوں اور موزے نہ ہوں اور جب آپؐ نے فرمایا انہی لوگوں کے واسطے فرمائی ہے جو موزہ نہیں پہنے تھے ورنہ ایڑیاں آپؐ کو نظر کیونکر آتیں اور اگر تم کہو کہ موزہ پہنے تھے تو ہم کہیں گے پھر ایڑیوں کی تخصیص آپؐ نے کیوں کی بلکہ آپ سارے پیر کو فرماتے کہ دوزخ سے خرابی ہے اور اگر کہو کہ حدیث مسح موزہ منسوخ ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ آیت دو حال سے خالی نہیں یا عام ہے یا مطلق اگر عام ہے تو احادیث مسح مخصص ہیں اور تخصیص کتاب کی سنت سے روا ہے اور اگر مطلق ہے تو احادیث مسح نے اس کو مقید کر دیا اور اصول میں ٹھہر چکا ہے کہ اتارنا عام کا خاص پر ضرور ہے اور جو اس کا قائل ہے کہ آیت احادیث مسح کے بعد نازل ہوئی اور عام ہے لہٰذا ناسخ احادیث ہے تو یہ دعویٰ پورا نہیں ہو سکتا جب تک بخوبی ثابت نہ کریں کہ نزول آیت ان حدیثوں کے بعد ہے بلکہ حدیث جریرؓ کی اس دعویٰ کے بنا ڈھا رہی ہے اور جریر کی روایت میں جو بعضوں نے کہا ہے کہ مقبول نہیں اس لئے کہ جریر نے حضرت علیؓ کی رفاقت چھوڑ دی یہ عذر بے جا ہے اس لئے کہ جب معاویہ کی روایت مقبول ہے جو ان سے لڑ رہے ہیں تو جریر کا اس سے بڑھ کر کیا قصور ہے کہ اس کی روایت مقبول نہ ہو بلکہ یہ بھی آیا ہے کہ وہ کسی عذر سے رہ گئے اور حضرت علیؓ نے ان کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا تھا اور حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر نے اجماع نقل کیا ہے کہ روایت فاسق کی قبول ہے اور اکابر آئمہ اہل بیت سے اور ان کے اتباع سے نقل کیا ہے کہ روایت صحابہ کی فتنہ کے قبل اور بعد دونوں وقت مقبول ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح میں تصریح کی ہے کہ مائدہ غزوہ مریسیع میں نازل ہوئی اور حدیث وغیرہ کی جو آگے آتی ہے وہ غزوہ تبوک میں واقع ہوئی ہے اور غزوہ تبوک غزوہ مریسیع کے بعد ہے بالاتفاق اور تصریح کی ہے ابوداؤد نے کہ حدیث مغیرہ کی غزوہ تبوک میں ہے اور بزار نے ذکر کیا ہے کہ مغیرہ سے اس حدیث کو اسی ٹھہ آدمیوں نے روایت کیا ہے (یہ مضمون ہے نیل کا) اور جب مسح ثابت ہو گیا تو جو لوگ قائل ہیں ان کے نزدیک جواز مسح کی دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ طہارت کامل پر پہنا ہو اور اس کے بعد اگر حدث ہو تو وضو کرے اور مسح کرے دوسرے یہ کہ خف اور موزے کے لفظ سے ثابت ہو چکا کہ پورا موزہ ہو اور کٹا پھٹا نہ ہو اور ٹخنوں تک کو ڈھانپتا ہو اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں مگر اس سے کم نہ ہو اور پانی اس کے اندر نہ پہنچے چنانچہ مصفی میں کہا ہے کہ حد موزہ یہ ہے کہ ساتر ہو موضع فرض کا اور آدمی اس میں چل پھر نہیں سکتا ہو اور اس قید سے یا تا بہ کپڑے کا نکل گیا اور جرموق بھی موزے کے اوپر پہنتے ہیں اور جوتی اور چپل یہ سب خارج ہو گئے۔ انتہی۔

۵۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هَمَّامٍ الْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ ثَنَا اَبِيْ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَ ابْنُ اَبِيْ

۵۴۴: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے موزوں پر۔

Marfat.com

زَائِدَةَ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاءَ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ۔

۵۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاَتْبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّاَ وَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

۵۴۵: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو گئے اور مغیرہ ان کے پیچھے پانی کا لوٹا لے کر ساتھ ہو لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

تشریح: یہ معاملہ غزوہ تبوک کا ہے چنانچہ موطا میں اس کی تصریح ہے۔

۵۴۶: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى اللَّيْثِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ رَاَى سَعْدَ ابْنَ مَالِكٍ وَ هُوَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذَالِكَ فَاجْتَمَعَا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ سَعْدٌ لِعُمَرَ اَفْتِ ابْنَ اَخِیْ فِی الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ عُمَرُ كُنَّا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَمْسَحُ عَلٰى خِفَافِنَا لَا نَرٰى بِذَالِكَ بَاْسًا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَ اِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ ؟ قَالَ نَعَمْ۔

۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر نے سعد کو دیکھا موزوں پر مسح کرتے ہوئے اور کہا تم یہ کیا کرتے ہو؟ اور یہ دونوں جمع ہوئے حضرت عمر کے پاس اور سعد نے عمر سے کہا کہ فتویٰ دیجئے جبکہ موزوں سے اوپر مسح کرنے کا تو حضرت عمر نے فرمایا ہم آنحضرت کے ساتھ مسح کیا کرتے تھے اپنے موزوں پر اور ہمیں کچھ برائی نہ جانتے تھے۔ ابن عمر نے کہا اگرچہ پاخانے سے بھی آئے انہوں نے کہا ہاں (یعنی جب بھی مسح درست ہے) اس حدیث کا مضمون بالکل صحیح ہے لیکن سند میں سعید بن ابی عروبہ مدلس ہے اس نے اس کو عنعنہ سے روایت کیا ہے۔

۵۴۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدَنِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِیُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَ اَمَرَنَا بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

۵۴۷: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا اور ہم کو بھی حکم دیا کہ مسح کریں موزوں پر۔ (اس کی سند میں عبدالمہیمن ضعیف ہے)۔

۵۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِیُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ هَلْ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّاَ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ لَحِقَ بِالْجَيْشِ فَاَمَّهُمْ۔

۵۴۸: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہیں پانی ہے؟ پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور پھر لشکر سے جا ملے اور ان کی امامت کی۔ (اس کی سند منقطع ہے)۔

۵۴۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا دَلْهَمُ بْنُ

۵۴۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نجاشی بادشاہ

Marfat.com

صَالِحِ الْكِنْدِيُّ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكِنْدِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدَى لِلنَّبِيِّ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وَ مَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

حبشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو موزے سیاہ سادے بھیجے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہنا اور ان پر مسح کیا۔

تشریح ؎ کاش وہ ہماری آنکھوں کے چمڑے ہوتے۔

۸۵: بَابُ فِيْ مَسْحِ اَعْلَى الْخُفِّ وَاَسْفَلَهٗ

باب: مسح موزے کے اوپر اور نیچے کرنے کا بیان

۵۵۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَسَحَ اَعْلَى الْخُفِّ وَاَسْفَلَهٗ۔

۵۵۰: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزے کے اوپر اور نیچے۔

تشریح ؎ منتقی میں کہا ہے کہ روایت کی یہ حدیث امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ معلول ہے اور اس کو مسند نہیں کیا ثور نے سوا ولید کے اور کسی نے پوچھا میں نے ابوزرعہ سے اور محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کو تو ان دونوں نے کہا صحیح نہیں اور نیل میں کہا ہے کہ روایت کی یہ دارقطنی نے اور بیہقی نے اور ابن جارود نے اور اثرم نے احمد سے روایت کی اور وہ اس کو ضعیف کہتے تھے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے ابوزرعہ نے کہا کہ حدیث ولید کی محفوظ نہیں اور موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی اور ثوری اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور احمد بن حنبل کا مذہب ہے کہ فقط موزے کے اوپر مسح کرے نہ نیچے اور امام مالک اور شافعی ان دونوں کے شاگرد اور زہری اور ابن مبارک اور سعد بن ابی وقاص اور عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ دونوں طرف کرے اوپر اور نیچے اور مالک اور شافعی نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر فقط اوپر کر لے تو کافی ہے اور مالک نے کہا ہے کہ جس نے صرف نیچے کیا اور اوپر نہ کیا کافی نہیں اس کو لازم ہے کہ وقت نماز تک اگر یاد آ جائے اعادہ کرے اور بعد وقت کے بھی اور ایک روایت ان سے اس کے سوا بھی ہے اور مشہور امام شافعی سے یہ ہے کہ اگر اوپر مسح کیا اور اندر نہ کیا تو بھی کافی ہے اور جس نے اندر کیا اوپر نہ کیا وہ کافی نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تین انگلی کے موافق کافی ہے ہاتھ کی انگلیوں سے اور احمد کے نزدیک اکثر خف پر ضرور ہے اور امام شافعی کے نزدیک جتنے پر بولنا مسح کے لفظ کا صحیح ہو جائے حافظ ابن حجر نے جب حدیث حضرت علی کی روایت کی تو کہا کہ ابن عمرؓ سے محفوظ ہے کہ وہ نیچے اور اوپر دونوں طرف کرتے تھے۔ ایسی ہی روایت کی شافعی اور بیہقی نے ان سے غرض حدیث مغیرہ کی جس میں نیچے اور اوپر دونوں کا مسح مذکور ہے قابل احتجاج نہیں فی الباب یہ ہے کہ کبھی حضرت ﷺ نے نیچے بھی ہاتھ پھیر لیا ہو۔

۵۵۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالَ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُنْذِرٌ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَتَوَضَّاُ وَ يَغْسِلُ خُفَّيْهِ فَقَالَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ دَفَعَهٗ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْمَسْحِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِيَدِهٖ هٰكَذَا مِنْ اَطْرَافِ الْاَصَابِعِ اِلَى اَصْلِ السَّاقِ وَ

۵۵۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ گزرے ایک شخص پر کہ وہ وضو کرتا تھا اور اپنا موزہ دھو رہا تھا (یعنی وہ سمجھا کہ پیر دھونا فرض ہے) پھر جب موزہ پیر پر ہو تو وہ موزہ دھونا فرض ہے) تو آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا اس کے خیال کو دور کیا اور فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے مسح کا اور فرمایا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے (یعنی اشارہ کیا) انگلیوں کی نوکوں سے پنڈلی کی جڑ

Marfat.com

قَطَطَ بِالْاَصَابِعِ۔

تک اور انگلیوں سے بلہ چھینچی۔

۸۶: بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّوْقِیْتِ فِی الْمَسْحِ لِلْمُقِیْمِ وَالْمُسَافِرِ

باب: مسافر اور مقیم کے لئے مدت مسح کا بیان

۵۵۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتِ ائْتِ عَلِيًّا فَسَلْهُ فَاِنَّهُ اَعْلَمُ بِذَالِكَ مِنِّیْ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا اَنْ نَمْسَحَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَ لَيْلَةً وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔

۵۵۲: حضرت شریح نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزے کے مسح کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اس کو پھر میں ان کے پاس گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے کہ مقیم ایک دن اور مسافر تین دن تک مسح کرے۔

تشریح: تحقیق اس کی خوب اوپر کے باب میں گزری۔

۵۵۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلٰى مَسْاَلَتِهٖ لَجَعَلَهَا خَمْسًا۔

۵۵۳: حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافر کے لئے تین دن تک مسح ہے۔

۵۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِیَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ اَحْسِبُهُ قَالَ وَ لَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ فِی الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

۵۵۴: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین دن میں یہی خیال کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی راتیں بھی فرمائیں مسافر کے لئے مسح موزہ کے لئے۔

۵۵۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ خَثْعَمٍ الثَّمَالِیُّ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الطُّهُوْرُ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَ لَيَالِيَهُنَّ وَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمٌ وَ لَيْلَةٌ۔

۵۵۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر ہے طہارت موزوں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافر کو تین دن رات تک مسح کرنا روا ہے اور مقیم کو ایک دن رات تک۔

۵۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ

۵۵۶: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ

Marfat.com

الصَّوَّافِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ قَالَ ثَنَا الْمُهَاجِرُ اَبُوْ مَخْلَدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ: اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ اِذَا تَوَضَّاَ وَ لَبِسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ اَحْدَثَ وُضُوْءٌ اَنْ يَّمْسَحَ ثَلَاثَةَ اِيَّامٍ وَ لَيَالِيَهُنَّ وَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَ لَيْلَةً۔

سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی مسافر کو جب وضو کرے اور وضو کے موزہ پہنے پھر تازہ وضو کرے تو مسح کرتا رہے تین دن اور ان کی راتیں اور مقیم ایک دن ایک رات۔

۸۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِغَيْرِ تَوْقِيْتٍ

باب: مسح کیلئے کچھ مدت کی حد نہ ہونے کا بیان

۵۵۷: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَ عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ الْمِصْرِيَّانِ ، قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ رَزِيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ قَطَنٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ اُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلّٰى فِيْ بَيْتِهِ الْقِبْلَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ: اَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَوْمًا قَالَ وَ يَوْمَيْنِ قَالَ وَ ثَلَاثًا حَتّٰى بَلَغَ سَبْعًا قَالَ لَهٗ وَ مَا بَدَا لَكَ۔

۵۵۷: حضرت ابی عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں دونوں قبلوں کی طرف (بیت المقدس اور کعبہ) نماز پڑھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں موزوں پر مسح کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں' انہوں نے کہا ایک دن تک؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دن تک اور تین دن تک' یہاں تک کہ سات دن تک فرمایا اور فرمایا کہ جہاں تک تجھے مناسب معلوم ہو۔

تشریح: یہی قول ہے مالک کا کہ مسح کی کوئی معیاد مقرر نہیں اور شافعی کا بھی ایک قول قدیم یہی تھا اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق ائمہ حدیث اور میعاد کا تعین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسے اوپر گزرا۔

۵۵۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَلَوِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ مِصْرَ فَقَالَ مُنْذُ كَمْ لَمْ تَنْزِعْ خُفَّيْكَ قَالَ مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ اَصَبْتَ السُّنَّةَ۔

۵۵۸: حضرت عقبہ بن عامر مصر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کب سے تو نے موزے نہیں اتارے انہوں نے کہا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک۔ آپؐ نے فرمایا تو نے سنت کے مطابق کیا۔

۸۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

باب: جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان

۵۵۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ الْاَوْدِيِّ عَنِ الْهُذَيْلِ ابْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنِ

۵۵۹: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جرابوں ا

Marfat.com

لْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ وَ مَسَحَ عَلَى جوتوں پر۔
لْخُفَّيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔

تشریح یعنی جب ان کو طہارت کر کے پہنے تو پھر ان پر مسح درست ہے اتارنا ضروری نہیں اور جن لوگوں نے اس میں قیدیں کالی ہیں کہ پتلے چمڑے کے ہوں یا موٹے ہوں اتنے کہ خود بخود ٹھہر رہیں یہ سب خیالی باتیں ہیں جن کی شرع میں کوئی دلیل نہیں اصل یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے اپنی امت پر آسانی کیلئے پاؤں کا دھونا ایسی حالت میں جب موزہ یا جراب یا جوتا پر ہو معاف کر دیا جیسے سر کا مسح عمامہ بندھی ہوئی حالت میں پھر اس آسانی کو نہ قبول کرنا اور اس میں عقلی گھوڑا دوڑانا بیوقوفی ہے۔

۵۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ بِشْرُ ۵۶۰: ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔
بْنُ اٰدَمَ قَالَا ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عِيْسَى بْنِ سِنَانٍ عَنِ
الضَّحَّاكِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى
الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ
وَالنَّعْلَيْنِ قَالَ الْمُعَلّٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ وَالنَّعْلَيْنِ۔

۸۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

باب: عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

۵۶۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ
الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى
عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَسَحَ
عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔

۵۶۱: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا دونوں موزوں پر اور سر اور بندھن پر۔

۵۶۲: حَدَّثَنَا دُحَيْمٌ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ
ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
مُصْعَبٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ ثَنَا اَبُوْ
سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

۵۶۲: حضرت جعفر بن عمرو سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں پر اور عمامہ پر۔

تشریح یعنی عمامہ پر مسح مغیرہ سے بھی مروی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور ان حدیثوں میں یہ ذکر نہیں ہے کہ پیشانی پر مسح کرے باقی ہاتھ عمامہ پر پھیرا یہ حنفیوں کی تاویل ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور روایت کیا عمامہ کے مسح کو امام احمد نے سلمان سے ابوداؤد نے ثوبان سے اور حاصل یہ ہے کہ مسح کرنا سر پر اور عمامہ پر اور سر اور عمامہ دونوں پر تینوں طرح صحیح اور ثابت ہے اس کے خلاف کہنے والا احادیث کا منکر ہے۔

۵۶۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ
عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِي الْفُرَاتِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ
شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ مَوْلٰى زَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ قَالَ كُنْتُ
مَعَ سَلْمَانَ فَرَاٰى رَجُلًا يَنْزِعُ خُفَّيْهِ لِلْوُضُوْءِ فَقَالَ لَهٗ

۵۶۳: ابومسلم مولیٰ زید بن صوحان کے راوی ہیں کہ میں سلمان کے ساتھ تھا سو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو کے لئے موزہ اتارا۔ سلمان نے کہا مسح کر لو اپنے موزے پر اور عمامے اور پیشانی کے بالوں پر اس لئے کہ میں نے دیکھا ہے

Marfat.com

سَلْمَانُ امْسَحْ عَلٰى خُفَّيْكَ وَ عَلٰى خِمَارِكَ وَ بِنَاصِيَتِكَ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور عمامہ پر۔

تشریح یہ حدیث سلیمان کی ترمذی نے علل میں روایت کی ہے مگر خمار کے عوض کہا ہے کہ مسح کیا اپنے موئے پیشانی پر اور اس حدیث کی اسناد میں ابوشریح ہیں۔ ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا کہ ان نام کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا اور نہ ان کا نام پہچانتا ہوں اور نہ اس حدیث کے سوا ان کی کوئی حدیث جانتا ہوں اور مسح عمامہ کو روایت کیا ہے طبرانی نے ابی امامہ سے غزوہ تبوک میں اور ابی موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے طبرانی نے کہ آیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے مسح کیا جوربین اور نعلین اور عمامہ پر اور طبرانی نے کہا کہ یہ روایت فقط عیسیٰ بن سنان نے روایت کی ہے اور اسی طرح طبرانی نے خزیمہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں اور خمار (یعنی عمامہ) پر مسح کرتے تھے غرض مسح عمامہ ایک جماعت صحابہ سے مروی ہوا اور لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ثور اور داؤد بن علی نے اس کو جائز کہا ہے اور امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر خبر اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہو جائے تو ہم مان لیں گے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ قول ہے کتنے ہی علماء کا اصحاب نبی پاکؐ سے کہ انہی میں ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور انس اور روایت کی ہے یہی ابن رسلان نے ابی امامہ سے اور سعد بن مالک اور ابی الدرداء اور عمر بن عبدالعزیز سے اور حسن اور قتادہ اور مکحول سے کہ یہ سب مسح عمامہ کو جائز کہتے ہیں اور روایت کی ہے خلال نے اپنی اسناد سے عمر سے کہ انہوں نے فرمایا عمامہ پر مسح کرنے سے جو پاک نہ ہو اللہ اس کو کبھی پاک نہ کرے اور فتح الباری میں روایت کیا ہے اسی مذہب کو طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر سے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مسح عمامہ کے لئے اس کا پہننا طہارت کے اوپر ضرور ہے جیسے مسح موزے میں یا نہیں تو ابوثور نے کہا جب تک طہارت پر نہ پہنا ہو مسح روا نہیں گویا انہوں نے موزے پر قیاس کیا اور باقی لوگوں کے نزدیک طہارت شرط نہیں اور ایسا ہی اختلاف ہے اس کے وقت میں تو ابو ثور نے کہا ہے کہ مسافر تین دن رات اور مقیم ایک دن رات عمامہ پر مسح کرے مثل موزے کے اور حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور باقی لوگوں نے وقت مقرر نہیں رکھا چنانچہ ابن حزم نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ اور خمار پر مسح کیا اور کوئی وقت مقرر نہیں کیا ابوامامہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزے اور عمامہ پر مسح کرتے تھے تین دن سفر میں اور ایک دن حضر میں مگر اس کی اسناد میں مروان ابوسلمہ ہیں کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں اور بخاری نے انہیں منکر الحدیث کہا ہے اور اوزاعی نے کہا ہے لیس بشیء (یعنی کچھ نہیں) اور احمد بن حنبل سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے فرمایا یہ صحیح نہیں غرض قائلان جواز مسح عمامہ کے دلائل یہی ہیں اور جمہور جائز نہ ہونے کی طرف گئے ہیں جیسے حافظ ابن حجر نے کہا ہے اور مہدی نے اس قول کو اکثر علماء کی طرف منسوب کیا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ کتنے ہی صحابہ کا قول ہے کہ جب عمامہ پر مسح کرے تو اپنے سر پر بھی مسح کرے اور بغیر اس کے نہ کرے اور سفیان ثوری اور مالک بن انس اور شافعی کا یہی قول ہے ان لوگوں نے کہا ہے کہ حدیث مسح عمامہ کی ایسی ہے کہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس میں احتمال ہے بخلاف مسح سر کے کہ اللہ پاک نے اس کو فرض کیا ہے اور وہ یقینی ہے پھر یقینی بات کو چھوڑ کر احتمال کی طرف نہیں جا سکتے غرض یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا اور اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اصل میں مسح ہوا کرتا ہے بالوں پر اور اسی کو مجاز مسح سر کہتے ہیں پھر اگر کہو کہ یہ مجاز بسبب علاقہ کے روا ہے اور صحیح ہے تو ہم کہیں گے کہ ایسا ہی عمامہ کے مسح کو بھی مجاز اً سر کا مسح بول سکتے ہیں کہ اس کو بھی سر سے علاقہ ہے جیسے بالوں کو اور اسی لئے عرب کہتے ہیں قبلت راسہ یعنی بوسہ دیا میں نے اس کے سر پر اور حالانکہ بوسہ دیتا ہے عمامہ پر، غرض عمامہ کے مسح کو بھی سر کا مسح بول سکتے ہیں۔ جیسے بالوں کے مسح کو سر کا مسح بولتے ہیں اور

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقط عمامہ کا مسح بغیر چھونے بالوں کے اور فقط سر کا مسح بغیر عمامہ کے اور عمامہ اور سر دونوں کا مسح ملا کر اور یہ تینوں بلا تامل جائز ہیں اور نہیں ان میں سے کوئی قابل انکار کے یہ خلاصہ تقریر ہے امام شوکانی کی نیل میں اور مدت مسح میں لوگوں کا اختلاف ہے چنانچہ امام مالک اور لیث بن سعد نے کہا ہے کہ مسح موزہ کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں جب تک چاہے کرتا رہے غرض جس نے طہارت کی حالت میں پہنا ہے جب تک چاہے مسح کر لے اور مسافر اور مقیم اس میں برابر ہے اور ایسا ہی مروی ہے عمر بن خطابؓ اور عقبہ بن عامرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور حسن بصری سے اور کہا ہے ابوحنیفہ اور ان کے یاروں نے اور ثوری اور اوزاعی اور حسن بن صالح بن حی اور شافعی و احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری اور محمد بن جریر طبرانی نے کہ اس کی مدت معین ہے مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن اور ان کی راتیں اور ابن سید الناس نے کہا ہے شرح ترمذی میں کہ ثابت ہوا ہے کہ تقرر مدت کا عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ اور مغیرہ اور ابی زید انصاری رضی اللہ عنہم سے اور یہ لوگ سب صحابی ہیں اور تابعین کی بھی ایک جماعت سے جیسے شریح قاضی ہیں اور عطا بن ابی رباح اور شعبی اور عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ عبدالبر نے کہا ہے کہ اکثر تابعین اور فقہاء اسی کے قائل ہیں اور احوط ان کے نزدیک تقرر مدت ہے غرض ان حدیثوں سے جو تقرر مدت پر دال ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ ہے اور حدیث ابی بکرہ اور یہ دونوں اوپر گزریں اور اسی پر دال ہے حدیث علی کی اور خزیمہ بن ثابت کی اور اس کے سوا اور بھی حدیثیں ہیں اور جو لوگ تقرر مدت کے قائل نہیں شاید وہ حدیث ابی بن عمارہ کو دلیل لاتے ہیں جو آگے کے باب میں آئے گی اور ابوداؤد نے بھی اس کو روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور وہ روایت قوی نہیں اور بخاری نے ایسا ہی کچھ کہا ہے (یعنی قوی نہیں) اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ اس کی رجال موقوف مشہور نہیں یعنی مجہول ہیں اور دارقطنی نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ اس کی اسناد ثابت نہیں اور اس کی اسناد میں تین مجہول ہیں عبدالرحمٰن اور محمد بن یزید اور ایوب بن قطن اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس میں یحییٰ بن ایوب کے اوپر بہت اختلاف کیا گیا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی اسناد خبر پر میں اعتماد نہیں رکھتا اور ابن عبدالبر نے کہا وہ ثابت نہیں اور اس کی اسناد قائم نہیں اور جوزقانی نے مبالغہ کر کے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے غرض جس روایت کا یہ حال ہوا اس پر اعتماد کرنا ٹھیک نہیں غرض حق یہی ہے کہ تقرر مدت مسح کے لئے صحیح ہے مسافر کو تین دن مقیم کو ایک دن۔ (نیل باختصار)

۵۶۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ طَاهِرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِوبْنِ السَّرْحِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِىْ مَعْقِلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ وَ لَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔

۵۶۴: حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عمامہ قطریہ تھا (وہ ایک چادر کی قسم ہے کہ اس میں سرخی ہوتی ہے اور اس میں لمبی لمبی دھاریں ہوتی ہیں اور بحرین سے آتی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر اپنے سر پر آگے سے مسح کیا اور عمامہ توڑا نہیں (تفصیل مسح عمامہ کی اوپر خوب گزری)

۹۰: بَابُ مَا جَاءَ فِى التَّيَمُّمِ

باب: تیمّم کا بیان

۵۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ سَقَطَ عِقْدُ عَائِشَةَ

۵۶۵: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک بار گر گیا اور وہ پیچھے رہ گئیں اس کے ڈھونڈنے کے لئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت

Marfat.com

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا فَتَخَلَّفَتْ لِالْتِمَاسِهٖ فَانْطَلَقَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا فِیْ حَبْسِهَا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ الرُّخْصَةَ فِی التَّيَمُّمِ قَالَ فَمَسَحْنَا يَوْمَئِذٍ اِلَی الْمَنَاكِبِ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ اَنَّكَ لَمُبَارَكَةٌ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان پر غصہ ہوئے اس وجہ سے کہ انہوں نے لوگوں کو روک رکھا اپنا ہار ڈھونڈنے کے لئے۔ تب اللہ نے تیمّم کی آیت اتاری' عمار نے کہا تو اس دن ہم نے مسح کیا (ہاتھوں کا) مونڈھوں تک۔ عمار نے کہا پھر حضرت ابوبکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہنے لگے میں یہ نہیں جانتا تھا کہ تو برکت والی ہے۔

تشریح ۞ یعنی گو تیرے ہار کی وجہ سے لوگ رک گئے اور پہلے مجھ کو ناگوار ہوا کہ اس رکنے کے سبب سے لوگوں کی نماز میں خلل آئے گا لیکن اب یہ معلوم ہوا کہ اس میں خداوند کریم کی حکمت تھی اور تیمم کا حکم اتارنا منظور تھا جس سے قیامت تک لوگوں کو آسانی ہوگئی۔ تو درحقیقت یہ تیری برکت تھی اور اس حدیث میں جو مونڈھوں تک مسح کرنا مذکور ہے یہ منسوخ ہوگیا عمار کی دوسری حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تیمم میں مسح کرنے کا منہ اور دونوں پہنچوں پر' نکالا اس کو ترمذی نے اور صحیح کہا اور یہی مذہب ہے محققین اہل حدیث کا اور امام احمد اور اسحاق کا۔

۵۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْعَدَنِیُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ تَيَمَّمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی الْمَنَاكِبِ۔

۵۶۶: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے تیمم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مونڈھوں تک۔

۵۶۷: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِبْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِیُّ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيْعًا عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُوْرًا۔

۵۶۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: میرے لئے زمین مسجد بنائی گئی اور پاک کرنے والی۔

تشریح ۞ یعنی ساری زمین پر نماز پڑھنا درست ہے اور پاک کرنے والی سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک قسم کی زمین پر تیمّم درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دیوار پر تیمّم کرنا ثابت ہے لیکن شافعی اور احمد اور داؤد نے زمین سے مٹی مراد رکھی ہے اور مالک اور ابوحنیفہ اور عطاء اور اوزاعی اور ثوری کا یہ قول ہے کہ تیمّم زمین پر اور زمین کی ہر چیز پر درست ہے مگر امام مسلم کی ایک روایت میں تربت کا لفظ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا اور امام احمد اور بیہقی نے باسناد حسن حضرت علیؓ سے نکالا وجعل التراب لی طهوراً یعنی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی کی گئی اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو تیمّم کو مٹی سے خاص کرتے ہیں اور زمین کے باقی اجزاء پر جائز نہیں رکھتے اور قرآن میں جو صعید کا لفظ ہے اس سے بھی بعضوں نے مٹی مراد لی ہے اور لغت والوں کا اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا صعید کہتے ہیں ردی زمین کو۔ پس وہ عام ہوگا تمام اجزائے زمین کو' ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ تیمّم پاک مٹی ہی پر کیا جائے تاکہ سب لوگوں کے نزدیک درست ہو۔ واللہ اعلم۔

۵۶۸: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

۵۶۸: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ہار اپنی بہن اسماء بنت ابوبکر سے مانگ کر

Marfat.com

عَنْهَا اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسًا فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ۔ فَصَلُّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْ ذَالِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهِ خَيْرًا فَوَ اللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً۔

لیا تھا وہ گر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آدمی روانہ کئے اس کے ڈھونڈنے کو (اس خیال سے کہ پرایا مال ہے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاطر کے لئے کہ ان کو رنج نہ ہو) ان لوگوں پر نماز کا وقت آ گیا اور پانی نہ ملا) تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت پیش کی اس وقت تیمم کی یہ آیت اتری۔ اسید بن حضیر نے کہا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) اللہ تم کو جزائے خیر دے قسم خدا کی جب تم پر کوئی آفت آئی ہے تو اللہ نے تم کو اس سے نکال دیا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت ہوئی۔

تشریح ❁ جیسے بہتان کا قصہ جو حضرت عائشہؓ پر ہوا تھا اس میں بھی اللہ نے حضرت عائشہؓ کی پاکی ظاہر کر دی اور مومنات کے لئے احکام معلوم ہوئے غرض اسید کی یہ تھی کہ ہمیشہ حضرت عائشہؓ پر اللہ کریم کی عنایت ہی رہتی ہے اور ہر تکلیف میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے اور یہ سب اسی وجہ سے تھی کہ وہ تھیں جناب رسالت مآب کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

۹۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ وَّاحِدَةٌ

باب: تیمم میں ایک ہی مار ہے

۵۶۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ اَمَا تَذْكُرُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ اَنَا وَ اَنْتَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَ اَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ وَ ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيْهِمَا وَ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَ كَفَّيْهِ۔

۵۶۹: ابن عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں جنبی ہوا اور پانی نہ پایا (تو کیا کروں؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز مت پڑھ (جب تک پانی نہ ملے اور غسل نہ کرے) یہ سن کر عمار بن یاسر نے کہا تم کو یاد نہیں اے امیر المؤمنین جب ہم تم دونوں ایک لشکر میں تھے اور ہم کو جنابت ہوئی تھی تم نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی پھر جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا تجھے یہ کافی تھا اور حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا، پھر ان میں پھونکا (جو زیادہ غبار لگ گیا تھا اس کو اڑانے کے لئے) اور مسح کیا ان سے اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر۔

تشریح ❁ پس تیمم یہی ہے ایک بار مارنا اور منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کرنا اس سے زیادہ جتنی قیدیں پچھلے علماء نے لگائی ہیں وہ سب دین کو مشکل کرنا ہے اور تیمم جیسے حدث سے درست ہے ویسا ہی جنابت سے بھی درست ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باوصف اتنے علم کے اس مسئلہ کی خبر نہ تھی اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ دونوں جنبی کے لئے تیمم جائز نہیں رکھتے تھے اس سے یہ بھی نکلا کہ کبھی بڑے عالم پر دین کی ذرا سی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے۔ جو کہتے ہیں ممکن نہیں کہ یہ حدیث ابوحنیفہ کو نہ پہنچی ہو۔ ابوحنیفہؒ حضرت عمرؓ

Marfat.com

اور ابن مسعود سے زیادہ علم نہیں رکھتے تھے جب حضرت عمرؓ پر دین کی کئی باتیں پوشیدہ رہیں تو ابو حنیفہؒ پر پوشیدہ رہنا کیا بعید۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عمار کی اس حدیث کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ خدا سے ڈر اے عمار' لیکن ہم عمار کی حدیث کو قبول کرتے ہیں اور وہ ایک جلیل القدر صحابی محب اہل بیت ہیں اور قبول کیا ان کی حدیث کو تمام آئمہ دین جیسے امام احمد اور اسحاق وغیرہم نے حضرت عمرؓ کے انکار پر کسی نے لحاظ نہیں کیا ہمیں جو کچھ کام ہے وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور حضرت عمرؓ کی جلالت شان میں کسی کو کلام نہیں ہے لیکن حدیث اور قران کے خلاف ان کا قول بھی پھینک دینے کے لائق ہے پھر اور مجتہدوں کے اقوال کی کیا بساط ہے۔

۵۷۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا حُمَیْدٌ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ وَ سَلَمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ اَنَّهُمَا سَاَلَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی عَنِ التَّیَمُّمِ فَقَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ عَمَّارًا اَنْ یَّفْعَلَ هٰکَذَا وَ ضَرَبَ بِیَدَیْهِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهُمَا وَ مَسَحَ عَلٰی وَجْهِهٖ قَالَ الْحَکَمُ وَ یَدَیْهِ وَ قَالَ سَلَمَةُ وَ مِرْفَقَیْهِ۔

۵۷۰: حکم اور سلمہ بن کہیل نے عبداللہ بن ابی اوفی سے تیمّم کو پوچھا' انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے حکم کیا عمار کو اس طرح کرنے کا اور مارا عبداللہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر' پھر ان کو جھاڑ دیا اور اپنے منہ پر پھیرا حکم نے کہا اور دونوں ہاتھوں پر اور سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور دونوں کہنیوں پر۔ (اس حدیث کی سند میں ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ اہل حدیث کے نزدیک جس وقت کوئی نماز کا ارادہ کرے اور وہاں پانی نہ پائے تو اس کو تیمّم درست ہے یہ ضروری نہیں کہ پانی کی تلاش ایک میل تک کرے پانی ملنے کی امید میں نماز میں تاخیر کرے۔

دونوں کہنیوں کی روایت شاذ ہے اور صحیحین میں عمار سے صرف منہ اور دونوں پہنچوں تک مسح مذکور ہے اور وہی مختار ہے غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی یہ کہے کہ کہنیوں تک مسح کرنے میں زیادہ احتیاط ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ صحیح حدیث میں آیا ہے اس پر عمل کرنا کافی ہے ورنہ بغلوں تک مسح کرنے میں اور زیادہ احتیاط ہے جیسے زہری کا قول ہے۔

۹۲: بَابُ فِی التَّیَمُّمِ ضَرْبَتَیْنِ

باب: تیمّم میں دو مار کا بیان

۵۷۱: حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو السَّرْحِ الْمِصْرِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ حِیْنَ تَیَمَّمُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَمَرَ الْمُسْلِمِیْنَ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ التُّرَابَ وَ لَمْ یَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَیْئًا فَمَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّةً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْهِمْ۔

۵۷۱: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہے جب مسلمانوں نے تیمّم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مسلمانوں کو۔ انہوں نے اپنی ہتھیلیاں مٹی پر ماریں اور مٹی کو جھاڑا نہیں کچھ۔ پھر اپنے مونہوں پر ایک ہی بار مسح کیا۔ پھر دوبارہ مٹی پر ہتھیلیاں ماریں اور ہاتھوں پر مسح کیا۔

تشریح ❁ ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے اور تیمّم میں دو بار لازم کئے ہیں لیکن عمار سے صحیحین میں اس کے خلاف مروی ہے اور ایک ہی مار منقول ہے اور امام احمد نے باسناد صحیح عمار سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمّم ایک مار ہے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کے لئے اور ابن مسیّب اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ تیمّم میں تین ضرب لازم ہیں ایک منہ کے لئے دوسری پہنچوں کے لئے تیسرے دونوں بانہوں کے لئے۔

Marfat.com

۹۳:بَابُ فِی الْمَجْرُوحِ تُصِیبُهُ الْجَنَابَةُ فَیَخَافُ عَلَی نَفْسِهِ اِنِ اغْتَسَلَ

باب: اگر کوئی آدمی زخمی ہو اور جنابت کا غسل کرنے میں اسے ڈر ہو ہلاکت کا

۵۷۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیدِ بْنُ اَبِی حَبِیبِ بْنِ اَبِی الْعِشْرِینَ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ عَبَّاسٍ یُخْبِرُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَهُ جُرْحٌ فِی رَاْسِهِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَصَابَهُ احْتِلَامٌ فَاُمِرَ بِاغْتِسَالٍ فَاغْتَسَلَ فَکُزَّ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَوَلَمْ یَکُنْ شِفَاءَ الْحَیِّ السُّؤَالُ قَالَ عَطَاءٌ وَبَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ غَسَلَ جَسَدَهُ وَ تَرَكَ رَاْسَهُ حَیْثُ اَصَابَهُ الْجِرَاحُ۔

۵۷۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کو سر میں زخم لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھر اس کو احتلام ہوا تو لوگوں نے اسے حکم دیا غسل کرنے کا۔ اس نے غسل کیا تو کزاز کی بیماری ہو گئی پھر مر گیا۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مار ڈالا اسے لوگوں نے خدا ان کو مارے کیا جاہل کا علاج یہ نہ تھا کہ جاننے والے سے پوچھتا؟ عطاء نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا ابن عباسؓ سے) کہ ہم کو پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش وہ اپنا سارا بدن دھوتا اور سر کا مقام چھوڑ دیتا جہاں اس کو زخم لگا تھا۔

تشریح: ابوداؤد اور دارقطنی کی دوسری روایت یوں ہے کہ اس شخص کے سر میں پتھر لگا تو زخم ہو گیا پھر اس کو احتلام ہوا تو اس نے اپنے لوگوں سے پوچھا کیا میرے لئے تیمم کی اجازت پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تو تیرے لئے تیمم کی رخصت نہیں پاتے اور تو قادر ہے پانی پر۔ آخر اس نے غسل کیا اور مر گیا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ سے اس کا حال بیان کیا آپؐ نے فرمایا مار ڈالا اس کو اللہ مارے ان کو جب نہیں جانتے تھے تو پوچھ کیوں نہیں کیونکہ نہ جاننے والے کا علاج یہی ہے کہ جاننے والے سے پوچھے اور اس کو کافی تھا تیمم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندھنا پھر اس پر مسح کرنا اور باقی تمام بدن کا دھونا متفرد ہوا اس کے ساتھ زہیر بن خریق وہ قوی نہیں ہے لیکن ابن السکن نے اس کو صحیح کہا اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جب پانی کے استعمال سے ضرر ہوتا ہو تو تیمم کر لے گو پانی موجود ہو اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن امام احمد اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ ایسی حالت میں تیمم درست نہیں ہے اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں صاحبوں نے یہ کیسے کہا جو برخلاف ہے اس حدیث کے اور اس آیت کے وان کنتم مرضی اخیر تک اور حضرت علیؓ سے بھی پٹی پر مسح کرنے کے باب میں ایک حدیث مروی ہے اور امام احمد اور دارقطنی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن عاص کو غزوہ ذات السلاسل میں بھیجا ان کو احتلام ہوا سردی کی رات میں تو انہوں نے تیمم کیا اور اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھائی جب لوگ لوٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جب رہ کر۔ عمروؓ نے کہا میں نے اللہ کے اس قول پر خیال کیا ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنی مت ہلاک کرو اپنی جانوں کو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے تو میں نے تیمم کیا پھر نماز پڑھائی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھ نہیں فرمایا ہمارے زمانے میں بہت ایسے لوگ ہیں جن کو جاڑے کی راتوں میں جنابت ہوتی ہے اور وہ گرم پانی نہیں پاتے یا گرم پانی سے بھی سردی میں نہانے میں خوف کرتے ہیں بوجہ ضعیف پیری یا بیماری کے اور نماز کو قضا کر دیتے ہیں یہ ان کی صریح غلطی ہے اللہ نے دین اسلام میں کوئی سختی نہیں رکھی اور فرمایا ماجعل علیکم فی الدین من حرج اور فرمایا یرید اللہ

Marfat.com

بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور فرمایا حضرت ﷺ نے الدین یسر پس ایسے لوگوں کو چاہئے کہ تیمّم سے نماز پڑھ لیں اور جب دن چڑھ جائے اس وقت یا جب گرم پانی ملے اس وقت غسل کرلیں۔

تیمّم میں بھی شروع میں نیت اور بسم اللہ کہنا ضروری ہے اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے تیمّم ٹوٹنے پر کوئی دلیل نہیں اور اگر پانی کی راہ میں خوف ہو درندے کا یا دشمن کا اور یا اور کسی موذی جانور کا تب بھی تیمّم درست ہے اسی طرح اگر پانی تھوڑا ہو اور پینے کے لئے اس کی احتیاج ہو اسی طرح اگر قیمت پانی کی بہت ہو اور اتنی قیمت پر اگر وہ قادر نہ ہو کیونکہ ان سب صورتوں میں پانی کا نہ پانا پایا گیا اور جب نماز کا وقت اخیر ہو اتنا کہ وضو کرنے میں فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو تیمّم درست نہیں ہے بلکہ وضو کرنا چاہئے گو نماز فوت ہو جائے واللہ اعلم اور اگر کسی نے تیمّم سے نماز پڑھ لی پھر نماز کا وقت باقی ہے اور پانی پایا تو نماز کا اعادہ لازم نہیں یہ مسئلہ دوسری حدیث میں صراحۃً موجود ہے جب ایک شخص نے اعادہ نہیں کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو نے سنت پر عمل کیا اور جس نے اعادہ کیا اس سے فرمایا تجھے دوہرا ثواب ہوا۔

۹۴:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: جنابت کے غسل کا بیان

۵۷۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ ثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهٖ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَ ضَعْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاَكْفَا الْاِنَاءَ بِشِمَالِهٖ عَلٰی يَمِيْنِهٖ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰی فَرْجِهٖ ثُمَّ ذَالِكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفَاضَ الْمَاءَ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰی رِجْلَيْهِ۔

۵۷۳: ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا اس طرح کہ برتن کو بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ پر جھکایا اور دونوں پہنچوں کو تین بار دھویا پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ کو تین بار دھویا اور اپنی بانہوں کو تین بار، پھر اپنے سارے بدن پر تین بار پانی بہایا پھر اس مقام سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے۔

تشریح ۞ یہ طریقہ مسنون ہے غسل کا اور اہل حدیث کے نزدیک غسل میں یہ ضرور ہے کہ سارے بدن پر پانی پہنچائے یا پانی میں ڈوب جائے اور کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ضروری ہے اور بدن کا ملنا بھی ضروری ہے جس قدر ممکن ہو۔ باقی امور آداب اور سنن ہیں۔

۵۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٌ ثَنَا صَدَقَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ الْحَنَفِیُّ ثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّيْمِیُّ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ عَمَّتِیْ وَ خَالَتِیْ فَدَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَةَ فَسَاَلْنَا هَا كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: عِنْدَ غُسْلِهٖ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَتْ كَانَ يَفِيْضُ عَلٰی كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

۵۷۴: حضرت جمیع بن عمیر تیمی سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور ہم نے ان سے پوچھا کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل کیونکر کرتے تھے؟ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں پہنچوں پر تین بار پانی ڈالتے تھے پھر اپنا سر دھوتے تھے تین بار پھر پانی بہاتے اپنے بدن پر، پھر نماز کے

Marfat.com

ثُمَّ يُدْخِلُهَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يَغْسِلُ رَاسَهٗ ثَلَاثَ مَرَاتٍ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ اَمَّا نَحْنُ فَاِنَّانَغْسِلُ رُؤُسَنَا خَمْسَ مِرَارٍ مِنْ اَجْلِ الضَّفْرِ۔

لئے کھڑے ہوتے لیکن ہم لوگ تو اپنے سروں کو پانچ بار دھوتے ہیں۔ چوٹیوں کی وجہ سے۔

تشریح: اس خیال سے کہ کہیں سارے سر کو پانی نہ پہنچے۔ دوسری حدیث میں عورتوں کے لئے بھی یہ وارد ہے کہ دونوں لپ بھر کر تین بار اپنے سر پر پانی ڈالیں مگر حضرت عائشہؓ احتیاط کی راہ سے پانچ بار ڈالتیں۔ بہر حال سارا سر تر ہونا ضروری ہے اور گتھے ہوئے بالوں کو تر کرنا ضروری نہیں نہ چوٹیوں کا کھولنا۔

۹۵:بَابُ فِى الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب: جنابت کے غسل کا بیان

۵۷۵:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِى الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِىْ ثَلَاثَ اَكُفٍّ۔

۵۷۵: حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جھگڑا کیا غسل جنابت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتا ہوں۔

۵۷۶:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيْعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ثَلَاثًا فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَّ شَعْرِىْ كَثِيْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَ اَطْيَبَ۔

۵۷۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا' جنابت کے بعد غسل کو انہوں نے کہا' تین بار (پانی ڈالنا کافی ہے) وہ کہنے لگا' میرے بال بہت ہیں ابوسعید نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے زیادہ پاکیزہ تھے۔

۵۷۷:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَا فِىْ اَرْضٍ بَارِدَةٍ فَكَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا اَنَا فَاَحْثُوْ عَلٰى رَاْسِىْ ثَلَاثًا۔

۵۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سرد ملک میں ہیں' تو جنابت سے غسل کیونکر کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتا ہوں۔

۵۷۸:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ كَمْ اُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِىْ وَ اَنَا جُنُبٌ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْثُوْا عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ

۵۷۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا میں کتنی بار اپنے سر پر پانی ڈالوں جنابت کی حالت میں' انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ اپنے سر پر تین لپ پانی کے ڈالتے تھے وہ شخص بولے میرے بال لمبے ہیں۔ ابوہریرہؓ نے کہا

Marfat.com

حَتَيَاتٍ قَالَ الرَّجُلُ اِنَّ شَعْرِیْ طَوِیْلٌ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَ اَطْيَبَ۔

آنحضرت ﷺ تجھ سے زیادہ بال رکھتے تھے اور تجھ سے زیادہ پاکیزہ تھے۔

تشریح ۞ جب بھی آپ ﷺ کو تین لپ پانی کی کفایت کرتی۔ حقیقت یہ ہے کہ تین لپوں میں سارا سر بخوبی تر ہو جاتا ہے اور وہ کافی ہے غسل میں۔ اب وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔ ہزاروں چلو ڈالو تب بھی وہمی کا وہم نہ جائے گا خدا سے پناہ مانگے وہم سے اور سنت کی پیروی کو کافی سمجھے۔

۹۶:بَابُ فِی الْوُضُوْءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

باب: غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت ہے

۵۷۹:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ اَبْنُ عَامِرِ بْنَ زُرَارَةَ وَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى السُّدِّیُّ قَالُوْا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

۵۷۹: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

تشریح ۞ اس کو امام احمد اور اصحاب سنن نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے اس کو باسندی جیدہ نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً نکالا۔ ان سے پوچھا گیا غسل کے بعد وضو کرنا۔ انہوں نے کہا غسل سے زیادہ عام کون سا وضو ہے اور حذیفہؓ سے نکالا انہوں نے کہا تم میں سے کسی کو یہ کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سر سے پاؤں تک غسل کرے پھر وضو کیوں کرے اور ایسا ہی مروی ہے ایک جماعت صحابہؓ سے اور تابعین سے ابوبکر بن عربی نے کہا اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے کہ وضو غسل میں داخل ہو جاتا ہے اور جنابت کے رفع کرنے کی نیت حدث کی طہارت کو بھی کافی ہے اور ابن بطال نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہوا کہ ایک جماعت علماء جیسے ابوثور اور داؤد وغیرہما کا یہ قول ہے کہ غسل وضو سے کافی نہ ہوگا۔

اہل حدیث کے نزدیک غسل میں پہلے اعضائے وضو کا دھونا مستحب ہے سوا قدموں کے ان کو غسل کے بعد دھوئے جیسے حدیث سے ثابت ہے صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے اور شرمگاہ کو دھوتے' پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے اسی طرح غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ قولاً اور فعلاً اور عموماً اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہننے اور کنگھی کرنے اور طہارت کرنے اور سب کاموں میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند تھا اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے غسل میں پہلے سر کا داہنا حصہ دھویا پھر بایاں حصہ اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔

۹۷:بَابُ فِی الْجُنُبِ يَسْتَدْفِیءُ بِامْرَأَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَغْتَسِلَ

باب: جنبی غسل کے بعد اپنی عورت سے لپٹ سکتا ہے جس نے ابھی غسل نہ کیا ہو

۵۸۰:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِیءُ فِیَّ

۵۸۰: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل کر کے میرے بدن سے گرمی لیتے تھے اور ابھی میں نے غسل نہیں

Marfat.com

بِيْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ۔

کیا ہوتا تھا۔

تشریح ۱۲: اس سے معلوم ہوا کہ جنابت ایک نجاست حکمی ہے اور اگر اس پر اور کوئی نجاست نہ لگی ہو جنبی کا بدن پاک ہے۔

۹۸:بَابُ فِي الْجُنُبِ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً

باب: جنبی غسل سے پہلے سو سکتا ہے ویسے ہی

۵۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً حَتّٰى يَقُوْمَ بَعْدَ ذَالِكَ فَيَغْتَسِلَ۔

۵۸۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے تھے پھر سو رہتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے یہاں تک کہ پھر اٹھتے اس کے بعد پھر غسل کرتے۔

تشریح ۱۲: جنبی اگر سونے کا ارادہ کرے بغیر غسل کے تو اس کو وضو کر لینا مستحب ہے اگر نہ کرے تو بھی جائز ہے جیسے اس حدیث میں مذکور ہے۔

۵۸۲: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَهُ اِلٰى اَهْلِهِ حَاجَةٌ قَضَاهَا ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً۔

۵۸۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر اپنی بیوی سے صحبت کی حاجت ہوتی تو آپ صحبت کرتے پھر اسی حال میں سو جاتے پانی کو ہاتھ نہ لگاتے۔

۵۸۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُ الْحَدِيْثَ يَوْمًا فَقَالَ لِيْ اِسْمَاعِيْلُ يَا فَتًى يُشَدُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِشَيْءٍ۔

۵۸۳: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جنب ہوتے تھے پھر اسی حال میں سو جاتے پانی کو ہاتھ نہ لگاتے۔ سفیان نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا ابو اسحاق سے میں نے یہ حدیث بیان کی تو اسماعیل نے کہا اے جوان اس حدیث کی مضبوطی کرنا چاہئے کسی چیز سے۔

تشریح ۱۲: کیوں کہ اس کا راوی ابو اسحاق ہی ہے تینوں سندوں میں اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اخیر عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا کبھی حدیث میں غلطی کا شبہ ہوتا ہے خصوصاً جب اس کے خلاف دوسری صحیح روایتیں وارد ہوں جو آگے مذکور ہوں گی۔

۹۹:بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَنَامُ الْجُنُبُ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ

باب: جو کہتا ہے کہ جنبی نہ سوئے جب تک نماز کا سا وضو نہ کر لے

۵۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنَامَ وَ هُوَ

۵۸۴: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے اور آپ جنبی ہوتے تو نماز کا سا وضو

Marfat.com

جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ۔

لیتے۔

۵۸۵: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيِّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ

۵۸۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم میں سے کوئی سو جائے اور وہ جنب ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں جب وضو کر لے۔

۵۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ بِاللَّيْلِ فَيُرِيْدُ اَنْ يَنَامَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَنَامُ۔

۵۸۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو رات میں جنابت ہوتی پھر وہ سونے کا قصد کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وضو کریں پھر سو رہیں۔

۱۰۰: بَابٌ فِي الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأَ

باب: جنبی اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے

۵۸۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

۵۸۷: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو وضو کر لے۔

تشریح: اس میں نظافت اور نظافت اور صفائی بھی ہے اور لذت بھی ہوتی ہے علماء نے کہا ہے کہ جنبی جب کھانے یا پینے یا جماع یا سونے کا ارادہ کرے تو اپنا ختنہ تک دھو ڈالے اور نماز کا سا وضو کر لے اور بعضوں نے کہا کھانے یا پینے کا ارادہ کرے تو صرف ہاتھ دھونا ان کا فی ہے اور وضو سے یہی مراد ہے اور جمہور کا یہی قول ہے واللہ اعلم۔

۱۰۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَغْتَسِلُ مِنْ جَمِيْعِ نِسَائِهٖ غُسْلًا وَاحِدًا

باب: اپنی سب عورتوں سے صحبت کرے ایک ہی غسل سے تو کیسا ہے

۵۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَاَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَاحِدٍ

۵۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ساری بیبیوں کا دورہ کر لیتے تھے۔

تشریح: یہ باری کے خلاف نہیں ہے کیونکہ باری میں ایک عورت کے پاس رات کو صرف رہنا کافی ہے صحبت کرنا ضروری نہیں دوسرے یہ کہ جب عورتوں سے صحبت کی تو یہ بھی باری کی طرح ہو گیا اور بعضوں نے کہا آپ ﷺ پر باری واجب نہ تھی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ میں چالیس مردوں کی قوت تھی اور ہر ایک مرد جنت کا جس کو سو مردوں کی قوت ہو گی تو اس حساب سے آنحضرت ﷺ کو چار ہزار مردوں کی قوت ہوئی پس آپ ﷺ سلیمان علیہ السلام سے افضل ہوں گے اس لئے کہ ان میں

Marfat.com

سو مردوں کی یا ہزار مردوں کی قوت تھی اور کمال مردیت اور رجولیت دنیا کی فضیلت ہے اور دلالت کرتی ہے کمال شجاعت اور صحت مزاج پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو دین اور دنیا دونوں کے فضائل دیئے تھے اور ایک قدرت الٰہی کا بھی اس میں ظہور ہے کہ باوجودیکہ آپ کا سن پچاس سے زائد تھا اور جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے اور آپ کو اس وقت غذا بھی پیٹ بھر کر نہیں ملتی تھی نہ عمدہ غذا اس پر بھی آپ کی قوت اور طاقت کا یہ حال تھا۔ غرض آپ جمال و کمال ظاہری اور باطنی دونوں سے مشرف تھے بلکہ جمال اور کمال دونوں کو آپ سے شرف تھا۔ سبحان اللہ

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔۔۔ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

یا رب صل وسلم دائما ابدا ۔۔۔ علی نبیک خیر الخلق کلہم

افسوس ہے کہ بعض بے وقوف عقل کے اندھے کمال کو عیب سمجھتے ہیں اور ان باتوں کی وجہ سے نبی پیغمبر پر طعن کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک کھلی نشانی ہے آپ کے پیغمبر برحق اور مؤید من عند اللہ ہونے کی لیکن یہ بے وقوف اس شعر کے مصداق ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اس تقریر سے وہ اعتراض بھی غیر مذہب والوں کا دفع ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت نفسانی کو زور یوں دیا۔ جب وہ سچے پیغمبر تھے کیونکہ قوت نفسانی کا دبانا اس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص کو چار سو مردوں کی طاقت ہو اور وہ عین شباب میں صرف ایک بیوہ مسن عورت پر قناعت کرے جیسے حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کے مرنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کی تعداد گیارہ سے زائد تھی اور اس قدر تعداد میں اور بھی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں۔ کئی آدمیوں کا دل قابو میں رکھنا عورتوں کے متعلق مسائل اچھی طرح معلوم ہونا اپنے صحابہ میں کسی عورت کی وجہ سے رنج نہ ہونے دینا اپنے بعض عزیزوں کی پرورش اپنے ذمہ لینا ان کے سوا عرب میں یہ بات بزرگی کی نہ گنی جاتی تھی کہ متعدد بی بیاں اور حرمیں ہوں واللہ اعلم۔

قَدْ قَالَ حَسَّانٌ وَقَوْلِیْ قَوْلُهٗ ۔۔۔ فِیْ مَدْحِ خَیْرِ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٍ

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ۔۔۔ بَلْ قَدْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

۵۸۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِی الْاَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنْ جَمِیْعِ نِسَائِهٖ فِیْ لَیْلَةٍ۔

۵۸۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا پانی رکھا آپ نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کر کے ایک ہی غسل کیا اور ایک رات میں صدقے آپ کے حسن اور جمال اور طاقت وقوت کے۔

تشریح ۞ یہ افضل اور اعلیٰ ہے اور اس میں صفائی اور لذت ہے اگلے باب میں جو بیان ہوا ہے وہ رخصت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو آسان کر دیا ہے جیسا جس کا مزاج ہو اور جیسا موقع ہو اس کے موافق آدمی کو عمل کرنے کی گنجائش ہے اور یہ مختلف افعال اس کے اسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر ہوئے کہ امت پر دشواری نہ ہو۔ بعض بے وقوف اس کو تعارض خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ تعارض نہیں ہے اور جو کوئی اس حکمت کو سمجھ لے گا اس پر اکثر حدیثوں کا اختلاف جاتا رہے گا اور یہ بھی ایک بے وقوفی کا خیال بعض مقلدوں کو پیدا ہوا ہے کہ اگر احادیث پر عمل کیا جائے تو انسان کو تردد پیدا ہو جائے گا حلت اور حرمت میں اور وہ جم کر ایک حکم پر قائم نہیں رہے گا حالانکہ دھوکا اور محض اغوائے شیطانی ہے اور جو چیزیں قطعاً حرام یا حلال ہیں ان میں تردد کی تو کوئی وجہ ہی نہیں ہے جیسے مردار اور سور وغیرہ اور جو چیزیں مختلف فیہ ہیں جیسے گوہ یا طافی مچھلی ان میں تردد مضر نہیں اور نہ یہ مضر ہے کہ ایک ہی آدمی کبھی رفع یدین

Marfat.com

کبھی کرے اور کبھی نہ کرے۔ کبھی سینہ پر ہاتھ باندھے کبھی ناف پر' کبھی آمین پکار کر کہے کبھی آہستہ کیونکہ یہ سب فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اس باب میں وسعت ہے بلکہ ایسا کرنا والا ان مقلدین سے بہت افضل ہے جنہوں نے ایک ہی سنت پر ساری عمر عمل کیا اور دوسری سنت کو بالکل ترک کیا اور ایک جواب دندان شکن ان لوگوں کا یہ ہے کہ تمہارے امام یا مجتہد بھی بعض مسائل میں متردد تھے اور ایک ایک مسئلہ میں ان کے نو نو اقوال تک منقول ہیں پھر ان کا ایمان تمہارے نزدیک صحیح تھا یا نہ تھا۔

۱۰۲: بَابُ فِيمَنْ يَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ غُسْلًا

باب: ہر عورت کے پاس ایک غسل کرنے کا بیان

۵۹۰: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَمَّتِهٖ سَلْمٰی عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ طَافَ عَلٰی نِسَائِهٖ فِیْ لَیْلَةٍ وَ كَانَ یَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَاحِدًا فَقَالَ هٰذَا اَزْكٰی وَ اَطْیَبُ وَ اَطْهَرُ۔

۵۹۰: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات میں اپنی تمام بیبیوں کا دورہ کیا اور ہر بی بی کے پاس آپ ﷺ غسل کرتے کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں سب کے بعد ایک غسل کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: یہ زیادہ پاکیزہ ہے اور زیادہ نفیس ہے اور اس میں زیادہ طہارت ہے۔

تشریح: سبحان اللہ ہمارے آقا نہایت نفیس المزاج اور صفائی پسند تھے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت مرغوب تھی اور بدبو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت متنفر تھے آپ کو اپنے لباس اور گھر اور بدن اور سب کی طہارت اور پاکیزگی کا بڑا خیال رہتا تھا جیسے دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کے کھانے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ جن کی بو ناگوار ہوتی ہے جیسے کچے پیاز یا لہسن اور ہمیشہ صفائی دہن کے لئے مسواک پر مواظبت فرماتے۔ یہ بھی علامت ہے سچی نبوت کی۔ بیت

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۱۰۳: بَابُ فِی الْجُنُبِ یَاْكُلُ وَ یَشْرَبُ

باب: جنبی کھانا کھائے اور پانی پیئے

۵۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ وَ غُنْدَرٌ وَ وَكِیْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْكُلَ وَ هُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ۔

۵۹۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے کا ارادہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے۔

۵۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَیَّاجٍ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ صُبَیْحٍ ثَنَا اَبُوْ اُوَیْسٍ عَنْ شُرَحْبِیْلَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْجُنُبِ هَلْ یَنَامُ اَوْ یَاْكُلُ اَوْ یَشْرَبُ ؟ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّاَ وَ

۵۹۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' جنب سوئے یا کھائے یا پیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: ہاں جب نماز کی طرح

Marfat.com

وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ۔

وضو کر لے۔

۱۰۴: بَابُ مَنْ قَالَ يُجْزِئُهُ غَسْلُ يَدَيْهِ

باب: جس شخص نے کہا جنبی اگر ہاتھ دھو کر کھانا کھالے تو کافی ہے

۵۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارِكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَاْكُلَ وَ هُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ۔

۵۹۳: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے کا ارادہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنب ہوتے تو دونوں ہاتھ دھوتے۔

تشریح ۞ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے اگرچہ جنب نہ ہو لیکن جب جنب ہو تو ہاتھ دھونا خاص تاکید کی ہے اور وضو کرنا بھی مستحب ہے۔

۱۰۵: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی غَيْرِ طَهَارَةٍ

باب: قرآن بے وضو پڑھنے کا بیان

۵۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَاْتِی الْخَلَاءَ فَيَقْضِیْ الْحَاجَةَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَاْكُلُ مَعَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ وَ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَ لَا يَحْجُبُهُ وَ رُبَّمَا قَالَ وَ لَا يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ اِلَّا الْجَنَابَةُ

۵۹۴: حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے کہا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پانی لے جاتے اور حاجت سے فارغ ہوتے پھر باہر نکلتے اور ہمارے ساتھ روٹی اور گوشت کھاتے اور قرآن پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی مگر جنابت۔

۵۹۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَايَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ الْجُنُبُ وَ لَا الْحَائِضُ۔

۵۹۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنب اور حائض قرآن نہ پڑھیں۔

۵۹۶: حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ ثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَقْرَاُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

۵۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنب اور حائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔

تشریح ۞ یعنی نہ قلیل نہ کثیر، شافعیؒ کا یہی قول ہے لیکن بہ قصد ذکر بسم اللہ یا الحمد للہ کہنا درست ہے نہ بقصد تلاوت اور امام مالک نے حائضہ عورت کے لئے تلاوت جائز رکھی ہے۔ اگر قرآن بھول جانے کا ڈر ہو اور جنب کے لئے ایک آیت سے کم پڑھنا درست ہے اور ابوحنیفہؒ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں اور امام احمد کا قول شافعیؒ کی طرح ہے اور بعضوں نے کہا مالک کی طرح (مزمل)

Marfat.com

۱۰۶:بَابُ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ

باب: ہر بال کے تلے جنابت ہے

۵۹۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعَرَ وَاَنْقُوْا الْبَشَرَةَ

۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک ہر بال کے تلے جنابت ہے تو بالوں کو دھو ڈالو اور بدن کو صاف کرو۔

تشریح ⁂ تو اگر ایک بال کے تلے بھی پانی نہ پہنچے گا جناب کا غسل ادا نہ ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ غسل میں سارے بدن کا بھیگنا ضروری ہے۔

۵۹۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِیْ عُتْبَةُ بْنُ اَبِیْ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِی طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهَا قُلْتُ وَ مَا اَدَاءُ الْاَمَانَةِ قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ فَاِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعَرَةٍ جَنَابَةً۔

۵۹۸: حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ اور امانت کا ادا کرنا یہ کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوں۔ میں نے عرض کیا امانت کے ادا کرنے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا جنابت کا غسل کرنا اس لئے کہ ہر بال کے تلے جنابت ہے (اس کی سند میں طلحہ بن نافع ہے جس کا سماع ابوایوب سے ثابت نہیں ہے۔

تشریح ⁂ پانچوں نمازیں کفارہ ہیں گناہوں کی یعنی صغیرہ گناہوں کی اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور اگر کسی کے صغیرہ گناہ بھی نہ ہوں تو نماز سے اس کے درجے بلند ہوں گے۔

۵۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعَرَةٍ مِنْ جَسَدِهٖ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهٖ كَذَا وَ كَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِیٌّ لَمِنْ ثُمَّ عَادَيْتُ شَعَرِیْ وَ كَانَ يَجُزُّهٗ۔

۵۹۹: جناب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایک بال برابر اپنے بدن میں سے چھوڑ دیا غسل جنابت میں اور اس کو دھویا نہیں اس کو انگار کا عذاب ایسا ایسا ہوگا۔ حضرت علیؓ نے کہا اس وجہ میں اپنے بالوں کا دشمن ہوں وہ اپنے بال کترا تے تھے۔

تشریح ⁂ کیونکہ جب بال بڑے بڑے ہوں تو اکثر احتمال رہ جاتا ہے کہ شاید سر نہ بھیگا ہو' کوئی مقام سوکھا رہ گیا ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ بالوں کو کترا تے تھے یہ افضل ہے سارا سر منڈانے سے مگر حج میں سارا سر منڈانا افضل ہے اور غیر حج میں بال رکھنا افضل ہے سارا سر ہر وقت منڈانا خارجیوں کی علامت ہے گو جائز ہے۔

۱۰۷:بَابُ فِی الْمَرْاَةِ تَرٰی فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ

باب: اگر عورت کو احتلام ہو تو کیا حکم ہے؟

Marfat.com

۶۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَاَلَتْهُ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ فَقُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ وَ هَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا اِذًا"

۶۰۰: حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے اُم سلیم (حضرت انس کی ماں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے پوچھا اگر عورت خواب میں ایسا ہی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب عورت جاگنے کے بعد تری دیکھے تو غسل کرے میں نے کہا تو نے ذلیل کر دیا عورتوں کو بھلا عورت کو بھی کہیں احتلام ہوتا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے داہنے ہاتھ کو مٹی لگے پھر عورت کا بچہ اس کی صورت پر کیوں ہوتا ہے۔

تشریح: جب تو معلوم ہوا کہ بچہ کی پیدائش میں مرد اور عورت دونوں کا نطفہ شریک ہوتا ہے اور جب عورت کی منی بھی ثابت ہوئی تو خواب میں اس کا نکلنا کیا بعید ہے جیسے مرد کی منی نکلتی ہے۔

۶۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَتْ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيَكُوْنُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَاَيُّهُمَا سَبَقَ اَوْ عَلَا اَشْبَهَهُ الْوَلَدُ

۶۰۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُم سلیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت اگر خواب میں اس طرح دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا عورت اگر ایسا دیکھے اور اس کو انزال ہو تو اس پر غسل کرنا لازم ہے۔ حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مرد کا پانی کا ڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد پھر جو ان میں سے آگے بڑھ جاتا ہے یا اوپر ہو جاتا ہے بچہ اسی کی صورت پر ہوتا ہے۔

۶۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى تُنْزِلَ كَمَا اَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ۔

۶۰۲: حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت اگر خواب میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں جب تک اس کو انزال نہ ہو جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب تک اس کو انزال نہ ہو۔ اس حدیث کی سند میں علی بن زید ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون صحیح ہے۔

تشریح: یعنی مرد کو اگر صرف خواب پڑے لیکن منی نہ نکلے تو غسل لازم نہیں ہے حکم عورتوں کا بھی ہے اور تری یا پانی سے دوسری حدیث میں منی ہی مراد ہے اگر منی کے سوا اور کسی چیز کی تری ہو تب غسل لازم نہ آئے گا اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

Marfat.com

۱۰۸:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ غَسْلِ النِّسَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۶۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ سَعِيْدِبْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِیْ اَفَاَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِیْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيْضِیْ عَلَيْكِ مِنَ الْمَاءِ فَتَطْهُرِيْنَ اَوْ قَالَ فَاِذَا اَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ.

باب:عورتیں غسل جنابت کیونکر کریں

۶۰۳: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چوٹی مضبوط باندھتی ہوں۔ کیا میں اسے کھولوں غسل جنابت کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: کافی ہے تجھ کو اس پر تین لپ پانی ڈالنا۔ پھر تو اپنے بدن پر بہالے پانی تو پاک ہو جائے گی یا یوں فرمایا تب تو پاک ہوگی۔

تشریح ❁ یعنی جب ایسا کیا تو پاک ہوگی کیونکہ مقصود سارے سر کا بھیگ جانا ہے اور تین لپوں میں یہ سارا کام پورا ہو جاتا ہے' اگر پورا نہ ہو تو اس سے زیادہ بھی ڈال سکتی ہے مگر بندھی ہوئی چوٹی کا کھولنا ضروری نہیں اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم عورتوں سے خاص ہے رفع تکلیف کے لئے اور اگر مرد کی چوٹی بندھی ہو تو اس کو کھولنا چاہئے۔

۶۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَاْمُرُ نِسَائَهٗ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِاِبْنِ عَمْرٍو هٰذَا اَفَلَا يَاْمُرُهُنَّ اَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوْسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فَلَا اَزِيْدُ عَلٰى اَنْ اُفْرِغَ عَلٰى رَاْسِیْ ثَلَاثَ اِفْرَاغَاتٍ۔

۶۰۴: حضرت عبید اللہ بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن عمروؓ اپنی عورتوں کو حکم کرتے ہیں سر کھولنے کا (غسل جنابت کے لئے) تو انہوں نے کہا کہ تعجب ہے عبد اللہ سے وہ یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ عورتیں سر منڈوا ڈالیں (تا کہ بار بار سر کھولنے کی تکلیف سے بچیں) بے شک میں اور آنحضرت ﷺ دونوں ہی غسل کرتے تھے ایک ہی برتن سے پھر میں اس پر زیادہ نہیں کرتی تھی کہ اپنے سر پر تین لپ بھر کر پانی کے ڈال لیتی۔

۱۰۹:بَابُ الْجُنُبِ يَنْغَمِسُ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ اَيُجْزِئُهٗ

۶۰۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيَّانِ قَالَا ثَنَا بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ اَنَّ اَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَغْتَسِلْ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَ هُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلًا

باب:اگر کھڑے پانی میں جنبی غوطہ لگائے تو کافی ہوگا

۶۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا کوئی تم میں سے غسل نہ کرے کھڑے پانی میں جب وہ جنبی ہو۔ ابو السائب نے کہا پھر کیونکر کرے اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے کہا پانی لے لے کر اس میں سے اپنے بدن پر ڈالے۔

Marfat.com

تشریح ... تھے پانی میں اگر جنبی غوطہ لگائے تو دوسرے لوگوں کو اس پانی سے نفرت پیدا ہوگی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ پانی نجس ہو جائے گا جیسے حنفیہ نے سمجھا ہے اگر یہ مطلب ہو تو وہ دردہ پانی بھی یا اس سے زیادہ میں جنب کے غوطہ لگانے سے نجس ہو جائے گا۔ حالانکہ خود حنفیہ اس کی نجاست کے قائل نہیں ہیں اگر یہ کہیں کہ وہ دردہ یا زیادہ پانی کا نجس نہ ہونا۔ دوسری دلیل سے نکلتا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ دو پلبل یا اس سے زیادہ پانی کا بھی نجس نہ ہونا دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ اگر حنفیہ اس حدیث پر کوئی اعتراض کریں تو ہم یہ کہیں گے کہ وہ دردہ کی جو دلیل انہوں نے بیان کی ہے وہ اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے۔ اس حالت میں اس صحیح حدیث پر عمل کرنا لازم ہے کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ واللہ اعلم۔

۱۱۰: بَابُ الْمَاءِ مِنَ الْمَآءِ

باب پانی پانی سے چاہئے (یعنی غسل منی نکلنے سے ہوتا ہے)

۶۰۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا ثَنَا غُنْدَرٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَخَرَجَ رَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَ عَلَيْكَ الْوُضُوْءُ۔

۶۰۶: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت انصار کے ایک مرد پر سے گزرے (اس کا نام عتبان تھا) آپ نے اس کو بلوایا وہ نکلا (اپنے گھر سے) اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تجھ کو جلدی میں ڈالا۔ اس نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا جب تو جلدی میں پڑ جائے اور انزال ہونے سے پہلے جماع موقوف کر دے) یا تو جماع کرے اور تجھے انزال نہ ہو تو تجھ پر غسل نہیں صرف وضو کر لے۔

۶۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سُعَادٍ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔

۶۰۷: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پانی سے ہے۔

تشریح ... پہلے پانی سے غسل مراد ہے اور دوسرے سے منی نکلنا یعنی جب منی نکلے تب ہی غسل واجب ہوگا صرف دخول سے غسل واجب نہ ہوگا اور یہی قول ہے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابوایوبؓ کا لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں منسوخ ہیں یا دوسری حدیث احتلام کے باب میں ہے اور ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جو آگے آتی ہیں۔

۱۱۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وُجُوْبِ الْغُسْلِ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

باب: جب ختنہ ختنے سے مل جائے (یعنی دخول ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا

۶۰۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِیُّ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِیُّ قَالَا ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ قَالَتْ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَتِ

۶۰۸: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب دونوں ختنے مل جائیں تو غسل واجب ہوا میں نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا۔

Marfat.com

الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاغْتَسَلْنَا۔

۶۰۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سُهَيْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيُّ اَنْبَاَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اُمِرْنَا بِالْغُسْلِ بَعْدُ۔

۶۰۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پہلے شروع اسلام میں یہ رخصت تھی (کہ صرف دخول سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک انزال نہ ہوتا) پھر ہم کو حکم کیا گیا غسل کرنے کا۔

۶۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ﷺ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

۶۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر اس سے جماع کرے تو غسل واجب ہوگیا۔

۶۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَتَوَارَتِ الْحَشَفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

۶۱۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب دونوں ختنے مل جائیں اور حشفہ (سر ذکر جو ختنے کی وجہ سے کھل جاتا ہے غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند کمزور ہے کیونکہ حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ گو انزال نہ ہو ائمہ اربعہ کا اور جمہور فقہاء کا یہی قول ہے اور امام شوکانی نے دار لہیہ میں اہل حدیث کا یہی مذہب قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اسی میں احتیاط ہے کہ اگرچہ صحابہ میں اس مسئلہ میں خلاف تھا اور جو حدیثیں اس باب میں مذکور ہوئیں وہ ناسخ ہیں ان حدیثوں کی جن سے یہ نکلتا ہے کہ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اور دلیل نسخ کی ابی کی حدیث ہے کہ یہ فتویٰ انما الماء من الماء رخصت تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی شروع اسلام میں پھر ہم کو حکم ہوا غسل کرنے کا اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اگر مرد جماع کرے اپنی بیوی سے پھر ذکر نکال لے (انزال سے پہلے) اور حضرت عائشہؓ وہاں بیٹھی ہوئی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یہ (اشارہ کیا عائشہؓ کی طرف) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں اور تفصیل کی میں نے اس مسئلہ کی تسہیل القاری شرح صحیح بخاری میں جس کا جی چاہے اس کو مطالعہ کرے۔

۱۱۲: بَابُ مَنِ احْتَلَمَ وَ لَمْ يَرَ بَلَلاً

باب: جسے احتلام ہوا اور تری نہ دیکھے

۶۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الْعُمَرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَرَاٰى بَلَلاً وَ لَمْ يَرَ اَنَّهٗ احْتَلَمَ اغْتَسَلَ وَ اِذَا رَاَى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلاً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ۔

۶۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے جاگے سو کر اور تری دیکھے لیکن خواب اس کو یاد نہ ہو تو غسل کرے اور جب خواب یاد ہو لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ہے۔

Marfat.com

تشریح ۞ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں سوائے عبداللہ بن عمر عمریؒ کے اس میں کچھ گفتگو ہے۔ لیکن ترمذی سے مراد منی ہے اگر ترمذی معلوم ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک غسل واجب نہ ہوگا۔

۱۱۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ

باب: غسل کے وقت پردہ یعنی آڑ کرنا

۶۱۳: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَ اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُوبْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ وَ مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالُوْا ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَنِيْ مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنِيْ اَبُو السَّمْحِ قَالَ كُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ وَلِّنِيْ فَاُوَلِّيْهِ قَفَايَ وَ اَنْشُرُ الثَّوْبَ فَاَسْتُرُهٗ بِهٖ۔

۶۱۳: حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے اپنی پیٹھ موڑ میری طرف میں پیٹھ موڑ دیتا اور کپڑا پھیلا دیتا اور آپ ﷺ اس سے چھپا لیتا۔

۶۱۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ فِيْ سَفَرٍ فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِيْ حَتّٰى اَخْبَرَتْنِيْ اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَدِمَ عَامَ الْفَتْحِ فَاَمَرَ بِسِتْرٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ سَبَّحَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ۔

۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن نوفل سے روایت ہے میں نے پوچھا تو کسی کو نہ پایا جو مجھ سے یہ بیان کرتا کہ آنحضرت ﷺ تو سلم نے سفر میں نفل پڑھے یا نہیں یہاں تک کہ اُم ہانی بنت ابی طالب نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت تشریف لائے جس سال مکہ فتح ہوا اور آپؐ نے حکم کیا ایک پردہ لگانے کا پھر پردہ کیا گیا آپؐ پر آپؐ نے غسل کیا پھر آٹھ رکعت نفل پڑھے۔

تشریح ۞ یعنی صلوۃ الضحیٰ اور وہ نفل ہے تو سفر میں نفل پڑھنا ثابت ہوا بعضوں نے کہا یہ صلوٰۃ الضحیٰ نہیں تھی بلکہ بہ شکریہ فتح مکہ یہ نماز آپ ﷺ نے ادا کی اور سعید بن ابی وقاص نے بھی ایسا ہی کیا جب کسریٰ کا خزانہ انہوں نے فتح کیا۔

۶۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحِمَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ اَبُوْ يَحْيَى الْحِمَانِيُّ ثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عِمَارَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْتَسِلَنَّ اَحَدُكُمْ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ وَ لَا فَوْقَ سَطْحٍ لَا يُوَارِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ يَرٰى فَاِنَّهٗ يُرٰى۔

۶۱۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی تم میں سے غسل نہ کرے صاف میدان میں اور نہ چھت کے اوپر کیونکہ اگر وہ کسی کو نہیں دیکھتا تو دوسرے تو اسے دیکھیں گے (اس حدیث کی سند میں حسن بن عمارہ ضعیف ہے اور ابوعبیدہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں)۔

تشریح ۞ اور ستر پر ان کی نگاہ پڑے گی جو کراہت سے خالی نہیں۔ پس اگر ایسے مقام میں غسل کی ضرورت پڑے تو کسی چیز کی آڑ کر لے ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ننگے ہو کر غسل کرنا درست ہے اور محققین علماء کا یہی مذہب ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسا کرتے تھے اور ہمارے حضرت ﷺ سے بھی ثابت ہے۔

Marfat.com

۱۱۴:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْحَاقِنِ اَنْ يُّصَلِّي

باب: جو شخص پائخانہ یا پیشاب روکے ہو اس کو نماز پڑھنے کی ممانعت

۶۱۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَاْ بِهِ.

۶۱۶: حضرت عبداللہ بن ارقمؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے رفع حاجت کا قصد رکھتا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے رفع حاجت کو جائے (تاکہ نماز اطمینان سے پڑھی جائے' اسی طرح اگر کھانا آجائے اور آدمی بھوکا ہو تو پہلے کھانا کھالے پھر نماز پڑھے اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔

۶۱۷: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السَّفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَ هُوَ حَاقِنٌ۔

۶۱۷: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا آدمی کو نماز پڑھنے سے جب وہ رفع حاجت روکے ہوئے ہو۔ اس حدیث کا مضمون صحیح ہے۔

۶۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: لَا يَقُوْمُ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلَاةِ وَ بِهِ اَذًى۔

۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا نہ ہو' اس کو تکلیف ہو (پیشاب یا پاخانے کی)۔

۶۱۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ حَيِّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا يَقُوْمُ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ حَاقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ۔

۶۱۹: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان نماز کو کھڑا نہ ہو اس حالت میں جب وہ رفع حاجت کو بند کئے (روکے) ہو۔ جب تک اس کے بوجھ سے ہلکا نہ ہو جائے (یعنی حاجت سے فارغ نہ ہو)۔

۱۱۵:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ الَّتِيْ قَدْ عَدَتْ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا قَبْلَ اَنْ يَّسْتَمِرَّ بِهَا الدَّمُ

باب: مستحاضہ کا بیان جس کے حیض کی مدت معین ہو اس بیماری سے پہلے

تشریح ❁ استحاضہ ایک بیماری ہے کہ عورت کا خون بند نہ ہو ہمیشہ جاری رہے جس عورت کو یہ بیماری ہو اس کو مستحاضہ کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ مستحاضہ جس کے حیض کی مدت اس بیماری کے شروع ہونے سے پہلے معین اور معلوم ہو دوسرے وہ جس کو شروع ہی سے یہ عارضہ ہو جائے اور حیض کی مدت معین نہ ہوئی ہو۔

۶۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ انبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ: فَشَكَتْ اِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: اِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ

۶۲۰: حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خون بہنے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک رگ کا خون ہے تو دیکھتی رہ جب حیض کا خون آئے تو نماز مت پڑھ۔ پھر جب حیض گزر جائے تو طہارت کر (یعنی

Marfat.com

فَانْظُرِیْ اِذَا اَتٰی قَرْءُكِ فَلَا تُصَلِّیْ فَاِذَا مَرَّ قَرْءُ فَتَطَهَّرِیْ ثُمَّ صَلِّیْ مَا بَیْنَ الْقَرْءِ اِلَی الْقَرْءِ۔

غسل کر) پھر نماز پڑھ دوسرے حیض تک۔

۶۲۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَیْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ وَ لَیْسَ بِالْحَیْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ فَدَعِی الصَّلَاةَ وَ اِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ وَ صَلِّیْ هٰذَا حَدِیْثُ وَكِیْعٍ۔

۶۲۱: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت ہوں استحاضہ میں گرفتار پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض چلا جائے تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ۔

۶۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اِمْلَاءً عَلَیَّ مِنْ كِتَابِهٖ وَ كَانَ السَّائِلُ غَیْرِیْ اَنَا بْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیْلٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَسْتَحَاضُ حَیْضَةً كَثِیْرَةً طَوِیْلَةً قَالَتْ فَجِئْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَفْتِیْهِ وَ اُخْبِرُهٗ قَالَتْ فَوَجَدْتُهٗ عِنْدَ اُخْتِیْ زَیْنَبَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ عَلَیْكَ حَاجَةً قَالَ وَ مَا هِیَ اَیْ هَنْتَاهُ قُلْتُ اِنِّیْ اَسْتَحَاضُ حَیْضَةً طَوِیْلَةً كَبِیْرَةً وَ قَدْ مَنَعَتْنِیْ الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ فَمَا تَامُرُنِیْ فِیْهَا قَالَ اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَاِنَّهٗ یُذْهِبُ الدَّمَ قُلْتُ هُوَ اَكْثَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ شَرِیْكٍ۔

۶۲۲: اُم حبیبہ بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ مجھے بڑا لمبا استحاضہ ہوا کرتا تھا آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے کو اور اپنا حال بیان کرنے کو میں نے آپ کو پایا اپنی بہن زینب بنت جحش (اُم المؤمنین) کے پاس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے ارے سالی میں نے عرض کیا مجھے بڑا لمبا استحاضہ آتا ہے ایسا کہ نماز اور روزے سے اس نے روک دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرے لئے روئی رکھنے کی صلاح دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا حضرت وہ اس سے زیادہ ہے پھر بیان کیا اگلی حدیث کی طرح جس کو شریک نے روایت کیا (یہ اُم حبیبہ بنت جحشؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں اور حضرت زینبؓ کی حقیقی بہن)۔

۶۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

۶۲۳: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے پوچھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عرض کیا کہ میں عورت ہوں ایسی کہ مجھ کو استحاضہ ہوتا ہے پھر پاک نہیں ہوتی (یعنی خون بند ہی

Marfat.com

تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا وَ لٰكِنْ دَعِیْ قَدْرَ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِیْ الَّتِیْ كُنْتِ تَحِضِيْنَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِیْ حَدِيْثِهٖ وَ قَدْرَهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ واسذقری بِثَوْبٍ وَ صَلِّیْ۔

نہیں ہوتا) کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں تو نماز چھوڑ دے اتنے دنوں اور راتوں تک جتنے دن رات تجھے (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت یوں ہے کہ ان دنوں اور راتوں کا اندازہ کر لے مہینے میں پھر غسل کر اور لنگوٹ کس لے اور نماز پڑھ۔

تشریح ۞ اگرچہ خون آیا کرے کیونکہ وہ حیض کا خون نہیں ہے۔ اس حدیث سے اور حدث والوں کا بھی حکم نکلا جیسے کسی کو پیشاب کی بیماری ہو جائے یا ریاح کی وہ بھی نماز ترک نہ کرے بلکہ ہر نماز کے لئے وضو کرے اور جب تک وقت باقی رہے ایک ہی وضو سے فرض اور نفل ادا کرے' گو حدث ہوتا رہے اور یہ حدیث عمدہ ہے حجت لینے کے لائق ہے اسی طرح زینب بنت جحشؓ کی حدیث جس کو امام نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مستحاضہ کے باب میں وہ اپنے حیض کے دنوں میں بیٹھ رہے اور اس باب میں بہت حدیثیں ہیں۔

۶۲۴: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَيْشٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَالِكَ عِرْقٌ وَ لَيْسَ بِالْحَيْضَةِ اجْتَنِبِیْ الصَّلَاةَ اَيَّامَ مَحِيْضِكِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَ تَوَضَّیْ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَاِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَی الْحَصِيْرِ۔

۶۲۴: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں مجھے استحاضہ ہوتا ہے پھر پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں یہ ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے تو ایسا کر کہ حیض کے دنوں میں نماز مت پڑھ' پھر غسل کر اور ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ' اگرچہ خون بہ کر مصلے پر ٹپکے۔

تشریح ۞ ہر نماز کے لئے وضو کرنا یہی اصح طریقہ ہے اور اگر مستحاضہ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے تو اس طرح کرے کہ ایک نماز میں دیر کرے اس کو اخیر وقت پر ادا کرے اور دوسرے میں جلدی کرے اس کو اول وقت پر ادا کرے اور دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی وضو کر لے اور کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب ہے یا ہر دو نماز کے لئے یا ہر روز ایک بار' بلکہ غسل اسی وقت کافی ہے جب عادت کے موافق حیض سے پاک ہونے کا وقت آئے یا خون کی رنگت کے لحاظ سے معلوم ہو جائے کہ اب حیض کا خون جا چکا صحیحین کی حدیث میں صاف یوں ہے جب حیض آئے نماز چھوڑ دے پھر جب حیض چلا جائے تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ اور صحیح مسلم میں جو ہے کہ ام حبیبہؓ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں اس سے کوئی دلیل پوری نہیں ہوتی کیونکہ یہ خود ان کا فعل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ایسا نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ حیض کے موافق ٹھہری رہ پھر غسل کر ڈال اور یہ غسل وہی حیض کا غسل ہے یہ غرض نہیں کہ ہر نماز کے لئے غسل کرے اور ہر نماز کے لئے غسل کرنے کی حدیثیں حجت لینے کے لائق نہیں ہیں اور معارض ہیں ان کے صحیح حدیثیں اس کے سوا ضعیف اور ناتواں عورت پر یہ بہت شاق بھی ہے کہ ہر نماز کے لئے غسل کرے اور یہ دین اللہ کے فضل سے سہل اور آسان ہے۔

دادا کا نام معلوم نہیں ہوا امام بخاری نے بھی نہیں پہچانا۔ یحییٰ بن معین نے کہا اس کا نام دینار تھا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

۶۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَا لَا ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَ تَتَوَضَّاُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَ تَصُوْمُ وَ تُصَلِّیْ۔

۶۲۵: حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مستحاضہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور وضو کرے اور ہر نماز کے لئے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

۱۱۶: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ اِذَا اخْتَلَطَ عَلَيْهَا الدَّمُ فَلَمْ تَقِفْ عَلٰی اَيَّامِ حَيْضَتِهَا

باب: اس مستحاضہ کا بیان جس کو حیض کے خون میں شبہ ہو جائے اور وہ اپنے حیض کے دن معلوم نہ کر سکے

۶۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْیٰی ثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ قَالَتِ اسْتَحِيْضَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ وَ هِیَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِيْنَ فَشَكَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ فَقَالَ النَّبِیُّ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَ اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِی الصَّلَاةَ وَ اِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَ صَلِّیْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ثُمَّ تُصَلِّیْ وَ كَانَتْ تَقْعُدُ فِیْ مِرْكَنٍ لِاُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰی اِنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُوْ الْمَاءَ۔

۶۲۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش استحاضہ میں مبتلا رہی سات برس تک اور وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی آخر انہوں نے یہ شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے۔ جب حیض چلا جائے تو غسل کر اور نماز پڑھتی رہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھی، پھر نماز پڑھتی تھی اور اپنی بہن زینب بنت جحش اُم المؤمنین کے ایک تغار میں بیٹھتی تو خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی۔

تشریح ۞ اس کثرت سے خون نکلنا ان روایتوں سے باب کا مطلب ظاہر نہیں ہوتا بلکہ یہ اسی مضمون کی حدیثیں ہیں جو اگلے باب میں گزریں اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اس لفظ کی طرف جو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا فاطمہ بنت ابی حبیش سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے پہچانا جاتا ہے صحیح کہا اس کو ابن حزم نے اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً ایسا ہی ہے اور طبرانی اور دارقطنی نے ابوامامہ سے مرفوعاً نکالا کہ حیض کا خون نہیں ہوتا مگر سیاہ ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ زردی اور خاک رنگ کو حیض نہیں کہیں گے خواہ حیض کی مدت میں ہو یا اس کے بعد البتہ اگر حیض کے بیچ میں یہ رنگ ہو تو ان کو حیض کہیں گے کیونکہ اول اور آخر حیض ہے تو بیچ کا خون بھی حیض ہوگا یہ وجہ نہیں ہے کہ یہ رنگ حیض میں ہیں اب وہ حدیث جو موطا میں ہے کہ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک ڈبی بھیجتیں اس میں زردی اور خاکی ہوتی حیض کے خون کی اور پوچھتیں ان سے نماز پڑھنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے کہتیں مت جلدی کرو یہاں تک کہ چونے کی طرح سپیدی دیکھو ان حدیثوں کے معارض نہ ہوگی کیونکہ یہ صرف رائے ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور علاوہ اس کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان رنگوں کو حیض نہیں کہا بلکہ عورتوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا سپیدی نکلنے تک۔ کیونکہ وہ دلیل ہے حیض ختم ہو جانے کی۔ پس حاصل یہ ہے کہ مستحاضہ کی اگر کوئی عادت پیشتر سے حیض کی ہو تو اتنے دن حیض کے سمجھ لے۔ اگر عادت نہ ہو مثلاً نئی عورت ہو یا عادت

Marfat.com

میں شبہ پڑے تو رنگ سے حیض کا خون دریافت کر لے یعنی سیاہی رنگ سے' جیسے اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا۔ پس جب تک سیاہ خون رہے حیض سمجھے نماز نہ پڑھے جب یہ رنگ نہ رہے غسل کر لے اور نماز شروع کر لے اور لوگوں نے اس مسئلہ میں ناحق طول کیا ہے اور ایسی باریکیاں نکالی ہیں کہ ذی علم مردوں کو ان کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے بھلا ناقص العقل عورتیں کیونکر سمجھیں گی حالانکہ شریعت کا حکم نہایت آسان ہے۔

۱۱۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكْرِ إِذَا ابْتَدَأَتْ مُسْتَحَاضَةً أَوْ كَانَ لَهَا أَيَّامُ حَيْضٍ فَنَسِيَتْهَا

باب: اگر باکرہ کو شروع ہی سے استحاضہ ہو جائے یا اپنے ایام حیض کو بھول جائے تو کیا کرے

۶۲۷: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي اسْتُحِضْتُ حَيْضَةً مُنْكَرَةً شَدِيدَةً قَالَ لَهَا احْتَشِي كُرْسُفًا قَالَتْ لَهُ إِنَّهُ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ إِنِّي أَثُجُّ ثَجًّا قَالَ تَلَجَّمِي وَ تَحَيَّضِي فِي كُلِّ شَهْرٍ فِي عِلْمِ اللهِ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اغْتَسِلِي غُسْلًا فَصَلِّي وَ صُومِي ثَلَاثَةً وَّ عِشْرِينَ أَوْ أَرْبَعَةً وَّ عِشْرِينَ وَ آخِرِي الظُّهْرَ وَ قَدِّمِي الْعَصْرَ وَ اغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا وَّ آخِرِي الْمَغْرِبَ وَ عَجِّلِي الْعِشَاءَ وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا وَّ هٰذَا أَحَبُّ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ۔

۶۲۷: حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو استحاضہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ آپؐ کے پاس آئیں اور عرض کی مجھے نہایت خراب اور سخت استحاضہ ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھوڑی روئی شرمگاہ کے اندر رکھ لے وہ بولی میرا خون اس سے زیادہ ہے وہ تو اچھی طرح بہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو ایک لنگوٹ کی طرح کس لے اور اللہ کو جیسے معلوم ہے اس کے موافق چھ یا سات روز تک حیض شمار کر' پھر ایک غسل کر اور روزہ رکھ اور نماز پڑھ تیئیس دن یا چوبیس دن (ہر ماہ میں اگر چھ دن حیض کے سمجھے تو چوبیس دن ہوں گے اگر سات دن سمجھے تو تیئیس ہوں گے اور ظہر کی نماز میں دیر کر اور عصر کو جلدی پڑھ اور دونوں نمازوں کے لئے ایک غسل کر لے اسی طرح مغرب میں دیر کر اور عشاء میں جلدی کر اور دونوں نمازوں کے لئے ایک غسل کر ڈال اور فجر کی نماز کے لئے ایک غسل کر اور یہ زیادہ پسند ہے مجھ کو دونوں امروں میں۔

تشریح (۱) وہ دوسرا امر یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے غسل کرے تو دن رات میں پانچ بار غسل کرنا ہوتا ہے اور اس صورت میں صرف تین بار غسل کرنا پڑے گا۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جنہوں نے مستحاضہ کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا ہے مگر یہ حکم نہایت سخت ہے اور ضعیف عورتوں سے یہ بار اٹھانا مشکل ہے خصوصاً سرد ملکوں میں پس عمدہ طریقہ وہی ہے جو دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ حیض کے جانے پر صرف ایک بار غسل کر لے پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے راویوں میں محدثین کو کلام ہے' شریک اور عبداللہ بن محمد بن عقیل دونوں ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۱۸:بَابُ فِی مَا جَاءَ فِیْ دَمِ الْحَیْضِ یُصِیْبُ الثَّوْبَ

باب: حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرنا چاہئے

۶۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ هُرْمُزَ اَبِی الْمِقْدَامِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ دَمِ الْحَیْضِ یُصِیْبُ الثَّوْبَ قَالَ اغْسِلِیْهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ وَ حُكِّیْهِ وَ لَوْ بِضِلَعٍ۔

۶۲۸: اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' حیض کے خون کو جب وہ کپڑے میں لگ جائے' آپ نے فرمایا اس کو دھو ڈال بیری کے پتے اور پانی سے اور کھرچ ڈال اس کو اگرچہ لکڑی سے سہی۔

تشریح ﴿۱﴾ حیض کا خون تو باتفاق علماء نجس ہے اور اس کی نجاست کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اذی یعنی پلیدی فرمایا ہے اور کئی حدیثیں اس کی نجاست کے ثبوت میں وارد ہیں لیکن اور خونوں کی نجاست پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی بلکہ متعدد احادیث سے یہ ثابت ہے کہ صحابہؓ زخمی ہوئے اور خون ان کے بدن اور کپڑوں سے ضرور لگا ہوگا لیکن وہ نماز پڑھتے رہے اور جب تک نجاست پر کوئی دلیل معارضے سے خالی قائم نہ ہو اس وقت تک اصل ہر شے میں طہارت ہے اب قرآن شریف میں جو فانہ رجس وارد ہے اس سے بھی خون کی نجاست نہیں نکلتی کیونکہ اوپر کئی چیزوں کا ذکر ہے جیسے مردار' سور کا گوشت' خون اور ظاہر یہ ہے کہ ضمیر فانہ میں قریب کی طرف پھرتی ہے یعنی سور کے گوشت کی طرف۔ پس سور کے گوشت کی نجاست یقینی ہے اور مردار اور خون کی نجاست میں شبہ ہے اور دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ مردار کا کھانا صرف حرام ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار سے اور منفعت لے سکتے ہیں پس وہ پاک ہوگا۔ بہرحال اہل حدیث کے نزدیک سوا حیض کے خون کے اور خونوں کی طرح اسی طرح مردار کی اسی طرح شراب کی نجاست ثابت نہیں ہے اگرچہ ان کے حرام ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

نکالا اس کو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی ابن قطان نے کہا اس کا اسناد نہایت صحیح ہے۔

۶۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَیْضِ یَكُوْنُ فِی الثَّوْبِ قَالَ اقْرُصِیْهِ وَاغْسِلِیْهِ وَصَلِّیْ فِیْهِ۔

۶۲۹: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے حیض کے خون سے' جو کپڑے میں لگا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: انگلیوں سے رگڑ ڈال اس کو' پھر دھو ڈال اس کو پھر نماز پڑھ اس کپڑے میں۔

تشریح ﴿۲﴾ صحیحین میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہم میں سے ایک کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اس کو کھرچ ڈالے اور پھر پانی لگا کر رگڑ ڈالے پھر اس کو دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھے۔

۶۳۰: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ اَنَّهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ اِحْدَانَا لَتَحِیْضُ ثُمَّ تَقْرُصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهٗ وَ تَنْضِحُ عَلٰی سَائِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْهِ۔

۶۳۰: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا' ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا ہے پھر وہ خون کو رگڑ ڈالتی اپنے کپڑے سے جب وہ پاک ہو جاتی حیض سے اور اس کو دھو ڈالتی اور باقی کپڑے پر پانی چھڑک دیتی بعد اس کے نماز پڑھتی اس کپڑے میں۔

Marfat.com

۱۱۹:بَابُ الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

باب: حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑھے

تشریح ❁ حیض کی حالت میں عورت نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے پھر جب حیض سے پاک ہو تو نماز کی قضا بھی واجب نہیں ہے لیکن روزوں کی قضا کر لے۔ ابن منذر اور نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور ابن عبدالبر نے ایک طائفہ خوارج سے نقل کیا ہے کہ حائضہ عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب ہے اور اجماع کے خلاف ان لوگوں کا قول معتبر نہیں ہے جو دوزخ کے کتے ہیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ اہل بیت رسالت کے دشمن۔ صحیحین میں ابوسعید کی حدیث میں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی اور اس پر اجماع کیا صحابہ و من بعد ہم نے۔

۶۳۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْهَا اَتَقْضِیْ الْحَائِضُ الصَّلَاةَ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتَ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ وَ لَمْ يَاْمُرْنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔

۶۳۱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کیا حائضہ عورت نماز کی قضا کرے انہوں نے کہا کیا تو خارجی ہے (حروراء والی) جو ایک مقام تھا کوفہ میں' وہاں خارجی مردود اکٹھے تھے۔ جناب امیر نے ان کو واصل جہنم کیا ہم کو تو حیض آتا آنحضرتؐ کے پاس' پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں اور آپؐ نے ہم کو حکم نہیں کیا نماز کے ادا کرنے کا۔

تشریح ❁ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یوں ہے کہ ہم کو حکم ہوتا روزوں کے قضاء کرنے کا اور نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں ہوتا۔ اس پر اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا جیسے اوپر گزرا۔

۱۲۰:بَابُ الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّیْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب: حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھا لے ہاتھ بڑھا کر تو جائز ہے (گو مسجد کے اندر جانا حائضہ کو درست نہیں)

۶۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاوِلِيْنِی الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِیْ يَدِكِ۔

۶۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مسجد میں چھوٹا مصلّٰی (یا سجدہ گاہ) اٹھا دو میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑا رکھا ہے۔

۶۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ: يُدْنِیْ رَاْسَهٗ اِلَیَّ وَ اَنَا حَائِضٌ وَ هُوَ مُجَاوِرٌ تَعْنِیْ مُعْتَكِفًا فَاَغْسِلُهٗ وَ اُرَجِّلُهٗ

۶۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری طرف جھکا دیتے تھے اور میں حائضہ ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو میں آپ کا سر دھو دیتی اور اس میں کنگھی کر دیتی۔

تشریح ❁ حجرہ کا دروازہ مسجد ہی میں تھا تو آنحضرت ﷺ حجرے کے اندر اپنا سر مبارک کر دیتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنگھی کر دیتیں' بال دھو دیتیں' ہمارے آقا ہمیشہ سر مبارک پر بال رکھتے تھے صرف حج میں آپؐ نے بال منڈائے ہیں اور ہمیشہ سر منڈے رہنا خوب نہیں ہے خوارج کی نشانی ہے حذلہم اللہ تعالیٰ۔

۶۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا

۶۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' جناب رسول اللہ

Marfat.com

سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهٗ فِيْ حِجْرِيْ وَ اَنَا حَائِضٌ وَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری گود میں رکھتے اور میں حائضہ ہوتی اور آپ قرآن پڑھتے (اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کی نجاست حکمی ہے نہ کہ حقیقی)

۱۲۱: بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهٖ اِذَا كَانَتْ حَائِضًا

باب: جب عورت حائضہ ہو تو مرد اس سے کہاں تک فائدہ اٹھا سکتا ہے

۶۳۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَمَرَهَا النَّبِيُّ اَنْ تَاتَزِرَ فِيْ فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا وَ اَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ۔

۶۳۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب ایک کو حیض آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم کرتے تہ بند باندھنے کا حیض کے زور کے وقت میں پھر اس سے مباشرت کرتے یعنی بوسہ اور معانقہ وغیرہ اور تم میں سے کون اپنی حاجت کو اتنا روک سکتا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روک سکتے تھے۔

تشریح ❁ کیونکہ آپ ﷺ کو اپنے نفس کے اوپر پورا اختیار حاصل تھا جس میں یہ صفت نہ ہو اس کو حائضہ سے مباشرت کرنا اچھا نہیں ایسا نہ ہو کہ جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو۔ حائضہ سے جماع کی ممانعت تو قرآن میں ہے۔ فاعتزلوا النساء فی المحیض (الآیة) لیکن ناف کے اوپر مباشرت کو درست رکھا ہے۔ ابوحنیفہ اور شافعیؒ نے اسی حدیث سے اور ناف کے نیچے جائز نہیں رکھا اور بعضوں نے کہا سوا جماع کے ہر شے درست ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے سب باتیں کرو سوا جماع کے یہاں مباشرت کا لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اصطلاحی معنی میں نہیں یعنی جسم کا جسم سے لگ جانا اور یہ جائز ہے۔

۶۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا حَاضَتْ اَمَرَهَا النَّبِيُّ اَنْ تَاتَزِرَ بِاِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا۔

۶۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم میں سے کسی بی بی کو جب حیض آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم کرتے ایک تہ بند باندھنے کا پھر اس سے مباشرت کرتے۔

تشریح ❁ یعنی مساس معانقہ بوسہ وغیرہ ابوداؤد نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا میں نے عرض کیا یا حضرت مجھے کیا درست ہے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ازار کے اوپر فائدہ اٹھانا اور اس سے بھی بچنا افضل ہے۔

۶۳۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لِحَافِهٖ فَوَجَدْتُّ مَا تَجِدُ

۶۳۷: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی لحاف میں اتنے میں مجھ کو معلوم ہوا وہ جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے یعنی حیض میں لحاف میں سے نکل گئی آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا

Marfat.com

الِنِّسَآءُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَانْسَلَلْتُ مِنَ اللِّحَافِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ وَجَدْتُّ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ قَالَ ذَالِكِ مَا كَتَبَ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ قَالَتْ فَانْسَلَلْتُ فَاصْلَحْتُ مِنْ شَانِیْ ثُمَّ رَجَعْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ تَعَالٰی فَادْخُلِیْ مَعِیْ فِی اللِّحَافِ قَالَتْ فَدَخَلْتُ مَعَهٗ۔

میں نے کہا جی ہاں مجھے معلوم ہوا وہ جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے یعنی حیض۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دی ہے۔ خیر بی بی اُم سلمہؓ نے کہا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے درست کر کے پھر آئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا اندر آ' یعنی لحاف کے پھر میں اندر ہوگئی آپؐ کے ساتھ (لحاف میں)۔

۶۳۸: حَدَّثَنَا الْخَلِيْلُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ خُدَيْجٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ سَاَلْتُهَا كَيْفَ كُنْتِ تَصْنَعِيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِی الْحَيْضَةِ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا فِیْ فَوْرِهَا اَوَّلَ مَا تَحِيْضُ تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارًا اِلَى اَنْصَافِ فَخِذَيْهَا ثُمَّ تَضْطَجِعُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔

۶۳۸: حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی بہن ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جو بی بی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی' پوچھا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسے کرتی تھیں حیض کی حالت میں انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک اپنے حیض کے شروع جوش کی حالت میں ایک تہ بند باندھ لیتی رانوں کے نصف تک' پھر ہم لیٹتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور اس نے عنعنہ سے روایت کی ہے)۔

۱۲۲: بَابُ النَّهْیِ عَنْ اِيْتَانِ الْحَائِضِ

باب: حائضہ عورت سے صحبت کرنے کی ممانعت

۶۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيْمِ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِیْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔

۶۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جماع کرے حائضہ عورت سے یا جماع کرے عورت کے دبر میں یا نجومی کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ مانے تو اس نے انکار کیا اس کلام کا یا اس دین کا جو آپؐ پر اترا۔ (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور علماء کے نزدیک یہ تغلیظ پر محمول ہے)۔

تشریح: ظاہر میں یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ حیض کی حالت میں جماع کرنا حرام ہوگا پھر اس سے کفر کیوں لازم آئے گا۔ بعضوں نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو حیض کی حالت میں جماع کو حلال سمجھ کر جماع کرے۔ اسی طرح دبر میں جماع کرنے کو حلال سمجھ کر ایسا کرے' ایسا شخص تو ضرور کافر ہوگا اسی طرح وہ شخص جو نجومی کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہوگا کیونکہ اس نے غیب کا علم سوا خدا کے دوسرے کے لئے ثابت کیا اور یہ قرآن کے خلاف ہے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بے شک حیض کی حالت میں وطی کو حلال جاننے والا اسی طرح نجومی کی بات کو سچ ماننے والا کافر ٹھہر سکتا ہے۔ اس وجہ سے کہ قرآن شریف میں حیض کی حالت میں وطی سے منع کیا ہے تو وہ حرام ٹھہری اسی طرح نجومی کا جھوٹا ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ قل لا یعلم الغیب الا اللہ وما تدری نفس ما ذا تکسب غدا اور انجاح الحاجۃ میں ہے کہ حیض کی حالت میں بھی وطی کو حلال جاننے والا کافر نہیں ٹھہر سکتا

Marfat.com

کس لئے کہ وہ بغیر وہ حرام ہے اور مسلمان کے کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہئے جب تک ایک ضعیف روایت سے بھی اس کا اسلام قبول کرنے سے پس صحیح جواب یوں دینا چاہئے کہ اس حدیث میں کفر سے لغوی کفر مراد ہے نہ شرعی جیسے یعنی جس نے ایسی حرکتیں کی اس نے گویا انکار کیا شریعت محمدی کا یا یہ بطور تشدد اور تغلیظ کے فرمایا تا کہ لوگ ان باتوں سے ضرور بچے رہیں۔

۱۲۳:بَابُ فِیْ كَفَّارَةِ مَنْ اَتٰی حَائِضًا

باب: جو شخص حائضہ سے صحبت کرے اس کا کفارہ کیا ہے

۶۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ فِی الَّذِیْ يَاْتِیْ امْرَاَتَهٗ وَ هِیَ حَائِضٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ اَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ۔

۶۴۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب کوئی مرد اپنی جورو سے حیض کی حالت میں صحبت کر بیٹھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حکم کرتے آدھی اشرفی خیرات کرنے کا۔

تشریح ایک دینار بیس درہم کا ہوتا ہے تو آدھے دینار کے دس درہم ہوئے اور ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا اس حساب سے دس درہم کے تین یا اس سے کم کچھ تین روپیہ ہوئے آدھی اشرفی سے وہی مراد ہے پس جو کوئی جہالت سے حائضہ سے صحبت کر بیٹھے وہ تین روپیہ اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔ امید ہے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

۱۲۴:بَابُ فِی الْحَائِضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ

باب: حائضہ عورت کیونکر غسل کرے

۶۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لَهَا وَ كَانَتْ حَائِضًا انْقُضِیْ شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِیْ قَالَ عَلِیٌّ فِیْ حَدِيْثِهٖ انْقُضِیْ رَاْسَكِ۔

۶۴۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے وہ حائضہ تھیں اپنے بال کھول ڈال اور غسل کر۔ علی بن محمد کی روایت میں یوں کہ اپنا سر کھول ڈال۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل حیض میں سر کا کھولنا ضروری ہے اس میں بہ نسبت غسل جنابت کے زیادہ صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ جل کا فضل اور احسان ہے کہ جنابت کے غسل میں سر کا کھولنا ضروری نہ رکھا کیونکہ وہ اکثر ہوا کرتا ہے عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور حیض کا غسل مہینے میں ایک بار ہوتا ہے اس میں سر کھولنے سے کسی طرح کا حرج نہیں بلکہ ہر ایک عورت مہینے میں ایک دو بار اپنا سر کھولتی ہے اور بالوں کو دھوتی ہے۔

۶۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاكُنَّ مَاءَ هَا وَسِدْرَهَا

۶۴۲: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل یا اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا حیض کا غسل کیونکر کروں۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے ایک عورت اپنے پانی اور بیری کو لے اور طہارت کرے اچھی طرح یہ مبالغہ کرے طہارت میں یعنی شرمگاہ مل کر دھو دے پھر اپنے سر پر پانی ڈالے اس کو خوب زور سے رگڑے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں

Marfat.com

فَتَطْهُرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تَبْلُغُ فِي الطُّهُوْرِ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهٗ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَبْلُغَ شُئُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطْهُرُ بِهَا قَالَتْ اَسْمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَاَنَّهَا تُخْفِيْ ذَالِكَ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ قَالَتْ وَسَاَلَتْهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاكُنَّ مَاءَ هَا فَتَطْهُرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تَبْلُغُ فِي الطُّهُوْرِ حَتّٰى تَصُبَّ الْمَاءَ عَلٰى رَاسِهَا فَتَدْلُكُهٗ حَتّٰى تَبْلُغَ شُئُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ۔

میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہادے پھر ایک ٹکڑا روئی یا چمڑے یا کپڑے کا لے جس میں مشک لگی ہو اگر مشک نہ مل سکے تو اور کوئی خوشبو سہی جیسے عطر عود وغیرہ) اس سے پاک کرے۔ اسماء نے کہا کیونکر اس سے پاکی کروں آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے) پاکی کر اس سے حضرت عائشہؓ نے چپکے سے اس سے کہہ دیا خون کے مقاموں پر اس کو پھیر (تا کہ بدبو رفع ہو جائے) حضرت عائشہؓ نے کہا اور اسماء نے آپؐ سے پوچھا غسل جنابت کو۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے ایک اپنا پانی لے اور اچھی طرح طہارت کرے (شرمگاہ کو دھوئے) یا مبالغہ کرے طہارت کرنے میں یہاں تک کہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو خوب رگڑے کہ پانی بالوں کی جڑوں تک یعنی مانگوں تک پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہادے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی عورتیں بھی عجب عمدہ عورتیں تھیں ان کو دین کی بات پوچھنے میں کچھ شرم نہ تھی۔

تشریح ۞ حق بات کہنا اور دین کی بات پوچھنا یہ شرم کے خلاف نہیں ہے اور جو کوئی اس کو شرم کے خلاف سمجھے وہ خود بے وقوف ہے شرم برے کام میں کرنا چاہئے اور معصیت میں یہ پاک عورتیں ان ناپاک باتوں سے پرہیز کرتی تھیں اور زمانے کی عورتیں گناہ میں شرم نہیں کرتیں اور دین کی بات دریافت کرنے میں شرم کرتی ہیں ان کی شرم پر خاک پڑے۔

۱۲۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُؤْرِهَا

باب: حائضہ کے ساتھ کھانا کھانا اور حائضہ کا جوٹھا کھانا

۶۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَ اَنَا حَائِضٌ فَيَاْخُذُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهٗ حَيْثُ كَانَ فَمِيْ وَ اشْرَبُ مِنَ الْاِنَاءِ فَيَاْخُذُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهٗ حَيْثُ كَانَ فَمِيْ وَ اَنَا حَائِضٌ۔

۶۴۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ہڈی کو چوستی تھی اور میں حائضہ ہوتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہڈی کو لے لیتے اور وہیں منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا اور میں برتن سے پانی پیتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لیتے اور وہیں منہ لگاتے' جہاں میں نے لگایا تھا اور میں حائضہ ہوتی۔

تشریح ۞ اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن ناپاک نہیں ہے اسی طرح اس کا منہ یا لعاب اور حیض کی نجاست حکمی ہے۔

۶۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوا

۶۴۴: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے یہودی لوگ حائضہ عورت کے ساتھ ایک حجرہ میں نہ بیٹھتے' نہ اس کے ساتھ

Marfat.com

لَا يَجْلِسُوْنَ مَعَ الْحَائِضِ فِي بَيْتٍ وَ لَا يَأْكُلُوْنَ وَلَا يَشْرِبُوْنَ قَالَ فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﷻ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ﴿ البقرة : ٢٢٢ ﴾ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الْجِمَاعَ۔

کھانا کھاتے نہ پانی پیتے لوگوں نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تجھ سے پوچھتے ہیں حیض کا کہہ وہ پلیدی ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض میں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب باتیں کرو سوا جماع کے۔

تشریح ﷺ یعنی دخول مت کرو اور سب باتیں جیسے لپٹنا' پیار کرنا' ساتھ سلانا' کھانا پینا جائز ہے اس حدیث سے امام شافعی نے دلیل لی ہے اور حائضہ سے سوا جماع کے سب باتیں یہاں تک کہ ناف کے نیچے بھی مباشرت جائز رکھی ہے۔

۱۲۶: بَابُ فِيْ مَا جَاءَ فِي اجْتِنَابِ الْحَائِضِ الْمَسْجِدَ

باب: حائضہ عورت مسجد میں نہ جائے

۶۴۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ غَنِيَّةَ عَنْ اَبِي الْخَطَّابِ الْهَجَرِيِّ عَنْ مَحْدُوْجٍ الذُّهْلِيِّ عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِيْ اُمُّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَرْحَةَ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ اِنَّ الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَ لَا حَائِضٍ۔

۶۴۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کے آنگن میں آئے اور بلند آواز سے پکارا کہ مسجد میں حائض اور جنب کو آنا درست نہیں ہے۔

۱۲۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَرٰى بَعْدَ الطُّهْرِ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ

باب: اگر حائضہ پاک ہونے کے بعد زردی اور خاکی رنگ دیکھے

۶۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ النَّحْوِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ بَكْرٍ اَنَّهَا اَخْبَرَتْ اَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَرْاَةِ تَرٰى مَا يُرِيْبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ قَالَ اِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ اَوْ عُرُوْقٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى يُرِيْدُ بَعْدَالطُّهْرِ بَعْدَ الْغُسْلِ۔

۶۴۶: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت پاکی کے بعد وہ دیکھے جو اس کو شک میں ڈالے جیسے زردی یا خاکی رنگ اور شک میں پڑ جائے کہ شاید پھر حیض آیا۔ آپ نے فرمایا (یہ حیض نہیں ہے) ایک رگ یا رگوں کا مادہ ہے۔ محمد بن یحییٰ نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے پاکی سے غسل مراد ہے۔

تشریح ﷺ تو یہ مطلب ہے کہ جب عورت کے حیض کی مدت ختم ہو جائے اور وہ غسل کر ڈالے اب اس کے بعد زردی یا خاکی یا سفیدی نکلتی دیکھے تو شک میں نہ پڑے وہ حیض نہیں ہے البتہ حیض کی مدت کے اندر جب اول اور آخر حیض آئے اور بیچ میں اس قسم کے رنگ دیکھے تو وہ حیض ہی میں شمار ہوگا۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے۔

۶۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمْ نَكُنْ

۶۴۷: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم خاکی اور زردی کو کوئی چیز نہ سمجھتے تھے۔ محمد بن یحییٰ نے کہا جو اس حدیث کا راوی

Marfat.com

نَرَى الصُّفْرَةَ وَ الْكُدْرَةَ شَيْئًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وُهَيْبٌ اَوْلَاهُمَا عِنْدَنَا بِهٰذَا۔

ہے کہ وہیب جو ایوب سے راوی ہے وہ ہمارے نزدیک معمر سے اولیٰ ہے۔

۱۲۸:بَابُ النُّفَسَاءِ كَمْ تَجْلِسُ

باب: نفاس والی عورت کتنے دن بیٹھے (یعنی نماز روزہ موقوف رکھے نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو زچگی کے بعد عورت کو آتا ہے)

۶۴۸:حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْ سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْاَزْدِيَّةِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَجْلِسُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَ كُنَّا نَطْلِيْ وُجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ۔

۶۴۸: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا' نفاس والی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چالیس دن تک بیٹھتی اور ہم (زچگی میں) اپنے مونہوں پر ورس (ایک گھاس ہے) ملتی تھیں چھائیں کی وجہ سے۔

تشریح ❁ یہ گھاس چھائیں کے لئے مفید ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی نکالا اور اس کے کئی طریق ہیں جو قوی کرتے ہیں ایک دوسرے کو اور جمہور علماء کا قول یہی ہے اور بعضوں نے کہا اکثر مدت نفاس کی ساٹھ دن ہیں بعضوں نے کہا ستر دن بعضوں نے کہا پچاس دن بعضوں نے کہا بیس پر کئی دن اور حق یہ ہے کہ چالیس دن ہیں اور یہ نفاس کی اکثر مدت ہے اور کم کی کوئی حد نہیں ہے۔ جب خون بند ہو جائے تو عورت پاک ہوگئی' اب وہ غسل کر کے نماز روزہ شروع کرے لیکن اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہے تو اس کا حکم استحاضہ کا سا ہے اور نفاس کا حکم حیض کا سا ہے۔ وطی کی حرمت میں اور نماز اور روزہ نہ کرنے میں پھر جب نفاس سے پاک ہو تو نماز کی قضا نہ کرے اور روزہ کی قضا کرے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے ام سلمہؓ سے کہ حضرت ﷺ کی عورتوں میں کوئی عورت نفاس میں بیٹھتی چالیس راتوں تک آپ ﷺ اس کو نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیتے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور شاید خوارج نے یہاں بھی خلاف کیا ہو جیسے حیض میں کیا ہے لیکن ان کے خلاف کا اعتبار نہیں ہے۔

۶۴۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ سَلِيْمٍ اَوْ سَلْمٍ شَكَّ اَبُو الْحَسَنِ وَاَظُنُّهُ هُوَ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا اَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَالِكَ۔

۶۴۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لئے چالیس دن کی میعاد مقرر کی مگر جب اس سے پہلے پاک ہو جائے تو وہی مدت ہوگی اس کے نفاس کی غرض یہ ہے کہ یہ مدت اکثر نفاس کی ہے اور کم کی کوئی مدت مقرر نہیں جیسے اوپر گزر چکا۔

۱۲۹:بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ وَ هِيَ حَائِضٌ

باب: حائضہ عورت سے جماع کرنے کا بیان

۶۵۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ اِذَا وَقَعَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ وَ هِيَ حَائِضٌ اَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ۔

۶۵۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے اور وہ حائضہ ہو تو ایک دینار خیرات کرے یا آدھا دینار۔

Marfat.com

تشریح ﴿﴾ خطابی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک یہ کفارہ واجب نہیں ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے بلکہ موقوفاً صحیح ہے یعنی ابن عباسؓ کا قول ہے اور مرفوع روایت متصل نہیں ہے بلکہ مرسل ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر شدت حیض کے زمانے میں جماع کرے تو ایک دینار خیرات کرے اور جو اخیر حیض میں کرے تو آدھا دینار خیرات کرے اور یہ حکم استحبابی ہے اور حائضہ سے وطی کرنا فرج میں حرام ہے بالاتفاق اگر کسی نے کی تو ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک توبہ اور استغفار کرے اور کچھ خیرات کرنا واجب نہیں اور شافعیؒ اور احمد سے بھی روایت ایسی ہی ہے۔ مترجم کہتا ہے حدیث پر عمل کرنا افضل ہے۔ ان مجتہدین کی باتیں سننے سے اگر مقدور ہے تو ایک دینار یا آدھا دینار خیرات کرنا بہتر ہے۔

۱۳۰: بَابُ فِي مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ

باب: حائضہ عورت کے ساتھ کھانے کا بیان

۶۵۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ: عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاكِلْهَا۔

۶۵۱: حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حائضہ کے ساتھ کھانا کیسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھا اس کے ساتھ۔

۱۳۱: بَابُ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبِ الْحَائِضِ

باب: حائضہ عورت کے کپڑے میں نماز پڑھنا

۶۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ وَ اَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَنَا حَائِضٌ وَ عَلَيَّ مِرْطٌ لِيْ وَ عَلَيْهِ بَعْضُهٗ۔

۶۵۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپؐ کے پہلو میں تھی اور میں حائضہ تھی اور ایک چادر اوڑھے تھی اس میں سے کچھ حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تھا۔

تشریح ﴿﴾ یعنی اس کا ایک گوشہ آپ ﷺ کے مبارک جسم پر تھا اس سے بھی معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن اور کپڑا پاک ہے ورنہ ایک نجس کپڑے میں سے آپؐ اپنے بدن پر نماز میں کیونکر رہ سکتے تھے۔

۶۵۳: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِرْطٌ بَعْضُهٗ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهَا بَعْضُهٗ وَ هِيَ حَائِضٌ۔

۶۵۳: اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور آپؐ کے بدن پر چادر کا ایک حصہ تھا اور اسی چادر کا ایک حصہ حضرت میمونہؓ پر بھی تھا اور وہ حائضہ تھیں۔

۱۳۲: بَابُ اِذَا حَاضَتِ الْجَارِيَةُ لَمْ تُصَلِّ اِلَّا بِخِمَارٍ

باب: جب لڑکی کو حیض آنے لگے یعنی جوان ہو جائے تو بغیر سر بندھن (اوڑھنی) کے نماز نہ پڑھے

۶۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا

۶۵۴: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ ان کے پاس گئے وہاں ان کی ایک لونڈی تھی آزاد کی ہوئی۔ وہ چھپ گئی آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اس کو حیض آیا

Marfat.com

فَاجْتَبَأَتْ مَوْلَاةٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حَاضَتْ؟ فَقَالَ نَعَمْ فَشَقَّ لَهَا مِنْ عِمَامَتِهِ فَقَالَ اخْتَمِرِيْ بِهٰذَا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے اپنے عمامہ میں سے ایک ٹکڑا پھاڑا اس کے لئے اور فرمایا اس کا بندھن بنالے۔ (اس کی سند میں عبدالکریم بن المخارق ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے۔)

۶۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ وَاَبُو النُّعْمَانِ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ: قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔

۶۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جوان عورت کی نماز قبول نہیں کرتا مگر سر بندھن سے (یعنی نماز میں سر ڈھانپنا اس کو ضروری ہے)۔

تشریح ❁ جوان عورت کو ہر وقت اپنا سر ڈھانپنا ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب تک کوئی عورت ننگے سر رہے تب تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور نماز میں تو سر ڈھانپنے کی اور زیادہ تاکید ہے اور آج کل جو مردوں کے لئے بھی نماز میں سر ڈھانپنا ضروری سمجھا گیا ہے حدیث سے اس کا نشان تک نہیں ملتا۔ وہ وقت بھی صحابہؓ پر آیا جب ہے کہ وہ صرف ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب آسودگی کا دور آیا نوتہ بند اور قمیص میں نماز پڑھنے لگے حدیث سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور بعض صحابہ کرامؓ پگڑیوں سمیت بھی نماز پڑھا کرتے تھے لیکن سر پر پگڑی یا ٹوپی یا کلاہ یا رومال رکھنے کا حکم یا ترغیب کچھ بھی نہیں ہے۔

۱۳۳: بَابُ الْحَائِضِ تَخْتَضِبُ

باب: حائضہ عورت مہندی لگائے

۶۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُعَاذَةَ اَنَّ امْرَأَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ ؟ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَخْتَضِبُ فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَانَا عَنْهُ۔

۶۵۶: حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا حائضہ عورت مہندی لگائے انہوں نے کہا' ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتی تھیں اور مہندی لگاتی تھی۔ آپؐ اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

۱۳۴: بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ

باب: پٹیوں پر مسح کرنے کا بیان

۶۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْبَلْخِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ الْكَسَرَتْ اِحْدٰى زَنْدَيَّ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ ابْنِ سَلَمَةَ اَنْبَاَنَا الدَّبَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ۔

۶۵۷: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میرا ایک بازو ٹوٹ گیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ نے مجھ کو پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔ (اس کی اسناد میں عمر بن خالد ہے امام احمد نے اسے کذاب کہا ہے اور امام بخاری نے منکر الحدیث۔ امام حاکم نے کہا کہ زید بن علی سے موضوع روایت کرتا ہے۔)

۱۳۵: بَابُ اللُّعَابِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ

باب: اگر کپڑے میں لعاب لگ جائے

۶۵۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۵۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ امام حسین رضی اللہ

Marfat.com

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ حَامِلَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ وَ لُعَابُهٗ یَسِیْلُ عَلَیْهِ۔

عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی رال آپ کے اوپر بہہ رہی تھی۔

تشریح ۞ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کا لعاب پاک ہے اسی طرح بڑے آدمی کا بھی لعاب پاک ہے۔

۱۳۶: بَابُ الْمَجِّ فِی الْاِنَاءِ

باب: برتن کے اندر کلی کرنا

۶۵۹: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ کَرَامَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِدَلْوٍ فَمَضْمَضَ مِنْهُ فَمَجَّ فِیْهِ مِسْکًا اَوْ اَطْیَبَ مِنَ الْمِسْکِ وَاسْتَنْثَرَ حَارِجًا مِنَ الدَّلْوِ۔

۶۵۹: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے پاس ایک ڈول لایا گیا آپ نے اس میں سے کلی لی اور اسی میں کر دی۔ گویا آپ نے اس میں مشک اگل دی یا مشک سے بھی زیادہ خوشبودار اور ناک سنکی ڈول سے باہر۔ (اس کی سند منقطع ہے اس لئے کہ عبدالجبار نے اپنے والد سے کوئی چیز نہیں سنی۔)

تشریح ۞ صحابہؓ آپ ﷺ کی کلی سے برکت لیتے اور کبھی آپ ﷺ کی کلی کی وجہ سے کھاری پانی میٹھا ہو جاتا اس وجہ سے آپ ﷺ مسجد کے اندر ہی کلی کر دیتے اور کسی کو ایسا کرنا بہتر نہیں تاکہ لوگوں کو نفرت نہ ہو اور آپ ﷺ نے برتن میں پھونکنے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ منہ سے لعاب وغیرہ نکل کر اس میں نہ گرے بلکہ اگر کوئی شخص ارادہ سے بھی کرے تو صحیح ہو کہ لوگ اس کے جھوٹے سے برکت لیتے ہوں تو اس کو ایسا کرنا درست ہوگا اور ایک بات اور بھی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا بدن اور پسینہ معطر اور خوشبودار تھا آپ ﷺ کا جوٹھا پانی بھی مشک اور عنبر سے بہتر ہوتا۔ پس اور کوئی یہ صفت کہاں سے لا سکتا ہے جو برتن کے اندر کلی کرے۔

۶۶۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ ثَنَا اِبْرٰهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَ کَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ دَلْوٍ مِنْ بِئْرٍ لَهُمْ

۶۶۰: محمود بن ربیع کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار کلی کرنا یاد تھا جو آپ نے پانی کے ایک ڈول میں کر دی تھی اور وہ ڈول محمود کی قوم کے ایک کنویں سے بھرا گیا تھا۔

۱۳۷: بَابُ النَّهْیِ اَنْ یَّرٰی عَوْرَةَ اَخِیْهِ

باب: اپنے مسلمان بھائی کا ستر دیکھنے کی ممانعت

۶۶۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا زَیْدٌ ابْنُ الْحُبَّابِ عَنِ الضَّحَّاکِ ابْنِ عُثْمَانَ ثَنَا زَیْدٌ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَنْظُرِ الْمَرْاَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا یَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ۔

۶۶۱: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ستر کو دیکھے۔

تشریح ۞ ستر کیا ہے شرمگاہ قبل اور دبر اور فوطے اور سرین ان کا دیکھنا درست نہیں ہے بالاتفاق اور ناف اور ران اور گھٹنے میں اختلاف ہے۔ علماء کا احتیاط تو یہی ہے کہ ان عضاء کو بھی نہ دیکھے اور جیسے مرد کو دوسرے مرد سے اپنا ستر چھپانا ضروری ہے ویسے ہی عورت کو بھی دوسری عورت سے پردہ پوشی ستر کی ضروری ہے اور جو ہندوستان میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک عورت دوسری عورت سے ستر نہیں چھپاتی یہ بڑی خراب رسم ہے اور صریح بے حیائی اور بے شرمی ہے۔

Marfat.com

٦٦٢: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ مَوْلٰى لِعَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْ مَا رَاَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ كَانَ اَبُوْ نُعَيْمٍ يَقُوْلُ عَنْ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ۔

۶۶۲: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

تشریح ؓ باوصف اس کے کہ ایسی لاڈلی اور پیاری محبوبہ تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رات دن ان کے ساتھ یک جائی اور صحبت تھی ہمارے، حضور ﷺ کو شرم وحیاء بدرجہ کمال تھی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ کنواری لڑکی سے زیادہ آپ ﷺ کو شرم تھی اس لئے پیاری بی بی کے سامنے بھی کشف ستر نہیں کیا۔ آفرین صد آفرین آپ ﷺ کے اخلاق اور عادات پر اس قسم کی حدیثیں کھلی نشانیاں ہیں آپ ﷺ کی نبوت کی اخلاق و عادات کی درستی اوقات کی پابندی' ہمت اور عزیمت' شجاعت اور سخاوت یہ چیزیں ہزار معجزے اور کرامت سے بڑھ کر ہیں۔ جو لوگ دانا اور عقلمند ہوتے ہیں وہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ہی دیکھ کر آپ ﷺ کی سچائی کا یقین کر لیتے اور کسی معجزے اور نشانی کے طلبگار نہ ہوتے ایک شخص نے جو پہلے مشرک تھا آپ کا جمال دیکھتے ہی کہا یہ منہ جھوٹا ہو نہیں سکتا اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۱۳۸ : بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَقِيَ مِنْ جَسَدِهٖ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ كَيْفَ يَصْنَعُ

باب: اگر کوئی جنابت کا غسل کرے پھر بدن میں سے کوئی مقام سوکھا معلوم ہو تو کیا کرے

٦٦٣: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُسْلِمُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ عَلِيٍّ الرَّحَبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَرَاٰى لُمْعَةً لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَقَالَ بِمُجَمَّتِهٖ فَبَلَّهَا عَلَيْهَا قَالَ اِسْحٰقُ فِیْ حَدِيْثِهٖ فَعَصَرَ شَعْرَهٗ عَلَيْهَا۔

۶۶۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا پھر ایک سوکھا دھبہ پایا جہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ آپؐ نے اپنے بالوں کو دبایا اور اس مقام کو تر کر دیا۔ اسحاق کی روایت میں یوں ہے اپنے بالوں کو اس مقام پر نچوڑ دیا (اس کی سند میں ابوعلی الرحبی متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

٦٦٤: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ صَلَّيْتُ الْفَجْرَ ثُمَّ اَصْبَحْتُ فَرَاَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاَكَ۔

۶۶۴: جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا' میں نے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑھی پھر صبح ہوئی تو میں نے دیکھا' ایک ناخن برابر جگہ میرے بدن میں ایسی رہ گئی تھی جس کو پانی نہیں پہنچا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو پہلے ہی اپنا ہاتھ اس جگہ پر پھیر دیتا تو تجھ کو کافی ہو جاتا۔

Marfat.com

تشریح (۱) اس حدیث کا ایک راوی محمد بن عبید اللہ ضعیف ہے لیکن اب تو نماز دہرانا ضروری ہے کیونکہ غسل پورا نہیں ہوا۔ البتہ غسل کا دہرانا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی ہے لیکن امام مالک کے نزدیک غسل کا دہرانا بھی ضروری ہے کیونکہ ان کے نزدیک والا یعنی لگاتار کرنا فرض ہے وضو اور غسل دونوں میں۔ ان حدیثوں سے حنفیہ کا یہ مذہب رد ہوتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک نہیں کرتا اہل حدیث کے نزدیک مستعمل پانی پاک ہے اور پاک بھی کرتا ہے اور وہی ان حدیثوں سے ثابت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانی سر کے بالوں میں باقی رہ گیا تھا اس سے اس مقام کو پاک کرنے کو جو سوکھا رہ گیا تھا اور دوسری حدیث میں مستعمل پانی ہی سے اس کو حکم کر دیا سوکھے مقام کے تر کر لینے کے لئے اور یہی قول ہے عطاء اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور تمام علماء ظاہر کا اور بعضوں نے اس کو نقل کیا ہے حسن بصری زہری نخعی مالک شافعی اور ابو حنیفہ سے بھی اور صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل پانی برکت کے طور پر لیتے اور محال ہے کہ متبرک پانی پاک کرنے والا نہ ہو لیکن مشہور مذہب امام احمد لیث اوزاعی شافعی مالک اور ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ مستعمل پانی پاک کرنے والا نہیں ہے گو پاک ہے اور ابو حنیفہ سے اس باب میں تین قول مروی ہیں۔ ان کو اس مسئلہ میں تردد ہی رہا۔

۱۳۹: بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَآءُ

باب: جس نے وضو میں کوئی مقام سوکھا چھوڑ دیا اس کا حکم

۲۶۵: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ وَ قَدْ تَوَضَّاَ وَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَآءُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: ارْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَ كَ۔

۲۶۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت ﷺ کے پاس اس نے وضو کیا تھا اور ناخن برابر ایک جگہ سوکھی چھوڑ دی تھی۔ وہاں پانی نہیں پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر۔

تشریح (۲) وضو لوٹانے کا حکم آپ نے تہدیداً دیا تا کہ دوبارہ ایسی بے احتیاطی نہ کرے۔ حالانکہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی تھا اور امام مالک کی دلیل اس حدیث سے نکلی۔

۲۶۶: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَا ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا تَوَضَّاَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفْرِ عَلٰى قَدَمِهٖ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ قَالَ فَرَجَعَ۔

۲۶۶: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا اس نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں پر سوکھی جگہ چھوڑ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا وضو اور نماز کے دہرانے کا وہ لوٹ گیا۔

تشریح (۳) یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور وضو دہرانے کا حکم تہدیداً کیا ورنہ اگلے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی تھا۔ البتہ نماز کا اعادہ ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ جب وضو کامل نہ ہوا تو گویا نماز بغیر وضو کے پڑھی گئی اور دوسری حدیث میں ہے کہ نماز قبول نہیں ہوتی بغیر طہارت کے۔

Marfat.com

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

اَبْوَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ

باب: نماز کے اوقات کا بیان

۶۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَا ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ اَنْبَاَنَا سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ الظُّهْرَ فَاَبْرَدَهَا وَ اَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَ صَلَّى الْعِشَآءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَ صَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ مَا رَاَيْتُمْ۔

۶۶۷: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے ایک شخص آیا جناب رسول اللہؐ کے پاس اور آپؐ سے نماز کا وقت پوچھا' آپؐ نے فرمایا: دو دن تک ہمارے ساتھ نماز پڑھ (یہ آپؐ نے بہتر سمجھا اس کو زبانی اوقات بتانے سے کیونکہ دیکھنے سے انسان خوب سمجھ جاتا ہے) جب سورج ڈھل گیا تو بلالؓ کو حکم کیا' انہوں نے اذان دی' پھر بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر کہی ظہر کی' پھر آپؐ نے بلال کو حکم کیا انہوں نے عصر کی تکبیر کہی اس وقت سورج بلند اور سفید اور صاف تھا۔ پھر آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج ڈوب گیا پھر آپؐ نے بلال کو حکم دیا اور عشاء کی نماز انہوں نے کھڑی کی' جب شفق غائب ہوگئی پھر حکم کیا بلال کو انہوں نے فجر کی تکبیر کہی۔ جب صبح صادق طلوع ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے ظہر کی اذان دی اور ٹھنڈا کیا اس کو اور خوب ٹھنڈا کیا اس کو پھر عصر کی نماز پڑھی اور سورج بلند تھا لیکن پہلے روز کی نسبت اس میں دیر کی اور مغرب کی نماز شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھی جب تہائی رات گزر گئی یعنی اس کے بعد اور فجر کی نماز روشنی میں پڑھی۔ پھر فرمایا کہاں ہے نماز کے وقت پوچھنے والا وہ شخص بولا حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپؐ نے فرمایا: تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جس کو تم نے دیکھا ہے (یعنی اول و آخر وقت میں نے تجھ کو بتلا دیا اس سے بیچ کا وقت خوب معلوم ہوگیا)۔

تشریح ۞ اور آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی پہلے روز سورج ڈھلتے ہی ظہر کی اذان دلوائی اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کا اول وقت زوال یعنی سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ پورب کی جانب دیوار پر سبزی آتی ہے اور ہر

Marfat.com

ایک آنکھ والا اس کو پہچان لیتا ہے اور وہ ڈھلنا سورج کا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صبح سے لے کر دوپہر تک سایہ پچھم کی جانب رہتا ہے اور یہ سایہ پورب کی طرف ہٹتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر آن کر تھم جاتا ہے' یہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس وقت جتنا سایہ رہ جاتا ہے اس کو سایہ اصلی اور سایہ زوال بولتے ہیں اب اس کے بعد یہ سایہ پورب کی طرف منہ کر لیتا ہے اور اُدھر سے پچھم کی طرف ہٹنا شروع ہوتا ہے اور ایسا ہوتے ہی سمجھنا چاہئے کہ سورج ڈھل گیا اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ سایہ اس وقت کتنا تھا۔ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا سایہ زوال کے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت آخر ہو گیا اور عصر کا وقت شروع ہوا۔ ابن قیم نے کہا صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ان میں سے ایک شخص عوالی و جاتا جو مدینہ سے چار میل پر تھا اور سورج بلند رہتا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر ایک شخص آیا بنی سلمہ میں سے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ایک اونٹ نحر کرنا چاہتے ہیں آپ ﷺ بھی وہاں چلیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا پھر آپ چلے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئے دیکھا تو اونٹ نحر ہو رہا تھا آخر وہ نحر ہوا پھر اس کا گوشت کاٹا گیا اور پکایا گیا۔ پھر ہم نے اس گوشت میں سے کھایا سورج ڈوبنے سے پہلے اور محال ہے کہ دو مثل سائے پر عصر کی نماز پڑھی جائے اور اس کے بعد یہ سب کام غروب آفتاب سے پہلے ختم ہو جائیں اور صحیح مسلم میں ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور ان حدیثوں کا معارضہ کسی حدیث سے نہیں ہوا۔ اب ان کھلی حدیثوں کا معارضہ کرنا ایک مجمل حدیث سے جس میں یہود اور نصاریٰ کی مزدوری کا ذکر ہے ایک ایک قیراط پر صریح بے انصافی ہے اور اس کے سوا اس حدیث میں یہ کیا مذکور ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اس حدیث سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد غروب آفتاب تک وقت کم ہے بہ نسبت اس وقت کے جو دوپہر سے عصر تک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے یعنی قرص آفتاب افق کے نیچے چلا گیا اور یہی وقت مغرب کا مختار ہے جس میں نماز بغیر کراہت کے ادا ہوتی ہے اور اس کا ثبوت ایک اسی بریدہؓ کی حدیث سے ہے اور دوسری امامت جبرائیل کی حدیث ہے اور بریدہؓ کی حدیث متاخر ہے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے کیونکہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مدینہ کا واقعہ ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مکے کا اور ہمیشہ اخیر حکم کی پیروی لازم ہے۔

اجماعاً عشاء کا وقت شفق ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور شفق سے مراد سرخی ہے اور ہر نماز کا وقت مستحب یہی ہے کہ اول وقت میں پڑھی جائے سوا عشاء کی نماز کے' اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

صبح صادق پھیلی ہوئی روشنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیان بہت صاف طور پر کر دیا ہے فرمایا وہ چوڑی نمودار ہوتی ہے افق میں اور وہ نہیں ہے جس کی سفیدی بھیڑیئے کی دُم کی طرح نمودار ہوتی ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کو آدمی آنکھ سے دریافت کر سکتا ہے اور فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری فجر کی سیاہ دھاری سے تم کو نمودار ہو اور نمودار ہونے سے یہ غرض ہے کہ نمازی کو صاف طرح سے دکھائی دے۔ اس لئے کہ اخیر رات میں پہلے ایک روشنی نمودار ہوتی ہے اس کے بعد تاریکی ہو جاتی ہے اس کے بعد بھیڑیئے کی دم کی طرح ایک روشنی دکھائی دیتی ہے وہ صبح کاذب ہے اس کے بعد دن کی روشنی نکلتی ہے جس کو پو پھٹنا کہتے ہیں یہ صبح صادق ہے اور فجر کی نماز کا وقت اسی روشنی سے شروع ہوتا ہے اور روزہ دار پر کھانا پینا بھی اسی وقت حرام ہو جاتا ہے۔ ابن قیم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے پھر نماز سے فارغ ہو جاتے اس وقت عورتیں پہچانی نہ جاتیں تاریکی سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تاریکی میں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے صرف ایک بار فجر کی نماز روشنی میں پڑھی (وہ بھی تعلیم اوقات کے لئے) اور آنحضرت ﷺ کے سحری کھانے اور فجر کی نماز میں پچاس آیتیں پڑھنے کے موافق فاصلہ ہوتا (یعنی تخمیناً پانچ منٹ یا دس منٹ کا اب ان کی کھلی

Marfat.com

حدیثوں کا رد کرنا صرف رافع بن خدیج کی مجمل حدیث سے کہ اسفار کرو فجر میں اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکر جائز ہوگا حالانکہ رافع کے حدیث اگر ثابت ہوتو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فجر کی نماز اتنی لمبی کرو کہ نماز ختم ہوتے ہوتے اسفار ہو جائے نہ یہ کہ نماز کو شروع کرو اسفار کی حالت میں۔ پس فجر کی نماز تاریکی میں شروع کرے اور اسفار کی حالت میں اس سے فارغ ہو۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور اس صورت میں آپ ﷺ کا قول اور آپ کے فعل کے خلاف نہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گمان کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ اس فعل کو کیا کرتے جس میں ثواب کم تھا اور اس کو ترک کرتے جس میں ثواب زیادہ تھا اور اہل حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث اور اقوال اور افعال کا یکساں خیال ہے اور وہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے تطبیق کرتے ہیں آپ ﷺ کی حدیثوں میں اور اگر کہیں یہ نہیں ہوسکتا تو دونوں امروں کو جائز اور افضل اور مسنون جانتے ہیں برخلاف مقلدین بے انصاف کے کہ یہ انہی احادیث کو لیتے ہیں جو ان کے امام کے مذہب کے موافق ہوں اور دوسری احادیث کو معاذ اللہ پسند نہیں کرتے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ ہماری حدیثیں یہ ہیں اور مخالفین کی حدیثیں یہ ہیں ہائے کم بختی ان کی سب حدیثیں ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سر اور آنکھوں پر ہیں اور ہر ایک حدیث پر عمل کرنا ہماری نجات اور سرخروئی ہے دنیا اور آخرت میں اور جو کوئی اس کے خلاف سمجھتا ہے اس کا اور اہل حدیث کا فیصلہ قریب ہے جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور مومنین کی جماعتیں آپؐ کے حضور لائی جاتی ہوں گی اور فرشتے بعض جماعتوں کو پیچھے ہٹائیں گے اور حوض کوثر سے ہانک دیں گے۔ آپؐ ارشاد فرمائیں گے یہ تو میرے لوگ ہیں' فرشتے عرض کریں گے آپ ﷺ نہیں جانتے جو گن انہوں نے آپ کے بعد کئے ہیں اور خدا تعالیٰ ہم کو اور تمام اہل توحید کو اتباع حدیث کی توفیق عطا فرمائے اور زندگی بھر حدیث کی پیروی پر قائم اور مستقیم رکھے آمین یا الہ العالمین۔

یعنی خوب دوپہر میں اخیر وقت پر پڑھی تا کہ پوچھنے والے کو نماز کا وقت اور اخیر وقت معلوم ہو جائے اور ٹھنڈا کرنے سے مقصود یہ ہے کہ بہ نسبت دوپہر کے ٹھنڈک ہوگئی اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ظہر کی نماز دوسرے دن ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد پڑھی کیونکہ ایک مثل سائے پر تو ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور دلیل اس کی دوسری حدیثیں ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ نسائی اور ابوداؤد نے ابن مسعود سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ گرمیوں میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سایہ تین قدم سے پانچ قدم تک ہوتا اور جاڑوں میں جب جاڑوں میں جب پانچ قدم سے سات قدم تک ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کا وقت نہ تھا بلکہ جب آپ ظہر کی نماز میں ابراد (یعنی ٹھنڈک کرتے تو اتنے سائے پر پڑھتے اور ہمیشہ کا وقت آپ کا یہی تھا زوال ہوتے ہی ظہر ادا کرتے جیسے دوسری بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے ایسا ہی کہا ابن عربی مالکی نے قبس میں اور متابعت کی ان کی حافظ سیوطی نے دوسرے یہ کہ اس حدیث میں ضعف ہے۔ عبیدہ نے اس کو روایت کیا ابو مالک سے اور ان دونوں میں کلام ہے لیکن ثقہ کہا ابو مالک کو امام احمد اور ابن معین نے اور عقیلی نے کہا نہیں متابعت کی جائے اس کی حدیث پر اور قبول نہ کی جائے گی اور عبدالحق نے احکام میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اس حدیث پر کوئی گفتگو نہیں کی نہ اس کے متن پر اور نہ اس کی سند پر اور ابن عربی کا کلام ذکر کیا اور اس کو باطل کیا سید محمد امیر نے۔ یواقیت میں اتنی بات ہے کہ جاڑوں کے دنوں میں ظہر کی نماز میں اس قدر دیر کرنی چاہئے کہ زوال کا یقین ہو جائے۔ واللہ اعلم

عصر کا اخیر وقت یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہو جائے۔ شافعی نے کہا وقت مختار کا آخر یہی ہے اور بعضوں نے کہا اخیر وقت عصر کا یہ ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے اور ضرورت کی حالت میں اخیر وقت جب تک ہے کہ سورج ڈوب جائے اور بہت حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ عصر کا اخیر وقت جب تک ہے کہ سورج کا رنگ بدل جائے اور اس پر اتفاق کیا ہے فقہاء نے تو دو مثل سایہ وقت مختار کا اخیر ہے ما وقت مستحب کا اور ہماری شریعت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر امر میں آسانی رکھی ہے پس عصر کا اخیر وقت

Marfat.com

اس امر نے قرار دیا جس کو ہر ایک آدمی آنکھ سے دریافت کر سکتا ہے وہ کیا ہے سورج کا رنگ بدل جانا اب جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا وقت گزر گیا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ عصر کی نماز کا وقت جب تک ہے کہ سورج زرد نہ ہو اور ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق کی روشنی غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت سورج نہ نکلنے تک ہے نکالا اس کو مسلم اور امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے اور یہ مخالف نہیں ان حدیثوں کے جن میں عصر کا اخیر وقت دو مثل سائے تک اور عشاء کا اخیر وقت تہائی رات تک مذکور ہے کیونکہ سورج دو مثل کے بعد زرد ہوتا ہے اسی طرح آدھی رات تہائی کے بعد ہوتی ہے۔ پس اس حدیث میں وقت کی وسعت اور زیادت ہے جس کا قبول کرنا واجب ہے۔

لیکن غروب کے بعد اس میں تاخیر کی اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مغرب کا وقت ممتد ہے شروع اس کا غروب آفتاب سے ہے اور اخیر اس کا غروب شفق تک ہے یہی قول ہے اہل حدیث کا اور تمام لغت کی کتابوں سے یہ نکلتا ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے اور جس نے کہا کہ شفق سفیدی کا نام ہے اس کو دلیل بیان کرنا چاہئے۔ اگر کوئی دلیل نکلے بھی تو وہ نادر ہوگی اور قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو مشہور معنی پر حمل کرتے ہیں اور وہ سرخی ہے علامہ ابن قیم نے کہا مغرب کے وقت کا ممتد ہونا صحیح مسلم کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گزری اور صحیح مسلم میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت پوچھے پھر بیان کیا۔ اخیر حدیث تک اس میں یوں ہے قائم کیا مغرب کو جب سورج ڈوبا اور دوسرے دن مغرب میں دیر کی جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اس وقت ادا کی اور فرمایا کہ وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے اور یہ حدیث جبرئیل کی امامت کے بعد کی ہے جس میں دونوں دن مغرب کا ایک ہی وقت مذکور ہے اور اس سے دلیل لی ہے ان لوگوں نے جو مغرب کا وقت ممتد نہیں کہتے اور ابوموسیٰ کی حدیث کی ترجیح کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ قول حدیث ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث فعلی ہے دوسرے یہ کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح میں ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث صحیح میں نہیں ہے تیسرے یہ کہ ایک حدیث میں ہے کہ ہر نماز کا وقت جب تک ہے کہ دوسری نماز کا وقت نہ آئے اس میں کوئی نماز مستثنیٰ نہیں سوائے فجر کی نماز کے باقی سب نمازیں اس عموم میں داخل ہیں اور فعل صرف استحباب پر دلالت کرتا ہے نہ وہ عام کا معارضہ کرے گا نہ خاص کا۔ انتہی مختصراً۔

کیونکہ عشاء کا وقت اخیر آدھی رات تک ہے اور عشاء میں تاخیر کرنا مستحب ہے دوسری حدیث میں ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا عشاء میں دیر کرنے کا اور جب عشاء میں دیر کی جائے گی تو اول سے دنیا کے خیالات اور باتوں سے اور نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنے کا موقع نہ رہے گا۔ مگر ایک نقصان بھی ہے وہ یہ کہ جماعت کم ہو جائے گی اور لوگوں پر دشواری ہوگی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگ جلدی جمع ہو جاتے تو عشاء کی نماز جلد پڑھ لیتے اور جب لوگ کم ہوتے تو اس میں دیر کرتے۔

فجر کا اخیر وقت بالاتفاق سورج نکلنے تک ہے اس موقع پر یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ جل جلالہ نے نماز کے اوقات پہچاننے میں دشواری نہیں رکھی بلکہ یہ دین آسان ہے اور یہ شریعت نہایت صاف اور سیدھی ہے اسی لئے اوقات کی نشانیاں سہل اور صاف مقرر ہوئیں کہ ان کو ہر کوئی پہچان لے جیسے فجر کے لئے صبح صادق کی روشنی اس کو ہر شخص معلوم کر سکتا ہے اور ظہر میں سورج ڈھلنا اور عصر میں سورج کا سفید اور صاف رہنا اور مغرب میں فرمایا کہ جب رات ادھر سے آئے اور دن اُدھر سے جائے اور عشاء کی

Marfat.com

نماز میں بعضوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہ اندازہ کیا ہے کہ تیسری تاریخ میں جس وقت چاند ڈوبتا ہے اور بعض حدیثوں میں شفق کا ذکر ہے بعضوں میں تہائی رات کا بعضوں میں آدھی رات کا یہ سب نشانیاں کسی پر مخفی نہیں رہ سکتیں سوائے اس کے کہ جو اندھا ہو' پس معرفت اوقات کے لئے تاروں کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں اور ہماری شریعت نے اس علم سے ممانعت کی ہے اور نجومی کے پاس جانے کو کفر فرمایا ہے اور اگر وہ علم ضروری ہوتا معرفت اوقات کے لئے تو اس سے ممانعت نہ کی جاتی پھر جو کوئی یہ سمجھے کہ شریعت کا علم محتاج ہے علم نجوم کا وہ یا جاہل ہے یا مغالطہ میں لوگوں کو ڈالنا چاہتا ہے اور وہ اپنے لئے بہانہ نکالتا ہے کہ میں نے علم نجوم جس کا سیکھنا شریعت میں منع تھا اس ضرورت کے واسطے حاصل کیا ہے کہ اس سے نماز کے اوقات کی شناخت ہوتی ہے اور بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ علم نجوم میں مشغول ہونے کا یہ بہانہ کرتے ہیں اور جو شخص شریعت میں کامل نہیں وہ ان کی بات کو سچ جان لیتا ہے اور یہ بڑی بلا ہے اور اس سے بڑی بلا یہ ہے کہ بعض فقہاء اس کے شمار اور منازل کی دریافت میں مصروف ہیں حالانکہ اس کا زیادہ حاصل کرنا محض بے کار ہے اور نجومیوں کو خوش کرنا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور حاصل یہ ہے کہ ہماری شریعت میں جو نماز کے اوقات قرار پائے ہیں وہ ایسے سہل ہیں کہ ان کو ہر کوئی پہچان سکتا ہے عالم اور جاہل اور گاؤں والا اور جنگل والا اور غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور ان کا پہچاننا کسی دوسرے علم پر موقوف نہیں ہے۔ سبل السلام میں ہے کہ ایام اور شہور کی توقیت وسنوات کا حساب منازلِ قمریہ سے یہ سب بدعت ہے باتفاق امت اور کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء کے عہد میں یہ بات مروج تھی بلکہ یہ بدعت ہے جو مامون کے زمانے میں نکلی اور اس نے فلسفہ اور منطق کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کرایا اور یہ علوم ان لوگوں کے ہیں جن کی شان میں یہ آیت ہے اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى اور ان لوگوں کا کم درجہ یہ ہے کہ یہ بدعتی ہیں اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور یہ بدعت حرمین میں رائج ہوگئی ہے اور انہوں نے اس باب میں کتابیں لکھی ہیں جیسے ربع مجیب وغیرہ ان کو پڑھاتے ہیں اور یہ وہ علم ہے جس کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بیکار علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وفات فرمائی جب یہ آیت اتری' تمہارا دین پورا ہوگیا اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب کرام نے کبھی اس علم کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ کسی کو اس کے حاصل کرنے کی ترغیب دی بلکہ سلف نہایت غصے ہوتے تھے اس شخص پر جو سوا قرآن اور حدیث کے دوسرا کوئی علم حاصل کرتا واللہ اعلم۔

۲۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ كَانَ قَاعِدًا عَلٰى مَيَاثِرِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ اِمَارَتِهٖ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَ مَعَهٗ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخَّرَ عُمَرُ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى اِمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ ' قَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ

۲۶۸: ابن شہاب زہری سے روایت ہے وہ عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ عادل) کی چادر پر بیٹھے ہوئے تھے جب عمرؒ امیر تھے مدینہ طیبہ کے اور ان کے ساتھ عروہ بن زبیر (فقیہ تابعی مشہور) بھی تھے تو عمرؒ نے عصر کی نماز میں کچھ دیر کی (یعنی وقت مختار سے وہ دو مثل سائے تک ہے اور بعضی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے عصر کی نماز میں بہت دیر کی تھی (اور اکثر خلفائے بنی امیہ کی عادت تھی کہ وہ نماز میں دیر کیا کرتے) عروہ نے ان سے کہا تم جان لو کہ جبریل اترے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے آگے نماز پڑھی (یعنی امامت کی) یہ سن کر عمرؒ نے کہا تم سمجھ لو اے عروہ کیا کہتے ہو (عمر کو اس میں شبہ ہوا کہ جبریلؑ نے آنحضرت ﷺ کو

Marfat.com

ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلٰواتٍ۔

نماز کے اوقات سکھلائے) عروہؒ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابومسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے حضرت جبرئیلؑ اترے اور انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی وہ اپنی انگلیوں سے گنتے تھے پانچوں نمازوں کو۔

تشریح ۞ تو عروہ نے حدیث کا اسناد بیان کر کے عمر بن عبدالعزیز کی تسلی کر دی اور دوسری روایت میں ہے کہ عروہ نے ایک اور حدیث بھی بیان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو آگے مذکور ہوگی اور غرض عروہ کی یہ تھی کہ نماز کے اوقات مقرر ہیں اور جبرئیل علیہ السلام نے بموجب حکم خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تعلیم کی تھی اور آپؐ اپنے اوقات میں نماز ادا فرماتے تھے۔ پس نماز میں تاخیر کرنا ناجائز ٹھہرا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس روز سے عمر بن عبدالعزیز نے کبھی نماز میں دیر نہیں کی۔

۲:بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز کا وقت

۶۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ... اِلٰى اَهْلِهِنَّ فَلَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ تَعْنِیْ مِنَ الْغَلَسِ۔

۶۶۹: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مسلمان عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتیں پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اور اندھیرے کے سبب سے کوئی ان کو نہ پہچان سکتا۔

تشریح ۞ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنی چاہئے اور یہی دائمی طریقہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۶۷۰: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ابْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيُّ ثَنَا اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَلَاعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ [الإسراء : ۷۸] قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

۶۷۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کی اس آیت : وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ... تو فرمایا کہ فجر کی قرأت کے وقت رات اور دن دونوں کے فرشتے حاضر رہتے ہیں۔

تشریح ۞ تو رات اور دن دونوں کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں فجر اور عصر کے وقت اور یہ مضمون دوسری حدیث میں تصریح سے وارد ہے۔

۶۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا نَهِيْكُ بْنُ يَرِيْمَ الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا مُغِيْثُ بْنُ سُمَيٍّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا الصُّبْحَ بِغَلَسٍ

۶۷۱: مغیث بن سمی سے روایت ہے میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز [illegible] جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے منہ کیا [illegible] اللہ عنہما کی طرف اور میں نے کہا کہ یہ [illegible]

Marfat.com

فَلَمَّا سَلَّمَ اَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ هٰذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ عُمَرَ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ اَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ۔

سویرے اندھیرے منہ) انہوں نے کہا یہی ہماری نماز تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب عمرؓ زخمی کئے گئے (ابولؤلؤ ملعون نے عین فجر کی نماز میں آپ کو زخمی کیا تو) اس وقت سے حضرت عثمانؓ روشنی میں یہ نماز پڑھنے لگے۔

تشریح ﴿۱﴾ اس خیال سے کہ اندھیرے میں پھر کوئی ایسا قصد نہ کرے اور اس کے بعد سے بعض تابعین کو یہ گمان پیدا ہو گیا کہ صحابہ کا طریق یہی تھا کہ وہ روشنی میں فجر کی نماز پڑھا کرتے جیسے ابراہیم نخعی سے منقول ہے حالانکہ روشنی میں نماز پڑھنے کا باعث جان کا ڈر تھا ورنہ اصلی وقت اس نماز کا وہی تھا جو ابن عمر نے بیان کیا اندھیرے منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین ایسا ہی کرتے رہے۔

۶۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَ جَدُّهٗ بَدْرِىٌّ يُخْبِرُ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لُبَيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ اَنَّ النَّبِىَّ قَالَ اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ اَوْ لِاَجْرِ كُمْ۔

۶۷۲: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کرو فجر کی نماز میں اس میں تم کو زیادہ ثواب ہے۔

تشریح ﴿۲﴾ اس حدیث کی اسناد میں محدثین کو کلام ہے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھو جیسے حنفیہ نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز میں قرأت کو طول دو تا کہ نماز ختم ہوتے ہوتے روشنی ہو جائے اور سب لوگوں و جماعت مل جائے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر روشنی میں صبح کی نماز شروع کرنا افضل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف کیوں کرتے اور ہمیشہ اندھیرے میں نماز کیوں پڑھتے اور سوا ایک بار کے کبھی آپ ﷺ سے اسفار منقول نہیں ہے اور امام احمد، شافعی اور اسحٰق نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب اچھی طرح فجر کے طلوع ہونے کا یقین ہو جائے اس وقت نماز شروع کرو۔ واللہ اعلم۔

۳: بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز کا وقت

۶۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ۔

۶۷۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔

۶۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِىْ جَمِيْلَةَ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِىِّ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُصَلِّى صَلَاةَ الْهَجِيْرِ الَّتِىْ تَدْعُوْنَهَا الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ۔

۶۷۴: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کی نماز جس کو تم ظہر کہتے ہو۔ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

۶۷۵: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ

۶۷۵: حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ الْعَبْدِیِّ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَرَّ الرَّمَضَاءِ فَلَمْ یُشْکِنَا قَالَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ ثَنَا الْاَنْصَارِیُّ ثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهٗ۔

کہ ہم نے شکایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ریت کی گرمی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شکایت پر لحاظ نہیں کیا اور ظہر کی نماز میں دیر نہیں فرمائی۔

۶۷۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ خَشْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَکَوْنَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ حَرَّ الرَّمَضَاءِ فَلَمْ یُشْکِنَا۔ (فی اسنادہ مقال مالك الطائی لا یعرف و معاویه فیه لین)

۶۷۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ریت سے جلنے کی اور مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں تھوڑی دیر کریں تاکہ ٹھنڈک ہو جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شکایت کو دور نہیں کیا۔

۴: بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب: جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز کا ٹھنڈا کرنا

تشریح: اس سے یہ مطلب ہے کہ زوال کے بعد تھوڑی دیر کریں نہ یہ کہ ایک مثل کے بعد پڑھیں ایک مثل کے بعد تو ظہر کا وقت ہی نہیں رہتا اور ٹھنڈک سے یہ غرض ہے کہ بہ نسبت ٹھیک دوپہر کی دھوپ میں ذرا نرمی آجائے بالکل ٹھنڈک تو شام تک بھی نہیں ہوتی۔

۶۷۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ۔

۶۷۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی کی سختی ہو تو ٹھنڈا کرو نماز کو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

تشریح: بہت علماء نے اس حدیث کا معنی یوں ہی کیا ہے اور ظہر میں دیر کرنا مستحب رکھا ہے جب شدت کی گرمی ہو اور بعض نے ہوں کہ حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب گرمی کی شدت ہو تو اس کو ٹھنڈا کرو نماز سے اس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے اور دوزخ کی بھاپ بجھانے کے لئے نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے اور اس مطلب پر یہ تعلیل درست ہو جائے گی اور یہ حدیث اگلے باب کی حدیثوں کے خلاف نہ رہے گی۔

۶۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ۔ (فی الزوائد: اسنادہ صحیح)

۶۷۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی کی شدت ہو تو ٹھنڈا کرو ظہر کو (یعنی ٹھنڈا کرو اپنے تئیں ظہر کی نماز پڑھ کر)۔ اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

۶۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۶۷۹: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز کو اس لئے کہ گرمی

Marfat.com

ﷺ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِيْحِ جَهَنَّمَ۔ کی شدت جہنم کی سانس سے ہے۔

تشریح ❁ دوزخ اندر سانس لیتی ہے جاڑے کے دنوں میں اور گرمی کے دنوں میں اپنی سانس باہر نکالتی ہے اپنی سانس کو جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور اصل وجہ گرمی اور جاڑے کی یہ ہے کہ آفتاب کا نکلنا اس کی علت نہیں جیسا بعضوں نے سمجھا ہے کیونکہ اونچے مقام پر گرمی کم ہوتی ہے حالانکہ آفتاب وہاں سے قریب ہوتا ہے تو صحیح علت یہی ہے کہ زمین گرم ہو کر اپنی سانس یعنی بخارات باہر نکالتی ہے اس سے گرمی معلوم ہوتی ہے اور کوئی مانع اس سے نہیں ہے کہ دوزخ کا ایک ٹکڑا زمین کے اندر ہو اور جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہزار فٹ پر ایسی حرارت ہے کہ حیوان اگر وہاں پہنچے تو فوراً مر جائے اور اس سے زیادہ نیچے تو ایسی گرمی ہے کہ لوہا' تانبہ اور شیشہ وہاں ہمیشہ پگھلا ہوا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو دوزخ سے بچائے' آمین۔

۶۸۰: حَدَّثَنَا تَمِيْمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا اَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

۶۸۰: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھا کرتے تھے (یعنی دوپہر کے کچھ ہی دیر بعد زوال ہوتے ہی) تو آپؐ نے فرمایا: ہم سے ٹھنڈا کرو نماز کو (یا ٹھنڈا کرو اپنے تئیں نماز سے) اس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھانپ سے ہے۔

۶۸۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ۔

۶۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز کو (یا ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز سے)۔

تشریح ❁ دوسرا معنی زیادہ مناسب ہے کس لئے کہ آگے جو اس کی وجہ بیان کی ہے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے وہ اسی مطلب پر خوب چسپاں ہوتی ہے دوزخ اللہ جل جلالہ کا عذاب ہے۔ جب عذاب کی سختی نمودار ہو تو نماز اور دعا اور تضرع اور عجز و انکسار سے بہتر دوسری دوا نہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ عذاب کی شدت کے وقت نماز جیسی عبادت سے پرہیز کیا جائے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ دوسری روایتوں میں اوپر گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا کرتے اور یہ بھی گزرا کہ صحابہؓ نے ریت کے گرم ہونے کی شکایت کی اور چاہا کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز میں کچھ دیر فرمائیں لیکن آپؐ نے اس شکایت پر التفات نہ فرمایا اب اگر پہلا معنی لیا جائے گا تو وہ حدیثیں اس کے خلاف ہوں گی اور تاویل اور تطبیق کی ضرورت واقع ہوگی برخلاف اس کے کہ دوسرا معنی لیا جائے اس وقت سب حدیثیں ایک ہو جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۵: بَابُ وَقْتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز کا وقت

۶۸۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

۶۸۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے اور سورج بلند جیتا ہوتا پھر عصر کی نماز پڑھ کر کوئی جانے والا عوالی (گاؤں ہیں مدینہ کے قریب تین میل یا پانچ میل پر) پر کو جاتا اور سورج بلند رہتا۔

Marfat.com

تشریح ۞ یہ حدیث دلیل ہے عصر کی نماز بہت سویرے پڑھنے کی کیونکہ اگر دیر میں پڑھی جائے تو دھوپ حجرے کے اندر نہیں رہ سکتی اور سایہ ضرور اوپر چڑھ جائے گا۔

۶۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِیُّ ﷺ الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ فِیْ حُجْرَتِیْ لَمْ يُظْهِرْهَا الْفَیْءُ بَعْدُ۔

۶۸۳: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور سورج میرے حجرے میں تھا (یعنی دھوپ) ابھی سایہ حجرے کے اوپر نہیں چڑھا تھا۔

۶: بَابُ الْمُحَافِظَةِ عَلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز کی حفاظت ضروری ہے

۶۸۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَاَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔

۶۸۴: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خندق کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں اور قبروں کو انگارے بھر دے جیسے انہوں نے ہم کو باز رکھا صلوٰۃ وسطیٰ یعنی درمیانی نماز سے۔

تشریح ۞ تو معلوم ہوا کہ عصر کی نماز بھی صلوٰۃ وسطیٰ ہے اور قرآن شریف میں سب نمازوں پر محافظت کرنے کا حکم دیا۔ خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ پر تو عصر کی محافظت کی زیادہ تاکید نکلی اور صلوٰۃ وسطیٰ میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور یہی مختار ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ وہ صبح کی نماز ہے لیکن شافعی کا قول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو جائے تو اسی کے موافق میرا مذہب ہے۔ پس ان کا مذہب احادیث صحیحہ کے موافق یہی ٹھہرے گا کہ وہ عصر کی نماز ہے۔ یہ ماوردی نے کہا اور یہی قول ہے کہ اکثر صحابہ اور تابعین کا اور وہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور احمد اور داؤد کا اور بعضوں نے کہا وہ صبح کی نماز ہے مالک اور شافعی سے ایسا ہی منقول ہے۔ بعضوں نے کہا ظہر کی نماز اور بعضوں نے کہا مغرب کی نماز اور بعضوں نے کہا عشاء کی نماز اور بعضوں نے کہا کہ وہ مخفی رکھی گئی ہے جیسے شب قدر اور ساعت جمعہ بعضوں نے کہا تہجد کی نماز بعضوں نے کہا چاشت کی نماز بعضوں نے کہا دونوں عیدین کی بعضوں نے کہا جمعہ کی بعضوں نے کہا عید کی بعضوں نے کہا جنازے کی۔ واللہ اعلم۔

۶۸۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَ مَالَهُ۔

۶۸۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا ہے شک جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے تو گویا اس کا گھر بار مال اسباب سب لٹ گیا۔

تشریح ۞ یعنی سخت نقصان میں پڑا اس حدیث سے عصر کی نماز کی بڑی تائید نکلی چونکہ یہ وقت بازار کا اور کاروبار کا ہوتا ہے اس واسطے بعض لوگوں سے غفلت ہو جاتی ہے اور عصر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا نفع حاصل ہو نماز کی قضا پڑھ لیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نفع نماز کی منفعت کے مقابل محض بے حقیقت ہے ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کسی کے عزیز و اقرباء جورو بچے کنبے والے سب مارے جائیں مال و اسباب سب لٹ جائے اور ایک روپیہ کی کام میں اس

Marfat.com

فائدہ ہوا ایسے فائدے پر ہزار لعنت جس کے ساتھ اتنا بڑا نقصان آدمی کو ہو بہر حال عصر کی نماز کا بڑا خیال رکھنا چاہئے جس طرح ہو سکے دنیا کے تمام کاروبار پر اس کو مقدم رکھنا چاہئے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ عصر کی نماز میں اتنی دیر کرنا آفتاب زرد ہو جائے مثل قضا کرنے کے ہے۔ دوسری حدیث میں ایسے شخص کو منافقیت کا تمغہ دیا ہے خدا اس سے بچائے عصر کی نماز کچھ مشکل نہیں ہر جگہ اور مقام میں اس کو پڑھ سکتے ہیں' پانی نہ ملے تو تیمم ہی سے سہی جماعت نہ ملے تو اکیلے ہی سہی' مسجد نہ ملے تو بازار یا دکان ہی میں سہی' سنت نہ پڑھ سکے تو فرض ہی سہی غرض چار رکعتیں فرض کی جیسے ہو سکے ایک مثل سائے تک ادا کر لے اس سے تاخیر نہ کرے۔

۶۸۶: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو وَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُوْنَ النَّبِيَّ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى مَلَاءَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَ بُيُوْتَهُمْ نَارًا۔

۶۸۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے جنگ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھا عصر کی نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ آپؐ نے فرمایا: روک رکھا انہوں نے ہم کو وسطیٰ یعنی بیچ والی نماز سے' اللہ جل شانہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

تشریح ۞ قبروں و دوزخ میں اور گھروں کو آخرت میں۔

۷: بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کی نماز کا وقت

۶۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا اَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَ اِنَّهٗ لَيَنْظُرُ اِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهٖ۔

۶۸۷: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مغرب کی نماز پڑھتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھر ہم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتا' وہ اپنے تیر گرنے کے مقاموں کو دیکھتا۔

حَدَّثَنَا اَبُو يَحْيٰى الرَّعْفَرَانِيُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى نَحْوَهٗ۔

ابراہیم بن موسیٰ سے اسی طرح آیا ہے۔

تشریح ۞ معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز جلد پڑھنا چاہئے غروب ہوتے ہی اور اس پر اتفاق ہے تمام فقہاء کا۔

۶۸۸: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

۶۸۸: حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے' جب سورج پردے میں چھپ جاتا (یعنی قرص آفتاب افق کے تلے چلا جاتا) اور غروب سے یہی مراد ہے کہ سارا آفتاب افق کے نیچے چلا جائے۔

۶۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ

۶۸۹: حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت ہمیشہ سنت پر قائم رہے گی جب تک مغرب کی نماز میں اتنی

Marfat.com

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰی تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ یَحْیٰی یَقُوْلُ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِیْ هٰذَاالْحَدِیْثِ بِبَغْدَادَ فَذَهَبْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرِ الْاَعْیَنُ اِلَی الْعَوَّامِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ فَاَخْرَجَ اِلَیْنَا اَصْلَ اَبِیْهِ فَاِذَا الْحَدِیْثُ فِیْهِ۔

دیر نہ کریں گے کہ تارے گھنے ہو جائیں۔ امام ابوعبداللہ ابن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحیی سے سنا وہ کہتے تھے بغداد میں لوگوں نے اس حدیث میں اضطراب کیا تو میں اور ابوبکر بن اعین دونوں عوام بن عباد بن عوام کے پاس گئے انہوں نے اپنے باپ کا یعنی عباد بن عوام کا جو راوی ہے اس حدیث کا اصل نسخہ نکالا اس میں یہ حدیث نکلی۔

تشریح ❁ اس سے معلوم ہوا کہ ایک آدھا تارہ نکلنا کچھ نہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ شاہد کا نکلنا غروب کی علامت ہے اور شاہد ایک تارہ ہے۔ شرح السنۃ میں ہے کہ اہل علم نے صحابہ اور تابعین میں سے یہی اختیار کیا ہے کہ مغرب کی نماز جلد پڑھی جائے اور جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی تاخیر منقول ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔ مترجم کہتا ہے: ہمارے زمانے میں مغرب کی تاخیر دو ہی فرقے کرتے تھے ایک تو بدعتی فرقہ دوسرے روافض' خدا ان دونوں سے بچائے اور طریقہ سنت اور اتباع حدیث اور محبت اہل بیت اور صحابہ پر ہم کو قائم رکھے آمین یارب العالمین۔

۸: بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

باب: عشاء کی نماز کا وقت

۶۹۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ۔

۶۹۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا عشاء میں تاخیر کرنے کا۔

۶۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللهِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَآءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْنِصْفِ اللَّیْلِ۔

۶۹۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر شاق نہ ہو جاتا تو میں ان کو حکم کرتا عشاء میں دیر کرنے کا تہائی رات تک یا آدھی رات تک۔

تشریح ❁ یہ شک ہے راوی کا اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کی تاخیر تہائی رات تک بہتر ہے اس سے زیادہ تاخیر بہتر نہیں ہے گو عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔

۶۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَیْدٌ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِیُّ ﷺ خَاتِمًا قَالَ نَعَمْ اَخَّرَ لَیْلَةَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَلَمَّا صَلّٰی اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَ نَامُوْا

۶۹۲: حمید سے روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوچھے گئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری پہنی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی اور سو رہے اور تم ہمیشہ نماز

Marfat.com

وَ اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَانْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَ بِيْصِ خَاتِمِهٖ۔

ہی میں رہو گے جب تک نماز کا انتظار کرتے رہو گے۔ انسؓ نے کہا گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔

تشریح ❁ نماز کا انتظار کرنا اتنا بڑا ثواب ہے کہ جو کوئی نماز کا انتظار کر رہا ہے گویا وہ نماز ہی میں ہے اور علماء کا اختلاف ہے اس مسئلہ میں عشاء میں تاخیر کرنا افضل ہے یا عشاء جلدی پڑھنا۔ جو لوگ تاخیر کو افضل جانتے ہیں وہ ان حدیثوں سے حجت لیتے ہیں اور جو لوگ جلدی پڑھنا افضل جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ عادت یہی تھی کہ عشاء اول وقت پڑھتے اور تاخیر آپؐ نے شاذ و نادر کی ہے کسی ضرورت کی وجہ سے اور روایات میں تطابق اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ اگر مقتدی سب جاگنے پر راضی ہوں اور تاخیر میں ان کو تکلیف نہ ہو تو تاخیر کرنا افضل ہے ورنہ اول وقت میں پڑھ لینا افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۹۳: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى اللَّيْثِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيْدٍ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَ نَامُوْا وَ اَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ وَ لَوْلَا الضَّعِيْفُ وَالسَّقِيْمُ اَحْبَبْتُ اَنْ اُؤَخِّرَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

۶۹۳: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر آپؐ برآمد نہیں ہوئے (اندر کسی کام میں مصروف رہے) یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی (یعنی آدھی رات کے قریب) پھر آپ ﷺ نکلے اور نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا لوگوں نے تو نماز پڑھ لی اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اور اگر نا توان اور بیمار نہ ہوتے (یعنی لوگوں میں بعضے ناتوان ہوتے ہیں اور بعضے بیمار) تو مجھے یہ پسند تھا کہ اس نماز میں دیر کرتا آدھی رات تک۔

۹: بَابُ مِيْقَاتِ الصَّلٰوةِ فِي الْغَيْمِ

باب: ابر میں نماز جلدی پڑھنا

۶۹۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ غَزْوَةٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

۶۹۴: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک جہاد میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جلدی پڑھو نماز ابر کے دن۔ اس لئے کہ جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہو گئی اس کا عمل لغو ہو گیا۔

تشریح ❁ یعنی اس دن کے اعمال کا پورا ثواب اس کو نہیں ملے گا کیونکہ عصر کی نماز ہی ان اعمال میں ایک بڑا عمل تھا اسی کو اس نے تلف کر دیا یا اس دن کے کل اعمال لغو ہو جائیں گے اور مطلق ثواب اس کو نہیں ملے گا یا عمل سے مراد وہ عمل ہے جس میں وہ مصروف رہا اور نماز اس کی وجہ سے قضا کی اور مطلب یہ ہے کہ اس عمل میں برکت نہ ہوگی اور منفعت بھی نہ ہوگی بلکہ نحوست پیدا ہوگی اس حدیث سے یہ نکلا کہ ابر کے دن نماز میں جلدی کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور خبر نہ ہو۔ بعضوں نے کہا کہ ابر کے دن عصر اور عشا میں جلدی کرے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۰:بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلٰوۃِ اَوْ نَسِیَھَا

۶۹۵: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَھْضَمِیُّ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یَغْفُلُ عَنِ الصَّلٰوۃِ اَوْ یَرْقُدُ عَنْھَا قَالَ یُصَلِّیْھَا اِذَا ذَکَرَھَا۔

باب: جو شخص بھول جائے یا سو جائے اور نماز کا وقت گزر جائے

۶۹۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جو غافل ہو جائے نماز سے (یعنی بھول جائے) یا سو جائے نماز سے آپؐ نے فرمایا پڑھ لے اس کو جب یاد آئے وہ۔

تشریح ﴿﴾ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہی اس کا وقت ہے یعنی جس وقت جاگ کر اٹھے یا جب نماز یاد آئے اسی وقت پڑھ لے اگرچہ اس وقت طلوع یا غروب کا وقت ہو یا ٹھیک دوپہر کا وقت ہو یا فجر یا عصر کے بعد یاد آئے کیونکہ یہ حدیث عام ہے اور اس سے تخصیص ہوگئی ان احادیث کی جن میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہی قول ہے امام احمد کا اور بعضوں نے کہا نماز پڑھے جب تک سورج نہ نکلے یا غروب نہ ہو جائے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کیونکہ بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا کنارہ نکلے تو نماز میں دیر کرو یہاں تک کہ سورج اونچا ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ غائب ہو جائے تو نماز میں دیر کرو یہاں تک کہ بالکل غائب ہو جائے۔

۶۹۶: حَدَّثَنَا جُبَارَۃُ بْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا۔

۶۹۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز بھول جائے وہ اس کو پڑھ لے جب یاد کرے اس کو۔

۶۹۷: حَدَّثَنَا حَرْمَلَۃُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ وَھْبٍ ثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ فَسَارَ لَیْلَۃً حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَہُ الْکَرٰی عَرَّسَ وَ قَالَ لِبِلَالٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِکْلَأْ لَنَا اللَّیْلَ فَصَلّٰی بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَا قُدِّرَ لَہٗ وَ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُہٗ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ) فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ مُوَاجِہَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَیْنَاہُ وَ ھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ لَا اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ حَتّٰی ضَرَبَتْہُ

۶۹۷: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ جب خیبر کی لڑائی سے لوٹے تو رات کو چلے جب آپؐ کو نیند آنے لگی تو آپؐ اتر پڑے اور بلالؓ سے فرمایا تم رات کی ہوشیاری کرو (یعنی صبح ہوتے ہی جگا دو) ہمارے لئے' خیر بلالؓ نے (نفل) نماز پڑھی' جتنی ان کی قسمت میں تھی اور آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے اصحاب سو گئے' جب فجر نزدیک ہوئی تو بلالؓ نے اپنی اونٹنی پر ٹیک لگا دی فجر کی طرف منہ کر کے (یعنی پورب کی طرف منہ کیا) ان کی آنکھ لگ گئی' اس حال میں (یعنی ٹیکا دیئے ہوئے اپنی اونٹنی پر) نہ وہ جاگے نہ حضرتؐ کے اصحابؓ میں سے کوئی جاگا یہاں تک کہ دھوپ کی شدت ان کو محسوس ہوئی تو سب سے پہلے آنحضرتؐ جاگے اور گھبرا کر فرمایا اے بلال (یہ کیا ہوا) بلالؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر صدقے یا رسول اللہ اسی نے میری جان کو روک رکھا جس نے آپؐ کی جان کو روک رکھا (یعنی پروردگار

Marfat.com

الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُهُمْ اِسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ رَضِی اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ بِلَالٌ رَضِی اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَخَذَ بِنَفْسِیَ الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یَا رَسُوْلَ اللهِ! صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلَ اللهِ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِلَالًا رَضِی اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰی بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ [طٰهٰ: ١٤] قَالَ وَ كَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَءُ هَا لِلذِّكْرٰی۔

عالم نے) آپؐ نے فرمایا اونٹوں کو چلاؤ' لوگوں نے تھوڑی دور اپنے اونٹوں کو چلایا' آپؐ اس جگہ سے چلے گئے کیونکہ وہاں شیطان تھا جیسے دوسری روایت میں ہے پھر آپؐ نے وضو کیا اور بلالؓ کو حکم دیا اور جب نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے فرمایا جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے پڑھ لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قائم کر نماز کو یاد کے وقت اور ابن شہاب اس آیت کو یوں پڑھتے تھے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اور جمہور کی قرأت میں لِذِكْرٰی ہے یعنی قائم کر نماز کو میری یاد کے لئے۔ اس حدیث سے بھی امام احمد کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث ہماری دلیل ہے کس لئے کہ آپ نے دیر کی قضا کرنے میں اور آگے چلنے کا حکم دیا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس وقت تک سورج خوب نہ نکلا ہوگا پس آپؐ نے چاہا کہ وقت مکروہ گزر جائے اور حنفیہ کی تقریر ختم ہو جاتی ہے دوسری روایت سے جس میں تصریح ہے اس کی کہ آپؐ نے فرمایا اس وادی میں شیطان ہے اور اس حدیث سے بھی رد ہوتی ہے کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ دھوپ کی ماران پر لگی اور ظاہر ہے کہ دھوپ کی مار اسی وقت پڑے گی جب سورج پورا نکل آئے اور کسی قدر اونچا بھی ہو جائے اس وقت مکروہ وقت کہاں باقی رہا۔

تشریح ❁ یعنی جب نماز کی یاد آئے اس وقت نماز پڑھ لے تو لام بمعنی وقت کے ہے۔

٦٩٨: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِی اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوْا تَفْرِيْطَهُمْ فِی النَّوْمِ فَقَالَ نَامُوْا حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِی الْيَقْظَةِ فَاِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَ بِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ فَسَمِعَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ رَضِی اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ اَنَا اُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ يَا فَتٰی اُنْظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَاِنِّیْ شَاهِدٌ لِلْحَدِيْثِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا اَنْكَرَ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا۔

٦٩٨: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے لوگوں نے سو جانے کی تقصیر کا ذکر کیا۔ ابوقتادہؓ نے کہا لوگ سو گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا تب آنحضرتؐ نے فرمایا سو جانے میں کچھ تقصیر نہیں ہے تقصیر جاگنے کی حالت میں ہے (کہ آدمی جاگتا ہو اور نماز میں دیر کرے یہاں تک کہ اس کا وقت گزر جائے) پھر جب کوئی تم میں سے کسی نماز کو بھول جائے یا سو جائے اس نماز سے تو جب یاد آئے اس کو پڑھ لے اور دوسرے دن اپنے وقت پر پڑھے۔ عبداللہ بن رباح نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا ابوقتادہ سے میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ عمران بن حصینؓ صحابی) نے سنا تو کہا اے جوان سمجھ لے تو کیا حدیث بیان کرتا ہے میں اس حدیث کے وقت آنحضرتؐ کے ساتھ موجود تھا۔ عبداللہ نے کہا پھر عمران نے اس حدیث میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا۔ (تو حدیث اور قوی ہوگئی دو صحابہؓ کی شہادت سے)

Marfat.com

تشریح ۞ یعنی دوسرے دن وقتی نماز اپنے وقت پر ادا کرے اور دوبارہ نہ بھولے اور نہ سوئے یعنی آئندہ احتیاط کرے کہ وقت نہ ٹلنے پائے اور بعضوں نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کو بھول جائے یا سو جائے تو جاگ کر یا جب یاد آئے اس کو پڑھ لے اور دوسرے دن وقت پر بھی اس کو پڑھے اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا سب کے نزدیک دوسرے دن وقت پر پھر پڑھنا ضروری نہیں اور دلیل ان کی دوسری حدیثیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث میں راوی نے سہو لیا جو کہا کہ دوسرے دن وقت پر بھی اس کو پڑھے بہر حال علمائے سلف میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ قضا نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

۱۱: بَابُ وَقتِ الصَّلَاةِ فِی العُذرِ وَالضَّرُورَةِ

باب: عذر اور ضرورت میں نماز کے وقت کا بیان

۶۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ اَخْبَرَنِی زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَ عَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا۔

۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالے سورج ڈوبنے سے پہلے۔ اس نے عصر کی نماز پالی اور جو شخص صبح کی نماز میں سے ایک رکعت پالے سورج نکلنے سے پہلے۔ اس نے صبح کی نماز پالی۔

تشریح ۞ :اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عصر کا وقت سورج کے غروب ہونے تک ہے اور یہ ان حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک مذکور ہے کیونکہ وقت مختار عصر کا سورج کے زرد ہونے تک ہی ہے اور وقت جائز اور مکروہ سورج کے غروب تک ہے اس حدیث سے عصر اور فجر دونوں نمازوں کا ایک حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک رکعت بھی ان کی وقت گزرنے سے پہلے پالے تو گویا ساری نماز پالی اور جمہور آئمہ اور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے ایک عجیب مذہب اختیار کیا وہ یہ ہے کہ عصر کی نماز تو جائز ہو جائے گی لیکن فجر کی نماز جائز نہ ہوگی اور اس کے لئے ایک عقلی گھوڑا دوڑایا کہ فجر کا وقت کل عمدہ اور کامل ہے تو وہ ناقص طور سے ادا نہ ہوگی برخلاف عصر کے کہ وہ سورج زرد ہو جانے پر ناقص ہی طور سے واجب ہوئی تھی تو ناقص طور سے ادا بھی ہو جائے گی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جب حدیث صحیح میں صاف یہ حکم موجود ہے کہ فجر کی نماز بھی ادا ہو جائے گی تو نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا اور عقلی گھوڑا دوڑانا خود تمہارے اصول کے خلاف ہے کیونکہ تمہارے امام نے تو خبر واحد اور حدیث ضعیف اور مرسل بلکہ قول صحابی کو بھی حجت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ قیاس ترک کیا جائے ان سب کے مقابل پھر حدیث صحیح اور متصل کے خلاف یہ قیاس کیونکر مقبول ہوگا بلکہ جو قیاس حدیث یا قرآن کے خلاف ہو وہ مردود ہے اور ایسے ہی قیاس کی شان میں حدیث وارد ہے جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس لعین تھا ورنہ وہ قیاس جو نص نہ ملنے کی حالت میں کیا جائے سب کے نزدیک عمدہ اور بہتر بات ہے۔ حنفی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہمارا قیاس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ حدیث کے مطلب میں اختلاف ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر لڑکا بالغ ہو گیا یا حائضہ پاک ہوگئی یا کافر مسلمان ہو گیا اور نماز میں سے ایک رکعت کے موافق اس نے پا لیا تو گویا سارا وقت اس نے پالیا اب اس پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اور کئی مطلب اس حدیث کے بیان کئے گئے ہیں۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہ نری نفسانیت اور ہٹ دھرمی ہے اگر یہ مطلب ہوتا تو عصر اور فجر کی کیا خصوصیت تھی، صلوٰۃ کا لفظ ہونا چاہئے تھا جیسے دوسری روایت میں ہے اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے اور علاوہ اس کے قیاس تو یہ ہے کہ جب نماز کے اندر وقت گزر گیا تو وہ نماز ادا نہ کہلائے گی اگرچہ ایک رکعت نہیں دو یا تین رکعتیں پڑھ بھی چکا ہو پھر حنفیہ نے اس قیاس کو ترک کیا عصر کی نماز میں اس حدیث سے۔ آخر اور حدیث کون سی ہے اور نہیں ترک کیا اس کو فجر کی نماز میں اور یہ عمل کرنا ہے آدھی حدیث پر اور ترک کرنا ہے آدھی حدیث کا 'من بعض ونکفر ببعض' لا حول ولا قوۃ کسی مومن کا دل یہ قبول نہ کرے گا۔ ملا علی قاری حنفی نے حنفیہ کی طرف

Marfat.com

سے یہ توجیہ کی کہ دوسری حدیثوں میں ان اوقات میں نماز کی ممانعت آئی ہے پس وہ معارض ہوئیں اس کے اور جب معارضہ ہوا تو ہم نے قیاس کی طرف رجوع کیا اور قیاس اس کو مقتضی ہے کہ عصر کی جائز ہو جائے اور نمازیں جائز نہ ہوں۔ لہٰذا ہم نے یہی حکم دیا انتہیٰ مختصرا اور یہ توجیہ محض مغالطہ ہے۔ احادیث میں معارضہ قائم کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے تطبیق کرنا چاہئے۔

پس سب حدیثوں کے ملانے سے یہ بات نکلتی ہے کہ ان اوقات میں جو نماز کی ممانعت ہے وہ بلا ضرورت اور بلا سبب نوافل سے ہے اور فرائض اور سنن رواتب اور سبب دار نوافل مستثنیٰ ہیں دوسری حدیثوں سے اور علاوہ اس کے حنفیہ نے قیاس پر کہاں عمل کیا' قیاس تو یہ تھا کہ عصر کی نماز کو بھی ادا نہ کہتے اس لئے کہ آخر کا وقت مکروہ اور ناقص ہونے سے وجوب میں نقصان نہیں ہوا۔ وجوب تو اس پر کامل تھا عصر کا وقت شروع ہوتے یہ وجوب ہو گیا تھا اور اگر ہم مان بھی لیں کہ وجوب ناقص تھا تو ناقص کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ناقص وقت کے اندر ادا ہو جائے نہ یہ کہ وقت کے باہر ادا ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

۷۰۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى الْمِصْرِيَّانِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْاَدْرَكَهَا۔

۷۰۰: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز میں سے ایک رکعت پالی سورج نکلنے سے پیشتر اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالی سورج ڈوبنے سے پہلے اس نے عصر کی نماز پالی۔

حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری۔

۱۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَ عَنِ الْحَدِيْثِ بَعْدَهَا

باب: عشاء کی نماز سے پہلے سو جانا اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنا منع ہے

۷۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوْا ثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ وَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔

۷۰۱: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں دیر کرنا پسند فرماتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنا برا جانتے تھے۔

۷۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَ لَا سَمَرَ بَعْدَهَا۔

۷۰۲: اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی عشاء سے پہلے نہیں سوئے' نہ عشاء کے بعد باتیں کیں۔

Marfat.com

تشریح: دنیا کی بیکار باتیں عشاء کے بعد کرنا مکروہ ہے اور علت کراہت کا یہ ہے کہ شاید رات زیادہ گزر جائے اور تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے یا فجر کی نماز اول وقت ادا نہ ہو سکے اور یہ وجہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے دن بھر کی تھکن دور ہو جاتی ہے تو بہتر یہ ہے کہ ختم عبادت پر ہو نہ کہ دنیا کی باتوں پر اگر ضروری باتیں دین یا دنیا کی تو ان کا کرنا جائز ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد مسلمانوں کے کاموں کے متعلق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے باتیں کیں۔

۷۰۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ وَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوْا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَدَبَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ يَعْنِيْ زَجَرَنَا۔

۷۰۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عشاء کے بعد باتیں کرنے سے (اس حدیث کے ایک راوی عطا بن سائب کا حافظہ آخر مختلط ہو گیا تھا اور محمد بن فضیل نے اس سے اختلاط کے بعد روایت کی)۔

۱۳ : بَابُ النَّهْيِ اَنْ يُقَالَ صَلَاةُ الْعَتَمَةِ

باب: عشاء کی نماز کو عتمہ کہنے کی ممانعت

۷۰۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلَاتِكُمْ فَاِنَّهَا الْعِشَاءُ وَ اِنَّهُمْ لَيُعْتِمُوْنَ بِالْاِبِلِ۔

۷۰۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دیہاتی لوگ تم پر غالب نہ ہو جائیں اس نماز کے نام میں اس نماز کا نام عشاء ہے اور وہ عتم کرتے ہیں اپنے اونٹوں کے ساتھ یعنی اندھیرے میں ان کو دوہتے ہیں تو اس نماز کو بھی عتمہ کہنے لگے۔

تشریح: عرب کے لوگ غروب آفتاب کے بعد جب اندھیرا ہو جاتا تو اپنے جانوروں کا دودھ دوہتے تاکہ مانگنے والے اور محتاج دیکھ نہ سکیں اور ان کو دودھ دینا نہ پڑے۔ پھر وہی لوگ عشاء کی نماز کو عتمہ کہنے لگے کیونکہ اس کا وقت یہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو مکروہ جانا کیونکہ محتاجوں کو نہ دینا اور صدقے کے ڈر سے مال کو چھپانا بخل ہے اور ایک بری صفت ہے اور نماز ایک عمدہ عبادت ہے۔ لہٰذا اس کا یہ نام بالکل غیر موزوں ہے اور حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی اس نماز کو عشاء کہا ہے نہ عتمہ پس وہی نام بہتر ہے اس پر بھی علماء نے کہا ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعض حدیثوں میں خود عتمہ کا لفظ عشاء کی نماز کے لئے آیا ہے۔

۷۰۵: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلَاتِكُمْ زَادَ ابْنُ حَرْمَلَةَ فَاِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ وَ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ الْعَتَمَةُ لِاِعْتَامِهِمْ بِالْاِبِلِ۔

۷۰۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ ہوں۔

ابن حرملہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ عشاء کی نماز ہے اور وہ اس کو عتمہ اس لئے کہتے ہیں کہ اونٹوں کو دوہنے میں وہ اندھیرا کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

كِتَابُ الْاَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيْهَا

اذان کے باب اور اذان کا مسنون طریقہ

تشریح ۞ اذان ایک بڑی نشانی ہے اسلام کی اور عمدہ علامت ہے دین کی اور جب سے اذان شروع ہوئی اس وقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کبھی اس کا ترک ثابت نہیں ہوا نہ سفر میں نہ حضر میں نہ رات میں نہ دن میں اور مشہور یہ ہے کہ اذان ہجرت کے پہلے سال میں شروع ہوئی اور بعضوں نے کہا دوسرے سال میں اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ صحابی نے اس کو خواب میں دیکھا لیکن حافظ نے کہا کسی سے ثابت نہیں سوائے عبداللہ بن زیدؓ کے اور بعض طریقوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر کا بھی ذکر ہے اور اذان کا ثبوت وحی سے ہوا خواب کے بعد جیسے ابوداؤد نے مراسیل میں نکالا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کا خواب بیان کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے اس کی وحی آ چکی اور اذان واجب ہے اور بعضوں نے کہا سنت ہے لیکن وجوب کا قول قوی ہے اور ہر شہر والوں پر واجب ہے ایک موذن مقرر کرنا اور ظاہر یہ ہے کہ موذن بالغ اور مرد ہو کیونکہ سلف سے یہ منقول نہیں کہ کبھی اذان عورت نے دی ہو۔ البتہ اگر نری عورتوں کی جماعت ہو اور کوئی عورت خاص اپنے لئے یا عورتوں کے لئے متوسط آواز سے اذان دے لے تو کچھ ممانعت نہیں ہے اور اذان کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں اور جنب کی بھی اذان صحیح ہے۔ مگر باوضو افضل ہے یہ حدیث منقطع ہے البتہ اس حدیث سے کہ مجھے برا معلوم ہوا اللہ کا ذکر بغیر طہارت کے جس کو نکالا ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے یہ نکال سکتے ہیں کہ باوضو ہو کر اذان دینا افضل ہے واللہ اعلم۔

۱: بَابُ بَدْءِ الْاَذَانِ

اذان کیونکر شروع ہوئی اس کا بیان

۷۰۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الْمَدَنِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَانِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَ اَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ تَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَ مَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ اُنَادِيْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذَالِكَ قُلْتُ وَ مَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ : " اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

۷۰۶: حضرت عبداللہ بن زید (بن عبدربہ انصاری) سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے قصد کیا نرسنگا بجوانے کا (جیسے یہود نماز کیلئے جمع ہونے کے لئے بجاتے ہیں) اور حکم دیا ناقوس کی تیاری کا (جیسے نصاریٰ بجاتے ہیں) وہ تراشا گیا پھر عبداللہ بن زیدؓ نے خواب دیکھا انہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ناقوس اٹھائے ہوئے میں نے اس سے کہا او اللہ کے بندے ناقوس بیچتا ہے؟ اس نے کہا تم کیا کرو گے میں نے کہا آواز کروں گا اس سے نماز کے لئے' اس نے کہا میں تجھ کو اس سے اچھی بات نہ بتاؤں میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا تو یوں کہے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ

Marfat.com

اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا رَاٰى قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهَا عَلَيْهِ وَ هُوَ يُنَادِيْ بِهَا قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ الْحَكَمِيُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فِيْ ذَالِكَ:

اَحْمَدُ اللّٰهَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
حَمْدًا عَلَى الْاَذَانِ كَثِيْرًا
اِذْ اَتَانِيْ بِهِ الْبَشِيْرُ مِنَ اللّٰهِ
فَاَكْرِمْ بِهٖ لَدَيَّ بَشِيْرًا
فِيْ لَيَالٍ وَ اَلٰى بِهِنَّ ثَلَاثٍ
كُلَّمَا جَاءَ ذَانِيْ تَوْقِيْرًا

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، راوی نے کہا یہ خواب عبداللہ بن زید (تین راتوں تک) دیکھ کر نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ سے بیان کیا جو دیکھا تھا کہا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنے تھا ناقوس اٹھائے ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صاحب نے ایک خواب دیکھا تو جا بلالؓ کے ساتھ مسجد کو اور بلالؓ کو یہ سکھا دے وہ اذان دے کیونکہ اس کی آواز تجھ سے بلند ہے عبداللہ نے کہا تو میں بلالؓ کے ساتھ مسجد کو گیا اور ان کو اذان سکھلاتا جاتا تھا وہ پکارتے جاتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے یہ آواز سنی وہ نکلے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بھی عبداللہ کی طرح خواب دیکھا ابوعبید نے کہا (جو شیخ ہے ابن ماجہ کا اور راوی ہے اس حدیث کا) کہ مجھ سے بیان کیا ابوبکر الحکمی نے کہ عبداللہ بن زید انصاری نے اس باب میں چند شعر کہے احمد اللہ ذوالجلال وذوالاکرام اخیر تک ان کا ترجمہ یہ ہے میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جو بزرگی اور احسان والا ہے اور بہت تعریف اذان بتلانے پر جب خوشخبری دینے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اللہ کی طرف سے کیسا عزت والا وہ فرشتہ تھا میرے نزدیک تین راتوں تک پے در پے وہ میرے پاس آیا اور جب وہ میرے پاس آیا میری عزت بڑھائی۔

تشریح ❁ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب سچا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دیکھنے سے اس کی سچائی کا اور زیادہ یقین ہوا اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواب پر حکم نہیں دیا بلکہ آپ پر وحی کی گئی اس کے بعد کیونکہ دین کے احکام خواب سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ مگر پیغمبروں کے خواب البتہ وحی میں داخل ہیں۔

تو عبداللہ بن زید نے جس شخص کو خواب میں دیکھا اللہ جل جلالہ کا فرشتہ تھا اور صرف وحی پر جو اکتفا نہیں ہوئی اور اذان کئی شخصوں کو خواب میں دکھائی گئی۔ اس میں یہ بھید تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت کا زیادہ ثبوت ہو۔ فرشتوں کو اکثر لوگوں نے خواب میں دیکھا ہے۔ مترجم نے بھی ایک طویل خواب میں فرشتوں کو بصورتِ انسان دیکھا اور کبھی ایک عجیب جانور کی صورت پر اور ایک بار دو فرشتوں نے مترجم کو عالم برزخ کی سیر کرائی اور اس سیر میں مترجم نے حضرت شاہ نظام الدین

Marfat.com

اولیاء قدس سرہ اور حضرت سید محمد مکی سے جو حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں ملاقات کی اور امام محمد بن اسماعیل بخاری سے ملنے کی درخواست کی۔ لیکن فرشتے نے کہا وہ یہاں سے دور ہیں اور پھر خواب تمام ہو گیا اس کا قصہ بہت طویل ہے۔ واللہ الحمد

۷۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا اَبِیْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهِمُّهُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَكَرُ وَالْبُوقَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجَلِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ ذَكَرُ وَالنَّاقُوْسَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجَلِ النَّصَارٰى فَاُرِيَ النِّدَاءَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَطَرَقَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا بِهٖ فَاَذَّنَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى وَلٰكِنَّهُ سَبَقَنِيْ۔

۷۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا اس چیز کے باب میں جو لوگوں کو متوجہ کر دے نماز کی طرف۔ بعض لوگوں نے بوق (نرسنگے) کا ذکر کیا' آپؐ نے اس کو برا جانا یہود کی وجہ سے' پھر لوگوں نے ناقوس کا ذکر کیا آپؐ نے اس کو برا جانا نصاریٰ کی وجہ سے' پھر اسی رات کو اذان بتلائی گئی خواب میں انصاری شخص کو جس کو عبداللہ بن زید کہتے تھے اور حضرت عمرؓ کو انصاری نے رات ہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا' آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی۔ زہری نے کہا بلال نے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم بڑھا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قائم رکھا (شیعہ کا یہ خیال باطل ہوا کہ اس کلمے کو حضرت عمرؓ نے اذان میں جاری کیا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا جیسا عبداللہ بن زید نے دیکھا لیکن اس نے مجھ سے پہلے بیان کر دیا (اس حدیث کی سند میں محمد بن خالد ضعیف ہے)

۲: بَابُ التَّرْجِيْعِ فِي الْاَذَانِ

باب: اذان میں ترجیع کا بیان

۷۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنْبَاَنَا بْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ وَ كَانَ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ بْنِ مِعْيَرٍ حِيْنَ حَهَّزَهُ اِلَى الشَّامِ فَقُلْتُ لِاَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَيْ عَمِّ اِنِّيْ حَاجٌّ اِلَى الشَّامِ وَ اِنِّيْ اَسْاَلُ عَنْ تَاْذِيْنِكَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ نَفَرٍ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۸: حضرت عبداللہ بن محیریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ یتیم تھے ابومحذورہ (اوس یا سمرہ یا سلمہ یا سلمان) بن معیر (یا عمرو بن لوذان کی گود میں جب ابومحذورہ نے عبداللہ کو سامان دے کر شام کی طرف روانہ کیا تو عبداللہ نے کہا میں نے ابومحذورہ سے کہا اے چچا میں شام کو جاتا ہوں میں تم سے اذان پوچھتا ہوں مجھ سے بیان کرو (اپنی اذان کا قصہ) تو ابومحذورہ نے کہا میں چند آدمیوں کے ساتھ نکلا ایک راستے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن نے اذان دی نماز کے لئے آپ کے پاس ہم نے موذن کی آواز سنی' اس وقت ہم اذان سے یا اسلام سے چڑے

Marfat.com

فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ الْمُتَنَكِّبُوْنَ فَصَرَخْنَا نَحْكِيْهِ نَهْزَأُ بِهٖ فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا قَوْمًا فَاَقْعَدُوْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمُ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ قَدِ ارْتَفَعَ؟ فَاَشَارَ اِلَيَّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَ صَدَقُوْا فَاَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَ حَبَسَنِيْ وَ قَالَ لِيْ قُمْ فَاَذِّنْ فَقُمْتُ وَ لَا شَيْءَ اَكْرَهُ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا مِمَّا يَاْمُرُنِيْ بِهٖ فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاْذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِيْ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ دَعَانِيْ حِيْنَ قَضَيْتُ التَّاْذِيْنَ فَاَعْطَانِيْ صُرَّةً فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى نَاصِيَةِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ اَمَرَّهَا عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ عَلٰى ثَدْيَيْهِ ثُمَّ عَلٰى كَبِدِهٖ ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرَّةَ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَ بَارَكَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْتَنِيْ بِالتَّاْذِيْنِ بِمَكَّةَ قَالَ نَعَمْ قَدْ اَمَرْتُكَ فَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ

ہوئے تھے (یعنی کفر کی حالت میں تھے تو ہم نے چلانا شروع کیا مؤذن کی نقل کرتے تھے ٹھٹھے سے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا تو ہمارے بلانے کے لئے کچھ لوگ بھیجے (اور ہم کو زبردستی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا پڑا۔ پھر ان لوگوں نے ہم کو بٹھلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں وہ شخص کون ہے جس کی آواز میں نے سنی تھی بلند آواز تھی، سب لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اور سچ کہا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سب ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور مجھ کو قید رکھا اور فرمایا اٹھ اور اذان دے میں اٹھا اس وقت میرے نزدیک آنحضرت ﷺ سے اور آپ کے حکموں سے زیادہ کوئی چیز بری نہ تھی خیر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔ آپ نے خود اپنی ذات سے مجھے اذان سکھلائی تو فرمایا کہ جب میں اذان دے چکا تو مجھ کو بلایا اور ایک تھیلی عنایت کی جس میں کچھ چاندی تھی، بعد اس کے اپنا ہاتھ ابومحذورہ کی پیشانی پر رکھا شفقت سے ان کے دل میں نور ایمان ڈالنے کے لئے اور کفر کی نجاست باہر کرنے کے لئے) پھر اس کو پھیرا یا ان کے منہ پر دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر ہاتھ رکھا ان کے کلیجے میں یہاں تک کہ آپ ﷺ کا ہاتھ ابومحذورہ کی ناف تک پہنچا بعد اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے اور تیرے اوپر برکت دے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مکہ میں اذان دینے پر مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ میں نے تجھے مقرر کیا پس اس کے ساتھ ہی جتنی برائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (میرے دل میں تھی) وہ جاتی رہی اور اس کے بدل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں سما گئی (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور ہاتھ پھیرنے کی برکت تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال ہوا مارنے کی نیت سے آئے تھے معانقہ کرتے ہی غلام بن گئے) ابو

Marfat.com

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كِرَاهِيَةٍ وَعَادَ ذَالِكَ كُلُّهُ مُحَبَّةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلٰى عَتَّابِ ابْنِ اَسِيْدٍ عَامِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَاَذَّنْتُ مَعَهٗ بِالصَّلَاةِ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَخْبَرَنِىْ ذَالِكَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَا مَحْذُوْرَةَ عَلٰى مَا اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ۔

محذورہ نے کہا پھر میں عتاب بن اسید کے پاس آیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے مکہ میں اور ان کے ساتھ اذان دی نماز کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے' عبدالعزیز بن عبدالملک بن ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مجھ سے ایسا ہی قصہ بیان کیا اس شخص نے جو ابومحذورہؓ سے ملا تھا جیسے عبداللہ بن محیریز نے بیان کیا۔

تشریح ترجیع یہ ہے کہ مؤذن پہلے شہادتین کو دو دو بار آہستہ سے کہہ لے پھر پکار کر کہے یہ سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اور ابوحنیفہ کے نزدیک سنت نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ترجیع ایک زیادت ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے اور زیادت کا قبول کرنا واجب ہے باتفاق علماء۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نقل کی تھی دین کا ٹھٹھا کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو قید کر رکھا تو وہ ڈرے ہوں گے دیکھئے کیا سزا ملتی ہے مگر ان کو اپنی قسمت کا حال معلوم نہ تھا کہ دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیار سے مشرف ہونے والے ہیں' واہ رے قسمت کے دھنی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے گئے اور نبوت اور کلام سے سرفراز ہو گئے۔ جب مالک کی کشش ہوتی ہے تو بن محنت وصال کی نعمت مل جاتی ہے۔

تو وہ داتا کہ سیری نہیں دینے سے تجھے — لذت جود سے پھر مانگ سکھایا مجھ کو

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا حال اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے ساتھ کس طرح نرمی اور شفقت سے برتاؤ کرتے تھے کہ ان کا دل خود پگھل جاتا اور وہ اپنے کئے سے شرمندہ ہوتے جو کوئی برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرنا یہی اس کو شرمندہ کرنا ہے۔ قربان آپؐ کے اخلاقِ حمیدہ کے

سبحان اللہ ابومحذورہ کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے دنیا اور دین دونوں ہاتھ آئے یا اللہ مجھ غلام روسیاہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی زیارت نصیب کر عالم رؤیا اور عالم برزخ میں تاکہ میں اپنی آنکھیں بار بار آپ ﷺ کے قدموں سے ملوں اور دین و دنیا کی برکات حاصل کروں اور یہ شعر پڑھوں۔

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل و جان باد فدائت چہ عجب خوش بقی

(آمین آمین)

۷۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَامِرِ الْاَحْوَلِ اَنَّ مَكْحُوْلًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ عَلَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَ الْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةَ الْاَذَانُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۷۰۹: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان میں مجھ کو انیس کلمے سکھائے اور اقامت میں سترہ کلمے' اذان اس طرح سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ' حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَ الْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً ' اللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ' قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

تشریح ۞ اور دوسری صحیح روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے سوا قد قامت الصلوۃ کے اور اللہ اکبر کے کہ وہ دو بار کہے تو اقامت اس طرح سے ہوگی' اللّٰہ اکبر اللہ اکبر' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ' حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ' قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ' اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بعضوں کے نزدیک قد قامت الصلوۃ اور اللہ اکبر بھی اقامت میں ایک ہی بار کہے اور بعض روایتوں میں اذان اور اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل بھی منقول ہے جو لوگ متبعین حدیث ہیں وہ ان سب طرحوں کو جائز کہتے ہیں اور کبھی ایسا کرتے ہیں اور کبھی ویسا اور سب سنتوں کا ثواب اور مزا لوٹتے ہیں۔

۳:بَابُ السُّنَّةِ فِی الْاَذَانِ

باب: اذان کی سنتوں کا بیان

۷۱۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنِی اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ یَّجْعَلَ اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ وَ قَالَ اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ۔

۷۱۰: حضرت سعد قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مؤذن تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ اذان میں دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالے اور فرمایا ایسا کرنے سے تیری آواز خوب بلند ہوگی۔

تشریح ۞ اذان میں بالاتفاق یہ امر مسنون ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۷۱۱: حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ

۷۱۱: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا ابطح میں (جو ایک مقام ہے منیٰ میں اس کو محصب بھی کہتے ہیں) آپ سرخ خیمے میں تھے پھر بلال باہر

Marfat.com

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَ هُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ فَخَرَجَ بِلَالٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِيْ اَذَانِهٖ وَ جَعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ۔

نکلے اور انہوں نے اذان دی تو گھوم گئے اپنی اذان میں (حی علی الصلوٰۃ' حی علی الفلاح کے وقت) اور اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالیں۔

تشریح ۞ مؤذن جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو دائیں طرف منہ پھیرے اور جب حی علی الفلاح کہے تو بائیں طرف منہ پھیرے۔ اگر اذان کے مینار میں منہ پھیرنے کی گنجائش نہ ہو تو صرف گھوم جائے۔ ترمذی کی روایت میں ہے میں نے بلالؓ کو دیکھا وہ اذان دیتے تھے اور گھومتے تھے اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔

۷۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِيْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلَاتُهُمْ وَ صِيَامُهُمْ۔

۷۱۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: مسلمانوں کے دو کام مؤذنوں کی گردنوں میں لٹکے ہیں' نماز اور روزہ۔

(اس کی اسناد میں بقیہ مدلس ہے)

تشریح ۞ تو مؤذنوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ وقت پر اذان دیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اذان پر بھروسہ کر کے نماز پڑھ لیں یا روزہ افطار کر دیں اور وقت نہ آیا ہو ایسی حالت میں لوگوں کی نماز اور روزہ خراب ہونے کا وبال مؤذنوں کی گردن پر ہوگا۔

۷۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ لَا يُؤَخِّرُ الْاَذَانَ عَنِ الْوَقْتِ وَ رُبَّمَا اَخَّرَ الْاِقَامَةَ شَيْئًا۔

۷۱۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے وقت پر اذان دے دیتے اذان میں دیر نہ کرتے لیکن اقامت میں کبھی دیر کرتے۔

تشریح ۞ کیونکہ اقامت اس وقت تک نہ ہوتی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد نہ ہوتے آپ ﷺ کو دیکھ کر بلال رضی اللہ عنہ اقامت شروع کرتے۔

۷۱۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ لَّا اَتَّخِذَ مُؤَذِّنًا يَاْخُذُ عَلَى الْاَذَانِ اَجْرًا۔

۷۱۴: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر نصیحت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کی وہ یہ تھی کہ ایسا مؤذن مت مقرر کرنا جو اذان کی اجرت لے۔

تشریح ۞ اذان ایک عبادت ہے اس پر اجرت مقرر کرنا اکثر علماء نے مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے اس زمانے میں جائز قرار دیا ہے کیونکہ ایسے مؤذن کہاں ملتے ہیں جو خالص خدا کے لئے اذان دیں۔ اہل حدیث نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں سے کوئی شخص اذان دینے کے لئے مقرر کیا جائے جو اپنی روٹی محنت یا تجارت سے پیدا کرتا ہو اور خالص خدا کے لئے اذان دے اگر ایسا نہ مل سکے تو اذان کی اجرت مقرر نہ کریں بلکہ یوں ہی سب مسلمان مل کر مؤذن سے کچھ کچھ سلوک کیا کریں تا کہ اس کو روٹی سے فراغت رہے اور وہ پابندی اوقات کے ساتھ اذان دیتا رہے۔ اس زمانے میں مسلمانوں نے عادت کر لی ہے کہ اور نوکروں

Marfat.com

کی طرح مؤذن اور امام کی تنخواہ بھی مقرر کر لیتے ہیں اور بادشاہ بھی مؤذنوں اور اماموں کو تنخواہ دیا کرتے ہیں یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے خلاف ہے اس کو موقوف کرنا چاہئے۔

۷۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْرَائِيلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ بِلَالٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ اُثَوِّبَ فِی الْفَجْرِ وَ نَهَانِیْ اَنْ اُثَوِّبَ فِی الْعِشَآءِ۔

۷۱۵: حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا تثویب کا فجر کی اذان میں اور منع کیا تثویب سے عشاء کی نماز میں۔

تشریح: تثویب سے مراد الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا ہے یہ فجر کی اذان میں مسنون ہے خواہ اذان کے بعد کہے یا حی علی الفلاح کے بعد اور اذانوں میں یہ کلمہ کہنا خلاف سنت ہے اور اس کا موقع بھی اور اذانوں میں نہیں ہے اور تثویب سے مراد وہ فعل نہیں ہے جو اس زمانہ میں اہل بدعت نے نکالا ہے کہ جب اذان کے بعد لوگ آنے میں دیر کرتے ہیں تو مکرر پکارتے ہیں الصلوٰۃ یا اقامت کے وقت پکارتے ہیں۔

یہ سب امور بدعت اور گمراہی ہیں جن سے باز رہنا چاہئے اور جو لوگ ایسی بدعتوں میں مبتلا ہوں ان کی صحبت سے دور رہنا چاہئے اگر وہ ان بدعات سے باز نہ آئیں۔ ترمذی نے مجاہد سے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مسجد میں گئے جہاں اذان ہو چکی تھی۔ مؤذن نے تثویب کہی عبداللہ نے کہا اس بدعتی کے پاس سے ہم کو نکال لے چل اور وہاں نماز نہیں پڑھی اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بدعت گمراہی ہے اور بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف خوب نہیں ہے اور ہمارے شیخ نے السلسلہ القادریہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور کسی بدعت میں نور نہیں ہے واللہ اعلم۔

۷۱۶: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارِكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ بِلَالٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِنُهٗ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَقِيْلَ هُوَ نَائِمٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَاُقِرَّتْ فِیْ تَاذِيْنِ الْفَجْرِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذَالِكَ۔

۷۱۶: حضرت بلالؓ سے روایت ہے وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ کو خبر دینے کے لیے کہ فجر کی نماز تیار ہے لوگوں نے کہا آپؐ آرام فرما رہے ہیں۔ بلال نے کہا (بلند آواز سے) اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ یعنی نماز بہتر ہے سونے سے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، پھر یہ کلمہ مقرر ہوا فجر کی اذان میں اور یہی حکم جاری رہا (اس کے سب راوی ثقہ ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے کیونکہ سعید بن مسیب کو بلالؓ سے سماع نہیں)

۷۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَعْلَى ابْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا الْاِفْرِيقِیُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِیِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَاَمَرَنِیْ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ۔

۷۱۷: حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک سفر میں آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا میں نے اذان دی پھر بلال رضی اللہ عنہ نے قصد کیا تکبیر کہنے کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدا کے بھائی نے اذان دی ہے اور جو کوئی اذان دے وہی تکبیر بھی کہے۔ افریقی کو بعض نے ضعیف کہا ہے لیکن

Marfat.com

(والحديث سكت عنه ابو داؤد) مقارب الحدیث ہے۔

تشریح ❁ اس سے معلوم ہوا کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی اذان میں جاری کیا اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ کو اذان میں بڑھایا یہ ان کا افتراء ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ منصب نہیں تھا کہ وہ اذان کی سی عبادت اپنی رائے سے گھٹاتے اور بڑھاتے یہ منصب تو اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کا ہے پس بعض روایتوں میں جو یہ آیا ہے کہ مؤذن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جگانے کے لئے آیا اور اس نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کلمے کو اپنی اذان میں مقرر کر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کلمے کو ایجاد کیا بلکہ احتمال ہے کہ لوگوں نے یہ کلمہ فجر کی اذان میں کہنا چھوڑ دیا ہوگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کی۔ اس سنت کے جاری کرنے کے لئے یا مطلب یہ ہوگا کہ یہ کلمہ اذان میں کہا کر اذان کے باہر اس کے کہنے کا کیا موقع ہے۔ بہر حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو سب صحابہ سے زیادہ سخت تھے اتباع سنت میں اور بڑے دشمن تھے بدعت کے ان کے ساتھ یہ احتمال کبھی نہیں ہوسکتا کہ دین میں انہوں نے کوئی بات اپنی طرف سے بڑھائی ہو جس کی دلیل کتاب و سنت سے نہ ہو۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کو یہ منصب نہ ہوا حالانکہ دوسری حدیث میں حکم ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کا اور ایک حدیث میں ہے کہ میری سنت کو لازم کرلو اور خلفائے راشدین کی سنت کو اور کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا پیر یا ولی یا فقیر یا غوث یا قطب کو یہ منصب کیوں حاصل ہوگا۔

بجز ابروئے تو محراب دلی حافظ نیست
طاعت غیر تو در مذہب ما نتواں کرد

۴: بَابُ مَا يُقَالُ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

باب: جب مؤذن اذان دے تو سننے والا کیا کہے

۷۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّافِعِيُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الْعَبَّاسِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُوْلُوْا مِثْلَ قَوْلِهٖ۔

۷۱۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن اذان دے تو تم بھی وہی الفاظ کہو جو وہ کہتا ہے۔

تشریح ❁ البتہ اگر کوئی عذر ہو یا ضرورت واقع ہو تو دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے' بلا ضرورت ایسا کرنا کہ اذان کوئی دے اور اقامت کوئی کہے مکروہ ہے۔ امام شافعی کا قول یہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

۷۱۹: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ اَبُو الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْنِيْ عَمَّتِيْ اُمُّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِيْ يَوْمِهَا وَ لَيْلَتِهَا فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ۔ يُؤَذِّنُ قَالَ كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ۔

۷۱۹: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس رہتے۔ ان کی باری میں دن اور رات اور مؤذن کی اذان سنتے۔ تو وہی فرماتے جو مؤذن کہتا ہے۔

۷۲۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَ اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

۷۲۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنو تو

Marfat.com

يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ۔

وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے (یعنی اذان کے کلمات تم بھی مؤذن کے ساتھ ساتھ کہتے جاؤ)۔

تشریح ۞ یعنی مؤذن جو کلمے کہتا جائے سننے والا بھی وہی کہتا جائے دوسری روایت میں ہے کہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح جب سنے تو کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ اذان کا جواب اسی کو کہتے ہیں اور یہ مسنون ہے اکثر علماء کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے اسی طرح اقامت کا جواب بھی دے مگر جب قد قامت الصلوۃ سنے تو یوں کہے اقامہا اللہ وادامہا اسی طرح فجر کی اذان میں جب الصلوۃ خیر من النوم سنے تو یوں کہے الصلوۃ خیر من النوم۔ امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور تم میں سے کوئی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے یہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے پھر وہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے وہ بھی اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے پھر وہ حی علی الصلوۃ کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے پھر وہ حی علی الفلاح کہے یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے پھر وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ کہے یہ بھی دل میں لا الہ الا اللہ کہے تو جنت میں جائے گا۔

اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے وقت سننے والا دونوں کلمے کہے یعنی حی علی الصلوۃ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ دونوں اور یہ جمع کرنا اچھا ہے۔

۷۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ۔

۷۲۱: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مؤذن کی اذان سنی اور یہ دعا پڑھی وانا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ اخیر تک یعنی میں بھی گواہی دیتا ہوں کوئی سچا معبود نہیں ہے مگر اللہ ہی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے اور میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے اس کا گناہ بخش دیا جائے گا۔

تشریح ۞ یعنی صغیرہ گناہ اور کیا عجب ہے کہ اللہ جل جلالہ کبائر بھی بخش دے ہوا رحم الراحمین۔

۷۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي الْحُسَيْنِ قَالُوْا ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْاَلْهَانِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ

۷۲۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ اخیر تک یعنی اے اللہ مالک اس پوری دعا کے اور مالک نماز کے جو قائم ہے حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما اور فضیلت اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے وعدہ کیا ہے آپ کے لئے (اس آیت میں عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا) تو اس

Marfat.com

الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ کیلئے واجب ہوگئی شفاعت قیامت کے دن۔

تشریح ❁ وسیلہ ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھا ہے' اسی طرح مقامِ محمود شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا مقام محمود وہ مقام ہے کہ رشک کریں گے اس کے لئے مجھ سے اگلے اور پچھلے۔ بعضوں نے کہا مقام محمود یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھالے گا۔ بہرحال مقام محمود وہ درجہ ہے کہ اور پیغمبروں کو بھی نہ ملے گا اور اس کے لئے رشک کریں گے پھر کسی ولی یا غوث یا قطب یا درویش کی رسائی اس مقام تک کیوں کر ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی ولی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا اور بڑا بے ادب ہے وہ شخص جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کرے کہ مقام محمود ان کا ادنیٰ مقام ہے بلکہ معاذ اللہ اس کے کفر کا خوف ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے۔

۵:بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَثَوَابِ الْمُؤَذِّنِیْنَ

باب: اذان کی فضیلت اور موذنوں کا ثواب

۷۲۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِیْهِ وَ کَانَ اَبُوْهُ فِیْ حَجْرِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ اِذَا کُنْتَ فِی الْبَوَادِیْ فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالْاَذَانِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ لَا یَسْمَعُهٗ جِنٌّ وَ لَا اِنْسٌ وَ لَا شَجَرٌ وَ لَا حَجَرٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ۔

۷۲۳: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پاتے تھے' انہوں نے کہا ابوسعید نے مجھ سے کہا جب تو جنگلوں میں ہو تو بلند آواز سے اذان دے اس لئے کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے اذان کو کوئی نہ سنے گا جن ہو یا آدمی یا درخت یا پتھر مگر وہ گواہی دے اس کے لئے۔

تشریح ❁ تو جتنی دور آواز پہنچے گی گواہ زیادہ ہوں گے اور جنگلوں کی قید اس لئے کی کہ بستی میں گواہوں کی کمی نہیں ہوتی آدمی ہی بہت ہوتے ہیں اس لئے زیادہ آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ آواز بلند کرنا اذان میں مستحب ہے مگر نہ اس قدر کہ لوگ ڈر جائیں۔

۷۲۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ مَدَی صَوْتِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ کُلُّ رَطْبٍ وَ یَابِسٍ وَ شَاهِدُ الصَّلٰوةِ یُکْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً وَ یُکَفَّرُ لَهٗ مَابَیْنَهُمَا۔

۷۲۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے سنا آپ فرماتے تھے موذن کی مغفرت ہوگی جہاں تک اس کی آواز پہنچے گی یعنی اس کی مغفرت اتنی وسیع ہوگی کہ اگر آواز پہنچنے کے مقام تک اس کے گناہ بھرے ہوئے ہوں تو وہ سب بخش دیئے جائیں گے) اور مغفرت مانگے تو ہرا (تازہ درخت) اور سوکھا اور جو اس کے ساتھ نماز میں حاضر ہوگا تو اس کیلئے پچیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک اذان سے دوسری اذان تک جو گناہ ہوں گے ان کا کفارہ ہوجائے گا۔

۷۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ یَحْیٰی عَنْ عِیْسَی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِیَةَ ابْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۷۲۵: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موذنوں کی گردنیں سب لوگوں سے زیادہ لمبی ہوں گی قیامت

Marfat.com

اللهِ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ کے دن۔

تشریح ❁ یعنی ان کے اعمال زیادہ ہوں گے یا فی الحقیقت گردنیں لمبی ہوں گی اور وہ جنت کو دیکھتے ہوں یا وہ سردار ہوں گے لوگوں کے عرب لوگ سردار کو لمبی گردن والا کہتے ہیں یا وہ پیاسے نہ ہوں گے اس وجہ سے کہ گردن اٹھی ہوگی اور لوگ پیاس سے مارے گردن موڑے ہوں گے۔

۷۲۶: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى اَخُوْ سُلَيْمٍ الْقَارِیْ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَ لْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاءُ كُمْ۔

۷۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذان دیں تمہارے واسطے وہ لوگ جو تم میں بہتر ہوں (یعنی نیک اور صالح ہوں) اور امامت کریں تمہاری وہ لوگ جو قاری ہوں تم میں۔

تشریح ❁ یعنی قرآن کو زیادہ جانتے ہوں یا قرأت اور تجوید ان کی اچھی ہو۔

۷۲۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا مُخْتَارُ بْنُ غَسَّانَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْاَزْرَقُ الْبُرْجُمِیُّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ ثَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَذَّنَ مُحْتَسِبًا سَبْعَ سِنِيْنَ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ۔

۷۲۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو کوئی ثواب کے واسطے سات برس تک اذان دے اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی (اس حدیث کی سند میں جابر جعفی ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ ثواب سے یہ غرض ہے کہ خالص خدا کے لئے اذان دے نہ تنخواہ کے بدلے۔

۷۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ صَالِحٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً وَ جَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ كُتِبَ لَهٗ بِتَاذِيْنِهٖ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً وَ لِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً۔

۷۲۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بارہ برس تک اذان دے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور ہر روز کی اذان کے بدل اس کے واسطے ساٹھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہر روز کی اقامت کے بدل تیس نیکیاں (اس کی سند میں عبداللہ بن صالح ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ اگلی حدیث میں سات برس کا ذکر ہے اس میں بارہ برس کا یہ تعارض نہیں ہے کیونکہ سات برس کی اذان دینے میں جب دوزخ سے برأت حاصل ہوگئی تو بارہ برس کی اذان دینے میں ضرور حاصل ہوگی اور بعضوں نے کہا سات برس خلوص کے ساتھ کافی ہیں اور بارہ برس ہر طرح کافی ہیں اگرچہ نیت میں صفائی کامل نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۶: بَابُ اِفْرَادِ الْاِقَامَةِ

باب: اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا

۷۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ

۷۲۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

Marfat.com

سُلَيْمَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا الْتَمِسُوْا شَيْئًا يُؤْذِنُوْنَ بِهٖ عِلْمًا لِلصَّلٰوةِ فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانُ وَ يُوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔

ہے کہ لوگوں نے تلاش کی کوئی چیز جس سے خبر کر دیا کریں نماز کی لوگوں کو آخر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیئے گئے اذان کے کلمات دو دو بار کہنے کیلئے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنے کے لئے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے نکلا کہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار بھی کہے تو کافی ہے کیونکہ اقامت حاضرین کو سنانے کے لئے کافی ہوتی ہے اس میں تکرار کی ضرورت نہیں اور عبداللہ بن زید کی حدیث میں جس کو طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ فرشتے نے اذان دی دو دو بار اور اقامت کہی دو دو بار' مگر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا کافی نہیں اور اہل حدیث کے نزدیک تو دونوں امر جائز ہیں انہوں نے کسی حدیث کا خلاف نہیں کیا لیکن حنفیہ پر یہ الزام قائم ہوتا ہے کہ افراد اقامت کی حدیثیں صحیح ہیں اور وہ افراد کو جائز نہیں کہتے۔

۷۳۰: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔

۷۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا۔ اذان کے کلمے دو' دو بار کہنے کا اور اقامت کے کلمے ایک' ایک بار کہنے کا۔

۷۳۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ اَذَانَ بِلَالٍ كَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ اِقَامَتُهٗ مُفْرَدَةٌ۔

۷۳۱: حضرت سعد مؤذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلال اذان کے کلمے دو دو بار کہتے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار۔ (اس کی اسناد ضعیف ہے نصف آل سعد)۔

تشریح ۞ اور اس سے باطل ہوگئی طحاوی اور ابن جوزی کی روایت کہ بلال دو دو بار کہتے اقامت کے کلمے یہاں تک کہ مر گئے یعنی ایک ایک بار اقامت کے کلمات انہوں نے نہیں کہے کیونکہ یہ شہادت ہے نفی پر اور جائز ہے کہ بلالؓ کبھی اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہتے ہوں کبھی دو دو بار اور اس راوی نے ایک ایک بار کہنا نہ سنا ہو اور اس صورت میں دونوں طرح کی روایتیں منطبق ہو جائیں گی۔

۷۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ۔ حَدَّثَنِیْ مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ يُقِيْمُ وَاحِدَةً۔

۷۳۲: حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ اذان دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو دو بار اور اقامت کہتے تھے ایک ایک بار (اس میں معمر بن محمد بن عبیداللہ بالاتفاق ضعیف ہے)۔

۷: بَابُ اِذَا اُذِّنَ وَاَنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجْ

باب: جب کوئی مسجد میں اور اذان ہو جائے تو مسجد نہ نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لے

۷۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا

۷۳۳: ابوالشعثاء سے روایت ہے ہم مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں مؤذن۔

Marfat.com

قُعُوْدًا فِی الْمَسْجِدِ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ یَمِیْسُ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَیْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰی خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَبُو هُرَیْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔

اذان دی ایک شخص مسجد میں سے اٹھا چلنے لگا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص نے نافرمانی کی جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

تشریح ﴿۷۳۳﴾ اور جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے نماز سے فارغ ہونے تک انہوں نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری کی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ جب مسجد میں نماز کی اذان ہو جائے تو پھر بغیر نماز پڑھے نہ نکلے اگر وہ شخص دوسری جگہ کا امام ہو اور کوئی سخت عذر ہو تو نکلنا جائز رکھا ہے جب بھی کوئی اگر کوئی نماز پڑھ کر جائے تو بہتر ہے اور اہل حدیث کے نزدیک یہ امر جائز ہے کہ ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لے پھر اسی نماز میں دوسرے لوگوں کی امامت کرے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایسے ہی کیا کرتے تھے اور اس کا ذکر آگے آئے گا۔

۷۳۴: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ فَرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ مَوْلٰی عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ ' عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَ هُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ۔

۷۳۴ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان کو پالے اور وہ مسجد میں ہو پھر نکل جائے بغیر کسی ضرورت کے اور لوٹنے کا قصد نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (اس حدیث کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں ابن ابی فروہ اور عبدالجبار بن عمر اور ابن ابی فروہ کا نام اسحاق بن عبداللہ ہے)۔

تشریح ﴿۷۳۴﴾ یعنی اس کا عمل منافقوں کا سا ہے کہ نماز پڑھنے کا خیال نہیں رکھتا اور اس میں سستی کرتا ہے۔ یہ منافقوں کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کیا عجب ہے کہ اس کے اعتقاد میں بھی فتور ہو اور سچا منافق ہو۔

Marfat.com

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ

مسجدوں اور جماعات کے باب میں

۱ : بَابُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا

باب: جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بنائے اس کی فضیلت

۷۳۵: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَعْفَرِىُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيْعًا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِى الْوَلِيْدِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْعَدَوِىِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔

۷۳۵: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص مسجد بنائے اس میں اللہ کا نام لیا جائے (یعنی نماز اور ذکر الٰہی ہو) تو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ عثمان بن عبداللہ کا سماع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں ہے)

۷۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِىُّ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِى الْجَنَّةِ۔

۷۳۶: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنادے اللہ اس کے لئے ویسا ہی (گھر) جنت میں بنادے گا۔

تشریح ❁ یعنی ویسا ہی فضیلت کا جیسے مسجد کو اور دنیا کے گھروں پر فضیلت ہوتی ہے ویسے ہی اس گھر کو جنت کے اور گھروں پر فضیلت ہوگی اور یہ غرض نہیں ہے کہ مسجد کے برابر ہی جنت میں گھر بنے گا۔

۷۳۷: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِىُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا مِنْ مَالِهٖ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔

۷۳۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ اس حدیث کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے اور اس نے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے۔

۷۳۸: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ نَشِيْطٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ

۷۳۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ

Marfat.com

الرَّحْمٰنِ بْنِ حُسَيْنِ النَّوْفِلِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ۔

کے لئے مسجد بنائے چڑیا کے گھونسلے کے برابر یا اس سے چھوٹی تو اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے ایک گھر بنادے گا جنت میں۔

تشریح ﴿۷۳۸﴾ حدیث میں قطاۃ کا لفظ ہے وہ ایک چڑیا ہے جو دور دراز جنگل میں جا کر گھونسلا بناتی ہے اور اس کا گھونسلا نہایت مختصر ہوتا ہے اور یہ مبالغہ ہے مسجد کے چھوٹے ہونے میں' ورنہ گھونسلے کے برابر تو مسجد ولی بنانے ہی کا نہیں کیونکہ کم سے کم مسجد میں تین آدمیوں کے نماز پڑھنے کی جگہ ہوتی ہے اور غرض یہ ہے کہ چھوٹی بڑی مسجد پر منحصر نہیں خالص نیت سے اگر کوئی نہایت مختصر بھی مسجد بنادے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا اور جنت میں اس کے لئے مکان بنایا جائے گا۔

۲:بَابُ تَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ

باب: مسجدوں کو آراستہ اور بلند کرنا

۷۳۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ۔

۷۳۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ فخر کریں گے مسجدوں کی وجہ سے۔

تشریح ﴿۷۳۹﴾ اور کہیں گے کہ ہماری مسجد ان کی مسجد سے عمدہ ہے اور بلند ہے۔ اس حدیث سے صرف یہ نکلتا ہے کہ مسجدوں پر فخر کرنا قیامت کی نشانی ہے لیکن مسجدوں کو آراستہ اور بلند کرنے کی ممانعت نہیں نکلتی۔ دوسری حدیثوں سے اس امر کی کراہت ثابت ہے لیکن علماء نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں مصلحتاً مساجد کی بلندی پر سکوت کرنا چاہئے کیونکہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بہت بلند اور عمدہ بنانا شروع کیا ہے۔ اب اگر مسجدیں اگلی حالت پر رکھی جائیں تو عوام کی نظر میں اسلام کی تحقیر ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنی تھی اور اس کی چھت پر کھجور کی شاخیں پڑی تھیں برسات میں پانی ٹپکتا اور اس کے ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اس کی مرمت کی اور ستون نئی لکڑی کے لگائے لیکن دیواریں ویسی ہی رکھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت میں مسجد کی بہت درستی کی' دیواریں پتھر اور چونے سے بنوائیں اور نقشی پتھر اس میں لگوائے اور چھت ساگوان کا تیار کیا اور دوسرے صحابہؓ نے اس پر سکوت کیا تو گویا اجماع ہوگیا اس پر کہ مسجد پختہ اینٹ اور پتھر اور چونے سے بنانا اسی طرح ساگوان کی لکڑی اور نقشی پتھر اس میں لگانا درست ہے۔ خیر یہاں تک مضائقہ نہیں اگرچہ یہ امر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں نہ تھا مگر خلفائے راشدین کے وقت میں جاری ہوا تو بھی بدعت سیئہ نہیں ہوسکتا خرابی تو یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ نقش ونگار مسجد میں کرنے لگے اور سونے چاندی کے پانی پھرانے لگے اور دوسری طرح کے بہت تکلفات جن کی وجہ سے نمازیوں کے خشوع میں خلل پیدا ہوتا ہے اور یہ آرائشیں ظاہری تو بڑھائیں مگر اصلی آرائش کا خیال بالکل چھوڑ دیا' نماز کو شرائط اور آداب سے پڑھنا موقوف کر دیا جماعت کا اہتمام بالکل جاتا رہا۔ پس ایسی حالت میں یہ ظاہری آرائشیں سب کے نزدیک بدعت اور مکروہ ہوں گی مسجد کی تعمیر بقدر ضرورت کافی ہے اسی طرح اور سامان بھی سادہ اور بے تکلف ہی مناسب ہے تاکہ نماز میں خیال ادھر نہ جائے اور جو مزا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں ہے وہ کسی امر میں نہیں' اگرچہ یہود اور نصاریٰ ہماری مسجدوں کو بہ نگاہِ تحقیر دیکھیں تو دیکھا کریں دنیا کی ظاہری طمطراق انہی کو مبارک رہے۔ ہمارا دین غریب ہے غریبی ہی سے شروع ہوا ہے۔ مقصود مسجد سے خدا کی عبادت ہے جس مسجد میں نماز اور جماعت سنت کے موافق ہوتی ہو وہی مسجد سب مسجدوں سے افضل ہے۔

Marfat.com

۷۴۰: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَجَلِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُوْنَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِيْ كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهَا وَ كَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا۔

۷۴۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھتا ہوں تم میرے بعد اپنی مسجدیں بلند کرو گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند کیا ہے (اس کی سند ضعیف ہے' اس میں جنارہ بن مغلس کذاب ہے)۔

تشریح ⁂ اس حدیث میں بھی ایک پیشین گوئی ہے لیکن صراحتاً مسجدوں کو بلند کرنے سے ممانعت نہیں فرمائی۔

۷۴۱: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَهُمْ۔

۷۴۱: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی قوم کے اعمال کبھی خراب نہیں ہوئے مگر انہوں نے مسجدوں کو آراستہ کیا۔ اس کی سند میں بھی جبارہ ہے' علاوہ ازیں ابواسحاق مدلس بھی ہے۔

تشریح ⁂ بیشک اللہ آپ ﷺ کا ارشاد کیا درست ہے اور سچ نکلا جب سے مسلمانوں نے بلا ضرورت مسجدوں کی آراستگی میں مبالغہ شروع کیا اس وقت سے ان کے اعمال خراب ہو گئے۔ علم دین کی تعلیم یکقلم موقوف کر دی گئی۔ دینی مدرسے بالکل اٹھا دیئے گئے دینی طالبعلموں کی خوراک اور پوشاک کی خبر گیری بالکل چھوڑ دی گئی' جہالت کا بازار گرم ہو گیا' بدعات کا رواج ہو گیا لیکن مسجدوں کی آرائش روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ہر ایک مسجد والا اپنی مسجد کو دوسری مسجدوں سے بڑھاتا ہے اس طرح سے کہ ہر سال ایک نئے طور سے اس کی آرائش کرتا ہے واہ سبحان اللہ کیا ٹھہری بچوں کا کھوانا ٹھہرا جیسے بے وقوفوں کے ہاتھ داڑھی لگی ارے بھائی مسجد کی بڑی آراستگی یہی ہے کہ وہاں اول وقت اذان دی جائے امام دیندار اور عالم ہو۔ نماز سنت کے موافق شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کی جائے روشنی بقدر ضرورت کی جائے کہ نمازیوں کو اندھیرے کی تکلیف نہ ہو۔ اس سے زیادہ جو روپیہ بچے وہ علم دین کی ترقی میں صرف کیا جائے دینی کتابیں چھاپی جائیں' دینی واعظوں کو تنخواہ دی جائے کہ وہ کفار کو اسلام کی دعوت دیں' طالب علموں کی خبر گیری کی جائے مدرسین نوکر رکھے جائیں مدرسے کھلوائے جائیں اگر یہ جانتے ہوئے بھی کوئی شخص اپنا روپیہ ان کاموں میں صرف نہ کرے اور مسجد کے نقش و نگار اور آراستگی اور روشنی اور فرش فروش میں فضول مصارف کرے تو وہ گناہ گار ہوگا اور بعوض ثواب کے آخرت میں اس سے باز پرس ہوگی کیونکہ اس نے ظاہر کو آراستہ کیا اور باطن کو خراب اور اجاڑ کیا۔

۳: بَابُ اَيْنَ يَجُوْزُ بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ

باب: مسجد کن مقاموں میں بنانا درست ہے

۷۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي النَّجَّارِ وَ كَانَ فِيْهِ نَخْلٌ وَ مَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِنُوْنِيْ بِهٖ قَالُوْا لَا نَاْخُذُ لَهٗ ثَمَنًا اَبَدًا قَالَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۷۴۲: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ کی مسجد جو مدینہ منورہ میں ہے اس کی زمین بنی نجار (ایک قوم ہے انصار میں سے آنحضرت کا ننہالی رشتہ بھی اسی قوم سے تھا) کی ملک تھی اس میں کھجور کے درخت تھے اور مشرکوں کی قبریں تھیں تو آنحضرت ﷺ نے بنی نجار سے فرمایا تم اس زمین کی قیمت مجھ سے لے لو تو انہوں نے کہا ہم تو کبھی اس کی قیمت نہ لیں گے۔

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِيْهِ وَ هُمْ يُنَاوِلُوْنَهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ قَالَ وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ اَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ۔

راوی نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کو بناتے تھے اور صحابہ آپ کو سامان (پتھر اینٹ وغیرہ) دیتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے نہیں ہے عیش مگر آخرت کا عیش یا اللہ بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔ راوی نے کہا مسجد بننے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ نماز پڑھ لیتے جہاں پر وقت آجاتا۔

تشریح ؎ کوئی خاص جگہ معین نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کے لئے قبروں کو کھدوا ڈالا کیونکہ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں ان کی حرمت ضروری نہ تھی اگر مسلمانوں کی قبریں ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھدواتے اور یہ جو فرمایا کہ عیش نہیں ہے مگر عیش آخرت کا یہ نہایت درست کلام ہے اگر سچ پوچھو تو دنیا میں عیش ہی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی فکر نہ ہو جب بھی مرنے کی اور دکھ بیماری کی فکر لگی ہے۔ عیش تو اسی وقت سے شروع ہوگا جب کسی کو جنت میں جانے کا حکم ہو جائے گا۔ یا اللہ ہم کو جنت نصیب کر اپنے حبیب پاک اور ان کی آل اطہار کے طفیل سے۔

۷۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرَهٗ اَنْ يَّجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَاغِيَتُهُمْ۔

۷۴۳: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا طائف میں مسجد بنانے کا۔ اسی مقام پر جہاں طائف والوں کا پہلے بت تھا۔

تشریح ؎ تو بت خانہ کو توڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام میں مسجد بنانے کا حکم دیا۔ ایک دوسری حدیث میں بھی ہے کہ آپ نے ایک صحابی کو تھوڑا پانی دیا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر دی تھی اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے ملک تک لے جا جہاں تیری قوم کا گرجا ہے اس کو توڑ کر وہاں یہ پانی چھڑک دے پھر اس کو مسجد بنا ڈال۔ ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ بت خانہ گرجا کو توڑ کر اسی مقام پر مسجد بنانا درست ہے بلکہ اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ کفر کی بے عزتی ہوتی ہے اور جہاں پر غیر اللہ کی پرستش ہوتی تھی وہاں اللہ جل جلالہ کی پرستش جاری ہوتی ہے اور بہت سے اولیاء اللہ اور سلاطین نے اگلے زمانوں میں ایسا کیا ہے جیسے حضرت سید سالار مسعود غازی نے سومنات کھنڈ کو توڑ کر باغ اور مسجد بنایا اور سلطان محمود غزنوی اور سلطان اورنگزیب عالمگیر نور اللہ مرقدہما نے بہت سے بت خانوں کو توڑ کر بجائے ان کے مسجدیں بنوائیں۔

۷۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيُنَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ سُئِلَ عَنِ الْحِيْطَانِ تُلْقٰى فِيْهَا الْعَذِرَاتُ فَقَالَ اِذَا سُقِيَتْ مِرَارًا فَصَلُّوْا فِيْهَا يَرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

۷۴۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ باغوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے وہاں جاندار نجاست کا ڈالا جاتا ہے۔ عبداللہ نے کہا جب کئی بار وہ سینچ دیئے جائیں اور پانی اوپر سے بہ جائے) تو وہاں نماز پڑھو۔ عبداللہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

تشریح ؎ تو جس زمین پر نجاست ڈالی گئی لیکن اس کے بعد کئی بار اوپر سے پانی بہایا گیا اور نجاست کا اثر چلا گیا تو وہ زمین پاک ہوگئی اب اس پر نماز پڑھنا درست ہے باغ کا بھی یہی حکم ہے بلکہ باغ میں نماز پڑھنا مسنون ہے اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے جس نے عنعنہ سے روایت کی۔

Marfat.com

۴:بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِیْ تُکْرَہُ فِیْھَا الصَّلٰوۃُ

۷۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْہِ وَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبُرَۃَ وَالْحَمَّامَ۔

باب: جن مقاموں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے ان کا بیان

۷۴۵: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری زمین مسجد ہے (یعنی ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں' سوا مقبرہ اور حمام کے۔)

تشریح ❁ مقبرہ اور حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تنزیہاً حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد کے نزدیک حرام ہے اور نماز جائز نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے اور حنفیہ کے علماء نے لکھا ہے کہ اگر قبرستان میں کوئی جگہ ایسی ہو جہاں قبریں نہ ہوں اور وہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں نماز پڑھنا درست ہوگا۔ مگر یہ قول ظاہر حدیث کے خلاف ہے اور حمام میں بھی نماز سے ممانعت ہو اس لئے کہ وہاں لوگ نہاتے ہیں طہارت کرتے ہیں وہاں کی زمین اکثر نجس ہوتی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ قبرستان میں اس وقت نماز مکروہ ہے جب وہاں قبریں کھدی پڑی ہوں کیونکہ مٹی نجس ہوگی مردوں کی پیپ اور نجاست مل جانے سے لیکن اگر پاک جگہ ہو تو نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے یہ قول بھی حدیث کے خلاف ہے اور قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی صالح اور بزرگ کی قبر کے پاس مسجد بنا لے اور وہاں نماز پڑھنے سے میت کی تعظیم کا قصد نہ کرے نہ اس کی قبر کی طرف منہ کرے بلکہ اس کی نیت یہ ہو کہ اس بزرگ کی روح سے فیوض پہنچیں اور عبادات میں لذت حاصل ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود حطیم میں حضرت اسماعیل کی قبر اور وہاں نماز پڑھنا سب مقاموں سے زیادہ افضل ہے انتہیٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ قاضی کا یہ قول ہے اور حدیث میں مقبرہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے نہ اس مقام میں جہاں ایک یا دو قبریں اور خود مسجد نبوی ﷺ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبریں موجود ہیں لیکن اس زمانہ میں جب کہ شرک اور کفر کی گرم بازاری ہو رہی ہے احتیاطاً بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانے سے روکنا چاہئے تاکہ لوگ رفتہ رفتہ قبر کی ناجائز تعظیم نہ کرنے لگیں اور حطیم میں جو قبر ہے وہ نمایاں نہیں ہے اور ایسی قبر ضرر نہیں کرتی کیونکہ ایسی قبر سے تو غالباً کوئی جگہ زمین میں خالی نہ ہوگی۔ اب رہی مسجد نبوی وہاں بھی حجرہ شریف مسجد سے خارج تھا اور قبریں مسجد کے باہر تھیں جب سے مسجد وسیع کی گئی اور حجرہ شریف مسجد کے اندر آ گیا تو علماء نے قبروں کو بالکل بند کروا دیا اب کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبر نظر نہیں آ سکتی اور ظاہر ہے کہ ایسی قبر ضرر نہیں کرتی جو دکھائی نہ دے۔ اس پر بھی اگر کوئی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف توجہ کرے یا اس کی تعظیم کی نیت کرے نماز میں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبادت خاص ہے خداوند کریم سے جو کوئی سوائے خدا کے اور کسی عبادت کرے اگرچہ ہو کتنا ہی بڑا شخص وہ وہ کافر ہو جائے گا اور دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ میری قبر کو بت مت بنائیو جس کی پرستش کی جائے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یہود اور نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا اور جب قبر کو مسجد بنانے والے پر لعنت ہوئی حالانکہ مسجد میں خداوند کریم کی عبادت ہوتی ہے تو جو کوئی خود قبر کی عبادت کرے جیسے اس کو سجدہ کرے عبادت کی نیت سے یا اس کا طواف کرے عبادت کی نیت سے یا صاحب قبر سے دعا مانگے وہ بطریق اولیٰ ملعون اور مردود اور کافر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو شرک اور کفر سے بچائے آمین یارب العالمین۔

۷۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰھِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَیُّوْبَ عَنْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرَۃَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

۷۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سات جگہ نماز پڑھنے سے گھورے میں (جہاں نجاست اور لید اور کچرا پڑتا ہے) اور

Marfat.com

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالْحَمَّامِ وَ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَ فَوْقَ الْكَعْبَةِ۔

کیلے میں (جہاں جانور ذبح کئے جاتے ہیں) اور مقبرے میں اور سڑک پر اور حمام میں اور اونٹوں کی بیٹھنے کی جگہ اور کعبے کی چھت پر۔

تشریح ۞ گھورے میں تو نجاست ہی ہوتی ہے اسی طرح کیلے میں اور مقبرے میں بھی نجاست کا گمان ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ لوگ قبروں کی زیارت نہ کرنے لگیں۔

اور سڑک پر نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا کہ چلنے والوں کو حرج نہ ہو اور (خود نمازی) کو بھی تکلیف نہ پہنچے رات کو اکثر سانپ اور موذی جانور بھی سڑک پر سے جاتے ہیں۔

اور حمام کی زمین اکثر نجس ہوتی ہے اور اونٹوں کا تھان بھی اکثر نجاست سے خالی نہیں ہوتا اور اگر اونٹ وہاں موجود ہوں تو ڈر ہے کہ وہ بھڑکیں اور نمازی کو صدمہ پہنچے اور کعبے کی چھت پر نماز پڑھنے میں بے ادبی ہے کعبے کی اس لئے منع کیا واللہ اعلم۔

۷۴۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ دَاوٗدَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي الْحُسَيْنِ قَالَا ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ سَبْعٌ مَوَاطِنَ لَا تَجُوْزُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ ظَاهِرُ بَيْتِ اللهِ وَالْمَقْبُرَةُ وَالْمَزْبَلَةُ وَالْمَجْزَرَةُ وَالْحَمَّامُ وَ عَطَنُ الْاِبِلِ وَمَحَجَّةُ الطَّرِيْقِ۔

۷۴۷: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات مقاموں میں نماز جائز نہ ہوگی۔ ایک تو بیت اللہ کی چھت پر، دوسرے مقبرے میں، تیسرے گھورے میں، چوتھے کیلے میں، پانچویں حمام میں، چھٹے اونٹوں کے تھان میں، ساتویں چلتے راستے میں۔

۵:بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسَاجِدِ

باب: جو کام مساجد میں مکروہ ہیں

۷۴۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبِيْرَةَ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ خِصَالٌ لَا تَنْبَغِيْ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُتَّخَذُ طَرِيْقًا وَ لَا يُشْهَرُ فِيْهِ سِلَاحٌ وَ لَا يُقْبَضُ فِيْهِ بِقَوْسٍ وَ لَا يُنْشَرُ فِيْهِ نَبْلٌ وَ لَا يَمُرُّ فِيْهِ بِلَحْمٍ فِيْءٍ وَلَا يُضْرَبُ فِيْهِ حَدٌّ وَ لَا يُقْتَصُّ فِيْهِ مِنْ اَحَدٍ وَ لَا يُتَّخَذُ سُوْقًا۔

۷۴۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چند باتیں مسجد میں نہ کرنی چاہئیں اس کو راستہ نہ بنانا چاہئے، وہاں ہتھیار نہ کھینچنا چاہئے جیسے تلوار وغیرہ کو ننگا نہ کرنا کمان نہ پکڑنا چاہئے (تیر مارنے کے لئے) تیر نہ نکالنا چاہئے، کچا گوشت لے کر مسجد میں سے نہ گزرنا چاہئے، وہاں کسی کو حد نہ مارنا چاہئے، وہاں کسی سے قصاص نہیں لینا چاہئے اس کو بازار نہ بنانا چاہئے (اس حدیث کی سند ضعیف ہے زید بن جبیرہ متفقہ طور پر ضعیف ہے)

تشریح ۞ مسجد کا بازار بنانا یہ ہے کہ وہاں خرید و فروخت کی جائے اور کچا گوشت مسجد میں لانے سے منع کیا اس لئے کہ اس میں بو ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی پیاز یا گندنا کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے پس پیاز اور لہسن کا بھی لانا مسجد میں منع ہوگا اور اسی حکم میں ہے وہ ہر ترکاری جس میں بدبو ہو، جیسے مولی وغیرہ گو اس کی تصریح حدیث میں نہیں ہے اور ایک بار میں گنج مراد آباد میں حضرت مولانا سید فضل رحمٰن صاحب نقشبندی کی مسجد میں حاضر تھا ایک شخص میرے ساتھیوں میں سے مولیاں لے کر مسجد

Marfat.com

میں آئے مولانا بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ مسجد میں تو مولیاں لاتا ہے مجھ کو اس وقت یہ شبہ ہوا کہ حدیث میں مولیاں لانے کی ممانعت نہیں آئی ہے۔لیکن جب کچا گوشت لانے کی اور پیاز اور لہسن کی ممانعت ہوئی تو مولی کا حکم بھی اس پر قیاس کر سکتے ہیں۔

۷۴۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ الْكِنْدِيُّ ثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ الْبَيْعِ وَالْاِبْتِيَاعِ وَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسَاجِدِ۔

۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مسجد میں بیچنے اور خریدنے سے اور مسجد میں اشعار پڑھنے سے۔

تشریح ۞ علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ مسجد میں ہر وہ کام منع ہے جس کے لئے مسجد نہیں بنائی گئی جیسے سیکھنا لکھنا' بچوں کو پڑھانا اور بیچنا اور خریدنا مگر جو شخص اعتکاف میں ہو اس کو مسجد میں خرید اور فروخت درست ہے پر اسباب تجارت کا مسجد میں نہ لائے اور بری بدعتوں میں سے ہے کہ کعبہ کا پردہ بیچنا مقام ابراہیم کے پیچھے اسی طرح کتابوں وغیرہ کا بیچنا مسجد میں اور ابن حجر نے کہا کہ سلائی کے لئے بھی مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر کبھی کوئی چیز مسجد میں سے لے تو قباحت نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ایک درزی کو دیکھا تو حکم دیا اس کو نکال دینے کا اور عطاء بن سیار کے سامنے کوئی جب بیچنے والا مسجد میں آتا تو کہتے تو دنیا کے بازار میں جا اور اشعار وہ منع ہیں جن کے مضامین خلاف شرع اور مذموم ہوں لیکن عمدہ مضمون کے اشعار جن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعریف ہو یا ان دونوں کی محبت اور عشق کی ترغیب ہو یا ترک دنیا اور توجہ الی اللہ کے مضمون ہوں ان کا مسجد میں پڑھنا درست ہے۔حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھتے تھے جن میں مشرکوں کی ہجو ہوتی اور اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے ان کا جواب ہوتا اور کعب بن زبیر نے اپنا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں سنایا اور امام احمد نے مسند میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعر مثل اور کلام کے ہے جو عمدہ ہے وہ عمدہ ہے اور جو بری ہے وہ بری ہے اور ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسانؓ کو دھمکایا مسجد میں اشعار پڑھنے پر تو حسانؓ نے جواب دیا کہ میں ان کے سامنے پڑھتا تھا جو تم میں سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر حضرت عمرؓ چپ ہو رہے اور شعروں پر قیاس کیا ہے دنیا کی باتوں کو' اگر ضرورت سے کوئی دنیا کی بات کرے تو اس میں قباحت نہیں ہے البتہ فضول اور بیکار دنیا کی باتیں کثرت سے مسجد میں کرنا اچھا نہیں ہے گو اس کی ممانعت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

۷۵۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِيْنَكُمْ وَ شِرَاءَ كُمْ وَ بَيْعَكُمْ وَ خُصُوْمَاتِكُمْ وَ رَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَ اِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَ سَلَّ سُيُوْفِكُمْ وَ اتَّخِذُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَ جَمِّرُوْهَا فِي الْجُمَعِ۔

۷۵۰: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بچاؤ اپنی مسجدوں کو بچوں اور دیوانوں سے اور خریدنے اور بیچنے سے اور جھگڑوں سے اور آوازیں بلند کرنے سے اور حدیں قائم کرنے سے اور تلواریں کھینچنے سے اور مسجد کے دروازوں پر طہارت کے واسطے جگہ بناؤ اور جمعہ کے روز مسجد میں دھونی کرو خوشبو کی۔(اس میں حارث بن نبہان بالاتفاق ضعیف ہے۔)

تشریح ۞ اس حدیث کی اسناد میں محدثین کو کلام ہے کئی راوی اس میں ضعیف ہیں اور بچوں کو مسجد میں لانا اس وقت مکروہ

Marfat.com

ہے جب وہ روتے چلاتے ہوں یا ان کے پیشاب اور پاخانہ کر دینے کا ڈر ہو۔ ورنہ دوسری صحیح حدیثوں سے بچوں کا مسجد میں آنا ثابت ہے اسی طرح آواز بلند کرنا مسجد میں منع ہے کیونکہ ادب کے خلاف ہے اور اس سے تکلیف ہوگی دوسرے لوگوں کو اور مسجد نبوی میں آواز بلند کرنا حرام ہے بموجب نص قرآنی اور حدیث کی حرمت اور عظمت وفات کے بعد بھی ویسی ہی ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھی کیونکہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کا جسم مبارک صحیح وسلامت ہے اور سلام سنتے ہیں سلام کرنے والے کا اور درود سنتے ہیں درود پڑھنے والے کا صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

۶: بَابُ النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں سونے کا بیان

۷۵۱: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ نُمَيْرٍ اَنْبَاَنَا عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

۷۵۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم مسجد میں سویا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

تشریح ۞ مسجد میں سونا جائز ہے خصوصاً مسافر کے واسطے مگر جن لوگوں کا گھر بار موجود ہو ان کے لئے ہمیشہ مسجد میں سونے کی عادت کرنا بعضوں نے مکروہ رکھا ہے اور جو لوگ نماز کے لئے مسجد میں آئیں وہ اگر وہاں سو جائیں تو درست ہے۔ صحابہ نے ایسا کیا ہے۔

۷۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُوْسٰى ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيٰى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ يَعِيْشَ بْنَ قَيْسِ بْنِ طِخْفَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوْا فَانْطَلَقْنَا اِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ وَ اَكَلْنَا وَ شَرِبْنَا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ شِئْتُمْ نِمْتُمْ هَاهُنَا وَ اِنْ شِئْتُمْ اِنْطَلَقْتُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَقُلْنَا بَلْ نَنْطَلِقُ اِلَى الْمَسْجِدِ۔

۷۵۲: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے یعیش بن قیس بن طخفہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اپنے باپ قیس بن طخفہ سے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ انہوں نے کہا ہم سے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلو، ہم چلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف وہاں ہم نے کھایا اور پیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہیں سو جاؤ، چاہو تو مسجد میں جاؤ (وہاں سو رہو) ہم نے کہا ہم مسجد میں جاتے ہیں (وہیں سوئیں گے تاکہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف نہ ہو)۔

تشریح ۞ اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جو مسجد نبوی کے صفہ یعنی سائبان میں پڑے رہتے تھے ان کا گھر بار نہ تھا نہ مال واسباب ان کے پاس تھا مسکین تھے کوئی کھلا دیتا تو کھا لیتے بعضوں نے کہا صوفی صفہ سے نکلا ہے اصل میں صفی تھا بہ تشدید فا ایک فا کو واؤ سے بدل دیا۔

۷: بَابُ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ

باب: کون سی مسجد پہلے بنائی گئی

۷۵۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ

۷۵۳: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کون سی مسجد (دنیا میں) پہلے بنائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام (یعنی مکہ معظمہ کی مسجد) میں نے عرض کیا، پھر کون سی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) میں نے عرض کیا، دونوں

Marfat.com

قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَصَلّٰى فَصَلِّ حَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ۔

مسجدوں میں کتنا فاصلہ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس برس کا' پھر ساری زمین تیرے لئے نماز کی جگہ ہے جہاں وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے۔

تشریح ❁ ظاہراً اس میں اشکال ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس میں چالیس برس کا فاصلہ ہے کیونکہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور ان دونوں میں ہزار برس سے زیادہ کا فاصلہ تھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنا کیا تھا اور ممکن ہے کہ ان دونوں کی بِنا میں چالیس برس کا فاصلہ ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے اپنے وقت میں ان بناؤں کو جو مٹ گئی تھیں تازہ کیا اور ابن ہشام نے تاریخ میں بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا پھر اللہ تعالیٰ ان کو ملک شام میں لے گیا وہاں انہوں نے بیت المقدس کو بنایا۔ بہر حال جو حضرت نے فرمایا وہ صحیح ہے اگر چہ تاریخ والے اس کے خلاف بھی لکھیں نہ کہ جب تاریخ والے بھی اس کے موافق لکھیں' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے خانہ کعبہ اور بیت المقدس کو تعمیر کیا ہو جس میں چالیس سال کا وقفہ ہو۔

۸: بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ

باب: گھروں میں مسجد بنانے کا بیان

۷۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا اِبْرٰهِمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ كَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَلْوٍ فِيْ بِئْرٍ لَهُمْ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ السَّالِمِيِّ وَ كَانَ اِمَامَ قَوْمِهٖ بَنِيْ سَالِمٍ وَ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ قَدْ اَنْكَرْتُ مِنْ بَصَرِيْ وَ اِنَّ السَّيْلَ يَأْتِيْ فَيَحُوْلُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ وَ يَشُقُّ عَلَيَّ اِجْتِيَازُهٗ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَاَفْعَلُ قَالَ اَفْعَلُ اِفَغَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَعْدَمَا اشْتَدَّ النَّهَارُ وَ اسْتَاْذَنَ فَاَذِنْتُ لَهٗ وَ لَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ

۷۵۴: حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد تھی جو آپؐ نے ان کو ڈول سے لے کر ان کے کنویں میں کر دی تھی انہوں نے روایت کی عتبان بن مالک سالمی سے وہ امام تھے اپنی قوم بنی سالم کے اور بدر کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے انہوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی نگاہ میں فرق پاتا ہوں اور پانی کا سیلاب مجھ میں اور میری قوم کی مسجد میں حائل ہوتا ہے اس کے پار جانا مجھ کو مشکل ہوتا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں' میں اس کو نماز کی جگہ مقرر کرلوں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا میں آؤں گا۔ دوسرے آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ چلے' جب دن چڑھ گیا تھا اور میرے مکان پر آکر آپؐ نے اندر آنے کے لئے اذن مانگا میں نے اذن دیا آپؐ بیٹھے نہیں اور فرمایا کہ تو کون سے مقام پر چاہتا ہے؟ وہاں میں نماز پڑھوں تیرے گھر میں میں نے ایک جگہ بتلا دی جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا تھا۔ آپؐ کھڑے

Marfat.com

فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ احْتَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهُمْ۔

ہوئے اور ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں ہم کو پھر میں نے آپ کو روک رکھا حلیم کھانے کے لئے جو تیار ہو رہا تھا لوگوں کے لئے۔

تشریح ۞ حدیث میں خزیرہ ہے وہ یہ ہے کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سے پانی میں پکائیں جب پک جائے تو اس پر آٹا چھڑک دے۔ اگر اس میں آٹا نہ ہو تو اس کو عصبدہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ خزیرہ بھوسے کا ہوتا ہے اور جس میں آٹا پڑتا ہے اس کو خزیرہ کہتے ہیں اور اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں گھر میں مسجد بنانا' چاشت کی نماز جماعت سے پڑھنا' نیک لوگوں کے آثار سے برکت لینا اندھے کو جماعت معاف ہونا غیر کے گھر میں جانے سے پہلے اذن لینا' نفل نماز جماعت سے جائز ہونا وغیرہ۔

۷۵۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ الحزقى ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَرْسَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعَالَ فَخُطَّ لِيْ مَسْجِدًا فِيْ دَارِيْ اُصَلِّيْ فِيْهِ وَ ذَالِكَ بَعْدَ مَا عَمِيَ فَجَاءَ فَفَعَلَ۔

۷۵۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک انصاری مرد (عتبان بن مالک) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ آپؐ میرے پاس تشریف لائیے اور میرے گھر میں ایک مسجد کا خط کر دیجئے' میں وہاں نماز پڑھا کروں یہ اس شخص نے جب کہلا بھیجا کہ وہ اندھا ہو گیا تھا آپ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور ایسا ہی کیا۔

۷۵۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُوْدِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمَتِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَاْكُلَ فِيْ بَيْتِيْ وَ تُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ فَاَتَاهُ وَ فِي الْبَيْتِ فَحْلٌ مِنْ هٰذِهِ الْفُحُوْلُ فَاَمَرَ بِنَاحِيَةٍ مِنْهُ فَكُنِسَ وَ رُشَّ فَصَلّٰى وَ صَلَّيْنَا مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مَاجَةَ الْفَحْلُ هُوَ الْحَصِيْرُ الَّذِيْ قَدِ اسْوَدَّ۔

۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ایک چچا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں چل کر کھانا کھائیے اور وہیں نماز پڑھئے آپ تشریف لے گئے ان کے گھر میں وہاں ایک فحل پڑا تھا ان فحلوں میں سے آپ نے حکم دیا اس کا ایک کونا جھاڑا گیا پھر اس پر پانی چھڑکا گیا' بعد اس کے آپؐ نے نماز پڑھی (اس فحل پر) اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی' امام ابوعبداللہ بن ماجہ نے کہا فحل اس بوریئے کو کہتے ہیں جو کالا ہو گیا ہو۔

تشریح ۞ اس حدیث سے بوریئے پر نماز پڑھنا ثابت ہوا اور پرانے بوریئے پر بھی جو بچھتے بچھتے کالا ہو گیا تھا' صرف صفائی کے لئے آپ ﷺ نے اس کا ایک کونہ جھڑوا دیا اور تھوڑا پانی اس پر چھڑک دیا۔ اہل حدیث کا طرز یہی ہے کہ وہ ہر فرش پر نماز پڑھ لیتے ہیں' گو وہ کتنا ہی پرانا ہو بشرطیکہ اس کی نجاست کا یقین نہ ہو اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو وہ پاک ہی سمجھا جائے گا اس لئے کہ اصل ہر شے میں پاکی ہی ہے۔

Marfat.com

۹:بَابُ تَطْهِيْرُ الْمَسَاجِدِ وَ تَطْيِيْبِهَا

۷۵۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِی الْجَوْنِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْمَدَنِیُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اَبِی مَرْيَمَ عَنْ اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخْرَجَ اَذًی مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ۔

۷۵۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ وَ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا ثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ اَنْ تُبْنٰی فِی الدُّوْرِ وَ اَنْ تُطَهَّرَ وَ تُطَيَّبَ۔

باب: مسجدوں کو پاک صاف رکھنے کا بیان

۷۵۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں سے کوڑا کرکٹ نکالے تو اللہ جل جلالہٗ اس کے لئے ایک گھر بنائے گا جنت میں۔

(اس حدیث کی سند منقطع بھی ہے اور ضعیف بھی)

۷۵۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا محلوں میں مسجدیں بنانے کا اور حکم دیا مسجدوں کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا۔

تشریح ❁ یعنی اگر ایک تو اس میں قباحت نہیں ہے کیونکہ ہر نماز کے لئے ساری بستی والے ایک مسجد میں جمع ہوا کریں یہ ان پر دشوار ہوتا ہے مگر جمعہ کی نماز ایک ہی مسجد میں بہتر ہے۔ اسی طرح عید کی نماز بستی کے باہر پڑھی جائے اور سب مسلمان وہاں جمع ہوں اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں خوشبو کی دھونی کرنا جیسے لوبان عود کی مستحب ہے اور امام مالکؒ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دھونی کرنا منقول ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھتے خطبہ کے لئے اور بعضوں نے زعفران اور عطر سے مسجد کا معطر کرنا مستحب رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں زعفران لگانا منقول ہے۔ جب آپ ﷺ نے بلغم کو مسجد میں سے صاف کیا تھا اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب کعبہ بنایا تو اس کی دیواروں پر مشک ملی اور مسجد میں جھاڑو دینا اور اس کو صاف رکھنا بالاتفاق مستحب ہے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی خاک ایک شاخ سے صاف کرتے تھے۔

۷۵۹: حَدَّثَنَا رِزْقُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِیُّ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ و تُطَيَّبَ۔

۷۵۹: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مسجدیں بنانے کا محلوں میں اور ان کے پاک اور معطر رکھنے کا۔

۷۶۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اِيَّاسٍ عَنْ يَحْيَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَاطِبٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَسْرَجَ فِی الْمَسَاجِدِ تَمِيْمُ الدَّارِیُ۔

۷۶۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے پہلے جس نے مسجد میں چراغ لگایا وہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی تھے) یہ حدیث موقوف ہے اور اس کی سند میں خالد بن ایاس ضعیف ہے۔

Marfat.com

۱۰: بَابُ كِرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں تھوکنے کی کراہت

۷۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ اَبُوْ مَرْوَانَ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَ لَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ لْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

۷۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں بلغم دیکھا (منہ سے نکلا ہوا جس کو رینٹ کہتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری سے اس کو رگڑ ڈالا (یہ انتہا کا تواضع ہے قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی تھوکے یا سنکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے نہ سنکے نہ داہنی طرف بلکہ بائیں طرف تھوکے یا اپنے پاؤں کے نیچے۔

۷۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيْفٍ ثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتّٰى اَحْمَرَّ وَجْهُهٗ فَجَاءَتْهُ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَ جَعَلَتْ مَكَانَهَا خُلُوْقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا۔

۷۶۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے میں (یعنی قبلے کی دیوار میں) بلغم دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اتنے میں ایک انصاری عورت آئی اس نے بلغم کو مل ڈالا اور اس کی جگہ خوشبو لگا دی آپؐ نے فرمایا یہ کیا اچھا کام ہے۔

تشریح ۞ یعنی عورت کی تعریف کی کہ اس نے مسجد میں سے کراہت کی چیز نکال ڈالی اور اس کے بعد خوش بو لگائی قبلہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں صاف دیوار تھی اور محراب نہ تھی اور ایک جماعت سلف نے محراب بنانے کو مکروہ رکھا ہے کیونکہ وہ بدعت ہے اور سب سے پہلے محراب مسجد میں عمر بن عبدالعزیز نے نکالی' جب وہ عامل تھے ولید بن عبدالملک کے انہوں نے مسجد نبوی کو از سر نو بنایا' اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں منبر بنا ہوا نہ تھا بلکہ سبز لکڑی کا علیحدہ تیار کیا گیا تھا جب خطبہ کی ضرورت ہوتی تو اس کو لاتے بعد اس کے اٹھا ڈالتے۔ پس جو شخص سنت کی پیروی چاہے وہ مسجد میں محراب اور منبر نہ بنائے۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں ایک مسجد بھی سنت کے طریق پر بنی ہوئی نہیں ملتی البتہ بنگلور میں ایک مسجد اہل حدیث کی اس طرح سے تیار ہوئی ہے اللہ جل جلالہ اس کو آباد رکھے۔

۷۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَ هُوَ يُصَلِّيْ بَيْنَ يَدَى النَّاسِ فَحَكَّتْهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ

۷۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے میں بلغم دیکھا اور آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے لوگوں کے سامنے آپؐ نے اس کو رگڑ ڈالا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں ہو تو گویا اللہ اس کے منہ کے سامنے ہے اگرچہ وہ

Marfat.com

كَانَ اللّٰهُ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلَاةِ۔

اپنی ذات سے عرش مقدس پر ہے پھر اس کو چاہئے کہ نماز میں اپنے منہ کے سامنے بلغم نہ پھینکے۔

تشریح ❁ اس لئے کہ اس میں بڑی بے ادبی ہے مالک جب سامنے ہو اور اسی طرف تھوکے۔ اس حدیث میں جہمیہ اور مبتدعہ کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ معاذ اللہ اللہ جل جلالہ ہر مکان اور ہر جہت میں ہے کیونکہ یہ تشبیہ ہے اور گویا کا لفظ دلالت کرتا ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے یعنی خدا کی رحمت نمازی کے سامنے ہے پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم کے سامنے ہونے سے اس کی رحمت کا سامنے ہونا مراد ہوتا ہے اور اگر خدا ہر جگہ ہر مکان میں ہوتا جیسے اہل بدعت کا اعتقاد ہے تو بائیں طرف بھی تھوکنا ویسا ہی منع ہوتا جیسے سامنے تھوکنا۔

۷۶۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَكَّ بُزَاقًا فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ۔

۷۶۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے میں جو تھوک لگا تھا اس کو رگڑ ڈالا۔

۱۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں گمشدہ چیز پکار کر ڈھونڈنے کی ممانعت

تشریح ❁ یعنی جو چیز باہر گم ہوگئی ہو جیسے جانور وغیرہ اس کی تلاش مسجد میں کرنا جیسے اونٹ والے نے کہا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز جیسے جوتا وغیرہ مسجد میں گم ہو تو وہ اس کو تلاش نہ کرے غرض یہ ہے کہ مسجد میں چلانا اور پکارنا منع ہے اور عرب کا قاعدہ یہ تھا کہ گم شدہ چیز کے لئے وہ آواز بلند کرتے لہٰذا اس سے منع کیا۔

۷۶۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ سَعِيْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ: لَا وَجَدْتَّهٗ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهٗ۔

۷۶۵: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک شخص نے پکارا کس نے مجھ کو بلایا تھا لال اونٹ کے لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ تجھے نہ ملے مسجدیں جس کام کے لئے بنی ہیں اس کے لئے ہی بنی ہیں۔

تشریح ❁ یعنی اللہ جل جلالہ کی یاد کے لئے اور تلاوتِ قرآن اور وعظ اور تعلیم قرآن اور حدیث کے لئے اور امام مالک نے مسجد میں علمی بحث کرنا بھی مکروہ رکھا ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو جائز رکھا ہے اور ہمارے مشائخ حدیث رضوان اللہ علیہم ہمیشہ مسجد میں علوم دینی کی تعلیم کرتے رہے اور تعلیم میں کبھی بحث کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا نکاح مسجد میں پڑھانا درست ہے بلکہ سنت ہے۔

۷۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى عَنْ اِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۷۶۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لئے چلانے سے منع کیا۔

Marfat.com

۷۶۷: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَسَدِىِّ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِى الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَارَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا۔

۷۶۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ارشاد) فرماتے تھے: جو شخص سنے کہ کوئی شخص مسجد میں چلا رہا ہے کہ گم شدہ چیز کے لئے تو کہے اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

تشریح ۞ اور بعض علماء نے مسجد میں خیرات کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ ملا علی قاری حنفی نے کہا اس میں کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں مسجد میں آیا ایک سائل ملا تو میں نے ایک روٹی کا ٹکڑا جو عبدالرحمن کے ہاتھ تھا اس سے لے کر سائل کو دے دیا اور بیہقی نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیک عطفانی کو نماز کا حکم دیا خطبہ کی حالت میں تا کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کو صدقہ دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا لوگوں کو صدقہ دینے کا منبر پر لیکن اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ سلیک سائل تھا اور بعض علماء کے نزدیک مسجد میں خیرات کرنا درست نہیں وہ کہتے ہیں حدیث میں ہے قیامت کے دن آواز دی جائے گی اللہ کے دشمن اٹھیں تو وہ لوگ اٹھیں گے جو مسجد میں سوال کیا کرتے تھے اور بعضوں نے کہا جو سائل مسجد میں لوگوں کو تکلیف دے اس کو نہ دینا چاہئے اور جو تکلیف نہ دے اس کو دینا بہتر ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ مسجد میں سوال کیا کرتے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی خیرات کی نماز کے اندر جب یہ آیت اتری یؤتون الزکوۃ وھم راکعون میں کہتا ہوں اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد میں تھے بہر حال یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

۱۲: بَابُ الصَّلَاةِ فِىْ اِعْطَانِ الْاِبِلِ وَ مُرَاحِ الْغَنَمِ

باب: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے

۷۶۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا ثَنَا هِشَامٌ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ لَمْ تَجِدُوْا اِلَّا مَرَابِضَ الْغَنَمِ وَاَعْطَانَ الْاِبِلِ فَصَلُّوْا فِىْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَ لَا تُصَلُّوْا فِىْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ۔

۷۶۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم کو اور جگہ نہ ملے۔ (نماز پڑھنے کے لئے) سوا بکریوں کے باڑہ کے اور اونٹوں کے باڑہ کے تو بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھو اور اونٹوں کے باڑہ میں نماز مت پڑھو۔

تشریح ۞ ہر چند بکری اور اونٹ دونوں حلال جانور ہیں مگر فرق یہ ہے کہ بکریوں سے ضرر کا اندیشہ نہیں اور اونٹوں سے جان کا اندیشہ ہے اگر وہ بھڑکیں تو نمازی کو چوٹ آئے اس کا ڈر ہے اور بعضوں نے کہا اونٹ کی خلقت شیطان سے ہے جیسا آگے آئے گا۔

۷۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ هُتَيْمٌ عَنْ

۷۶۹: حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَ لَا تُصَلُّوْا فِيْ اِعْطَانِ الْاِبِلِ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھ لو اور اونٹوں کے باڑہ میں نماز مت پڑھو ان کی خلقت میں شیطنت ہے۔

تشریح ❁ یعنی شرارت ہے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اونٹ شیطان سے پیدا ہوں اور نہ وہ حلال نہ ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز نہ ادا کرتے لیکن شافعی کی روایت میں یوں ہے کہ جب تم اونٹوں کے باڑہ میں ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ اونٹ جن ہیں اور جنوں سے پیدا ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اونٹوں میں شرارت کا مادہ زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہاں نماز پڑھنا منع ہے۔ اب اختلاف ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے یا تحریمی۔ لمعات میں ہے کہ دوسرا قول صحیح ہے پس اگر کوئی اونٹوں کے تھان میں نماز پڑھ لے اور جگہ پاک ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی اکثر علماء کے نزدیک۔ واللہ اعلم۔

۷۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ رَبِيْعِ ابْنِ مَبْرَةَ مَعْبَدٍ الْجُهَنِّيُ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا يُصَلَّى فِيْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ وَ يُصَلّٰى فِيْ مُرَاحِ الْغَنَمِ۔

۷۷۰: حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹوں کے باڑہ میں نماز نہ پڑھی جائے اور بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھی جائے۔

۱۳: بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھے

۷۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ: قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔

۷۷۱: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جگر گوشہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی جاتا ہوں میں اللہ کا نام لے کر سلام ہو اللہ کے رسول پر یا اللہ بخش دے میرے گناہ اور کھول دے میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو یہی فرماتے لیکن رحمت کے بدل فضل کہتے۔

۷۷۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَا ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ

۷۷۲: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو اللہ کے پیغمبر پر سلام بھیجے پھر کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

Marfat.com

ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ اِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۔

۷۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ الْحَنَفِيُّ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَ لْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ اِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

۷۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو سلام بھیجے اللہ کے نبیؐ پر اور کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو سلام بھیجے اللہ کے نبیؐ پر اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یا اللہ مجھ کو بچا شیطان مردود سے۔

تشریح (۱) مسجد سے نکلتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کی وجہ وہ ہے جو ابن انسی نے روایت کی کہ تم میں سے کوئی جب مسجد سے نکلنا چاہے تو ابلیس کے لشکر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی طرح جو شہد پر جمع ہوتی ہیں وہ جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو تو کہے یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ابلیس سے اور اس کے لشکر سے جب یہ کہہ لے گا تو اس کو نقصان نہ ہوگا۔

۱۴: بَابُ الْمَشْيِ اِلَى الصَّلٰوةِ

باب: نماز کے لئے چلنے کی فضیلت

۷۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ۔

۷۷۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں آئے اور نہ اٹھائے اس کو کوئی چیز سوا نماز کے نہ نیت ہو کسی اور چیز کی سوائے نماز کے تو وہ جو قدم اٹھائے گا ہر قدم کے بدلے ایک درجہ اس کا بلند ہوگا اور ایک گناہ اس کا مٹ جائے گا یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو جائے تو نماز ہی میں رہے گا' جب تک نماز اس کو روکے رہے (یعنی نماز کی انتظار میں اگر بیٹھا بھی رہے گا تو نماز کا ثواب ملتا رہے گا یہ اللہ عزوجل کی عنایت ہے اپنے ناتوان بندوں پر۔

۷۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَ اَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَ ائْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا مَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

۷۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جب نماز کی تکبیر ہو تو تم دوڑتے ہوئے مت آؤ (بلکہ معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور لازم کر لو اپنے اوپر اطمینان اور سہولت کو پھر جتنی نماز تم کو ملے اس کو پڑھ لو اور جتنی جاتی رہے اس کو پورا کر لو۔

Marfat.com

تشریح ۞ امام ترمذی نے کہا علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا جب تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو جلدی چلے اور بعضوں سے دوڑنا بھی منقول ہے اور بعضوں نے جلدی چلنا اور دوڑنا دونوں کو مکروہ رکھا ہے اور کہا ہے کہ سہولت اور اطمینان سے چلنا چاہئے امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ مترجم کہتا ہے یہی صحیح ہے اور اس حدیث میں ایسا ہی حکم ہے دوڑنے اور جلدی کرنے میں کوئی فائدہ نہیں بجز اس کے کہ ایک بری عادت جلدی کی پیدا ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسی عادت بد ہے کہ برسوں میں نہیں چھٹتی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری عمر ۴۳ سال کو پہنچی تو آج تک میں نے کوشش کی کہ دو صفتیں مجھ سے دور ہو جائیں ایک جلد بازی' دوسرے غصہ لیکن اب تک کامیابی نہیں ہوئی اللہ ہی سے امید ہے کہ وہ ان بدعاتوں کو دور کر دے۔

۷۷۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ بَكِيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَ يَزِيْدُ بِهٖ فِی الْحَسَنَاتِ؟ قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔

۷۷۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا تم کو نہ بتاؤں وہ بات جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے اور نیکیاں زیادہ کر دے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں حضرت بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کا پورا کرنا تکلیف کے وقتوں میں اور مسجدوں تک بہت قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

تشریح ۞ وضو کا پورا کرنا یہ ہے کہ سب اعضاء کو پانی پہنچائے کوئی مقام سوکھا نہ رہے اور آداب وسنن کے ساتھ وضو کرے اور مسجدوں تک بہت قدم اٹھانے سے یہ مطلب ہے کہ مسجد مکان سے دور ہو اور جماعت کے لئے وہاں جائے جتنی مسجد زیادہ دور ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ اٹھانے پڑیں گے اور ہر قدم پر ثواب ملے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہنا بڑا ثواب ہے دوسری حدیث میں ہے کہ انتظار میں برابر نماز کا ثواب ملتا رہے گا اور یہی مراد ہے رباط سے جس کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے ورابطوا اس قول سے جماعت کا وجوب نکلتا ہے اور یہی صحیح ہے گو جمہور علماء کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ اگر تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور امام احمد نے مرفوعاً نکالا کہ جفا ہے بالکل جفا اور کفر ہے نفاق ہے یہ کہ آدمی اذان کی آواز سنے اور نماز کے لئے حاضر نہ ہو اور ابن ہمام نے کہا کہ جماعت کے تارک کو منافق کہا اس سے یہ غرض ہے کہ ترک جماعت سے نفاق پیدا ہوتا ہے نہ یہ کہ جو کوئی جماعت ترک کرے وہ منافق ہے اس لئے کہ بعض وقت سچا مسلمان بھی جماعت سے پیچھے رہ جاتا ہے سستی اور کاہلی کی وجہ سے' واللہ اعلم۔

۷۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الْهَجَرِیِّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَی اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰی بِهِنَّ فَاِنَّهُنَّ مِنَ

۷۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس شخص کو خوشی ہو کہ اس کی کہ کل اللہ جل جلالہ سے ملے اسلام کی حالت میں تو وہ محافظت کرے ان پانچوں نمازوں کی جہاں ان کی اذان دی جائے اس لئے کہ یہ پانچوں نمازیں ہدایت کی راہیں ہیں اور قسم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ

Marfat.com

الْهُدٰى وَ اِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَالْعَمْرِىْ لَوْ اَنَّ كُلَّكُمْ صَلّٰى فِىْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَ لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَ مَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يَدْخُلُ فِى الصَّفِّ وَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ فَيَعْمِدُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّىْ فِيْهِ فَمَا يَخْطُوْ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً۔

لے (اور سب جماعت کو ترک کر دیں) تو تم نے اپنے نبی کا راستہ چھوڑ دیا اور جب تم نے اپنے نبی کی راہ چھوڑی تو گمراہ ہو گئے اور بے شک ہم اپنے لوگوں کو دیکھتے تھے اور جماعت سے وہی پیچھے رہتا جو کھلا منافق ہوتا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص دو مردوں پر ٹیکا دیئے آتا ہے یہاں تک کہ صف میں داخل ہو جاتا ہے (یعنی بیماری میں بھی جماعت کو نہ چھوڑتا) اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور مسجد کا قصد کرے پھر وہاں نماز پڑھے تو جو قدم وہ اٹھائے گا اللہ اس کے ہر ایک قدم پر ایک درجہ اس کا بلند کرے گا اور ایک گناہ اس کا مٹ دے گا۔

۷۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِىُّ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْمُوَفِّقِ اَبُو الْجَهْمِ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَاَسْاَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَاىَ هٰذَا فَاِنِّىْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَارِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَ فِىْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِىْ ذُنُوْبِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ وَاسْتَغْفَرَلَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٍ.

۷۷۸: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نکلے نماز کے لئے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ تو اللہ اس کی طرف منہ کرے گا اور اس کیلئے ستر ہزار فرشتے دعا کریں گے اس دعا کا ترجمہ یہ ہے: یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اس حق کی وجہ سے جو مانگنے والوں کا تجھ پر ہے اور اس چلنے کے حق کی وجہ سے کیونکہ میں نہیں نکلا غرور اور اترانے اور دکھلانے اور سنانے کی نیت سے بلکہ میں نکلا تیرے غصے سے بچنے اور رضامندی حاصل کرنے کے لئے۔ پس میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ بچائے تو مجھ کو دوزخ سے اور میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ کوئی نہیں بخشتا گناہوں کو سوا تیرے (اس حدیث کی سند میں مسلسل تین ضعیف راوی ہیں عطیہ عوفی، فضیل بن مرزق اور فضل بن موفق) لیکن ابن خزیمہ والی حدیث فضیل کے طریق سے صحیح ہے۔

تشریح ۞ اگرچہ اللہ جل جلالہ پر کسی کا کوئی ایسا حق لازم نہیں ہے جس کا کرنا اس کو ضروری ہو کیونکہ وہ ہمارا مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے اس سے کسی کی مجال نہیں کہ کچھ پوچھ بھی سکے پر ہمارے مالک نے اپنی عنایت اور فضل سے بندوں کے حق اپنے ذمے لئے ہیں جن کو وہ ضرور پورا کرے گا اس لئے کہ وہ سچا ہے اس کا وعدہ بھی سچا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ معتزلہ اپنی گمراہی سے یہ خیال کیے ہیں کہ اللہ جل جلالہ پر واجب ہے نیک بندوں کو جنت میں لے جانا اور بروں کو سزا دینا اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اس نے ایسا وعدہ کیا ہے لیکن واجب اس پر کچھ نہیں ہے نہ کسی کا کوئی زور ذرہ بھر بھی اس پر چل سکتا ہے نہ کسی کی مجال ہے کہ اس کے سامنے کوئی ذرا بھی چون و چرا کر سکے اگر وہ چاہے تو دم بھر میں سب بدکاروں اور کافروں اور منافقوں کو بخش دے اور ان کو جنت میں

Marfat.com

لے جائے اور جتنے نیک اور عابد اور متقی بندے ہیں ان سب کو دوزخ میں ڈال دے غرض یہ سب کچھ اس کی قدرت کے لحاظ سے ممکن ہے اور اس کو ایسا اختیار ہے اگر چہ ایسا ظہور میں نہ آئے گا کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ نیک بندوں کو میں جنت میں لے جاؤں گا اور کافروں کو دوزخ میں ۔ پس ایسا ہی ہوگا اور اس کی بعینہٖ مثال یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے وعدہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کا مثل میں نہیں بناؤں گا' لیکن اگر وہ چاہے تو دم بھر میں حضرت کی مثل ہزاروں لاکھوں بندے بنا ڈالے کیونکہ اس کی قدرت بے انتہا وسیع ہے اور افسوس ہے کہ ایک ایسی کھلی بات کو بعضے لوگوں نے نہیں سمجھا اور مولوی فضل حق خیر آبادی نے جن کو علوم دینی میں کافی لیاقت نہ تھی ایک رسالہ اس باب میں لکھ دیا کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ممتنع بالذات اور جل جلالہ کی قدرت سے باہر ہے جو کوئی ایسا اعتقاد رکھے اس نے معتزلہ کا مذہب اختیار کیا اور اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ پر اس نے غور نہیں کیا اگر چہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ جل جلالہ کا وعدہ سچا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہیں بنائے گا اور نہ آپ کے بعد دوسرا کوئی نیا نبی دنیا میں پیدا ہوگا مگر کام کا واقع ہونا اور بات ہے اور اس پر قدرت ہونا یہ دوسری بات ہے ۔ دونوں امروں میں بڑا فرق ہے ۔ اللہ جل جلالہ جزائے خیر دے مولانا اسماعیل شہید کو انہوں نے جو جواب مولوی فضل حق کو دیا ہے وہ عقلاً اور نقلاً دونوں طرح درست ہے اور مولوی فضل حق صاحب کو سوائے معقولات کے علم قرآن اور حدیث میں بالکل بہرہ نہ تھا ۔ پس جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ سب اٹکل پچو اور ڈھکوسلے ہیں اور بعض بے وقوف اب تک ان کی پیروی اور تائید کر رہے ہیں اور برعکس نہند نام زنگی کافور مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو خلاف شرع سمجھتے ہیں ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کسی بزرگ کے حق کے وسیلہ سے دعا مانگنا درست ہے اور بہت حدیثوں میں حق کا لفظ وارد ہے پس جس فقیہ نے اس لفظ کو مکروہ جانا ہے اس کو ان حدیثوں کی خبر نہیں ہوئی ۔

۷۷۹: حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُوْنَ اِلَى الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ اُولٰئِكَ الْخَوَّاضُوْنَ فِی رَحْمَةِ اللّٰهِ۔

۷۷۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیروں میں مسجدوں کو جاتے ہیں وہی غوطہ مارنے والے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت میں ۔

۷۸۰: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِیُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الشِّيْرَازِیُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيْمِیُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبْشَرِ الْمَشَّاؤُوْنَ فِی الظُّلَمِ الْمَسَاجِدِ بِنُوْرٍ تَامٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۷۸۰: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیروں میں چل کر مسجدوں کو جاتے ہیں ان کو خوشخبری دے پوری روشنی کی قیامت کے دن (یعنی قیامت کو ان کو نور ملے گا اس اندھیرے کے عوض جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نورھم یسعی .....اور منافق ان سے کہیں گے انظرونا نقتبس من نورکم)

۷۸۱: حَدَّثَنَا مَجْزَأَةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ اَسِيْدٍ مَوْلٰى ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الصَّائِغُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ

۷۸۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیروں میں چل کر

Marfat.com

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

مسجدوں کو جاتے ہیں ان کو خوش خبری دے دو پوری روشنی کی قیامت کے دن۔

۱۵:بَابُ الْاَبْعَدِ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا

باب: مسجد سے جو کوئی زیادہ دور ہو اس کو ثواب زیادہ ہوگا

۷۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَبْعَدُ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا۔

۷۸۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص کا مکان مسجد سے زیادہ دور ہے اس کو زیادہ ثواب ہے پھر جس شخص کا مکان اس سے بھی زیادہ دور ہے اس کو اور زیادہ ثواب ہے اسی طرح جتنی دوری بڑھتی جائے گی ثواب زیادہ ہوتا جائے گا۔

۷۸۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْاَنْصَارِ بَيْتُهٗ اَقْصٰى بَيْتٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ لَاتُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَجَّهْتُ لَهٗ فَقُلْتُ يَا فُلَانُ ! لَوْ اَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيْكَ الرَّمْضَ وَ يَرْفَعُكَ مِنَ الْوَقْعِ وَ يَقِيْكَ هَوَامَّ الْاَرْضِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ بَيْتِيْ بِطُنُبِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهٖ حِمْلًا حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ فَذَكَرَ لَهٗ مِثْلَ ذَالِكَ وَ ذَكَرَ اَنَّهٗ يَرْجُوْا فِيْ اَثَرِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ۔

۷۸۳: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے انصار میں سے ایک شخص تھا جس کا مکان مدینہ کے اخیر میں تھا اور باوجود اس کے اس کی کوئی نماز آنحضرتؐ کے ساتھ ناغہ نہ ہوتی تھی (یعنی پانچوں وقت جماعت میں شریک ہوتا آفرین اس کے شوق پر) مجھ کو اس کا حال دیکھ کر رحم آیا میں نے کہا اے فلانے کاش تو ایک گدھا خرید لیتا جو تجھے بچاتا گرم زمین پر چلنے سے اور تجھے اٹھائے رہتا پتھر کی مار پاؤں پر لگنے سے اور تجھے بچاتا زمین کے کیڑوں مکوڑوں سے اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر حضرت محمدؐ کے بازو میں ہوتا یعنی آپؐ کے گھر سے ملا ہوا) اس کلمے سے میرے دل پر ایک بوجھ ہوا (کیونکہ میں نے یہ خیال کیا کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جس کو آنحضرتؐ کے پاس رہنا پسند نہ ہو اور یہ شخص اس کو بھی پسند نہیں کرتا (یہ کیسا مسلمان ہے) اور میں آنحضرتؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے یہ کیا۔ آپؐ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے پوچھا اس نے آپؐ کے سامنے بھی یہی ذکر کیا کہ مجھے امید ہے اپنے قدموں کا ثواب پائے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو ثواب تو چاہتا ہے وہ تجھ کو ملے گا۔

۷۸۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى ، مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَرَادَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ

۷۸۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (جو انصار میں سے ایک قوم تھی) نے چاہا کہ اپنے (قدیمی) گھر جو مسجد نبویؐ سے بہت فاصلے پر تھے) چھوڑ کر (مسجد سے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْرُوْا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ يَا بَنِىْ سَلَمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ فَاَقَامُوْا۔

قریب آ رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا کہ مدینہ اجاڑ ہو جائے' آپؐ نے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے قدموں کے ثواب نہیں چاہتے یہ سن کر وہ وہیں رہے۔

۷۸۵: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ' ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ ' عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَاقَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ بَعِيْدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّقْتَرِبُوْا فَنَزَلَتْ وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ قَالَ فَثَبَتُوْا۔

۷۸۵: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انصار کے لوگوں کے مکان مسجد سے دور تھے انہوں نے چاہا مسجد کے قریب آ جانا۔ اس وقت یہ اتری وَ نَكْتُبُ مَا..... یعنی ہم لکھیں گے ان کے کام جو انہوں نے آگے بھیجے اور ان کے قدم۔ تب وہ لوگ تھم گئے اپنے مکانوں میں۔ (یہ حدیث موقوف ہے اس کے علاوہ سماک مضطرب الحدیث ہے خاص کر عکرمہ سے)

تشریح ان حدیثوں کے خلاف وہ حدیث نہیں ہے کہ گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہاں اذان سنائی نہ دے' کیونکہ یہ نحوست اس وجہ سے ہے کہ اکثر ایسے گھر میں رہنے سے جماعت ناغہ ہو جاتی ہے' نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا اور ان حدیثوں میں اس شخص کی فضیلت ہے جو دور سے مسجد کو آئے اور جماعت میں شریک ہو اور ابن عماد نے تصریح کی کہ جو گھر مسجد سے زیادہ دور ہو وہی افضل ہے۔ امام مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ ہمارے گھر مسجد سے زیادہ دور تھے ہم نے چاہا کہ ان کو بیچ ڈالیں اور مسجد کے قریب آ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا اور فرمایا تم کو ہر قدم پر ایک درجہ ملے گا اور امام احمد نے روایت کیا کہ مسجد سے دور جو گھر ہو اس کی فضیلت مسجد سے قریب والے گھر پر ایسی ہے جیسے سوار کی فضیلت بیٹھے ہوئے شخص پر۔

۱۶: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِىْ جَمَاعَةٍ

باب: جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت

۷۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِىْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِىْ بَيْتِهٖ وَ صَلَاتِهٖ فِىْ سُوْقِهٖ بِضْعًا وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

۷۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی با جماعت نماز زائد ہے اس کی گھر کی نماز پر اور اس کی بازار کی نماز پر بیس پر

تشریح یہ جب ہے کہ گھر میں وہ اکیلے نماز ادا کرے۔ اسی طرح بازار میں دوسری روایت میں یوں ہے ستائیس درجے زیادہ

۷۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِىُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَضْلُ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلَاةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٌ وَ عِشْرُوْنَ جُزْءًا۔

۷۸۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جماعت کی فضیلت تم میں سے کسی کی اکیلی نماز پر پچیس حصے ہے۔

۷۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ

۷۸۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرد کی باجماعت نماز زائد ہے اس کی گھر کی نماز پر پچیس

تشریح: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ستائیس درجے مذکور ہیں اور بعض روایتوں میں چوبیس درجے اور یہ ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہے کیونکہ کم سے کم چوبیس درجے زائد ثواب ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ستائیس درجے تک ہوتا ہے اور ان لفظوں سے کہا کسی نمازی کو چوبیس درجے کسی کو پچیس کسی کو ستائیس درجے زائد ثواب ملتا ہے۔ جیسے جس کی نماز عمدہ اور شرائط اور آداب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ ہو۔ واللہ اعلم۔

درجے۔

۷۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ رُسْتَهْ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

۷۸۹: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرد کی نماز جماعت کے ساتھ اس کی اکیلی نماز سے ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۷۹۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ بَصِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ اَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

۷۹۰: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرد کی نماز جماعت میں زائد ہے اس کی اکیلی نماز سے پچیس یا چوبیس درجے۔

۱۷: بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

باب: جماعت میں شریک نہ ہونے کی سزا

۷۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ۔

۷۹۱: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے قصد کیا کہ نماز کا حکم دوں وہ کھڑی کی جائے یعنی تکبیر ہو پھر ایک شخص کو کہوں وہ نماز پڑھائے لوگوں کو (یعنی میرے بدل امامت کرے) پھر میں کئی مردوں کو لے کر جن کے ساتھ لکڑی کے گٹھے ہوں ان لوگوں کی طرف جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔

تشریح: ابن قیم نے کہا ظاہر ہے کہ گھر کا جلانا صغیرہ گناہ پر نہیں ہوتا تو جماعت کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع سے اپنی وفات تک جماعت پر مواظبت فرمائی اور جماعت کے ترک کی اجازت نہ دی اس کو اگرچہ وہ اندھا ہو اور یہ سب صحیح حدیثوں میں وارد ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جماعت سے وہی پیچھے رہتا ہے جو کھلا منافق ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا ترک کرنا کبیرہ گناہ سے بھی زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ شخص کو جماعت میں لاتے اور وہ مردوں پر سہارا لے کر آتا اور ظاہر احادیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ جماعت فرض ہے لیکن جو حدیثیں جماعت کی فضیلت میں وارد ہیں ان سے یہ نکلتا ہے کہ اکیلے شخص کی بھی نماز صحیح ہے اور حدیثیں بہت سی حدیثیں ہیں۔ جیسے یہ

Marfat.com

حدیث جو کوئی انتظار کرتا ہے امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا جب اس نے بری طرح نماز پڑھی تھی کیونکہ آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ اکیلے پڑھنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ کون صدقہ کرتا ہے اس پر اس کے ساتھ نماز پڑھ لے جب ایک شخص کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا اور وہ حدیث جس میں ارکانِ اسلام کی تعلیم کی اس میں یہ نہیں فرمایا کہ نماز جماعت سے پڑھیو۔ حالانکہ اس شخص نے کہا میں اس سے زیادہ اور کم نہ کروں گا اور ایسی بہت حدیثیں ہیں اب جن حدیثوں میں یہ ہے کہ جماعت کے بغیر نماز نہ ہوگی۔ ان کا یہی مطلب ہوگا کہ نماز کامل نہ ہوگی نہ یہ کہ صحیح نہ ہوگی اور یہ جو حدیث جلانے کی ہے' اس سے البتہ جماعت کا وجوب نکلتا ہے کیونکہ جو امر واجب نہ ہو اس کے ترک پر گھر جلانے کی کوئی وجہ نہیں رہتی۔ لیکن اس کا جواب علامہ شوکانی نے شرح منتقی میں دیا ہے۔ اور عمدہ توجیہ اس کی یہ ہے کہ گھر جلانا جماعت کے ترک پر نہ تھا بلکہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ منافق تھے اور نماز کا اہتمام ان کے دلوں میں نہ تھا اور امام احمد اور امام داؤد نے اس حدیث سے دلیل لی ہے۔ وجوب جماعت پر حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ جماعت کے ترک کی رخصت دی گئی کئی وجہوں سے ایک تو یہ کہ سردی یا بارش کی رات ہو' دوسرے یہ کہ ضروری کام درپیش ہو۔ جیسے کھانا تیار ہو' تیسرے یہ کہ پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو' چوتھی یہ کہ فتنے کا خوف ہو۔ جیسے عورت کے لئے جب وہ خوشبو لگائے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ عورت کو جماعت سے روکنا جائز نہیں بموجب نص حدیث کے' جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو منع کرے۔ پانچویں یہ کہ خوف یا مرض ہو۔ انتہیٰ مختصراً۔

۷۹۲: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ' ثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ' عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ عَنِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ' رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُقَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ كَبِيْرٌ ضَرِيْرٌ' شَاسِعُ الدَّارِ وَلَيْسَ لِیْ قَائِدٌ يُلَاوِمُنِیْ فَهَلْ تَجِدُ مِنْ رُخْصَةٍ ؟ قَالَ هِلْ تسمع النِّدَاءَ؟ قُلْتُ :نَعَمْ قَالَ مَا اَجِدُ لَكَ رُخْصَةً۔

۷۹۲: حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ سے روایت ہے میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا میں بوڑھا ہوں' اندھا ہوں' میرا گھر بھی مسجد سے دور ہے اور میری مرضی کے موافق کوئی شخص بھی میرے پاس نہیں ہے جو کھینچ کر مجھ کو لایا کرے تو کیا آپؐ میرے واسطے رخصت پاتے ہیں جماعت کے ترک کی۔ آپؐ نے فرمایا تو اذان سنتا ہے؟ عبداللہ نے کہا جی ہاں سنتا ہوں آپؐ نے فرمایا پھر تو میں تیرے لئے رخصت نہیں پاتا ترک جماعت کی۔

تشریح ❁ اس حدیث سے جماعت کی بڑی تاکید نکلی اور آپ ﷺ نے عبداللہ کو اجازت نہ دی' حالانکہ وہ اندھے تھے اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی آدمی بھی نہیں ہے جو مجھ کو پکڑ کر لائے کیونکہ ان کا گھر مسجد سے بہت دور نہ تھا اور اس لئے وہ اذان کی آواز سنتے تھے تو بغیر آدمی کے وہ بھی آسکتے تھے اور بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم کو جماعت کا ترک جائز نہیں کیونکہ اندھا ہونا قوی عذر ہے معافی جماعت کے واسطے اور آپ ﷺ نے عتبان بن مالک کو جماعت معاف کی اندھا ہونے کی وجہ سے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے لئے ایسی رخصت نہیں پاتا کہ تم جماعت میں حاضر نہ ہو اور جماعت کا ثواب نہ پاؤ' واللہ اعلم۔

۷۹۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِیُّ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَاْتِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ 'اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سنے پھر نماز کو نہ آئے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی' مگر جب کوئی عذر ہو۔

Marfat.com

۷۹۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ' ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ كَثِيْرٍ 'عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ ' اَخْبَرَنِىْ ابْنُ عَبَّاسٍ' وَابْنُ عُمَرَ اَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ۔ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔

۷۹۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ منبر کی لکڑیوں پر فرماتے تھے لوگوں کو چاہئے کہ جماعت کے ترک سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

تشریح ۞ یعنی نورِ ایمان ان کے دلوں سے جاتا رہے گا اور عبادت کی لذت اور حلاوت ان کو حاصل نہ ہوگی یا عبادت کا اثر ان کے دلوں پر نہ ہوگا اور دل میں غفلت اور تاریکی بھر جائے گی یہ فرمودہ آپ ﷺ کا مجرب ہے۔

۷۹۵: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْهُذَلِيُّ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ ' عَنِ الزُّبْرِقَانِ بْنِ عَمْرٍو وَالضَّمْرِيِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ اَوْ لَاُحَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ۔

۷۹۵: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو چاہئے کہ جماعت کے ترک سے باز رہیں' ورنہ میں ان کے گھروں کو جلا دوں گا۔ (یہ حدیث معنی کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے اور عثمان مجہول)۔

۱۸: بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِىْ جَمَاعَةٍ

باب: عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت

۷۹۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِىْ عِيْسَى ابْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَتْنِىْ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِىْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَاتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

۷۹۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے۔ البتہ آئیں ان دونوں نمازوں کے لئے سرین پر گھسٹتے ہوئے۔

تشریح ۞ یعنی اگر چل نہ سکیں تو ہاتھ اور سرین کے بل جماعت میں آئیں۔ اس حدیث سے عشاء اور فجر کی بڑی فضیلت نکلی اور سبب اس کا یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کا وقت نیند اور سستی کا وقت ہوتا ہے اور نفس پر بہت شاق ہوتا ہے کہ آرام چھوڑ کر نماز کے لئے حاضر ہو اور جو عبادت نفس پر زیادہ شاق ہو اس میں زیادہ ثواب ہے۔

۷۹۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ وَ صَلَاةُ

۷۹۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بہت بھاری نماز منافقوں پر عشاء اور فجر کی نماز ہے اور اگر ان کو معلوم ہو جائے جو فضیلت یا ثواب ان دونوں میں ہے البتہ حاضر ہوں ان میں سرین پر گھسٹتے

Marfat.com

الْفَجْرِ وَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِيْهِمَا لَا تَوْهُمَا وَ لَوْ حَبْوًا۔

ہوئے۔

۷۹۸: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدٍ جَمَاعَةً، اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ۔

۷۹۸: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جماعت کی مسجد میں چالیس راتوں تک نماز پڑھے' اس طرح کہ عشاء کی پہلی رکعت فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدل آزادی لکھ دے گا اس کے لئے دوزخ سے (یہ حدیث بھی مرسل ہے اور ضعیف بھی' کیونکہ عمارہ کی انس سے ملاقات نہیں ہوئی اور اسماعیل مدلس تھا)۔

تشریح ❁ معلوم ہوا کہ چالیس کا عدد خداوند کریم کے نزدیک مقبول ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے لئے خلوص کرے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہوں گے اس کی زبان پر اور اسی وجہ سے صوفیوں نے ریاضت اور عبادت کے لئے چلے اختیار کئے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک چلہ انتظار کرنے کا حکم دیا۔ جب ان کو بلایا تو رات شریف دینے کے لئے اخیر تک۔ بزار اور ابوداؤد نے نکالا ہر شے کی ایک عمدگی ہے اور نماز کی عمدگی تکبیر اولیٰ ہے تو محافظت کرو اس پر اور سلف کا یہ حال تھا کہ جب ان کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک مجاہدہ کرتے نفس کے ساتھ اور جب جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اور اگر جمعہ فوت ہو جاتا تو ستر دن تک اور اس حدیث سے یہ بھی بعضوں نے نکالا ہے کہ جس شخص نے جماعت کی پہلی رکعت پائی اس نے گویا تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ پائی کیونکہ دوسری روایت میں رکعت اولیٰ کے بدل تکبیر اولیٰ ہے اور تکبیر اولیٰ پانے میں تین قول ہیں ایک یہ کہ امام کی تکبیر کے ساتھ ہی شریک ہو' دوسرے یہ کہ امام کی قرأت سے پہلے نماز میں شریک ہو جائے' تیسرے یہ کہ رکوع سے پہلے شریک ہو جائے اور اخیر قول میں آسانی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صرف رکوع پانے سے بہت سے اہل حدیث کے نزدیک رکعت نہیں ہوتی۔ پس تکبیر اولیٰ بھی نہ پائے گا ہاں اگر اتنی مہلت پائے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو وہ رکعت مل جائے گی اور اس صورت میں گویا تکبیر اولیٰ اس نے پالی۔ واللہ اعلم۔

۱۱: بَابُ لُزُوْمِ الْمَسَاجِدِ وَ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

باب: مسجد میں بیٹھے رہنے کی فضیلت

۷۹۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِیْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ۔

۷۹۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے جب کوئی مسجد میں جائے تو وہ نماز ہی میں رہے گا جب تک نماز اس کو روکے رہے اور فرشتے تم میں سے ایک کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک اس مقام پر رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی۔ فرشتے یوں کہتے ہیں یا اللہ بخش دے اس کو' یا اللہ رحم کر اس پر' یا اللہ معاف کر دے گناہ اس کے' جب تک اس کو حدث نہ ہو اور جب تک وہ ایذا نہ دے (کسی مسلمان کو)۔

تشریح ❁ ہاتھ یا زبان سے مسلمان کو ایذا دینا اور ستانا حدث کے حکم میں ہے کہ فرشتے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ ابو ہریرہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا حدث کیا ہے؟ انہوں نے کہا پھسکی یا گوز۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدث فرشتوں کو معلوم نہیں ہے اور اسی لئے ہر وقت باوضو رہنا بہتر ہے اور طریقہ ہے صالحین کا۔ گو مسجد میں بے وضو بیٹھنا درست ہے اور انہوں نے کہا علامہ ہے۔

۸۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا بْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلٰوةِ وَالذِّكْرِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ۔

۸۰۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی مسلمان مسجد کو گھر بنا لے (یعنی اکثر وہاں رہا کرے عبادت کے لئے) نماز اور ذکر الٰہی کے واسطے تو اللہ جل جلالہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے اس شخص کے گھر والے جو غائب ہو گیا ہو اس کے آنے سے خوش ہوتے ہیں۔

تشریح ۞ اللہ کی خوشی اپنے ظاہری معنوں پر ہے لیکن اس کی کیفیت اور حقیقت وہی جانتا ہے تاویل کی ضرورت نہیں۔ اہل حدیث کا تمام صفات اللہ میں یہی طریقہ ہے۔

۸۰۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِیُّ ثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَ عَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا ، قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ وَ قَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَ هُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰی۔

۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی کچھ لوگ لوٹ گیا اور کوئی پیچھے رہ گیا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے آپ کا دم چڑھ گیا تھا (دوڑنے سے) اور آپ نے اپنے گھٹنے کھول دیئے تھے (معلوم ہوا کہ گھٹنا ستر نہیں ہے) آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ (سبحان اللہ صدقے مالک کے) یہ تمہارا رب ہے (آپ نے اشارہ کیا رب کی طرف اس نے ایک دروازہ کھولا ہے آسمان کے دروازوں میں سے اور فخر کرتا ہے تمہاری وجہ سے فرشتوں پر۔ فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو ایک فرض نماز ادا کر چکے اور دوسرے فرض کا انتظار کر رہے ہیں۔

تشریح ۞ اور تم کہتے تھے کہ آدم کی اولاد تیری نافرمانی کرے گی اور خون اور فساد کریں گے وہ تو عبادت میں مصروف ہیں یا اللہ صدقے تیرے کرم اور فضل اور عنایت کے ہماری عبادت کیا اور ہم کیا۔ لیکن تو جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے یہاں تک کہ جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ غرض سب تیرا فضل ہی فضل ہے تو چاہے تو ہم سے عبادت کرائے چاہے گناہ کرائے یعنی ہم بڑی عاجزی سے تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو اپنا رضامندی ہم کو عطا فرما۔ گو ہم اس کے لائق نہیں ہیں اور جنت حور و قصور سب تیری رضامندی پر سے تصدق ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اللہ جل جلالہ حقیقتاً کلام کرتا ہے اور وہ جہاں اور جس مقام پر چاہے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ہر پچھلی رات کو عرش سے اتر کر دنیا کے آسمان پر تشریف لاتا ہے اور غرض یہ سب صفات ہمارے مالک کی ہیں جو اس کے حبیبؐ نے بیان کی ہیں اور ہم دل سے ان کو مانتے ہیں ان میں چون و چرا اور تاویل اور تحریف نہیں کرتے۔ خدا اس کو جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفات کا ایسی حدیثیں سن کر ان کی جان نکلتی ہے۔ مریں خدا کرے تباہ ہوں کا امنہ کریں دنیا اور آخرت میں۔

Marfat.com

۸۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (الآية)

۸۰۲: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو وہ عادت رکھتا ہے مسجد میں آنے کی (یعنی نماز کے لئے اور مسجد کی خدمت کے لئے بوریئے بدھنے چراغ پانی وغیرہ سے) تو گواہی دو اس کے مومن ہونے کی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آباد رکھتے ہیں مسجد کو وہی لوگ جو ایمان لائے اللہ جل جلالہٗ پر اور پچھلے دن پر اور قائم کی انہوں نے نماز اور ادا کی زکوٰۃ اور سوا خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔

تشریح ۞ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان کی گواہی ایسے شخص کے لئے کیوں کر دے سکتے ہیں کیونکہ شاید اس کا خاتمہ کفر پر ہو اور ن واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اس شخص پر جس نے ایک بچے کی نسبت کہا تھا وہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے اور شاید اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ ظن کے ساتھ شہادت دو یعنی ایسے شخص کے ساتھ نیک گمان رکھو کہ وہ جنتی ہے کیونکہ عمدہ کاموں میں مصروف ہے۔ ویقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ وہ جنتی ہوتا ہے یا نہیں۔ ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے اور میں کہتا ہوں حدیث میں کچھ اشکال نہیں ہے کیونکہ جو مسجد کو آباد رکھے نماز پنجگانہ اور سامانِ ضروری سے اس کی نسبت ایمان کی شہادت دینے کا حکم ہے۔ پس جس وقت وہ ایسے کام کر رہا ہے تو یقیناً وہ مومن ہے۔ اب خاتمہ کا علم اللہ جل جلالہ کو ہے اور اس سے اس کا جنتی ہونا لازم نہیں آتا۔ جنت تو اس وقت ملے گی جب خاتمہ ایمان پر ہو (یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمارا خاتمہ ایمان پر کر اور اپنے نیک بندوں کی طفیل سے ہم بروں اور روسیاہوں کی بھی مغفرت کر۔ یا اللہ اٹھا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اور محبانِ اہل بیت رسالت میں اور متبعان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ن فقہ اہل حدیث اور زمرہ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری علیہما الرحمۃ میں اور ساتھ رکھ ہم کو میدانِ حشر اور برزخ میں ہمارے امام عالی مقام امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یا اللہ ہم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی کفش برداری کی خدمت عطا فرما۔ اجنت میں بس یہی شرف ہمارے لئے بس ہے اور یہی ہم کو زیادہ محبوب ہے حور و قصور اور تمام نعمائے جنت سے آمین!۔ جماعت دو شخصوں سے ادا ہو جاتی ہے اگرچہ دوسرا شخص لڑکا ہو یا عورت اور جتنی جماعت زیادہ ہوگی ثواب زیادہ ہوگا اور افضل کے ہوتے ہوئے اس سے کم درجہ والے کی امامت صحیح ہے لیکن افضل کی اجازت سے اور افضلیت کے لئے قرأت قرآن پھر علم دین پھر عمر حدیث شریف سے ثابت ہے اور بہتر یہ ہے کہ ا ہو وہ علم اور نیک اور پرہیزگار ہو تا کہ نماز میں نور پیدا ہو اور نمازیوں کا دل لگے اور احمق ہے وہ شخص جو کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور ہر یب امام میں ایک عیب نکالتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے امام نماز پڑھاتے ہیں تم کو پھر اگر ٹھیک کریں گے تو تم کو اور ن کو دونوں کو فائدہ ہے اگر غلط کریں گے تو اس کا وبال انہی پر ہوگا یعنی تمہاری صحیح ہو جائے گی اور ہمیشہ صحابہ اور تابعین ظالم اور فاسقوں حاکموں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور مرد عورتوں کی امامت کرے لیکن عورت مرد کی امامت نہ کرے اور فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اور امام کی متابعت افعالِ نماز میں واجب ہے اور جب مقتدی اس کی امامت سے ناراض ہوں تو امامت نہ کرے اور امام کو چاہئے کہ ہلکی نماز ادا کرے تعدیلِ ارکان اور شرائط کے ساتھ اور امام اگر مقتدیوں سے اونچا ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے اور صاحب خانہ اور بادشاہ کو امامت کا حق ہے۔ کوئی دوسرا ان کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے۔ اگر امام کی نماز میں کوئی خلل پیدا ہو تو مقتدیوں کی نماز میں خلل نہ ہوگا جیسے امام بے وضو یا جنب نکلے اگر ایک ہی مقتدی ہو تو امام کی داہنی طرف اس کے برابر کھڑا ہو اگر دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر نری عورتیں ہوں تو عورت ان کی امامت کر سکتی ہے لیکن وہ صف کے اندر درمیان میں کھڑی ہو اور صفوں کو برابر کرنا ضروری ہے اور جو جگہ صف میں خالی ہو اس کو بھرنا چاہئے۔ اور پہلے اوّل صف کو پورا کرنا چاہئے۔ پھر دوسری صف شروع کرنا اور جس نے صرف رکوع پایا اس نے وہ رکعت نہیں پائی۔

یہ سب مسائل اہل حدیث کے مذہب کے موافق لکھے گئے ہیں جو صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں۔

Marfat.com

كِتَابُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَالسُّنَّةِ فِيْهَا

اقامتِ صلوٰۃ اور اُس کا طریقہ

۱ : بَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

۸۰۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

باب: نماز شروع کرنے کا بیان

۸۰۳: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو اٹھتے قبلہ کی طرف منہ کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے اللہ اکبر۔

تشریح: اس تکبیر کو تحریمہ کہتے ہیں یہ فرض ہے نماز میں باتفاق علماء اور اہل حدیث کے نزدیک نماز کے تمام ارکان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں فرض ہیں سوا جلسہ اول کے اور جلسہ استراحت کے اور اذکار نماز میں سے کوئی ذکر واجب نہیں ہے سو تکبیر تحریمہ سے اور سورۂ فاتحہ کے ہر رکعت میں اور تشہد اخیر سے ... اس کے سوا اور اذکار سنت ہیں۔ اب تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا کانوں تک یا مونڈھوں تک دونوں طرح وارد ہوا ہے اور یہ سنت ہے۔

۸۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَنَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيُّ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهٗ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

۸۰۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز شروع کرتے تو فرماتے (تکبیر تحریمہ کے بعد) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

تشریح: ابوحنیفہ نے اس دعا کو اختیار کیا ہے لیکن اس کا اسناد قوی نہیں ہے اور قوی روایت سے جو دعا ثابت ہے اس کا پڑھنا بہتر ہے۔ وہ یہ ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای ... یا انی وجھی ... اخیر تک۔ اگرچہ ہر ایک دعا پڑھ سکتا ہے۔ امام شافعی نے انی وجھت وجھی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک نے کہا کوئی دعا پڑھنا ضروری نہیں اور اہل حدیث نے اس دعا کو اختیار کیا ہے۔ اللھم باعد بینی و بین خطایای اخیر تک جو آگے آئے گی اس کا اسناد نہایت صحیح ہے نکالا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

۸۰۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ، وَ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ ، عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۸۰۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے (یعنی تکبیر تحریمہ) تو سکوت کرتے (تھوڑی دیر تک) تکبیر اور قرأت کے بیچ میں میں نے

Marfat.com

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَائَةِ قَالَ فَقُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَ اُمِّىْ اَرَاَيْتَ سَكُوْتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَ ةِ فَاَخْبِرْ نِىْ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ وَ بَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ كَالثَّوْبِ الْاَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپؐ سکوت فرماتے ہیں تکبیر اور قرأت کے بیچ میں تو مجھ کو بتلایئے آپ کیا پڑھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ اخیر تک یعنی یا اللہ دوری کر دے مجھ میں اور میرے گناہوں میں جتنی دوری کی تو نے پورب اور پچھم میں یا اللہ صاف کر دے مجھ کو میرے گناہوں سے سفید کپڑے کی طرح میل سے۔ یا اللہ دھو ڈال میرے گناہ پانی اور برف اور اولے سے۔

تشریح ❁ برف اور اولے سے دھونا اس کا مطلب یہ ہے کہ خوب صفائی کر دے کیونکہ برف اولے کا پانی بالکل خالص اور صاف ہوتا ہے اس میں میل کچیل بالکل نہیں ہوتا تو اس سے طہارت بہت اچھی ہوگی۔ اس قسم کی حدیثیں بہت وارد ہیں اور قرآن میں بھی موجود ہے لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر جن سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے تھے حالانکہ آپ ﷺ معصوم تھے تمام گناہوں سے' اس کے عالموں نے کئی جواب دیئے ہیں۔ بعضوں نے کہا مراد وہ گناہ ہیں جو نبوت سے پہلے آپؐ سے ہوئے۔ بعضوں نے کہا صغائر مراد ہیں اور صغائر سے آپ معصوم نہ تھے اور حق یہ ہے کہ آپؐ پاک تھے۔ صغائر اور کبائر دونوں سے اور اس قسم کی دعاؤں میں آپ ﷺ نے امت کو تعلیم کیا اور مقامِ تعلیم میں اپنے آپ کو بھی براہِ تواضع مثل امت کے ایک شخص کے قرار دیا اور بعضوں نے کہا پیغمبروں کے گناہ اس قسم کے ہیں کہ عوام کے حق میں وہ گناہ ہی نہیں ہیں۔ لیکن ان کے تقرب کی وجہ سے ان کے حق میں وہ گناہ گنے جاتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے حسنات الابرار سيئات المقربين اور کسی نے کہا ہے ع نزدیکاں رابیں بود حیرانی۔ اور صحیح یہ ہے کہ اولیاء اللہ دم بھر کی غفلت کو بھی جو خدا کی یاد سے ہو جاتی ہے گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ عوام پہروں خدا سے غافل رہتے ہیں۔

۸۰۶: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا حَارِثَةُ بْنُ اَبِى الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ ۔ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

۸۰۶ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت جب نماز شروع کرتے تو فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اخیر تک یعنی پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اور تیری تعریف کرتا ہوں۔ یا اللہ برکت والا ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری عظمت اور کوئی معبود نہیں سوا تیرے یعنی سچا معبود۔

۲: بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ فِى الصَّلَاةِ

باب: نماز میں اعوذ پڑھنا

۸۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِىِّ عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ فِى الصَّلَاةِ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ

۸۰۷: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ جب نماز میں گئے تو فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا' اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا تین بار اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا) تین بار اور

Marfat.com

كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلَاثًا(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ـ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا) ثَلَاثًا ـ (سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ(اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ) قَالَ عَمْرٌو: هَمْزُهُ الْمُوْتَةُ وَ نَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ۔

(سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا) تین بار۔ پھر فرمایا (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمز شیطان کا موتہ ہے (وہ ایک بیماری ہے مرگی اور جنون کی طرح اور نفث شعر ہے اور نفخ کبر اور غرور ہے)۔

تشریح ۞ یہ بھی ایک دعا استفتاح ہے۔ جس کو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھ سکتے ہیں جو شخص متبع سنت ہو اس کو چاہئے کہ کبھی سبحانک اللہ پڑھے کبھی اللھم باعد بینی کبھی انی وجھت کبھی یہ دعا تاکہ ہر ایک سنت کا ثواب ہاتھ آئے یہ ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جس سے متعصب مقلدین ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر متعدد بار نہ ہو سکے تو ایک ہی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت پر عمل کرے شاید اللہ جل جلالہ اس کو قبول فرما دے اور اس کی وجہ سے مغفرت ہو جائے اور اتباع سنت کے ساتھ تھوڑی عبادت میں جو اثر ہوتا ہے وہ بڑی عبادت میں نہیں ہوتا۔ جب سنت کے خلاف ہو بڑے بڑے محققین صوفیہ کرام جیسے حضرت جنید بغدادی، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ذوالنون مصری۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند، حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہم نے تصریح کی ہے کہ قرب الی اللہ حاصل نہیں ہوتا بغیر پیروی کتاب اور سنت کے۔ یہی استعاذہ ہے اور امام احمد اور اہل سنن کی روایت میں یوں ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعُ مِنَ الشيطان الرجيم مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ اور صرف اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرجيم اور اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰه من الشيطان الرجيم بھی منقول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس استعاذے میں شیطان کی تین چیزوں سے پناہ مانگی اس کے ہمز اور نفخ اور نفث سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کی تفسیر کی اور شعر سے مراد وہ شعر ہے جس کا مضمون خراب ہو ورنہ عمدہ شعر تو حکمت میں داخل ہے اور نفخ کے معنی پھونکنا غرور اور تکبر کے ہیں۔ شیطان کا پھونک دینا ہے۔

۸۰۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ۔

قَالَ هَمْزُهُ الْمَوْتَةُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَ نَفْخُهُ الْكِبْرُ۔

۸۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ ... تو ہمز وہ موتہ کی بیماری ہے اور نفث شعر ہے اور نفخ کبر ہے۔ (اس حدیث کی سند میں محدثین نے گفتگو کی ہے۔ عطاء بن سائب آخری عمر میں مختلط ہو گیا تھا اور محمد بن فیض کا سماع اختلاط کے بعد کا ہے)۔

تشریح ۞ طیبی نے کہا اگر یہ تفسیر حدیث میں داخل ہو تو اس کے سوا دوسری تفسیر نہیں ہو سکتی اور جو راوی نے یہ تفسیر کی ہے تو نفث سے سحر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ومن شر النفاثات فی العقد اور ہمز سے شیطان کا وسوسہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔

۳: بَابُ وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِى الصَّلٰوةِ

باب: نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

تشریح ۞ اس باب میں اٹھارہ صحابیوں نے روایت کی ہے اور ارسال یعنی ہاتھوں کا چھوڑ دینا نہ بروایت صحیحہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

ملیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ اب اختلاف ہے علماء کا کہ ناف کے اوپر باندھے یا ناف کے نیچے۔ ترمذی نے کہا دونوں طرح درست ہے۔ علماء کے نزدیک اور ابن ابی شیبہ نے حسن اور ابراہیم اور ابن مسیّب اور ابن سیرین اور سعید بن جبیر سے ارسال بھی نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے عمرو بن دینار سے نکالا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تھے تو دونوں ہاتھ چھوڑ دیتے تھے یہ روایت شاذ ہے۔ ابوداؤد نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے نکالا انہوں نے کہا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر باندھنا سنت ہے اور امام مالک سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ اہل مدینہ نے ہاتھ باندھنا اور اہل مصر نے ہاتھ چھوڑنا اُن سے نقل کیا ہے اور ابن قاسم نے مطلقاً ارسال نقل کیا ہے اور مالکیہ کا اسی پر عمل ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین میں کہا کہ ہاتھ باندھنے کی متعدد حدیثیں چھوڑ دی گئیں۔ امام مالک کے اس قول سے جس کو روایت کیا ابن قاسم نے کہ ہاتھ نہ باندھنا مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ غرض اہل حدیث نے ہاتھ باندھنا اختیار کیا ہے اور وہ بھی سینے پر کیونکہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہے اور ناف کے نیچے باندھنے میں ایک طرح کی بے ادبی ہے اور صحیح مرفوع روایت سے وہ ثابت بھی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کو نکالا رزین اور ابوداؤد نے مگر اس کی اسناد ضعیف ہے اس پر بھی اگر کوئی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے یا ناف کے اوپر سینے کے نیچے تو اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے کہا والکل واسع عندھم یعنی ہر ایک میں وسعت ہے علماء کے نزدیک۔

۸۰۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ـ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِیْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا ـ فَیَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ۔

۸۰۹: حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ ہلب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے تھے تو بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے تھامتے تھے یعنی دایاں بائیں کے اوپر رکھتے تھے۔

۸۱۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ ـ ح وَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّهِیْرُ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَا ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ یُصَلِّیْ فَاَخَذَ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ

۸۱۰: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے تھاما۔

۸۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِیُّ اِبْرٰهِیْمُ ابْنُ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ حَاتِمٍ اَنْبَاَنَا هُشَیْمٌ اَنْبَاَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِیْ زَیْنَبَ السُّلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَ اَنَا وَاضِعٌ یَدِیَ الْیُسْرٰی عَلَی الْیُمْنٰی فَاَخَذَ بِیَدِیَ الْیُمْنٰی فَوَضَعَهَا عَلَی الْیُسْرٰی۔

۸۱۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سے گزرے۔ میں نے بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے اوپر باندھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اس کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔

۴: بَابُ اِفْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ

باب: قرأت شروع کرنے کا بیان

تشریح (۱) قراءت یعنی قرآن کا پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور امام مالک کے نزدیک تین رکعتوں میں فرض ہے کیونکہ اکثر کا حکم کل کا ہے اور بعض علماء کے نزدیک قراءت مطلقاً سنت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز میں افعال فرض ہیں نہ اقوال۔ لیکن یہ مذہب شاذ ہے۔

Marfat.com

۸۱۲. حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

۸۱۲: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرأت شروع کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے۔

تشریح: یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پکار کر نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھ کر الحمد للہ رب العالمین بلند آواز سے پڑھتے۔ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور اکثر اہل حدیث نے بھی اس کو اختیار کیا ہے لیکن امام شافعی کا یہ قول ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ ہر ایک سورۃ کا جزو ہے۔ پس جہری نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھے اور دوسری نماز میں آہستہ سے پڑھے۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں اسی کو راجح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عدم جہر بسم اللہ کی حدیثیں کو صحیح ہیں لیکن جہری احادیث مثبت ہیں اور مثبت مقدم ہے نفی پر اور انسؓ اور عبداللہ بن مغفل کا مسن صحابہ میں سے ہیں احتمال ہے کہ یہ اخیر صف میں پڑھتے ہوں اور بسم اللہ کا جہر انہوں نے نہ سنا ہو۔ مترجم کہتا ہے یہ تقریر شوکانی کی مسلم نہیں۔ اس لیے کہ جہری احادیث اگرچہ مثبت ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور عدم جہری احادیث صحیح ہے اور انسؓ اور عبداللہ بن مغفل کا مسن ہونا مسلم ہے۔ لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ وہ اخیر صف میں ہی رہتے تھے اور قرأت کی آواز نہیں سنتے تھے اور انہوں نے اگر بسم اللہ نہیں سنی تو یہ کیسے سنا کہ آپ قرأت والحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انسؓ اور عبداللہ بن مغفل خلفائے راشدین کے وقت میں مسن نہ تھے وہ اس وقت بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ کوئی بسم اللہ کا جہر نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ پس مولانا اسماعیل صاحب نے تنویر العینین میں جو لکھا ہے کہ راقم سطور کرنا دی سے میں بھی اسی کو اختیار کرتا ہوں اور سید علامہ نے روضہ ندیہ میں امام شوکانی کا کلام نقل کیا ہے اس پر سکوت کیا ہے۔ پس اگر کوئی بسم اللہ جہر سے بھی پڑھے تب بھی کوئی قباحت نہیں ہے اور طالب سنت کو لازم ہے کہ دونوں طرح عمل کیا کرے۔ بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ سورۂ فاتحہ کے اول اسی طرح ہر سورت کے شروع میں کو آہستہ سے ہی سہی۔

۸۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا حُبَادَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ، ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

۸۱۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرأت شروع کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے۔

۸۱۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالُوْا ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى ثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمِّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

۸۱۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرأت شروع کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے۔ (اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ابوعبداللہ راوی مجہول ہے اور بشر بن رافع ضعیف ہے لیکن مضمون حدیث صحیح ہے)۔

تشریح: امام شافعی نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ سورۂ فاتحہ پہلے پڑھتے تھے۔ پھر اس کے بعد دوسری سورت۔ اور یہ مطلب

Marfat.com

ہے کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے اس صورت میں یہ حدیث اور اس کے مثل دوسری حدیثیں عدم جہر کی دلیل نہ ہوں گی۔

۸۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ـ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ قَيْسِ ابْنِ عَبَايَةَ ـ حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَقَلَّمَا رَاَيْتُ رَجُلاً اَشَدَّ عَلَيْهِ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثًا مِنْهُ فَسَمِعَنِیْ وَ اَنَا اَقْرَاءُ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ فَقَالَ : اَیْ بُنَیَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّیْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ ، وَ مَعَ عُمَرَ وَ مَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ رَجُلاً مِنْهُمْ يَقُوْلُهُ فَاِذَا اَقْرَاْتَ فَقُلِ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

۸۱۵: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے بیٹے سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے کم ایسا آدمی دیکھا ہے جس کو دین میں نئی بات نکالنا عبداللہ بن مغفل سے زیادہ ناگوار ہوتا ہو (یعنی ان کو بدعت سے نہایت نفرت تھی اور تمام صحابہ کرام کا یہی حال تھا' سنت کے عاشق تھے اور بدعت کے قاتل تھے) انہوں نے سنا مجھ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پکار کر) پڑھتے ہوئے تو کہا اے بیٹے میرے تو نئی بات سے بچا رہا (یعنی بدعت سے پرہیز کر) کیونکہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ میں نے ان میں سے کسی کو نہیں سنا جو بسم اللہ کہتا ہو (یعنی پکار کر پڑھتا ہو) پھر جب تو قرأت کرے تو کہہ **الحمدللہ رب العالمین**۔

تشریح ۞ اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ تعوذ اور تسمیہ دونوں نہ پڑھے اور امام احمد وغیرہ نے بیس صحابہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سورۂ فاتحہ کے شروع میں پکار کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے اور ان میں سے ہر ایک روایت گو ضعیف ہے مگر سب مل کر حدیث قوی ہو جاتی ہیں اور شافعی کا یہی قول ہے اور تعجب ہے کہ امام مالک نے متعدد حدیثوں کے خلاف بسم اللہ کا مطلق نہ پڑھنا کیسے اختیار کیا۔ اگرچہ امام مالک نے ایسا کیا ہو پر مالکیہ کو حدیث پر چلنا لازم ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے اور عاشق کو سنت لازم ہے کہ کبھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ سے پڑھے اور قرأت الحمدللہ رب العالمین سے شروع کرے اور کبھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قرأت شروع کرے پکار کر اس میں دونوں طرف کی حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اور پوری پیروی ہوتی ہے۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی۔

۵: بَابُ الْقِرَاءَةِ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز میں کون سی سورت پڑھے

۸۱۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عبدالرحمن بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقْرَاُ فِی الصُّبْحِ : ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ [ق ۱۰]

۸۱۶: حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾

تشریح ۞ یہ آیت سورۂ قاف میں ہے مطلب یہ ہے کہ سورۂ قاف اور اس کے برابر سورتیں فجر کی نماز میں پڑھتے۔

۸۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ اَصْبَغَ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ وَ هُوَ يَقْرَاُ فِیْ

۸۱۷: حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں یہ آیت پڑھ رہے تھے گویا میں

Marfat.com

الْفَجْرِ كَانِّیْ اَسْمَعُ قِرَاءَ تَهٗ: ﴿فلا اقسم بالخنس الجوار الكنس﴾ [التكوير: ۱۵، ۱۶]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو سن رہا ہوں۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔

تشریح: یہ آیت سورۂ اذا الشمس کورت میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سورت پڑھی اور مجھے اس آیت کا پڑھنا اب تک یاد ہے۔

۸۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبَّادُ ابْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ، عَنْ اَبِی بَرْزَةَ ح وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَهٗ اَبُو الْمِنْهَالِ، عَنْ اَبِی بَرْزَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَاُ فِی الْفَجْرِ مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمَائَةِ.

۸۱۸: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

۸۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُبْنُ خَلَفٍ، ثَنَا بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْهُ حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ وَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُصَلِّیْ بِنَا فَيُطِيْلُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ وَ يُقْصِرُ فِی الثَّانِيَةِ وَ كَذٰلِكَ فِی الصُّبْحِ۔

۸۱۹: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو لمبا کرتے تھے پہلی رکعت کو اور چھوٹا کرتے دوسری رکعت کو اور ایسا ہی کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں۔

تشریح: پہلی رکعت میں قرأت کو طول دینا بہ نسبت دوسری رکعت کے مستحب ہے اور بڑا فائدہ اس میں یہ ہے کہ لوگوں کو جماعت مل جائے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو اور بعضوں نے کہا یہ امر فجر کی نماز سے خاص ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۲۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ قَرَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنُوْنَ فَلَمَّا اَتٰى عَلٰى ذِكْرِ عِيْسٰى اَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ فَرَكَعَ يَعْنِیْ سَعْلَةً۔

۸۲۰: حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں سورۂ مؤمنون پڑھی۔ جب حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا (یعنی اس آیت پر پہنچے جعلنا بن مریم وامه ایة اخیر تو آپ کو ٹھسکا لگا (یعنی کھانسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کر دیا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ہر سورت کا پورا پڑھنا ضروری نہیں۔ آپ جب اس سورت کو پڑھ رہے تھے تو روتے جاتے تھے۔ نماز میں آخر روتے روتے کھانسی آئی آواز بند ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کر دیا۔

۶: بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کون سی سورت پڑھے

۸۲۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ ثَنَا وَكِيْعٌ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُخَوَّلٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ فِی صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ

۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں جمعہ کے دن یا سورتیں پڑھتے تھے۔ الٓمٓ تَنْزِيْلُ السجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ یعنی سورۂ دہر۔

Marfat.com

الْجُمُعَةِ ۞ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ ۞ [السجدة ۱] السَّجْدَةَ وَ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ۞ [الدهر ۱]

تشریح: ان میں شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونوں سورتوں میں انسان کی پیدائش اور خاتمہ اور آدم اور جنت اور دوزخ کا ذکر ہے اور قیامت کا حال ہے اور یہ سب باتیں جمعہ کے دن ہونے والی ہیں اور کچھ ہو چکیں۔

۸۲۲: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ ثَنَا الْحَارِثُ ابْنُ نَبْهَانَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ ۞ وَ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ۞

۸۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند کمزور ہے کیونکہ حارث بن نبہان متفقہ طور پر ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون صحیح ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مسلم وغیرہ میں مروی ہے)۔

۸۲۳: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ ۞ وَ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ۞

۸۲۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے۔

۸۲۴: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ فَرْوَةَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ ۞ وَ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ۞

قَالَ اِسْحٰقُ هٰكَذَا ثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا شَكَّ فِيْهِ۔

۸۲۴: ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

۷: بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب: ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان

۸۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ فِيْ ذٰلِكَ خَيْرٌ قُلْتُ بَيْنَ

۸۲۵: حضرت قزعہ بن سوید سے روایت ہے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق انہوں نے کہا تم کو اس پوچھنے میں بھلائی نہ ہوگی (اس وجہ سے کہ تم آنحضرت ﷺ کی مثل لمبی نماز نہ پڑھ سکو گے) میں نے کہا بیان تو کرو اللہ تم پر رحم کرے۔ انہوں نے کہا ظہر کی نماز کی

Marfat.com

رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ الظُّهْرَ فَيَخْرُجُ اَحَدُنَا اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِى حَاجَتَهٗ فَيَجِيْءُ فَيَتَوَضَّأُ فَيَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ۔

تکبیر ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھ رہے تھے ایک شخص بقیع جاتا اور اپنی حاجت یعنی پاخانہ پیشاب سے فارغ ہوتا پھر آ کر وضو کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی پہلی رکعت میں پاتا۔

تشریح: شاید کبھی آپ ایسا کرتے ہوں اس خیال سے کہ لوگوں کو بہت دیر نہ ہو جائے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کو ہلکا کرنے کا اور دوسری روایت میں ہے کہ ظہر کی پہلی رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیتوں کی مقدار قیام فرماتے تھے پس اس کی پیروی سنت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کی مصلحت خوب جانتے تھے۔ جب مناسب ہوتا تو نماز کو مختصر بھی پڑھا دیتے تھے بعضوں نے کہا طول کرنا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور جب سب مقتدی صحیح اور توانا اور عبادت سے شوقین ہوں تو طول کرنے میں قباحت نہیں۔ بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طول کرنا مناسب تھا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں اس لئے طول نہ کرتا تھا کہ اللہ اعلم اور یہ حدیث میں ہے کہ حاجت سے لئے بقیع کو جانا تو بقیع اس وقت خالی میدان تھا۔ وہاں اب تک تمیں بنتی اب ہیں۔ پس لوگ حاجت کو وہاں جایا کرتے۔

۱۲۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْتُ لِخَبَّابٍ بِاَىِّ شَىْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ

۱۲۶: ابو معمر (عبداللہ بن سخبرہ) سے روایت ہے میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی) سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت ظہر اور عصر میں تم کس چیز سے پہچانتے تھے انہوں نے کہا آپ کی مبارک داڑھی کی حرکت سے۔

۱۲۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِىُّ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِىْ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ قَالَ وَ كَانَ يُطِيْلُ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَ يُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَ يُخَفِّفُ الْعَصْرَ۔

۱۲۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فلاں شخص (خلیفہ عمر بن عبدالعزیز) کو نہیں دیکھا (وہ شخص حضرت علی یا عمر بن عبدالعزیز یا ابوسلمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں کو ہلکا کرتے تھے اور عصر کی نماز بھی ہلکا کرتے تھے۔

تشریح: اس خیال سے کہ وہ کام کاج کا بازار کا وقت ہوتا ہے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ قرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱۲۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِىُّ ثَنَا الْمَسْعُوْدِىُّ ثَنَا زَيْدٌ الْعَمِّىُّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ ثَلَاثُوْنَ بَدْرِيًّا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا تَعَالُوْا حَتّٰى نَقِيْسَ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ

۱۲۸: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے (یعنی وہ صحابہ جو جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے) جمع ہوئے اور انہوں نے کہا آؤ ہم اندازہ کریں کہ اللہ علیہ وسلم کی نماز میں کس طرح قرأت کرتے تھے نماز جس میں آہستہ سے قرأت کی جاتی ہے وہ نماز

Marfat.com

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَاسُوْا قِرَاءَةُ فِيْ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً وَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَقَاسُوْا ذٰلِكَ فِيْ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتِيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ۔

اور عصر کی) پھر ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور ظہر کی پہلی رکعت میں آپ ﷺ کی قرأت کا اندازہ کیا تیس آیتوں کے موافق اور دوسری رکعت میں اس کے نصف اور عصر میں اندازہ کیا ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے نصف کے موافق (اس کی سند ضعیف ہے' زید عمی ضعیف ہے اور مسعودی آخری عمر میں حافظہ کھو بیٹھے تھے اور ابوداؤد کا سماع اختلاط کے بعد ہے)۔

تشریح ۞ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کے اخیر کی دو رکعتوں میں بھی آپ ﷺ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھتے تھے اور امام شافعی کا جدید قول یہی ہے اور ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ اخیر کی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ اخیر کی دو رکعتوں میں سورت کا پڑھنا واجب نہیں ہے' لیکن اگر کوئی پڑھے تو کچھ قباحت نہیں' بلکہ زیادہ ثواب ہے اور حدیث سے یہی ثابت ہے اور یہی صحیح ہے۔

۸: بَابُ الْجَهْرِ بِالْاٰيَةِ اَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب: عصر یا ظہر کی نماز میں کبھی ایک آدھ آیت پکار کر پڑھنا

۸۲۹: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالِ الصَّوَّافُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا۔

۸۲۹: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ قرأت کرتے تھے ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے۔

تشریح ۞ یعنی اگرچہ ان رکعتوں میں آپ ﷺ قرأت بالسر کرتے لیکن پڑھتے پڑھتے کبھی ایک آدھ آیت آپ ﷺ پکار کر بھی پڑھ دیتے۔ بعضوں نے کہا یہ فعل عمداً نہ ہوتا بلکہ قرأت میں استغراق کی وجہ سے خیال نہ رہتا اور ایک آدھ آیت آواز کے ساتھ نکل جاتی۔ بعضوں نے کہا عمداً ایسا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ نے فلاں سورت پڑھی اور لوگ اس کی پیروی کریں۔ میں نے ایک بار ظہر یا عصر میں اسی طرح قرأت کی کہ ایک آدھ آیت جا بجا سے پکار کر زبان سے نکلی تو حافظ عبدالعزیز صاحب محدث لکھنوی نے اس پر اعتراض کیا اور میں نے اور ملا محمد صدیق صاحب پیشاوری نے یہی حدیث استدلال کے لئے پیش کی۔ حافظ صاحب نے کہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا کیا کرے بلکہ کبھی شاذ و نادر کوئی لفظ پکار کر نکل جائے تو اس میں قباحت نہیں ہے' لیکن میں نے اور ملا صاحب نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور ظاہر حدیث کی پیروی اختیار کی اور اللہ جل جلالہ کو معلوم ہے کہ حق کیا ہے۔ بہرحال سرّ سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل آواز ہی نہ نکلے۔ جیسا عوام کیا کرتے ہیں۔ سرّ یہ ہے کہ انسان خود اپنی آواز سنے بلکہ پاس والا بھی سن لے اور جہر یہ ہے کہ پاس اور دور والے سب سنیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا** اور یہ آیت اگرچہ تہجد کی نماز میں وارد ہے لیکن لفظ عام ہے اور حاصل یہ ہے کہ مبالغہ کرنا جہر میں اس طرح مبالغہ کرنا۔ سر میں جیسا ہمارے زمانے کے لوگوں نے اختیار کیا ہے کہ خود بھی اپنی آواز نہیں سنتے یہ خلاف سنت ہے۔

Marfat.com

۸۳۰: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ ثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُصَلِّیْ بِنَا الظُّهْرَ فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْاٰيَةَ بَعْدَ الْاٰيَاتِ مِنْ سُوْرَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ

۸۳۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تھے ظہر کی پھر ہم سنتے تھے ایک آیت کئی آیتوں کے بعد سورۂ لقمان اور سورۂ ذاریات میں سے۔

تشریح اس کا مطلب یہ ہے کہ دس بارہ آیتیں آہستہ پڑھ کر ایک آیت ذرا آواز سے پڑھ دیتے اسی طرح اخیر سورت تک کرتے آپ ﷺ کی قرأت کا طرز تھا سری نماز میں پس جو کوئی سنت کی پیروی چاہے وہ ایسا ہی کیا کرے اگرچہ تمام جہان کے مجتہد اور علماء اس کے خلاف کہیں۔ بخدائے عزوجل کہ ہم کو قرآن یا حدیث کے خلاف کسی کا قول ایک پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ ہم کیا کریں ہمارا دل ہی مالک نے ایسا بنایا۔

۹: بَابُ الْقِرَأَةِ فِیْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کی نماز میں کون سی سورت پڑھے

۸۳۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّهٖ (قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ هِیَ لُبَابَةُ) اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقْرَاُ فِی الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔

۸۳۱: حضرت لبابہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں والمرسلات عرفاً پڑھتے تھے۔

تشریح اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب میں سورۂ والطور پڑھی اگرچہ ایک روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللّٰہ احد پڑھا۔ مگر ہمیشہ مغرب کی نماز میں چھوٹی ہی سورتیں پڑھنا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حنفیہ صاف لکھتے ہیں کہ مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا مستحب ہے مگر یہ استحباب انہوں نے کہاں سے نکالا ہے وہ معلوم نہیں ہوتا۔ علامہ ابن قیم تو زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ مغرب میں ہمیشہ چھوٹی سورتوں کا التزام کرنا مروان اور اسکے متبعین کی سنت ہے اور سنت نبویہ تو اس کے برخلاف ہے کبھی والمرسلات اور والطور کے موافق سورتیں پڑھے۔ کبھی قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کے موافق ہم کو تو مروان اور تمام بنی امیہ سے ضد ہے۔ کئی بار میں نے مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھی اور نماز کے بعد میں نے لوگوں سے کہا کہ آج مروان کی سنت ہم نے مٹائی اور آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔

۸۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقْرَاُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

قَالَ جُبَيْرٌ فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمَّا سَمِعْتُهٗ يَقْرَاُ ﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الطور: ۳۵ تا ۳۸) كَادَ قَلْبِیْ يَطِيْرُ۔

۸۳۲: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھا کرتے تھے۔ جبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری حدیث میں کہا جب میں نے سنا آپ سورۂ طور میں سے یہ آیتیں پڑھ رہے تھے اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ تک تو میرے دل کا یہ حال تھا کہ اڑنے کو تھا۔

Marfat.com

تشریح ان آیتوں کے عمدہ مضمون کا اثر دل پر ایسا ہوا کہ دل ہی ہاتھ سے جانے کو تھا۔ سبحان اللہ ایک تو قرآن کا اثر کیا کم ہے دوسرے آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے' آیتوں کا مضمون یہ ہے: کیا وہ بغیر کسی چیز کے خود پیدا ہو گئے یا انہوں نے اپنے تئیں خود پیدا کیا' حالانکہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان سب کو خالقِ واحد نے پیدا کیا صدقے اس کی قدرت اور کبریائی کے' ہمارے پاس ہے ہی کیا جو فدا کریں تجھ پر' مگر یہ ایک زندگی مستعار رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکالا ہے کہ مغرب کا وقت ممتد ہے غروب شفق تک۔

۸۳۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ ثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

۸۳۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے' یہ حدیث معلول ہے۔

۱۰: بَابُ الْقِرَأَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

باب: عشاء کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے

۸۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ۔ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

۸۳۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا میں نے سنا' آپ سورۂ والتین پڑھتے تھے۔

۸۳۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ زُرَارَةَ ثَنَابْنُ اَبِي زَائِدَةَ جَمِيْعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَمِعْتُ اِنْسَانًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ

۸۳۵: ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔ اتنا زیادہ ہے کہ براء نے کہا میں نے کوئی آدمی آپؐ سے زیادہ خوش آواز یا آپؐ سے بہتر قرأت کرنے والا نہیں دیکھا۔

تشریح سبحان اللہ آپ ﷺ مجموعہ تھے تمام کمالات اور صفاتِ انسانی اور جمال ظاہری اور باطنی کے حسن صورت اور حسن سیرت دونوں میں آپ ﷺ بے نظیر تھے اور حسن خلق ان سب پر طرہ تھا' ایسے انسان کہاں پیدا ہوتے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۸۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلّٰى بِاَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِقْرَءْ بِالشَّمْسِ وَ ضُحَاهَا وَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ).

۸۳۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے یاروں کو عشاء کی نماز پڑھائی تو لمبا کیا نماز کو۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے) فرمایا آپ نے پڑھ وَالشَّمْسِ وَ ضُحَاهَا یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی یا اللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی یا اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔

Marfat.com

تشریح ؛ یعنی ان کے برابر سورتیں سورۂ بروج اور انشقت اور سورۂ طارق اور سورۂ غاشیہ اور سورۂ فجر اور لم یکن بھی انہی سے قریب قریب ہیں' عشاء کی نماز میں ایسی ہی سورتیں پڑھنا سنت ہے تاکہ مقتدیوں پر بوجھ نہ ہو۔

۱۱: بَابُ الْقِرَأَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

باب: امام کے پیچھے قرأت کرنا کیسا ہے

۸۳۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالُوْا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ۔

۸۳۷: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نہیں اس شخص کی جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

تشریح ؛ یعنی ہر حال میں ہر شخص کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے امام ہو یا مقتدی ہو سری نماز ہو یا جہری نماز ہو اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور یہی قوی ہے از روئے دلائل کے اور امام بخاری نے اس مسئلہ میں ایک جزو لطیف لکھا ہے جو اس زمانہ میں چھپ گیا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ مقتدی کسی نماز میں قرأت نہ کرے نہ سری نماز میں نہ جہری نماز میں اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ اس آیت سے سورۂ فاتحہ کا نہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ مقتدی کو آہستہ سے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔ جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے دل میں پڑھ لے اور یہ مثل خاموش رہنے کے ہے۔ خاموش رہنے سے یہ غرض ہے کہ آواز بلند نہ کرو تاکہ امام کی قرأت میں حرج اور واقع نہ ہو اور دوسری حدیث میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ جب تم امام کے پیچھے ہو تو سوائے سورۂ فاتحہ کے کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو آدمی فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی' تو یا العینین میں ہے کہ جو بھی صورت ہو اور جس طرح بھی ہو بہرحال سورۂ فاتحہ کا پڑھ لینا ہی بہتر ہے اور یہی مقتدی کے لئے مناسب ہے اور کئی ایک حنفی بھی سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے نماز میں پڑھا کرتے تھے منجملہ ان کے ایک حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ رفیق نے یزید بن شریک سے نکالا انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا قرأت خلف الامام کو حضرت عمرؓ نے کہا سورۂ فاتحہ پڑھا کر۔ یزید نے کہا اگرچہ جہری نماز میں ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگرچہ جہری نماز میں ہو۔ احناف نے دوسری دلیل اس حدیث سے جس میں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی انازع القرآن اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے بھی تمہارا مطلب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ منازعت اسی وقت ہوتی جب مقتدی پکار کر قرأت کرے اور آہستہ سے صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لینے میں کسی منازعت کا اندیشہ نہیں اور اسی حدیث میں یہ وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا سورۂ فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو اور ممکن ہے کہ مقتدی امام کے سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔ پس آیت اور حدیث دونوں کی تعمیل ہوگئی۔ امام مالک کا قول یہ ہے کہ جہری نماز میں مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے اور کئی ایک حنفیہ نے اس کو اعدل الاقوال کہا ہے اور اس باب میں مستقل رسالے تالیف کئے ہیں اور بہت طول دیا ہے لیکن فقیر کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مقتدی ہر نماز میں جہری ہو یا سری سورۂ فاتحہ ضرور پڑھے اور اسی کو ترجیح ہے۔ ہمارے مشائخ اہل حدیث نے رحمہم اللہ تعالیٰ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ابوحنیفہ نے اس کا بھی خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ فرض ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ بدلیل فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں وارد نہیں ہے بلکہ تہجد کے باب میں ہے اب اعرابی کی حدیث ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن میں کئی احتمال ہیں ایک یہ کہ تعیین فاتحہ سے پہلے کی ہو دوسرے یہ کہ شاید اعرابی سورۂ فاتحہ کو اچھی طرح پڑھ نہ سکتا ہو۔ تیسرے یہ کہ مراد یہ ہو کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو قرآن تو پڑھ لے

Marfat.com

وہ پڑھ اور سورۂ فاتحہ پڑھنے میں اس نے خرابی نہ کی ہو اس وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا پھر ان احتمالات کے ساتھ اس حدیث سے دلیل لینا اور صحیح اور صاف حدیث کو چھوڑ دینا انصاف کے خلاف ہے۔

۸۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ اَنَّ اَبَا السَّائِبِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ۔

فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاِنِّیْ اَكُوْنُ اَحْيَانًا وَرَاءَ الْاِمَامِ فَغَمَزَ ذِرَاعِیْ وَ قَالَ يَا فَارِسِیُّ ! اقْرَاْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ۔

۸۳۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے پوری نہیں ہے (کیونکہ نماز کا ایک رکن اس سے چھوٹ گیا) ابوالسائب نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں نے کہا اے ابوہریرہؓ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو سورہ فاتحہ کیونکر پڑھوں اگر نہ پڑھوں تو میری نماز ناقص رہے گی اس حدیث کی رو سے) یہ سن کر حضرت ابوہریرہؓ نے میرے بازو میں چٹکی لی (یعنی اس کو دبایا اور کہا اے فارسی اپنے دل میں اس کو پڑھ لے یعنی چپکے سے پڑھ پکار کر پڑھنا کیا ضروری ہے)

۸۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ ح وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ السَّعْدِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَاْ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ ب﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ وَ سُوْرَةٍ فِیْ فَرِيْضَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

۸۳۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص الحمد اور ایک سورت ہر رکعت میں نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوئی۔ فرض نماز ہو یا دوسری کوئی نماز ہو۔

تشریح ❁ یعنی فرض اور نفل دونوں میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۂ دونوں واجب ہیں اور مراد اس حدیث میں دو رکعتی نماز ہے اور چار رکعتی نماز میں اخیر کی دو رکعتوں میں سورۃ کا پڑھنا واجب نہیں جیسے اوپر گزر چکا گو پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے بعضوں نے کہا یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے راویوں میں کلام ہوا ہے۔ ابوسفیان سعدی ضعیف ہے لیکن قتادہ سے اس کی متابعت ممکن ہے واللہ اعلم۔

۸۴۰: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَزَرِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيٰی بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَاُ فِيْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِیَ خَدَاجٌ).

۸۴۰: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے سنا جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ فرماتے تھے جس نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

تشریح ❁ کیونکہ ایک رکن گھٹ گیا پس معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

۸۴۱: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّكَنِ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ السَّلْعِیُّ ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ

۸۴۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كُلُّ صَلَاةٍ وَلَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ

فرمایا: جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔

۸۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَقْرَأُ وَ الْاِمَامُ يَقْرَأُ قَالَ سَاَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ اَفِيْ كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هٰذَا۔ (قال المزهی هو موقوف)

۸۴۲: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی) سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں قرأت کروں جس وقت امام قرأت کر رہا ہو؟ انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہر نماز میں قرأت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ سن کر لوگوں میں سے کوئی بولا اب تو قرأت واجب ہوگئی۔ (یہ حدیث موقوف صحیح ہے اور مرفوع ضعیف ہے)۔

تشریح (۱) اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے اور حنفیہ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے پر دلیل لی اس حدیث سے کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے اور اہل حدیث یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل امروی ہے عبداللہ بن شداد سے اور مسنداً صحیح نہیں ہے اور نہیں مسند کیا اس کو مگر ابوحنیفہ اور حسن بن عمارہ نے اور اہل حدیث کے نزدیک وہ دونوں ضعیف ہیں اور اس کے سوا اس حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مقتدی سورت نہ پڑھے بلکہ امام کی قرأت اس کی طرف سے کافی ہے اور یہی مطلب لینا اولیٰ ہے تاکہ دوسری حدیثوں کے خلاف نہ ہو جس میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا صاف حکم ہے اور ایک دلیل اس کی یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور ان سے خود سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ثابت ہے اور یہ روایت آگے آتی ہے۔

۸۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَسْعَرٍ عَنْ يَزِيْدَ الْفَقِيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةٍ وَ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

۸۴۳: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھتے تھے اور اخیر کی دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

تشریح (۲) یہ بھی جائز ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی سورت بھی پڑھے پھر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا کیونکر جائز نہ ہوگا لیکن اولیٰ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی صرف سورۂ فاتحہ پر قناعت کرے۔ امام محمد نے موطا میں عبداللہ بن شداد سے مرسلاً نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی نماز میں ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی تو اس کے پاس والے نے اس کی چٹکی لی جب وہ نماز پڑھ چکا تو بولا تو نے کیوں چٹکی لی پاس والے نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سامنے تھے تو مجھے برا معلوم ہوا کہ تو قرأت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے انتہی۔ اس سے یہی مراد ہے کہ سوا سورۂ فاتحہ کے مقتدی اور قرأت نہ کرے اور جس وقت امام اہل بدعت یا ظلم میں سے ہو اور مقتدی اس کی اقتداء پر مجبور ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کے پیچھے فاتحہ اور سورت دونوں پڑھ لیا کرے تاکہ مقتدی کی نماز علیحدہ بھی پوری رہے اور دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ امام کی بے اعتدالی اور غلطی سے مقتدی کی نماز میں خلل نہ ہوگا۔ سبحان اللہ ہماری شریعت میں کیا آسانی ہے ہر موقع پر ایک راستہ مخلصی کے لئے موجود ہے۔

Marfat.com

۱۲:بَابُ فِیْ سَکْتَتَی الْاِمَامِ

۸۴۴: حَدَّثَنَا جَمِیْلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِیْلٍ الْعَتَکِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ الْاَعْلٰی ثَنَا سَعِیْدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ، قَالَ سَکْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْکَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَیْنِ فَکَتَبْنَا اِلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ بِالْمَدِیْنَةِ فَکَتَبَ اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ۔

قَالَ سَعِیْدٌ فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ : مَا هَاتَانِ السَّکْتَتَانِ قَالَ اِذَا دَخَلَ فِیْ صَلَاتِهٖ وَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاَةِ۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ وَاِذَا قَرَاَ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾۔

قَالَ وَ کَانَ یُعْجِبُهُمْ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاَةِ اَنْ یَسْکُتَ حَتّٰی یَتَرَادَّ اِلَیْهِ نَفَسُهٗ۔

باب: امام کے دونوں سکتوں کا بیان

۸۴۴: حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا دو سکتے ہیں جن کو میں نے یاد رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا انکار کیا عمران بن حصین نے پھر ہم نے ابی بن کعب کو لکھا مدینہ میں۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ سمرہ کی یاد ٹھیک ہے سعید نے کہا ہم نے قتادہ سے پوچھا یہ دو سکتے کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا ایک تو جب آپ نماز میں جاتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد تھوڑی دیر سکوت فرماتے اور دعائے استفتاح پڑھنے کے لئے) اور دوسرے جب آپ قرأت سے فارغ ہوتے (یعنی رکوع کے قریب پھر قتادہؒ نے کہا دوسرا سکتہ اس وقت ہوتا جب آپ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ لیتے (تو سکتہ کرتے آمین کہنے کے لئے اور مقتدی بھی آمین کہہ لیں اس واسطے) قتادہ نے کہا صحابہ کو پسند تھا کہ جب قرأت سے امام فارغ ہو تو تھوڑی دیر خاموش رہے تاکہ اس کا دم ٹھہر جائے۔

تشریح ۞ پہلا سکتہ تو باتفاق علماء سنت ہے دعائے استفتاح پڑھنے کے لئے اور دوسرا بھی سنت ہے امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اور تیسرا سکتہ اور ہے قرأت سے فارغ ہونے کے بعد جب رکوع کا ارادہ کرے۔

۸۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ وَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ اَشْکَابَ قَالَا ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ ، قَالَ سَمُرَةُ حَفِظْتُ سَکْتَتَیْنِ فِی الصَّلَاةِ سَکْتَةً قَبْلَ الْقِرَاَةِ وَ سَکْتَةً عِنْدَ الرَّکْوْعِ فَاَنْکَرَ ذٰلِكَ عَلَیْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَیْنِ ۔ فَکَتَبُوْا اِلَی الْمَدِیْنَةِ اِلٰی اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ فَصَدَّقَ سَمُرَةَ

۸۴۵: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دو سکتے یاد تھے نماز میں ایک تو قرأت سے پہلے دوسرے قرأت کے بعد رکوع کے وقت۔ لیکن عمران بن حصین نے اس کا انکار کیا تو لوگوں نے ابی بن کعب کو لکھا انہوں نے سمرہ کی بات کو سچ کہا۔

۱۳:بَابُ اِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا

باب: جب امام قرأت کرے تو مقتدی چپ رہیں

۸۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ

۸۴۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ اس کی پیروی کی جائے پھر جب وہ تکبیر کہے (یعنی تکبیر تحریمہ) تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو چپ رہو اور جب وہ غَیْرِ

Marfat.com

فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ - وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعِيْنَ

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

تشریح ﴿۱﴾ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم سورۂ فاتحہ بھی نہ پڑھو کیونکہ دوسری حدیثوں سے جو خود ابی ہریرہؓ سے مروی ہیں یہ ثابت ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ ہر ایک نماز میں پڑھنا چاہئے ابھی اوپر گزرا کہ ابو السائب نے ابو ہریرہؓ سے کہا کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے فارسی اپنے دل میں پڑھ لے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کی قرأت کے وقت مقتدی پکار کر قرأت نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے امام کو تکلیف ہوتی ہے کبھی وہ بھول جاتا ہے۔

یہ اخیر کا فقرہ اکثر علماء کے نزدیک منسوخ ہے مرض موت کی حدیث سے اس میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔

۸۴۷: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ غَلَّابٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ ذِكْرِ اَحَدِكُمُ التَّشَهُّدُ۔

۸۴۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ جب امام قعدے میں جائے یعنی بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک پہلے تشہد پڑھے۔

تشریح ﴿۲﴾ اس کے بعد دعا وغیرہ مانگے۔

۸۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ' عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةً نَظُنُّ اَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ ؟ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَا لِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ۔

۸۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ ایک نماز پڑھائی ہم خیال کرتے ہیں وہ صبح کی نماز تھی۔ آپؐ نے فرمایا تم سے کسی نے قرأت کی ہے ایک شخص بولا میں نے یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا میں کہتا تھا مجھے کیا ہوا ہے کوئی قرآن مجھ سے چھینے لیتا ہے یعنی میرے منہ سے نکالے لیتا ہے جب پڑھتے ہیں کوئی دوسرا بھی آواز سے پڑھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر آدمی بھول جاتا ہے۔

۸۴۹: حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَ زَادَ فِيْهِ

۸۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی روایت ہے جو اوپر گزری' اتنا زیادہ ہے کہ پھر لوگوں نے خاموشی اختیار کی جہری نمازوں میں۔

Marfat.com

قَالَ فَسَكَتُوْا بَعْدُ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ الْاِمَامُ۔

تشریح ❁ یعنی جہری نمازوں میں لوگوں نے پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا' یا سورت کا پڑھنا ہی چھوڑ دیا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ سورت فاتحہ کا پڑھنا بھی چھوڑ دیا۔ جیسا حنفیہ نے سمجھا ہے کیونکہ اس کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی' اس حدیث کا اسناد بھی ضعیف ہے ابن اکیمہ مجہول ہے اور یہ اخیر کا جملہ مدرج ہے' زہری کا کلام ہے۔

۸۵۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔

۸۵۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا امام ہے نماز میں تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے۔ (اصحاب ستہ کی حدیث عبادہ کے خلاف ہے)

تشریح ❁ اب اس کو علیحدہ سورت پڑھنے کی ضرورت نہیں' صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لینا کافی ہے حافظ نے کہا اس حدیث کے اور طریق بھی ہیں اور سب معلول ہیں اور دلیل اہل حدیث کی یہ ہے کہ امام احمد اور بخاری نے جزء القرأۃ میں نکالا اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے اس کو صحیح کہا عبادہ بن صامت سے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی آپ ﷺ پر قرأت بھاری ہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم قرأت کرتے ہو میرے پیچھے۔ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مت پڑھو کچھ سوا سورۂ فاتحہ کے کیونکہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے' اس کے علاوہ یہ حدیث انتہائی درجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں جابر جعفی کذاب ہے' امام ابوحنیفہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے: ما رایت اخد کذب من جابر الجعفی (ذیل المذیل طبری ص ۹۸) مقدمہ مسلم میں لکھا ہے کہ جابر غالی رافضی تھا اور اُسے اقرار تھا کہ مجھے پچاس ہزار موضوع روایتیں یاد ہیں جس میں کسی دوسرے کا دخل نہیں۔ (مسلم ص ۱۵) ابن ماجہ نے اس حدیث کی سند یوں نقل کی ہے' عن جابر الجعفی عن ابی الزبیر عن جابر (ابن ماجہ مطبوعہ مصر ص ۲۸ مطبع التازیہ ۱۳۴۹) یہ سند بلقطہ تمام قدیم وجدید نسخوں میں منقول ہے' ابن ماجہ کے علاوہ امام طحاوی حنفی' دارقطنی' ابن حجر' ابن عبدالبر اور بیہقی نے بھی اپنی اپنی سنین میں عن جابر الجعفی عن ابی الزبیر ہی ذکر کی ہے بلکہ خود علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ص ۲۳۰ مطبوعہ علوی لکھنوی میں ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ لیکن مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی رکن رکین دیوبند نے ابن ماجہ فاروقی مطبع دہلی کی تصحیح کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک واؤ بڑھا دی اور سند کو یوں کر دیا۔ عن جابر الجعفی وابی زبیر یعنی دونوں کو حضرت جابر صحابی کا شاگرد ثابت کر کے ان سے روایت کرنے والے بنا دیا اور اس کی تحریف سے فائدہ یہ حاصل کرنا چاہا کہ اس حدیث کا اعتراض رفع ہو جائے کیونکہ جھوٹا راوی جب ثقہ کی متابعت میں روایت کرے تو حدیث کی صحت میں کچھ خلل واقع نہیں ہوگا مگر اس بے چارے کی یہ تمنا بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس کے بعد جب مطبع نظامی اور مجتبائی نے کتاب شائع کی تو مولوی محمد طاہر حنفی نے اس ''واؤ'' کے خلاف حاشیہ پر یہ اعلان شائع فرما دیا کہ یہ ''واؤ'' زائد ہے۔

۱۴: بَابُ الْجَهْرِ بِآمِيْنَ

باب: پکار کر آمین کہنے کا بیان

۸۵۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا

۸۵۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قاری (یعنی امام) آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لئے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پھر جس

Marfat.com

اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

کی آمین فرشتوں سے مل جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۸۵۲: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَ جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ وَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَرَّانِيُّ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَامِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۸۵۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قاری (یعنی امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لئے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' پھر جس کی آمین فرشتوں سے مل جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۸۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ عِيْسٰى ثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِيْنَ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ آمِيْنَ۔ حَتّٰى يَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔

۸۵۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہہ لیتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ اس کو سن لیتے پھر مسجد گونج جاتی اس کی آواز سے۔

تشریح ❁ یعنی پہلے آنحضرت ﷺ آمین پکار کر کہتے اس کے بعد صحابہ کہتے اور قاعدہ ہے کہ جب آواز بلند ہو تو مکان گونج جاتا ہے' اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ امام بلند آمین کہے اور مقتدی بھی پکار کر کہیں اور اس کی دلیل میں کئی حدیثیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ آمین آہستہ سے کہنا چاہئے اور دلیل دیتے ہیں وائل کی حدیث سے جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے آمین کہی جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے آہستہ سے آمین کہی نکالا اس کو امام احمد اور ابویعلی اور طبرانی اور دار قطنی نے حاکم نے مستدرک میں اور ہم کہتے ہیں کہ خود اس حدیث سے پکار کر آمین کہنا ثابت ہوتا ہے ورنہ وائل نے کیونکر سنا اور سفیان نے اس حدیث کو وائل سے روایت کیا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے آمین کہی بلند آواز سے اور صاحب ہدایہ نے اخفاء آمین پر دلیل لی۔ ابن مسعودؓ کے قول سے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ روایت ضعیف ہے علاوہ اس کے صحابی کا قول مرفوع حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ کی مراد اخفاء سے یہ ہو کہ مبالغہ نہ کرے پکارے میں۔ واللہ اعلم۔

۸۵۴: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ثَنَا بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: آمِيْنَ۔

۸۵۴ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ نے جب کہا غَيْرِ وَلَا الضَّالِّيْنَ تو کہا آمین۔

Marfat.com

تشریح ۞ آمین کے معنی یہ ہیں کہ قبول کر اور بعضوں نے کہا کہ آمین اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور بہر حال پکار کر آمین کہنا سنت نبوی اور باعثِ اجر ہے اور جو کوئی اس کو برا سمجھے وہ خبیث ہے۔

۸۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَالَ (وَلَا الضَّالِّيْنَ) قَالَ (آمِيْنَ) فَسَمِعْنَاهَا۔

۸۵۵: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وَلَا الضَّالِّيْنَ کہا تو فرمایا آمین اور ہم نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر آمین کہی تھی)

۸۵۶: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ: قَالَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنَ

۸۵۶: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودیوں نے تم پر اتنا حسد کسی امر کی وجہ سے نہیں کیا' جتنا سلام اور آمین کی وجہ سے کیا۔

تشریح ۞ یہ کلمے ان کو بھی بہت پسند آئے مگر مسلمانوں کی ضد سے اس پر عمل نہ کر سکے اور حسد میں جلتے رہ گئے قل موتوا بغیظکم۔

۸۵۷: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدُ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَا ثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ صُبَيْحٍ الْمِرِّيُّ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ فَاَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ.

۸۵۷ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود نے اتنا حسد تم سے کسی بات پر نہیں کیا جتنا آمین پر کیا تو بہت آمین کہو۔ (اس میں طلحہ بن عمرو بالاتفاق ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ تاکہ یہود اور زیادہ جلیں اسی طرح جو احناف آمین پکار کر کہنے سے جلتے ہیں ان کو اور جلانا چاہئے اور ہر جماعت میں پکار کر آواز سے آمین کہنا چاہئے' یہ سنت نبوی پر جلنا کیا معنی معاذ اللہ کفر صریح ہے اور جو کوئی بے ایمان جلے اس مردود کو اور جلائیں گے یہاں تک کہ اپنے غصے میں آپ ہی مر جائے اور خسر الدنیا والآخرہ ہو۔

۱۵: بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا

تشریح ۞ یہ سنت ہے تمام علماء اہلحدیث اور فقہ کے نزدیک اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا اہل کوفہ کے اور دلیل لی ہے' انہوں نے ابن مسعود کی حدیث سے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور ہم کہتے ہیں کہ رفع یدین کے اثبات میں صدہا احادیث اور آثار وارد ہیں ان سب کو چھوڑ کر ایک ابن مسعودؓ کی حدیث پر جمے رہنا کیا اچھا انصاف ہے اور علاوہ اس کے یہ حدیث ثابت بھی نہیں ہے طعن کیا اس میں عبداللہ بن مبارک نے اور اگر ثابت بھی ہو جب بھی ابن مسعودؓ کے ترک سے نفی استحباب لازم نہیں آتی کیونکہ مستحب کا ترک جائز ہے اور رفع کے راوی عشرہ مبشرہ ہیں اور ایسی کوئی سنت نہیں ہے

Marfat.com

جس کو تمام عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو سوا اس کے اور امام بخاری نے ایک کتاب علیحدہ اس مسئلہ میں بنائی ہے۔

۸۵۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ وَ اَبُوْ عُمَرَ الضَّرِیْرُ قَالُوْا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْكِبَیْهِ وَ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ لَا یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔

۸۵۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا' یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیا' اسی طرح جب رکوع کیا' اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھایا اور دونوں سجدوں کے درمیان آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

۸۵۹: حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ' ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ ' عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَجْعَلَهُمَا قَرِیْبًا مِنْ اُذُنَیْهِ وَ اِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

۸۵۹: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے کانوں کے قریب تک اور جب رکوع کرتے تو ایسا ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے۔

۸۶۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ' وَ هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَیْسَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَ حِیْنَ یَرْكَعُ وَ حِیْنَ یَسْجُدُ۔

۸۶۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے نماز میں مونڈھوں کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

تشریح: سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرنا اس روایت میں وارد ہے' لیکن صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ سجدے میں رفع یدین نہیں کرتے تھے' پس شاید پہلے ایسا کرتے ہوں پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

۸۶۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِیُّ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عُمَیْرِ بْنِ حَبِیْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَرْفَعُ یَدَیْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِیْرَةٍ فِی الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔

۸۶۱: حضرت عمر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے تھے فرض نماز میں۔

تشریح: اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور عبداللہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں' اور علماء نے کہا ہے کہ دوسری صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ صرف چار مقام میں رفع یدین کرنا چاہئے ایک تکبیر تحریمہ کے وقت' دوسرے رکوع کے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت چوتھے قعدہ اولیٰ سے کھڑے ہونے پر چار رکعتی اور تین رکعتی نماز میں ان سے سوا اور مقاموں میں رفع کرنا شاید پہلے ہوگا پھر منسوخ ہو گیا اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ سوا تکبیر تحریمہ کے اور سب مقاموں میں منسوخ ہو گیا اس کی دلیل قوی نہیں ہے اور منسوخ ہوتا تو تمام صحابہ نسخ سے یونکر غافل رہتے۔

Marfat.com

۸۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهٗ وَ هُوَ فِىْ عَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ فِى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) وَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَاِذَا قَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ فَاِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ كَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ۔

۸۶۲: حضرت عمر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عمر بن عمرو بن عطا نے کہا میں نے ان سے سنا اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابیوں میں بیٹھے تھے ان میں سے ایک ابوقتادہ تھے۔ خیر ابوحمید نے کہا میں تم سے سب سے زیادہ جانتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کرتے پھر فرماتے اللہ اکبر اور جب رکوع کا قصد کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیتے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے' پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیتے جیسے شروع نماز میں کیا تھا۔

تشریح ۞ یہ حدیث بہت صحیح ہے اور اس میں دس صحابہ کی گواہی ہے۔ رفع یدین پر کیونکہ سب نے سکوت کیا اور کسی نے انکار نہ کیا ابوحمید پر ان دس میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے اور شیخ ابن الہمام حنفی نے ایک حکایت بلا اسناد فتح القدیر میں لکھی ہے کہ امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہؒ کی سے بحث ہوئی رفع یدین میں تو اوزاعی نے ابن عمرؓ کی حدیث روایت کی اور ابوحنیفہؒ نے ابن مسعودؓ کی' اوزاعی نے کہا میری حدیث تو زہری کی ہے سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے اور تم اس کے مقابل میں حماد بن ابی سلیمان کی حدیث لاتے ہو ابراہیم سے۔ ابوحنیفہؒ نے کہا حماد زہری سے زیادہ فقیہہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ اسی طرح اخیر تک اور ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ حکایت بلا سند ہے۔ اعتبار کے لائق نہیں اور اگر مان بھی لیں تو ابوحنیفہ کی روایت حماد بن ابی سلیمان سے زہری کی روایت کے مقابل نہیں ہو سکتی کس لئے کہ زہری کی روایت سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یہ اعلیٰ درجہ کی سند ہے۔ محدثین کے نزدیک اور ابو حنیفہ اور ان کے شیخ حماد بن ابی سلیمان دونوں میں اہل حدیث نے کلام کیا ہے اور اگر اس کو ہم مان لیں تو ابوحنیفہ نے جو روایت کی وہ یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھائے مگر شروع نماز میں اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفع یدین مستحب نہیں ہے بلکہ صرف اس قدر نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کبھی اس کو ترک کیا اور مستحب وہی کام ہوتا ہے جس کو کبھی آپ ﷺ نے کیا کبھی ترک کیا کیونکہ اگر ہمیشہ آپ ﷺ اس کو کرتے اور کبھی ترک منقول نہ ہوتا تو رفع یدین واجب ہو جاتا اور تعجب ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اتنے بڑے مجتہد ہو کر ایسی دلیل پیش کریں' جس سے ان کا استدلال صحیح نہ ہو بلکہ مخالف کے لئے وہ سند ہو علاوہ اس کے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفی پر شہادت جائز نہیں ہے خصوصاً جب اثبات اور نفی دونوں پر شہادت دی جائے تو اثبات کی روایت مقدم ہوتی ہے اس صورت میں عدم رفع کی روایت اعتبار کے لائق نہ ہوگی اور امام طحاویؒ علماء حنفیہ میں سے اس مطلب کو سمجھ گئے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استدلال کیا عدم وجوب رفع پر اور یہ استدلال صحیح ہے اور اہل حدیث رفع یدین کے استحباب کے قائل ہیں ان کے مقابلہ میں حنفیہ جتنی بھی حدیثیں لاتے ہیں ترک رفع کی ان سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ الٹا اہل حدیث ہی کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

Marfat.com

۸۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ السَّاعِدِيُّ قَالَ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَمِيْدٍ وَ اَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَوٰى حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ۔

۸۶۳: حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابوحمید ابواسید ساعدی اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔ ابوحمید نے کہا میں تم سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع کی تکبیر کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر کھڑے ہوئے رکوع سے فارغ ہو کر اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور سیدھے کھڑے ہوئے کہ ہر ایک جوڑ اپنے ٹھکانے پر گیا۔

۸۶۴: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔ وَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ اِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

۸۶۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں کے برابر تک اور جب رکوع کرتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔ (یعنی ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔

تشریح ☆ سبحان اللہ حضرت علیؓ کی روایت سب پر مقدم ہے اور اہلحدیث حضرت علی مرتضیٰ اور اہل بیت کے پیرو ہیں اور اب وہ جو عاصم بن کلیب نے حضرت علیؓ سے روایت کی وہ رفع یدین نہ کرتے تھے مگر تکبیر اولیٰ کے وقت ضعیف ہے اعتماد کے لائق نہیں اور شاید حضرت علیؓ نے کبھی رفع یدین کو ترک کیا ہو اور راوی نے اس کو نقل کیا اور سوا حضرت علیؓ کے باقی تینوں خلیفے اور عشرہ مبشرہ کے باقی صحابہ سب نے رفع یدین روایت میں ہے اور تفصیل ان سب روایتوں کی ہم نے تسہیل القاری میں کی ہے جس کا جی چاہے وہ دیکھ لے۔

۸۶۵: حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ رِيَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ۔

۸۶۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے ہر تکبیر پر (اس حدیث کی سند میں عمر بن رباح متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

۸۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ

۸۶۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے

Marfat.com

اِذَا دَخَلَ فِیْ صَلَاةٍ وَ اِذَا رَكَعَ۔

جب نماز میں جاتے اور جب رکوع کرتے۔

۸۶۷: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّيْ فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ۔

۸۶۷: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا میں دیکھوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر نماز پڑھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ کانوں کے برابر ہوگئے جب رکوع کیا تو بھی اس طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔

۸۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ ثَنَا

۸۶۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جابر بن عبداللہؓ جب

تشریح ۞ تعجب ہے حنفیہ نے وائل بن حجرؓ کی اس دلیل کہ شروع نماز میں ہاتھ کانوں تک اٹھانا چاہئے اور خود اس حدیث میں جو رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھانا مذکور ہے اس کا انکار کیا اکثر مقلدین بے انصاف کا یہ شیوہ ہے کہ آدھی حدیث کو لیتے ہیں اور آدھی کو ترک کرتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے ان کو حدیث کے پڑھنے اور دیکھنے سے یہ تھوڑی غرض ہے کہ اس پر عمل کریں گے نہ وہ حدیث پر عمل کرنا جائز سمجھتے ہیں ان کو تو عبدالنبی اور قہستانی اور کیدانی اور قاضی خاں کے اقوال چاہئیں معاذ اللہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال اور افعال جو سند صحیح کے ساتھ مروی ہیں وہ تو حجت نہ ہوں اور ان علماء کی ہر بات آنکھ بند کر کے مان لی جائے خیر بروز حشر خداوند کریم کے سامنے یہ حضرات مقلدین اپنے کئے کا جواب دیں گے۔ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ فقیر نے بچشم خود ایک شخص کو دیکھا جو کہتا تھا ہم حدیث اور قرآن کو صرف برکت کے لئے پڑھتے ہیں نہ عمل کرنے کے لئے معاذ اللہ۔ ایسا کہنا کفر صریح ہے اور ایک اور لطیفہ سنئے کہ حنفیہ نے وائل کی اسی حدیث سے اپنے مطلب پر سند لی اور جب رفع یدین عند الرکوع وعند القیام من الرکوع کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ وائل ایک اعرابی ہے اور گنوار ہے اور کیا وہ زیادہ جاننے والا ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ یہ وہی مثل ہے کہ پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹائی تقلید میں ایسے غرق ہوئے کہ لگے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے ادبی کرنے۔ امام بخاری نے اپنے رسالہ میں اس کو رد کیا اور کہا جنہوں نے وائلؓ کے ساتھ ایسا گمان کیا انہوں نے غلطی کی وائلؓ اعرابی اور بدوی نہ تھے بلکہ اپنے ملک کے بڑے رئیس اور خاندان شاہی میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ نے بھی اسی خیال سے ان کو حضرموت میں ایک بڑی جاگیر دی تھی۔

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ رَفَعَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ۔

نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنی دونوں ہاتھ اٹھاتے) اور کہتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا۔ ابراہیم بن طہمان جو اس حدیث کے راوی ہیں ابوالزبیر سے انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دونوں کانوں تک (یعنی رفع یدین کی حد بتلائی)۔

۱۶: بَابُ الرُّكُوْعِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں رکوع کیونکر کرے

Marfat.com

۸۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ ۔ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ اَبِیْ بُرَيْدٍ عَنِ الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهٗ وَ لَمْ يُصَوِّبْهُ وَ لٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ۔

۸۶۹: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نہ رکھتے (گردن کی طرف اور نہ نیچا رکھتے۔ لیکن کمر کے برابر رکھتے۔

۸۷۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا

۸۷۰: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

تشریح ﴿﴾ اس طرح کہ پیٹھ اور گردن برابر رکھتے اور اسی طرح سے رکوع کرنا سنت ہے۔ باجماع اور اہل حدیث کے نزدیک یہ تعدیل ارکان میں داخل ہے اور وہ فرض ہے یہی قول ہے ائمہ ثلاثہ اور ابو یوسف کا بھی لیکن ابو حنیفہ اور محمد نے اس کو واجب کہا ہے۔ اہلحدیث کا بھی یہی طریق ہے اور بعض احناف بے انصاف کا یہ حال ہے کہ نہ رکوع سیدھی طرح کرتے ہیں نہ رکوع میں توقف کرتے ہیں یہ دونوں سجدوں میں اور رکوع سے اٹھ کر سیدھے بھی نہیں ہوتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھے ہو کے بیٹھتے بھی نہیں ایسی نماز پڑھنے میں میں نہیں جانتا کہ حاصل ہی کیا ہے۔ بجز اس کے کہ پروردگار عالم کا غصہ زیادہ ہو اور بے ادبی کی سزا ملے اور نماز الٹی منہ پر ماری جائے نماز پڑھتے ہیں ثواب کے واسطے نہ عذاب کے لئے اسی طرح سے اگر سو برس تک پڑھے تو بیکار ہے اور شرائط اور آداب اور سنن کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بہتر ہے اللہ سب مسلمانوں کو نیک توفیق دے۔ فقیر کا یہ حال ہے کہ جب کبھی احناف کی جماعت میں شامل ہوتا ہے تو نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ دوبارہ اس نماز کو ادا کروں۔

ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُجْزِیُ صَلَاةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: وہ نماز درست نہ ہوگی جس میں آدمی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے رکوع اور سجدے میں۔

۸۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُلَازِمُ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِیِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَلِیِّ بْنِ شَيْبَانَ وَ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَ صَلَّيْنَا خَلْفَهٗ فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنِهٖ رَجُلًا لَا يُقِيْمُ صَلَاتَهٗ يَعْنِیْ صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔

۸۷۱: علی بن شیبان سے روایت ہے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم نکلے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا تھا رکوع اور سجدے میں جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ نماز نہیں ہوتی اس شخص کی جو اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے رکوع اور سجدے میں۔

تشریح ﴿﴾ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ تعدیل ارکان نماز میں فرض ہے اور یہی قول ہے اہل حدیث کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور ان کا یہی قاعدہ ہے وہ اکثر حدیثوں کو جو اس مضمون کی آئی ہیں نفی کمال پر ہی محمول کرتے ہیں جیسے لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وغیرہ۔

Marfat.com

۸۷۲: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسَفَ الْفِرْيَابِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ رَاشِدٍ قَالَ سَمِعْتُ وَابِصَةَ بْنَ مَعْبَدٍ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَكَانَ اِذَا رَكَعَ سَوّٰى ظَهْرَهُ حَتّٰى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ۔

۸۷۲: حضرت وابصہ بن معبد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو جب رکوع کرتے اپنی پیٹھ کو برابر کرتے اس قدر کہ اگر اس پر پانی ڈالیں تو تھم جائے (اس کی سند میں طلحہ بن زید منکر الحدیث ہے۔ ابن مدینی نے کہا ہے کہ وہ خود حدیثیں بناتا ہے)۔

تشریح ۞ سبحان اللہ نماز اس کو کہتے ہیں۔ یہ تو ظاہری آداب ہیں اور باطنی اس کے سوا ہیں بڑا ادب یہ ہے کہ نماز میں اِدھر اُدھر کے دنیاوی خیالات نہ کرے اور یہ سمجھے کہ میں اللہ جل جلالہ کو دیکھ رہا ہوں وہ سامنے اجلاس کئے ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو یہی سمجھے کہ اللہ جل جلالہ مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میری ہر ایک حرکت کو۔

۱۷: بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

باب: دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا رکوعوں میں

۸۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ فَطَبَّقْتُ فَضَرَبَ يَدَيَّ وَ قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ اُمِرْنَا اَنْ نَرْفَعَ اِلَى الرُّكَبِ۔

۸۷۳: حضرت مصعب بن سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ (سعد بن وقاص) کے بازو میں نماز پڑھی تو میں نے رکوع میں تطبیق کی (تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر رانوں کے بیچ میں رکھ لینا) انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور نماز کے بعد کہا پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر ہم کو حکم ہوا گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا۔

تشریح ۞ اور تطبیق منسوخ ہوگئی مگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا نسخ نہیں پہنچا وہ تطبیق کے قائل رہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے درجہ کے صحابی جلیل الشان تھے۔ یہ بعض مسائل میں ان کو ناواقفیت رہی جیسے رفع یدین کا مسئلہ جب کے تیمّم کا مسئلہ عورت کے بوسہ اور مساس کا مسئلہ اور ان سب مسائل میں حنفیہ نے عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید ترک کی پھر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے کہ رفع یدین میں ان کا قول کیوں ترک نہیں کیا حالانکہ بہت احادیث عبداللہؓ کے خلاف وارد ہیں رضی اللہ عنہ وارضاہ حضرت عمر پر دین کے چند مسائل پوشیدہ رہ گئے تھے اور کسی عالم اور مجتہد کی کیا حقیقت ہے۔

۸۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ يُجَافِيْ بِعَضُدَيْهِ۔

۸۷۴: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ رکوع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے اور دونوں بازوؤں کو جدا رکھتے (یعنی پسلیوں سے یا پیٹ سے نہ لگاتے بلکہ الگ رکھتے سیدھا تیر کی طرح اس کی سند میں حارثہ بن ابی الرجال بالاتفاق ضعیف ہے)۔

۱۸: بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: جب رکوع سے سر اٹھائے تو کہے

۸۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَ

۸۷۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) قَالَ (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو اس کے بعد فرماتے (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)۔

تشریح: اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد دونوں کہے اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہیں۔ شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور ہم کہتے ہیں اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ امام ربنا ولک الحمد نہ کہے اور دوسرے متعدد صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ دونوں کلمے کہتے تھے تو امام ابوحنیفہ کا قول بالکل رد ہو گیا اور اسی لئے امام طحاوی حنفی نے بھی اس مسئلہ میں ابوحنیفہ کے قول کو نہیں لیا اور بہ اتباع حدیث یہ حکم دیا کہ امام دونوں کلمے کہے۔

۸۷۶: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ)

۸۷۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔

۸۷۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ۔ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)

۸۷۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت ﷺ سے آپ فرماتے تھے کہ جب امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہو۔

۸۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِ وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَىْءٍ بَعْدُ۔

۸۷۸: حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ جب اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَىْءٍ بَعْدُ یعنی سنتا ہے اللہ جل اس کی جو تعریف کرے اس کی یا اللہ مالک ہمارے تیری تعریف کرتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین اور ان کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے برابر۔

۸۷۹: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى السُّدِّىُّ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِىْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ ذُكِرَتِ الْجُدُوْدُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ فِى الصَّلَاةِ فَقَالَ

۸۷۹: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے صحابہ نے لوگوں کی مالداری کا ذکر کیا آپ کے سامنے آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص بولا فلاں کے پاس گھوڑوں کی دولت ہے دوسرا بولا فلاں کے پاس اونٹوں کی دولت ہے تیسرا بولا فلاں

Marfat.com

رَجُلٌ جَدُّ فُلَانٍ فِی الْخَیْلِ وَ قَالَ آخَرُ جَدُّ فُلَانٍ فِیْ الْاِبِلِ وَقَالَ اٰخَرُ جَدُّ فُلَانٍ فِی الْغَنَمِ وَ قَالَ آخَرُ : جَدُّ فُلَانٍ فِی الرَّقِیْقِ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاتَہٗ وَ رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنْ آخِرِ الرَّکْعَةِ قَالَ (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِن شَیْءٍ بَعْدُ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَ لَا مُعْطِیْ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ) وَ طَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَوْتَہٗ ب(اَلْجَدِّ) لِیَعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَیْسَ کَمَا یَقُوْلُوْنَ۔

کے پاس بکریوں کی دولت ہے چوتھا بولا فلاں کے پاس غلام لونڈیوں کی دولت ہے۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے اور اخیر رکعت پڑھ کر اپنا سر اٹھایا تو فرمایا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اخیر تک یعنی اے مالک ہمارے تیری تعریف ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور ان کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے برابر یا اللہ کوئی روکنے والا نہیں اس کا جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں اس کا جس کو تو روکے اور کسی مالدار تونگر کی مالداری اور تونگری تجھ سے کام آنے والی نہیں اور آپؐ نے لمبی آواز سے مالداری کا ذکر کیا تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم جان لیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں ویسا نہیں ہے۔ (اس حدیث کی سند میں ابوعمر مجہول ہے)۔

تشریح : یعنی غنا اور تونگری کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ دنیا کی سب چیزیں محض لغو اور فانی ہیں اگر کسی کے پاس مال زیادہ ہے تو کیا ہوا اللہ جل جلالہ کے عذاب سے مال نہیں بچا سکتا مال سے بڑا نفع تو یہی ہے کہ صاحب مال کو تکلیف نہ ہوئی اور مال کام نہ آیا تو ایسے مال پر سو لعنت ہے اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ مال حلال بیکار اور لغو ہے۔ مال حلال اس وقت بے شک کام کا ہے جب اللہ جل جلالہ کی مرضی میں صرف کیا جائے۔

۱۹:بَابُ السُّجُوْدِ

باب: سجدے کے بیان میں

۸۸۰:حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ عَمِّہٖ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ مَیْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا سَجَدَ جَافٰی یَدَیْہِ فَلَوْ اَنَّ بَھْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ لَمَرَّتْ

۸۸۰: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پیٹ سے جدا رکھتے) پھر اگر بھیڑ کا بچہ آپؐ کے ہاتھوں کے بیچ میں سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

۸۸۱:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ دَاوٗدُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَقْرَمَ الْخَزَاعِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کُنْتُ مَعَ اَبِیْ بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَکْبٌ فَاَنَاخُوْا بِنَاحِیَةِ الطَّرِیْقِ فَقَالَ لِیْ اَبِیْ کُنْ فِیْ بَھْمِکَ حَتّٰی آتِیَ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَاُسَائِلَھُمْ قَالَ فَخَرَجَ۔ وَ جِئْتَ یَعْنِیْ دَنَوْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَصَلَّیْتَ مَعَھُمْ فَکُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عُفْرَتَیْ اِبْطَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کُلَّمَا سَجَدَ۔

۸۸۱ : حضرت عبداللہ بن اقرم خزاعیؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ نمرہ (ایک مقام ہے عرفات کے قریب) کے میدان میں کئی سوار ہمارے سامنے سے نکلے اور انہوں نے اپنی سواریوں کو راہ کے ایک کونے میں بٹھایا میرے باپ نے مجھ سے کہا تو اپنے جانوروں میں رہ، میں ان لوگوں کے پاس جا کر ان سے پوچھوں، خیر میرے باپ گئے اور میں آیا یعنی نزدیک ہوا تو دیکھا تو جناب رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہیں اتنے میں نماز کا وقت آیا میں نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو

Marfat.com

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ يَقُوْلُ النَّاسُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ۔

میں آپ ﷺ کی دونوں مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھتا تھا جب رسالت مآب سجدہ کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ کہتے ہیں عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ وَ صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى وَ اَبُوْ دَاوٗدَ قَالُوْا ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَقْرَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

دوسری روایت بھی عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی ہے۔

تشریح :: کیونکہ سجدے میں آپ ﷺ دونوں بازوؤں کو پسلی سے جدا رکھتے اس قدر کہ بغل صاف نظر آتی (ﷺ) الوف صلوۃ والسلام الی یوم القیام۔

۸۸۲: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

۸۸۲: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ نے جب سجدہ کیا تو اپنے دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں میں سے پہلے زمین پر رکھا اور جب سجدے سے کھڑے ہوئے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھایا۔

تشریح :: اکثر اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے ان میں سے ہیں ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک اور اوزاعی کا قول یہ ہے کہ پہلے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکے اور امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے اور اس حدیث میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جب ہاتھ پہلے رکھے تو اونٹ کی مشابہت ہوگئی کیونکہ اونٹ بیٹھنے میں پہلے ہاتھ ہی رکھتا ہے اور اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اونٹ کے گھٹنے وہی ہیں اس کے دونوں ہاتھ تو جب گھٹنے پہلے رکھے تو اونٹ سے مشابہت ہوئی۔ دوسرے علماء نے اس جواب کو رد کیا ہے بعضوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث منسوخ ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے۔ انہوں نے کہا پہلے ہم ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے بعد اس کے حکم ہوا گھٹنے پہلے رکھنے کا اور ہاتھوں کو بعد نکالا اس کو ابن خزیمہ نے۔

۸۸۳: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ وَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ۔

۸۸۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا (ان کا بیان آگے آتا ہے)۔

۸۸۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۸۸۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے

Marfat.com

اللہ ﷺ (اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعٍ وَ لَا اَکُفَّ شَعْرًا وَ لَا ثَوْبًا)

قَالَ بْنُ طَاوٗسٍ فَکَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ الْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ وَ کَانَ یَعُدُّ الْجَبْهَةَ وَالْاَنْفَ وَاحِدًا۔

حکم ہوا سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا اور حکم ہوا بالوں اور کپڑے کو نہ سمیٹنے کا۔ ابن طاؤس نے کہا میرے باپ کہتے ہیں (سات اعضاء یہ ہیں) دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے' دونوں پاؤں اور پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔ (دونوں منہ میں داخل ہیں)۔

۸۸۵: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ کَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ' اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ :اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهٗ وَ کَفَّاهُ وَ رُکْبَتَاهُ وَ قَدَمَاهُ۔

۸۸۵: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سات اعضاء اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ منہ اس کا اور دونوں ہتھیلیاں اس کی اور دونوں گھٹنے اس کے اور دونوں قدم اس کے۔

۸۸۶: حَدَّثَنَا اَبُو بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الْحَسَنِ ثَنَا اَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ کُنَّا لَنَاْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا یُجَافِیْ بِیَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ اِذَا سَجَدَ۔

۸۸۶: حضرت احمر بن جز رصحابی سے روایت ہے کہ ہم کو رحم آتا تھا آنحضرت ﷺ پر جب آپ سجدہ کرتے اس وجہ سے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو پسلیوں سے جدا رکھتے (اور اس طرح سجدہ کرنے میں بہت مشقت ہوتی ہے برخلاف اس کے کہ عورتوں کی طرح سجدہ کرے کہ وہ آسان ہے)۔

۲۰: بَابُ التَّسْبِیْحِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب: رکوع اور سجدے میں تسبیح کہنے کا بیان

۸۸۷: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارِکِ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَیُّوْبَ الْغَافِقِیُّ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّیْ اِیَاسَ بْنَ عَامِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِیَّ یَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ (فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ) قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِجْعَلُوْهَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْعَلُوْهَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ

۸۸۷: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کو رکوع میں کہا کرو (یعنی سبحان ربی العظیم) پھر جب یہ آیت اتری سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو سجدے میں کہا کرو (یعنی سبحان ربی الاعلی)

۸۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِیُّ اَنْبَاَنَا بْنُ لَهِیْعَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِی الْاَزْهَرِ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا

۸۸۸: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو تین بار فرماتے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور جب سجدہ کرتے تو

Marfat.com

رَكَعَ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ اِذَا سَجَدَ قَالَ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔

تین بار فرماتے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔

تشریح ⁂ یہ ادنیٰ درجہ ہے کم سے کم تین بار کہنا چاہئے۔

۸۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ) يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ۔

۸۸۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رکوع اور سجدے میں یہ فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف پر عمل کرتے تھے۔

تشریح ⁂ قرآن شریف میں ہے فسبح بحمد ربك واستغفره اس کا مطلب یہی ہے کہ نماز میں یوں کہہ سبحانك اللهم وبحمدك اللهم اغفرلی اگر یوں کہے سبحان الله وبحمده اللهم اغفرلی تو بھی اچھا ہے پر جو لفظ آنحضرت ﷺ نے وارد ہے کہ اس کی پیروی بہتر ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رکوع اور سجدے میں دعا کرنا درست ہے اور نماز میں جہاں تک اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا اور دعا ہو سکے کرے اور دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگے اور جو دعائیں حدیث میں وارد ہیں ان سے سوا بھی جو دعا چاہے کرے کوئی ممانعت نہیں ہے اور جس نے اس سے منع کیا ہے اس کا قول بے دلیل ہے۔

۸۹۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ يَزِيْدَ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ ۔ وَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ)

۸۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے رکوع کرے تو رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے جب یہ کہا تو اس کا رکوع پورا ہوا یہ اور جب کوئی تم میں سے سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے جب ایسا کیا تو اس کا سجدہ پورا ہوا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

تشریح ⁂ امام ترمذی نے کہا مستحب ہے کہ آدمی تین بار سے کم تسبیح نہ کرے اور ابن مبارک نے کہا کہ امام و پنج بار کہنا مستحب ہے تاکہ مقتدی تین بار کہہ سکیں اور اس سے زیادہ جہاں تک چاہے کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اکیلا نماز پڑھتا ہو کیونکہ جماعت میں ہلکی نماز پڑھنا سنت ہے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

۲۱: بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِي السُّجُوْدِ

باب: سجدہ کیونکر کرنا چاہئے

۸۹۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

۸۹۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے سجدہ کرے تو

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ).

درمیانے حال پر رہے اور اپنے بازو زمین پر نہ پھیلا دے جیسے کتا پھیلا دیتا ہے۔

تشریح ❁ حافظ نے کہا ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ خشوع اور آداب کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی دیر تک سجدے میں رہے تو وہ اپنے گھٹنے پر بازو کی ٹیک دے سکتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے شکایت کی آنحضرت ﷺ سے سجدے کی مشقت کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: گھٹنوں سے مدد لو نکالا اس کو جماعت نے اور درمیانی حال پر رہنا یہ ترجمہ ہے اعتدال کا اور اعتدال سجدے میں یہ ہے کہ نہ زیادہ لمبا سجدہ کرے نہ چھوٹا اور وضع کفین زمین پر اور کہنیوں کا اٹھائے رکھنا زمین سے اور پسلیوں سے اور پیٹ کا الگ رہنا رانوں سے۔

۸۹۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَ لَا يَسْجُدْ اَحَدُكُمْ وَ هُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ۔

۸۹۲ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعتدال کرو سجدے میں اور کوئی تم میں سے سجدہ نہ کرے اپنے بازو زمین پر پھیلائے ہوئے کتے کی طرح۔

۲۲: بَابُ الْجُلُوْسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

۸۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَاِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَ كَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى۔

۸۹۳ : ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدے میں نہ جاتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے (اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ وغیرہ اذکار پڑھتے) پھر جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے تو تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے

(اور رب اغفرلی یا اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی وھدانی واجبرنی کہتے اور بیٹھنے میں بایاں پاؤں بچھا دیتے۔

۸۹۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

۸۹۴ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مت گوٹ مار کر بیٹھ دونوں سجدوں میں (وہ یہ ہے کہ اپنے دونوں سرین زمین پر ٹکا دے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر دے)۔

۸۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لَنَبِيُّ ﷺ يَا عَلِيُّ ! لَا تُقْعِ اِقْعَاءَ الْكَلْبِ۔

۸۹۵ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی مت گوٹ مار کر بیٹھ کتے کی طرح۔

Marfat.com

تشریح (۱) اس طرح بیٹھنا نماز میں یا ہمیشہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں سستی کھلنے کا ڈر ہوتا ہے اگر یہ ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے نماز سے باہر۔

۸۹۶: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا الْعَلَاءُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَلَا تُقْعِ كَمَا يُقْعِي الْكَلْبُ ضَعْ اِلَيَتَيْكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ وَالْزِقْ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالْاَرْضِ۔

۸۹۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنا سر سجدہ سے اٹھائے تو مت بیٹھ گوٹ مار کر جیسے کتا بیٹھتا ہے بلکہ اپنے دونوں سرین دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ اور اپنے پاؤں کے اوپر کی جانب زمین سے لگا دے (اس حدیث کی سند میں علاء ہے جو منکر الحدیث اور وضاع الحدیث ہے)۔

۲۳: بَابُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: دونوں سجدوں کے درمیان کیا کہے

۸۹۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (رَبِّ اغْفِرْلِيْ۔ رَبِّ اغْفِرْلِيْ)

۸۹۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے (یعنی جب بیٹھتے دونوں سجدوں میں) رب اغفرلی' رب اغفرلی یا اللہ بخش مجھ کو یا اللہ بخش مجھ کو۔

۸۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ صَبِيْحٍ عَنْ كَامِلٍ اَبِي الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبَ بْنَ اَبِيْ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ۔

۸۹۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے بیچ میں رات کی نماز میں (یعنی تہجد میں) فرماتے یا اللہ بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور میری مصیبت کا تدارک کر اور روزی دے مجھ کو (یہ حدیث مضمون کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن سند کے لحاظ سے اس میں حبیب بن ثابت مدلس ہے جو عنعنہ سے روایت کرتے ہیں)۔

۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

باب: تشہد کیونکر پڑھنا چاہئے

۸۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ عَلٰى فُلَانٍ وَ فُلَانٍ يَعْنُوْنَ الْمَلَائِكَةَ فَسَمِعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ (لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

۸۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پہلے ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو یوں کہا کرتے سلام اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام جبرائیل پر' سلام میکائیل پر اور فلاں فلاں پر یعنی فرشتوں پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا ہم کو کہتے ہوئے تو فرمایا اللہ تو خود سلام ہے (یعنی سلام اس کا ایک نام ہے اور السلام علیکم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے پھر یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ سلام اللہ جل جلالہ پر) جب تم نماز میں بیٹھو تو یوں کہو۔ التحیات للہ الخ

Marfat.com

السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسْتُمْ فَقُوْلُوْا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذَالِكَ اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِى السَّمَاءِ الْاَرْضِ اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

تک یعنی عمدہ آداب اور تسلیمات خدا کے لئے ہیں اور نمازیں اور اچھی باتیں بھی سب اسی کے لئے ہیں' سلام ہو تجھ پر اے نبی اللہ کے اور اس کی رحمتیں اور برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ جل جلالہ کے نیک بندوں پر (جب ایسا کہا تو ہر ایک نیک بندے کو آسمان اور زمین میں سلام پہنچ گیا) گواہی دیتا ہوں میں اس کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں میں اس کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ وَ حُصَيْنٍ وَ اَبِىْ هَاشِمٍ وَ حَمَّادٌ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ وَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ ثَنَا قَبِيْصَةُ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَ مَنْصُوْرٍ وَ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ وَالْاَسْوَدِ وَاَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری۔

تشریح ❁ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابوحنیفہ اور جمہور علماء نے اور امام مالکؒ نے حضرت عمرؓ کا تشہد اختیار کیا ہے اور امام شافعی نے ابن عباسؓ کا اور امام احمد نے بھی ابن عباسؓ کا ابن ہمام نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد پر چھپوں عالموں نے اتفاق کیا لفظاً اور معنی تو وہ صحیح کے اعلیٰ درجہ میں ہے اس لئے کہ اہل حدیث کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوگی اور ابن عباسؓ کے تشہد کو امام مسلم نے نکالا اور امام بخاری نے نہیں نکالا اور امام محمد نے مؤطا میں کہا کہ ابن مسعودؓ کردہ جانتے تھے اس تشہد میں ایک حرف گھٹانا یا بڑھانا۔ اس سے بھی نکلتا ہے کہ انہوں نے اس کو اچھی طرح سے یاد رکھا تھا۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا میرا ہاتھ حماد نے پکڑا۔ حماد نے کہا میرا ہاتھ ابراہیم نے پکڑا' ابراہیم نے کہا میرا ہاتھ علقمہ نے پکڑا' علقمہ نے کہا میرا ہاتھ عبداللہ بن مسعودؓ نے پکڑا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میرا ہاتھ آنحضرت ﷺ نے پکڑا اور تشہد سکھایا جیسے قرآن کی سورت سکھاتے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا تشہد بہ نسبت اوروں کے زیادہ صحیح ہے لیکن دوسرے تشہد بھی صحیح سندوں سے مروی ہیں اور اہل حدیث ہر ایک کو باری باری پڑھتے ہیں اور ہر ایک کا پڑھنا کافی جانتے ہیں۔ ان سب تشہدوں میں سے جونسا تشہد چاہے پڑھے کیونکہ سب آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں اور تشہد میں جو یہ لفظ ہے السلام وعلیک ایہا النبی یعنی ای کلمہ ندا کا ہے جو شخص حاضر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے جس وقت یہ کلمہ سکھایا تھا اس وقت آپ ﷺ حاضر تھے اور صحابہؓ آپ ﷺ کے پیچھے حالت حیات آنحضرت ﷺ میں اسی طرح تشہد پڑھا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد بعض اس طرح سے پڑھنے لگے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعض اسی طرح پڑھتے رہے جیسے آنحضرت ﷺ نے ان کو تعلیم فرمایا تھا کیونکہ تشہد کی تعلیم قرآن کی ایک سورت کی طرح تھی تو اس میں تغیر اور تبدل مناسب نہیں سمجھا۔ اب ہمارے زمانہ میں بھی ایسا ہی پڑھنا بہتر ہے السلام وعلیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مقصود اس سے ندا نہیں ہے بلکہ یہ بطریق تعبد اور حکایت کلام نبوی کے ہے۔ جیسے قرآن میں ہے یا ایہا النبی اس پر بھی اگر کوئی یوں پڑھے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ صحابہؓ سے ایسا منقول ہے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر شریف کے پاس ورد یا سلام پڑھے تو آپ ﷺ خود سن لیتے ہیں اور جو کوئی اور مقاموں ⇦

Marfat.com

اور دور دراز ملکوں میں درود و سلام پڑھے تو اللہ جل جلالہ کے فرشتے آپ ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں۔ یہ مضمون بعینہٖ ایک حدیث میں وارد ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت مقدسہ جہاں چاہے وہاں تشریف فرما سکتی ہے اور اولیائے کرام اور عرفائے عالی مقام کو اس طرح کی ملاقاتیں آپ ﷺ سے عالم بیداری میں ہوئی ہیں اور کیا عجب ہے کہ بعض خاص بندوں کو نماز میں بھی ایسا حضور ہوتا ہو کہ سلام کے وقت ندا، اپنے ظاہری معنوں میں درست ہو جاتی ہو لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یقین کرنا چاہئے کہ آپ ﷺ بشر تھے اور لوازم بشریت سے پاک نہ تھے اور ہر مقام یا ہر جگہ میں حاضر اور ناظر ہونا اور ہر بات پر مطلع ہونا یہ صفت خاص ہے اللہ جل جلالہ کے لئے کسی بندے کو حاصل نہیں ہو سکتی مگر جس قدر وہ چاہتا ہے اپنے بندے کو سمع اور بصر کی قوت زیادہ عطا فرماتا ہے ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں انہی بندوں پر سلام بھیجا جو نیک اور صالح تھے اور گناہ گاران امت پر التفات نہ فرمایا حالانکہ آنحضرت ﷺ دریائے فیض اور رحمۃ العالمین تھے ان بزرگ نے اس کے جواب میں کہا کہ واہ آنحضرت ﷺ نے تو نیک بندوں سے زیادہ گناہ گاروں کا خیال رکھا اور پہلے السلام علینا میں اپنے ساتھ گنہگاروں کو شامل کیا تاکہ ان کی مغفرت ہو جائے۔ سبحان اللہ آنحضرت ﷺ کا رحم اور کرم کس درجے کا تھا۔ قربان آنحضرت ﷺ کی عنایت اور شفقت کے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

۹۰۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَكَانَ يَقُوْلُ (اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

۹۰۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی ایک سورت سکھاتے تھے (کمال احتیاط اور اہتمام کے ساتھ) تو فرماتے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ اخیر تک۔

۹۰۱: حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ ثَنَا بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ وَ هِشَامُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ۔

وَهٰذَا حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يُوْنُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَ عَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ (اِذَا صَلَّيْتُمْ فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمْ ۔ اَلتَّحِيَّاتُ

۹۰۱: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا (یعنی وعظ) اور دین کے طریقے بیان کئے اور نماز سکھائی تو فرمایا جب تم نماز پڑھو اور بیٹھو تو بیٹھتے ہی پہلے یوں کہو التحیات الطیبات الصلوات لله ..... اخیر تک۔ یہ سات کلمے نماز کی تحسیۃ ہیں یہ سات کلمے کے الفاظ زوائد سے ہیں۔ باقی حدیث مسلم وغیرہ میں بھی ہے۔

Marfat.com

الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ۔

۹۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا ثَنَا اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (بِاسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

۹۰۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی ایک سورت سکھاتے اس طرح سے بِاسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ اخیر تک اتنا زیادہ ہے اخیر میں اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ..... یعنی میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

۲۵: بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ پر درود کیونکر پڑھے

۹۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخَلَّدٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ ؟ قَالَ (قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ).

۹۰۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا (نماز میں اس طرح سے اَلسَّلَامُ وَعَلَيْكَ .....) اب درود کیونکر بھیجیں آپ پر اور اللہ تعالیٰ نے سلام اور درود دونوں کا حکم دیا قرآن میں۔ آپ نے فرمایا: یوں کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اخیر تک یعنی یا اللہ اپنی رحمت اتار حضرت محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جیسے تو نے رحمت اتاری حضرت ابراہیم تک اور برکت اتار حضرت محمد پر اور ان کی آل پر جیسے تو نے برکت اتاری حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

تشریح ❁ درود شریف کے حدیث میں کئی الفاظ وارد ہیں جونسا لفظ چاہے پڑھے اور سب سے صحیح وہ روایت ہے جو صحیحین میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پھر اس کے بعد جو مذکور ہوگی کعب بن عجرہؓ اور ابوحمید سے اور اکثر اہل علم کا یہ قول ہے کہ درود پڑھنا اخیر تشہد میں مستحب ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے اگر درود نہ پڑھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

Marfat.com

۹۰۴ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَکَ هَدِیَّةً؟ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَیْکَ فَکَیْفَ الصَّلَاةُ عَلَیْکَ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۹۰۴: حضرت ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا میں تجھ کو ایک ہدیہ نہ دوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہم پر ہم نے عرض کیا آپ پر سلام تو ہم نے معلوم کر لیا لیکن آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اخیر تک۔

۹۰۵ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوْتَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْمَاجِشُوْنَ ثَنَا مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۹۰۵: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم ہوا (قرآن میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا تو کیونکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اخیر تک۔

۹۰۶ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَیَانٍ ثَنَا زِیَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ فَاخِتَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَیْهِ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْهِ قَالَ فَقَالُوْا لَهٗ فَعَلِّمْنَا۔ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَ رَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ

۹۰۶: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو اچھی طرح سے درود بھیجو تم کو معلوم نہیں شاید تمہارا درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے لوگوں نے کہا تو ہم کو سکھاؤ (کیونکر درود بھیجیں) عبداللہ نے کہا کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَ رَحْمَتَکَ اخیر تک یعنی اے اللہ اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکتیں اتار پیغمبروں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں نیکی کے امام ہیں اور

Marfat.com

الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَ قَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

بھلائی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول ہیں رحمت کے یا اللہ ان کو عنایت فرمایا مقام محمود جس پر رشک کریں گے ان کے اگلے اور پچھلے۔ یا اللہ رحمت اتار اپنی حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے رحمت اتاری حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر، یا اللہ برکت اتار حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے برکت اتاری حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر بے شک تو خوبیوں والا ہے اور بزرگی والا۔ اس حدیث کے ایک راوی مسعودی کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابن حبان نے کہا اس حدیث کو چھوڑ دو۔

تشریح ☆ بہتر درود بعضوں نے کہا وہی ہے جو صحیح روایت سے آپ ﷺ سے مروی ہے اور بعضوں نے کہا جس کے الفاظ زیادہ جامع اور زیادہ عمدہ ہوں اور یہ جو عبداللہ نے کہا شاید تمہارا درود پیش کیا جائے آپ ﷺ پر حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارے درود میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس درود میں اخلاص اور صدق نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور جب قبول نہ ہوا تو پیش بھی نہ کیا جائے گا بلکہ واپس کیا جائے گا درود بھیجنے والے پر جیسے تحفہ جب قبول نہیں ہوتا تو واپس کر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری نیکیاں قبول فرمائے تو ہو سکتا ہے ورنہ ایک نیکی بھی ہماری اس قابل نہیں ہے کہ اس کی درگاہ عالی جاہ تک چڑھائی جائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

۹۰۷: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ(مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا عَلَّى فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَالِكَ اَوْ لِيُكْثِرْ)

۹۰۷: حضرت عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو میرے اوپر درود بھیجے مگر فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہے اب اختیار ہے بندے کا چاہے درود کم پڑھے یا بہت پڑھے (یعنی جہاں تک زیادہ پڑھے گا اتنا ہی فرشتوں کی دعا اس کے لئے زیادہ ہوگی اس حدیث کی سند میں عاصم بن عبیداللہ منکر الحدیث ہے۔ قال البخاری)

۹۰۸: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ۔ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔

۹۰۸: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے اوپر درود بھیجنا مُوقوف رکھا (یعنی ترک کیا) اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا (یعنی جنت کی راہ چوک گیا دوسری راہ چلا گیا اب جنت تک پہنچنا مشکل ہے۔ (اس حدیث کی سند میں جبارہ ضعیف ہے)۔

Marfat.com

۲۶: بَابُ مَا يُقَالُ فِي التَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ

باب: تشہد اور درود کے بعد کیا دعا پڑھے

۹۰۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عَائِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاَخِيْرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)

۹۰۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اخیر تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔

تشریح: زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا میں مشغول ہو کر خدا سے غافل ہو جائے یا گناہوں میں مبتلا ہو جائے اور موت کا فتنہ یہ ہے کہ معاذ اللہ خاتمہ برا ہو شیطان کے اغوا میں آ جائے کلمہ توحید اخیر وقت نہ پڑھ سکے اور دجال کا فتنہ تو مشہور ہے اور اس کا ذکر قیامت کی نشانیوں میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ غرض یہ ہے کہ تشہد اور درود کے بعد یہ دعا پڑھے: اللهم انی اعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المحيا والممات واعوذبك من فتنة المسيح الدجال اور بعض روایتوں میں زیادہ ہے: اللهم انی اعوذبك من المأثم والمغرم اور بعض روایتوں میں یہ دعا وارد ہے: اللهم انی ظلمت نفسی ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحيم اور بعض روایتوں میں یہ دعا وارد ہے: اللهم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت ان سب دعاؤں میں سے جونسی دعا چاہے پڑھے اور جونسی دعا چاہے وہ اللہ جل جلالہ سے کرے کچھ ممانعت نہیں ہے۔

۹۱۰: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ (مَا تَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ؟) قَالَ اَتَشَهَّدُ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ (حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ).

۹۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو نماز میں کیا کہتا ہے وہ بولا میں پہلے تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں، لیکن قسم خدا کی میں آپ کا گنگنانا نہیں سمجھتا نہ معاذ کا (یعنی مجھے اچھی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کیا دعا مانگتے ہیں آہستہ آواز سے نہ معاذ کی دعا معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہم بھی اس کے گرد گنگناتے ہیں۔

تشریح: یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے بچاؤ یہی ہماری دعاؤں کا بھی مطلب ہے اس حدیث سے نکلا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنت کی طلب کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے اب جن صوفیوں نے جنت کا سوال ادنیٰ درجہ قرار دیا ہے ان کے کلام کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اس میں کچھ شک نہیں کہ معشوق کا دیدار سب نعمتوں سے زیادہ ہے اور جمال یار کے سامنے سب بے حقیقت ہیں مگر یہ دیدار جب ہی حاصل ہوگا کہ آدمی اہل جنت میں سے ہو اور اسی لئے متعدد حدیثوں میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا سوال کیا اور دوزخ سے پناہ مانگی پس اتباع حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب پر مقدم ہے اور تصوف اور درویشی بغیر اتباع شریعت اور پیروی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محض گمراہی اور بطالت ہے۔

Marfat.com

۲۷:بَابُ الْاِشَارَةِ فِی التَّشَهُّدِ

۹۱۱:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَالِكِ ابْنِ نُمَيْرٍ الْخَزَاعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِی الصَّلَاةِ وَ يُشِيْرُ بِاَصْبَعِهٖ۔

باب:تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرنا

۹۱۱: حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے ہوئے نماز میں اور اشارہ کر رہے تھے آپ اپنی انگلی سے۔

تشریح ❁ یعنی کلمے کی انگلی کو اٹھائے ہوئے تھے جیسے وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آگے آئے گی مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو شروع ہی سے اسی طرح بیٹھتے کہ داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے یا ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کی چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو دائیں ہاتھ کی بند کر لیتے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کر لیتے اور کلمے کی انگلی کو اٹھائے رہتے۔ ظاہر یہ ہے کہ سلام تک آپ ﷺ ایسی ہیأت سے بیٹھے رہتے اہل حدیث کا یہی قول ہے اور اسی پر عمل ہے اور امام محمد نے مؤطا میں کہا کہ آنحضرت ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور ہمارا عمل اسی پر ہے اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ ملا علی قاری نے کہا امام مالک اور امام شافعی اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے اور سلف میں اس مسئلہ میں خلاف معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن بعض متاخرین فقہاء نے اس میں خلاف کیا ہے ہمارے مذہب میں سے ابن ہمام نے کہا ہمارے بہت مشائخ حنفیہ سے منقول ہے بالکل اشارہ نہ کرے اور یہ خلاف ہے روایت اور درایت دونوں کے طیبی نے کہا لا الہ اللہ کے وقت کلمے کی انگلی اٹھائے اور بعض حنفیہ نے کہا کہ لا الہ کے وقت اٹھائے اور الا اللہ کے وقت رکھ لے۔

مترجم کہتا ہے مجھے اس کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوئی کہ انگلی کو لا الہ یا الا اللہ کے وقت اٹھائے پھر رکھ لے حدیث سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ سارے جلسے میں شروع سے اخیر تک کلمے کی انگلی کو اٹھائے رکھے اور امام محمد نے اپنا اور امام ابو حنیفہ کا عمل اسی پر بیان کیا اور اہل حدیث کا بھی عمل اسی پر ہے اب بعض حنفیہ نے جو اس سے منع کیا ہے ان کا قول محض لغو اور بے دلیل ہے اور قطع نظر اس کے کہ حدیث کے خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہے خود امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے بھی قول خلاف اور غضب یہ ہے کہ کیدانی نے جو متاخرین حنفیہ میں سے ایک شخص نے اپنے رسالہ میں لکھ دیا ہے کہ نماز میں کلمہ کی انگلی اٹھانا اہل حدیث کی طرح حرام ہے اور بہت سے جاہل حنفی افغان وغیرہ کیدانی کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ اس کا کید اظہر من الشمس ہے افسوس ہے کہ کیدانی کو بھلا حدیث کی خبر نہ ہوئی تو نہ ہوئی اپنے امام کے قول کی بھی خبر نہ ہوئی اور اہل حدیث کو اس نے ایسا ذلیل سمجھا کہ نماز میں ان کی مشابہت کو حرام قرار دیا حالانکہ اہل حدیث سب سے زیادہ مشابہ ہیں نماز میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پھر کیا کیدانی کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی مشابہت اور پیروی بھی حرام ہے معاذ اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ع

لبریں عقل و دانش بباید گریست

ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے کہ کیدانی کی تکفیر کیلئے صرف یہ فقرہ کافی ہے جس سے حدیث اور اہل حدیث کی توہین نکلتی ہے۔

۹۱۲:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى

۹۱۲: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے حلقہ بنایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا اور اس کے پاس والی انگلی یعنی کلمے

Marfat.com

وَرَفَعَ الَّتِیْ تَلِیْهِمَا یَدْعُوْا بِهَا فِی التَّشَهُّدِ۔

کی انگشت والی یا آپ اس سے دعا کرتے تھے تشہد میں۔

تشریح: طیبی نے کہا فقہا نے اس حلقے کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ۵۳ کی شکل بنائے وہ یہ ہے کہ خنصر اور بنصر اور وسطی کو بند کرلے اور کلمے کی انگلی کو چھوڑ دے اور انگوٹھے کو کلمے کی انگلی کی جڑ سے لگائے۔ ابن عمر نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ دوسرا طرز یہ ہے کہ انگوٹھے کو نیچے کی انگلی سے ملائے اور بیچ کی انگلی بھی بند رہے۔ ۵۳ کی شکل پر ابن زبیر سے ایسا ہی منقول ہے۔ تیسرا طرز یہ ہے کہ خنصر اور بنصر کو بند کرے اور کلمے کی انگلی کو چھوڑ دے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ کرلے جیسے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور اخیر طرز مختار ہے۔ ہمارے نزدیک مترجم کہتا ہے ہمارے مشائخ کا بھی عمل اخیر قول پر ہے اور شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے کیا اور ہر ایک نے جیسا دیکھا وہ نقل کیا واللہ اعلم۔

۹۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ وَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالُوْا ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انبانا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَ رَفَعَ اِصْبَعَهُ الْیُمْنٰی الَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ فَیَدْعُوْ بِهَا وَالْیُسْرٰی عَلٰی رُکْبَتِهِ باسِطُهَا عَلَیْهَا۔

۹۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور داہنی انگلی جو انگوٹھے سے پاس ہے (یعنی داہنی ہاتھ کی کلمے کی انگلی) اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے پھیلائے ہوئے گھٹنے پر۔

۲۸: بَابُ التَّسْلِیْمِ

باب: سلام کا بیان

۹۱۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّهٖ (اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)

۹۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف اور بائیں طرف سلام کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گال کی سفیدی دکھائی دیتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے (دونوں طرف) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

۹۱۵: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ عَنْ یَسَارِهٖ۔

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنی اور بائیں طرف سلام پھیرتے۔

۹۱۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ آدَمَ ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ عَنْ یَسَارِهٖ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّهٖ (اَلسَّلَامُ

۹۱۶: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنی اور بائیں طرف سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی (مقتدیوں کو منہ پھیرنے کی وجہ سے) آپ فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ

Marfat.com

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

۹۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا عَلِیٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ نَسِيْنَا هَا وَ اِمَّا اَنْ نَكُوْنَ تَرَكْنَا هَا فَسَلَّمَ عَلٰی يَمِيْنِهٖ وَ عَلٰی شِمَالِهٖ۔

۹۱۷: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی ہمارے ساتھ جمل کے دن (جس دن معرکہ ہوا اور درمیان جناب امیر اور حضرت عائشہؓ کے قاتلین عثمان پر) تو یاد دلائی ہم کو آنحضرت ﷺ کی نماز اب دو حال سے خالی نہیں یا تو ہم اس کو بھول گئے تھے یا چھوڑ دی تھی پھر سلام پھیرا انہوں نے دائیں طرف اور بائیں طرف۔

۲۹: بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً

باب: ایک سلام کرنے کا بیان

۹۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِیُّ اَحْمَدُ ابْنُ اَبِیْ بَكْرٍ ثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ ابْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ سَلَّمَ تَسْلِيْمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ۔

۹۱۸: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام کیا اپنے منہ کے سامنے۔ (اس حدیث کی سند میں عبدالمہیمن ہے جو منکر الحدیث ہے قال البخاری)۔

تشریح ۞ سلام پھیرنا واجب ہے اہل حدیث کے نزدیک نماز سے باہر آنے کے لئے اور دوسری حدیث میں ہے کہ نماز کی تحلیل سلام ہے اب صحیح اور مشہور یہی ہے کہ دائیں اور بائیں طرف دو سلام کرے۔ ابن قیم نے کہا کہ پندرہ صحابہؓ نے دو سلام نقل کئے ہیں ان میں سے ہیں ابن مسعودؓ اور سعد اور جابر اور ابوموسیٰ اور عمار اور ابن عمر اور براء اور وائل اور ابو مالک اور عدی اور طلق اور اوس اور ابو رمثہ رضی اللہ عنہم اور ان میں بعض روایتیں صحیح ہیں، بعض حسن ہیں۔ ان سبھی کا خلاف کیا گیا ہے پانچ حدیثوں سے جن میں ایک سلام مذکور ہے اور ان کی صحت میں اختلاف ہے ابن مسعودؓ کی ایک روایت میں وبرکاتہ کا لفظ زیادہ ہے اسی طرح وائل بن حجرؓ کی روایت میں اس کو ابوداؤد نے نکالا اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ ایک ہی سلام کرنا کافی ہے اور ہم کہتے ہیں دو سلام کی حدیثیں بہت ہیں اور ان میں زیادت ہے پس واجب ہے قبول کرنا اس کا۔

۹۱۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِیُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً وَاحِدَةً تِلْقَا وَجْهِهٖ۔

۹۱۹: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلام کرتے تھے اپنے منہ کے سامنے۔

۹۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِیُّ ثَنَا يَحْيٰی بْنُ رَاشِدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰی سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلّٰی فَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً۔

۹۲۰: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے نماز پڑھی تو ایک بار سلام کیا۔ (اس حدیث میں یحییٰ بن راشد ضعیف ہے)۔

Marfat.com

تشریح ؛ یہ حدیثیں امام مالک کی دلیل ہیں لیکن دو سلام کی حدیثیں زیادہ صحیح اور راجح ہیں اور ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر سے ایک ہی سلام کیا ہو اور دوسرا سلام اخفا کے ساتھ کیا ہو۔ پس ان لوگوں نے ایک ہی سلام سنا اور سمجھے سلام کرنے کا معنی یہ ہے کہ شروع کرتے تھے سلام اور منہ قبلے کی طرف ہوتا پھر منہ کو دائیں طرف موڑتے۔

۳۰:بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْاِمَامِ

باب: سلام کا جواب دینا

۹۲۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَرُدُّوْا عَلَيْهِ

۹۲۱: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام سلام کہے تو اس کا جواب دو۔

تشریح ؛ یعنی جس جانب امام ہو اُدھر کے سلام میں امام کی نیت کرو۔

۹۲۲: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْقَاسِمِ اَنْبَاَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُسَلِّمَ عَلٰى اَئِمَّتِنَا وَ اَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ۔

۹۲۲: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا اپنے اماموں پر سلام کرنے کا اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا۔

تشریح ؛ مقتدی جب دائیں طرف سلام پھیرے تو اُدھر جو لوگ ہوں ان پر سلام کرنے کی نیت کرے اگر کوئی نہ ہو تو فرشتے ہی کی نیت کرے اسی طرح جب بائیں طرف سلام پھیرے اور امام جدھر ہو اُدھر ہو کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے۔

۳۱:بَابُ وَلَا يَخُصُّ الْاِمَامُ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ

باب: امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے

۹۲۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْ حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَؤُمُّ عَبْدٌ فَيَخُصُّ نَفْسَهٗ بِدَعْوَةٍ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ)

۹۲۳: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جو امام ہو اپنے لئے خاص دعا نہ کرے بلکہ اپنے اور مقتدیوں کے سب کے لئے عام دعا کرے) اگر ایسا کرے گا تو اس نے خیانت کی اپنے لوگوں کی۔

۳۲:بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ

باب: سلام کے بعد کیا کہے

۹۲۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)

۹۲۴: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو پھر وہاں نہ بیٹھتے (جہاں نماز پڑھی ہوتی، مگر اتنی دیر کہ آپ ﷺ فرماتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

Marfat.com

۹۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ مَوْلٰى لِاُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ يُسَلِّمُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا وَ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا)

۹۲۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا ..... یعنی اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں فائدہ دینے والا علم اور پاک یعنی حلال روزی اور مقبول عمل (ام سلمہؓ کا غلام مجہول ہے جو ام سلمہؓ سے راوی ہے)۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ کے بعد دوسری دعا بھی پڑھ سکتے ہیں اسی جگہ بیٹھے ہوئے جہاں نماز پڑھی ہے اور اول حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے ایسا بھی کیا کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ کے بعد اٹھ گئے دوسری حدیث میں آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا نماز کے بعد وارد ہے اور ممکن ہے کہ فرض کے بعد آپ ﷺ یہ چیزیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ سنتوں کے بعد پڑھتے ہوں۔

۹۲۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ وَ اَبُوْ يَحْيٰى التَّيْمِیُّ وَابْنُ الْاَجْلَحِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ هُمَا يَسِيْرٌ وَ مَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَ يَحْمَدُ عَشْرًا) فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ(فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ وَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَ خَمْسُمِائَةٍ فِی الْمِيْزَانِ وَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ سَبَّحَ وَ حَمِدَ وَ كَبَّرَ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِی الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِی الْيَوْمِ اَلْفَيْنِ وَ خَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا : وَ كَيْفَ لَا يُحْصِيْهِمَا قَالَ يَاْتِیْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَ هُوَ فِی الصَّلَاةِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَ كَذَا حَتّٰى يَنْفَكَّ الْعَبْدُ لَا يَعْقِلُ وَ يَاْتِيْهِ وَ هُوَ فِیْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ).

۹۲۶: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ہیں ان پر جو کوئی مسلمان حفاظت کرے وہ جنت میں جائے گا اور وہ دونوں آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں، ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے، دس بار اللہ اکبر، دس بار الحمدللہ، میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ ان کا شمار کرتے تھے اپنے ہاتھ سے تو فرمایا یہ ایک سو پچاس کلمے ہوئے زبان سے (کیونکہ ہر نماز کے بعد تیس کلمے ہوئے دن رات میں اور پانچ نمازوں کے بعد ڈیڑھ سو ہوئے) اور اعمال کے ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے (ایک کے بدلے دس) اور جب سونے لگے اپنے بچھونے پر سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر کہے سو بار زبان سے یہ اعمال کے ترازو میں ایک ہزار لکھے جائیں گے (اب کل ملا کر رات دن میں دو ہزار پانچ سو کلمے ہوئے) بھلا تم میں سے کون رات دن میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے، لوگوں نے عرض کیا مسلمان ان کی حفاظت کیسے نہیں کرتا (اور کیونکر غافل ہو جاتا ہے حالانکہ یہ عمل بہت آسان ہے) آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں

Marfat.com

تک کہ اس کی عقل مٹ جاتی ہے (اور خود نماز کا خیال نہیں رہتا نماز کے بعد تسبیحات کا بدرجہ خیال رہے گا) اس حدیث سے جب آدمی اپنے بستر پر جاتا ہے سونے کے لئے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کو سلاتے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے اور تسبیحات نہیں پڑھ سکتا۔

۹۲۷: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الْاَمْوَالِ وَ الدُّثُوْرِ بِالْاَجْرِ يَقُوْلُوْنَ كَمَا نَقُوْلُ وَ يُنْفِقُوْنَ وَ لَا نُنْفِقُ قَالَ لِيْ (اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ اَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَ فُتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَ تُسَبِّحُوْنَهُ وَ تُكَبِّرُوْنَهُ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ اَرْبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ) قَالَ سُفْيَانُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ اَرْبَعٌ۔

۹۲۷: حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سفیان نے جو راوی ہیں اس حدیث کے یوں کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دولت والے ثواب لوٹ کر لے گئے زبان کی جو عبادت ہم کرتے ہیں (نماز وغیرہ) وہ بھی کرتے ہیں اور اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ہم خرچ نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جب تم اس کو کرو تو اگلے لوگوں سے برابر ہو جاؤ اور پچھلوں سے سبقت لے جاؤ تم الحمد للہ کہو ہر نماز کے بعد اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر ۳۳ بار ۳۳ بار اور ۳۴ بار سفیان نے کہا مجھے یاد نہیں ان تین کلموں میں سے کون سے کلمہ کو ۳۴ بار فرمایا یہ

۹۲۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ شَدَّادٌ اَبُوْ عَمَّارٍ۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ حَدَّثَنِيْ ثَوْبَانُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)

۹۲۸: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ۔

۳۳: بَابُ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

باب: نماز سے فارغ ہو کر کس جانب کو پھرے

۹۲۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَمَّنَا النَّبِيُّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيْعًا۔

۹۲۹: حضرت ہلب طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری امامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر دائیں اور بائیں دونوں طرف پھرے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر جدھر جی چاہے ادھر پھرے یہ ضروری نہیں کہ دائیں طرف ہی مڑے اگرچہ دائیں طرف مڑنا بہتر ہے کچھ واجب نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا کرنا لازم سمجھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان کا حصہ مت مقرر کرو یعنی اس بات کو لازم نہ سمجھو کہ ہمیشہ نماز سے فارغ ہو کر دائیں ہی طرف پھیرو۔ طیبی نے کہا جو کوئی مستحب امر پر التزام کرے اور اس کو واجب اور ضروری بنا لے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان نے ایک حصہ پایا اس کی گمراہی میں سے اتنی۔ متقدمین نے

Marfat.com

اس گمراہی میں بہت لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مستحب امر کو واجب ٹھہرا لیتے ہیں اور جو کوئی اس کو نہ کرے تو اس کو مطعون کرتے ہیں مثلاً رفع یدین مستحب ہے اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے' کرے ثواب ہے اور جب مستحب کا واجب اور ضروری ٹھہرا لینا گمراہی ہوا تو جو امر مستحب بھی نہیں ہے اس کا واجب اور ضروری ٹھہرانا سخت گمراہی ہوگا مثلاً قیام تعظیمی مولود شریف میں اس کا استحباب دلائل قطعی سے ثابت نہیں ہوا' اسی طرح انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اذان میں اس کا بھی استحباب حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہوا جو کوئی ان امور کو ضروری اور واجب سمجھے اور نہ کرنے والے پر اعتراض کرے وہ خود گمراہ ہے اور غضب تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ بدعت اور ناجائز امر کو واجب اور ضروری سمجھ لیتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو مورد ملامت بناتے ہیں جیسے تیجا' دسواں' چہلم' عرس وغیرہ یہ سب امور بدعت ہیں اور شرع شریف میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۹۳۰: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا یَجْعَلَنَّ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ فِیْ نَفْسِهٖ جُزْاً یَرَی اَنَّ حَقًّا لِلّٰهِ عَلَیْهِ اَنْ لَا یَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ یَمِیْنِهٖ قَدْرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَکْثَرُ انْصِرَافِهٖ عَنْ یَسَارِهٖ۔

۹۳۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی تم میں سے اپنے کاموں میں شیطان کا ایک حصہ نہ بنائے وہ یہ سمجھے کہ نماز کے بعد دائیں طرف ہی سے اس کو مڑنا ضروری ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بائیں طرف مڑتے تھے۔

۹۳۱: حَدَّثَنَا بِشْرُبْنُ هِلَالِ الصَّوَّافُ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ حُسَیْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْفَتِلُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ عَنْ یَسَارِهٖ فِی الصَّلَاةِ۔

۹۳۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ نماز میں دائیں اور بائیں دونوں طرف مڑتے تھے (یعنی نماز پڑھ کر کبھی دائیں طرف جاتے کبھی بائیں طرف)۔

۹۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِیْنَ یَقْضِیْ تَسْلِیْمَهٗ۔ ثُمَّ یَلْبَثُ فِیْ مَکَانِهٖ یَسِیْرًا قَبْلَ اَنْ یَقُوْمَ

۹۳۲: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو عورتیں کھڑی ہوتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرتے ہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہی کے مقام میں تھوڑی دیر تک ٹھہرے رہتے کھڑے ہونے سے پہلے۔

تشریح ۞ آپ ﷺ کا مطلب اس سے یہ ہوتا تھا کہ عورتیں چلی جائیں بعد اس کے مرد اٹھیں۔

۳۴: بَابُ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَ وُضِعَ الْعَشَاءُ

باب: نماز تیار ہو اور کھانا سامنے آ جائے

۹۳۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَ اُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ ۔ فَابْدَئُوا بِالْعَشَاءِ

۹۳۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز تیار ہو تو پہلے کھانا شروع کرو۔

Marfat.com

تشریح ❁ جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اور بعضوں نے کہا وجوبی ہے اور ظاہر یہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے کہا اگر آدمی بھوکا ہو ایسا کہ نماز میں کھانے کا خیال رہے تو یہ امر وجوبی ہے ورنہ استحبابی اور دلیل اس کی یہ ہے کہ دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ بکری کے بازو کا گوشت کھانے کے لئے کاٹ رہے تھے اتنے میں نماز کی اذان ہوئی آپ ﷺ نے چھری ڈال دی اور نماز کے لئے چلے گئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا فرغت فانصب یعنی جب دل فارغ ہو اس وقت عبادت کر۔

۹۳۴: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَ الْعِشَاءُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ۔ قَالَ فَتَعَشّٰى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً وَهُوَ يَسْمَعُ الْاِقَامَةَ۔

۹۳۴: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شام کا کھانا رکھا جائے اور نماز تیار ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ راوی نے کہا ایک بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شام کا کھانا کھایا اور وہ تکبیر سن رہے تھے (اسی حدیث پر عمل کیا)۔

۹۳۵: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ۔

۹۳۵: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شام کا کھانا سامنے آئے اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو (تاکہ نماز فراغت قلب کے ساتھ ادا ہو اور کھانے کا خیال نہ رہے)۔

۳۵: بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ

باب: بارش کی رات میں جماعت معاف ہونا

۹۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ فَقَالَ اَبِيْ مَنْ هٰذَا قَالَ اَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ اَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ اَسَافِلَ نِعَالِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ۔

۹۳۶: حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں بارش کی رات میں (جماعت کے لئے نکلا) جب لوٹ کر آیا تو میں نے دروازہ کھلوایا میرے باپ نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا ابوالملیح انہوں نے کہا میں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن دیکھا اور اتنی بارش ہوئی کہ ہمارے جوتوں کے تلے بھی نہ بھیگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ نماز اپنے ٹھکانوں پر پڑھ لو۔

تشریح ❁ اور جماعت میں حاضر ہونا آپ ﷺ نے معاف کر دیا تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ قربان حضرت سید عالم سلطان اقلیم نبوت ﷺ کے آپ ﷺ کی شفقت اپنی ضعیف امت پر ماں باپ سے زیادہ تھی۔

۹۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ الصَّبَّاحِ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ايوب عن نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِيْ مُنَادِيْهِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ اَوِ اللَّيْلَةِ

۹۳۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی بارش یا سرد ہوا کی رات میں پکارتا کہ نماز پڑھ لو اپنے ٹھکانوں میں۔

Marfat.com

الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيْحِ ۔ صَلُّوا فِيْ رِحَالِكُمْ۔

تشریح ❁ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذرا سی بارش میں جماعت کے ترک کی رخصت دی تو اب ابوحنیفہ کا یہ قول جو ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا مٹی اور کیچڑ میں جماعت کو ابوحنیفہؒ نے کہا میں جماعت کا ترک پسند نہیں کرتا اعتبار کے لائق نہ ہوگا البتہ اگر کسی کا مکان جماعت کے مقام سے قریب ہو اور اس کو آنے میں تکلیف نہ ہو تو آئے مگر وجوب اس پر بھی نہ ہوگا بموجب نص حدیث کے اور اہل اللہ کا عمل ہمیشہ حدیث شریف پر رہا ہے اور حدیث کے خلاف انہوں نے کسی کا قول نہیں مانا اور یہ جو بعض مقلدین سنداتے ہیں کہ بہت سے اولیاء اللہ حنفی المذہب گزرے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس میں اختلاف ہے حضرت غوث الاعظم سے منقول ہے کہ کوئی ولی مشرق سے لے کر مغرب تک حنفی المذہب نہیں سوا فلانے اور فلانے کے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ حنفی المذہب ہے تو حنفی وہی ہے جو حدیث صحیح پر عمل کرے کیونکہ ابوحنیفہ کا یہی اصول ہے کہ حدیث مرسل بلکہ ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم ہے اور اسی لئے بہت اکابر اولیاء جیسے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ چشتی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں وغیرہما سے منقول ہے کہ وہ نام کے حنفی تھے اور درحقیقت حدیث شریف پر عمل کرتے تھے بلکہ جب سماع کے معاملہ میں حضرت محبوب الٰہی سے بحث کی ٹھہری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری کی حدیث سے استناد کیا اور اس وقت کے عالم جو صرف نام کے ملاں تھے بولے کہ آپ مقلد ہو آپ کو فقہاء کا قول پیش کرنا چاہئے حضرت محبوب الٰہی کو کمال غصہ آیا اور آپ اس مجلس سے اٹھے اور ان ملاؤں کو سلام بھی نہ کیا۔ حضرت وکیع بن جراح نے اشعار کی حدیث سنائی ایک شخص بولا ابوحنیفہ نے تو اس کو مسئلہ کہتے تھے انہوں نے کہا میں حدیث سناتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ابوحنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جائے اور جب توبہ نہ کرے قید سے نہ چھوٹے حضرت مولانا اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہ نے ایک مولوی سے بحث کی آپ آیتیں اور حدیثیں لانے لگیں وہ مولوی قہستانی اور قاضی خاں کے اقوال لانے لگا حضرت مولانا نے فرمایا میں تو عطر کے پھائے ایک سے ایک تجھ کو سنگھاتا ہوں اور تو حیض کے چیتھڑے اس کے جواب میں مجھ کو سنگھاتا ہے الاحول ولاقوۃ۔

۹۳۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ يَوْمِ مَطَرٍ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ۔

۹۳۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن جب برسات ہو رہی تھی کہ نماز پڑھ لو اپنے ٹھکانوں میں۔

۹۳۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا عَبَّادُ ابْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ ثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ اَنْ يُؤَذِّنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَطِيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيُصَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِهِمْ فَقَالَ لَهٗ النَّاسُ مَا هٰذَا الَّذِيْ

۹۳۹: حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ نے مؤذن کو حکم دیا اذان دینے کا جمعہ کے دن جب پانی برس رہا تھا تو کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ اس کے بعد کہا یوں پکارا نماز پڑھ لو اپنے گھروں میں (یعنی حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے بدل یہ کلمہ پکارے صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مکان میں جمعہ درست ہے۔ لوگوں نے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں

Marfat.com

صَنَعْتَ ؟ قَالَ قَدْ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي تَأْمُرُنِي اَنْ اُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوْتِهِمْ فِيَأْتُونِي يَدُوْسُوْنَ الطِّيْنَ اِلٰى رُكَبِهِمْ۔

نے کہا مجھ سے جو بہتر ہے (یعنی آنحضرت ﷺ) انہوں نے ایسا کیا اور تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوگوں کو گھروں سے نکالوں وہ میرے پاس آئیں کیچڑ سے بھرے ہوئے اپنے گھٹنوں تک۔

۳۶: بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيَ

باب: سُترے کا بیان

۹۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدِكُمْ فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

۹۴۰: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے نکلتے تو ذکر آیا اس کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ نے فرمایا: پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر اگر کوئی شے تمہارے سامنے ہو تو اب جو کوئی سامنے سے گزرے نمازی کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

تشریح ❁ پالان کی پچھلی لکڑی کا اندازہ بقدر ایک ہاتھ کے کیا ہے اور موٹا پن بقدر ایک انگلی کے کافی ہے اور سترے کے نزدیک کھڑا ہونا نمازی کے لئے مستحب ہے اسی طرح سترے کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل کرنا۔

۹۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تُخْرَجُ لَهُ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ فَيُنْصَبُهَا فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا۔

۹۴۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور ایک ہتھیار (برچھی) نکالا جاتا وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا کیا جاتا آپ ﷺ اس کی طرف نماز پڑھتے۔

۹۴۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَصِيْرٌ يَبْسُطُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ اِلَيْهِ۔

۹۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بوریا تھا آپ ﷺ اس کو دن کو بچھاتے اور رات کو اور اس بوریا کا حجرہ بنا لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔

تشریح ❁ بعضوں نے اعتکاف کا یہ ذکر کیا ہے بہر حال سترے کی طرف نماز پڑھنا اس حدیث سے بھی نکلتا ہے اور اسی لئے مؤلف اس کو اس باب میں لائے۔ سترہ وہ آڑ جو نمازی اپنے سامنے کسی شے کی کر لیتا ہے اس کے پرے لوگ سامنے سے گزر سکتے ہیں۔

۹۴۳: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ اسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهٖ حُرَيْثِ بْنِ سَلِيْمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۹۴۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے کوئی چیز رکھ لے اگر کچھ نہ ملے تو ایک لکڑی کھڑی کر لے۔ اگر لکڑی بھی نہ ملے تو زمین پر ایک لکیر کھینچ لے پھر جو چیز اس کے سامنے سے نکلے تو اس کو ضرر نہ کرے

Marfat.com

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُم فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَیْئًا فَاِنْ لَمْ گی۔
یَجِدْ فَلْیَنْصِبْ عَصًا فَاِنْ لَمْ یَجِدْ فَلْیَخُطَّ خَطًّا ثُمَّ لَا
یَضُرُّهٗ مَا مَرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ۔

تشریح ❁ اہل حدیث اور شافعی کا یہی قول ہے کہ اگر لکڑی بھی نہ ملے تو زمین پر خط کھینچ لے اور ابوحنیفہ خط کو کافی نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ہم کہتے ہیں اگر ضعیف بھی ہو تب بھی قیاس پر مقدم ہے تمہارے اصول کے موافق۔

۳۷:بَابُ الْمُرُوْرِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ

باب: نمازی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے

۹۴۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اِرْسَلُوْنِیْ اِلٰی زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَسْاَلُهٗ عَنِ الْمُرُوْرِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ فَاَخْبَرَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَقُوْمَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ سُفْیَانُ فَلَا اَدْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً اَوْ شَهْرًا اَوْ صَبَاحًا اَوْ سَاعَةً۔

۹۴۴: بسر بن سعید سے روایت ہے لوگوں نے مجھ کو بھیجا حضرت زید بن خالد جہنیؓ کے پاس یہ پوچھنے کو کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے؟ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ چالیس سال تک کھڑا رہے تو بہتر ہے اس کے لئے سامنے گزرنے سے۔ سفیان جو راوی ہے اس حدیث کا اس نے کہا مجھے یاد نہیں چالیس برس کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس دن یا چالیس ساعت۔

۹۴۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَ اِلٰی اَبِیْ جُهَیْمٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَسْئَلُهٗ مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الرَّجُلِ یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الرَّجُلِ وَهُوَ یُصَلِّیْ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُکُمْ مَا لَهٗ فِیْ اَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْ اَخِیْهِ وَ هُوَ یُصَلِّیْ کَانَ لَاَنْ یَقِفَ اَرْبَعِیْنَ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَرْبَعِیْنَ عَامًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا خَیْرٌ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ.

۹۴۵: بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد نے ابوجہم انصاری کے پاس کسی کو بھیجا یہ پوچھنے کے لئے کہ انہوں نے کیا سنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں جو نمازی کے سامنے سے گزرے؟ انہوں نے کہا میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی جان لے جو اپنے بھائی کے سامنے سے گزرنے میں گناہ ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہو البتہ اگر وہ چالیس تک ٹھہرا رہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے گزر جانے سے۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ چالیس برس کہا یا چالیس مہینے یا چالیس دن۔

تشریح ❁ بہرحال نمازی کے سامنے سے گزرنا سخت گناہ ٹھہرا۔ علماء نے ہے کہا یہ گناہ اس وقت ہے جب نمازی کے قریب سے گزرے یعنی تین ہاتھ کے اندر اور بعضوں نے کہا پانچ ہاتھ کے اندر بعضوں نے کہا چالیس ہاتھ کے اندر بعضوں نے کہا نمازی اگر سجدے کے مقام پر دیکھے تو جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے اس کے اندر گزرنا گناہ ہے اس کے پرے اگر گزرے تو قباحت نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے اور اس تعیین کی دلیل کیا ہے وہ بیان کرنا چاہئے۔

۹۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ۔ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ

۹۴۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

Marfat.com

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهِبٍ عَنْ عَمِّهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَا لَهٗ فِی اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَیْ اَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِی الصَّلَاةِ كَانَ لَاَنْ يُقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ غَيْرٌ لَهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِیْ خَطَاهَا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی جان لے اس گناہ کو جو اپنے بھائی کے سامنے سے آ کر گزرنے میں ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہو البتہ اگر سو برس تک ٹھہر آ رہا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس ایک قدم سے جو اس نے اٹھایا۔ (اس حدیث کی سند میں عبید اللہ بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے)۔

۳۸: بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

باب: کس چیز کے سامنے نکلنے سے نماز ٹوٹتی ہے

۹۴۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ بِعَرَفَةَ فَجِئْتُ اَنَا وَ الْفَضْلُ عَلٰی اَتَانٍ فَمَرَرْنَا عَلٰی بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَ تَرَكْنَاهَا ثُمَّ دَخَلْنَا فِی الصَّفِّ۔

۹۴۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے میں اور فضل دونوں ایک گدھی پر سوار ہو کر آئے اور کچھ صف کے سامنے سے ہم گزرے پھر ہم اس پر سے اترے اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چر رہی تھی بعد اس کے ہم صف میں شریک ہو گئے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلا کہ گدھے کے سامنے نکلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ کالا کتا اور حائضہ عورت اگر سامنے سے نکلے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور یہی راجح باعتبار قوت دلیل کے یہ سب جب ہے کہ نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو اور اگر سترہ ہو تو اس کے پرے کوئی چیز بھی نکلا کرے نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا۔

۹۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ فِیْ حُجْرَةِ اُمِّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللهِ اَوْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَرَجَعَ فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ: هُنَّ اَغْلَبُ۔

۹۴۸: حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپؐ کے سامنے سے عبداللہ یا عمرو بن ابی سلمہ نے گزرنا چاہا آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ لوٹ گئے پھر زینب بنت ام سلمہؓ نے گزرنا چاہا آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا لیکن انہوں نے نہ سنا اور سامنے سے نکل گئیں جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا عورتیں نہیں مانتیں۔ (اس حدیث کی سند ضعیف ہے ام سلمہ سے راوی عبدالعزیز غیر معروف ہے بعض نسخوں میں عن امہ ہے لیکن یہ دونوں (ابو محمد و امہ) مجہول ہیں)۔

تشریح ۞ اور مردوں پر غالب آ جاتی ہیں اپنی جہالت اور نافہمی کی وجہ سے۔

۹۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ ثَنَا يَحْيَی بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا قَتَادَةَ ثَنَا جَابِرٌ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ وَالْمَرْاَةُ الْحَائِضُ

۹۴۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سیاہ کتا اور حائضہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے۔

Marfat.com

تشریح ❁ جب نمازی کے سامنے سے گزریں اور سترہ نہ ہو یہ حدیث صحیح ہے اس کا نسخ مخالفین جس حدیث سے بیان کرتے ہیں وہ ضعیف ہے اور منسوخ ہونا قرین قیاس بھی نہیں ہے کس لئے کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور انہوں نے بہت آخر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنی ہیں بوجہ کم سنی کے۔

۹۵۰: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ اَبُوْ طَالِبَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْاَةُ وَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ۔

۹۵۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو توڑ دیتا ہے عورت کا گزر جانا اور کتے اور گدھے کا۔

تشریح ❁ لیکن گدھے اور عورت کا گزرنا دوسری صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا اعادہ نہ کیا البتہ کالے کتے اور حائضہ عورت کا گزرنا اور پھر نماز کا اعادہ نہ کرنا کسی روایت سے ثابت نہیں پس ان کا گزرنا بدستور ناقص صلوٰۃ رہا واللہ اعلم۔

۹۵۱: حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْاَةُ وَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ۔

۹۵۱: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑ دیتا ہے نماز کو عورت کا نکل جانا اور کتے کا اور گدھے کا (اس کی سند میں کچھ ضرورت گفتگو ہے)۔

۹۵۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّجُلِ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ۔

قَالَ قُلْتُ: مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَحْمَرِ فَقَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَقَالَ: اَلْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ۔

۹۵۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی نماز ٹوٹ جائے گی اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے نہ ہو اور عورت یا گدھا یا کالا کتا سامنے سے گزرے۔ راوی نے کہا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کالے کتے کی تخصیص کیا ہے اگر لال کتا ہو۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جیسے تو نے مجھ سے پوچھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کالا کتا شیطان ہے۔

تشریح ❁ یعنی شیطان کتے کی صورت میں بن کر نماز توڑنے کے لئے آتا ہے یا خود کالا کتا شیطان ہوتا ہے یعنی شریر اور منحوس ہوتا ہے غرض نماز کا اس سے ٹوٹ جانا حکم شرعی ہے اس میں قیاس کو دخل نہیں اور تعجب ہے کہ حنفیہ ایک ضعیف حدیث سے قہقہہ کو ناقص وضو جانتے ہیں اور قیاس کو ترک کرتے ہیں اور یہاں صحیح حدیث کو قیاس کے خلاف نہیں مانتے۔

۳۹: بَابُ اِدْرَاءِ مَا اسْتَطَعْتَ

باب: جو کوئی شے نمازی کے سامنے سے گزرنے لگے اس کو جہاں تک ہو سکے روکے

۹۵۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا يَحْيٰى اَبُو الْمُعَلّٰى عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِیِّ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ

۹۵۳: حسن عرنی سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر ہوا ان چیزوں کا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں۔

Marfat.com

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا مَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ فَذَکَرُوا الْکَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْاَۃَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِی الْجَدْیِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ یَوْمًا فَذَھَبَ جَدْیٌ یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ فَبَادَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَۃَ۔

لوگوں نے کتے اور گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا تم بکری کے بچے کے باب میں کیا کہتے ہو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو ایک بکری کا بچہ آپ کے سامنے سے نکلنے لگا آپ نے جلدی کی اس سے قبلے کی طرف۔ (اس کی سند صحیح ہے لیکن منقطع ہے)۔

تشریح ؎ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کی دیوار کی طرف جلدی سے بڑھ گئے تاکہ وہ سامنے سے نکل سکے کو بکری کا بچہ اگر سامنے سے نکل جائے تو نماز میں خلل نہیں آتا پر خشوع میں خلل آتا ہے اس وجہ سے ہر چیز کے سامنے نکلنے کو روکے یہاں تک کہ آدمی کو بھی۔

۹۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیُصَلِّ اِلٰی سُتْرَۃٍ وَلْیَدْنُ مِنْھَا وَلَا یَدَعْ اَحَدًا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاِنْ جَاءَ اَحَدٌ یَمُرُّ فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّہٗ شَیْطَانٌ۔

۹۵۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے سترے کی طرف تو اس سے نزدیک کھڑا ہو اور کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے اگر کوئی آئے گزرنے کے لئے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

تشریح ؎ شیطان کا کام شرارت ہے یہ بھی بڑی شرارت ہے کہ سترہ ہوئے اس کے پرے سے نہ گزرے اندر سے گزرے دوسرے کی نماز میں خلل ڈالنے کو حدیث میں یقاتلہ کا لفظ ہے یعنی اس سے قتال کرے مطلب یہ ہے کہ زور سے روکے اگر نہ مانے تو ایک آدھ مار لگائے اس پر بھی نہ مانے اور نمازی اس کو مار ڈالے تو قصاص نہ ہوگا کیونکہ اس نے حق پر مارا۔

۹۵۵: حَدَّثَنَا ھٰرُوْنَ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَمَّالُ وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوٗدَ الْمُنْکَدِرِیُّ قَالَا ثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْکٍ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ صَدَقَۃَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَدَعْ اَحَدًا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّ مَعَہُ الْقَرِیْنَ۔

۹۵۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔ منکدری نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا۔

وَقَالَ الْمُنْکَدِرِیُّ: فَاِنَّ مَعَہُ الْعُزّٰی

اس کے ساتھ عزیٰ ہے یعنی چھوٹا شریر مطلب شیطان ہے۔

تشریح ؎ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے ہم ذات ایک فرشتہ شیطان برے کام کراتا ہے یہ بھی ایک شرارت ہے کہ راہ ہوتے ہوئے نمازی کے سامنے سے خواہ مخواہ گزرنا چاہتا ہے منع کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔

Marfat.com

۴۰:بَابُ مَنْ صَلّٰى وَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةَ شَيْءٌ

۹۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَاسُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ وَ اَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ بَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ۔

باب: اگر آدمی اور قبلے کے درمیان کوئی شے حائل ہو تو نماز جائز ہے

۹۵۶: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے آڑی پڑی ہوتی قبلے کے اور آپ ﷺ کے بیچ میں جنازے کی طرح۔

۹۵۷: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَ سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُهَا بِحِيَالِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

۹۵۷: اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان کا بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کے سامنے ہوتا تو نماز میں کبھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتیں۔

۹۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ۔ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّیْ وَ اَنَا بِحِذَائِهٖ وَ رُبَّمَا اَصَابَنِیْ ثَوْبُهٗ اِذَا سَجَدَ۔

۹۵۸: اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوتی اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا مجھے لگ جاتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے۔

۹۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْمِقْدَامِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّصَلّٰى خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ۔

۹۵۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے اس شخص کے پیچھے جو باتیں کر رہا ہو یا سو رہا ہو۔

تشریح ۞ یہ ممانعت تنزیہی ہے یا اس صورت میں ہے کہ مسجد وسیع ہو اور جگہ بہت ہو لیکن خواہ مخواہ بالارادہ وہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھے جو باتیں کر رہا ہو ورنہ اوپر حدیث میں گزرا کہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے سامنے پڑی ہوتیں اور آپ ﷺ نماز پڑھتے۔

۴۱:بَابُ النَّهْیِ اَنْ يَّسْبِقَ الْاِمَامُ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

باب: امام سے پہلے رکوع اور سجدے میں جانا منع ہے

۹۶۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا اَنْ لَا نُبَادِرَ الْاِمَامَ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا۔ وَ اِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

۹۶۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سکھلاتے تھے کہ ہم امام سے پہلے رکوع نہ کریں اور جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

Marfat.com

تشریح :) مطلب یہ ہے کہ مقتدی کو ہر ایک رکن امام کے بعد کرنا چاہئے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا امام کے ساتھ۔

۹۶۱: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَ سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَا يَخْشَى الَّذِىْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ؟۔

۹۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کر دے۔

تشریح :) یعنی گدھے کی طرح اس کو بے وقوف کر دے اور آخرت میں وہ گدھے کی طرح اٹھے بعضوں نے کہا دنیا میں بھی گدھے کی طرح مسخ ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ مسخ خاص ہے اور اس امت میں وہ ہو سکتا ہے البتہ مسخ عام نہیں ہوگا اور بعض بزرگوں نے دمشق میں ایک شخص کا حال نقل کیا ہے کہ وہ اپنا منہ ڈھانپے رہتا ہے ایک روز کھولا تو گدھے کی طرح تھا پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس نے یہ حدیث سن کر شبہ کیا اور عمداً امام سے پہلے سر اٹھایا تب اس کا سر گدھے کی طرح ہو گیا۔ نعوذ باللہ منہ حدیث شریف سے بے ادبی کرنے کی سزا یہی ہے دنیا میں اور آخرت میں جدا جدا عذاب ہے خدا بچائے۔

۹۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ زِيَادِ ابْنِ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِى اِسْحٰقَ عَنْ دَارِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ قَدْ بَدَّنْتُ فَاِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوْا وَ اِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوْا وَلَا اٰلْفِيَنَّ رَجُلًا يَسْبِقُنِىْ اِلَى الرُّكُوْعِ وَلَا اِلَى السُّجُوْدِ.

۹۶۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: میں موٹا ہو گیا ہوں تو جب میں رکوع کر لوں اس وقت تم رکوع کرو اور جب میں سر اٹھاؤں اس وقت تم بھی سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ کروں اس وقت تم بھی سجدہ کرو اور میں کسی شخص کو نہ دیکھوں جو مجھ سے پہلے رکوع یا سجدے میں جائے۔ (اس حدیث کا راوی دارم مجہول الحال ہے)

تشریح :) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف جوانی میں ہلکا تھا پھر جب عمر شریف زیادہ ہوئی تو ذرا موٹاپا آ گیا تھا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور موٹاپے اور ضعف کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان جوان لوگوں کے موافق جلدی جلدی رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے یہ حدیث فرمائی۔

۹۶۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ بْنِ عَجْلَانَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ ابْنُ خَلَفٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تُبَادِرُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ وَ لَا بِالسُّجُوْدِ فَمَهْمَا اَسْبِقْكُمْ بِهٖ اِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُوْنِىْ بِهٖ اِذَا رَفَعْتُ وَ مَهْمَا اَسْبِقْكُمْ بِهٖ اِذَا سَجَدْتُ

۹۶۳: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت جلدی کرو مجھ پر رکوع اور سجدے میں اگر میں رکوع میں تم سے آگے جاؤں گا تو تم مجھ کو پا لو گے جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا اگر میں سجدے میں تم سے آگے جاؤں گا تو تم مجھ کو پا لو گے جب میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا کیونکہ میں موٹا ہو گیا ہوں۔

Marfat.com

تُدْرِكُوْنِیْ بِهٖ اِذَا رَفَعْتُ اِنِّیْ قَدْ بَدَّنْتُ۔

۴۲:بَابُ مَا يُكْرَهُ فِی الصَّلَاةِ

باب: نماز میں کون سی چیز مکروہ ہے

۹۶۴:حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا بْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ ثَنَا هٰرُوْنُ هارون بن ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِیُّ، عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْعَ جَبْهَتِهٖ قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاتِهٖ۔

۹۶۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم کی بات ہے یا گنوار پن اور جہالت کی بات ہے کہ آدمی اپنی پیشانی پر بار بار یا بہت بار ہاتھ پھیرے نماز ختم کرنے سے پہلے۔ (اس حدیث کا راوی ہارون بالاتفاق ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ پیشانی میں اکثر نماز میں خاک لگ جاتی ہے کہ اگر آدمی اس کو پہنچنا چاہے تو نماز سے فراغت پاکر پہنچے نماز کے اندر اس کا بہت پہنچنا خشوع اور خضوع اور ادب کے خلاف ہے۔

۹۶۵:حَدَّثَنَا يَحْیَ بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَ اِسْرَائِيْلُ بْنُ يُوْنُسُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَ اَنْتَ فِی الصَّلَاةِ۔

۹۶۵: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت چٹخا اپنی انگلیوں کو نماز میں۔ (اس حدیث کا راوی حارث اعور ضعیف ہے)۔

۹۶۶:حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدِّبُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَنْ يُغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ فِی الصَّلَاةِ۔

۹۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ ڈھانپنے سے نماز میں۔

۹۶۷:حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِیُّ، ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَی رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ اَصَابِعَهٗ فِی الصَّلَاةِ فَفَرَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔

۹۶۷: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا تھا (عربی میں اس کو تشبیک کہتے ہیں) آپ ﷺ نے اس کی انگلیاں کھول دیں (یعنی الگ الگ کردیں دونوں ہاتھوں کی)۔

تشریح ۞ نماز میں تشبیک مکروہ ہے کس لئے کہ بے ادبی ہے اور خلاف ہے خشوع کے۔

۹۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰی فِيْهِ وَ لَا يَعْوِیْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ۔

۹۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اور آواز نہ کرے شیطان ہنستا ہے اس پر۔ (اس کا ایک راوی عبداللہ بن سعید متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

Marfat.com

تشریح (۱۰۱) یعنی جمائی میں آواز کرنے پر اور منہ کھلا رہنے پر جمائی مکروہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیونکہ وہ علامت ہے کاہلی اور سستی کی اور چھینک محبوب ہے وہ علامت ہے چاپکی اور چستی کی۔

۹۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْبُزَاقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالنُّعَاسُ فِی الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

۹۶۹: عدی بن ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوکنا اور رینٹ نکالنا اور حیض و نفاس نماز کے اندر شیطان کی طرف سے ہیں۔ (اس حدیث کا راوی ابوالیقظان (عثمان بن نمیر) ضعیف ہے۔

تشریح (۱۰۲) کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ بندے کی نماز میں خلل آئے اور خدا کی طرف جو توجہ ہے وہ بگڑ جائے۔

۴۳: باب مَنْ اَمَّ قَوْمًا وَ هُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ

باب: جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے ناراض ہوں

۹۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْاِفْرِيْقِیِّ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ الرَّجُلُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَ هُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَالرَّجُلُ لَا يَاْتِی الصَّلَاةَ اِلَّا دِبَارًا يَعْنِیْ بَعْدَ مَا يَفُوْتُهُ الْوَقْتُ وَ مَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّرًا۔

۹۷۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ایک تو اس کی جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے ناراض ہوں دوسرے وہ جو وقت گزر جانے کے بعد نماز کو آئے تیسرے وہ جو آزاد شخص کو غلام بنا لے (زور اور زبردستی سے یا فریب سے)۔

۹۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ ثَنَا يَحْيٰی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَرْحَبِیُّ ثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْاَسْوَدِ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيْدِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَ هُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَا مْرَاَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَ اَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔

۹۷۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی نماز اوپر نہیں جاتی (یعنی اللہ جل جلالہ کے پاس اور قبول نہیں ہوتی بلکہ لوٹا دی جاتی ہے) ان کے سروں سے ایک بالشت برابر بھی ایک تو اس کی جو امامت کرے اور لوگ اس کی امامت سے ناراض ہوں دوسرے اس عورت کی جو رات گزارے اس حالت میں کہ اس کا خاوند اس پر غصے ہو تیسرے دو بھائی جنہوں نے محبت قطع کر دی ہو۔

تشریح (۱۰۳) اور آپس میں سلام ترک کر دیا ہو خواہ یہ سگے بھائی ہوں اور جورو کا قصور اس وقت ہے جب اس کی بداخلاقی اور شرارت اور عدول حکمی کی وجہ سے خاوند اس پر ناراض ہوا ہو اگر دوسرے کسی سے لڑ کر غصے ہو یا اپنی بدمزاجی سے بلاوجہ جورو پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور نماز قبول ہوگی۔

Marfat.com

۴۴:بَابُ الْاِثْنَانِ جَمَاعَةٌ

۹۷۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الرَّبِيْعُ ابْنُ بَدْرٍ عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهٖ عَمْرِو بْنِ جَرَادٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ۔

باب: دوآدمی جماعت ہیں

۹۷۲: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوآدمی اور دو سے زیادہ جماعت ہیں (زیادہ کی انتہا نہیں لیکن کم سے کم جماعت کے لئے دوآدمی کافی ہیں (اس کی سند میں ربیع اور اس کا باپ بدر دونوں ضعیف ہیں)۔

تشریح ۞ اگرچہ دو میں سے ایک نابالغ عورت ہو جب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا اور جماعت درست ہو جائے گی اب یہ حکم عام ہے ہر نماز کی جماعت کو جمعہ کی ہو یا عیدین کی اور یا کسی اور نماز کی۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے امام سوا تین مرد اور ہونا چاہئیں اور مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس پر دلیل کیا ہے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نفل نماز میں جماعت درست ہے دوسرے یہ کہ ایک لڑکے کے ساتھ ہونے سے جماعت ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر مقتدی اکیلا ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو چوتھی یہ کہ جس نے امامت کی نیت نہ کی ہو اس کے پیچھے اقتدا درست ہے۔

۹۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ۔ ثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

۹۷۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں رات کو اپنی خالہ ام المؤمنین کے پاس رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے (تہجد کی) میں آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی دائیں طرف مجھ کو کھڑا کیا۔

۹۷۴: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا سُرَحْبِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

۹۷۴: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے میں آیا تو آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے مجھے دائیں طرف کھڑا کیا۔ (اس حدیث کی سند میں سرحبیل راوی ضعیف بلکہ متہم بالکذب ہے)۔

تشریح ۞ ابن عباسؓ کو بھی آپ ﷺ نے اسی طرح دائیں طرف کر لیا ایک ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کی طرف سے گھما کر اس سے یہ بھی نکلا کہ نماز اس قدر عمل کرنے سے فاسد نہیں ہوتی۔

۹۷۵: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِامْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِهٖ وَ بِيْ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَصَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَلْفَنَا۔

۹۷۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اپنی ایک بی بی کے ساتھ اور میرے ساتھ مجھ کو اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور بی بی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

تشریح ۞ یہ بھی نفل نماز ہوگی کیونکہ فرض تو آپ ﷺ مسجد میں ادا کرتے تھے اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مقتدی ایک عورت اور ایک لڑکا ہو تو لڑکا امام کی دائیں طرف کھڑا ہو اور عورت پیچھے کھڑی ہو۔

Marfat.com

۴۵:بَابُ مَنْ يَسْتَحِبُّ اَنْ يَلِيَ الْاِمَامُ

باب: امام کے قریب (یعنی پہلی صف میں) کن لوگوں کا رہنا مستحب ہے

۹۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَ يَقُوْلُ : لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِنِّيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

۹۷۶: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے نماز میں اور فرماتے تھے مت آگے پیچھے ہو نہیں تو تمہارے دلوں میں بھی اختلاف پیدا ہوگا (کیونکہ ظاہری اختلاف دلیل ہے باطنی اختلاف کی) اور جو لوگ تم میں عقل اور شعور والے ہوں وہ میرے نزدیک کھڑے ہوں (یعنی پہلی صف میں) پھر جو لوگ ان سے قریب ہوں۔

تشریح ؎ یعنی پہلی صف میں عمدہ ذی علم اور ذی عقل اور مسن اور تجربہ کار لوگ کھڑے ہوں پھر جن کا درجہ ان کے بعد ہو وہ دوسری صف میں کھڑے ہوں اسی طرح جن کا درجہ اُن سے کم ہو وہ تیسری صف میں اور لڑکے اخیر صف میں کھڑے ہوں اور عورتیں ان سے بعد کھڑی ہوں۔

۹۷۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ، قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ لِيَاْخُذُوْا عَنْهُ۔

۹۷۷: حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے کہ مہاجرین اور انصار (نماز میں) آپ کے قریب رہیں (یعنی اول صفوں میں تاکہ دین کے احکام حاصل کریں آپ سے اور گنوار ناواقف کم عمل لوگ پیچھے کی صفوں میں رہیں وجہ یہ ہے کہ مہاجرین اور انصار عقل اور حافظہ عام لوگوں سے زیادہ رکھتے تھے تو وہ شرع کی باتوں کو خوب سمجھیں گے اور یاد بھی رکھیں گے۔

۹۷۸: حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْ الْاَشْهَبِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ : تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَاْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ۔

۹۷۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دیکھا وہ پیچھے صفوں میں رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگے بڑھو اور تم میری پیروی کرو (نماز میں) اور تمہارے بعد والے تمہاری پیروی کریں ہمیشہ ہمیشہ کچھ لوگ پیچھے ہٹتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ ان کو پیچھے ہی ڈال دے گا۔

تشریح ؎ یعنی آخرت میں وہ پیچھے رہ جائیں گے اور جنت میں لوگوں کے بعد جائیں گے یا دنیا میں ان کا درجہ گھٹ جائے گا اور علم اور عقل اور خدا کی عنایت اور رحمت میں پیچھے رہیں گے۔

Marfat.com

۴۶:بَابُ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

۹۷۹: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالِ الصَّوَّافُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ صَاحِبٌ لِىْ فَلَمَّا اَرَدْنَا الْاِنْصِرَافَ قَالَ لَنَا : اِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاَذِّنَا وَ اُقِيْمَا وَ لْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُ كُمَا۔

باب: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

۹۷۹: حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے میں اور میرا ایک ساتھی دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے جب ہم لوٹنے لگے (اپنے ملک کو) تو آپؐ نے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو دونوں اذان دو اور تکبیر کہو (یعنی تم دونوں میں سے ہر ایک اذان اور تکبیر کہہ سکتا ہے) اور امامت وہ کرے جو تم دونوں میں بڑا ہو عمر میں (کیونکہ اور باتوں میں دونوں برابر ہوں گے۔ دونوں نے برابر علم آنحضرتؐ سے حاصل کیا تھا)۔

۹۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بشار حدثنا محمد بن جَعْفَرٍ ثَنَا وَ شُعْبَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ : سَمِعْتُ اَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُوْهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانَتْ قِرَاَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّ الرَّجُلُ فِىْ اَهْلِهٖ وَ لَا فِىْ سُلْطَانِهٖ وَ لَا يُجْلَسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنٍ اَوْ بِاِذْنِهٖ۔

۹۸۰: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امامت کرے لوگوں کی وہ شخص جو زیادہ قاری ہو اللہ کی کتاب کا پھر اگر قرأت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی وہ امامت کرے اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو وہ امامت کرے اور کوئی شخص امامت نہ کرے کسی شخص کی اس کے گھر والوں میں یا اس کی حکومت کی جگہ میں اور کوئی شخص دوسرے شخص کی عزت کی جگہ پر اس کے گھر میں نہ بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔

تشریح ۞ یعنی قرآن زیادہ جانتا ہو یا قرآن کو اچھی طرح پڑھتا ہو' یہ حدیث صحیح ہے اور اہل حدیث نے اسی کے موافق یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص قرآن زیادہ جانتا ہو وہی امامت کا حقدار ہے اگرچہ نابالغ یا کم عمر ہو اور اسی بنا پر صحابہؓ نے عمر بن ابی سلمہ کو امام بنایا تھا حالانکہ اُن کی عمر چھ یا سات برس کی تھی اور فقہاء نے کہا ہے کہ نابالغ مردوں کے لئے اور بعضوں نے کہا کہ فرائض میں صحیح نہیں ہے اور نوافل میں صحیح ہے اور ابوحنیفہ نے کہا کہ افقہ (یعنی جو علم فقہ زیادہ رکھتا ہو) مقدم ہے اقراء پر۔

یعنی صاحب خانہ اور حاکم امامت کا زیادہ حقدار ہے' اگرچہ وہ قرأت اور علم میں کم بھی ہو اور دوسرے شخص کو بغیر اس کی اجازت کے امامت نہ کرنا چاہئے۔

گھر میں ایک جگہ مسند تکیہ لگا ہوتا ہے یا ایک کرسی خاص ہوتی ہے صاحب خانہ کی نشست کے لئے آپ نے لوگوں کو ادب سکھایا کہ ایسی جگہ پر بغیر اجازت صاحب خانہ کے نہ بیٹھنا چاہئے ورنہ احتمال ہے کہ اس کو رنج ہو۔ البتہ اگر وہ خود کسی کو بٹھا دے تو قباحت نہیں ہے۔ ف: ابومسعود کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر قرأت میں برابر ہوں تو جس کو سنت کا علم زیادہ ہو وہ امامت کرے اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جس کی ہجرت پہلے ہو وہ امامت کرے۔

Marfat.com

۴۷:بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ

باب: امام پر کیا ضروری ہے؟

۹۸۱: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ' ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ اَخُوْ فُلَيْحٍ ثَنَا اَبُو حَازِمٍ ' قَالَ : كَانَ سَهْلُ ابْنُ سَعْدِ السَّاعِدِىُّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهٖ يُصَلُّوْنَ بِهِمْ فَقِيْلَ لَهٗ تَفْعَلُ وَ لَكَ مِنَ الْقِدَمِ مَا لَكَ قَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ فَاِنْ اَحْسَنَ فَلَهٗ وَ لَهُمْ وَاِنْ اَسَاءَ يَعْنِىْ فَعَلَيْهِ وَ لَا عَلَيْهِمْ۔

۹۸۱: حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سہل بن سعد ساعدی اپنی قوم کے جوانوں کو آگے کرتے وہ نماز پڑھاتے لوگوں نے سہلؓ سے کہا تم لوگوں کو آگے کرتے ہو حالانکہ تم و سبقت اسلام کا کیسا کچھ رتبہ حاصل ہے؟ انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے امام ضامن ہے (مقتدیوں کی نماز کا) پھر اگر اچھی طرح نماز پڑھائے (مثلاً بے وضو یا جنبی رہ کر) تو امام پر عذاب ہوگا (اس کی سند میں عبدالحمید متفقہ طور پر ضعیف ہے)۔

تشریح ۔۔۔ بلکہ مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی گو امام کی فاسد رہے گی اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک جب امام کی نماز میں فساد ظاہر ہو تو مقتدی بھی دہرائیں۔ اہلحدیث کے نزدیک دلیل صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ امام نماز پڑھاتے ہیں تمہاری پھر اگر ٹھیک کرے تو تم کو اور ان کو دونوں کو اجر ہے اور اگر غلطی کریں تو اس کا وبال انہی پر ہوگا۔ عبداللہ بن وہب کی مسند میں ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے امام سپر ہے اگر نماز کو پورا کرے تو تم کو اس کو دونوں کو ثواب ہے اگر کمی کرے تو اس پر وبال ہوگا۔

۹۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اُمِّ غُرَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيْلَةُ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ اُخْتِ خَرَشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ يَقُوْلُ :يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْمُوْنَ سَاعَةً لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُصَلِّىْ بِهِمْ۔

۹۸۲: حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے ایک زمانہ لوگوں پر آئے گا کہ دیر تک کھڑے رہیں گے کوئی امام نہ ملے گا جو ان کو نماز پڑھائے۔

تشریح ۔۔۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جہالت پھیل جائے گی امامت کے لائق کم لوگ ہوں گے۔ اسی کو دیکھ کر بعض متاخرین علماء نے امامت اور اذان پر اجرت لینا جائز رکھا ہے اگرچہ سلف میں اس کا رواج نہ تھا اور سنت یہ ہے کہ امام اللہ کے واسطے نماز پڑھائے اسی طرح مؤذن اللہ کے واسطے اذان دے لیکن اگر وہ محتاج ہوں تو نمازی لوگ دوسری طرح سے ان کے ساتھ سلوک کریں امامت اور اذان کی تنخواہ نہ ٹھہرائیں۔

۹۸۳: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِىُّ ثَنَا بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ اَبِىْ عَلِىٍّ الْهَمْدَانِىِّ اَنَّهٗ خَرَجَ فِىْ سَفِيْنَةٍ فِيْهَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِىُّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَانَتْ صَلَاةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَاَمَرْنَاهُ اَنْ يَؤُمَّنَا وَقُلْنَا لَهٗ اِنَّكَ اَحَقُّنَا بِذَالِكَ اَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۹۸۳: حضرت ابوعلی ہمدانی سے روایت ہے وہ ایک کشتی میں نکلے اس میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی تھے اتنے میں نماز کا وقت آیا ہم نے عرض کیا نماز پڑھائیے اور ہم نے ان سے کہا تم زیادہ حقدار ہو امامت کے کیونکہ تم صحابی ہو آنحضرت ﷺ کے۔ انہوں نے امامت سے انکار کیا اور کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے امامت کی

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَاَبٰی فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: مَنْ اَمَّ النَّاسَ فَاَصَابَ فَالصَّلٰوۃُ لَہٗ وَ لَھُمْ وَ مَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَعَلَیْہِ وَ لَا عَلَیْھِمْ۔

لوگوں کی اور ٹھیک کیا تو نماز کا ثواب اس کو بھی ملے گا اور لوگوں کو بھی اور جس نے نماز میں نقصان کیا تو اس کا وبال امام ہی پر ہوگا مقتدیوں پر کچھ نہ ہوگا۔

۴۸: بَابُ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ

باب: جو شخص امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑھائے

تشریح ❁ تا کہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو ہلکی سے یہ غرض ہے کہ سنت کے موافق نماز پڑھے جیسے آنحضرت ﷺ سے منقول ہے اور جو سورتیں آپ ﷺ جماعت کی نماز میں پڑھا کرتے تھے اور یہ غرض نہیں ہے کہ سنت سے زیادہ وہ نماز کو گھٹا دے اور تعدیل ارکان میں خلل کرے ایسی تخفیف کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

۹۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِنِّیْ لَاَ تَاَخَّرُ فِیْ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ لِمَا یُطِیْلُ بِنَا فِیْھَا قَالَ فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِیْ مَوْعِظَۃٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْہُ یَوْمَئِذٍ فَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَاسِ فَلْیُجَوِّزْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَ ذَا الْحَاجَۃِ۔

۹۸۴: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں تو صبح کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا فلاں شخص کے سبب سے جو لمبا کرتا ہے اس کو۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سن کر (آپ کو غصہ آیا) میں نے آپ ﷺ کو اتنے غصے میں کسی وعظ میں نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں (دین سے) اب جو کوئی تم میں سے نماز پڑھائے لوگوں کو تو مختصر نماز پڑھائے اس لئے کہ لوگوں میں کوئی کم طاقت ہوتا ہے (قدرتی یا بیماری کی وجہ سے) کوئی بوڑھا ہوتا ہے کوئی کام والا ہوتا ہے۔

تشریح ❁ سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام یہ تین سورتیں آپ ﷺ نے ایسی فرمائیں کہ تمام جہان کے معذور لوگ ان میں آ گئے اب جس قدر سوچو کوئی معذور ایسا نہیں نکلے گا جو ان تین سے خارج ہو اس حدیث سے آپ ﷺ کا کمال رحم اور کرم بھی ثابت ہوتا ہے اگر کوئی اور ہوتا تو چھوٹتے ہی اس شخص پر عتاب کرتا کہ تو صبح کی نماز میں کیوں شریک نہیں ہوتا۔ شاید منافق ہے یا بے ایمان مگر آپ ﷺ نے بڑی توجہ سے اس کا سارا بیان سنا اور اسکے عذر پر التفات فرمایا ہم گنہگاروں کو آپ ﷺ کے رحم اور کرم سے بڑی امید ہے۔ گو ہمارے اعمال اس لائق نہیں لیکن قیامت کے دن ہماری سخت تکالیف کو دیکھ کر یقین ہے کہ آپ ﷺ ضرور رحم فرمائیں گے اور ہمارے مالک جل جلالہ سے عرض کر کے خلاصی کی شکل کوئی ضرور نکالیں گے۔ بیت

ماہمہ تشنہ لبانیم تو ی آب حیات — رحم فرما کہ ز حد میگذ زتشنہ لبی

۹۸۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَۃَ وَ حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَۃَ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ ' انبانَاعَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُوْجِزُ وَ یُتِمُّ الصَّلَاۃَ۔

۹۸۵: حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختصر اور پوری نماز پڑھتے تھے۔

Marfat.com

تشریح ۞ مختصر تو اس وجہ سے ہوتی کہ سورتیں بہت لمبی نہ پڑھتے اور پوری اس طرح سے ہوتی کہ سجدہ اور قیام اور قعدہ اتنے طور سے ادا کرتے کم سے کم سجدہ اور رکوع میں پانچ یا تین تسبیحوں کے برابر ٹھہرتے اسی طرح رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہے اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں تین یا پانچ تسبیحوں کے برابر اطمینان سے بیٹھے اور رب اغفرلی کہتا رہے یا اللھم اغفرلی واھدنی وارحمنی واجبرنی وارفعنی جیسے اوپر گزر چکا۔ پس تخفیف اسی کا معنی ہے کہ سورتیں بہت لمبی نہ پڑھے جیسے سورۂ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف وغیرہ بلکہ وہ سورتیں پڑھتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ہر نماز کے لئے یا ان کے برابر کی دوسری سورتیں اور سجدہ اور رکوع اور قعدہ بین السجدتین میں ہرگز تخفیف نہ کرے ورنہ نماز پوری نہ ہوگی مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا رحم کرے نماز کی تخفیف کا کچھ اور معنی بے وقوفوں نے سمجھ لیا ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ نہ رکوع میں ٹھہرتے ہیں نہ رکوع سے کھڑے ہو کر نہ دونوں سجدوں کے درمیان یہ تخفیف کیا ہے نماز کو تباہ کرنا ہے اور ایسی نماز خلاف سنت ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر امر میں سنت کی پیروی لازم اور ضروری ہے اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئے گی۔ باقی سب دھکوسلے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ اگر مقتدیوں میں کوئی ناتواں اور ضرورت والا نہ ہو اور وہ لوگ راضی اور خوش ہوں تو نماز میں لمبی سورتیں بھی پڑھ سکتے ہیں خلفائے راشدین سے ایسا منقول ہے کہ انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی فجر کی نماز میں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے شروع جماعت میں کوئی ایسا شخص نہ ہو لیکن بعد میں آ جائے اور ایسی تطویل قراءت کا متحمل نہ ہو۔ لہٰذا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل سب پر مقدم ہے اور جماعت کی نماز میں اختصار ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو جہاں تک چاہے نماز کو طول دے۔

۹۸۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ' قَالَ صَلّٰی مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْاَنْصَارِیُّ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلّٰی فَاُخْبِرَ مُعَاذٌ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ مَا قَالَ لَهٗ مُعَاذٌ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَاْ بِالشَّمْسِ وَ ضُحَاهَا ' وَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰی ' وَاقْرَاْ بِاِسْمِ رَبِّكَ۔

۹۸۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی تو نماز کو لمبا کیا ان پر ایک شخص ہم میں سے چل دیا اور (اکیلے) نماز پڑھ لی۔ یہ خبر معاذ رضی اللہ عنہ کو ہوئی انہوں نے کہا وہ منافق ہے اس شخص کو معاذؓ کی بات جب پہنچی تو وہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور معاذؓ نے جو کلمہ اس کے لئے کہا تھا وہ آپؐ سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذؓ تم لوگوں کو فتنے میں ڈالنے والا بننا چاہتے ہو (ایسے کام کرتے ہو کہ لوگ دین سے پھر جائیں اور جب دین سے پھرے تو فتنے میں پڑے گمراہ ہوئے) جب لوگوں کو تم نماز پڑھاؤ تو والشمس اور سبح اسم اور واللیل اور اقراء باسم ربك پڑھو۔

تشریح ۞ دوسری روایت میں ہے بروج یا وانشقت پڑھو یہ سب سورتیں قریب قریب برابر کی ہیں عشاء کی نماز میں جب جماعت سے ہو یہی سورتیں پڑھنا مسنون ہے اور والتین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں پڑھی۔

۹۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ

۹۸۷: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

عُلَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ يَقُولُ كَانَ اٰخِرَ مَا عَهِدَ اِلَی النَّبِیُّ حِيْنَ اَمَّرَنِیْ عَلَی الطَّائِفِ قَالَ لِیْ : يَا عُثْمَانُ تَجَاوَزْ فِی الصَّلَاةِ وَقُدِرِ النَّاسَ بِاَضْعَفِهِمْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَالسَّقِيْمَ وَالْبَعِيْدَ وَ ذَاالْحَاجَةِ۔

ہے وہ کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو طائف کی حکومت پر مقرر کیا تو اخیر نصیحت یہ فرمائی کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ نماز میں اختصار کرنا اور لوگوں کو اس شخص کے برابر سمجھنا جو ان سب میں زیادہ ناتواں ہو اس لئے کہ لوگوں میں کوئی بوڑھا ہوتا ہے کوئی عارضے والا کسی کا مکان دور ہوتا ہے کسی کو کام ہوتا ہے۔

۹۸۸: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَلِیٍّ ثَنَا يَحْيٰی ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ عُثْمَانُ ابْنُ اَبِی الْعَاصِ اَنَّ اٰخِرَ مَا قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمْ۔

۹۸۸: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اخیر بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی کہ جب تو لوگوں کی امامت کرے تو تخفیف کران پر۔

۴۹: بَابُ الْاِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ اِذَا حَدَثَ اَمْرٌ

باب: جب کوئی واقعہ نماز میں پیش آئے تو امام نماز کو ہلکا کرسکتا ہے

۹۸۹: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلَاةِ وَ اَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ لِوَجْدِ اُمِّهٖ بِبُكَائِهٖ۔

۹۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا قصد یہ ہوتا ہے کہ نماز کو لمبا کروں پھر میں نماز ہی میں (بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں ان خیال سے کہ بچے کی ماں کو رنج ہوگا اس کے رونے سے۔

تشریح ❁ اور نماز میں اس کا دل نہ لگے گا اور نماز کو لمبا کرنا اس پر ناگوار گزرے گا اس حدیث سے شافعیہ نے دلیل لی اس پر کہ اگر امام رکوع میں ہو اور کسی کے آنے کی آہٹ پائے تو رکوع کو لمبا کرسکتا ہے۔ اس غرض سے کہ آنے والا رکعت پالے کیونکہ جب دنیاوی جماعت کے واسطے نماز کا مختصر کرنا درست ہوا تو دینی فائدے کے لئے اس کا لمبا کرنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اور شعبی اور حسن اور ابن ابی لیلیٰ نے بھی اس کو جائز کہا ہے اور ابوحنیفہ نے کہا ناجائز ہے اور میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا کرتے والا شرک میں نہ پڑ جائے اور امام مالک نے کہا ہرگز رکوع کو لمبا نہ کرے کیونکہ یہ مقتدیوں کو ناگوار ہوگا اور ابوحنیفہ اور شافعیؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ نے کہا کہ اگر دوسرے مقتدیوں کو ناگوار نہ ہو تو رکوع کو لمبا کرسکتا ہے۔ مترجم کہتا ہے محققین اہل حدیث کے نزدیک صرف رکوع مل جانے سے رکعت نہیں ملتی جب تک سورۂ فاتحہ نہ پڑھے پس انتظار کرنا بے فائدہ ہے اور ضرور ہی یہ دوسرے مقتدیوں پر شاق ہوگا اور حدیث سے نماز کا کم کرنا کسی ضروری کام کی وجہ سے نکلتا ہے نماز کا بڑھانا اس سے ثابت نہیں ہوتا اور قیاس ایسے امور میں کچھ عمدہ نہیں ہے جتنا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اُسی پر عمل کرنا کافی ہے۔

۹۹۰: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ كَرِيْمَةَ الْحَرَّانِیُّ ثَنَا

۹۹۰: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِی الصَّلَاةِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں (اس حدیث کی سند میں لمبی گفتگو ہے حسن کا عثمان سے سماع ثابت نہیں اور عبداللہ بن علاثہ ضعیف اور کذاب ہے)

۹۹۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَبِشْرُ بْنُ بَکْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: اِنِّیْ لَاَقُوْمُ فِی الصَّلَاةِ وَ اَنَا اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ کَرَاهِیَةَ اَنْ یَّشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ۔

۹۹۱: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو لمبا کروں پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں' مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں پر دشواری ہو۔

تشریح ۞ سبحان اللہ آپ ﷺ کا رحم وکرم بے انتہا تھا نماز ایسی عبادت میں بھی آپ ﷺ ادنیٰ ادنیٰ عورتوں تک کا خیال رکھتے اور یہ منظور نہ ہوتا کہ کسی امتی پر سختی گزرے ایسا مہربان پیغمبر ﷺ جو ہم کو ماں باپ سے زیادہ بھی چاہتا ہے اور کس امت کو ملا ہے امید ہے کہ آپ ﷺ بروز قیامت بھی اپنی امت کے گناہ گاروں پر ایسا ہی رحم وکرم فرمائیں گے پروردگار جل شانہ ایسا رحیم وکریم اور پیغمبر ایسے حلیم ورحیم پھر کیا ہے خدا چاہے تو بیڑا پار ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الی یوم القیام۔

۵۰: بَابُ اِقَامَةِ الصُّفُوْفِ

باب: صفوں کا برابر کرنا

۹۹۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمُسَیَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِیْمِ ابْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا۔ قَالَ قُلْنَا وَ کَیْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ: یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاَوَّلَ وَ یَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ۔

۹۹۲: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے جیسے فرشتے صفیں باندھتے ہیں اپنے مالک جل وعلا کے سامنے۔ ہم نے عرض کیا فرشتے کیونکر صفیں باندھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا پورا کرتے ہیں اوّل صف کو اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں (کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے پاؤں پاؤں سے اور مونڈھا مونڈھے سے ملا کر)۔

۹۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِیٍّ ثَنَا اَبِیْ وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

۹۹۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برابر کرو اپنی صفوں کو اس لئے کہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے میں داخل ہے۔

تشریح ۞ دوسری روایت میں یوں ہے فان تسویة الصفوف من اقامة الصلوة حرمین شریفین میں منبر صف بندی کے وقت یہ حدیث بلند آواز سے پڑھ کر سنا دیتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا اور صفوں کا اہتمام جیسے چاہئے ویسا نہیں کیا جاتا آنحضرت ﷺ

Marfat.com

خود امامت کے وقت صفوں کو ملاحظہ فرماتے اور جب خبر آتی کہ صفیں برابر ہوگئیں اس وقت آپ ﷺ تکبیر کہتے اور کبھی اپنے ہاتھ سے صف میں لوگوں کو آگے اور پیچھے کرتے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک امام کو بذاتِ خاص صفوں کے برابر کرنے کی طرف توجہ کرنا چاہئے اور مقتدیوں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ برابر کھڑے ہوئے ہیں یا آگے پیچھے ہیں اور صف بندی میں یہ ضروری ہے کہ لوگ برابر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اور قدم سے قدم مونڈھے سے مونڈھا ملا کر کھڑے ہوں اور جب تک اول صف پوری نہ ہو لے دوسری صف میں کوئی کھڑا نہ ہو اس طرح سے اخیر صف تک لحاظ رکھا جائے۔

۹۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّى الصَّفَّ حَتّٰى يَجْعَلَهٗ مِثْلَ الرُّمْحِ اَوِ الْقِدْحِ قَالَ فَرَاٰى صَدْرَ رَجُلٍ نَاتِئًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

۹۹۴: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف کو برابر کرتے تھے برچھی یا تیر کی طرح ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا سینہ آگے بڑھائے ہوئے تھا تو (ارشاد) فرمایا: برابر کرو اپنی صفوں کو نہیں تو اللہ جل جلالہ تم میں پھوٹ ڈال دے گا۔

تشریح ۞ اور اختلاف باطنی پیدا ہوگا اختلاف ظاہری کی سزا میں شاید یہی وجہ ہو کہ مسلمانوں میں جتنا نفاق اور شقاق اور اختلاف ہے شاید اتنا حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کسی امت میں نہ ہوگا افسوس ہے کہ یہی مسلمان سب ایک زمانہ میں ایسے متحد اور متفق تھے کہ مخالف قومیں ان کے اتفاق سے گھبراتی تھیں اور اب وہی مسلمان پھوٹ اور اختلاف کے ساتھ ضرب المثل ہیں مصرع ''ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا'' فقیر کے نزدیک اس اختلاف کا بڑا سبب یہ ہوا کہ مسلمانوں نے حدیث اور قرآن کی پیروی چھوڑ کر جدا جدا مجتہد اور امام مقرر کئے ہیں کہ ہر ایک فرقہ اپنے اپنے امام اور مجتہد کی پیروی کرتا ہے' یہاں تک کہ بیت اللہ اور حرم محترم میں بھی مسلمانوں کی جماعتیں جدا جدا ہوگئیں ہیں چار جماعتیں تو بلاضرورت ہر وقت کی جاتی ہیں اور اگر شیعوں اور خوارج اور معتزلہ اور مہدویہ وغیرہم اقوام کا بھی زور ہو تو اس سے بھی زیادہ جماعتیں ہوا کریں' آنحضرت ﷺ اور خلفائے راسدین کے عہد میں یہ طرز نہ تھا بلکہ سب مسلمان مل جل کر ایک ہی جگہ ایک جماعت میں نماز پڑھتے تھے کوئی دوسرے کو نہ کافر جانتا نہ فاسق نہ گمراہ اور اب یہ حال ہے کہ ماشاء اللہ حنفی شافعی کے قتل اور ہتک حرمت کے لئے مستعد ہے اور بالعکس اور حضرات مقلدین اہلحدیث کی دشمنی پر تلے ہوئے ہیں یہ تمام شیطان کا اغوا ہے اور کچھ امید نہیں ہے کہ مسلمانوں کو کسی زمانہ میں بھی اس آفت سے مخلصی حاصل ہو۔ یہاں تک کہ حضرت صاحب الزمان امام مہدی علیہ وعلیٰ آبائہ السلام کا ظہور ہو اور یہ سب اختلاف بزور شمشیر محمدی مٹائے جائیں اور جو ملا اور نیم مولوی اس اختلاف کے بانی ہیں وہ طعمہ تیغ محمدی ہوں اور زمانہ ان کی نحوست اور مصیبت اور فتنے سے نجات پائے یا اللہ وہ زمانہ جلد دکھادے اور ایک مرتبہ ہم کو بھی مسلمانوں کا اتفاق اور عروج ان آنکھوں سے دیکھنا نصیب فرما اگر ہم دنیا سے گزر جائیں اور ہمارے بعد جناب امام عالی مقام ظاہر ہوں تو ہر ایک بھائی مسلمان کو ہماری یہ وصیت ہے کہ وہ ہمارا سلام آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچادے اور یہ کتابیں جو تراجم صحاح سبعہ اللہ کے فضل سے تالیف ہوئی ہیں۔ آپ کے ملاحظہ میں پیش کرے ان شاء اللہ قبول خاطر اقدس ہوں گی۔

۹۹۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۹۹۵: حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ جل جلالہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں' ان لوگوں کے لئے جو صفوں کو جوڑتے

Marfat.com

وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ وَ مَنْ سَدَّفُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً۔

ہیں اور جو شخص صف میں خالی جگہ کو بھر دے تو اللہ جلالہ اس کے سبب اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش کی حجازیوں سے روایت ہے جو ضعیف ہے)۔

۵۱: بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

باب: صف اوّل کی فضیلت

۹۹۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِىُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَ لِلثَّانِىْ مَرَّةً۔

۹۹۶: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لئے تین بار استغفار کرتے اور دوسری صف کے لئے ایک بار۔

۹۹۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ مُصَرِّفٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔

۹۹۷: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ﷺ فرماتے تھے بے شک اللہ جل جلالہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں صف اول کے لئے۔

۹۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْرٍ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِى الصَّفِّ الْاَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةٌ۔

۹۹۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانتے جو ثواب صف اول میں ہے البتہ اس کے لئے قرعہ میں نکلتا وہ صف اول میں کھڑا ہوتا مطلب یہ کہ لوگ اس کے لئے بہت حرص اور خواہش کرتے اور آخر جھگڑا رفع کرنے کیلئے قرعہ کرتے۔

۹۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِىُّ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔

۹۹۹: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رحمت اتارتا ہے اور اس کے فرشتے دعا کرتے ہیں صف اول کے لئے۔

۵۲: بَابُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ

باب: عورتوں کی صفوں کا بیان

۱۰۰۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۰۰۰: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صف عورتوں کی اخیر صف ہے (کیونکہ مردوں سے بہت دور ہوتی ہے) اور بری صف عورتوں کی اوّل صف ہے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَ شَرُّهَا اَوَّلُهَا وَ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَ شَرُّهَا آخِرُهَا۔

(کیونکہ مردوں کے نزدیک ہوتی ہے) اور بہتر مردوں کی صف اوّل ہے (کیونکہ عورتوں سے بہت دور ہوتی ہے) اور بری صف مردوں کی اخیر صف ہے (کیونکہ عورتوں سے نزدیک ہوتی ہے)

۱۰۰۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا وَ شَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا وَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا وَ شَرُّهَا مُقَدَّمُهَا۔

۱۰۰۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر صف مردوں کی آگے کی صف ہے اور بری صف اخیر کی صف ہے اور بہتر صف عورتوں کی اخیر صف ہے اور بری صف پہلی (اس کی سند کا حال معلوم نہیں)۔

۵۳: بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِي الصَّفِّ

باب: ستونوں کے بیچ میں صف کرنا

۱۰۰۲: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ اَبُوْ طَالِبٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ وَ اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا هٰرُوْنَ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ نُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا۔

۱۰۰۲: حضرت قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی ستونوں کے درمیان صف باندھنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ہم بازر کھے جاتے تھے اس سے (اس کی سند میں ہارون مجہول ہے، مضمون صحیح ہے)۔

تشریح ستونوں کے بیچ میں صف باندھنے سے منع کئے جاتے تھے کیونکہ ان میں صف ٹوٹ جاتی ہے اور ستون بیچ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ بعضوں نے کہا اگر جگہ کی قلت ہو تو ستونوں کے بیچ میں بھی صف کرلیں۔ ترمذی نے کہا امام احمد اور اسحاق نے ستونوں نے بیچ میں صف کرنا مکروہ رکھا ہے اور دوسرے عالموں نے اجازت دی ہے اور اگر ایک دو آدمی ہوں تو بالاتفاق ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۵۴: بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ

باب: صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۱۰۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَ صَلَّيْنَا خَلْفَهٗ قَالَ ثُمَّ صَلَّيْنَا وَ رَاٰهُ صَلَاةً اُخْرٰى فَقَضَى الصَّلَاةَ فَرَاٰى رَجُلًا فَرْدًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ قَالَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ انْصَرَفَ قَالَ: اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ لَا صَلَاةَ لِلَّذِيْ خَلْفَ الصَّفِّ۔

۱۰۰۳: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ سفیروں میں سے تھے کہ ہم نکلے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر دوسری نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو ایک شخص کو دیکھا اکیلے صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ٹھہرے رہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپؐ نے فرمایا پھر سرے سے نماز پڑھ جو صف کے پیچھے نماز پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

Marfat.com

تشریح ۞ یہ جب ہے کہ صف میں جگہ ہو اور بلا عذر اکیلے رہ کر صف کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ اہلحدیث اور امام احمد کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک نماز مکروہ ہوگی اور ہم کہتے ہیں کہ اگر مکروہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعادے کا حکم نہ فرماتے اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

۱۰۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ حَصَيْنٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِیْ زِيَادُ ابْنُ اَبِی الْجَعْدِ فَاَوْقَفَنِیْ عَلٰی شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ يُقَالُ لَهٗ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ فَقَالَ صَلّٰی رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ اَنْ يُعِيْدَ.

۱۰۰۴: ہلال بن یساف سے روایت ہے میرا ہاتھ پکڑ زیاد بن ابی الجعد نے ایک بوڑھے کے پاس کھڑا کیا رقہ میں (ایک مقام کا نام ہے) جس کا نام حضرت وابصۃ بن معبد تھا اس نے کہا کہ ایک شخص نے ایک صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

تشریح ۞ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگلی نماز جائز نہیں ہوتی مخالفین کہتے ہیں کہ اعادے کا حکم استحبابا تھا رفع کراہت کے لئے اور دلیل دیتے ہیں ابوبکرہ کی حدیث سے کہ انہوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیری حرص (نماز پر) اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسے نہ کیجیو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے پس اگر صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرہ کو بھی نماز دہرانے کا حکم دیتے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ابوبکرہ نے صف کے پیچھے اکیلے نماز کب پڑھی بلکہ جلدی کے مارے انہوں نے نماز صف میں پہنچنے سے پہلے شروع کر دی' پھر صف میں مل گئے ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا۔

۵۵: بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ

باب: صف میں داہنی جانب کی فضیلت

۱۰۰۵: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ۔

۱۰۰۵: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں صفوں کی دائیں جانب پر۔

تشریح ۞ اللہ جل جلالہ کی صلوٰۃ رحمت اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے۔ یہ جب ہے کہ دائیں اور بائیں طرف برابر ہوں اور دونوں طرف نمازی ہوں اگر بائیں جانب خالی ہوں ادھر نمازی نہ ہوں تو بائیں جانب میں بھی وہی فضیلت ہوگی' جو دائیں جانب میں ہے۔

۱۰۰۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ مِسْعَرٌ مِمَّا نُحِبُّ اَوْ مِمَّا اُحِبُّ اَنْ نَقُوْمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

۱۰۰۶: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو اس بات کو چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف کھڑے ہوں۔

تشریح ۞ اس لئے کہ دائیں جانب عموماً افضل ہے بائیں جانب سے اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دائیں جانب میں رو مبارک کا جمال پہلے نظر آتا اور عاشقوں کے لئے اس قدر تقدم بھی نعمت عظمیٰ ہے۔

عاشقاں را روز محشر با قیامت کار نیست — کار عاشق جز تماشائی جمال یار نیست

Marfat.com

۱۰۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْحُسَیْنِ اَبُوْ جَعْفَرٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْکِلَابِیُّ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ عَنْ لَیْثِ بْنِ اَبِیْ سَلِیْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَیْسَرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمَّرَ مَیْسَرَةَ الْمَسْجِدِ کُتِبَ لَهٗ کِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ۔

۱۰۰۷: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مسجد کا بایاں جانب خالی ہوگیا (کیونکہ سب لوگ دائیں جانب میں ہی کھڑے ہوتے ہیں فضیلت کے خیال سے) آپؐ نے فرمایا جو کوئی مسجد کا بایاں جانب آباد کرے گا اس کو دوہرا ثواب ملے گا (ایک تو نماز کا دوسرے مسجد کو آباد کرنے کا حدیث سے یہ نکلا کہ مقتدیوں کو دائیں اور بائیں دونوں جانب کھڑا ہونا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ بیچ میں رہے اور دونوں جانب لوگ برابر ہوں (اس حدیث کی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے)۔

۵۶: بَابُ الْقِبْلَةِ

امام مقتدیوں کے

باب: قبلے کا بیان

۱۰۰۸: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَیْتِ اَتٰی مَقَامَ اِبْرٰهِیْمَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا مَقَامُ اَبِیْنَا اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی۔

قَالَ الْوَلِیْدُ فَقُلْتُ لِمَالِكٍ اَهٰکَذَا قَرَأَ : ﴿وَاتَّخِذُوْا﴾ قَالَ نَعَمْ۔

۱۰۰۸: حضرت جابرؓ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقامِ ابراہیمؑ کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جس کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واتخذ وامن مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ ولید نے کہا میں نے امام مالکؒ سے کہا جو راوی ہیں اس حدیث کے کیا یہ آیت یوں پڑھی گئی ہے وَاتَّخِذُوْا بکسر خا صیغہ امر سے انہوں نے کہا۔

تشریح ۞ یہی قراءت اب رائج ہے اور دوسری قراءت واتخذ وا ہے بفتح خاء صیغہ ماضی ہے۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے اور اس پتھر پر چڑھ کر آپ خانہ کعبہ بناتے تھے۔ بعضوں نے کہا مقام ابراہیم اس جگہ کا نام ہے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لئے بلایا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سارا حرم مقام ابراہیم ہے اور اس آیت میں حکم دیا گیا کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا۔ بعضوں نے کہا یہ آیت طواف کے دوگانہ میں وارد ہوئی اور طواف کا دوگانہ مقام ابراہیم میں ادا کرنا مسنون ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۰۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ حُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی﴾۔ [البقرة : ۱۲۵]

۱۰۰۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیمؑ کو مصلے بنا لیں پھر یہ آیت اتری مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ۔

Marfat.com

تشریح ❁ تو حضرت عمرؓ نے جو صلاح دی ویسا ہی حکم الٰہی صادر ہوا بلکہ اسی لفظ سے اور بھی کئی مقدموں میں حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق قرآن اترا ہے۔ یہ بڑی فضیلت ہے حضرت عمرؓ کی دلیل ہے اس کی کہ ان کی رائے دنیاوی اور دینی دونوں معاملات میں نہایت صائب ہوتی اور خلافت تو ایسی چلائی کہ سبحان اللہ کیا مجال تھی کہ کوئی چوں بھی کر سکتا جب سے حضرت عمرؓ شہید ہوئے وہ رعب و داب جاتا رہا' جیسے کوتوال کے چلے جانے سے اُچکے بدمعاش سر اٹھاتے ہیں ایسے ہی بدمعاشوں نے سر اٹھایا اور فتنے پر فتنے پے در پے ہونے لگے۔

۱۰۱۰: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍ والدَّارِمِيُّ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَ صُرِفَتِ الْقِبْلَةُ اِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُوْلِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بِشَهْرَيْنِ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ اَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهٖ فِى السَّمَاءِ وَ عَلِمَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَهْوَى الْكَعْبَةَ فَصَعِدَ جِبْرِيْلُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ وَ هُوَ يَسْعَدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ يَنْظُرُ مَا يَاْتِيْهِ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ﴾ الْاٰيَةَ [البقرة : ۱۴۴] فَاَتَانَا اٰتٍ ـ فَقَالَ اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ اِلَى الْكَعْبَةِ وَ قَدْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَ نَحْنُ رُكُوْعٌ فَتَحَوَّلْنَا فَبَنَيْنَا عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ صَلَاتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيْلُ! كَيْفَ حَالُنَا فِىْ صَلَاتِنَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ ۔

۱۰۱۰: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے ہم نے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف اٹھارہ مہینوں تک نماز پڑھی اور کعبہ کی طرف قبلہ پھیرا گیا جب آپؐ مدینہ میں تشریف لائے دو مہینے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا آپؐ جب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو اکثر آسمان کی طرف دیکھتے اور اللہ جل جلالہ کو اپنے پیغمبرؐ کے دل کا حال معلوم ہو گیا کہ آپؐ کعبے کی طرف منہ کرنا پسند کرتے ہیں ایک بار حضرت جبریلؑ اوپر چڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف آنکھ لگائے رہے وہ چڑھ رہے تھے آسمان اور زمین کے درمیان اور آپؐ انتظار میں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کیا حکم لاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ اخیر تک یعنی ہم دیکھتے ہیں تمہارا بار بار منہ پھرانا آسمان کی طرف۔ براء کہتے ہیں (قبلے کے بدلنے کے بعد) ہمارے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا' قبلہ کعبہ کی طرف پھیرا گیا اس وقت ہم (نماز میں تھے) دو رکعتیں پڑھ چکے تھے بیت المقدس کی طرف ہم رکوع میں تھے سنتے ہی ہم پلٹ گئے اور ہم نے بنا کی اپنی اگلی نماز پر (یعنی جس قدر نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے اس کو قائم رکھ کر آگے نماز پڑھی اور سرے سے شروع نہیں کی) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل جو نماز ہم بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے ہیں اس کا کیا حال ہوگا (یعنی وہ نماز بے کار ہو جائے گا یا اس کا ثواب ملے گا) ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ ۔ [البقرة : ۱۴۳]

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ یعنی اللہ تمہاری نماز کو ضائع نہیں کرنے کا۔ (ابو اسحاق کا براء سے سماع ثابت ہے)۔

Marfat.com

تشریح ✿ آپ ﷺ کعبے کی طرف قبلہ ہونا پسند کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ عربوں کا معبود وہی تھا اور اس میں امید تھی کہ عرب لوگ جلد اسلام کو قبول کریں گے اور یہود آنحضرت ﷺ کے سخت دشمن تھے ان کا قبلہ بیت المقدس تھا اس وجہ سے بھی آپ ﷺ کو ان کی موافقت پسند نہیں تھی اور یہ آپ ﷺ کا کمال ادب تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں قبلے کے بدلنے کے لئے عرض نہ کی بلکہ دل ہی دل میں یہ آرزو مخفی رکھی اس خیال سے کہ پروردگار دلوں کی بات بھی خوب جانتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ عصر کی نماز تھی جب قبلہ بدلنے کا حکم ہوا۔ مجاہد نے کہا آنحضرت ﷺ بھی مع صحابہؓ کے نماز ہی میں لوٹ گئے کعبہ کی طرف اور جس مسجد میں یہ واقع ہوا اس کا نام اسی واسطے مسجد القبلتین ہو گیا واللہ اعلم۔

۱۰۱۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْاَزْدِيُّ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ)۔

۱۰۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے بیچ میں قبلہ ہے۔

تشریح ✿ یہ حکم مدینہ والوں کے لئے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور وہ درمیان ہے مشرق اور مغرب کے۔

۵۷: بَابُ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ

باب: جب مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھے اس کے بعد بیٹھے

۱۰۱۲: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَ يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۰۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو نہ بیٹھے جب تک دو رکعتیں نہ پڑھے۔ (اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن سند منقطع ہے)۔

تشریح ✿ تحیۃ المسجد کی اور اگر دوسری کوئی سنت یا فرض جاتے ہی شروع کرے تب بھی تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گا۔ اب اس کو علیحدہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ حدیث سے یہ نکلا کہ جب مسجد میں جائے تو دو رکعت پڑھے اور یہ عام ہے شامل ہے ہر حالت کو چنانچہ اگر امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت کوئی مسجد میں پہنچے تب بھی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے اور دوسری حدیث سلیک عطفانی میں اس کی تصریح ہے اور اہل حدیث کا یہی قول ہے افسوس ہے جاہلوں نے برخلاف حدیث کے اس زمانے میں یہ عادت کر لی ہے کہ مسجد میں پہنچتے ہی پہلے بیٹھ جاتے ہیں پھر تھوڑی دیر بعد کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہ نری بے وقوفی ہے اور غضب یہ ہے کہ اس زمانے کے مولوی ملا ان باتوں کو دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور جاہلوں کو نصیحت نہیں کرتے۔ خلاف پیمبر کسے راہ گزید' کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید۔

۱۰۱۳: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرٍو

۱۰۱۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو

Marfat.com

بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِى قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ۔

دو رکعتیں بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

تشریح ۞ یہ حکم استحبابی ہے جمہور علماء کے نزدیک اور اہل ظاہر کے نزدیک وجوبی ہے۔ اب دوسری حدیث میں جو ممانعت آئی ہے نماز پڑھنے سے طلوع اور غروب اور استواء کے وقت وہ خاص ہوگی اور حالتوں سے اور مسجد میں جس وقت جائے اگرچہ ان اوقات میں بھی تو تحیۃ المسجد ادا کر لے شافعیہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نہ پڑھے بعضوں نے کہا نماز کے بدل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر چار بار کہہ لے۔

۵۸: بَابُ مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ

باب: جو شخص لہسن (تھوم) کھائے وہ مسجد میں نہ آئے

۱۰۱۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِى عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِى طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيْبًا ، اَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَاْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَاُرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الثُّوْمُ وَ هٰذَا الْبَصَلُ وَ لَقَدْ كُنْتُ اَرَى الرَّجُلَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يُوْجَدُ رِيْحُهٗ مِنْهُ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهٖ حَتّٰى يُخْرَجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ كَانَ آكِلَهَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهَا طَبْخًا۔

۱۰۱۴: حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو تو اللہ جل جلالہ کی حمد کی اور اس کی ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! تم دو درخت کھاتے ہو اور میں تو ان کو پلید جانتا ہوں لہسن اور پیاز اور میں نے دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس شخص کے منہ سے اس کی بو آتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر بقیع کو نکال دیتے اب اگر کوئی ان کو کھانا چاہے تو خوب پکا کر کھائے۔

تشریح ۞ کیونکہ پکانے سے بو نکل جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا یہ ممانعت خاص مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن جمہور کے نزدیک خاص نہیں ہر ایک مسجد کا یہی حکم ہے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لہسن اور پیاز حلال ہے اور اہل ظاہر سے ان کی حرمت بھی منقول ہے کیونکہ وہ روکتے ہیں جماعت میں حاضر ہونے سے یہ سبب ہے کہ کچھ لہسن یا پیاز کھائے دوسری حدیث میں گندنا بھی وارد ہے اور علماء نے ہر بدبودار ترکاری کا یہی حکم رکھا ہے جیسے مولی وغیرہ گو مولی کے باب میں خاص کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔

۱۰۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّوْمِ فَلَا يُؤْذِيَنَا بِهَا فِىْ مَسْجِدِنَا هٰذَا۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ : وَ كَانَ اَبِىْ يَزِيْدُ فِيْهِ الْكُرَّاثَ وَالْبَصَلَ عَنِ النَّبِيِّ يَعْنِىْ اَنَّهٗ يَزِيْدُ عَلٰى حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فِى الثُّوْمِ

۱۰۱۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہم کو تکلیف نہ دے ہماری اس مسجد میں۔ ابراہیم نے کہا میرے باپ اس حدیث میں لہسن کے سوا گندنے اور پیاز کو بھی بڑھاتے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو بھی نقل کرتے تھے۔

Marfat.com

۱۰۱۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ ' عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئًا فَلَا يَاتِيَنَّ الْمَسْجِدَ

۱۰۱۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت میں سے کچھ کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔

تشریح ❁ کیونکہ اور نمازیوں کو اس کی بو سے ایذا ہوگی یا فرشتوں کو ایذا ہوگی۔ شاہ عبدالغنی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ تمباکو لہسن یا پیاز سے بھی زیادہ سخت ہے اور جو شخص تمباکو پیئے یا سونگھے اس کو بھی مسجد میں آنا منع ہوگا اور تعجب ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں اور اکثر تمباکو پی کر مسجد میں آجاتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے اگر تمباکو میں بدبو نہ ہو یا منہ پاک کر کے مسجد میں آئے تو آنا منع نہ ہوگا اور چونکہ اس زمانہ میں تمباکو کی عادت اکثر لوگوں نے کر لی ہے۔ لہٰذا ممانعت میں تساہل کرانے لگے ہیں اللہ رحم کرے۔

۵۹: بَابُ الْمُصَلِّيْ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ

باب: نمازی کو اگر سلام کیا جائے تو وہ کیونکر جواب دے

۱۰۱۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ ' قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءٍ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَجَاءَ تْ رِجَالٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ فَسَاَلْتُ صُهَيْبًا ' وَ كَانَ مَعَهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ ' كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ۔

۱۰۱۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف لائے۔ آپؐ وہاں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں انصار کے کچھ لوگ آئے اور آپ کو سلام کیا میں نے صہیبؓ سے پوچھا وہ آپؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے سلام کا جواب کیونکر دیا۔ صہیبؓ نے کہا آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

تشریح ❁ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ نماز میں سلام کا جواب زبان سے نہ دے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی' البتہ انگلی یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے جیسے اس حدیث میں مروی ہے اور شرح منیہ میں جو حنفی فقہ کی کتاب ہے لکھتا ہے کہ اگر ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہے انتہیٰ اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے جب یہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا نماز میں تو اب ایہ فعل مکروہ نہیں ہوسکتا اور شاید شرح منیہ والے کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور جو شخص جان بوجھ کر آنحضرت ﷺ کے فعل کو مکروہ یا خلاف اولیٰ جانے وہ کم بخت گمراہ اور بے وقوف ہے جو مولیٰ نے کیا وہی اولیٰ ہے اب نماز کے بعد زبان سے جواب دے۔ جیسے آنحضرت ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ابن مسعودؓ کے سلام کا جواب نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیا اور یہی قول ہے امام احمد اور جماعت تابعین کا۔

۱۰۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ' عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَةٍ ثُمَّ اَدْرَكْتُهٗ وَ هُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِيْ فَقَالَ : اِنَّكَ سَلَّمْتَ

۱۰۱۸: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا پھر میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپؐ نے اشارے سے جواب دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ کو بلایا اور فرمایا تو

Marfat.com

عَلَيَّ آنِفًا وَ آنَا اُصَلِّيْ۔

نے ابھی مجھ کو سلام کیا تھا لیکن میں نماز پڑھ رہا تھا۔

تشریح ❁ یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ جابرؓ کو جواب نہ دینے کی وجہ معلوم ہو جائے اور ان کے دل کو رنج نہ ہو۔ سبحان اللہ آپ ﷺ کو اپنے صحابہ کا کس قدر خیال تھا۔ قرآن آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ کے۔

۱۰۱۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِيُّ ثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ ' عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ ' عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَقِيْلَ لَنَا اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا۔

۱۰۱۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم سلام کیا کرتے تھے نماز میں (یعنی زبان سے ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے) پھر ارشاد ہوا کہ نماز میں ایک بڑا کام ہے۔

تشریح ❁ جس میں نمازی کو مصروف رہنا چاہئے اور دوسرا کام نہیں کرنا چاہئے وہ کام جس میں نمازی کو مصروف رہنا چاہئے حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے اور اس خشوع کے ساتھ دل لگانا۔

۶۰: بَابُ مَنْ يُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ

باب: لاعلمی میں قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھ لے

۱۰۲۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُو الرَّبِيْعِ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَاَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةُ فَصَلَّيْنَا وَ اَعْلَمْنَا فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ [البقرة : الآية : ۱۱۵]

۱۰۲۰: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں تو آسمان پر ابر آیا اور قبلے کی سمت ہم کو معلوم نہ ہوئی اِدھر ایک نشانی رکھ دی جب سورج نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھی اور طرف پڑھی یہ ذکر ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی اللہ ہی کا ہے پورب اور پچھم تو جدھر تم منہ کرو اُدھر ہی اللہ کی جہت ہے۔

تشریح ❁ یعنی وہ جہت جدھر تم کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اس شانِ نزول سے آیت کا مطلب معلوم ہو گیا کہ جب قبلے کی پہچان نہ ہو سکے تو سوچ بچار کر کے ایک نماز پڑھ لے اب اگر غلطی کرے تو نماز کا اعادہ لازم نہ ہوگا اور آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبلہ معلوم ہوتے ہوئے اور طرف نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ دوسری آیت میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ اس آیت سے بعض جہمیہ نے حجت لی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ہر جہت میں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت سے نہیں نکلتا اور فثم وجہ اللہ کی تفسیر اہل علم نے جہۃ اللہ کے ساتھ کی ہے اور بعضوں نے کہا فثم اللہ یعلم ویریٰ اور اگر مان بھی لیں کہ آیت کا معنی ظاہری مراد ہے تب بھی جہمیہ کا مطلب ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرش مقدس پر ہے اور عرش چاروں طرف سے زمین کو محیط ہے پس یہ کہنا صحیح ہوا کہ نمازی جدھر منہ کرے گا ادھر اللہ ہی اللہ ہے اور تفصیل اس کی ہمارے رسالہ انتہاء فی الاستواء میں ہے۔

Marfat.com

٦١:بَابُ الْمُصَلِّيْ يَتَخَنَّمُ

۱۰۲۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ـ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رَبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ لَا عَنْ يَمِيْنِكَ وَ لٰكِنِ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ اَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ۔

۱۰۲۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَهٗ يَعْنِيْ رَبَّهٗ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهٗ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِيْ وَجْهِهٖ اِذَا بَزَقَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقَنَّ عَنْ شِمَالِهٖ اَوْ لِيَقُلْ هٰكَذَا فِيْ ثَوْبِهٖ) ثُمَّ اَرَانِيْ اِسْمَاعِيْلُ يَبْزُقُ فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ يَدْلُكُهٗ

۱۰۲۳: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ رَاَى شَبَثَ بْنَ رِبْعِيٍّ بَزَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا شَبَثُ لَا تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ، وَ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ اَقْبَلَ اللهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ حَتّٰى يَنْقَلِبَ اَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ سُوْءٍ۔

باب: نمازی بلغم تھوکے تو کدھر تھوکے

۱۰۲۱: حضرت طارق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جب تو نماز پڑھے، تو اپنے سامنے مت تھوک اور نہ اپنی داہنی طرف، لیکن بائیں طرف تھوک لے یا اپنے پاؤں کے نیچے۔

۱۰۲۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے مسجد کے قبلے میں بلغم دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کیا حال ہے تم میں سے ایک کا وہ کھڑا ہوتا ہے اپنے مالک کی طرف منہ کر کے پھر اسی کے سامنے بلغم نکالتا ہے کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ دوسرا شخص اس کی طرف منہ کرے اور اس کے منہ پر تھوکے جب تم میں سے کوئی تھوکے (نماز میں تو بائیں طرف تھوکے یا اپنے کپڑے میں اس طرح سے تھوک لے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا جو راوی ہیں اس حدیث کے اسماعیل بن علیہ نے مجھ کو دکھایا اپنے کپڑے میں تھوکتے پھر اس کو مَل ڈالتے تھے۔

۱۰۲۳: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے شبث بن ربیع کو دیکھا اس نے اپنے سامنے تھوکا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے شبث اپنے سامنے مت تھوک اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے مرد جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تقدس وتعالیٰ اس کی طرف منہ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ کر لوٹ جائے یا برا حدث کرے۔

تشریح ۞ برے حدث سے مراد کوئی نیا امر ہے جو خشوع کے خلاف ہو جیسے سامنے تھوکنا یہ بھی ایک بڑی بے ادبی ہے یا گوز وغیرہ مراد ہے۔ اس حدیث سے بعض جہمیہ نے دلیل لی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذاتِ مقدس زمین پر بھی ہے۔ ہر جگہ اور ہر مکان میں اور ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا اس میں صرف یوں ہے کہ اللہ جل جلالہ نمازی کے منہ کے سامنے ہے یا نمازی کی طرف منہ کرتا ہے اور یہ امر عرش بریں پر سے ممکن ہے اور اگر اللہ جل جلالہ ذات سے زمین پر ہر جگہ میں ہوتا ہے تو آپ یہ کیوں اجازت دیتے کہ بائیں طرف تھوکو یا اپنے قدموں کے نیچے تو خود یہی حدیث ان کے مذہب کو رد کرتی ہے۔ اب بعض عوام یہ شبہ کرتے ہیں کہ صوفیہ کرام وحدت الوجود کے قائل ہیں اور اس حالت میں سب کچھ اللہ ہی اللہ ہے۔ پس وہ ہر جگہ اور ہر مکان میں ہوا

Marfat.com

اور ہم کہتے ہیں کہ تمام قدمائے صوفیہ نے اللہ جل جلالہ کا عرش پر ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ یہ اقوال ان کے ہم نے کتاب انتہاء فی الاستواء میں بیان کئے ہیں اور وحدت وجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے بلکہ خواص بھی اس میں چکراتے ہیں اور حاصل وحدت وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس موجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں یا پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود میں دو اور وحدت وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔ اس صورت میں تو عرش کا مسئلہ بڑے عمدہ طور سے ثابت ہوگا۔ یعنی مادون العرش سب تعینات اور تقیدات ہیں اور عرش حد ہے تمام تعینات کی۔ اس کے اوپر کسی قسم کا تعین امکانی نہیں ہے اور وہاں پر ذات بحث کا ظہور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پروردگار عالم عرش کے اوپر اور دائرہ امکان سے خارج ہے یعنی وارا الوراء اور یہی مذہب ہے تمام سلف اہل حدیث کا جن میں اکثر اہل تصوف کے پیشوا بھی ہیں کہ پروردگار عالم خارج عالم ہے۔ یعنی فوق العرش اور زیادہ تفصیل کی اس مقام میں گنجائش نہیں ہے لیکن عاقل کو اس قدر اشارہ کافی ہے۔

۱۰۲۴: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ ، وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَزَقَ فِيْ ثَوْبِهٖ وَ هُوَ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَلَكَهٗ۔

۱۰۲۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اس کو مل ڈالا۔

۶۲: بَابُ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ

باب: نماز میں کنکریاں ہٹانا کیسا ہے؟

۱۰۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا۔

۱۰۲۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز میں کنکریوں کو چھوا اس نے لغو کیا۔

تشریح ☆ کنکریاں کبھی اونچی نیچی ہوتی ہیں اور سجدے میں ان پر تکلیف ہوتی ہے تو ایک بار ہاتھ پھیر دینا ان پر کافی ہے۔ بار بار ہٹانا یعنی ان پر ہاتھ پھیرنا منع ہے اور ادب کے خلاف ہے۔

۱۰۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ قَالَا ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ :اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا۔ فَمَرَّةً وَاحِدَةً۔

۱۰۲۶: حضرت معیقب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں کنکریاں ہٹانے کے متعلق کہ اگر ایسا کرنے کی ضرورت ہو تو ایک بار کرے۔

۱۰۲۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ اَبِي الْاَحْوَصِ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ :اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ فَلَا يَمْسَحِ بِالْحَصٰى

۱۰۲۷: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہو تو کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے خدا کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔

Marfat.com

تشریح ✿ یہ حدیث تفسیر ہے اُس حدیث کی جس میں یوں ہے کہ اللہ جل جلالہ نمازی کے منہ کے سامنے ہے اور مراد یہ ہے کہ اس کی رحمت نمازی کے سامنے ہے۔ امام ترمذی نے کہا اللہ جل جلالہ عرش پر ہے جیسے اُس نے اپنی کتاب میں بیان کیا اور اُس کا علم اور قدرت ہے۔

۶۳: بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

باب: مصلّے پر نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۲۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ حَدَّثَتْنِیْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُصَلِّیْ عَلَى الْخُمْرَةِ

۱۰۲۸: ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خمرے پر (یعنی چھوٹے مصلے پر) نماز پڑھتے۔

تشریح ✿ خمرہ یعنی سجدہ گاہ سے مراد بوریئے کا ایک ٹکڑا ہے یا خرمے کی کھال کا جس پر نمازی کا منہ آتا ہے سجدے میں اور بعضوں نے کہا خمرہ اس سے بڑا ہوتا ہے اور بہتر یہی ہے کہ زمین پر نماز پڑھے یا اس چیز پر جو زمین سے اُگتی ہے جیسے بوریہ وغیرہ اگرچہ نماز ہمارے نزدیک فرش پر بھی درست ہے مگر امام مالکؒ نے مکروہ کہا ہے سجدہ کرنا اُس چیز پر جو زمین کی جنس سے نہ ہو اور بہت سی حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ اکثر آنحضرت ﷺ کی نماز زمین پر ہوتی چنانچہ مٹی پیشانی مبارک سے لگ جاتی۔

۱۰۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ، قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى حَصِيْرٍ۔

۱۰۲۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بوریئے پر۔

تشریح ✿ بوریئے پر نماز سب کے نزدیک درست ہے اہل سنت اور شیعہ دونوں کے نزدیک اور امام مالک کے مذہب پر بھی بوریئے پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے پس بہتر یہی ہے کہ مصلیٰ بوریئے کا ہو۔

۱۰۳۰: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ وَ هُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلٰى بَسَاطِهٖ ثُمَّ حَدَّثَ اَصْحَابَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ عَلٰى بِسَاطِهٖ۔

۱۰۳۰: حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی بصرے میں بچھونے پر پھر حدیث بیان کی اپنے یاروں سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچھونے پر نماز پڑھتے تھے (اس حدیث کی سند میں ایک راوی زمعہ ضعیف ہے)

تشریح ✿ حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ بچھونا کس چیز کا تھا غالباً روئی کا ہوگا تو کپڑے پر نماز پڑھنا جائز ہوگا دوسری حدیث میں ہے صحابہ گرمی کی شدت سے زمین پر اپنا کپڑا بچھاتے پھر اُس پر سجدہ کرتے۔

۶۴: بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الثِّيَابِ فِی الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

باب: گرمی یا سردی کی حالت میں کپڑوں پر سجدہ کرنا

۱۰۳۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبَةَ عَنْ

۱۰۳۱: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمارے پاس

Marfat.com

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، قَالَ جَاءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَرَاَيْتُهٗ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى ثَوْبِهٖ اِذَا سَجَدَ۔

اور نماز پڑھائی بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تو میں نے دیکھا آپ ﷺ سجدہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے تھے۔

۱۰۳۲: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْاَشْهَلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَ عَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفِّفٌ بِهٖ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ يَقِيْهِ بَرْدَ الْحَصٰى۔

۱۰۳۲: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ثابت بن صامت سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ جناب رسول خدا نے نماز پڑھی بنی عبدالاشہل میں اس وقت آپ ﷺ ایک کمبل لپیٹے ہوئے تھے اپنے بدن پر اور اپنے ہاتھ (سجدہ کے وقت) کمبل پر رکھتے سردی سے بچنے کو (یعنی کنکریوں کی سردی سے) (اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل منکر الحدیث ہے اور عبداللہ بن عبدالرحمن مجہول ہے)

تشریح ۞ پہلی اور دوسری حدیث سے صرف ہاتھ کا رکھنا کپڑے پر نکلتا ہے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے پیشانی مبارک بھی کپڑے پر رکھی اور تیسری حدیث میں صحابہ کا فعل مذکور ہے آنحضرت ﷺ کا فعل نہیں ہے پس جائز ہے کہ یہ فعل بغیر آنحضرت ﷺ کی اطلاع کے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی اطلاع ہو بہرحال صحابہ کے فعل سے جواز ثابت ہو سکتا ہے۔

۱۰۳۳: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ فَاِذَا لَمْ يَقْدِرْ اَحَدُنَا اَنْ يُّمَكِّنَ جَبْهَتَهٗ بَسَطَ ثَوْبَهٗ فَسَجَدَ عَلَيْهِ۔

۱۰۳۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سخت گرمی میں تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ سکتا (گرمی کی شدت سے) تو اپنا کپڑا بچھا لیتا اور اس پر سجدہ کرتا۔

تشریح ۞ یعنی جب نماز میں کوئی حادثہ ہو یا امام سہو کرے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں (یعنی الٹے ہاتھ پر ہاتھ ماریں)۔

۶۵: بَابُ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

باب: نماز میں مرد تسبیح کہیں اور عورتیں دستک دیں

۱۰۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ

۱۰۳۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے ہے اور دستک عورتوں کے لئے ہے۔

۱۰۳۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ سَهْلُ ابْنُ اَبِيْ سَهْلٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ

۱۰۳۵: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تسبیح مردوں سے

Marfat.com

سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔

لئے ہے اور دستک عورتوں کے لئے ہے۔

۱۰۳۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ ـ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ، رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيْقِ وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيْحِ۔

۱۰۳۶: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورتوں کو دستک دینے کی اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی۔

۶۶: بَابُ الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ

باب: جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۳۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ جَدِّيْ ، اَوْسٌ، اَحْيَانًا يُصَلِّيْ فَيَشِيْرُ اِلَيَّ وَ هُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَاُعْطِيْهِ نَعْلَيْهِ وَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ۔

۱۰۳۷: حضرت ابن ابی اوس سے روایت ہے کہ میرے دادا اوس کبھی نماز پڑھتے ہوئے مجھ کو اشارہ کرتے میں ان کو جوتیاں دے دیتا (وہ پہن لیتے نماز کے اندر اور نماز پڑھتے) وہ کہتے تھے میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے۔

تشریح ❁ اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں بلکہ علماء نے خاص اس مسئلہ میں جدا جدا رسالے لکھے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے اور جو کہتا ہے کہ جوتیاں اتار کر پڑھنا ادب ہے اس کا قول غلط ہے کس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا کوئی فعل خلاف ادب نہیں ہوسکتا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھو اور یہود کی مخالفت کرو وہ جوتیاں پہن کر نماز نہیں پڑھتے البتہ یہ ضرور ہے کہ جوتیاں پاک ہوں مگر ہماری شریعت میں جوتوں کی پاکی رکھی گئی کہ ان کو زمین سے رگڑ دے اور جوتیوں کا دھونا کسی حدیث سے ثابت نہیں نہ سلف سے منقول ہے۔ گو فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اگر نجاست جرمدار نہ ہو جیسے پیشاب یا شراب وہ جوتیوں کو لگ جائے تو ان کو دھونا ضرور ہے۔

۱۰۳۸: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ حَافِيًا وَ مُنْتَعِلًا

۱۰۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے جوتیاں اتار کر اور جوتیاں پہن کر۔

۱۰۳۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ۔

۱۰۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے اس کی سند میں ابو اسحاق ہے آخری عمر میں اس کا حافظہ درست نہ رہا تھا۔

۶۷: بَابُ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ

باب: بالوں اور کپڑوں کا سمیٹنا نماز میں کیسا ہے

۱۰۴۰: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَ

۱۰۴۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

Marfat.com

أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَكُفَّ شَعَرًا وَ لَا ثَوْبًا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم ہوا کہ بال و اور کپڑے وغیرہ سمیٹو نماز میں۔

تشریح: سمیٹنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بالوں کو اور کپڑوں کو مٹی نہ لگے تو اس سے منع کیا نمازی والا زم ہے کہ بالوں والا اور کپڑوں کو اپنے حال پر رہنے دے اور مٹی لگے تو لگے اور بہتر ہے تواضع اور عجز کی نشانی ہے۔

۱۰۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ اُمِرْنَا اَلَّا نَكُفَّ شَعَرًا وَ لَا ثَوْبًا وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ مَوْطَاءٍ۔

۱۰۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم کو حکم ہوا کہ نہ بال سمیٹیں نہ کپڑا اور نہ وضو کریں زمین پر چلنے سے۔

تشریح: یعنی اگر وضو کر کے زمین پر چلیں اور پاؤں میں نجاست بھی لگ جائے تو وضو کا دوبارہ کرنا ضروری نہیں صرف پاؤں دھونا ان کافی ہے۔

۱۰۴۲: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُخَوَّلٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعْدٍ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَا رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ هُوَ يُصَلِّيْ وَ قَدْ عَقَصَ شَعْرَهٗ فَاَطْلَقَهٗ اَوْ نَهٰى عَنْهُ وَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَ هُوَ عَاقِصٌ شَعَرَهٗ۔

۱۰۴۲: مخول سے روایت ہے میں نے ابوسعد سے سنا جو مدینہ کا ایک شخص تھا وہ کہتا تھا میں نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جوڑا باندھ لیا تھا اپنے بالوں کا تو ابورافع نے اس کو کھول دیا یا منع کیا اس طرح نماز پڑھنے سے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی نماز پڑھے جوڑا باندھے ہوئے۔

تشریح: کیونکہ سجدے میں بال بھی سجدہ کریں گے اگر وہ کھلے ہوں گے اور جب جوڑا باندھ لیا جائے تو بال زمین پر نہ گریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مرد کے بال لمبے ہوں تو وہ ان کا جوڑا باندھ سکتا ہے۔ لیکن نماز کے وقت کھول ڈالے۔

۶۸: بَابُ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں نگاہ قبلے کی طرف رکھنا

۱۰۴۳: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَرْفَعُوْا اَبْصَارَكُمْ اِلَى السَّمَاءِ اَنْ تَلْتَمِعَ ـ يَعْنِيْ فِي الصَّلَاةِ۔

۱۰۴۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت اٹھاؤ اپنی نگاہوں کو (نماز میں) آسمان کی طرف ایسا نہ ہو کہ وہ اچک لی جائیں (یعنی بے ادبی کی سزا میں نگاہ چھین نہ لی جائے)

۱۰۴۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضٰى

۱۰۴۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز پڑھی اپنے اصحاب کے ساتھ جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف اپنا منہ کیا اور فرمایا

Marfat.com

الصَّلَاةَ اَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ۔ حَتّٰى اشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ (لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْلَيَخْطَفَنَّ اللّٰهُ اَبْصَارَهُمْ)

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ سخت فرمایا اس بارے میں اور فرمایا کہ باز آئیں وہ لوگ اس سے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کی نگاہیں اُچک لے گا۔

تشریح ۞ اوائل اسلام میں نماز کے اندر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا جائز تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی اٹھایا کرتے پھر یہ آیت اتری الذین هم فی صلوتهم خاشعون 'اس روز سے آپ ﷺ سر جھکانے لگے نماز میں اور لوگوں کو بھی اس کی تاکید کی آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے مالک کے سامنے غلام کھڑا ہو تو نیچے دیکھنا سر جھکائے رہنا یہی ادب ہے اور اوپر دیکھنا ادب کے خلاف ہے گو اس میں شک نہیں کہ اللہ جل جلالہ اوپر ہی کی جانب ہے اور جیسا متکلمین خیال کرتے ہیں کہ آسمان صرف دعا کا قبلہ ہے اور مدعو اوپر نہیں ہے یہ درست نہیں ہے اہل حدیث کے مدعو یعنی اللہ تعالیٰ بھی جہت فوق میں ہے اور اسی کے پاس سے تمام حکم احکام اور فرشتے اترتے ہیں اور اسی کی طرف نیک اعمال اور فرشتے چڑھتے ہیں۔

۱۰۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ اَوْ لَا تَرْجِعُ اَبْصَارُهُمْ۔

۱۰۴۵: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ باز آئیں وہ لوگ جو اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں نہیں تو ان کی نگاہیں سلامت نہ لوٹیں گی۔

تشریح ۞ یعنی نماز کے اندر اس سے باز آئیں اور بعضوں نے کہا کہ خارج نماز میں بھی نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ جب دعا کرتا ہو اور اکثر لوگوں نے اس کو جائز رکھا ہے اس بنا پر کہ دعا کا قبلہ آسمان ہے جیسا نماز کا قبلہ کعبہ ہے۔

۱۰۴۶: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا ثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَ يَسْتَاْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَكَعَ قَالَ هٰكَذَا يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ اِبْطِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ﴾ [الحجر: ۲۴] فِيْ شَاْنِهَا۔

۱۰۴۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی بہت خوبصورت لوگوں میں سے تھی بعضے لوگ اوّل صف میں بڑھ جاتے تا کہ اس کو دیکھ نہ سکیں اور بعضے پیچھے رہتے یہاں تک کہ اخیر صف میں کھڑے ہوتے (جو عورتوں کے قریب ہوتی ہے جب رکوع میں جاتے تو اس طرح بغل کے تلے سے اس عورت کو دیکھتے تب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری بے شک ہم نے جان لیا آگے بڑھنے والوں کو اور بے شک ہم نے جان لیا پیچھے ہٹنے والوں کو اس عورت کے باب میں۔

تشریح ۞ نفس و شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ صحابہ کے ساتھ تھا باوجود اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت ان کو حاصل تھی مگر شیطان کے شر سے وہ معصوم نہ تھے اور اس قسم کے واقعات عام صحابہ سے کئی مقام میں منقول ہوئے ہیں جیسے قہقہہ نماز کے اندر اندھے کے گرنے پر خطبہ پڑھنے میں آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر چلے جانا وغیرہ وغیرہ جب صحابہ کا۔ حال ہو خیر القرون

Marfat.com

تھے تو اور لوگوں کو اپنے نفس پر کیا اطمینان ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ خدا کی پناہ مانگنی چاہئے شیطان کے شر سے۔

۶۹: بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

باب: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

۱۰۴۷: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَدُنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟

۱۰۴۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی نماز پڑھ سکتا ہے ایک کپڑے میں؟ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے کب مل سکتے ہیں۔

تشریح ☆ اور ظاہر ہے کہ ہر شخص کو دو کپڑے نہیں مل سکتے اکثر کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا ہے اور نماز سب پر فرض ہے تو ضرور ایک کپڑے میں نماز جائز ہوگی۔ جمہور علماء کے نزدیک نماز ایک کپڑے میں جائز ہے گو اس کے پاس دوسرے کپڑے بھی ہوں اور بعضوں نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں اور بعضوں نے کہا افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے گو ایک کپڑے میں بھی جائز ہے۔

۱۰۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ـ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ۔

۱۰۴۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ایک توشح کئے ہوئے کپڑے میں۔

تشریح ☆ توشح یہ ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ داہنے کندھے پر ہو اس کو بائیں بغل کے نیچے سے لے جائے اور جو دائیں کندھے پر ہو اور اس کو داہنے بغل کے نیچے سے لے جائے پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لے مخالفت اور اشتمال بھی اسی کو کہتے ہیں۔

۱۰۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

۱۰۴۹: حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے آپ توشح کئے ہوئے تھے اس کے دونوں کنارے دونوں کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۱۰۵۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّافِعِيُّ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ الْمَخْزُوْمِيُّ عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ مُشْكَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كيسان عن ابيه قال رايت رسول الله يصلي بالبئر العليا في ثوب

۱۰۵۰: حضرت عبدالرحمٰن بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بئر علیا کے قریب نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں۔

تشریح ☆ یہ ایک کنواں معروف ہے۔

Marfat.com

۱۰۵۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيْرٍ ثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُصَلِّی الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَلَبِّبًا بِهٖ۔

۱۰۵۱: حضرت کیسان سے روایت ہے میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ظہر اور عصر پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں آپ ﷺ اس کو لپیٹے ہوئے تھے۔ (ابن ماجہ میں کیسان کی صرف یہ حدیثیں ہیں اور اصول خمسہ میں اس کی کوئی حدیث نہیں)۔

۷۰ : بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

باب: قرآن کے سجدوں کا بیان

تشریح ❁ یعنی سجدہ تلاوت کا اکثر ائمہ کے نزدیک سجدہ سنت ہے اگر کوئی ترک کرے تو گناہ گار نہ ہوگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔

۱۰۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَرَاَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِیْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ وَ اُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِیَ النَّارُ۔

۱۰۵۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا جدا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے خرابی آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اب وہ جنت میں جائے گا اور مجھ کو سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا اب میرے لئے دوزخ ہے۔

تشریح ❁ ان لوگوں سے جن کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں جنت اور دوزخ سے کچھ غرض ہے شیطان ہی اچھا ہے کہ کبھی کبھی اپنے حال پر روتا تو ہے اور اپنے افعال پر پچھتاتا تو ہے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ شائع ہوا ہے جس کو نیچر یہ کہتے ہیں یہ نہ خدا کا قائل ہے نہ جنت و دوزخ کا بس دنیا کی زندگی ہے اور کچھ نہیں اس کا قائل ہی آدمی اور جانور میں کچھ فرق نہیں کرتا مذہب اور ملت کو ڈھکوسلا جانتا ہے خدا اس فرقہ سے بچائے شیطان بھی اس سے گھبراتا ہے۔

۱۰۵۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ جُرَيْجٍ يَا حَسَنُ اَخْبَرَنِیْ جَدُّكَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُ الْبَارِحَةَ فِیْمَا يَرَی النَّائِمُ كَاَنِّیْ اُصَلِّیْ اِلٰی اَصْلِ شَجَرَةٍ فَقَرَاْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِیْ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَ اكْتُبْ لِیْ بِهَا اَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَرَاَ

۱۰۵۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا گزشتہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کی جڑ میں نماز پڑھ رہا ہوں تو میں نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا درخت نے بھی میرے سجدے کے ساتھ ہی سجدہ کیا میں نے سنا درخت یہ کہتا تھا یا اللہ اس سجدہ کی وجہ سے میرا بوجھ ہلکا کر دے اور میرے لئے اجر لکھ دے اور اس اجر کو اپنے پاس جمع رکھ میرے لئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے دیکھا کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے سنا تو آپ

Marfat.com

السَّجْدَةَ فَسَجَدَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ۔

سجدے میں یہی دعا کرتے تھے جو اس آدمی نے درخت سے سن کر بیان کی تھی۔

تشریح ① یہ حضرت ابوسعید خدریؓ تھے جیسے دوسری روایت میں تصریح ہے۔ سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھتے سجان ربی الاعلیٰ کہے یا ودعا جو آگے آتی ہے بعضوں نے کہا یہ کہے سجان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا واللہ اعلم۔

۱۰۵۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عبيدالله بن اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ اِذَاسَجَدَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ لَكَ اَسْلَمْتُ اَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ شَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

۱۰۵۴: امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو فرماتے یا اللہ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرا مطیع ہوا تو میرا مالک ہے میرے منہ نے سجدہ کیا اس کے لئے جس نے چیرا اس کے کان اور آنکھ کو برکت والا ہے اللہ جو سب بنانے والوں میں اچھا بنانے والا ہے۔

۱۷: بَابُ عَدَدِ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

باب: قرآن میں کتنے سجدے ہیں

۱۰۵۵: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ حَدَّثَنِيْ اَبُو الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهُنَّ النَّجْمُ۔

۱۰۵۵: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدے کئے ان میں ایک سورۂ نجم میں تھا۔

تشریح ② اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تب بھی اس سے دوسرے سجدوں کی نفی نہیں نکلتی کل قرآن شریف میں ۱۵ سجدے ہیں۔ امام احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے منجملہ اس کے سورۂ حج میں دو سجدے ہیں سورۂ ص میں ایک سجدہ ہے اور شافعی کے نزدیک ص میں سجدہ نہیں اور ابوحنیفہ کے نزدیک حج میں ایک ہی سجدہ ہے۔

۱۰۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّمَشْقِيُّ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَائِدٍ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنِ الْمَهْدِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ خَاطِرٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَمَّتِيْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً لَيْسَ۔

۱۰۵۶: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدے کئے جن میں سے مفصل میں کوئی نہ تھا۔ سورۂ اعراف اور سورۂ رعد اور سورۂ نحل اور سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ مریم اور سورۂ حج اور سورۂ فرقان اور سورۂ نمل اور سورۂ سجدہ میں (اس حدیث کی سند میں عثمان بن فائد ضعیف ہے)

تشریح ③ مفصل میں تین سجدے دوسری روایت میں منقول ہیں نجم اور انشقت اور اقراء میں شاید ابوالدرداءؓ نے یہ سجدے آنحضرت ﷺ سے نہ سنے ہوں یا آنحضرت ﷺ نے سجدہ ان میں نہ کیا ہو اس وجہ سے کہ سجدہ سنت ہے کچھ واجب نہیں ہے۔

۱۰۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ

۱۰۵۷: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نَافِعِ بْنِ يَزِيْدَ ثَنَا الْحَارِثُ ابْنُ سَعِيْدِ الْعُتَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُنَيْنٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ كِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَاَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْاٰنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَ فِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پندرہ سجدے قرآن میں پڑھائے ان میں سے تین مفصل میں (یعنی نجم اور انشقت اور اقراء میں) اور سورۂ حج میں دو سجدے۔

تشریح ۞ دوسری حدیث میں ہے کہ سورۂ حج کو فضیلت دی گئی دو سجدوں سے اور اہل حدیث نے اسی کے موافق قرآن شریف میں پندرہ سجدے رکھے ہیں۔ لیکن ابوحنیفہؒ چودہ کہتے ہیں وہ سورۂ حج کے دوسرے سجدے کو نماز کا سجدہ بتاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف جن پر اترا تھا وہ اس امر کو تم سے زیادہ جانتے تھے اور جب انہوں نے خود حج میں دو سجدے بتائے تو تم کو اس پر عمل کرنا چاہئے ان بے فائدہ تاویلات سے کیا حاصل ہے۔

۱۰۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ.....﴾۔

۱۰۵۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا ﴿اِذا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ میں اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔.....﴾ میں (اس حدیث کی سند میں ابن میناء مجہول ہے)۔

۱۰۵۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ سَجَدَ فِيْ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَذْكُرُهُ غَيْرَهُ۔

۱۰۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ﴿اذا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ میں ابن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث یحییٰ بن سعید سے مروی ہے۔ میں نے اور کسی کو یہ حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔

۷۲: بَابُ اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ

باب: نماز کو پورا کرنا

۱۰۶۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ: وَ عَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ

۱۰۶۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں تشریف رکھتے تھے جب نماز پڑھ چکا تو وہ آپؐ کے پاس آیا اور سلام کیا آپؐ نے فرمایا وعلیک (یعنی تجھ پر بھی سلام) جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ لوٹ گیا اور نماز پڑھی پھر آیا اور آپ کو سلام کیا اور آپؐ نے فرمایا وعلیک جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ابھی تک آخر تیسری مرتبہ اس نے عرض کیا یا

Marfat.com

لَمْ تُصَلِّ بَعْدُ۔ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ فَعَلِّمْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلَاةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَاعِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

رسول اللہ مجھ کو سکھایئے آپؐ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو کو پورا کر پھر قبلے کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ پھر جتنا قرآن تجھ سے ہو سکے پڑھ پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے رکوع میں پھر سر اٹھا یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے قیام میں پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے سجدہ میں پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا سجدہ میں بیٹھ جائے پھر ایسا ہی کر ساری نماز میں۔

تشریح ۱۰۶۰: یعنی ساری نماز کو اسی طرح اطمینان اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کر۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ اس شخص نے بلکی نماز پڑھی تھی اور رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کیا تھا' اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ تعدیل ارکان یعنی اطمینان کے ساتھ قومہ جلسہ کو ادا کرنا فرض ہے نماز میں جب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور افسوس ہے کہ امام محمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے تعدیل ارکان کو فرض نہیں رکھا بلکہ کرخی کی روایت میں واجب کہا اور جرجانی کی روایت میں سنت کہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احناف حنفی اس شخص کی طرح نماز ادا کرتے ہیں نہ رکوع اور سجدے میں توقف کرتے ہیں اور نہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوتے ہیں نہ دونوں سجدوں میں اچھی طرح اطمینان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ تعدیل ارکان کچھ فرض تو ہے نہیں بلکہ سنت ہے یا واجب ہے پس ٹکریں مار لیں اور جلدی سے نماز پوری کر لی اور ہم کہتے ہیں کہ امام محمد اور امام ابو حنیفہ کا قول اس باب میں صحیح نہیں ہے حدیث سے صاف تعدیل ارکان کا فرض ہونا پایا جاتا ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمد اور علماء حدیث کا بلکہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف بھی اس کی فرضیت کی طرف گئے ہیں اور وجوب بھی مثل فرضیت کے ہے عمل میں اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں جتنی باتیں مذکور ہیں وہ سب فرائض ہیں نماز کے جیسے وضو اور استقبال قبلہ اور تکبیر تحریمہ اور قراءت وغیرہ پھر صرف تعدیل ارکان فرض نہ ہو اس کے کیا معنی اور اگر وہ فرض نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ اس کو کیوں لوٹاتے اور دوبارہ نماز پڑھنے کا کیوں حکم دیتے اور یہ کیوں فرماتے کہ تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی گویا جو نماز اس نے پڑھی تھی ترک فرض کے سبب سے اس کو کالعدم کر دیا اور احناف با انصاف کو ضرور ہے کہ حدیث شریف پر عمل کریں اور تعدیل ارکان کا خیال رکھیں اور نہایت آہستگی اور اطمینان کے ساتھ نماز کے ارکان ادا کریں ورنہ ہمارا کیا جائے گا۔ انہی کی نماز قبول نہ ہوگی اور منہ پر ماری جائے گی اور آخرت میں ہرگز یہ عذر کام نہ آئے گا کہ ہمارے امام کے نزدیک تعدیل ارکان فرض نہ تھے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد امام کیا بلکہ سارے جہان کے اقوال پر مقدم ہے اور امت کو اس کی پیروی ضرور اور لازم ہے۔

مترجم کہتا ہے میں نے احناف میں فی صدی ایک شخص کو بھی نہیں دیکھا جو نماز و سنت کے موافق ادا کرتا ہو اور نماز و سنت کے موافق ادا کرنے والے اگر اس زمانہ میں کچھ دکھائی دیتے ہیں تو طائفہ اہلحدیث ہی میں دکھائی دیتے ہیں اللہ جل جلالہ اس طائفہ میں برکت دے اور قیامت تک اس کو قائم رکھے آمین یارب العالمین۔

۱۰۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدِ السَّاعِدِیَّ فِیْ عَشْرَةٍ مِنْ

۱۰۶۱: حضرت محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے میں نے ابوحمید ساعدیؓ سے سنا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ میں بیٹھے تھے ان میں سے ایک ابوقتادہ بھی تھے (اور امام حسنؒ بھی تھے اور

Marfat.com

اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ اَبُوْ قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِاَكْثَرِنَا لَهٗ تَبَعَةً وَ لَا اَقْدَمَنَا لَهٗ صُحْبَةً قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهَا مَنْكِبَيْهِ وَ يَقِرَّ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ فِىْ مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَ يَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا لَا يَصُبُّ رَاْسَهٗ وَ لَا يُقْنِعُ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَهْوِىْ اِلَى الْاَرْضِ وَ يُجَافِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَ يَثْنِىْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَ يَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ اِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَ يَجْلِسُ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ اِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَصْنَعُ فِى الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ يُصَلِّىْ بَقِيَّةَ صَلَاتِهٖ هٰكَذَا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِىْ يَنْقَضِىْ فِيْهَا التَّسْلِيْمُ اَخَّرَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ وَ جَلَسَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ مُتَوَرِّكًا قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابوامامہ اور ابواسید اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم وغیرہم) تو ابوحمید نے کہا میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں آنحضرت ﷺ کی نماز کو اور صحابہ نے کہا کیوں؟ قسم خدا کی تم ہم سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہیں رہے اور نہ تمہاری صحبت ہم سے پہلے تھی۔ ابوحمیدؓ نے کہا بے شک یہ سچ ہے آخر اور صحابہ نے کہا اچھا بیان کرو انہوں نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر اور ہر ایک عضو آپ ﷺ کا اپنی جگہ پر آجاتا پھر قرأت کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر پھر رکوع کرتے اور دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر زور دے کر رکھتے نہ اپنا سر پیٹھ سے نیچا رکھتے نہ اونچا بلکہ پیٹھ اور سر دونوں برابر رکھتے پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر یہاں تک کہ ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر قرار پکڑتی پھر زمین کی طرف جھکتے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں پسلیوں سے جدا رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں موڑتے اس پر بیٹھتے اور پاؤں کی انگلیاں کھلی رہنے دیتے سجدے میں پھر سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور بایاں پاؤں موڑتے پھر اس پر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر جیسے شروع نماز میں اٹھائے تھے پھر باقی نماز اسی طرح پڑھتے جب اس سجدے سے فارغ ہوتے جس کے بعد سلام ہے تو بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے اور بائیں پہلو پر سرین کے بل بیٹھتے اس کو تورک کہتے ہیں یہ سن کر اور صحابہ نے کہا تم سچ کہتے ہو آنحضرت ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

تشریح ❁ گویا یہ حدیث دس صحابہ نے روایت کی کیونکہ ان سبھوں نے ابوحمیدؓ کے کلام کی تصدیق کی اب اختلاف ہے۔ اس مسئلہ میں تورک یعنی سرین کے بل بیٹھے نماز میں یا نہیں۔ بعضوں نے کہا دونوں قعدوں میں اسی طرح سے بیٹھے امام مالک کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے کہا کسی قعدے میں تورک نہ کرے بلکہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب

Marfat.com

ہے اور بعضوں نے کہا جس قعدے کے بعد سلام ہو اس میں تورک کرے خواہ وہ قعدہ اولیٰ ہو (مثلاً دو رکعتی نماز میں) یا قعدہ ثانی اور جس قعدے کے بعد سلام نہ ہو اس میں بایاں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے کہا جس نماز میں دو قعدے ہوں تو اس کے قعدۂ ثانی میں تورک کرے اور جس نماز میں ایک ہی قعدہ ہو تو اس میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے امام احمد کا یہی مذہب ہے اور اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی حق ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ بائیں پاؤں پر بیٹھنا شاق ہے بہ نسبت تورک کے اور جو عمل شاق ہو اس میں زیادہ ثواب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تورک منقول ہے وہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا مثلاً بڑھاپے یا ضعف کی وجہ سے اور ہم کہتے ہیں کہ نماز کے اعمال میں ایسے قیاسات پر عمل نہیں ہو سکتا ورنہ لازم ہے کہ اگر کوئی سجدہ اور رکوع بھی ایک نئے طور سے کرے جو زیادہ شاق ہو تو اس میں زیادہ ثواب ہو حالانکہ ایسا کرنے میں کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ عذاب ہوگا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ افضل عملوں میں سے وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دونوں عمل سنت ہوں تو جس میں نفس کو زیادہ تکلیف ہو اس میں زیادہ ثواب ہوگا اور بڑھاپے اور عذر کے سبب سے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہوتا تو قعدۂ اولیٰ میں بھی اسی طرح بیٹھتے حالانکہ اس کے ہمیشہ کیوں ایسا کرتے بلکہ کبھی کبھی اور اگر ایسا ہوتا تو ابوحمید اس کو ضرور نقل کرتے۔

۱۰۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ اَبِی الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ فِی الْاِنَاءِ سَمَّى اللّٰهَ، وَ يُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ـ ثُمَّ يَقُوْمُ مُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةِ فَيُكَبِّرُ وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ يُجَا فِیْ بِعَضُدَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَيُقِيْمُ صُلْبَهٗ وَ يَقُوْمُ قِيَامًا هُوَ اَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تِجَاهَ الْقِبْلَةِ وَ يُجَا فِیْ بِعَضُدَيْهِ مَاسْتَطَاعَ فِيْمَا رَاَيْتُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَيَجْلِسُ عَلٰى قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَ يَنْصِبُ الْيُمْنٰى وَ يَكْرَهُ اَنْ يَسْقُطَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ۔

۱۰۶۲: حضرت عمرہؒ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے اور اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے تو بسم اللہ کہتے اور وضو کو پورا کرتے پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے کندھوں کے برابر پھر رکوع کرتے اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھتے پھر سر اٹھاتے اور پیٹھ کو سیدھا کرتے اور تمہارے قیام سے کچھ لمبا قیام کرتے پھر سجدہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ قبلے کی طرف رکھتے اور بازوؤں کو کشادہ رکھتے جہاں تک ہو سکتا میں نے ایسا ہی دیکھا پھر سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور آپ برا جانتے بائیں جانب پر گر پڑنے کو (یعنی سرین زمین کو لگا دینے کو (یعنی قعدۂ اولیٰ میں پس یہ خلاف نہ ہوگا اگلی حدیث سے)۔

۷۳: تَقْصِيْرُ الصَّلَاةِ فِی السَّفَرِ

باب: سفر میں نماز کا قصر کرنا

۱۰۶۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ وَالْعِيْدُ

۱۰۶۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سفر کی دو نماز دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں اور عید کی دو رکعتیں ہیں اور یہ پوری ہیں کم نہیں ہیں (یعنی ان میں قصر نہیں ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ ۔ وسلم کی زبان مبارک سے ایسا ہی سنا ہے۔

تشریح ❁ یعنی سفر میں دو ہی رکعتیں واجب ہیں اور یہ نہیں ہے کہ چار واجب تھیں سفر کی وجہ سے دو ہو گئیں۔ اب قرآن میں جو آیا ہے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اِنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہاں قصر سے نماز کا مختصر پڑھنا مراد ہے یا رکوع اور سجود اشارے کرنا اور امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا انہوں نے نماز پہلے ہی دو رکعتیں فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز اسی حال پر ہی رہی اور حضر میں دو دو رکعتیں بڑھا دی گئیں جب یہ بات ہو کہ سفر کی نماز دو ہی رکعتیں ہے تو اب سفر میں چار رکعت پڑھنا یعنی تمام کرنا جائز نہ ہوگا امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک سفر میں اتمام بھی جائز ہے اور اہل حدیث کے نزدیک قصر واجب ہے اور اتمام درست نہیں ہے اور احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرُ وَالْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ ۔ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ۔

۱۰۶۴: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں اور یہ پوری ہے اس میں قصر نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر۔

۱۰۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ : ﴿ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ اِنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ [النساء : ۱۰۱] وَ قَدْ اَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ۔

۱۰۶۵: حضرت یعلی بن امیہ سے روایت ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے اوپر کچھ گناہ نہیں نماز میں قصر کرنا اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر کو ستائیں گے اب اس زمانہ میں تو لوگ بے ڈر ہو گئے ہیں (کیونکہ) اسلام کا غلبہ ہو گیا پس اب قصر جائز نہ ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بھی اس سے تعجب کیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے اللہ تعالیٰ کا جو اس نے تصدق کیا تم پر تو قبول کرو صدقہ اس کا۔

تشریح ❁ سبحان اللہ ہمارے مالک کا صدقہ ہم تو رات اور دن کا تصدق کھاتے ہیں اسی کے تصدق سے جیتے ہیں اس کے احسان لاکھوں کروڑوں شمار سے باہر ہیں یہ بھی اس کا ایک صدقہ ہمارے اوپر ہے کہ سفر میں گو کافروں کا ڈر اب نہیں رہا لیکن نماز کا قصر جاری رہا اس حدیث سے بھی اہل حدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہے اور میرے نزدیک سفر میں اتمام کرنے والا عمدہ نہیں کیونکہ وہ اپنے مالک کا صدقہ قبول کرنے سے گویا انکار کرتا ہے۔

۱۰۶۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْاٰنِ وَ لَا نَجِدُ

۱۰۶۶: امیہ بن عبداللہ بن خالد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہم حضر کی نماز اور خوف کی نماز قرآن میں پاتے ہیں اور سفر کی نماز قرآن میں نہیں پاتے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اللہ جل جلالہ نے ہماری طرف حضرت محمد ﷺ کو بھیجا اور ہم (دین کی)

Marfat.com

صَلَاةَ السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا وَ لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَاَيْنَا مُحَمَّدًا يَفْعَلُ۔

کوئی بات نہیں جانتے تھے تو ہم ویسا ہی کریں گے جیسے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

تشریح ۞ حالانکہ قرآن میں یہ آیت موجود ہے۔ واذ ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الخ تک یعنی جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں نماز کے قصر کرنے میں اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تم کو ستائیں گے اور اس آیت سے سفر کی نماز کا حکم نکلتا ہے مگر چونکہ اس میں قید ہے کہ اگر تم کو ڈر ہو کافروں کا تو امیہ بن عبداللہ نے خوف کی نماز سے اس کو خاص کیا اور صرف سفر کا حکم جس میں ڈر نہ ہو قرآن میں نہیں پایا۔ عبداللہ بن عمر نے جواب دیا مطلب یہ ہے کہ گو یہ حکم صاف طور سے قرآن میں نہ ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے مطلق سفر میں قصر کرنا ثابت ہوا پس حدیث شریف سے جو امر ثابت ہو اس کی پیروی تو ویسے ہی ضروری ہے جیسے اس امر کی جو قرآن شریف سے ثابت ہو ہم کو قرآن اور حدیث دونوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچے اور قرآن میں صاف حکم ہے حدیث کی پیروی کا پس جو کوئی صاف قرآن پر عمل کرنے کا دعویٰ کرے اور حدیث شریف کو نہ مانے وہ مردود اور گمراہ ہے اور اس نے قرآن کو بھی نہیں مانا کیونکہ قرآن میں صاف حکم ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ممکن نہیں کہ کوئی قرآن پر عمل کر سکے بدون حدیث شریف کے اس لئے کہ قرآن مجمل ہے اور حدیث شریف اس کی تفسیر ہے مثلاً قرآن میں حکم ہے نماز پڑھنے کا لیکن نماز کے شرائط ارکان کیفیت کچھ مذکور نہیں ہے اسی طرح زکوٰۃ اس طرح حج پس دین کے ارکان بھی صرف قرآن دیکھ کر ادا نہیں ہو سکتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو میں قرآن دیا گیا اور اس کی مثل ایک اور یعنی حدیث شریف۔

۱۰۶۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهَا۔

۱۰۶۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ سے باہر نکلتے (سفر میں) تو دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے (یعنی قصر کرتے) یہاں تک کہ مدینہ کو لوٹ آتے۔

تشریح ۞ حالانکہ مدینہ سے نکلتے ہی کافروں کا ڈر نہ ہوتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ڈر کے بھی سفر میں قصر درست ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسافر جب شہر سے نکل جائے اس وقت سے قصر شروع کرے۔

۱۰۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ وَ جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ افْتَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۰۶۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ جل جلالہ نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو رکعتیں۔

تشریح ۞ یعنی ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر پڑھنا اور مغرب کے وقت مغرب اور عشا اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں یا عصر کے وقت میں ظہر اور عصر اور عشا کے وقت میں مغرب اور عشا اس کو جمع تاخیر کہتے ہیں دونوں طرح مسافر کو درست ہے۔ شافعی اور احمد اور اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے صرف ابوحنیفہ نے سفر میں جمع کرنا ناجائز رکھا ہے اور جو صحیح حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں ان کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ قرآن میں یہ آیت ہے: ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ پس اگر جمع

Marfat.com

کیا جائے تو آیت کے خلاف ہوگا اور ہم کہتے ہیں کہ آیت کے خلاف تو تم نے بھی کیا کیونکہ سفر میں قصر کو جائز رکھا حالانکہ قرآن میں قصر اسی وقت جائز ہے جب ڈر ہو۔ اب اگر کہو گے حدیث سے یہ نکالا ہے تو بہت حدیثوں سے سفر میں جمع بھی ثابت ہوتا ہے علاوہ اس کے عرفات اور مزدلفہ میں حنفیہ بھی جمع کو جائز کہتے ہیں پھر یہاں آیت کا خلاف کیسے کرتے ہیں؟ اور اس زمانہ میں اکثر حنفیہ مدینہ منورہ کے سفر میں جمع کیا کرتے ہیں اور ضرورت کی وجہ سے اپنے امام کا قول ترک کرتے ہیں اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ سفر میں جمع کرنا آیت کے خلاف نہیں ہے۔ کس لئے کہ آیت سے صرف یہی نکلتا ہے کہ نماز کا ایک وقت ہے اور جمع کرنے سے بھی آخر وقت تو باقی رہتا ہے اور احتمال ہے کہ آیت خاص ہو حضر سے اور اہل حدیث کے نزدیک تو حضر میں بھی جمع درست ہے بعذر بیماری یا بارش وغیرہ اور دلائل ان کے مفصل طور سے تسہیل القاری میں ہم نے بیان کئے ہیں۔

۷۴: بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر میں دونمازوں کا جمع کرنا

۱۰۶۹: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعُدَنِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ ابْنِ اِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ وَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ وَ طَاوُسٍ اَخْبَرُوهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ وَ لَا يَطْلُبُهُ عَدُوٌّ وَ لَا يَخَافُ شَيْئًا۔

۱۰۶۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے مغرب اور عشاء کو سفر میں اور آپ کو جلدی کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اور نہ کسی دشمن کی فکر ہوتی اور نہ کسی چیز کا ڈر ہوتا۔

تشریح ❁ مطلب یہ ہے کہ حالت امن میں بھی نماز کو قصر اور جمع کرتے تھے۔

۱۰۷۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فِي السَّفَرِ۔

۱۰۷۰: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے ظہر اور عصر میں مغرب اور عشاء میں غزوۂ تبوک کے سفر میں۔

۷۵: بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر میں نفل پڑھنے کا بیان

۱۰۷۱: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا اَبُو عَامِرٍ عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِي سَفَرٍ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَاٰى اُنَاسًا يُصَلُّونَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَا تْمَمْتُ صَلَاتِي يَا ابْنَ اَخِي اِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ

۱۰۷۱: حفص بن عاصم بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھے ایک سفر میں تو انہوں نے ہم کو نماز پڑھائی پھر ہم لوٹے وہ بھی لوٹے انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے پوچھا یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا نفل پڑھتے ہیں انہوں نے کہا اگر میں نفل پڑھنے والا ہوتا تو اپنی نماز کو پورا کرتا (یعنی فرض کو قصر نہ کرتا) اے میرے بھتیجے میں ساتھ رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے دو رکعت سے زیادہ نہیں

Marfat.com

لله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ فِي سَفَرٍ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ ثُمَّ صَحِبْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُمُ اللهُ وَاللهُ يَقُوْلُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

پڑھیں سفر میں (یعنی صرف فرض ہی دو رکعت ادا کیں) یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو اٹھا لیا پھر میں ساتھ رہا ابوبکر صدیق کے انہوں نے بھی دو رکعت پر زیادہ نہیں کیا پھر میں ساتھ رہا عمر بن خطاب کے انہوں نے بھی دو رکعت پر زیادہ نہیں کیا پھر میں ساتھ رہا عثمان بن عفان کے انہوں نے بھی دو رکعت پر زیادہ نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے ان سب کو اٹھا لیا اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ کے رسول کی پیروی اچھی ہے۔

تشریح: اگر تو نماز ایسی عبادت میں بھی عبداللہ بن عمرؓ نے سنت سے زیادہ پڑھنا مناسب نہ جانا یہ مدار اتباع ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کا یہ وہ سخت تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں یہاں تک کہ ڈھونڈ کر اسی مقام میں ٹھہرتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے اور وہیں نماز پڑھتے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے رضی اللہ تعالیٰ ان سے۔ علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ سفر میں نوافل ادا کرے یا نہیں اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر پڑھے گا تو ثواب ہوگا اور خود ابن عمرؓ سے بھی ترمذی کی روایت میں ظہر کی سنتیں پڑھنا منقول ہے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ سفر میں صرف فرض ادا کرے سنتیں نہ پڑھے۔

۱۰۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ فَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ ابْنِ يَنَّاقٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ طَاوُسٌ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَ صَلَاةَ السَّفَرِ فَكُنَّا نُصَلِّيْ فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَ بَعْدَهَا وَ كُنَّا نُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَ بَعْدَهَا۔

۱۰۷۲: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے طاؤس سے پوچھا سفر میں نفل پڑھنے کو اس وقت حسن بن مسلم ان کے پاس بیٹھے تھے تو حسن نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے طاؤس نے انہوں نے سنا ابن عباسؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرتؐ نے حضر اور سفر دونوں کی نماز فرض کی اور ہم حضر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد نماز پڑھتے تھے (یعنی سنت) اور سفر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد نماز پڑھتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے بھی سفر میں نوافل ادا کرنا نکلتا ہے اور یہی مختار ہے بشرطیکہ ضرورت اور اضطراب نہ ہو اگر ضرورت ہو اور جلدی ہو تو صرف فرض ادا کرلے اور سنتیں نہ پڑھے۔

۷۶: بَابُ كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ الْمُسَافِرُ اِذَا اَقَامَ بِبَلْدَةٍ

باب: مسافر کسی شہر میں اقامت کی نیت کرے تو کتنے روز تک قصر کرسکتا ہے

۱۰۷۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَاَلْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيْدَ مَا رَاَ سَمِعْتَ فِيْ

۱۰۷۳: حضرت عبدالرحمن بن حمید زہری سے روایت ہے میں نے سائب بن یزید سے پوچھا تم نے مکہ میں سکونت کے باب میں کیا سنا ہے انہوں نے کہا میں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

سُكْنٰى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثًا لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ۔

سناوہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو منا سے لوٹنے کے بعد تین دن تک مکہ میں رہنے کی اجازت دی۔

تشریح ❁ مہاجرین وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے لئے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی اور جب کوئی شخص کسی ملک سے ہجرت کرے تو پھر وہاں رہنا خوب نہیں ایسا نہ ہو کہ اسی ملک میں مر جائے یا پھر وہیں دل لگ جائے اور ہجرت میں خلل پڑے اس خیال سے آپ ﷺ نے مہاجرین کو تین دن سے زیادہ مکہ میں رہنے کی اجازت نہ دی۔ اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتا مگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب مہاجرین کو مکہ میں مسافر تھے تین دن رہنے کی آپ ﷺ نے اجازت دی تو معلوم ہوا کہ تین دن کی اقامت سے سفر کا حکم باطل نہیں ہوتا پس اگر کوئی مسافر کسی شہر میں تین دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو قصر کرتا رہے اور اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف ہے لیکن اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے کہ اگر تردد کے ساتھ مسافر کو کہیں ٹھہرنے کا اتفاق ہو تو بیس دن تک قصر کرتا رہے بعد اس کے پوری نماز پڑھے۔ کیونکہ جابر کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ تبوک میں بیس راتوں تک رہے نماز کو قصر کرتے تھے اور یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے جو منقول ہوئی پس ترک کیا ہم نے قیاس کو ۲۰ دن تک کی اقامت میں اور قصر کا حکم دیا اور اگر یہ حدیثیں نہ ہوتیں تو ہم مجرد اقامت کی نماز کے پورا کرنے کا حکم دیتے کس واسطے کہ قصر حالت سفر میں شروع تھا اور جب اقامت کی تو سفر نہ رہا اور اگر یقین کے ساتھ مسافر کہیں ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو اگر چار دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کرے تو چار دن کے بعد نماز پوری پڑھے اور جو چار دن سے کم رہنے کی نیت کرے تو قصر کرے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ صبح کو مکہ میں تشریف لائے اور ساتویں دن تک قیام فرمایا آٹھویں تاریخ صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ کو تشریف لے گئے اور چار دنوں میں قصر کرتے رہے مکہ میں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک مسافر کسی مقام میں پندرہ دن تک رہنے کی نیت نہ کرے تو قصر کرتا رہے اور اگر تردد کے ساتھ برسوں رہنے کا اتفاق ہو تو قصر کرتا رہے۔

۱۰۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَ قَرَأْتُهُ عَلَيْهِ اَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ' اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ حَدَّثَنِىْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِىْ اُنَاسٍ مَعِىَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ زِى الْحِجَّةِ۔

۱۰۷۴: عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کئی لوگوں میں جو میرے ساتھ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ۔

تشریح ❁ صبح کو اور مکہ میں چار دن مقیم رہے پھر منیٰ کو گئے اور ان دونوں میں قصر کرتے رہے پس معلوم ہوا کہ اگر مسافر چار دن تک رہنے کی نیت کرے تو قصر کرتا رہے۔

۱۰۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَنَحْنُ اِذَا اَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا ' نُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا اَرْبَعًا۔

۱۰۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن تک (مکہ میں رہے جب مکہ فتح ہوا) دو رکعتیں پڑھتے رہے تو ہم انیس دن تک قیام کرتے ہیں تو دو رکعتیں پڑھتے ہیں (یعنی قصر کرتے ہیں) اور جب انیس دن سے زیادہ قیام کرتے تو چار رکعتیں پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

تشریح ﴿۱۰۷۶﴾ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کی خبر نہ ہوئی جو امام احمد اور ابوداؤد نے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس راتوں تک رہے نماز قصر کرتے تھے ورنہ وہ بعوض انیس دن کے بیس دن کی مدت مقرر فرماتے اور یہ قیام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تردد سے ساتھ لڑائی کے موقعہ پر تھا لیکن اگر اطمینان کے ساتھ قیام ہو تو پندرہ دن سے زیادہ قصر جائز نہیں ہے جیسے اوپر گزر چکا۔

۱۰۷۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوْسُفَ بْنُ الصَّيْدَ لَانِيُّ مُحَمَّدُ ابْنُ اَحْمَدَ الرَّقِّيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ۔

۱۰۷۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں جس سال مکہ فتح ہوا پندرہ راتوں تک مقیم رہے اور نماز کو قصر کرتے تھے (یہ اکثر روایت سے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب انیس دن قیام ہوا تو پندرہ دن سے قیام میں بطریق اولیٰ قصر جائز ہوگا۔

۱۰۷۷: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَ عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ نُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا۔ قُلْتُ كَمْ اَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا۔

۱۰۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے دو دو رکعتیں پڑھتے رہے لوٹتے وقت تک یحییٰ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے دنوں تک مکہ میں رہے۔ انہوں نے کہا دس دن تک۔

۷۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

باب: جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی سزا

۱۰۷۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے اور کفر کے بیچ میں نماز کا چھوڑنا ہے۔

تشریح ﴿۱۰۷۸﴾ یعنی نماز ہی حائل ہے کفر اور بندے میں جہاں نماز چھوڑ دی حائل اٹھ گیا اور آدمی کافر ہو گیا یہی مذہب ہے امام احمد اور اصحاب حدیث کا اور حماد بن زید اور مکحول اور مالک اور شافعی نے کہا کہ تارک صلوٰۃ کا حکم مثل مرتد کے ہے یعنی وہ واجب القتل ہے اگر توبہ نہ کرے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر نہ ہوگا لیکن کفر کے قریب ہو جائے گا حالانکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ نماز کا ترک کفر ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ سے اور معلوم نہیں ہوتا کہ ابوحنیفہؒ نے اس مسئلہ میں حدیث کو اور عبداللہ بن مسعودؓ کے قول دونوں کو کیوں ترک کیا اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے۔

۱۰۷۹: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الْبَالِسِيُّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔

۱۰۷۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے (جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں گے تو ہم ظاہر میں ان پر اسلام کے احکام جاری رکھیں گے اس لئے کہ دل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے) جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔

۱۰۸۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا

۱۰۸۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ ' فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور شرک کے درمیان کچھ نہیں ہے مگر نماز کا چھوڑ دینا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو مشرک ہوگیا۔ (اس کی سند میں یزید بن ابان رقاشی ضعیف ہے۔ کذا فی الزوائد)

تشریح ۞ یعنی کافر کیونکر مشرک اور کافر دونوں کا ایک حکم ہے۔ دونوں جہنم میں ہمیشہ رہیں گے' معاذ اللہ اتنی صاف حدیثوں کو دیکھ کر بھی کوئی نماز ترک کرے تو اس سے زیادہ بد بخت کون ہوگا کہ کمبخت مشرک اور کافر ہوگیا اور دین محمدی سے نکل گیا خدا بچائے۔

۷۸: بَابُ فِيْ فَرَضِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز فرض ہے

۱۰۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ بُكَيْرٍ' اَبُو جَنَّابٍ (خَبَّابٍ) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَاَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا وَ صِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا وَ تُنْصَرُوْا وَ تُجْبَرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا' مِنْ عَامِيْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ اَوْ بَعْدِيْ وَلَهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا اَوْ جُحُوْدًا لَهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ شَمْلَهٗ وَ لَا بَارَكَ لَهٗ فِيْ اَمْرِهٖ اَلَا ' وَ لَا صَلٰوةَ لَهٗ وَ لَا زَكَاةَ لَهٗ' وَ لَا حَجَّ لَهٗ وَلَا صَوْمَ لَهٗ وَ لَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَاَةٌ رَجُلًا وَلَا يَؤُمَّ اَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا وَ لَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهٗ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهٗ وَ سَوْطَهٗ۔

۱۰۸۱: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے ہم کو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف مرنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک عملوں میں مشغول ہونے سے پہلے (یعنی ایسا نہ ہو کہ دنیا کے اور کاموں میں پھنس کر نیک عملوں سے باز رہ جاؤ) اور جو علاقہ تم میں تمہارے پروردگار میں ہے اس کو جوڑو اس طرح سے کہ اللہ کی یاد بہت کرو اور صدقہ بہت دو چھپا کر اور کھل کر تم کو روزی ملے گی اور تمہاری مدد ہوگی اور تمہارے نقصان کی تلافی ہوگی (یہ سب صدقہ کی برکتیں ہیں) اور جان لو کہ اللہ جل جلالہ نے تم پر جمعہ فرض کیا اس میری جگہ میں اور اس دن میں اس مہینہ میں اس سال سے لے کر قیامت تک پھر جو کوئی جمعہ کو ترک کر لے میری زندگی میں یا میرے بعد اور اس کا کوئی امام ہو عادل یا ظالم اب ترک کرے خواہ جمعہ کو حقیر جان کر خواہ اس کا انکار کر کے تو اللہ تعالیٰ اس کے پھیلاؤ کو کبھی نہ سمیٹے اور اس کے کام میں برکت نہ دے آگاہ رہو نہ اس کی نماز ہوگی نہ زکوٰۃ' نہ حج' نہ روزہ' نہ کوئی نیکی (یعنی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی) یہاں تک کہ توبہ کرے پھر جو کوئی توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا آگاہ ہو جاؤ نہ امامت کرے عورت مرد کی اور نہ گنوار مہاجر کی اور نہ فاجر (بدکار بدعتی) مومن کی لیکن جب ڈر ہو بادشاہ کے کوڑے یا تلوار کا۔ (اس کی سند میں علی بن زید اور عبداللہ العدوی ضعیف ہیں)

تشریح ۞ یعنی ظالم حاکم کی طرف سے کوئی امام ایسا ہو یا وہ خود امامت کرے اور لوگوں کو ڈر ہو کہ اگر اس کی اقتدا نہ کریں

Marfat.com

تو جان یا آبرو کو ضرر پہنچے گا تو بہ مجبوری فاسق کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ امام ہمیشہ صالح اور نیک اور ذی علم ہونا چاہئے اور اسی وجہ سے گنوار کو مہاجر کی امامت سے منع کیا کیونکہ مہاجر ذی علم اور نیک اور صالح ہوتے تھے بہ نسبت گنواروں کے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جمعہ فرض ہے اور جمعہ کی فرضیت پر علماء کا اتفاق ہے لیکن اختلاف ہے کہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ اور اکثر علماء کے نزدیک فرض عین ہے بدلیل حدیث ابن مسعودؓ کی جو صحیح ہے کہ باز آئیں لوگ جمعہ کے ترک سے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر ثبت کر دے گا پھر وہ غافلوں سے ہو جائیں گے اور نسائی نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کو جانا واجب ہے ہر بالغ پر اور ابوداؤد نے طارق بن شہاب سے نکالا کہ جمعہ حق ہے ہر مسلمان پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کو پڑھا جب سے فرض ہوا کبھی ترک نہیں کیا یہ بھی وجوب کی دلیل ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ جمعہ کے لئے امام اور حاکم کا ہونا شرط ہے اسی طرح شہر یا حوالی شہر یا مسجد جامع کا ہونا۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ جس گاؤں میں چالیس آزاد آدمی مقیم ہوں تو ان پر جمعہ واجب ہوگا اور حاکم کا ہونا شرط نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ جمعہ درست نہیں ہوتا مگر شہر میں یا حوالی شہر میں اور چار آدمیوں سے کم میں جمعہ نہیں ہوتا یعنی امام کے سوا تین آدمی چاہئیں اور شافعیؒ کے نزدیک چالیس آدمی چاہئیں اور امام مالک نے کہا کہ جس گاؤں میں بازار اور مسجد ہو اور متصل گھر ہوں تو وہاں جمعہ پڑھا جائے لیکن بادشاہ کا ہونا شرط نہیں ہے اور اہل حدیث کے نزدیک جمعہ مثل دوسری نماز کے ہے پس اگر کسی جگہ دو آدمی ہوں اور جمعہ پڑھ لیں تو جمعہ ادا ہو جائے گا اگر ان میں سے ایک خطبہ پڑھے تو بہتر ہے اگر نہ پڑھے تو خیر کیونکہ خطبہ سنت ہے اور شہر یا حاکم یا مخصوص عدد یا مسجد جامع یہ کوئی چیز شرط نہیں ہے اس لئے کہ کوئی دلیل نہیں ہے ان چیزوں کے شرط ہونے پر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بصرے میں جمعہ ادا کیا کرتے تھے اور حنفیہ نے بھی گھر میں جمعہ ادا کرنا درست رکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ شاید امام ابوحنیفہؒ نے حاکم کی شرط جمعہ میں اس حدیث سے لگائی ہوگی کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اس کا کوئی امام ہو عادل یا ظالم مگر اس حدیث سے امام کا شرط ہونا نہیں نکلتا اور علاوہ اس کے یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں حضرت عبداللہ بن محمد عدوی واہی اور ضعیف ہے اور علی بن زید بن جدعان بھی ضعیف اور بزار نے اس کو دوسرے طریق سے نکالا اس میں بھی علی بن زید بن جدعان ہے۔ دارقطنی نے کہا دونوں طریق ثابت نہیں ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث واہی الاسناد ہے۔

۱۰۸۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ قَائِدَ اَبِىْ حِيْنَ ذَهَبَ بَصَرُهٗ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ بِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْاَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِاَبِىْ اُمَامَةَ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ وَ دَعَا لَهٗ فَمَكَثْتُ حِيْنًا اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ فِىْ نَفْسِىْ وَاللّٰهِ اِنَّ ذَالْعَجْزُ اِنِّىْ اَسْمَعُهٗ كُلَّمَا سَمِعَ اَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِاَبِىْ اُمَامَةَ وَ يُصَلِّىْ عَلَيْهِ وَ لَا اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ لِمَ هُوَ فَخَرَجْتُ بِهٖ كَمَا كُنْتُ اَخْرُجُ بِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ اسْتَغْفَرَ

۱۰۸۲: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے جب میرے باپ کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کو پکڑ کر لے جاتا تھا جب میں ان کو لے کر جمعہ کے لئے نکلتا اور وہ اذان سنتے تو ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے لئے استغفار اور دعا کرتے میں ایک زمانے تک ان سے یہی سنتا رہا بعد اس کے میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو واللہ بے وقوفی ہے کہ جب وہ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہؓ کے لئے استغفار اور دعا کرتے ہیں اور میں اس کا سبب ان سے نہیں پوچھتا خیر ایک روز میں معمول کے موافق ان کو جمعہ کے لئے لے کر نکلا جب انہوں نے اذان سنی تو استغفار کیا (اسعد بن زرارہ کے لئے) جیسے ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا واہ

Marfat.com

كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَتَاهُ اَرَاَيْتَكَ صَلَاتَكَ عَلٰى اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ قَالَ اَىْ بُنَىَّ كَانَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ: مِنْ مَكَّةَ فِىْ نَقِيْعِ الْخَضَمَاتِ فِىْ هَزْمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِىْ بَيَاضَةَ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا۔

کیا ہے جب تم جمعہ کی اذان سنتے ہو تو اسعد بن زرارہ کے لئے دعا کرتے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا بیٹا اسعد ہی نے سب سے پہلے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) تشریف لانے سے پہلے نقیع الخضمات میں بنی بیاضہ کے ہزم میں (یہ مقام ہے مدینہ میں) میں نے کہا اس دن تم کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا چالیس آدمی۔

تشریح ۞ بے ظاہر یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ جمعہ تو مدینہ منورہ میں فرض ہوا پھر اسعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے کیونکر جمعہ ادا کیا اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ جمعہ مکہ ہی میں فرض ہو گیا تھا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ڈر سے اس کو ادا نہ کر سکتے تھے اور مدینہ میں اس کی فرضیت قرآن میں اتری۔ اس حدیث سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے کہ جمعہ کے لئے حاکم اسلام شرط ہے کیونکہ مدینہ طیبہ میں اس وقت کوئی حاکم اسلام نہ تھا اور باوجود اس کے اسعد نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا۔

۱۰۸۳: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا اَبُوْمَالِكِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا كَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَالْاَحَدُ لِلنَّصَارٰى فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ الْمَقْضِىُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔

۱۰۸۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ نے جمعہ سے بہکا دیا اگلی امتوں کو۔ تو یہود نے ہفتے کا دن اختیار کیا (کیونکہ اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ عالم کی پیدائش سے فارغ ہوا تھا یہود نے خیال کیا ہم بھی اسی دن اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت کریں) اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا (اس خیال سے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے عالم کا بنانا شروع کیا تھا) تو یہود اور نصاریٰ دونوں ہمارے پیچھے اور بعد رہیں گے قیامت تک (جیسے ہفتہ اور اتوار جمعہ کے بعد ہوتا ہے) ہم دنیا والوں میں آخر ہیں (یعنی اور امتوں کے بعد دنیا میں آئے) اور آخرت میں اول ہیں یعنی سب مخلوقات سے پہلے ہمارا حساب کتاب ہو جائے گا۔

تشریح ۞ ان پر جمعہ فرض ہوا تھا لیکن دن کا معین کرنا ان کی رائے پر چھوڑ دیا گیا تھا۔

یہ مالک کی عنایت ہوگی امت محمدی ﷺ پر کہ دنیا میں سب کے بعد رکھا اور آخرت میں اوّل رکھے گا۔ دنیا میں بعد رکھنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ امت گواہ ہے اور امتوں پر جیسے قرآن میں وارد ہے۔ بہرحال جمعہ کی فضیلت یہود اور نصاریٰ کو نہیں ملی انہوں نے دن پہچاننے میں غلطی کی اور امت محمدی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صاف کھول کر یہ دن بیان کر دیا اور جمعہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش اسی دن کی یعنی آدم کو اسی دن بنایا پس ہر ایک انسان پر اس دن اپنے مالک کا شکر ادا کرنا فرض ہوا اور قیامت بھی اسی دن آئے گی گویا شروع اور خاتمہ دونوں اسی دن ہیں۔

Marfat.com

۷۹: بَابُ فِیْ فَضْلِ الْجُمُعَةِ

۱۰۸۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْاَيَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ هُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَ يَوْمِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ وَ اَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ اِلَى الْاَرْضِ وَ فِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ وَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْاَلْ حَرَامًا وَ فِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَ لَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَ لَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَ لَا بَحْرٍ اِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کی فضیلت

۱۰۸۴: حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن سردار ہے دنوں کا اور سب سے بڑا دن ہے اللہ کے نزدیک اور وہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن سے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں ایک تو یہ کہ اللہ نے اس دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' دوسرے یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا' تیسرے یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو دنیا سے اٹھالیا (یعنی وفات ہوئی) چوتھے یہ کہ اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس ساعت میں جو اللہ سے مانگے اللہ اس کو دے گا جب تک حرام کا سوال نہ کرے' پانچویں یہ کہ اس دن میں قیامت ہوگی اور کوئی فرشتہ مقرب ایسا نہیں ہے اور نہ آسمان زمین ہوا پہاڑ جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔

تشریح ۞ کیونکہ جمعہ ہی کے دن ان سب کی تباہی ہوگی اور قیامت آئے گی یہ جو فرمایا کہ جمعہ عید کے دن سے افضل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کا شرف عارضی ہے وہ کسی دن سے خاص نہیں اور عید کھیل کود اور خوشی کا دن بھی ہوتا ہے اور جمعہ کا شرف ذاتی ہے اور وہ عبادت کا دن ہے اور جمعہ کی ساعت اجابت میں بہت اختلاف ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ وہ ساعت وہ ہے جب امام خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھتا ہے تکبیر تک یہ جو فرمایا جب تک حرام کا سوال نہ کریں یعنی گناہ کے کام کیلئے دعا نہ کرے جیسے زنا یا چوری یا ڈاکے یا قتل کے لئے ایسی دعا کا قبول نہ ہونا بھی فضل ہے بندے پر اور ہر دعا کا یہی حال ہے جو قبول نہ ہو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے بندے کی بہتری اس میں رکھی ہے بندہ اپنے انجام سے مطلع نہیں ایک چیز اس کے لئے مضر ہوتی ہے لیکن وہ بہتر خیال کر کے اس کے لئے دعا کرتا ہے۔

۱۰۸۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِیِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِيْهِ النَّفْخَةُ وَ فِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُعْرَضُ

۱۰۸۵: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: تمہارے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن بے ہوش ہو جائیں گے تو اس دن بہت درود بھیجو مجھ پر اس لئے کہ تمہارا درود پیش کیا جائے گا میرے سامنے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا درود کیونکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے گا اور آپ قبر میں گل جاویں گے

Marfat.com

صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَ قَدْ اَرَمْتَ يَعْنِيْ بَلِيْتَ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔

؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو کھانا۔

تشریح ۞ تو کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح وسالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے پس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح اور سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ ﷺ خود سن لیتے ہیں اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہل حدیث کا یہی اعتقاد ہے اگرچہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں جس میں کھانے اور پینے کی احتیاج ہو لیکن جو باتیں آنحضرت ﷺ سے دنیوی حیات کی حالت میں عرض کر سکتے تھے وہ اب بھی عرض کر سکتے ہیں اور جو فیوض اور برکات آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوتے تھے وہ اب بھی ہوتے ہیں کمال نحوست اور شامت ہے اس شخص کی جو حج کو جائے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو۔

ان نلت یاریح الصبا یوما الی دار الحرم بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

۱۰۸۶: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (اَلْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ۔

۱۰۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ دوسرے جمعے تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو دونوں کے درمیان ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

۸۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن غسل کرنے کا بیان

تشریح ۞ ایک جماعت علماء کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور ابن منذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور خطابی نے حسن بصری سے اور ابن حزم نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا ہی روایت کیا اور جمہور علمائے کرام اس کو مستحب کہتے ہیں۔

۱۰۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ثَنَا حَسَّانُ ابْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ الْاَشْعَثِ حَدَّثَنِيْ اَوْسُ بْنُ اَوْسٍ الثَّقَفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اغْتَسَلَ وَ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَ مَشٰى وَ لَمْ يَرْكَبْ وَ دَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَ لَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا۔

۱۰۸۷: حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسالت مآبؐ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص غسل کرا دے (اپنی عورت کو یعنی اس سے صحبت کرے) جمعہ کے دن اور غسل کرے اور سویرے آئے اور خطبہ کا شروع پائے اور پاؤں سے چلے سوار نہ ہو اور امام کے نزدیک بیٹھے پھر خطبہ سنے اور لغو حرکت نہ کرے جیسے گردن پھاندنا فضول بات کرنا تو اس کو ہر قدم پر (گھر سے مسجد تک ایک سال کے عمل کا ثواب ملے گا اور عمل بھی کیسا سال بھر روزے رکھنے اور عبادت کرنے کا۔

تشریح ۞ سبحان اللہ کیا عنایت ہے اللہ جل جلالہ کی اس امت پر کہ تھوڑی باتوں میں اس نے اتنا ثواب عنایت فرمایا سب سے زیادہ شب قدر کی عبادت میں ثواب رکھا ہزار مہینوں سے بہتر اس کو دیا۔ اس میں یہ بھید ہے کہ اس امت کے لوگوں کی عمریں چھوٹی ہیں اور اگلی امتوں کی عمریں زیادہ تھیں پس بغیر اس کے یہ امت عبادت میں اگلی امتوں کے برابر نہیں ہو سکتی تھی۔

Marfat.com

۱۰۸۸: حَدَّثَنَا مَحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ :مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

۱۰۸۸: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرماتے تھے جو کوئی جمعہ کے لئے آئے وہ غسل کرے۔

۱۰۸۹: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

۱۰۸۹: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر۔

۸۱:بَابُ مَا جَاءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ ذٰلِكَ

باب: جمعہ کے دن غسل کے ترک کی رخصت

۱۰۹۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ غُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا۔

۱۰۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کو آئے اور امام کے نزدیک بیٹھے اور خاموش رہے اور خطبہ سنے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور تین دن اور زیادہ کے اور جس شخص نے کنکریوں پر ہاتھ پھیرا اس نے لغو حرکت کی۔

۱۰۹۱: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّیُّ عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنَعِمَتْ يُجْزِیْ عَنْهُ الْفَرِيْضَةُ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ۔

۱۰۹۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا جمعہ کے دن تو بہتر اور اچھا ہے فرض ادا ہو جائے (یعنی جمعہ کی نماز درست ہو جائے گی) اور جو کوئی غسل کرے تو غسل افضل ہے (اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند میں یزید رقاشی ضعیف ہے)۔

۸۲:بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّهْجِيْرِ اِلَى الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے لئے سویرے جانے کا بیان

۱۰۹۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ مَنَازِلِهِمُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَاسْتَمَعُوْا

۱۰۹۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے رہتے ہیں جو لوگوں کے نام لکھتے ہیں ان کے درجوں کے موافق جو کوئی پہلے آتا ہے اس کا نام پہلے (پھر جو کوئی اس کے بعد آتا ہے اس کا نام) جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے یہ فہرستیں لپیٹ لیتے ہیں (یعنی اب نام نہیں لکھتے) اور خطبہ سنتے ہیں پھر جو کوئی سویرے نماز کو جائے (یعنی زوال ہوتے ہی یا زوال سے پہلے)

Marfat.com

الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِىْ بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِىْ يَلِيْهِ كَمُهْدِى بَقَرَةٍ ثُمَّ الَّذِىْ يَلِيْهِ كَمُهْدِى كَبْشٍ : حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ زَادَ سَهْلٌ فِى حَدِيْثِهٖ) فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا يَجِىءُ بِحَقِّ اِلَى الصَّلَاةِ۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے گائے قربانی کی اور جو اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مینڈھا قربانی کیا یہاں تک کہ مرغی اور انڈے کا بھی ذکر کیا (یعنی یوں فرمایا جو کوئی اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مرغی قربانی کی پھر جو اس کے بعد آئے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انڈہ اللہ کی راہ میں دیا) سہل کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جو کوئی اس کے بعد بھی آئے (یعنی جب امام نکل چکے اور خطبہ شروع ہو جائے) تو وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آیا یعنی نماز کو۔

تشریح ❁ اور فرض کے ادا کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ عذاب سے بچ جائے گا لیکن ثواب اور درجے اس کو نہ ملیں گے جیسے ان لوگوں کو ملتے ہیں جو سویرے آتے ہیں۔

۱۰۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ مِثْلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبْكِيْرِ كَنَا حِرِ الْبَدَنَةِ كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ كَنَاحِرِ الشَّاةِ حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ۔

۱۰۹۳: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی مثال بیان کی اور جمعہ کے لئے سویرے جانے کی اس شخص سے جو اونٹ قربانی کرے جو گائے قربانی کرے جو بکری ذبح کرے یہاں تک کہ مرغی کا بھی ذکر کیا۔

۱۰۹۴: حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِىُّ ثَنَا عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلَى الْجُمُعَةِ فَوَجَدَ ثَلَاثَةً وَ قَدْ سَبَقُوْهُ فَقَالَ : رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَ مَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ بِبَعِيْدٍ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُوْنَ " مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ اِلَى الْجُمُعَاتِ الْاَوَّلَ وَالثَّانِىَ وَالثَّالِثَ " ثُمَّ قَالَ رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَ مَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ بِبَعِيْدٍ۔

۱۰۹۴: علقمہ سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جمعہ کے لئے نکلا انہوں نے تین آدمیوں کو پایا جو ان سے آگے گئے تھے تو کہا چار آدمیوں میں چوتھا کچھ دور نہیں ہے۔ میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے بے شک قیامت کے دن اللہ کے پاس بیٹھنے میں اس درجہ پر رہیں گے جو جمعہ کے لئے جانے میں ان کا درجہ ہوگا۔ جو جمعہ کو اول جائے گا وہ وہاں بھی اول رہے گا اور دوسرا دوسرے درجہ میں، تیسرا تیسرے درجے میں پھر فرمایا چار آدمیوں سے چوتھا اور چار آدمیوں سے چوتھا کچھ دور نہیں ہے (اس حدیث کی سند میں عبدالحمید بن عبدالعزیز ہے یہ شدید قسم کا مرجیہ تھا اور ان کے لیڈروں میں سے تھا اس کو ابو حاتم اور ابن ابی حاتم نے ضعیف کہا ہے)۔

تشریح ❁ یعنی دور ہے تو تنبیہ کی اپنے نفس کو دیر میں آنے پر اور دھمکایا اس کو اور بعضوں نے کہا تسلی دی اپنے نفس کو کہ تین ہی آدمیوں سے پیچھے رہا تو چوتھے درجے میں ہوا اپنے مال کے قرب میں اور یہ درجہ بھی غنیمت ہے چنداں دور نہیں ہے۔ امام غزالی نے کہا اوّل بدعت جو اسلام میں نکلی وہ یہ تھی کہ لوگ جمعہ کے لئے جانے میں دیر کرنے لگے۔ خدا تعالیٰ اس سے بچائے اس کی سند میں عبدالحمید گو مرجیہ ہے لیکن جمہور نے اس کی توثیق کی ہے پس اسناد حسن ہے۔

Marfat.com

۸۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن زینت کرنا (یعنی اچھے کپڑے پہننا خوشبو لگانا)

۱۰۹۵: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُ بْنُ الْحَرِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَ ابْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ سَلَامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ(مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرٰى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبِ مِهْنَتِهٖ۔

۱۰۹۵: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرماتے تھے کیسا اچھا ہو کہ تم لوگ جمعہ کے لئے عام استعمال کے علاوہ دو کپڑے بنوالو۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَيْخٌ لَنَا عَنْ عبدالحميد بن جعفر عن محمد بن يحيى بن حبان عن يوسف ابن يوسف بن عبدالله بن سلام عن ابيه قال خطبنا النبى ﷺ فذكر ذالك۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا پھر بیان کیا ایسا ہی جو اوپر گزرا۔

تشریح ❁ جو اکثر میلے کچیلے یا کم قیمت رہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی عزت کرے اور اپنے مقدور کے موافق عمدہ کپڑے پہنے صاف اور ستھرے جیسے کوئی دربار میں جاتا ہے۔

۱۰۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَاٰى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النِّمَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَجَدَ سَعَةً اَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهٖ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ۔

۱۰۹۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمعہ کے دن خطبہ سنایا تو دیکھا وہ پوستینیں پہنے ہوئے ہیں (اور پوستین میں جب پسینہ آتا ہے تو بدبو پھیلتی ہے) آپؐ نے فرمایا مشکل ہے تم میں سے کسی کو اگر اس کو مقدور ہو یہ کہ دو کپڑے جمعہ کے لئے بنائے روز مرہ کے کپڑوں کے سوا (یعنی جمعہ کے لئے خاص ایک جوڑا الگ رکھے صاف پاک اور جمعہ کے دن اس کو پہنا کرے)۔

۱۰۹۷: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ، وَ حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَدِيْعَةَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَحْسَنَ غُسْلَهٗ وَ تَطَهَّرَ فَاَحْسَنَ طُهُوْرَهٗ وَ لَبِسَ مِنْ

۱۰۹۷: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اچھی طرح اور پاک کرے اپنا بدن اچھی طرح اور عمدہ کپڑے پہنے (یعنی جو کپڑے اس کے پاس ہوں ان سب میں عمدہ) اور جو اللہ جل جلالہ نے اس کے گھر والوں کو خوشبو عنایت کی ہے اس کو لگائے پھر جمعہ کے لئے آئے اور لغو کام یا بات نہ

Marfat.com

اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَ مَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ وَ لَمْ يَلْغُ وَ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔

کرے نہ دو آدمیوں کو جو مل کر بیٹھے ہوں جدا کرے (اس طرح سے کہ ان کے بیچ میں گھس کر بیٹھے) تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہوں۔

۱۰۹۸: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِي الْاَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَمَنْ جَاءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَ اِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَ عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔

۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دن (یعنی جمعہ کا) عید ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مقرر کیا مسلمانوں کے لئے پھر جو کوئی جمعہ کے لئے آئے وہ غسل کرے اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو لگائے اور لازم کرلو اپنے اوپر مسواک کو۔ (اس کی سند میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف ہے جمہور نے اس کو لین کہا ہے)۔

تشریح ❁ اس حدیث سے نکلتا ہے کہ غسل نماز جمعہ کے لئے مسنون ہے نہ جمعہ کے دن کے لئے اور بعضوں نے کہا جمعہ کے دن کے لئے مسنون ہے پس جس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے عورت یا مریض یا مسافر یا نابالغ اور وہ جمعہ کی نماز کیلئے آنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو اس کو بھی غسل کرنا مستحب ہوگا اور اول قول کے موافق اس کو مستحب نہ ہوگا۔

۸۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کا وقت کیا ہے؟

۱۰۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَ لَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

۱۰۹۹: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم قیلولہ (یعنی دوپہر کا سونا اور دوپہر کا کھانا نہیں کھاتے تھے مگر جمعہ کے بعد۔

تشریح ❁ اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھ لیتے تھے پھر لوگ اپنے اونٹوں کی طرف جاتے اور ان کو چلاتے سورج ڈھلنے کے وقت اور سلمہ اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیثیں آگے آتی ہیں۔ ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جمعہ زوال سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔ امام احمد کے نزدیک یہ جائز ہے روضہ میں ہے کہ یہی حق ہے اور جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کا وقت زوال کے بعد سے ہے جو ظہر کا وقت ہے کیونکہ جمعہ بدل ہے ظہر کا شوکانی نے دور میں اہل حدیث کا مذہب بھی یہی قرار دیا ہے وہ ان حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح کا کھانا اور دن کا سونا موقوف رکھتے اور جمعہ کی نماز کا اہتمام کرتے پھر نماز پڑھ کر یہ کام کرتے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لیتے اور موید ہے امام احمد کے مذہب کی ابن سیدان کی روایت کہ میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ جمعہ میں حاضر تھا انہوں نے خطبہ پڑھا زوال سے پہلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی نقل کیا اس کو نکالا دارقطنی نے لیکن ابن سیدان کو لوگوں نے ضعیف کہا ہے۔

۱۱۰۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا يَعْلَى ابْنُ الْحَارِثُ قَالَ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ

۱۱۰۰: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر لوٹ کر آتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں پاتے تھے کہ ہم سایہ میں

Marfat.com

الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَلَا نَرٰی لِلْحِيْطَانِ فَيَانَسْتَظِلُّ بِهٖ۔ چلیں۔

تشریح ۞ یا ٹھہریں یہ حدیث بھی بظاہر امام احمد کے مذہب کی تائید کرتی ہے کس لئے کہ اگر جمعہ زوال کے بعد پڑھا جائے تو کم سے کم جمعہ میں خطبہ اور نماز ایک گھنٹہ میں فراغت ہوگی اور اس وقت دیواروں کا سایہ خوب ہو جائے گا مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ سایہ بہت نہ ہوتا جو چلنے یا آرام کرنے کے لائق ہو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل سایہ نہ ہوتا۔

۱۱۰۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ كَانَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ

۱۱۰۱: حضرت سعد رضی اللہ عنہ مؤذن سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کی اذان دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سایہ جوتی کے تسمے کے برابر ہوتا۔ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن سعد ضعیف ہے اور اس کا باپ مجہول ہے۔

تشریح ۞ یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت کیونکہ یہ مقدار سایہ اصلی کے ہے لیکن اس کے بعد خطبہ ہوتا تو شاید نماز تک زوال ہو جاتا ہو ان حدیثوں سے اگر زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا ثابت نہ ہو تو یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز زوال کے جمعہ پڑھتے اور جمعہ میں دیر نہ کرتے جیسے اس زمانے میں لوگوں نے اختیار کیا ہے کہ جمعہ میں نہایت دیر کرتے ہیں۔ بعضے دو بجے بعضے تین بجے پڑھتے ہیں یہ بالکل خلاف سنت ہے ایک بجے تک جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جانا چاہئے اور خطبہ مختصر سنانا اور نماز جلدی کرنا چاہئے اب الٹ ہو گیا ہے خدا رحم کرے۔

۱۱۰۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيْلُ۔

۱۱۰۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جمعہ پڑھتے تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر واپس آ کر سوتے تھے دوپہر کا سونا (یعنی قیلولہ)۔

۸۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن خطبہ کا بیان

۱۱۰۳: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَةَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً زَادَ بِشْرٌ وَ هُوَ قَائِمٌ۔

۱۱۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھتے بشر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ دونوں خطبے کھڑے ہو کر پڑھتے۔

۱۱۰۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔

۱۱۰۴: حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ سنا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کالا عمامہ تھا۔

تشریح ۞ سبحان اللہ گورے رنگ پر کالا عمام کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہوگا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

۱۱۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُوْمُ۔

۱۱۰۵ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے اتنی بات تھی کہ آپؐ ایک بار بیٹھتے (ایک خطبہ پڑھ کر) پھر کھڑے ہوجاتے (اور دوسرا خطبہ سناتے لیکن زبانی بطور وعظ کے نہ کتاب میں دیکھ کر جیسا اس زمانے کے لوگ کرتے ہیں)۔

۱۱۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَقْرَاُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَ كَانَتْ خُطْبَتُهٗ قَصْدًا وَ صَلَاتُهٗ قَصْدًا۔

۱۱۰۶ : حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ سناتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور کئی آیتیں پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے آپ کا خطبہ بھی میانہ ہوتا ہے اور نماز بھی متوسط ہوتی (یعنی نہ خطبہ لمبا ہوتا نہ بہت مختصر اس طرح نماز بھی نہ بہت لمبی ہوتی نہ مختصر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خطبہ نماز کے برابر ہوتا' بلکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ خطبہ آپ کا بہ نسبت نماز کے مختصر ہوتا)۔

۱۱۰۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ ، خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ وَ اِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلٰى عَصًا۔

۱۱۰۷: حضرت سعد مؤذن سے روایت ہے آپؐ جب لڑائی میں خطبہ سناتے (لوگوں کو جنت پر مستعد کرنے کے لئے اور جہاد پر رغبت دلانے کے لئے) تو کمان پر ٹیکا دیتے اور جب جمعہ کا خطبہ سناتے تو لکڑی پر ٹیکا دیتے (اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اولاد سعد اور اس کا باپ عبدالرحمٰن ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ یعنی عصا پر فقہاء نے لکھا ہے کہ خطیب کو خطبہ کے وقت بائیں ہاتھ میں عصا رکھنا سنت ہے اور جو شہر نیا فتح ہو اس میں اگر خطبہ پڑھے تو بائیں ہاتھ میں تلوار رکھے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا براء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کا خطبہ سنایا اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں کمان تھی یا لکڑی اور عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ پڑھا ان کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔

۱۱۰۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ غَنِيَّةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سُئِلَ اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا قَالَ اَوْ مَا تَقْرَاُ وَ تَرَكُوْكَ قَائِمًا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ غَرِيْبٌ لَا يُحَدِّثُ بِهٖ اِلَّا ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَحْدَهٗ۔

۱۱۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر (جمعہ کا) خطبہ پڑھتے تھے یا بیٹھ کر انہوں نے کہا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی وترکوک قائما۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اس کو صرف ابن ابی شیبہ نے ہی روایت کیا۔

تشریح ۞ پوری آیت یوں ہے: وازاروا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما یعنی جب کوئی سوداگری

Marfat.com

یا تماشا دیکھتے ہیں تو اُدھر چل دیتے ہیں اور تجھ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ صلی علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور ہمارے زمانے میں اس میں اختلاف ہوا ہے کہ اور خطبے جیسے نکاح کا خطبہ ہے بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور مجھے اس باب میں صاف کوئی حدیث اب تک نہیں ملی ہے لیکن میں نے اپنے مشائخ کو نکاح کا خطبہ بیٹھے بیٹھے پڑھتے دیکھا ہے واللہ اعلم۔

۱۱۰۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدِ ابْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ۔

۱۱۰۹: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے (خطبہ سنانے کے لئے) تو السلام علیکم فرماتے۔ اس میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

تشریح ۞ یعنی حاضرین کو سلام کرتے اور شافعی نے اسی حدیث سے دلیل لے کر یہ کہا ہے کہ امام جب منبر پر جائے تو کل حاضرین کو مخاطب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور اثرم سے روایت کیا مرسلاً شعبی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے جمعہ کے دن تو لوگوں کی طرف منہ کرتے اور فرماتے السلام وعلیکم اور ابن عدی نے نکالا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت جب منبر کے نزدیک ہوتے تو جو لوگ منبر کے پاس ہوتے ان کو سلام کرتے پھر جب منبر پر چڑھ جاتے اور لوگوں کی طرف منہ کرتے تو سلام کرتے اس کے بعد بیٹھتے کذا فی التلخیص۔

۸۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَلِاِنْصَاتِ لَهَا

باب: خطبہ سننا اور خطبہ ہوتے وقت خاموش رہنے کا بیان

۱۱۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

۱۱۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جب تو نے اپنے ساتھی سے کہا جمعہ کے دن چپ رہ جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تو نے لغو کیا۔

تشریح ۞ یعنی فضول حرکت تجھ سے صادر ہوئی کیونکہ خطبہ ہوتے خاموش رہنا اور خطبہ سننا ضروری ہے اگر کوئی بات کرے تو اشارے سے اس کو منع کرتے زبان سے جب کہا خاموش رہ تو خود اس نے بات کی اور دوسرے کو بات سے منع کرتا ہے یہ ایک لغو حرکت ہے۔

۱۱۱۱: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعُدَنِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَمِرٍ اَبِيْ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ وَ هُوَ قَائِمٌ فَذَكَّرَنَا بِاَيَّامِ اللّٰهِ وَ

۱۱۱۱: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن سورۂ تبارک پڑھی کھڑے رہ کر (خطبے میں) اور نصیحت کی ہم کو اللہ جل جلالہ کے دنوں سے (یعنی واقعات سے) اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ یا ابوذر رضی اللہ عنہ میری چٹکی لینے لگے اور کہنے لگے یہ سورت کب اتری یہ تو میں

Marfat.com

اَبُوْ الدَّرْدَاءِ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَوْ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَغْمِزُ فِیْ فَقَالَ مَتٰی اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃُ اِنِّیْ لَمْ اَسْمَعْھَا اِلَّا الْاٰنَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنِ اسْکُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ سَاَلْتُکَ مَتٰی اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃُ فَلَمْ تُخْبِرْنِیْ فَقَالَ اُبَیٌّ لَیْسَ لَکَ مِنْ صَلَاتِکَ الْیَوْمَ اِلَّا مَا لَغَوْتَ فَذَھَبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ: فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ وَ اَخْبَرَہٗ بِالَّذِیْ قَالَ اُبَیٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: صَدَقَ اُبَیٌّ

نے ابھی سنی۔ ابی بن کعب نے ان کو اشارہ کیا خاموش رہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابودرداء یا ابوذرؓ نے اُبی سے کہا میں نے تم سے پوچھا یہ سورت کب اتری تو تم نے بیان نہیں کیا ابی نے کہا تم کو آج کے دن نماز میں سے کچھ حصہ نہ ملے گا مگر یہی لغو بے کار بات یہ سن کر ابوالدرداء یا ابوذر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور جو اُبی نے کہا وہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا اُبی نے سچ کہا۔

تشریح ۱۱۱۱: امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا جو شخص امام کے نزدیک بیٹھا لیکن اس نے لغو حرکت کی اور خطبہ نہیں سنا اور خاموش نہیں رہا تو اس پر وبال کا ایک حصہ ہوگا اور جس نے کہا خاموش رہ اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اس کا جمعہ نہ ہوا ایسا ہی سنا میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حاصل ان سب حدیثوں کا یہ کہ خطبہ کی حالت میں بات کرنا منع ہے سوا اس کے کہ تحیۃ المسجد پڑھے کیونکہ اس کا جواز دوسری حدیث سے ثابت ہے اور بعضوں نے کہا ممانعت اس کلام سے ہے جو بے کار ہو اگر ذکر الٰہی کرے یا دعا مانگے یا درود شریف پڑھے تو منع نہیں ہے ابویعلیٰ اور بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا تیرا جمعہ نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں رے سعد؟ انہوں نے عرض کیا اس نے بات کی جب آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سعد نے سچ کہا اس حدیث کی اسناد میں مجالد بن سعید ضعیف ہے اور اس کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا۔

مترجم کہتا ہے ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خطبہ میں ہر ایک قسم کی بات کرنا منع ہے اگرچہ دین ہی کی بات ہو کیونکہ اُبی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ پر انکار کیا اور جس نے دوسرے سے کہا چپ رہ اس نے بھی اچھی بات کا حکم کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لغو فرمایا اور شاید لغو سے یہ مراد ہو کہ بے ضرورت بات کرنا کیونکہ اشارے سے بھی منع کر سکتا ہے پھر زبان سے کہنے کی کیا ضرورت ہے یہ مقتدیوں کے لئے ہے لیکن خطیب کو اثنائے خطبہ میں بات کرنا درست ہے امام احمد اور نسائی اور بیہقی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے بات کی اور آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن جب اس نے پوچھا قیامت کب ہے؟ اور ابن ابی الحقیق یہودی کے قاتلوں سے بات کی خطبے میں اس کو روایت کیا بیہقی نے اور مسلم نے ابورفاعہ سے روایت کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسافر ہوں اور دین کی بات پوچھنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ دیا اور مجھ کو سکھانے لگے پھر خطبہ کو تمام کیا اور اصحاب سنن نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو منبر پر سے اتر کر اٹھا لیا اور خطبہ قطع کر دیا اور مسلم نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیک غطفانی سے بات کی خطبہ میں اور طبرانی نے روایت کیا کہ نعمان بن قوقل سے بات کی اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے بات کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بات کی جب وہ دیر میں آئے نماز کے لئے خطبے کی حالت میں۔ ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر کوئی بات پوچھے تو اس کا جواب مقتدی دے سکتا ہے۔

Marfat.com

۸۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ الْاِمَامُ يَخْطُبُ

باب: جوکوئی مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو (دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے)

۱۱۱۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرًا وَ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ : اَصَلَّيْتَ ۔ قَالَ لَا قَالَ : فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ وَ اَمَّا عَمْرٌو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكًا۔

۱۱۱۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سلیک غطفانی مسجد میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو فرمایا کیا تو نے نماز پڑھی (تحیۃ المسجد کی) سلیک نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے (عمرو بن دینار نے جو اس حدیث کا راوی ہے سلیک کا ذکر نہیں کیا)۔

تشریح ﴿۱﴾ سلیک کا نام ابوالزبیر نے لیا یہ دونوں اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کا دوگانہ پڑھنا منع نہیں بلکہ ضروری ہے یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور مالک اور لیث اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ نہ پڑھے اور خاموش بیٹھ جائے حنفیہ کی فقہ میں لکھا ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے منبر پر چڑھا تو کلام اور نماز دونوں حرام ہو گئے اور سلیک کی حدیث اس کا رد کرتی ہے بعض حنفیہ نے توجیہ کی کہ سلیک مفلس تھا اور ننگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو نماز پڑھنے کا تاکہ وہ کھڑا ہو لوگ اس کو دیکھ لیں اور اس کو صدقہ دیں اور یہ توجیہ باطل ہوتی ہے امام مسلم کی اس حدیث سے کہ جب کوئی تم میں سے جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو دو رکعتیں ہلکی پڑھ لے یہ حکم عام ہے سب لوگوں کو شامل ہے اور بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک خاموش ہو رہے اور خطبہ موقوف رکھا جب تک سلیک نے دو رکعتیں نہ پڑھ لیں۔ دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے محمد بن قیس سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور قطع نظر اس کے کہ آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ اور نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی حکم دیا جیسے طبرانی نے نکالا اور اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ اس وقت تک موقوف رکھا اور یہ امر ممکن بھی نہیں ہے کہ امام ہر ایک آنے والے کے لئے خطبہ موقوف رکھے ورنہ وقت گزر جائے گا اور خطبہ تمام نہ ہوگا اور صحیح مسلم کی حدیث سے اس کا پڑھنا ضرور نکلتا ہے پس الامحالہ خطبہ کے وقت اس کا پڑھنا یعنی تحیۃ المسجد کا جائز ہوگا۔ بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ سلیک خطبہ شروع کرنے سے پہلے آیا تھا اور باطل کرتی ہے اس کو یہ روایت کہ جاء رجل والنبی یخطب اور ایسا ہی ہے ابوذر اور نعمان کی روایت میں بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ سلیک کی حدیث منسوخ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ ناسخ کون سی حدیث ہے وہ بیان کرو اور پھر تقدم اور تاخر تاریخ بھی ثابت کرو ورنہ نسخ کا دعویٰ بے دلیل ہوگا اور یہ دلیل کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو نہ نماز ہے نہ کلام۔ یہاں تک کہ امام فارغ ہو ضعیف ہے اس کو طبرانی نے کبیر میں نکالا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے البتہ مالک نے زہری سے اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ امام کا نکلنا قطع کرتا ہے نماز کو لیکن تابعی کا قول حجت نہیں ہے خصوصاً حدیث مرفوع کے خلاف اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد سعید اور زہری کی دوسرے نفل نمازوں سے ہو سوا تحیۃ المسجد کے اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کو مرفوعاً بھی نکالا لیکن یہ کہا کہ وہ خطا ہے۔

۱۱۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

۱۱۱۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: اَصَلَّيْتَ ـ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

شخص آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپؐ نے فرمایا تو نے نماز پڑھی وہ بولا نہیں آپؐ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام خطبہ میں بات کرسکتا ہے اور مقتدی بھی امام کا جواب دے سکتا ہے لیکن از خود مقتدی کو خطبہ کی حالت میں بات کرنا درست نہیں ہے۔

۱۱۱۴: حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رُشَيْدٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ' عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَا جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِیُّ وَرَسُوْلُ اللهِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ: اَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تَجِیْءَ قَالَ لَا قَالَ :فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ تَجَوَّزْ فِيْهِمَا۔

۱۱۱۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دونوں نے کہا سلیک غطفانی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپؐ نے فرمایا تو نے دو رکعتیں پڑھیں آنے سے پہلے اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے اور ہلکی پڑھ۔

تشریح ۞ تحیۃ المسجد تو مسجد میں آنے کے بعد پڑھا جاتا ہے پھر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے فرمایا کہ آنے سے پہلے تو پڑھ چکا ہے ابن تیمیہ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ جمعہ کی سنت تھی نہ تحیۃ المسجد اور مزی نے کہا کہ راوی نے غلطی کی اس روایت میں اور صواب یہ ہے کہ اصلیت رکعتیں قبل ان تجلس کو اس نے تجئی کر دیا اور شاید مراد یہ ہو کہ میرے پاس آنے سے پہلے اب اختلاف ہے علماء کا کہ تحیۃ المسجد سنت ہے یا واجب ظاہر حدیث سے تو اس کا وجوب نکلتا ہے اور شوکانی نے ایک رسالہ مستقلہ میں اس کا وجوب ثابت کیا ہے اور سید علامہ نے دلیل الطالب میں اور روضہ میں اسی کو حق کہا ہے۔

۸۸: بَابُ مَا جَاءَ فِی النَّهْیِ عَنْ تَخَطِّی النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن لوگوں کو پھاندنے کی ممانعت

۱۱۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِیُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللهِ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَتَخَطَّی النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ :اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَ آنَيْتَ۔

۱۱۱۵: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو وہ لوگوں پر سے پھاندنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا تو نے ایذا دی (لوگوں کو) اور دیر بھی کی (آنے میں)۔

تشریح ۞ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن دیر سے آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو لوگوں کی گردنوں پر سے پھاندتے کودتے آگے بڑھتے ہیں یہ منع ہے بلکہ حرام ہے۔ ابن قیم نے اس کو کبیرہ گناہوں میں لکھا ہے لیکن ہمارے زمانے میں لوگوں نے اس امر کو ہلکا گناہ سمجھ لیا ہے اور اکثر مسجدوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے اللہ رحم کرے آدمی کو چاہئے کہ جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے جب دیر میں آیا تو پیچھے ہی بیٹھے آگے بڑھنا اور لوگوں کو ستانا کیا ضروری ہے۔

۱۱۱۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ

۱۱۱۶: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ مُعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِتَّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کی گردنیں پھاندے جمعہ کے دن اس نے جہنم تک ایک پل بنایا۔

تشریح ؒ یعنی لوگوں کی گردنیں اس کے لئے مثل ایک پل کے ہو جائیں گی جو قیامت کے دن اس کو جہنم کا راستہ ہوگا فقہاء نے کہا ہے کہ اگر لوگوں کو ایذا نہ ہو تو امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پھاندنا درست ہے لیکن حدیث سے مطلق اس کی ممانعت نکلتی ہے اور یہی صحیح ہے۔

۸۹:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ

باب: جب امام منبر پر سے اترے تو بات کر سکتا ہے

۱۱۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ: كَانَ يُكَلَّمُ فِي الْحَاجَةِ اِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۱۱۱۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے بات کرتے تھے جب منبر پر سے اترتے جمعہ کے دن۔

تشریح ؒ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ کا رد ہوا جنہوں نے نماز سے فارغ ہونے تک کلام ناجائز کہا ہے اور صاحبین کا مذہب حدیث کے موافق ہے۔

۹۰:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَأَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے

۱۱۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَ فِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ۔

قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا۔

۱۱۱۸: حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مروان نے (جو حاکم تھا مدینہ کا بنی امیہ کی طرف سے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور خود مکہ کو گیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ہم کو نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اذا جاءک المنافقون عبیداللہ نے کہا میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اور میں نے کہا تم نے وہ سورتیں پڑھیں جن کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے (جمعہ کی نماز میں اپنی خلافت کے زمانے میں) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا یہ سورتیں پڑھتے تھے۔

Marfat.com

۱۱۱۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ اَنْبَاَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَخْبِرْنَا بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَاُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَاُ فِيْهَا ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ.....﴾۔

۱۱۱۹: حضرت عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر کو لکھا ہم سے بیان کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کی نماز میں) سورۂ جمعہ کے ساتھ کونسی سورت پڑھتے تھے۔ نعمان نے کہا آپؐ ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (دوسری رکعت میں اور پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ)۔

۱۱۲۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَنَانٍ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ اَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَاُ فِي الْجُمُعَةِ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔

۱۱۲۰: ابو عنبہ خولانی (بکسر عین اور فتح نون اور بائے موحدہ عبداللہ بن عتبہ یا عمارہ بن عتبہ) سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (اس حدیث کی سند میں سعید بن سنان ضعیف ہے لیکن اس کا مضمون صحیحین میں بھی ہے)۔

تشریح ❁ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جمعہ میں سورۂ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ قمر پڑھی۔

۹۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

باب: جو شخص جمعہ کی نماز میں سے امام کے ساتھ ایک ہی رکعت پائے

۱۱۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ اِلَيْهَا اُخْرٰى۔

۱۱۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی جمعہ میں سے ایک رکعت پائے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے۔ (اس کی سند میں عمر بن حبیب بالاتفاق ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ یعنی جمعہ اس کا صحیح ہو گیا اب ایک رکعت اور پڑھ لے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر ایک رکعت بھی نہ پائے مثلاً سجدے میں دوسری رکعت کے شریک ہو یا قعدے میں تو جمعہ نہیں ملا اب ظہر کی چار رکعتیں پڑھنا چاہئے روضہ میں ہے کہ یہ حدیث کئی صحابہ سے مروی ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تیرہ طریقوں سے مروی ہوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تین طریقوں سے تو اس کا درجہ حسن سے کم نہ ہوگا گو بعضوں نے اس میں گفتگو کی ہے اور حاکم نے اس کو بخاری اور مسلم کی شرط پر کہا۔

۱۱۲۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ' وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ۔

۱۱۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز میں ایک رکعت پائی تو اس نے وہ نماز پالی۔

تشریح ❁ اب یہ تمام نمازوں کو شامل ہے امام کے ساتھ ایک رکعت پائے تو جماعت کا ثواب پالے گا وقت کے اندر ایک رکعت پا لے تو نماز ادا ہوگی نہ قضا۔

Marfat.com

۱۱۲۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارِ الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ اَوْ غَيْرِهَا فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔

۱۱۲۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز میں سے یا اور کسی نماز میں سے ایک رکعت پالے اس نے وہ نماز پالی۔

۹۲: بَابُ مَا جَاءَ مِنْ اَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ

باب: جمعہ کی نماز کو کتنی دور سے آنا چاہئے

۱۱۲۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوْا يَجْتَمِعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۱۱۲۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قبا والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے جمعہ کے دن۔

تشریح ۞ حالانکہ قبا مدینہ سے دو میل یا تین میل کے فاصلے پر ہے تو جو لوگ جامع مسجد سے اتنی دور بھی ہوں ان کو جمعہ کے لئے آنا چاہئے اور ابو حنیفہؒ نے کہا جو کوئی جمعہ پڑھ کر رات ہونے سے پہلے اپنے گھر پہنچ جائے اس کو جمعہ کے لئے آنا واجب ہے۔

۹۳: بَابُ فِيْمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب: جو کوئی بے عذر جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو اس کا گناہ

۱۱۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالُوْا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِيْ عُبَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ وَ كَانَ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طُبِعَ عَلٰى قَلْبِهٖ۔

۱۱۲۵: حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین بار جمعہ کی نماز چھوڑ دی اس کے دل پر مہر ہو جائے گی۔

تشریح ۞ یعنی غفلت چھا جائے گی اور عبادت کا ذوق و شوق اس کے دل سے جاتا رہے گا اور بعضوں نے کہا نفاق اس میں آ جائے گا اور ایمان کا نور جاتا رہے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جو دن کو روزہ دار ہے اور رات بھر عبادت لیکن جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہو۔ انہوں نے کہا وہ جہنمی ہے تین بار یہی جواب دیا۔ غرض جمعہ فرض عین ہے اور اس کا پڑھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور خدا کا مقبول بندہ وہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ چھوٹے بھلا فرض کو کوئی چھوڑ دے وہ مقبول کیسے ہو سکتا ہے وہ مردود ہے۔

۱۱۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَسَيْدِ بْنِ اَبِيْ اَسَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اَسِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ

۱۱۲۶: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین جمعے چھوڑ دے بغیر عذر کے تو اللہ جل جلالہ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔

Marfat.com

الْجُمُعَةَ ثَلَا ثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔

۱۱۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مَعْدِيُّ ابْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلَا هَلْ عَسٰى اَحَدُكُمْ اَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَأْسِ مِيْلٍ اَوْ مِيْلَيْنِ فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلَاءُ فَيَرْتَفِعَ ثُمَّ تَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيْءُ وَ لَا يَشْهَدُ هَا وَ تَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُ هَا وَ تَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُ هَا وَ حَتّٰى يُطْبَعَ عَلٰى قَلْبِهٖ۔

۱۱۲۷ :حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خبردار ہو تم میں سے کوئی ایک گلہ بکریوں کا (جس کی تعداد بیس سے چالیس تک ہو) ایک میل یا دو میل پر مقرر کرے گا پھر وہاں گھاس مشکل سے ملے گی تو دو چلا جائے گا اب ایک جمعہ آئے گا وہ نہ آئے گا اور جمعہ میں شریک نہ ہوگا' پھر دوسرا جمعہ آئے گا وہ نہ آئے گا اور جمعہ میں شریک نہ ہوگا' پھر تیسرا جمعہ آئے گا جب بھی شریک نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کے دل پر مہر کر دی جائے گی (اس کی سند میں معدی بن سلیمان ضعیف ہے)۔

۱۱۲۸: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ۔

۱۱۲۸ : حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی قصداً جمعہ کو ترک کرے وہ ایک دینار (اشرفی) خیرات کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو آدھا دینار خیرات کرے۔

تشریح ✿ آدھے دینار کے دس درہم ہوتے ہیں تین روپیہ کے قریب بعض روایتوں میں گیہوں کا ایک صاع یا آدھ صاع مذکور ہے۔ حافظ نے کہا اس کفارے سے جمعہ کے ترک کا گناہ نہ جائے گا لیکن امید ہے کہ گناہ میں تخفیف ہو جائے۔

۹۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ سے پہلے سنت کا بیان

۱۱۲۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُبَشِّرِ ابْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عُطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ۔

۱۱۲۹ :حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ایک سلام سے پہلے۔ (اس حدیث کے تمام راوی ضعیف ہیں' عطیہ ضعیف ہے' حجاج مدلس ہے' بشر کذاب ہے اور بقیہ بھی مدلس ہے)۔

تشریح ✿ حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد بہت ضعیف ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور عبدالرزاق نے باسناد صحیح ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتے تھے اور طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور جمعہ کے بعد بھی دو رکعتیں۔

۹۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے بعد سنت کا بیان

۱۱۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ

Marfat.com

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا صَلّٰى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ۔

جب جمعہ پڑھ لیتے تو اپنے گھر میں چلے آتے اور وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

تشریح ۞ سنت یہی ہے کہ جمعہ پڑھتے ہی مسجد سے چل دے اور گھر میں آن کر دو رکعت پڑھے اور مسجد میں اس کا پڑھنا ثابت نہیں۔

۱۱۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ انبانا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۱۳۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۱۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ۔ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا اَرْبَعًا۔

۱۱۳۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعتیں پڑھو۔

۹۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلْقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَالْاِحْتِبَاءِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

باب: جمعہ کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے باندھ کر بیٹھنا منع ہے اسی طرح جب امام خطبہ پڑھے اس وقت گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے

۱۱۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ نَهٰى اَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ۔

۱۱۳۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حلقے باندھنے سے مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے۔

تشریح ۞ اس لئے کہ جب لوگ ایسے حلقے باندھ کر بیٹھیں گے تو ضرور فضول باتیں کریں گے اور لوگوں کی نماز میں خلل ہوگا۔

۱۱۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَعْنِيْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ۔

۱۱۳۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن گوٹھ مار کر بیٹھنے سے (یعنی سرین پر دونوں پاؤں کھڑے کر کے) جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ (اس کی سند میں بقیہ مدلس ہے اور عبداللہ بن واقد مجہول ہے)۔

تشریح ۞ کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے اور کبھی اس طرح بیٹھنے سے نیند آ جاتی ہے اور خطبہ سننے میں خلل ہوتا ہے۔

Marfat.com

۹۷:بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاَذَانِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۱۳۵: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسَی الْقَطَّانُ ثَنَا جَرِیْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ جَمِیْعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَا کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ اِذَا خَرَجَ اَذَّنَ وَ اِذَا نَزَلَ اَقَامَ وَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کَذٰلِکَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ کَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلٰی دَارٍ فِی السُّوْقِ یُقَالُ لَهَا الزَّوْرَاءُ فَاِذَا خَرَجَ اَذَّنَ وَ اِذَا نَزَلَ اَقَامَ۔

باب: جمعہ کے دن اذان کا بیان

۱۱۳۵: حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی موذن تھا تو آپؐ جب باہر نکلتے (خطبہ پڑھنے کے لئے) وہ اذان دیتا اور آپؐ جب منبر پر سے اترتے تو اقامت کہتا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی ایسا ہی رہا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے اور لوگ بہت ہو گئے تو انہوں نے ایک تیسری اذان بڑھائی بازار کے ایک مکان پر جس کو زوراء کہتے تھے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکلتے (خطبہ کے لئے) تو مؤذن (دوبارہ) اذان دیتا اور جب منبر سے اترتے تو تکبیر کہتا۔

تشریح ❁ یعنی جمعہ کے دن اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ابن ام مکتوم بھی آپ ﷺ کے مؤذن تھے کیونکہ وہ صرف فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد اور ابومحذورہ مکہ میں اذان دیتے تھے اور سعد قرظ قبا میں اذان دیتے تھے اور حارث صدائی کبھی کبھی سفر وغیرہ میں اذان دیا کرتے تھے انہوں نے صرف اذان سیکھی تھی۔

اسی تکبیر کو تیسری اذان کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ سب کی سنت یہی ہے کہ جمعہ میں ایک ہی اذان دی جائے جب امام منبر پر چڑھے خطبے کے لئے اور اس زمانہ میں جو رواج ہے کہ ایک اذان پہلے پکار دیتے تھے پھر جب امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان آہستہ سی دیتے ہیں یہ سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے گو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تقلید ان کی تقلید پر مقدم ہے علاوہ اس کے ہم کو اس میں بھی کلام ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک نئی اذان نکالی ہو اور امام شافعیؒ نے عطا سے نکالا کہ وہ انکار کرتے تھے اس کا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نئی اذان نکالی ہو اور کہتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ایک تذکیر کا حکم دیا تھا خاص جمعہ کے دن اذان سے پہلے اس خیال سے کہ لوگ بہت ہو گئے تھے وہ مستعد ہو جائیں خطبہ اور نماز کے لئے البتہ معاویہ بن ابی سفیان نے ایک نئی اذان کا حکم دیا لیکن ان کا فعل حجت نہیں ہو سکتا اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے نکالا کہ سلیمان بن موسیٰ نے کہا اوّل جس نے مدینہ میں ایک اذان زیادہ کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ سن کر عطا نے کہا ہرگز نہیں وہ لوگوں کو پکڑوا دیتے تھے اور اذان ایک ہی ہوتی تھی ان کے وقت میں بھی، پس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہو اور آپ ﷺ کی سنت کا شیدا ہو وہ جمعہ میں ایک ہی اذان دے جس وقت امام منبر پر جائے پکار کر بلند آواز سے اور تعجب ہے کہ فقہاء مجتہدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی تقلید اس مسئلہ میں چھوڑ کر بنی امیہ کا طریق اختیار کیا اور ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اگرچہ سارا زمانہ ہمارے خلاف ہو۔ عینی نے کہا کہ اگرچہ تیسری اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکالی لیکن انہوں نے اجتہاد کیا اور تمام صحابہ نے ان سے موافقت کی اور سکوت کیا تو گویا اجماع سکوتی ہو گیا اور ہم کہتے ہیں کہ نئی اذان نکالنا یہ اجتہاد سے نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے امور میں اجتہاد جائز ہے یہ تو صرف شارع علیہ السلام کا منصب ہے اور دوسرے یہ کہ اوپر گزرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان نہیں نکالی بلکہ معاویہ بن ابی سفیان نے۔

Marfat.com

۹۸:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِسْتِقْبَالِ الْاِمَامِ وَهُوَ یَخْطُبُ

۱۱۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا الْهَیْثَمُ ابْنُ جَمِیْلٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَهٗ اَصْحَابُهٗ بِوُجُوْهِهِمْ۔

تشریح ❁ خطبہ سننے کے لئے اس کے استحباب پر اتفاق ہے۔

باب: امام جب خطبہ پڑھے تو لوگ اس کی طرف منہ کریں

۱۱۳۶: حضرت عدی بن ثابت نے اپنے باپ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہوتے تو آپ کے اصحابؓ آپ ﷺ کی طرف منہ کرتے۔ (یہ حدیث مرسل ہے اور رجال ثقہ ہیں)۔

۹۹:بَابُ مَا جَاءَ فِی السَّاعَةِ الَّتِیْ تُرْجٰی فِی الْجُمُعَةِ

۱۱۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ یُصَلِّیْ یَسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ ۔ وَ قَلَّلَهَا بِیَدِهٖ۔

۱۱۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا كَثِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِیُّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ لَا یَسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا الْعَبْدُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطِیْ سُؤْلَهٗ ۔ قِیْلَ اَیُّ سَاعَةٍ قَالَ : حِیْنَ تُقَامُ الصَّلَاةُ اِلَی الْاِنْصِرَافِ مِنْهَا۔

باب: جمعہ میں ساعت اجابت کا بیان

۱۱۳۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے جو کوئی مسلمان اس کو پائے نماز میں کھڑا ہو اور اللہ سے اپنی بہتری مانگے تو اللہ جل جلالہ اس کو عنایت فرما دے گا اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ ساعت تھوڑی ہے (یعنی زمانہ اس کا قلیل ہے)۔

۱۱۳۸: حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اس میں جو کچھ بندہ اللہ جل جلالہ سے مانگے اس کی دعا قبول ہوگی لوگوں نے کہا وہ کون سی ساعت ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے نماز سے فراغت تک۔

تشریح ❁ تو نماز ہی میں جو کچھ مطلوب ہو اسکی دعا مانگے۔ اول حدیث سے بھی یہی نکلتا ہے کہ بندہ اس وقت نماز میں ہو اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نماز میں ہر ایک قسم کی دعا کرنا درست ہے اور جنہوں نے تخصیص کی ہے کہ فلاں قسم کی دعا کر سکتا ہے ان کا دعویٰ بے دلیل ہے دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ بندہ ہر چیز کو اپنے مالک سے مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ جوتی کے تسمے کو بھی۔

۱۱۳۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا بْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ اَبِی النَّضْرِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَ

۱۱۳۹: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ اِنَّا لَنَجِدُ فِی کِتَابِ اللّٰهِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا قَضٰی لَهٗ حَاجَتَهٗ۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَشَارَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ اَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ اَیُّ سَاعَةٍ هِیَ قَالَ: هِیَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ۔ قُلْتُ اِنَّهَا لَیْسَتْ سَاعَةَ صَلَاةٍ قَالَ: بَلٰی اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا صَلّٰی ثُمَّ جَلَسَ۔ لَا یَجْلِسُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ فَهُوَ فِی الصَّلَاةِ۔

پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ بسارہ کیا یا ساعت سے کم (یعنی ایک ساعت سے یا ساعت کا ایک حصہ) میں نے عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا ساعت یا ساعت کا ایک حصہ۔ پھر میں نے عرض کیا یہ ساعت کس وقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن کی اخیر ساعت۔ میں نے عرض کیا وہ نماز کا وقت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک لیکن جب نماز پڑھے پھر بیٹھا رہے نماز ہی کی انتظار میں تو گویا وہ نماز میں ہے۔

تشریح ❁ اوپر کی حدیث میں ہے کہ یہ ساعت نماز جمعہ کی اقامت سے فراغت نماز تک ہے اور اس میں ہے اخیر دن میں ہے اور سب سے زیادہ صحیح حدیث اس باب میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں یہ ساعت اس وقت تک ہے جب امام منبر پر بیٹھے نماز کی تکبیر ہونے تک غرض اس ساعت کی تعیین میں بہت اختلاف ہے یہاں تک کہ پینتالیس اقوال ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے کہ اب یہ ساعت باقی ہے یا اٹھ گئی اور ہر جمعہ میں ہے۔ یا سال میں ایک جمعہ میں ابن حجر نے کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قول اس باب میں سب سے زیادہ مشہور ہے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اور دوسرے باقی اقوال ضعیف ہیں یا موقوف اور بیہقی اور ابن عربی اور قرطبی اور نووی نے ثانی کو ترجیح دی ہے اور امام احمد اور اسحٰق اور ابن عبدالبر نے اوّل کو واللہ اعلم۔

۱۰۰: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً مِنَ السُّنَّةِ

باب: سنت کی بارہ رکعتوں کا بیان

۱۱۴۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَیْمَانَ الرَّازِیُّ عَنْ مُغِیْرَةَ ابْنِ زِیَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ثَابَرَ عَلٰی ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِیَ لَهٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

۱۱۴۰: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سنت کی بارہ رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرے تو اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا' چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔

تشریح ❁ یہی معمولی سنتیں ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پڑھا کرتے اور ان میں زیادہ تاکید فجر کی سنتوں کی ہے اس کے بعد مغرب کے دوگانہ کی اس کے بعد ظہر کے دوگانہ کی اس کے بعد عشاء کے دوگانہ کی اس کے بعد ظہر سے پہلے چار سنتوں کی اور افضل یہ ہے کہ ان سب سنتوں کو گھر میں پڑھے اور مسجد میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ سنتوں کا گھر میں پڑھنا منقول ہے اس کے سوا اور سنتیں بھی احادیث سے ثابت ہیں جیسے ظہر کے بعد چار رکعتیں اور عصر کے قبل چار رکعتیں اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں لیکن چار سنتیں جہاں ہیں وہ دو سلام سے پڑھنا چاہئیں جیسے ظہر کے اول یعنی دوگانے کے بعد

Marfat.com

سلام پھیرنا چاہئے امام احمد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور یہی قول ہے اہل حدیث اور شافعی اور احمدؒ کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک سلام سے پڑھنا چاہئے۔

۱۱۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰی فِیْ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِیَ لَهٗ بَيْتٌ فِی الْجَنَّةِ۔

۱۱۴۱: اُم المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر دن میں بارہ رکعتیں سنت کی پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

۱۱۴۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ يَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِیَ لَهٗ بَيْتٌ فِی الْجَنَّةِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ (اَظُنُّهٗ قَالَ) قَبْلَ الْعَصْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (اَظُنُّهٗ قَالَ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ۔

۱۱۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن میں بارہ رکعتیں پڑھے (یعنی سنت کی) اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائے گا دو فجر سے پہلے اور دو ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور میں سمجھتا ہوں کہ دو عصر سے پہلے فرمائیں اور مغرب کے بعد اور میں سمجھتا ہوں کہ دو عشاء کے بعد فرمائیں (اس کی سند میں ابن اصبہانی ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ اس حدیث سے ظہر سے پہلے دو سنتیں ثابت ہیں اور نمازی کو اختیار ہے دو پڑھے یا چار لیکن اگر چار پڑھے تو دو سلام سے پڑھے جیسے اوپر گزرا یا ایک سلام سے جیسا آگے آئے گا اور راجح چار پڑھنا ہے اور در رابیہ میں اہل حدیث کا مذہب یہی قرار دیا ہے۔

۱۰۱: بَابُ مَا جَاءَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب: فجر کی سنتوں کا بیان

۱۱۴۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ۔

۱۱۴۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی روشنی دیکھتے تو دو رکعتیں پڑھتے (سنت فجر کی)۔

۱۱۴۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ۔

۱۱۴۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے گویا آپ ﷺ تکبیر سن رہے ہیں۔

تشریح ۞ نماز تکبیر کے وقت جیسے جلدی ہوتی ہے ویسی جلدی آپ ﷺ ان رکعتوں میں کرتے مطلب یہ ہے کہ ان رکعتوں میں طول نہ کرتے مختصر سورتیں پڑھتے جیسے کافرون اور اخلاص۔

Marfat.com

۱۱۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا نُوْدِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ اِلَى الصَّلَاةِ۔

۱۱۴۵: اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی اذان ہوتی تو دو ہلکی رکعتیں پڑھتے نماز کو جانے سے پہلے (یعنی فرض کے لئے جانے سے پہلے)۔

۱۱۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ۔

۱۱۴۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے دو رکعتیں پڑھ کر نماز کے لئے نکلتے۔

۱۱۴۷: حَدَّثَنَا الْخَلِيْلُ ابْنُ عَمْرٍو اَبُو عَمْرٍو ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ۔

۱۱۴۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کے نزدیک دو رکعتیں پڑھتے۔

تشریح ✿ یعنی تکبیر کے وقت یہ مطلب نہیں ہے کہ تکبیر ہوتے وقت کیونکہ جب شروع ہو تو سنت پڑھنا درست نہیں ہے اور اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اس کی اسناد میں حارث اعور ہے اس کو بعضوں نے کذاب کہا ہے۔

۱۰۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب: فجر کی سنتوں میں کون سی سورتیں پڑھے

۱۱۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ وَ يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنَ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

۱۱۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔﴾ پڑھا۔

۱۱۴۹: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

۱۱۴۹: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکتا رہا آپ ﷺ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔﴾ پڑھتے تھے۔

تشریح ✿ اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں میں ہمیشہ آپ ﷺ انہی سورتوں کو پڑھتے تھے پس جو سنت کا پیرو ہو اس کو بھی فجر کی سنتوں میں یہی دو سورتیں پڑھنا بہتر ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آپ ﷺ نماز سری میں ایسی قرأت نہیں کرتے تھے کہ پاس والے کو بھی سنائی نہ دے۔

Marfat.com

۱۱۵۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ثَنَا الْجُرَيْرِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَ كَانَ يَقُوْلُ نِعْمَ السُّوْرَتَانِ هُمَا يُقْرَاُ بِهِمَا فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ و ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾۔

۱۱۵۰: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے یہ دو سورتیں اچھی ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔﴾ (اس کی سند میں جریری ہے جس کا حافظہ آخری عمر میں جاتا رہا)۔

۱۰۳: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِذَااُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ

باب: جب فرض کی تکبیر ہو اس وقت کوئی نماز نہیں ہوتی سوائے فرض کے

۱۱۵۱: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا اَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا ثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة۔

۱۱۵۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فرض کی تکبیر ہو تو اب کوئی نماز نہیں ہوتی ہے سوائے فرض نماز کے۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حدثنا محمود بن غيلان ثنا يزيد بن هارون انا حماد بن زيد عن ايوب عن عمرو بن دينار عن عطاء بن يسار عن ابی هريرة عن النبی ﷺ بمثله

تشریح ❁ یعنی اس فرض کی جس کی تکبیر کہی جائے مطلب یہ ہے کہ تکبیر شروع ہونے کے بعد کوئی سنت نہ پڑھے بلکہ فرض میں شریک ہو جائے اگر تکبیر سے پہلے سنت شروع کر چکا ہو تو تکبیر ہوتے ہی سنت توڑ ڈالے اور بعض کہتے ہیں کہ جلدی سے پورا کر لے اہل حدیث اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے یہاں تک کہ فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے جب تکبیر شروع ہو مگر ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک رکعت بھی جماعت سے ملنے کی توقع ہو تو فجر کی سنتیں پڑھ لے اور یہ قول ابوحنیفہ کا فاسد ہے اور مخالف ہے صحیح حدیث کے اور امام بیہقی اور ابن عدی نے نکالا باسناد حسن اس حدیث میں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اب تو تصریح ہو گئی فجر کی سنتوں کی بعض حنفیہ نے کہا کہ بیہقی کی روایت میں اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ الا رکعتی الفجر اور ہم کہتے ہیں کہ خود بیہقی نے اس زیادت کو باطل کہا اور اس کی اسناد میں عباد بن کثیر اور حجاج بن نصیر دونوں متروک ہیں۔

۱۱۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَیٰ رَجُلًا يُصَلِّی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَ هُوَ فِی الصَّلَاةِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ

۱۱۵۲: حضرت عاصم بن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے اس وقت صبح کے فرض پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اپنی دو

Marfat.com

لَهٗ :بِاَيِّ صَلَاتَيْكَ اعْتَدَدْتَ؟۔ نمازوں میں سے کس نماز کا تو اعتبار کرتا ہے۔

تشریح ۞ یعنی وہ جو تو نے اکیلے پڑھی یا وہ جو امام کے ساتھ پڑھی مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جب امام نماز کیلئے کھڑا ہو تو اب دوسری نماز نہ پڑھنا چاہئے اس حدیث سے بھی اہل حدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو اس وقت فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے۔

۱۱۵۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَقَدْ اُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَ هُوَ يُصَلِّي فَكَلَّمَهٗ بِشَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَحَطْنَا بِهٖ نَقُوْلُ لَهٗ مَا ذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِيْ :يُوْشِكُ اَحَدُكُمْ اَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ اَرْبَعًا۔

۱۱۵۳: حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے گزرے اس وقت صبح کی نماز کی تکبیر ہو رہی تھی وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ فرمایا جو میری سمجھ میں نہیں آیا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ہم اس کے گرد جمع ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا فرمایا وہ بولا آپ ﷺ نے یہ فرمایا قریب ہے کہ اب تم میں سے کوئی فجر کی چار رکعتیں پڑھے۔

۱۰۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَتٰى يَقْضِيْهِمَا

باب: اگر کسی شخص کی فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو وہ کب قضا پڑھے

۱۱۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَصَلَاةَ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ ۔

۱۱۵۴: حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا صبح کی نماز دوبارہ پڑھتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے وہ دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں (یعنی فجر کی سنتیں) تو میں نے اب ان کو پڑھ لیا یہ سن کر آپ خاموش ہو رہے۔

تشریح ۞ اہل حدیث اور شافعیؒ کا یہی قول ہے کہ فجر کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے تو فرض کے بعد ان کو پڑھ لے لیکن حنفیہ نے اس سے منع کیا ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم تیمی نے قیس سے نہیں سنا اور ہم کہتے ہیں کہ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ حدیث مرسل ہوگی اور وہ حجت ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک اس صورت میں ملا علی قاری کا یہ کہنا باطل ہوگا کہ حدیث حجت نہ ہوگی ابوحنیفہؒ پر۔

۱۱۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَ يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ

۱۱۵۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے

Marfat.com

يَزِيْدِ بنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِى حَازِمٍ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَامَ عَنْ رَكْعَتَىِ الْفَجْرِ فَقَضَا هُمَا بَعْدَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

ان کی قضا پڑھی سورج نکلنے کے بعد (اس حدیث کی سند میں مروان بن معاویہ فزاری مدلس ہے جو عنعنہ سے روایت کرتا ہے۔ ہاں شیخین نے اس سے احتجاج کیا ہے)۔

تشریح ۞ ثوری اور احمد اور اسحٰق اور ابن مبارک کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ سنت کی قضا نہ پڑھے نہ سورج نکلنے کے بعد نہ اس سے پہلے اور یہ مخالف ہے بہت سی احادیث صحیحہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فجر کی سنتوں کی قضا کی اسی واسطے سے امام محمد نے کہا کہ ہمارے نزدیک زوال تک ان کی قضا پڑھ لینا پسند ہے اور اپنے استاد کا قول ترک کیا اور تعجب ہے ان حنفیہ سے جو اس حدیث کو رد کرتے ہیں قیاس سے اور یہ نہیں جانتے کہ ان کے امام کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے۔

۱۰۵: بَابُ فِى الْاَرْبَعِ الرَّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ

باب: ظہر کے اوّل چار رکعتیں سنت پڑھنا

۱۱۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ قَابُوْسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَرْسَلَ اَبِىْ اِلٰى عَائِشَةَ اَىُّ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ اَنْ يُوَاظِبَ عَلَيْهَا قَالَتْ كَانَ يُصَلِّىْ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ يُطِيْلُ فِيْهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيْهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔

۱۱۵۶: قابوس بن ابی ظبیان سے روایت ہے میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے کہا! بھیجا کون سی نماز آنحضرت ﷺ کی (یعنی سنتوں میں سے) آپ کو ہمیشہ پڑھنا پسند تھی۔ انہوں نے کہا آپ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان میں قیام کو طول دیتے تھے اور رکوع اور سجدہ ان میں اچھی طرح سے کرتے تھے۔ (اس حدیث میں قابوس مختلف فیہ ہے)۔

تشریح ۞ یہ ظہر کی سنتیں ہیں اور بعضوں نے کہا یہ زوال کی نماز ہے جو علیحدہ مسنون ہے امام محمد نے موطا میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا ابوایوب نے پوچھا آپ ﷺ سے اس نماز کو آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو مسجد پسند ہے کہ میرا کوئی عمل اس وقت میں اوپر چڑھے انہوں نے کہا کیا اس کو وہ سلام سے پڑھے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اور ظاہر حدیث اس کو مقتضی ہے کہ زوال کی نماز کوئی علیحدہ نماز نہیں ہے کس لئے کہ کئی حدیثوں میں ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلتے ہی پڑھتے تھے تو ظاہر ہے کہ دوسری نماز کی گنجائش کہاں ہوتی اور جو ہوتی وہ ظہر کی سنتوں کیلئے تھی واللہ اعلم۔

۱۱۵۷: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ الضَّبِّىِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ قَزْعَةَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّىْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ وَ قَالَ: اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ۔

۱۱۵۷: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا ان کے درمیان سلام نہ پھیرتے اور فرماتے کہ جب سورج ڈھلتا ہے اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔

تشریح ۞ یہ حدیث ابوحنیفہ کی دلیل ہے کہ ظہر کی چار سنتیں ایک ہی سلام سے پڑھے۔

Marfat.com

۱۰۶: بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ

۱۱۵۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالُوْا ثَنَا مُوْسٰى ابْنُ دَاوٗدَ الْكُوْفِيُّ ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ

باب: جو شخص ظہر سے پہلے چار سنتیں نہ پڑھ سکے

۱۱۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ظہر سے پہلے چار سنتیں فوت ہو جاتیں تو آپؐ ان کو ظہر کی دو رکعت سنت کے بعد پڑھ لیتے۔

(یہ حدیث غریب ہے اسے صرف قیس نے شعبہ سے روایت کیا ہے)

تشریح: اس حدیث سے بھی ابو حنیفہ کا رد ہوتا ہے کہ سنت کی قضا نہیں پڑھنا چاہئے۔ اب امام محمدؒ نے جو کہا ہے کہ ان سنتوں کو ظہر کی سنت کے دوگانہ سے پہلے پڑھ لینا چاہئے یہ حدیث کے خلاف ہے اور حنفیہ نے جو اس کو مفتی بہ قرار دیا ہے یہ دوسری غلطی ہے۔

۱۰۷: بَابُ فِيْمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ

۱۱۵۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَانْطَلَقْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ فَسَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا هُوَ يَتَوَضَّاُ فِيْ بَيْتِيْ لِلظُّهْرِ وَ كَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا وَ كَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَ قَدْ اَهَمَّهُ شَاْنُهُمْ اِذَا ضُرِبَ الْبَابُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا جَاءَ بِهٖ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِيْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: شَغَلَنِيْ اَمْرُ السَّاعِيْ اَنْ اُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ۔

باب: جس کی ظہر کے بعد کی سنت فوت ہو جائے

۱۱۵۹: عبداللہ بن حارث سے روایت ہے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت بی بی ام سلمہؓ کے پاس کسی کو بھیجا میں بھی اس کے ساتھ گیا اس نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار وضو کر رہے تھے میرے گھر میں ظہر کے لئے اور آپؐ نے ایک صدقہ وصول کرنے والے کو روانہ کیا تھا اور آپؐ کے پاس مہاجرین بہت ہو گئے تھے (جو بالکل محتاج تھے) آپؐ کو ان کی فکر تھی اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا آپؐ باہر نکلے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر وہ مال بانٹنے لگے جس کو وہ لا تھا (یعنی صدقہ وصول کرنے والا) اور بانٹتے رہے عصر تک (پھر عصر پڑھ کر) گھر تشریف لائے اور آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ میں صدقہ لانے والے کے کام میں مصروف رہا اور ظہر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھ سکا تو میں نے ان کو عصر کے بعد پڑھ لیا۔ (اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد مختلف فیہ ہے)۔

تشریح: اس حدیث سے بھی ابو حنیفہؒ کا رد ہوا کہ سنت کی قضا نہ پڑھنا چاہئے اور یہ معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اسی طرح اور اوقات مکروہہ میں نوافل کا پڑھنا منع نہیں اور یہی مختار ہے اہل حدیث کا اور امام ابوداؤد کے نزدیک مطلقاً ان اوقات میں نماز درست۔ اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے۔

Marfat.com

۱۰۸:بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا اَرْبَعًا

۱۱۶۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشَّعْثِىُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ عَنِ النَّبِىِّ قَالَ: مَنْ صَلّٰى قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا اَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ۔

باب: ظہر کے اوّل اور ظہر کے بعد چار چار رکعتیں سنت پڑھنا

۱۱۶۰: اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور ظہر کے بعد چار تو اللہ تعالیٰ اس کو حرام کر دے گا دوزخ پر۔

۱۰۹:بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ

۱۱۶۱: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ وَ اَبِىْ وَاِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِىِّ قَالَ سَاَلْنَا عَلِيًّا رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ تَطَوُّعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَهٗ فَقُلْنَا اَخْبِرْنَا بِهٖ نَاْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِىْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِىْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِىْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا قَامَ فَصَلّٰى اَرْبَعًا وَ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَ اَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

قَالَ عَلِىٌّ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ وَ قَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا قَالَ وَكِيْعٌ زَادَ فِيْهِ اَبِىْ فَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ يَا اَبَا

باب: دن کو کون سی نفل پڑھنا مستحب ہے

۱۱۶۱: عاصم بن ضمرہ سلولی سے روایت ہے ہم نے امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون کون سی نفل پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا تم سے وہ ادا نہ ہو سکیں گے (پھر پوچھنے سے کیا فائدہ؟) ہم نے کہا آپ بیان تو فرمایئے جتنی ہم سے ہو سکے اتنی ہی ادا کریں گے تب انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے جب آفتاب پورب کی جانب اتنا بلند ہوتا جتنا عصر کے وقت پچھم کی جانب بلند ہوتا ہے تو کھڑے ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے (یہ اشراق کی نماز ہے) پھر ٹھہر جاتے جب آفتاب پورب کی طرف اتنا بلند ہوتا جتنا ظہر کے وقت پچھم کی طرف ہوتا ہے تو آپ کھڑے ہوتے اور چار رکعتیں پڑھتے (یہ چاشت کی نماز ہے) اور چار رکعتیں پڑھتے ظہر سے پہلے جب سورج ڈھل جاتا (یہ ظہر کی سنتیں تھیں یا زوال کی نماز) اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے اور یہ دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے مقرب فرشتوں اور پیغمبروں اور ان کے تابعداروں پر مسلمانوں اور مومنوں میں سے جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب سولہ رکعتیں ہوئیں نفل کی دن کو اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ان کو ہمیشہ پڑھیں۔ وکیع نے کہا جو راوی ہیں اس حدیث کے میرے باپ نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ حبیب بن ابی ثابت نے ابو اسحٰق سے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا عاصم بن ضمرہ

Marfat.com

اِسْحٰقَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِحَدِیْثِكَ هٰذَا مِلْءُ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَبًا۔

سے) اے ابواسحٰق اگر اس حدیث کے بدل مجھے تمہاری اس مسجد بھر سونا ملے تو میں نہیں چاہتا۔

۱۱۰: بَابُ مَا جَاءَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا بیان

۱۱۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَكِيْعٌ عَنْ كَهْمَسٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ۔ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِی الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَآءَ۔

۱۱۶۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے بیچ میں نماز ہے (یعنی اذان اور اقامت کے بیچ میں) تین بار یہ فرمایا اور تیسری بار میں فرمایا جو کوئی چاہے۔

تشریح ۞ یعنی یہ نماز نفل ہے فرض نہیں ہے پس یہ حکم عام ہے اس میں مغرب کی نماز بھی آ گئی اور مغرب کی سنتیں پڑھنا مستحب ہے بہت صحابہ سے اس کا پڑھنا ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا اور ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ مغرب سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جو بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم نے اس کو نہیں پڑھا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ نفی پر شہادت ہے اور قطع نظر اس کے مستحب ہونے کے اس کے ترک سے استحباب میں خلل نہیں آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو گھر میں پڑھتے ہوں گے کیونکہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سنتیں مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اس وجہ سے بریدہ نے نہ پڑھنا نقل کیا۔

۱۱۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جَدْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ لَيُؤَذِّنُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيُرٰى اَنَّهَا الْاِقَامَةُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُوْمُ فَيُصَلِّی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔

۱۱۶۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مؤذن اذان دیتا اور معلوم ہوتا کہ وہ تکبیر ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ کھڑے ہوتے اور دو رکعتیں سنت کی مغرب سے پہلے پڑھتے۔

تشریح ۞ یہ دو رکعتیں ہلکی ہوتیں جب تک اذان سے فراغت ہوتی اور مؤذن تکبیر شروع کرتا تو ان سے فراغت ہو جاتی اب یہ اعتراض نہ ہوگا جو بعض حنفیہ نے کہا ہے کہ اس صورت میں مغرب کی تاخیر لازم آئے گی اور وہ مکروہ ہے۔

۱۱۱: بَابُ مَا جَاءَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کے دوگانے کا بیان

۱۱۶۴: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدَّوْرَقِیُّ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّی الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى بَيْتِیْ فَيُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۱۶۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھتے تھے پھر میرے گھر میں آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

۱۱۶۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ

۱۱۶۵: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے بنی عبدالاشہل کی

Marfat.com

عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ، قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ فِيْ مَسْجِدِ نَا ثُمَّ قَالَ :اِرْكَعُوْا هَا تَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِيْ بُيُوْتِكُم۔

مسجد میں آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی مسجد میں پھر فرمایا یہ دو رکعتیں (مغرب کی سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو۔ اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے اور عبدالوہاب کذاب ہے۔

تشریح ۞ کیونکہ مسجد فرض پڑھنے کے لئے ہے اور نوافل کے لئے گھر بہتر ہے اس میں ریا سے بھی بچاؤ ہوتا ہے اور گھر میں برکت بھی ہوتی ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگوں نے اس سنت کو بالکل چھوڑ دیا ہے کہ ہمیشہ سنتوں کو مسجد میں ہی پڑھا کرتے ہیں اور جمعہ کے بعد فی صدی ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا جاتا جو جمعہ پڑھتے ہی مسجد سے چل دے اور سنتیں گھر میں جا کر ادا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔

۱۱۲:بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کے بعد دوگانے میں کون سی سورتیں پڑھے

۱۱۶۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَافِدٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَاصِمُ ابْنُ بهدلة عن ذر وابی وائل عن عبدالله بن مسعود ان النبی کان یقراء فی الرکعتین بعد صلاة المغرب قل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد۔

۱۱۶۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد سنت کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔

۱۱۳:بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

باب: مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت کا بیان

۱۱۶۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ خَثْعَمِ الْيَمَامِيُّ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَى عَشْرَةَ سَنَةً۔

۱۱۶۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو وہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوگی۔

تشریح ۞ ان چھ رکعتوں میں مغرب کا دوگانہ بھی داخل ہے یا دوگانہ خارج ہے تو کل آٹھ رکعتیں پڑھے بعضوں نے کہا اوابین کی نماز یہی ہے اور صحیح یہ ہے کہ اوابین کی نماز دوپہر کے قریب ہے جس کو چاشت کی نماز کہتے ہیں یا زوال کی نماز اوابین کی نماز ہے واللہ اعلم اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اس کی اسناد میں عمر بن ابی خثعم ضعیف ہے۔

۱۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کا بیان

۱۱۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ

۱۱۶۸: حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَاشِدٍ الذَّوْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ ابْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ لَهِىَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔

روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اوپر برآمد ہوئے اور فرمایا: بے شک اللہ جل جلالہ نے ایک نماز تم کو بڑھا دی وہ بہتر ہے تمہارے لئے لال اونٹوں سے وہ کیا ہے وتر اللہ جل جلالہ نے اس کو مقرر کیا عشاء کی نماز سے لے کر طلوع فجر تک۔

۱۱۶۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ اِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ وَلَا كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوْبَةِ وَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْتَرَ ثُمَّ قَالَ: يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ اَوْتِرُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ وَتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔

۱۱۶۹: حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ارشاد) فرمایا وتر واجب نہیں ہے اور نہ وہ فرض نماز کی طرح ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھا پھر (ارشاد) فرمایا اے قرآن والو وتر پڑھو اس لئے کہ اللہ وتر ہے اور دوست رکھتا ہے وتر کو۔

تشریح ❁ یعنی خود طاق ہے اور طاق عدد کو دوست رکھتا ہے جناب امیر کے قول پر اہل حدیث اور شافعی اور تمام مجتہدین نے یہ حکم دیا کہ وتر سنت ہے واجب نہیں ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی یہی نکلتا ہے جو آگے آئے گا اور تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تمام جہان کے علماء کا اس بات پر خلاف کیا اور وتر کو واجب قرار دیا اور امام ابوحنیفہؒ اکثر مسائل میں جناب امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ان دونوں کا بھی خلاف کیا شاید ابوحنیفہؒ کو ان حدیثوں کو دیکھ کر شبہ ہوا کہ وتر واجب ہے ہر مسلمان پر نکالا اس کو اصحاب سنن اور ابن حبان اور حاکم نے اور ہم کہتے ہیں کہ جمعہ کے غسل کے باب میں بھی یہی لفظ وارد ہے مگر ابوحنیفہ کو واجب نہیں کہتے ہیں اسی طرح اس حدیث سے کہ جو کوئی وتر سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھے یا صبح کو پڑھ لے وجوب نہیں نکلتا کس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتوں کی بھی قضا منقول ہے جیسے اوپر متعدد احادیث میں گزرا اور امام محمد بن نصر مروزی نے جو بڑے محدث ہیں ایک خاص کتاب بنائی ہے وتر اور نوافل کے بیان میں اور وجوب وتر کو بہت حدیثوں سے رد کیا ہے اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وتر منقول ہے وہ یہی تھا کہ آپ ﷺ رات کی نماز کو وتر پڑھ کر طاق کر لیتے اور اکثر اخیر رات میں اس کو پڑھتے اور کبھی اول رات میں بھی پڑھتے اب یہ جو لوگوں نے عموماً اختیار کیا ہے کہ وتر کو ہمیشہ شروع رات میں ادا کر لیتے ہیں اور تہجد وغیرہ وتر کے بعد پڑھا کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے وتر کے بعد پھر فجر کی سنت ہی ہے اور کوئی نماز نہیں ہے اور وتر کی ایک رکعت تین رکعت پانچ رکعت سات رکعت تک ہو سکتی ہے اور یہ سب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور ابوحنیفہؒ نے ان سب صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر وتر کی ہمیشہ تین ہی رکعتیں قرار دی ہیں حالانکہ بعض احادیث میں تین رکعت وتر پڑھنے سے ممانعت آئی ہے تاکہ مغرب کی نماز سے مشابہت نہ ہو اور اگر کوئی تین رکعت وتر کی پڑھے تو دو سلام سے پڑھے یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر پھر ایک رکعت پڑھے اور صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ تین رکعت ایک سلام سے پڑھے لیکن ابوحنیفہؒ نے اس کا بھی خلاف کیا ہے اور ہمیشہ تینوں رکعتوں کو ایک ہی سلام سے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

۱۱۷۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْاَبَّارُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِ و بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ وَتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اَوْتِرُوْا یَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ ۔ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ مَا یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ: لَیْسَ لَكَ وَ لَا لِاَصْحَابِكَ۔

۱۱۷۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ وتر (طاق یعنی ایک) ہے تو وتر پڑھوا ے قرآن والو (یعنی قرآن کے جاننے والو خطاب خاص لوگوں کو ہے یعنی علم والوں کو مہاجرین اور انصار میں سے) ایک گنوار بولا کیا فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ حکم تیرے لئے نہیں ہے نہ تیرے ساتھیوں کے لئے۔

تشریح ﴿۱﴾ اس سے صاف نکلتا ہے کہ وتر واجب نہیں ہے اگر واجب ہوتا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس گنوار کو بھی وتر پڑھنے کا حکم دیتے اسی طرح دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک اعرابی سے فرمایا نہیں ہے فرض تجھ پر مگر پانچ نمازیں اس نے کہا اور کوئی نماز؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عید اور کسوف اور خسوف اور استسقاء کی بھی نمازیں سنت ہیں واجب نہیں ہیں اہل حدیث کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ نے عید کی نماز کو واجب کہا ہے۔

۱۱۵: بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَا یُقْرَأُ فِی الْوِتْرِ

باب: وتر میں کون سی سورتیں پڑھے

۱۱۷۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْاَبَّارُ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ طَلْحَةَ وَ زُبَیْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُوْتِرُ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ وَ ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

۱۱۷۱: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی.....﴾ اور ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ.....﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ.....﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۷۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ یُوْتِرُ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ وَ ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾

۱۱۷۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی.....﴾ اور ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ.....﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ.....﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ اَبُوْ یُوْسُفَ الرَّقِّیُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الصَّیْدَلَانِیُّ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَیْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَاَلْنَا عَائِشَةَ بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَتْ كَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَ فِی الثَّانِیَةِ ﴿قُلْ یَاَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ فِی الثَّالِثَةِ ﴿قُلْ

۱۱۷۳: حضرت عبدالعزیز بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی.....﴾ پڑھتے تھے اور دوسری میں ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ.....﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ.....﴾ اور معوذتین۔

Marfat.com

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ الْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

تشریح ❁ یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی وتر کی تین رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں خلاف نہیں ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ ان تینوں رکعتوں کو ایک سلام سے پڑھتے تھے جیسے حنفیہ کا قول ہے۔

۱۱۶: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

باب: ایک رکعت وتر پڑھنے کا بیان

۱۱۷۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ۔

۱۱۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (یعنی تہجد کی) اور ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے۔

۱۱۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ۔ قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ اَرَاَيْتَ اِنْ نِمْتُ ؟ قَالَ اجْعَلْ : اَرَاَيْتَ ۔ عِنْدَ ذٰلِكَ النَّجْمِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا السِّمَاكُ ثُمَّ اَعَادَ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ۔

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں (یعنی ہر دو گانے کے بعد سلام پھیرنا چاہئے) اور وتر کی ایک رکعت ہے۔ ابومجلز نے کہا میں نے ان سے کہا اگر میری آنکھ لگ جائے اگر میں سو جاؤں انہوں نے کہا اگر مگر اس ستارے کے پاس لے جاؤ میں نے اپنا سر اٹھایا دیکھا تو سماک تازہ ہے۔ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی اور کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور وتر کی ایک رکعت ہے صبح سے پہلے۔

تشریح ❁ یہی حال تھا صحابہ کرام کا جب ان میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا اور کوئی شخص اس میں شبہ کرتا یا مخاطب کرتا یا اگر مگر نکالتا تو اس پر کمال غصہ کرتے ایک بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی کہ مت منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے ان کے بیٹے بلال نے کہا ہم تو منع کریں گے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ان کو گالی دی اور سخت کہا اور ساری عمر بات نہ کی۔ ایسے ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی کہ وضو کرو اس کھانے سے جو انگارے سے پکا ہو تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا ہم وضو کریں گے گرم پانی سے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے تو اس پر مثالیں مت بیان کر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح حدیثیں سنتے ہیں لیکن ان کو قبول نہیں کرتے اور اپنے امام یا مجتہدی یا پیر یا مرشد کا قول ان کے معارضے میں لاتے ہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس وقت زندہ ہوتے تو ایسے لوگوں پر کمال غصے ہوتے بلکہ کچھ عجب نہیں کہ ان کو مارنے یا قید کرنے کا حکم دیتے۔

۱۱۷۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ

۱۱۷۶: مطلب بن عبداللہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا میں وتر کیسے پڑھوں؟ عبداللہؓ نے کہا

Marfat.com

اللهِ قَالَ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ أُوتِرُ قَالَ أُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ قَالَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ الْبَتِيرَاءُ فَقَالَ سُنَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ يُرِيدُ هٰذِهِ سُنَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ۔

ایک رکعت وتر کی پڑھ وہ بولا میں ڈرتا ہوں لوگ اس کو بتیرا کہیں گے (یعنی دم کٹی) عبداللہ نے کہا سنت ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی یعنی ایک رکعت وتر کی پڑھنا سنت ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ (اس حدیث کی سند منقطع ہے امام بخاری نے کہا کہ مطلب کا سماع کسی صحابی سے ثابت نہیں۔

تشریح ۞ اور جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بہتر کہے وہ خود دم کٹا ہے بلکہ بے دم ہے اگر جان کر ایسا کہتا ہے بعض حنفیہ نے ایک رکعت وتر کی ممانعت میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتیرا سے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے برخلاف اس کے ایک رکعت وتر کے اثبات کی صحیح حدیثیں قولی اور فعلی دونوں وارد ہیں۔

۱۱۷۷: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ ثِنْتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔

۱۱۷۷: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت کے بعد سلام پھیرتے (تہجد کی نماز میں) اور ایک رکعت وتر کی پڑھتے۔

۱۱۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

۱۱۷۸: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ۔

۱۱۷۸: حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میرے نانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چند کلمے سکھائے جن کو میں وتر کی قنوت میں کہا کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَبَارِكْ لِي الخ تک۔

تشریح ۞ حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب میں رکوع سے سر اٹھاتا ہوں اور صرف سجدہ باقی رہ جاتا ہے اس وقت ان کلمات کو کہتا ہوں۔ ترمذی نے کہا قنوت کے باب میں یہ دعا سب دعاؤں سے زیادہ صحیح ہے اور اکثر روایتوں میں یہ دعا یوں ہے اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت وبارك فيما اعطيت وقني شر ما قضيت فانك تقضي ولا يقضى عليك انه لا يذل من واليت تباركت وتعاليت اور بیہقی کی روایت میں والیت کے بعد اتنا زیادہ ہے والا یعز من عاديت اور نسائی کی روایت میں اخیر میں اتنا زیادہ ہے وصلى الله على النبي۔ نووی نے خلاصہ میں کہا اس کا اسناد صحیح ہے یا حسن ہے اور قنوت میں ایک اور دعا مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللهم اني اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصي ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك نکالا اس کو چاروں سنن والوں نے ترمذی نے کہا اس کا اسناد حسن ہے پس ان صحیح اور حسن حدیثوں کو چھوڑ کر یہ دعا پڑھنا اللهم انا نستعينك ونستغفرك الخ تک جو ایک

Marfat.com

ضعیف روایت میں وراد ہے منصف کا کام نہیں گو حنفیہ نے ایسا ہی کہا ہو اور ہر ایک مومن اس دعا کو زیادہ پسند کرے گا جس کو ائمہ اہل بیت یعنی حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہو خصوصاً جب اس کا اسناد بھی زیادہ صحیح ہو اور اس کے علاوہ جس روایت میں یہ دعا مروی ہے اللھم انا نستعینک اخیر تک وہ موقوف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رکوع کے بعد پڑھا اور حنفیہ رکوع سے اول پڑھتے ہیں تو انہوں نے خلاف کیا اس روایت کا بھی بیہقی نے کہا سوا ابن ابزی کے اور کسی نے رکوع سے پہلے پڑھنا نقل نہیں کیا البتہ داؤد نے مراسیل میں اس کو مرفوعاً روایت کیا لیکن مرسل حدیث اکثر علماء کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ حافظ نے کہا محب طبری نے وہم کیا جو کہا نسائی نے نکالا اگلی دعا کو اس زیادت کے ساتھ وصلی اللہ علی النبی محمد اور نووی نے شرح مہذب میں کہا اس زیادت کی سند صحیح ہے یا حسن ہے اور میں کہتا ہوں اس کی سند منقطع ہے اور اصبہانی نے فوائد میں نکالا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھایا کہ میں وتر میں رکوع سے پہلے یہ کہا کروں اللھم اھدنی فیمن ھدیت اخیر تک اس کے اخیر میں یہ زیادہ ہے لا منجا منك الا الیك۔

۱۱۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِیْ هِشَامُ ابْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ آخِرِ الْوِتْرِ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

۱۱۷۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ اخیر تک۔

۱۱۸: بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِی الْقُنُوْتِ

باب: قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان

۱۱۸۰: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ دُعَائِهٖ اِلَّا عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ.

۱۱۸۰ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر پانی مانگتے وقت یعنی استسقاء کی دعا میں اس میں آپؐ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

تشریح ۞ اس حدیث کو مصنف اس لئے لائے کہ وتر میں قنوت پڑھتے وقت ہاتھوں کو نہ اٹھائے کیونکہ قنوت ایک دعا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر دوسری متعدد حدیثوں سے دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہوتا ہے اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے قنوت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بہت حدیثوں میں دعا میں ہاتھ اٹھانا آیا ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ مبالغہ کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں اور اس صورت میں یہ کلام صحیح ہوگا اور امام شافعیؒ کا مذہب یہی ہے کہ قنوت پڑھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور یہی صحیح ہے کیونکہ خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ثابت ہے۔

Marfat.com

۱۱۹:بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ

باب: جوآدمی دعا میں ہاتھ اٹھائے اوران کو چہرہ پر پھیرے

۱۱۸۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا عَائِذُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : اِذَا دَعَوْتَ اللّٰهَ فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُوْرِهِمَا فَاِذَا اَفْرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ۔ (اسناده ضعيف لضعف صالح بن حسان).

۱۱۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اللہ سے دعا کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھ اور دعا کر اور ہتھیلیوں کی پیٹھ منہ کی طرف نہ کر پھر جب تو دعا سے فارغ ہو تو دونوں ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پھیر لے۔

۱۲۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَ بَعْدَهٗ

باب: رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح قنوت درست ہے

۱۱۸۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

۱۱۸۲: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح ۞ امام نسائی نے اس حدیث کو مجروح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس کو زبید یامی سے روایت کیا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس کو روایت کیا اعمش، شعبہ، عبدالملک اور جریر سب نے زبید سے اور ذکر نہیں کیا قنوت کا اور روایت کیا اس کو ہشام اور شعبہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور قنوت کا ذکر نہیں کیا اور روایت کیا اس کو یزید بن زریع نے اور نہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور نہ قنوت کا اور روایت کیا اس کو عبدالاعلی اور محمد بن بشر عبدی نے اور ذکر نہیں کیا قنوت کا اور اس باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نکالا اس کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور خطیب نے اس کی سند میں ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور ایک سند میں شریک قاضی ہے جو کثیر الغلط ہے اور اس حدیث کو ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کو غریب کہا ہے کیونکہ اس میں عطاء بن مسلم متفرد ہے اور طبرانی نے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور کہا نہیں روایت کیا اس کو عبیداللہ سے مگر سعید بن سالم نے۔

۱۱۸۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَ بَعْدَهٗ

۱۱۸۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا فجر کی نماز میں قنوت کب پڑھے انہوں نے کہا ہم رکوع پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح قنوت پڑھا کرتے تھے۔

تشریح ۞ اہل حدیث نے اسی پر عمل کیا ہے اور فجر کی نماز کی طرح وتر میں بھی یہ جائز رکھا ہے کہ خواہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھے یا رکوع کے بعد مگر رکوع کے بعد پڑھنے کی حدیثیں زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہیں۔

Marfat.com

۱۱۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔

۱۱۸۴: محمد سے روایت ہے میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا رکوع کے بعد۔

تشریح ❁ اور حاکم نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قنوت سکھایا وتر میں جب میں اپنا سر اٹھاؤں اور نہ باقی رہے مگر سجدہ اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر مگر اسماعیل کی مخالفت کی محمد بن جعفر نے اور دار قطنی نے نکالا سعید بن غفلہ سے کہ میں نے سنا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا وتر کے آخر میں اور وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ نے کہا اس کی اسناد میں عمرو بن شمر متروک ہے اور امام بیہقی نے ضعیف کیا ابی بن کعب اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیثوں کو جن میں رکوع سے پہلے قنوت آیا ہے اور ان سے پہلے ضعیف کیا ان حدیثوں کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن المنذر نے اور خلال نے کہا امام احمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے۔

۱۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ آخِرَ اللَّيْلِ

باب: اخیر رات میں وتر پڑھنا

۱۱۸۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيٰى بن وثابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ مِنْ اَوَّلِهٖ وَ اَوْسَطِهٖ وَ اَنْتَهٰى وِتْرُهٗ حِيْنَ مَاتَ فِي السَّحَرِ۔

۱۱۸۵: مسروق سے روایت ہے میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو انہوں نے کہا آپ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھا شروع میں اور درمیان میں اور قریب وفات کے آپ کا وتر ختم ہوا سحر کے قریب۔

تشریح ❁ یعنی رات کے اخیر چھٹے حصے میں پڑھا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اخیر عمر میں وتر کو اخیر رات میں پڑھا تو ایسا ہی کرنا افضل ہوگا خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو اخیر رات میں تہجد کے لئے اٹھا کرتے ہیں اور اوسط اور اول شب میں جو آپ ﷺ نے کبھی وتر پڑھا اس سے یہ مقصود تھا کہ اس کا جواز ثابت ہوا اور امت پر آسانی ہو واللہ اعلم۔

۱۱۸۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ۔ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ اَوَّلِهٖ وَ اَوْسَطِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ۔

۱۱۸۶: جناب امیر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات وتر پڑھے شروع رات میں اور درمیان میں اور اخیر وتر آپ ﷺ کا سحر تک تھا۔

۱۱۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ غَنِيَّةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ قَالَ: مَنْ خَافَ مِنْكُمْ اَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَ مَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ اَنْ

۱۱۸۷: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے ڈرے اس بات سے کہ اخیر رات میں اس کی آنکھ نہ کھلے گی تو وہ شروع رات میں وتر پڑھ لے پھر سو رہے اور جو کوئی تم میں سے امید رکھتا

Marfat.com

يَسْتَيْقِظِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَاِنَّ قِرَاوَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ۔

ہو اخیر رات میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر رات کو قرآن پڑھا جائے تو فرشتے حاضر ہوتے اور یہ افضل ہے۔

۱۲۲:بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍاَوْ نَسِيَهٗ

باب: اخیر رات میں وتر پڑھنا

۱۱۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الْمَدِيْنِىُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَكَرَهٗ۔

۱۱۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی وتر سے سو جائے یا وتر کو بھول جائے وہ صبح کے وقت یا جب یاد آئے وتر پڑھ لے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے ابوحنیفہؒ نے وتر کا وجوب نکالا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے جیسا آگے مصنف نے خود کہا۔

۱۱۸۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انبانَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔

۱۱۸۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔ محمد بن یحییٰ نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن یزید بن اسلم کی روایت یعنی اوپر کی حدیث واہی (ضعیف) ہے۔

تشریح ۞ تو صبح کی نماز کے بعد وتر نہیں ہے عطاء اور امام احمد کا یہی قول ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ وتر کی قضا پڑھ لے صبح کے بعد بھی اور ابوحنیفہ کے نزدیک وتر کی قضا پڑھنا ضروری ہے اور اگر کسی کو یاد ہو کہ اس نے وتر نہیں پڑھا اور وہ صاحب ترتیب ہو اور صبح کی نماز پڑھ لے تو وہ صحیح نہ ہوگی۔

۱۲۳:بَابُ مَاجَاءَ فِى الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَ خَمْسٍ وَ سَبْعٍ وَ تِسْعٍ

باب: وتر کی تین اور پانچ اور سات اور نو رکعتیں پڑھنا

۱۱۹۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِىُّ ثَنَا الْفِرْيَابِىُّ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِىِّ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوْتِرْ بِخَمْسٍ وَ مَنْ شَاءَ فَلْيُوْتِرْ بِثَلَاثٍ وَ مَنْ شَاءَ فَلْيُوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

۱۱۹۰: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر ضرور ہے (یعنی سنت مؤکدہ ہے) پھر جو کوئی چاہے پانچ رکعتیں وتر کی پڑھے اور جو کوئی چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو کوئی چاہے ایک رکعت پڑھے۔

تشریح ۞ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور نکالا اس کو اصحاب سنن اور امام احمد اور ابن حبان نے اور بعض حنفیہ نے اس حدیث سے دلیل کی وتر کے وجوب پر کیونکہ اس میں حق کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں کہ غسل جمعہ میں بھی حق کا لفظ آیا ہے حالانکہ حنفیہ اس کو واجب نہیں کہتے۔ دوسرے یہ کہ حنفیہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی ایک جز سے استدلال کیا اور دوسری جز کو ترک کیا اور تین رکعت سے کم وبیش وتر کا پڑھنا جائز نہیں رکھا اور یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔

Marfat.com

۱۱۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا سَعِيْدٌ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ا قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْتِنِیْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَ طُهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ فِيْمَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَ يَتَوَضَّاُ ثُمَّ يُصَلِّیْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا اِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَدْعُوْارَبَّهٗ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَ يَحْمَدُهٗ وَ يَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَ لَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّیْ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَ يَحْمَدُهٗ وَ يَدْعُوْ رَبَّهٗ وَ يُصَلِّیْ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَ هُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا اَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَخَذَ اللَّحْمُ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

۱۱۹۱: حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ام المؤمنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کا حال مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ جس وقت چاہتا رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا دیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے اور وضو کرتے پھر نو رکعتیں پڑھتے ان کے بیچ میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پڑھ کر۔ اس وقت دعا کرتے اپنے مالک سے اور درود بھیجتے اس کے نبی پر (یعنی خود اپنے لئے دعا فرماتے) پھر سلام پھیرتے پکار کر کہ ہم کو آواز سنائی دیتی پھر دو رکعتیں پڑھتے سلام کے بعد بیٹھ کر یہ سب گیارہ رکعتیں ہوتیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعتیں وتر کی پڑھنے لگے اور دو رکعتیں سلام کے بعد۔

تشریح ۞ یہ آٹھ رکعتیں تہجد کی ہوتیں یا وتر کی اور کل تہجد کی نماز کو وتر بھی کہا ہے اس وجہ سے کہ وتر کہتے ہیں طاق کو اور تہجد کی رکعتیں وتر ملا کر طاق ہو جائیں' آٹھ رکعتیں تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی اور دو رکعت نفل کی وتر کے بعد۔

۱۱۹۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ اَوْبِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ وَلَا كَلَامٍ۔

۱۱۹۲: ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعتیں یا پانچ رکعتیں وتر کی پڑھتے اور ان کے بیچ میں نہ سلام پھیرتے نہ بات کرتے۔

تشریح ۞ اور نسائی نے سنن میں نکالا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت وتر کی پڑھ کر سلام نہیں پھیرتے تھے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں وتر کی پڑھتے اور سلام نہ پھیرتے مگر اخیر میں لیکن دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت پڑھو وتر کی تین رکعتیں بلکہ پانچ یا سات رکعتیں پڑھو اور مت مشابہ کرو اس کو مغرب کی نماز کے۔ دارقطنی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْوِتْرِ فِی السَّفَرِ

باب: سفر میں وتر پڑھنے کا بیان

۱۱۹۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

۱۱۹۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعتیں (فرض نماز کی)

Marfat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِمَا وَ كَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ قُلْتُ وَ كَانَ يُوْتِرُ قَالَ نَعَمْ۔

پڑھتے تھے ان پر زیادہ نہیں کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں (اس کی سند میں مشہور کذاب جابر جعفی ہے)۔

۱۱۹۴: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَ هُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَ الْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔

۱۱۹۴: حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں دو رکعتیں مقرر کیں اور یہ پوری ہیں قصر نہیں ہیں اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ جَالِسًا

باب: وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا

۱۱۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا مَيْمُوْنُ بْنُ مُوْسَى الْمَرْئِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ: كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ۔

۱۱۹۵: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد بیٹھ کر دو ہلکی رکعتیں پڑھتے (اس کی سند میں میمون بن موسیٰ مختلف فیہ ہے)۔

تشریح ❁ اور بعض فقہاء کو اس کی خبر نہیں ہوئی انہوں نے وتر کے بعد اس نفل دوگانے سے منع کیا اور شاید کبھی کبھی آپ ﷺ نے ایسا کیا ہوگا کیونکہ اکثر وتر آپ ﷺ کے اخیر رات میں ہوتے جیسے اوپر گزرا اور وتر کے بعد آپ ﷺ دوسری کوئی نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوتی جب فجر کی سنتیں پڑھتے۔

۱۱۹۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَاُ فِيْهِمَا وَ هُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ۔

۱۱۹۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں پڑھتے بیٹھ کر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے۔

تشریح ❁ امام احمد نے کہا میں وتر کے بعد اس دوگانے سے نہ منع کرتا ہوں نہ میں اس کو پڑھتا ہوں اور امام مالک نے اس کا انکار کیا ہے۔ نووی نے کہا یہ دو رکعتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر پڑھیں۔ بیان جواز کے لئے اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ وتر کے بعد نفل پڑھنا درست ہے اور ہمیشہ آپ ﷺ نے ان کو نہیں پڑھا اور قاضی عیاض نے ان حدیثوں کو قبول نہیں کیا۔ حافظ نے کہا شاید یہ مسافر کے لئے ہے کہ جب تہجد کے لئے جاگنے کی امید نہ ہو تو وتر کے بعد یہ دوگانہ پڑھ کر سو رہے۔ جیسے ثوبان سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا سفر ایک تکلیف ہے پھر جب کوئی تم میں سے وتر پڑھے تو دو رکعتیں پڑھ لے اگر جاگے تو خیر ورنہ یہ دو رکعتیں اس کے لئے تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۲۶:بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّجْعَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: وتر کے بعد لیٹنا اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا

۱۱۹۷:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كُنْتُ اُلْفِي (اَوْ اَلْقَى) النَّبِيَّ: مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اِلَّا وَ هُوَ نَائِمٌ عِنْدِي قَالَ وَكِيعٌ تَعْنِي بَعْدَ الْوِتْرِ۔

۱۱۹۷: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اخیر رات میں پاتی تو اپنے پاس سوتا ہوا پاتی یعنی وتر کے بعد۔

تشریح ۔ مطلب یہ ہے کہ وتر پڑھ کر آپ ﷺ لیٹ جاتے اور تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر فجر کی سنتوں کے لئے اٹھتے۔

۱۱۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ۔

۱۱۹۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تشریح ۔ یہ ایک خفیف سا لیٹنا تھا ذرا آرام کرنے کے لئے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا تو مسنون اور مستحب ہوا اور یہی قول ہے اہل حدیث اور شافعیؒ کا اور بعضوں نے اس کو واجب کہا ہے۔ ابن حزم کا یہی قول ہے لیکن وجوب کی دلیل معلوم نہیں ہوتی اور بعضوں نے بدعت یا مکروہ کہا ہے یہ قول بالکل غلط ہے۔

۱۱۹۹:حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ ابْنُ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ

۱۱۹۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو کروٹ پر لیٹتے۔

۱۲۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

باب: سواری پر وتر پڑھنا

۱۲۰۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ بْنِ عُمَرَ فَتَخَلَّفْتُ فَاَوْتَرْتُ فَقَالَ مَا خَلَفَكَ قُلْتَ اَوْتَرْتُ فَقَالَ اَمَالَكَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلٰى بَعِيرِهِ۔

۱۲۰۰: سعید بن یسار سے روایت ہے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا (سفر میں) تو میں پیچھے رہ گیا میں نے وتر پڑھا۔ ابن عمرؓ نے پوچھا تو پیچھے کیوں رہ گیا تھا؟ میں نے کہا میں وتر پڑھتا تھا۔ انہوں نے کہا کیا تجھ کو آنحضرت ﷺ کی پیروی اچھی معلوم نہیں ہوتی میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اونٹ پر سوار رہ کر وتر پڑھ لیتے۔ اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند میں عباد بن منصور ضعیف ہے۔

تشریح ۔ بے شک ہم کو تو آپ ﷺ کی پیروی بدل و جان منظور ہے بلکہ پروردگارِ عالم سے ہمارا یہی سوال ہے کہ آپ ﷺ ہی کی پیروی پر چلائے اور آپ ﷺ ہی کی پیروی پر مارے اور آپ ﷺ ہی کی پیروی میں اٹھائے سارا جہان اگر ایک طرف

Marfat.com

ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف تو ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور دوسرے کسی کا قول اور فعل سننے کی بھی نہیں پیروی کرنے کا کیا ذکر ہے۔

۱۲۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَسْفَاطِيُّ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ۔

۱۲۰۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر وتر پڑھتے۔

۱۲۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ اَوَّلَ اللَّيْلِ

باب: شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان

۱۲۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ' سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ :اَيَّ حِيْنٍ تُوتِرُ ؟قَالَ اَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ قَالَ :فَاَنْتَ يَا عُمَرُ۔ فَقَالَ آخِرَ اللَّيْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَمَّا اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ فَاَخَذْتَ بِالْوُثْقٰى وَ اَمَّا اَنْتَ يَا عُمَرُ فَاَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ۔

۱۲۰۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا شروع رات میں عشاء کی نماز کے بعد۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم کس وقت پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا اخیر رات میں تب آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے تو مضبوط کام اختیار کیا (یعنی بھروسے کا کہ اگر اخیر رات کو آنکھ نہ کھلے تو بھی وتر کا ناغہ نہ ہو اور اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے زور اور قوت کا کام اختیار کیا۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

ابن عمر سے ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری۔

۱۲۹: بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں بھولنے کا بیان

۱۲۰۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ (قَالَ اِبْرٰهِيْمُ وَ الْوَهْمُ مِنِّيْ) فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ ۔ ثُمَّ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

۱۲۰۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر کچھ زیادہ کر دیا یا کم کر دیا۔ ابراہیم نخعی نے کہا (جو راوی ہیں اس حدیث کے) یہ شک مجھ کو ہوا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز میں کچھ زیادہ ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو پھر جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے بیٹھ کر بعد اس کے آپؐ مڑے اور دو سجدے کئے۔

۱۲۰۴: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ

۱۲۰۴: حضرت عیاض سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابوسعید

Marfat.com

عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی حَدَّثَنِیْ عِیَاضٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ اَحَدُ نَا یُصَلِّیْ فَلَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ۔

خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا ہم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے پھر اس کو یاد نہیں رہتا کتنی رکعتیں پڑھی ہیں ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو پھر اس کو یاد نہ رہے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ دو سجدے کر لے بیٹھے بیٹھے۔

۱۳۰: بَابُ مَنْ صَلَّی الظُّهْرَ خَمْسًا وَ هُوَ سَاهٍ

۱۲۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِی الْحَکَمُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَهٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلَاةِ قَالَ: وَ مَا ذَاکَ ۔ فَقِیْلَ لَهٗ فَثَنٰی رِجْلَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔

باب: جو شخص بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لے

۱۲۰۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ لوگوں نے کہا کیا نماز میں زیادتی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں (لوگوں نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں) تب آپؐ نے اپنا پاؤں موڑا اور سہو کے دو سجدے کئے۔

۱۳۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ قَامَ مِنِ اثْنَتَیْنِ سَاهِیًا

باب: جو شخص دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے کھڑا ہو جائے یعنی پہلا قعدہ نہ کرے۔

۱۲۰۶: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَ اَبُوْ بَکْرٍ ' ابْنَا اَبِیْ شَیْبَةَ وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوْا ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَیْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰی صَلَاةً اَظُنُّ اَنَّهَا (الْعَصْرُ) فَلَمَّا کَانَ فِی الثَّانِیَةِ قَامَ قَبْلَ اَنْ یَجْلِسَ فَلَمَّا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔

۱۲۰۶: حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی میں سمجھتا ہوں عصر کی نماز تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت پڑھی تو بیٹھنے سے پہلے کھڑے ہو گئے پھر آپؐ نے سلام سے پہلے دو سجدے کئے۔

۱۲۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَ ابْنُ فُضَیْلٍ وَ یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ وَ یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ کُلُّهُمْ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ ابْنَ بُحَیْنَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَامَ فِیْ ثِنْتَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِیَ الْجُلُوْسَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِلَّا اَنْ یُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ وَ سَلَّمَ۔

۱۲۰۷: حضرت ابن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیچ کا قعدہ بھول گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے' صرف سلام باقی رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔

تشریح ❁ اس حدیث سے نکلا کہ ترک سنت سے بھی سجدہ سہو ہوتا ہے کیونکہ قعدہ اولیٰ سنت ہے اہل حدیث کے نزدیک

Marfat.com

اور ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔

۱۲۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ اَبِى حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ فَاِذَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَ يَسْجُدْ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ۔

۱۲۰۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو۔ پھر پورا نہ کھڑا ہو (یعنی ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو) تو بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے) اگر پورا کھڑا ہو گیا ہو (پھر یاد آئے کہ تشہد کا قعدہ نہیں کیا) تو اب نہ بیٹھے اور (نماز تمام کر کے) دو سجدے سہو کے کرے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو اس وقت تک بیٹھ سکتا ہے اگرچہ قیام کی طرف قریب ہو گیا ہو اور بعض فقہاء نے کہا کہ قیام کے قریب ہو گیا ہو تو بھی نہ بیٹھے اور حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے گو مشائخ بخارا اور اصحاب متون نے اس کو اختیار کیا ہے۔

۱۳۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَكَّ فِىْ صَلَاتِهٖ فَرَجَعَ اِلَى الْيَقِيْنِ

باب: جو شخص نماز میں شک کرے تو یقین کی طرف رجوع کرے

۱۲۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوْسُفَ الرَّقِّىُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِىُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِى الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَ اِذَا شَكَّ فِى الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا الثِّنْتَيْنِ وَ اِذَا شَكَّ فِى الثَّلَاثِ وَالْاَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ لِيَتِمَّ مَا بَقِىَ مِنْ صَلَاتِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ الْوَهْمُ فِى الزِّيَادَةِ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ۔

۱۲۰۹: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ فرماتے تھے: جب کوئی تم میں سے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھیں یا ایک تو ایک کو اختیار کرے (کیونکہ وہ یقینی ہے) اور جب شک کرے دو اور تین میں تو دو کو اختیار کرے اور جب شک کرے تین اور چار میں تو تین کو اختیار کرے پھر جو نماز باقی رہے اس کو پورا کرے اب جو وہم رہے وہ یہی کہ نماز زیادہ ہو گئی (اور کمی کا بالکل وہم بھی نہ رہے) پھر دو سجدے کرے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے۔

تشریح ۞ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب رائے اس کی کسی طرف قرار نہ پکڑے اور دونوں جانب مساوی ہوں یعنی غلبہ ظن کسی طرف نہ ہو تو کم عدد اختیار کرے کیونکہ اس میں احتیاط ہے اگر غلطی ہو گی تو یہی ہو گی کہ نماز زیادہ ہو جائے گی اور وہ بہتر ہے کم ہو جانے سے اور اس حالت میں یہ حدیث اگلی حدیثوں کے خلاف نہ ہو گی جن میں سوچنے کا ذکر ہے اور بعضوں نے کہا سوچنا چاہئے بلکہ ہر حال میں یقین کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور کم عدد اختیار کرنا چاہئے اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ اگر پہلی مرتبہ ایسا اتفاق ہو تو نماز نئے سے پڑھے اگر دوسری یا تیسری بار ہو تو سوچے اور جو رائے قرار پائے اس پر عمل کرے اگر کسی پر رائے قرار نہ پائے تو کم کو اختیار کرے۔

۱۲۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ

۱۲۱۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

عَجْلَانِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ فَاِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَاِنْ كَانَتْ صَلَاتُهٗ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَ اِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلَاتِهٖ وَ كَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ اَنْفِ الشَّيْطٰنِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اپنی نماز میں شک کرے تو شک کو نکال ڈالے اور یقین پر بنا کرے جب اس کو یقین ہو جائے کہ نماز پوری ہوگئی ہے تو دو سجدے کرے اگر اس کی نماز (واقع میں) پوری ہوگئی ہوگی تو جو رکعت زائد پڑھی ہے وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کوئی رکعت کم ہوگئی ہو تو یہ رکعت نماز کو پورا کر دے گی اور دو سجدے شیطان کی ناک کو خاک لگائیں گے۔

۱۳۳:بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهٖ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ

باب: جس شخص نے نماز میں شک کیا تو وہ سوچے اور جو صحیح معلوم ہو اس پر عمل کرے

۱۲۱۱ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ شُعْبَةُ كَتَبَ اِلَيَّ وَقَرَأْتُهٗ عَلَيْهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِبْرٰهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لَا نَدْرِيْ اَزَادَ اَوْ نَقَصَ فَسَاَلَ فَحَدَّثْنَاهُ فَثَنٰى رِجْلَهٗ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَاَنْبَاْتُكُمُوْهُ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَ اَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ اَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ وَ يُسَلِّمَ وَ يَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ۔

۱۲۱۱: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے ایک نماز پڑھائی ہم کو یاد نہیں کہ آپؐ نے اس میں زیادتی کی تھی یا کمی پھر آپؐ نے پوچھا ہم نے آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا بعد اسکے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا اگر نماز کے باب میں کوئی نیا حکم اترتا تو میں اسکی خبر تم کو کر دیتا۔ لیکن میں آدمی ہوں اور جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں پھر جب میں بھول جاؤں تو مجھ کو یاد دلا دو (نماز کے اندر ہی سبحان اللہ کہہ کر) اور صحابہؓ نے نماز کے اندر اس خیال سے آپ کو یاد نہ دلایا ہوگا کہ آپؐ بھول چوک سے پاک ہیں اور اس خیال سے کہ شاید نماز میں کمی یا زیادتی کا نیا حکم اترا ہو آپؐ نے ان دونوں خیالوں کا رد کیا) اور تم میں سے جب کوئی نماز میں شک کرے تو سوچے جو قریب ہو صواب کی طرف اس پر عمل کرے اور نماز کو اسی حساب سے پورا کرے اور سلام پھیرے اور دو سجدے کرے۔

تشریح (۱) مثلاً شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو سوچ کر جس عدد پر رائے ٹھہرے اس پر عمل کرے اگر کسی طرف غلبہ ظن نہ ہو تو احتیاطاً کم عدد اختیار کرے اور ہر حال میں سجدہ سہو کرے۔

۱۲۱۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِي

۱۲۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں شک کرے تو سوچے ٹھیک کیا ہے پھر دو سجدے کرے۔ علی

Marfat.com

الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ۔ قَالَ الطَّنَافِسِيُّ هٰذَا الْاَصْلُ۔ وَ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ يَرُدُّهٗ۔

بن محمد طنافسی نے کہا (جو ابن ماجہ کے شیخ ہیں) اس حدیث کا مضمون اصل ہے (یعنی قاعدہ کلیہ ہے) جس کے خلاف کرنے کی کسی کو قدرت نہیں ہے۔

تشریح ① یعنی سجدہ سہو سب کے نزدیک لازم آئے گا اب اختلاف اور امور میں ہے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد کرے یا سلام سے پہلے۔

۱۳۴: بَابُ فِيْمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا سَاهِيًا

باب: جو شخص دو یا تین رکعتیں پڑھ کر سہو سے سلام پھیر دے

۱۲۱۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاَبُو كُرَيْبٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَصُرَتْ اَوْ نَسِيْتَ قَالَ : مَا قَصُرَتْ وَ مَا نَسِيْتُ۔ قَالَ: اِذًا فَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ: اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ۔ قَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔

۱۲۱۳: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے سہو کیا اور سلام پھیر دیا دو رکعتوں کے بعد ایک شخص نے آپ سے عرض کیا جس کو ذوالیدین کہتے تھے (اسکے دونوں ہاتھ لمبے تھے اس وجہ سے ذوالیدین لقب ہوا) یا رسول اللہؐ! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا نہ نماز کم ہوگئی نہ میں بھولا۔ ذوالیدین نے عرض کیا تو اس حالت میں تو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں (اور دو چھوڑ دیں) آپؐ نے فرمایا (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) کیا ذوالیدین جیسا کہتا ہے ایسا ہی ہوا (یعنی فی الحقیقت میں نے دو رکعتیں پڑھیں) لوگوں نے عرض کیا جی ہاں (یعنی ذوالیدین سچ کہتا ہے) یہ سن کر آپؐ آگے بڑھے آپ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے سہو کے۔

تشریح ① اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ نماز کے اندر بھولے سے بات کرے تو نماز نہیں جاتی دوسرے یہ کہ ایک شخص کی گواہی میں شبہ رہتا ہے تو اس خبر کو تحقیق کرنا چاہئے تیسرے یہ کہ جب نماز میں نقصان ہو جائے سہو سے تو سجدہ سلام کے بعد کرنا چاہئے اور اس کی بحث آگے آئے گی۔

۱۲۱۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ اِلٰى يَسْتَنِدُ اِلَيْهَا فَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَ فِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يَقُوْلَا لَهٗ شَيْئًا وَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيْلُ الْيَدَيْنِ يُسَمّٰى ذَاالْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ

۱۲۱۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی ہمارے ساتھ (یعنی ظہر کی یا عصر کی ابوہریرہؓ کو یاد نہیں رہا) تو دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا بعد اس کے ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوئے جو مسجد میں تھی اس پر ٹیکا دیئے تھے۔ اب جلد باز لوگ چل دیئے یہ کہتے ہوئے کہ نماز میں قصر ہوگیا اور مقتدیوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے لیکن وہ آپ سے کچھ عرض کرتے ہوئے ڈرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت آپ سے مبارک

Marfat.com

اللّٰهِ اَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ :لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ اَنْسَ قَالَ فَاِنَّمَاصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ ؟ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

چہرے پر ذرا غصہ کے آثار نمایاں تھے پس ابوبکرؓ یا عمرؓ یا اور کسی کی کیا مجال تھی کہ ایسے وقت میں کچھ عرض کرتا کیونکہ جو لوگ مقرب ہوتے ہیں ان کو ان باتوں کا اور زیادہ خیال رہتا ہے بہ نسبت عام لوگوں کے دوسرے یہ کہ ان کو اطمینان تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر آپؐ سے سہو ہوا ہے تو سہو قائم نہیں رکھے گا ضرور کوئی صورت نکالے گا۔ ایک شخص تھا مقتدیوں میں لمبے ہاتھ والا اس کو ذوالیدین کہتے تھے۔ اس نے عرض کیا (جرأت کر کے اور نیت اس کی بخیر تھی کہ نماز کا مسئلہ معلوم ہو جائے یا اگر سہو ہوا ہے تو نماز پوری ہو جائے) یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں قصر کا حکم ہوا یا آپ بھول گئے؟ آپؐ نے فرمایا نہ قصر کا حکم ہوا ہے نہ میں بھولا۔ ذوالیدین نے کہا آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں یہ سن کر آپؐ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسے ذوالیدین کہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ راوی نے کہا پھر کھڑے ہوئے (یعنی امامت کے مقام میں آن کر یا سیدھے کھڑے ہوئے) اور دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کے (سہو کے) پھر سلام پھیرا۔

۱۲۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَالَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ الْخِرْبَاقُ رَجُلٌ بَسِيْطُ الْيَدَيْنِ فَنَادٰى ـ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ اِزَارَهٗ فَسَأَلَ فَاُخْبِرَ فَصَلّٰى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

۱۲۱۵: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا بعد اس کے آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور حجرہ کے اندر تشریف لے گئے ایک شخص کھڑا ہوا اس کا نام خرباق تھا (یا ذوالیدین یہ لقب تھا اور نام عمیر تھا) وہ لمبے ہاتھوں والا تھا اس نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں قصر ہو گیا یہ سن کر آپ ﷺ غصے کی حالت میں نکلے اپنا تہ بند گھسیٹتے ہوئے اور لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے خرباق کی تصدیق کی۔ آپؐ نے وہ رکعت ادا کی جو چھوڑ دی تھی پھر سلام پھیرا دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

تشریح ۞ ان حدیثوں سے مالک اور ربیعہ اور شافعیؒ اور احمد اور اسحاق اور اہل حدیث نے یہ دلیل لی ہے کہ اگر نماز میں بھولے سے بات کی جائے خواہ امام کرے یا مقتدی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور ابوحنیفہ اور ثوری کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہو جائے گی وہ کہتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ کی دلیل کافی بیان نہیں کرتے اور صحابی کا فعل حدیث کو نسخ نہیں کر سکتا۔

۱۳۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

باب: سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا

۱۲۱۶: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَيَدْخُلُ بَيْنَهٗ وَ

۱۲۱۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب شاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اس کی نماز میں اور نمازی اور اس کے دل میں گھس کر سما جاتا ہے وہ نہیں جانتا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھیں

Marfat.com

بَيْنَ نَفْسِهِ حَتّٰى لَا يَدْرِىْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔

زیادہ یا کم جب ایسا ہو تو دو سجدے کرے سلام سے پہلے پھر سلام پھیرے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شک کی صورت میں سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔ امام احمد نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور بخاری اور مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور مغیرہ کی حدیث میں نقصان کی صورت میں سلام کے بعد سجدہ منقول ہے غرض اس باب میں مختلف حدیثیں وارد ہیں کسی میں سلام سے پہلے سجدہ سہو منقول ہے کسی میں سلام سے بعد پس اہل حدیث نے دونوں طرح جائز رکھا ہے اور اسی کو مذہب قرار دیا ہے تاکہ سب حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے وہاں سلام سے پہلے کرے اور جہاں پر سلام کے بعد سجدہ کیا ہے وہاں سلام کے بعد کرے اور یہ ایک نہایت معقول اور درست بات ہے کیونکہ نماز کے ارکان اور افعال میں قیاس کو دخل نہیں ہے۔ پس جہاں پر نص وارد ہے وہاں تو اسی طرح کرنا بہتر ہے جیسا نص آیا ہے اب جس مقام میں نص نہیں آیا تو وہاں سلام کے بعد کرے اور امام داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ بس پانچ مقاموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ سہو ثابت ہے انہی میں سجدہ سہو کرے اور دوسرے مقاموں میں ضروری نہیں لیکن شک کو دور کر کے یقین پر بنا کرے اور ہم کہتے ہیں کہ ثوبان کی حدیث میں یوں آیا ہے کہ ہر سہو میں دو سجدے ہیں سلام کے بعد اور اس سے ان پانچ کے سوا اور مقاموں میں سجدہ ثابت ہوتا ہے لہٰذا عمدہ قول اہل حدیث کا ہے کہ چاہے سلام سے پہلے کرے چاہے سلام کے بعد کرے اور شافعی کے نزدیک ہمیشہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہمیشہ سلام کے بعد کرے اور ان دونوں پر یہ قباحت لازم آتی ہے کہ مخالف حدیثوں کو رد کرنا پڑے گا یا کچھ تاویل کرنا ہوگی۔

۱۲۱۷: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا ابْنُ اِسْحٰقَ اَخْبَرَنِىْ سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَ بَيْنَ نَفْسِهِ فَلَا يَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ۔

۱۲۱۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ شیطان آدمیوں میں اور ان کے دلوں میں سما جاتا ہے۔ پھر یاد نہیں رہتا کتنی رکعتیں پڑھیں جب ایسا ہو تو دو سجدے کرے سلام سے پہلے۔

۱۳۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ

باب: جو لوگ سلام کے بعد کہتے ہیں ان کی دلیل

۱۲۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سَجَدَ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِىَّ فَعَلَ ذٰلِكَ۔

۱۲۱۸: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہو کا سجدہ سلام کے بعد کیا اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

۱۲۱۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَا ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنَسِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۱۲۱۹: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ ہر سہو میں دو سجدے ہیں سلام کے بعد۔

Marfat.com

يَقُوْلُ: فِيْ كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔

۱۳۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ

باب: نماز پر بنا کرنے کا بیان

۱۲۲۰: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى التَّيْمِيُّ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلَاةِ وَ كَبَّرَ ثُمَّ اَشَارَ اِلَيْهِمْ فَمَكَثُوْا ثُمَّ انْطَلَقَ فَاغْتَسَلَ وَ كَانَ رَاْسُهٗ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: اِنِّيْ خَرَجْتُ اِلَيْكُمْ جُنُبًا وَ اِنِّيْ نَسِيْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي الصَّلَاةِ۔

۱۲۲۰: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ برآمد ہوئے نماز کے لئے اور اللہ اکبر کہا (مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ اکبر نہیں کہا تھا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ہم اللہ اکبر کہنے کے انتظار میں تھے) پھر اسارہ کیا لوگوں کی طرف کہ ٹھہرے رہو اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور غسل کیا۔ آپؐ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپؐ نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں نکل آیا تھا جنابت کی حالت میں اور میں بھول گیا تھا غسل کرنا یہاں تک کہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا (اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اسامہ بن زید ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ اس وقت یاد آیا کہ غسل نہیں کیا تھا جس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد تشریف لے گئے اس سے مؤلف نے یہ نکالا کہ اگلی نماز پر بنا کیا مگر یہ مشکل ہے کیونکہ جنابت کی حالت میں نماز درست نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مقتدیوں کی نماز درست ہوئی اہل حدیث کے مذہب کے موافق کہ امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید دوبارہ تکبیر کہہ لی ہوگی لیکن مقتدی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور سابق کی نماز پر بنا کیا۔

۱۲۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا الْهَيْثَمُ ابْنُ خَارِجَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّاْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَ هُوَ فِيْ ذَالِكَ لَا يَتَكَلَّمُ۔

۱۲۲۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا جس کو نماز میں قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا منہ بھر کر پانی نکلے منہ سے یا مذی نکلے تو وہ چلا جائے اور وضو کرے پھر بنا کرے اپنی نماز پر اور وہ اس کے درمیان میں بات نہ کرے۔

تشریح ❁ کیونکہ اگر قصداً بات کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی یہ حدیث موقوف ہے اور وہ حجت نہیں ہے علاوہ اس کے اس کا اسناد ضعیف ہے۔

۱۳۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ

باب: جس شخص کو نماز میں حدث ہو جائے وہ کس طرح سے جائے

۱۲۲۲: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيْدَةَ ابْنِ زَيْدٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ

۱۲۲۲: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَاَحْدَثَ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى اَنْفِهٖ ثُمَّ لْيَنْصَرِفْ۔

نماز پڑھتا ہو اور اس کو حدث ہو تو اپنی ناک تھامے اور چلا جائے۔

ترجمہ وہی جو اوپر گزرا (اس حدیث کی سند میں عمر بن قیس متفقہ طور پر ضعیف ہے)

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا

تشریح ۞ وضو کرنے کے لئے ناک تھامنے کو اس لئے فرمایا کہ لوگوں کو گمان ہو کہ اس کی نکسیر پھوٹی ہے اور وہ جانے میں شرمندہ کرے اس لئے کہ گو لگانا شرم کی بات ہے۔

۱۳۹: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ

باب: جس شخص کو نماز میں حدث ہو تو وہ کس طرح سے جائے

۱۲۲۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِيْ نَاصُوْرٌ۔ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔

۱۲۲۳: حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے مجھے ناسور کا عارضہ تھا میں نے آنحضرت ﷺ سے نماز کو پوچھا۔ آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو کروٹ پر لیٹ کر پڑھ (اور بظاہر اس میں حنفیہ کی دلیل ہے کہ نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کی دلیل دوسری صحیح حدیثیں ہیں)

تشریح ۞ اس سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے کہ چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ناسور کی مرض میں چت لیٹنا دشوار ہوتا ہے اس واسطے آپ ﷺ نے عمران کو کروٹ پر لیٹنے کا حکم دیا اور ہم کہتے ہیں کہ ناسور میں چت لیٹنا دشوار نہیں ہوتا کیونکہ ناسور یعنی بواسیر مقعد کا عارضہ ہے اور بعض روایتوں میں ناسور ہے بمعنی بواسیر کے اور دوسرے یہ کہ امام نسائی کی روایت میں صاف ہے اگر کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو چت لیٹے اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اس کی طاقت سے زیادہ پس اس سے یہ نکلتا ہے کہ کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور حاکم نے مستدرک میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور دونوں نے اس کو نہیں نکالا حالانکہ بخاری نے اس کو نکالا ہے اور ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ میں کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے عموم نہیں نکلتا کہ ہر حالت میں کروٹ پر لیٹنا چت لیٹنے سے افضل ہے اور ہمارے مذہب میں چت لیٹنا افضل ہے کیونکہ دارقطنی نے نکالا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر کھڑا نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر پڑھے اور پاؤں قبلے کی طرف کرے انتہی اور ہم کہتے ہیں کہ ملا علی قاری نے اس مقام میں ناانصافی بھی کی اور خیانت بھی اللہ ان کی خطا معاف کرے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نسائی کی روایت میں صاف ہے کہ اگر کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو چت لیٹے اس سے معلوم ہوا کہ کروٹ پر لیٹنا چت لیٹنے سے ہر حال میں افضل ہے اور دارقطنی کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر یہ نہ کر سکے تو بیٹھ کر پڑھے اگر سجدہ نہ ہو سکے تو اشارہ کرے اور اگر سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھے قبلے کی طرف منہ کر کے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر پڑھے اور پاؤں قبلے کی طرف رکھے انتہی اور ملا علی قاری نے اس حدیث کو مختصر کر دیا اور کروٹ پر لیٹنے کا ذکر اس میں سے نکال ڈالا اب معلوم نہیں کہ حنفیہ نے یہ کہاں سے نکالا کہ چت لیٹ کر پڑھنا کروٹ پر لیٹ کر پڑھنے سے افضل ہے۔ ہدایہ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ اگر بیمار بیٹھ پر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو اپنی پشت پر لیٹ کر اشارے سے پڑھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا مگر اس حدیث کا کہیں نشان نہیں ملتا اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ بے ٹھکانے حدیثیں لکھ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرے۔

Marfat.com

۱۲۲۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ يَبَانَ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَرِيْرٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی جَالِسًا عَلٰی يَمِيْنِهٖ وَ هُوَ وَجِعٌ۔

۱۲۲۴: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ نے نماز پڑھی دائیں طرف بیٹھ کر اور آپؐ بیمار تھے' اس حدیث کی سند میں جابر جعفی ہے جو متہم بالکذب ہے۔

۱۴۰: بَابُ فِیْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا

باب: نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا (بلا عذر)

۱۲۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَهَبَ بِنَفْسِهٖ ﷺ مَا مَاتَ حَتّٰی كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ وَ هُوَ جَالِسٌ وَ كَانَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَيْهِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَ اِنْ كَانَ يَسِيْرًا۔

۱۲۲۵: اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم اس کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آپ ﷺ نے انتقال نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی اکثر نماز (نفل) بیٹھ کر ہوتی اور آپ ﷺ کو سب عملوں میں وہ نیک عمل زیادہ پسند تھا جس کو بندہ ہمیشہ کرے گو وہ تھوڑا ہو۔

تشریح ۞ عمل اگرچہ تھوڑا ہو پر جب وہ ہمیشہ کیا جائے تو اس کی برکت اور ہی ہوتی ہے اور ہمیشگی کی وجہ سے وہ اُس کثیر عمل سے بڑھ جاتی ہے جو چند روز کے لئے کیا جائے ہر کام کا یہی حال ہے مواظبت اور دوام عجب چیز ہے۔ اگر کوئی شخص ایک سطر قرآن شریف ہر روز حفظ کیا کرے تو سال میں دو پارے ہو جائیں گے اور پندرہ سال میں سارا قرآن حفظ ہو جائے گا اور معلوم نہ ہوگا علم کا بھی یہی حال ہے کہ تھوڑا سا پڑھو جتنا دل پر بار نہ ہو پر ہمیشہ پڑھو ناغہ نہ کرو۔ دیکھو اس میں کیا برکت ہوتی ہے ایک کتاب کا روز ایک صفحہ لکھو سال میں ۳۶۰ صفحے ہو جائیں گے اور دو سال میں بڑی کتاب بن جائے گی برخلاف اس کے اگر تین چار روز محنت شاقہ کر کے ایک جز لکھی پھر چھوڑ دی تو بھی کچھ فائدہ نہیں محنت مفت برباد ہوگئی ہمیشہ دنیا میں بڑے کام اور مشکل مقاصد انہوں ہی نے اختتام کو پہنچائے جنہوں نے ہمیشہ اعتدال سے اس کو کیا ہے اور جلدی نہیں کی۔ میں کیا کہوں اس حدیث پر ساری حکمتیں قربان ہیں اور دین اور دنیا دونوں کے فائدے اس میں بھرے ہوئے ہیں نفس پر زور ڈالو اور ہمیشہ کام کرنا سیکھو اور ہر کام کے لئے وقت مقرر کرو اور کسی کام کا ناغہ نہ کرو اور تھوڑا کام ہر روز اختیار کرو کہ دل پر بار نہ ہو پھر دیکھو کیا برکت ہوتی ہے کہ تم خود تعجب کرو گے۔ یہی حدیث شریف کے ترجمے ہیں جن کو میں پندرہ سال سے لکھتا ہوں اور اکثر ناغہ بھی ہوا اس پر برکت دیکھو کہ ۱۸ بڑے بڑے مجلد لکھے گئے اور تمام ہو گئے یا اللہ برکت عطا فرما ہمارے نیک عملوں میں اور ہمیشگی اور استقلال عطا فرما ہمارے سب کاموں میں یا اللہ جلدی اور تلون سے بچائے ہم کو آمین یارب العالمین۔

۱۲۲۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْرَاُ وَ هُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اِنْسَانٌ اَرْبَعِيْنَ آيَةً۔

۱۲۲۶: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ملک نبوت صلی اللہ علیہ وسلم (نفل نماز) بیٹھ کر پڑھتے تھے جب رکوع کا قصد کرتے تو کھڑے ہو جاتے اتنی دیر کے لئے جتنی دیر میں آدمی چالیس آیتیں پڑھتا ہے۔

Marfat.com

تشریح: اور اتنی قرأت کھڑے کرنے پھر رکوع کرنے نفل میں ایسا کرنا چاہئے درست ہے۔

۱۲۲۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ شَیْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّیْلِ اِلَّا قَائِمًا حَتّٰی دَخَلَ فِی السِّنِّ فَجَعَلَ یُصَلِّیْ جَالِسًا حَتّٰی اِذَبَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ قِرَاَتِهِ اَرْبَعُوْنَ اٰیَةً اَوْ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً قَامَ فَقَرَاَهَا وَ سَجَدَ۔

۱۲۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر کھڑے ہو کر یہاں تک کہ آپ ﷺ بوڑھے ہوئے اس وقت بیٹھ کر پڑھنے لگے جب آپ ﷺ کی قرأت میں سے تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں اس وقت آپ ﷺ کھڑے ہوتے پھر ان کو پڑھتے (اور رکوع) اور سجدہ کرتے۔

۱۲۲۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ كَانَ یُصَلِّیْ لَیْلًا طَوِیْلًا قَائِمًا وَ لَیْلًا طَوِیْلًا قَاعِدًا فَاِذَا قَرَاَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَ اِذَا قَرَاَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا۔

۱۲۲۸: حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ بڑی رات تک کھڑے ہو کر پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھ کر جب کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو رکوع بھی کھڑے کرتے اور جب بیٹھ کر قرأت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

تشریح: غرض نفل میں ہر طرح اختیار ہے چاہے بیٹھ کر پڑھتے چاہے کھڑے ہو کر شروع کرے پھر بیٹھ جائے چاہے بیٹھ کر شروع کرے پھر کھڑا ہو جائے۔

۱۴۱: بَابُ صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے

۱۲۲۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا یَحْیَی بْنُ آدَمَ ثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَایَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِهٖ وَ هُوَ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَقَالَ: صَلَاةُ الْجَالِسِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ۔

۱۲۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے تو ارشاد فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے۔

۱۲۳۰: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فَرَاَی اُنَاسًا یُصَلُّوْنَ قُعُوْدًا فَقَالَ: صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ۔

۱۲۳۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ تو بعضے لوگوں کو دیکھا بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ کر پڑھنے والوں کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے۔

Marfat.com

۱۲۳۱: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالِ الصَّوَّافُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّىْ قَاعِدًا قَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَ مَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَ مَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِدِ۔

۱۲۳۱: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھڑے ہو کر پڑھے تو افضل ہے اور بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑا ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے اور لیٹ کر پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ہے۔

۱۴۲: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ مَرَضِهٖ

باب: آنحضرت ﷺ کی مرض الموت کی نماز کا بیان

۱۲۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ وَ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ لَمَّا ثَقُلَ) جَاءَ بِلَالٌ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ : مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَجُلٌ اَسِيْفٌ تَعْنِىْ رَقِيْقٌ وَ مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ يَبْكِىْ فَلَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَالَ: مُرُوْا اَبَابَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ۔ قَالَتْ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَ رِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِى الْاَرْضِ فَلَمَّا اَحَسَّ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ذَهَبَ

۱۲۳۲: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے جب آنحضرتؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انتقال فرمایا۔ ابومعاویہؒ نے کہا جب آپؐ بیمار ہوئے تو آپؐ کو نماز کی خبر کرنے کیلئے بلال آئے آپؐ نے فرمایا: حکم کرو ابوبکرؓ کو وہ نماز پڑھائیں لوگوں کو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ابوبکرؓ ایک نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپؐ کو یاد کر کے) رونے لگیں گے (اور نماز نہ پڑھا سکیں گے تو آپ عمرؓ کو حکم دیجئے نماز پڑھانے کا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کو حکم کرو وہ نماز پڑھائیں لوگوں کو۔ تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو (جیسے یوسفؑ کے ساتھ والیاں یعنی زلیخا نے ظاہر میں دعوت کا بہانہ کیا اور مطلب یہ تھا کہ وہ یوسف کے حسن و جمال کو دیکھیں اور زلیخا کو ان کے عشق میں معذور رکھیں ایسے ہی تم ظاہر میں یہ بہانہ کرتی ہو کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں رونے لگیں گے نماز میں اور اصل مقصود یہ ہے کہ ابوبکرؓ کو لوگ منحوس سمجھیں گے اگر میری وفات ہوگئی اور ان کو پسند نہ کرینگے اور اس سے ان کو بچانا چاہتی ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آخر ہم نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا۔ انہوں نے نماز پڑھائی لوگوں کو پھر آنحضرتؐ نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا آپؐ نماز کے لئے نکلے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے اور آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے (ضعف و ناتوانی کی وجہ

Marfat.com

لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمٰى اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَكَانَكَ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى اَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

سے) جب ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ پائی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آنحضرتؐ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو آخر وہ دونوں مرد (جن پر آپؐ ٹیکا دیئے ہوئے تھے) آئے اور آپؐ و ابوبکرؓ کے (بائیں پہلو میں بٹھا دیا تو ابوبکر آنحضرتؐ کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی اقتدا کرتے تھے۔

۱۲۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خِفَّةً فَخَرَجَ وَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْتَأْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِذَاءَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

۱۲۳۳: ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا نماز پڑھانے کا اپنی بیماری میں وہ نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مزاج ذرا ہلکا پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے دیکھا تو ابوبکرؓ امامت کر رہے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پیچھے ہٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھے ان کے پہلو میں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھ کر اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کو دیکھ کر۔

تشریح ﴿ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر رکوع اور سجدہ کرتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اکثر مقتدیوں کو آپ ﷺ نظر نہ آتے ہوں گے اور آپ ﷺ کی آواز میں بیماری کی وجہ سے ضعف تھا لوگ آپ ﷺ کی آواز بھی نہ سنتے ہوں گے اور حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ نماز میں دو امام تھے ایک آپ ﷺ دوسرے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر ایک شخص امامت شروع کر دے پھر دوسرا شخص اس سے افضل آ جائے تو وہ امام پیچھے سرک سکتا ہے اور اس افضل شخص کو امام بنا سکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری میں ایک ہی بار برآمد ہوئے اور مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور بعض کہتے ہیں کہ دو بار برآمد ہوئے ایک بار حضرت علیؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ٹیکا دیئے ہوئے اور دوسری بار بریرہ اور ایک عورت پر ایک بار آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی اور ایک بار آپ ﷺ نے امامت کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اس کے بعد پھر آپ ﷺ برآمد نہیں ہوئے بلکہ پیر کے روز پردہ اٹھا کر صحابہ کو صبح کی نماز میں دیکھا اور پھر پردہ ڈال دیا اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

۱۲۳۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ مِنْ كِتَابِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ اَنْبَاَنَا عَنْ نُعَيْمِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيْطٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۲۳۴: حضرت سالم بن عبیدؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ کو بیماری میں بے ہوشی ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نماز کا وقت آ گیا (سبحان اللہ کیا خیال تھا نماز کا) لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: بلالؓ کو حکم دو وہ اذان کہیں اور ابوبکرؓ کو حکم دو وہ نماز

Marfat.com

وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ :اَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ۔ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ: مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَ مُرُوا اَبَا بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ: اَحَضَرَتِ الصَّلَاةِ ‘۔ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ: مُرُوبِلَالًا رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلْيُؤَذِّنْ وَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ا اِنَّ اَبِیْ رَجُلٌ اَسِيْفٌ فَاِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ يَبْكِیْ لَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَيْرَهٗ ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ :مُرُوْا بِلَالاً رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلْيُؤَذِّنْ وَ مُرُوْ ا اَبَا بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ اَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ۔ قَالَ فَاُمِرَ بِلَالٌ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَذَّنَ وَ اُمِرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ :انْظُرُوْ اِلٰی مَنْ اَتَّكِیءُ عَلَيْهِ ۔ فَجَاءَ تْ بَرِيْرَةُ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَ رَجُلٌ آخَرُ فَاتَّكَاَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ذَهَبَ لِيَنْكِصَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَلَسَ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَتّٰی قَضٰی اَبُوْ بَكْرٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ صَلَاتَهٗ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِیٍّ۔

۱۲۳۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ

پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ کو بے ہوشی ہوگئی بعد اس کے ہوش میں آئے اور فرمایا: کیا نماز کا وقت آ گیا لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: بلال ؓ کو حکم دو وہ اذان دیں اور ابوبکر ؓ کو حکم دیں وہ نماز پڑھائیں پھر آپ ﷺ کو بے ہوشی ہوگئی۔ بعد اس کے ہوش آیا آپ ؐ نے فرمایا کیا نماز کا وقت آ گیا لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ؐ نے فرمایا بلال ؓ کو حکم دو وہ اذان دیں اور ابوبکر ؓ کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں۔ اس وقت حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا میرے باپ نرم دل آدمی ہیں وہ جب امامت کی جگہ کھڑے ہوں گے تو آپ ﷺ کو یاد کر کے رونے لگیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے اس لئے آپ ؐ اور کسی کو حکم دیجئے (امامت کا) اس کے بعد پھر آپ ﷺ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو فرمایا بلال ؓ کو حکم دو وہ اذان دیں اور ابوبکر ؓ کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں اور تم تو یوسف ؑ کے ساتھ والیاں ہو۔ راوی نے کہا آخر بلال ؓ کھڑے ہوئے اور اذان دی اور ابوبکر ؓ کو امامت کا حکم دیا انہوں نے نماز پڑھائی لوگوں کو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا تو فرمایا: دیکھو کسی کو لاؤ جس پر میں ٹیکا دوں۔ اتنے میں بریرہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی آئی اور ایک شخص اور (وہ حضرت عباس ؓ یا حضرت علی ؓ تھے) آپ ؐ نے ان دونوں پر ٹیکا دیا جب ابوبکر ؓ نے (نماز کے اندر ہی) آپ کو دیکھا (یعنی آپ کی آہٹ پائی) تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آنحضرت ؐ نے ان کو اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو (اس میں اشارہ ہے کہ ابوبکر ؓ خلافت کے لائق تھے اور دوسرے صحابہ پر خلافت کے لئے مقدم تھے اور آپ ؐ تشریف لائے اور ابوبکر ؓ کے بازو بیٹھ گئے یہاں تک کہ ابوبکر ؓ نے اپنی نماز پوری کی اسکے بعد آنحضرت ؐ کا انتقال ہوا (یعنی پھر اس کے بعد آپ ؐ نماز کیلئے باہر تشریف نہیں لائے)۔

۱۲۳۵ : حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے جب آنحضرت ؐ بیمار ہوئے اس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا تو

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَضَہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ کَانَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَۃَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فَقَالَ: اُدْعُوْا لِیْ عَلِیًّا ۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَدْعُوْلَکَ اَبَا بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: اُدْعُوْہُ۔ قَالَتْ حَفْصَۃُ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَدْعُوْا لَکَ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: اُدْعُوْہُ ۔ قَالَتْ اُمُّ الْفَضْلِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نَدْعُوْلَکَ الْعَبَّاسَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نَعَمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسَہٗ فَنَظَرَ فَسَکَتَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قُوْمُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یُؤْذِنُہٗ بِالصَّلَاۃِ فَقَالَ: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَجُلٌ رَقِیْقٌ حَصِرٌ وَ مَتٰی لَا یَرَاکَ یَبْکِیْ وَالنَّاسُ یَبْکُوْنَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِہٖ خِفَّۃً فَخَرَجَ یُھَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَ رِجْلَاہُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ فَلَمَّا رَآہُ النَّاسُ سَبَّحُوْا بِاَبِیْ بَکْرٍ فَذَھَبَ لِیَسْتَأْخِرَ فَاَوْمَاَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ مَکَانَکَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ قَامَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یَأْتَمُّ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَأْتَمُّوْنَ بِاَبِیْ بَکْرٍ

آپ حضرت عائشہؓ کے گھر میں تھے۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کو میرے لئے بلاؤ۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے ابوبکرؓ کو بلائیں آپ نے فرمایا بلاؤ ان کو۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے عمرؓ کو بلائیں۔ آپ نے فرمایا بلاؤ ام الفضل نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے عباسؓ کو بلائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جب یہ سب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور ان لوگوں کی طرف دیکھا اور خاموش ہو رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا چلو اٹھو نبیؐ کے پاس سے (کیونکہ یہ ڈر تھا کہ ہمارے بیٹھنے سے آپ کو تکلیف ہوگی پھر بلال آئے آپ کو نماز کی خبر دینے کے لئے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کو حکم کرو وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں اور پڑھنے میں رک جاتے ہیں (یہ عمر کو ہیں ان کی زبان میں زیادہ صفت نہیں ہے) اور وہ جب آپ کو (امامت کے مقام پر) نہ دیکھیں گے تو روئیں گے اور لوگ بھی روئیں گے تو آپ عمرؓ کو حکم دیجئے نماز پڑھانے کا۔ آخر ابوبکرؓ نکلے اور انہوں نے نماز پڑھائی پھر آنحضرت نے اپنا مزاج ذرا ہلکا پایا تو آپ باہر نکلے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے اور آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے (بخار کی شدت اور ناطاقتی سے) جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو سبحان اللہ کہا۔ ابوبکرؓ کو خبر کرنے کے لئے انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرت نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ آپ آئے اور ابوبکرؓ کی دائیں طرف بیٹھے (یہ وہم ہے راوی کا اس روایت میں اور صحیح یہ ہے کہ ابوبکرؓ کی بائیں طرف آپ بیٹھے) اور ابوبکرؓ کھڑے رہے غرض ابوبکرؓ آنحضرت کی اقتداء کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی اقتداء کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام سے قرأت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچے تھے۔

Marfat.com

رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَأَۃِ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

قَالَ وَکِیْعٌ :وَ کَذَا السُّنَّۃُ

قَالَ: فَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرْضِہٖ ذٰلِکَ۔

نے کہا ایسا ہی سنت (یعنی جب دوسرا امام امامت شروع کرے تو اسی جگہ سے پڑھے جہاں تک اگلا امام پہنچا تھا) راوی نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اسی بیماری میں۔ (اس حدیث کی سند میں ابو اسحاق مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ نے کہا کہ ابو اسحاق کا ارقم سے سماع ثابت نہیں۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی خواہش سے بلایا تھا لیکن بیبیوں کے اصرار سے اور لوگوں کو بھی بلا لیا تا کہ اُن کا دل ناراض نہ ہو اور چونکہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اس لئے آپ ﷺ دل کی بات نہ کہنے پائے اور سکوت فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور صحابہ پر ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ نے نماز کی امامت کے لئے ان کو منتخب فرمایا اور امامت صغریٰ قرینہ ہے امامت کبریٰ کا اور یہ بھی نکلا کہ جماعت میں شریک ہونا کیسا ضروری ہے کہ باوصف ایسی بیماری اور ناتوانی کے باہر تشریف لائے۔

۱۴۳:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِہٖ

باب: آنحضرت ﷺ کا نماز پڑھنا اپنے ایک امتی کے پیچھے

۱۲۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ حَمْزَۃَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْتَہَیْنَا اِلَی الْقَوْمِ وَ قَدْ صَلّٰی بِھِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَکْعَۃً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّتِمَّ الصَّلَاۃَ قَالَ: وَ قَدْ اَحْسَنْتَ کَذٰلِکَ فَافْعَلْ۔

۱۲۳۶: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے (سفر میں) تو ہم لوگوں میں اس وقت پہنچے جب (جماعت کھڑی ہو گئی تھی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے عبدالرحمن نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ پائی تو انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ نماز کو پورا کرو اور (نماز کے بعد) فرمایا تم نے اچھا کیا ایسا ہی کیا کرو۔

تشریح ۞ یعنی جب نماز کا وقت آ جایا کرے تو نماز شروع کر دیا کرو اور میری انتظار میں تاخیر نہ کرو یہ حکم آپ ﷺ نے سفر میں دیا لیکن حضر میں تو آپ ﷺ ہر روز نماز کو افضل وقت پر پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی لوگ آپ ﷺ کا انتظار بھی کرتے۔

۱۴۴:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ

باب: امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے

۱۲۳۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ثَنَا عَبْدَۃُ بْنُ

۱۲۳۷: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو کچھ لوگ

Marfat.com

سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ا قَالَتِ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَصَلُّوْا بِصَلَا تِهٖ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت (بیمار پرسی) کو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی لیکن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

تشریح: امام احمدؒ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ امام جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر پڑھیں گو مقتدیوں کو عذر نہ ہو اور محققین اہل حدیث کا بھی یہی قول ہے لیکن جمہور علماء جیسے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ وغیرہ اس کے خلاف ہیں اور دلیل لیتے ہیں مرض موت کی حدیث جو ابھی گزری اور ہم کہتے ہیں کہ اول تو اس حدیث میں راویوں کا اختلاف ہے بعضوں نے روایت کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے اور بعضوں نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اگر اس اختلاف سے قطع نظر کریں تب بھی مرض موت کی حدیث حجت نہیں کیونکہ اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کھڑے رہ کر شروع کر چکے تھے اور صحابہ بھی کھڑے رہ کر شروع کر چکے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو بیٹھنے کا حکم نہیں کیا اور کلام اس صورت میں ہے جب امام سرے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور بعضوں نے یہ جواب دیا ہے مرض موت کی حدیث میں یہ کہاں ہے کہ صحابہ آپ کے پیچھے تھے دفیہ مافیہ۔

جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا۔

۱۲۳۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا نَعُوْدُهٗ ۔ وَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَ صَلَّيْنَا وَرَاءَ هٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَ رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَ اِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَ اِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعِيْنَ۔

۱۲۳۸: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کی دائیں طرف کا جسم چھل گیا تو آپ کو پوچھنے کے لئے گئے اور نماز کا وقت آ گیا آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی (اگلی روایت میں یوں ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھی جب آپ نے اشارہ کیا تو بیٹھ گئے اور اس روایت میں اختصار ہے یا یہ دوسرا واقعہ ہے یا بعض لوگوں نے اول سے بیٹھ کر پڑھی۔ بعضوں نے کھڑے ہو کر اور آپ نے ان لوگوں کو اشارہ کیا جو کھڑے تھے) جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو (یہ حدیث بھی امام احمد کی دلیل ہے)

۱۲۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمُ بْنُ

۱۲۳۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

بَشِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْ قِيَامًا وَ اِنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَصَلُّوْ قُعُوْدًا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اگر وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو (یہ حدیث بھی امام احمد کی دلیل ہے)۔

۱۲۴۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِیُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اشْتَكٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهٗ وَ هُوَ قَاعِدٌ وَاَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يُكَبِّرُ يَسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهٗ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهٖ قُعُوْدًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: اِنْ كِدْتُمْ اَنْ تَفْعَلُوْا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰی مُلُوْكِهِمْ وَ هُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا ائْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِكُمْ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَ اِنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَصَلُّوْ قُعُوْدًا۔

۱۲۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ ﷺ بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے اور ابوبکرؓ تکبیر کہتے تھے (پکار کر) لوگوں کو آپؐ کی تکبیر سناتے تھے آپؐ نے ہماری طرف التفات کیا تو ہم کو کھڑا ہوا پایا۔ آپؐ نے ہم کو اشارہ کیا (بیٹھنے کے لئے) ہم بیٹھ گئے پھر ہم نے نماز پڑھی آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ بیٹھ کر جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا اس وقت تو تم فارس اور روم والوں کی طرح کرنے والے تھے وہ لوگ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں (لیکن ہمارے بادشاہ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ طریقہ نہیں)۔

۱۴۵: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ الْقُنُوْتِ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

۱۲۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْجَعِیِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ هٰاهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ فَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِی الْفَجْرِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

۱۲۴۱: حضرت ابو مالک اشجعی سعد بن طارق سے روایت ہے میں نے اپنے باپ سے کہا باوا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی تخمیناً پانچ برس تک کوفہ میں نماز پڑھی کیا یہ لوگ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے یہ ایک نئی بات ہے۔

تشریح ۞ یہ طارق کا خیال تھا مگر اور کئی صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز میں قنوت پڑھنا نقل کیا ہے اور عبدالرزاق نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا باسناد صحیح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے رہے فجر کی نماز میں یہاں تک کہ دنیا سے انتقال فرمایا شافعیؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ نے اس سے منع کیا ہے وہ کہتے ہیں اگر کوئی آفت ☜

Marfat.com

مسلمانوں پر اترے تو فجر کی نماز بلکہ ہر ایک نماز میں قنوت پڑھے اور اہل حدیث نے دونوں طرف کی حدیثوں پر عمل کیا ہے کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے اور یہی طریق اولیٰ ہے۔

۱۲۴۲: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ بَكْرٍ الضَّبِّيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى ثَنَا نُفَيْلٌ ثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الْفَجْرِ

۱۲۴۲: حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے سے۔

تشریح: اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو حنفیہ کی عمدہ دلیل تھی لیکن اس کی سند ضعیف ہے دارقطنی نے کہا اس کے اسناد میں محمد بن یعلی اور عنبسہ اور عبداللہ بن نافع ہیں اور یہ سب ضعیف ہیں اور نافع کا سماع بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے اور عقیلی نے بخاری سے نقل کیا کہ عنبسہ متروک ہے اور ابوحاتم اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ عنبسہ حدیث بنالیتا تھا اور عبداللہ بن نافع بہت ضعیف ہے۔

۱۲۴۳: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقْنُتُ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهٗ۔

۱۲۴۳: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے آپ ﷺ بددعا کرتے تھے عرب کے ایک قبیلے پر (جنہوں نے چند قاریوں کو فریب سے مارڈالا تھا) ایک مہینے تک پھر ترک کردیا اس کو۔

۱۲۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَاْسَهٗ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَبْنَ الْوَلِيْدِ وَ سَلَمَةَ بْنِ هِشَامٍ وَ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ۔

۱۲۴۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے جب سر اٹھایا صبح کی نماز سے (یعنی رکوع کر کے سر اٹھایا دوسری رکعت میں) فرمایا: اللھم انج الولید بن الولید الخ تک یعنی اللہ نجات دے ولید بن ولید کو (یہ خالد بن ولید کے بھائی تھے) اور سلمہ بن ہشام کو (یہ ابوجہل کے بھائی تھے بہت پرانے مسلمان تھے) عیاش بن ابی ربیعہ کو (یہ بھی ابوجہل کے بھائی تھے) اور ان مسلمانوں کو جو کمزور ہیں مکہ میں یا اللہ سخت کر پکڑ اپنی مضر پر (ایک قبیلہ ہے عرب میں) اور انکے سالوں کو حضرت یوسفؑ کے سالوں کی طرح۔

تشریح: یعنی جیسے سات سال حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں مصر میں گزرے تھے کہ پانی بالکل نہیں برسا اور قحط ہوگیا تھا ویسے ہی مضر کے کافر پر قحط بھیج تاکہ بھوکوں کے مارے تباہ اور برباد ہو جائیں۔ دوسری روایت میں دعائے قنوت یوں وارد ہے: اللھم اغفر للمؤمنین والمومنات والمسلمین والمسلمات والف بین قلوبھم واصلح ذات بینھم وانصرھم علی عدوك وعدوھم اللھم العن الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلك ویکذبون رسلك ویقاتلون اولیاءك اللھم خالف بین کلمتھم وزلزل اقدامھم وانزل بھم باسك الذی لا ترده عن القوم المجرمین۔ جب کافر مسلمانوں کو ستائیں یا مسلمانوں پر کوئی آفت کافروں کی طرف سے آئے تو اس دعا کو قنوت پڑھے اور اس کے بعد یوں کہے: اللھم انج فلانا وفلانا اور فلاں فلاں کی جگہ ان مسلمانوں کا نام لے جن کا چھڑانا کافروں سے منظور ہو والمستضعفین بمکۃ مکہ کی جگہ پر اس کا نام لے جہاں یہ

Marfat.com

مسلمان کافروں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھا رہے ہوں' جیسے ہمارے زمانے میں لیور پول میں مسلمان تکلیف اٹھا رہے ہیں نصاریٰ کے ہاتھوں سے۔ اللّٰھم اشھددوطاتك علی مضر کی جگہ بھی ان کافروں کے نام لے جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہیں جیسے یوں کہے: اللھم اشدد وطاتك علی النصاری والینا جرہ واجعل علیھم سنین کسنی یوسف حدیث میں ولید اور سلمہ وعیاش کیلئے آپ ﷺ نے دعا کی یہ سب مسلمان ہو گئے لیکن مکہ میں ابوجہل ملعون اور دوسرے کافروں نے ان کو سخت قید اور تکلیف میں رکھا تھا۔

۱۴۶: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَتْلِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِی الصَّلَاةِ

باب: نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کا بیان

۱۲۴۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ اَمَرَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاةِ الْعَقْرَبِ وَالْحَیَّةِ۔

۱۲۴۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا دو کالوں (یعنی سانپ اور بچھو کے) مار ڈالنے کا نماز میں۔

تشریح ۞ کیونکہ یہ دونوں سخت موذی ہیں اور اگر نماز کے تمام ہونے کا انتظار کیا جائے گا تو احتمال ہے کہ بھاگ جائیں اور پھر ہاتھ نہ آئیں۔ اس لئے نماز کے اندر ہی ان کو مارنا درست ہوا اگرچہ چلنے کی اور عمل کثیر کی حاجت پڑے اور نماز فاسد نہ ہوگی اور پھر مار کے آن کر نماز وہیں سے شروع کر دے جہاں تک پڑھی تھی اور حنفیہ نے جو قیدیں اس کی لگائی ہیں کہ ایک مار یا تین مار میں مار ڈالے اور زیادہ نہ چلے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور حدیث مطلق ہے پس ان کے مارنے میں جو جو ضرور ہو اس کو کرے جیسے لکڑی لانا اُن کے پیچھے دوڑنا' اگر وہ بھاگیں مار لگانا' ان سب کاموں سے نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ اور کوئی غیر ضروری کام نہ کرے اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ عمل کثیر مفسد ہے نماز کا تو وہ خود متردد ہیں عمل کثیر میں کہ اس کے معنی کیا ہیں کسی نے کچھ کہا ہے کسی نے کچھ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ عمل کثیر اور قلیل سے کچھ نہیں ہوتا جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کی ہیں یا اُن کے کرنے کی اجازت دی ہے اُن سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سانپ بچھو مارنا اگر کوئی اور گھر میں نہ ہو تو زنجیر کھول دینا اشارہ سے سلام کا جواب دینا ضرورت کے وقت کھنکار دینا مثلاً باہر کوئی پکارے اور یہ گھر کے اندر نماز میں ہو تو کھنکھار دے قیام اور رکوع منبر پر کرنا اور سجدے کے لئے نیچے اترنا پھر منبر پر چلے جانا' بچہ کا کاندھے پر اٹھا لینا' رکوع اور سجدے کے وقت اس کو زمین پر بٹھا دینا پھر قیام کے وقت لے لینا بھولے سے بات کرنا اپنے امام کو اگر وہ بھولے تو بتانا یعنی لقمہ دینا نفل نماز میں قرآن مصحف میں دیکھ کر پڑھنا کوئی نمازی کے سامنے سے گزرتا ہو تو ہاتھ سے اُس کو ہٹانا یا ہاتھ سے اس کو ضرب لگانا۔

۱۲۴۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیْمٍ الْاَوْدِیُّ وَالْعَبَّاسُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَا ثَنَا عَلِیُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ ثَنَا الْحَکَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ لَدَغَتِ النَّبِیَّ عَقْرَبٌ وَ هُوَ فِی الصَّلَاةِ فَقَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ الْمُصَلِّیَ وَ غَیْرَ الْمُصَلِّی اقْتُلُوْهَا فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ۔

۱۲۴۶: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبیؐ کو ایک بچھو نے کاٹا۔ آپ نماز میں تھے جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا لعنت کرے اللہ بچھو پر نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو اس کو حل وحرم میں جہاں بھی پاؤ مار ڈالو۔

نیش عقرب نہ از پئے کیں است
مقتضائے طبیعتش ایں است

(حل مکہ اور مدینہ کے حرم کے سوا اور مقاموں کو کہتے ہیں چونکہ وہاں کا

Marfat.com

جانور شکار کرنا حلال ہے (اس حدیث کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس سند میں حکم بن عبدالملک ضعیف ہے)۔

۱۲۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ ثَنَا مَنْدَلٌ عَنِ ابْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ عَقْرَبًا وَ هُوَ فِى الصَّلَاةِ

۱۲۴۷: حضرت ابن ابی رافع نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے اپنے دادا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچھو کو نماز میں قتل کیا (اس کی سند میں ایک راوی منذر ضعیف ہے)۔

تشریح: اوقات مکروہہ میں اس حدیث میں دو وقت مذکور ہیں اور دوسری میں تین وقت اور مذکور ہیں ایک طلوع شمس کا وقت دوسرے غروب شمس کا وقت تیسرے ٹھیک دوپہر کا وقت اور علماء نے اس مسئلہ میں بہت اختلاف کیا ہے اور دلائل متعارض ہیں اور اہل حدیث نے اس کو ترجیح دی ہے کہ ان اوقات میں بلا ضرورت اور بلا سبب اور ضرورت سے جیسے طواف کا دوگانہ یا تحیۃ المسجد کا سنت اور واجب کی قضا جیسے وتر یا فجر یا ظہر کے دوگانہ کی قضا ان اوقات میں درست ہے اسی طرح جمعہ مستثنیٰ ہے وہاں ہر وقت نماز درست ہے اسی طرح جمعہ کی نماز مستثنیٰ ہے اور وہ ٹھیک دوپہر پر بھی درست ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے واللہ اعلم۔

۱۴۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب: فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت

۱۲۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى عَنْ صَلَاتَيْنِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

۱۲۴۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو نمازوں میں سے ایک تو فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج نکل آئے دوسرے عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

۱۲۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِىُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ عَنِ النَّبِىِّ قَالَ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۱۲۴۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عصر کی نماز کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور فجر کی نماز کے بعد نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔

۱۲۵۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِىْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِىْ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۲۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے پاس کئی عمدہ آدمیوں نے گواہی دی اور ان سب میں زیادہ عمدہ میرے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج نکلے اور عصر کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں

Marfat.com

ﷺ قَالَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

تک کہ سورج ڈوب جائے۔

۱۴۸:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ السَّاعَاتِ الَّتِیْ تُکْرَہُ فِیْهَا الصَّلَاةُ

باب: جن ساعتوں میں نماز مکروہ ہے ان کا بیان

۱۲۵۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اُخْرٰی قَالَ: نَعَمْ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ فَصَلِّ مَا بَدَالَكَ حَتّٰی یَطْلُعَ الصُّبْحُ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ مَا دَامَتْ كَاَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتّٰی تُبَشْبِشَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَالَكَ حَتّٰی یَقُوْمُ الْعَمُوْدُ عَلٰی ظِلِّهٖ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰی تَزِیْغَ الشَّمْسُ فَاِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیَ الشَّیْطَانِ وَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیَ الشَّیْطَانِ۔

۱۲۵۱: حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا کوئی وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسند ہے دوسرے وقت سے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں رات کا بیچ کا حصہ (یعنی آدھی رات کے بعد تو اس وقت نماز پڑھ جتنی تو چاہے یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہو۔ پھر نماز سے باز رہے یہاں تک کہ سورج نکلے اور جب تک سورج ڈھال کی طرح رہے یہاں تک کہ خوب کھل جائے پھر نماز پڑھ جتنی تو چاہے یہاں تک کہ سیدھا آفتاب سر آئے اس وقت باز رہ نماز سے یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اس لئے کہ دوپہر کے وقت جہنم سلگایا جاتا ہے پھر نماز پڑھ جتنی تو چاہے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھے پھر عصر کی نماز کے بعد باز رہ نماز سے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے کیونکہ وہ ڈوبتا ہے شیطان کی دو زلفوں کے بیچ میں اور نکلتا ہے شیطان کی دو زلفوں کے بیچ میں۔

۱۲۵۲: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوٗدَ الْمُنْكَدِرِیُّ ثَنَا بْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَاَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ اَمْرٍ اَنْتَ بِهٖ عَالِمٌ وَ اَنَا بِهٖ جَاهِلٌ قَالَ: وَ مَا هُوَ۔ قَالَ هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِیْهَا الصَّلَاةُ قَالَ: نَعَمْ اِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَقَرْنَیَ الشَّیْطَانِ ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاةُ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰی تَسْتَوِیَ الشَّمْسُ

۱۲۵۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفوان بن معطل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ﷺ سے ایک بات پوچھتا ہوں جس کو آپ ﷺ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ صفوان نے کہا رات اور دن میں کوئی وقت ایسا بھی ہے جس میں نماز مکروہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں جب تو صبح کی نماز پڑھ چکے تو اب نماز چھوڑ دے یہاں تک کہ سورج نکلے کیونکہ وہ نکلتا ہے شیطان کی دو زلفوں کے درمیان۔ اب پھر نماز پڑھ اس میں فرشتے حاضر ہوں گے اور وہ قبول ہوگی یہاں تک کہ آفتاب سیدھا سر پر آجائے نیزے کی طرح جب نیزے کی

Marfat.com

عَلٰى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ فَإِذَا كَانَتْ عَلٰى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلَاةَ فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةِ تُسْجَرُ فِيْهَا جَهَنَّمُ وَ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُهَا حَتّٰى تَزِيْغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْاَيْمَنِ فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

طرح سیدھا تیرے سر پر آ جائے تو نماز چھوڑ دے کیونکہ اس وقت جہنم سلگایا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے اس وقت کھلتے ہیں یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے تیرے دائیں ابرو سے جب ڈھل جائے تو اب نماز میں فرشتے حاضر ہوں گے اور وہ قبول ہوگی یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھے پھر نماز چھوڑ دے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

تشریح ۞ اس مسئلہ میں اہل حدیث کا قول اوپر گزر چکا اور ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ان تینوں وقتوں میں ہر ایک نماز ناجائز ہے۔ البتہ اسی دن کی عصر پڑھ گو آفتاب زرد ہو گیا ہو اور نذر کی نماز اور نفل نماز صبح اور عصر کی نماز کے بعد منع ہے مگر جو فرض قضا ہو گئی ہو اس کا پڑھنا منع نہیں اور اسی طرح سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ بھی منع نہیں اور امام مالکؒ نے کہا کہ ان اوقات میں نوافل منع ہیں فرض پڑھنا منع نہیں اور امام احمد نے کہا کہ عبادت کا طواف کا دوگانہ بھی نہیں ان میں پڑھنا جائز ہے۔

۱۲۵۳: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ (اَوْ قَالَ يَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ۔ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا فَإِذَا كَانَتْ فِيْ وَسَطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا فَإِذَا دَلَكَتْ (اَوْ قَالَ زَالَتْ) فَارَقَهَا فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا فَلَا تُصَلُّوا هٰذِهِ السَّاعَاتِ الثَّلَاثَ۔

۱۲۵۳: حضرت ابوعبداللہ صنابحیؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: بے شک سورج نکلتا ہے شیطان کی دو زلفوں کے درمیان یا یوں فرمایا کہ سورج کے ساتھ شیطان کی دونوں زلفیں بھی نکلتی ہیں (اور اس سے شیطان کی یہ غرض ہے کہ جو لوگ سورج کی پرستش کرتے ہیں وہ اسکی پرستش کریں) جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب سورج آسمان کے درمیان آتا ہے تو شیطان اسکے نزدیک ہو جاتا ہے جب وہ ڈھل جاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے پھر جب سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے تو شیطان اسکے نزدیک ہو جاتا ہے جب ڈوب جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتا ہے تو مت نماز پڑھو ان تینوں وقتوں میں۔ (یہ حدیث مرسل صحیح ہے)

تشریح ۞ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ اوقات مشرکین کی عبادت کے اوقات ہیں جو اللہ کے سوا سورج کی پرستش کرتے تو ان اوقات میں گو خدا کی عبادت کی جائے لیکن مشرکین کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ اور منع ٹھہری یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین گروی ہے اور وہ سورج کے گرد گھومتی ہے اب جو لوگ منطقہ البروج کے تحت زمین کے چاروں طرف رہتے ہیں ان میں کوئی وقت اس سے خالی نہ ہوگا یعنی کہیں دوپہر ضروری ہوگی اور کہیں طلوع ہوتا ہوگا اور کہیں غروب ہوتا ہوگا پس ہر وقت میں نماز منع ٹھہرے گی اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک ملک والوں کو اپنے طلوع اور غروب اور استواء سے غرض ہے دوسرے ملکوں سے غرض نہیں۔ پس جس وقت ہمارے ملک میں زوال ہو جائے تو نماز درست ہوگی۔ حالانکہ جس وقت ہمارے ہاں زوال ہوا ہے اس وقت اُن لوگوں کے پاس جو مغرب کی طرف ہٹے ہوئے ہیں استواء کا وقت ہوا ایک اور اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ جب آفتاب کسی وقت میں خالی نہ ہوا یعنی کسی نہ کسی ملک میں اس وقت استواء ہوگا اور کسی نہ کسی ملک میں اس وقت طلوع ہوگا اور کسی نہ کسی ملک میں

Marfat.com

غروب تو شیطان آفتاب سے جدا کیونکر ہوگا بلکہ ہر وقت آفتاب کے ساتھ رہے گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک جو شیطان آفتاب پر متعین ہے وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ پھرتا ہے' لیکن جدا ہونے سے یہ غرض ہے کہ آفتاب کے ساتھ ہی وہ ہماری سمت سے ہٹ جاتا ہے اور مشرکوں کی عبادت کا وقت ہمارے ملک میں ختم ہو جاتا ہے اور ہم کو نماز پڑھنا اور عبادت کرنا درست ہو جاتا ہے گو نفس الامر میں وہ آفتاب سے جدا نہ ہو' کس لئے کہ ہر ساعت میں کہیں نہ کہیں طلوع اور غروب اور استواء کا وقت ہے واللہ اعلم۔

۱۴۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ

باب: مکہ میں ہر وقت نماز پڑھنا درست ہے

۱۲۵۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بَابَيْهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَ صَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

۱۲۵۴: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدمناف کے بیٹو (یہی لوگ مکہ میں حرم کے متولی تھے) مت منع کرو کسی کو اس گھر کے طواف کرنے سے اور جس وقت چاہے نماز پڑھنے سے دن کو یا رات کو۔

تشریح ❁ اس حدیث سے اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور اسحٰق نے مکہ کو ممانعت کی حدیثوں سے مستثنیٰ کیا ہے اور مسجد حرام میں ہر وقت طواف اور نماز کو جائز رکھا ہے لیکن ابوحنیفہؒ مکہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ غرض ہے کہ سوا اوقات مکروہہ کے اور وقتوں میں نماز سے منع مت کرو اور مخالف اس کو کیوں ماننے لگا اور جس صورت میں ہم مکہ کو مستثنیٰ کر دیں تو سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔

۱۵۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا اِذَا اَخَّرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا

باب: جب لوگ نماز میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہئے

۱۲۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُوْنَ اَقْوَامًا يُصَلُّوْنَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِيْ تَعْرِفُوْنَ ثُمَّ صَلُّوْا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوْهَا سُبْحَةً۔

۱۲۵۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم شاید ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو نماز کو بے وقت پڑھیں گے پھر اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤ تو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس وقت پر جس کو تم پہچانتے ہو (میرے ساتھ پڑھا کرتے ہو اس وقت میں) بعد میں ان لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لو اور اس کو نفل سمجھو۔

تشریح ❁ یعنی دوسری نماز کو کیونکہ وہ بے وقت ہے گو جماعت سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول نماز نفل ہو جائے گی اور یہ فرض اور بعضوں نے کہا اللہ جل جلالہ کو اختیار ہے جس کو چاہے فرض کر دے اور جس کو چاہے نفل کر دے اب یہ حدیث عام ہے اور ہر ایک نماز کو شامل ہے کہ جماعت کے ساتھ اُس کو دوبارہ پڑھ سکتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ صرف ظہر اور عشاء کو دوبارہ پڑھے اور نمازوں کو دوبارہ نہ پڑھے واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۲۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَ قَدْ اَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ وَ اِلَّا فَهِیَ نَافِلَةٌ لَكَ۔

۱۲۵۶: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھ اور اگر امام کو پائے وہ نماز پڑھ رہا ہو لوگوں کے ساتھ تو نماز پڑھ اس کے ساتھ بھی اور تو تو اپنی نماز پوری کر چکا نہیں تو یہ نماز نفل ہو جائے گی۔

۱۲۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ عَنْ اَبِی الْمُثَنّٰی عَنِ ابْنِ اُبَیٍّ ابْنِ امْرَاَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ یَعْنِیْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: سَیَكُوْنُ اُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ اَشْیَاءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا فَاجْعَلُوْا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا۔

۱۲۵۷: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ امیر لوگ کاموں میں مشغول رہیں گے اور نماز میں دیر کریں گے (اس کے وقت سے) تو تم ان کے ساتھ جو نماز پڑھو اس کو نفل کر دو (اور فرض نماز علیحدہ اکیلے اپنے وقت پر پڑھو)

۱۵۱: بَابُ مَا جَاءَ فِی صَلَاةِ الْخَوْفِ

باب: خوف کی نماز کے بیان میں

۱۲۵۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ (اَنْ یَكُوْنَ الْاِمَامُ یُصَلِّیْ بِطَائِفَةٍ مَعَهٗ فَیَسْجُدُوْنَ سَجْدَةً وَاحِدَةً وَ تَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْعَدُوِّ ثُمَّ یَنْصَرِفُ الَّذِیْنَ سَجَدُوْا السَّجْدَةَ مَعَ اَمِیْرِهِمْ ثُمَّ یَكُوْنُوْنَ مَكَانَ الَّذِیْنَ لَمْ یُصَلُّوْا وَ یَتَقَدَّمُ الَّذِیْنَ لَمْ یَصَلُّوْ فَیُصَلُّوْا مَعَ اَمِیْرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً ثُمَّ یَنْصَرِفُ اَمِیْرُهُمْ وَقَدْ صَلّٰی صَلَاتَهٗ وَ یُصَلِّیْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَیْنِ بِصَلَاتِهٖ سَجْدَةً لِنَفْسِهٖ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ اَشَدَّ مِنْ ذَالِكَ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ﷺ .

قَالَ: یَعْنِیْ بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ۔

۱۲۵۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز کے متعلق فرمایا کہ امام ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور دوسرا گروہ ان میں سے دشمن کے مقابل ہو پھر جس گروہ نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی وہ گروہ چلا جائے اور اس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہو جس نے نماز نہیں پڑھی وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اب امام تو نماز سے فارغ ہو جائے (چار رکعتی یا دو رکعتی نماز میں چار رکعتی میں اس لئے کہ قصر کے سبب سے وہ بھی دو رکعتی رہ گئی) وہ اپنی نماز پڑھ چکا اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک ایک ایک رکعت اپنی ذات کے لئے پڑھ لے اگر اس سے زیادہ خوف ہو (مثلاً حملہ ہو رہا ہو اور جماعت اور صف نہ کر سکیں تو ہر ایک شخص پیدل یا سواری پر رہ کر نماز پڑھ لے۔)

تشریح ۞ گو منہ قبلہ کی طرف ہو اور سجدہ اور رکوع اشارے سے ادا کرے امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سے نکالا کہ نہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو۔ جاننا چاہئے کہ خوف کی نماز کا ذکر قرآن مجید میں ہے پر وہ مجمل ہے اور احادیث میں اس کی تفصیل

Marfat.com

کئی طرح سے وارد ہے تو وہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت گزری اس کو نکالا بخاری اور مسلم نے بھی دوسرے یہ کہ ہر گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے تو امام کی چار رکعتیں ہوں اور مقتدیوں کی دو دو رکعتیں یہ صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تیسرے جو جابر کی روایت آگے آتی ہے اس کو امام مسلم نے بھی نکالا چوتھے سہل بن ابی حثمہ نے جو روایت کی یہ بھی آگے مذکور ہوگی اس کو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا پانچویں جو احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے نکالا کہ ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کے مقابل ان کی پیٹھ قبلے کی طرف تھی تو حضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور دونوں گروہوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اور جو گروہ آپ ﷺ کے ساتھ تھا اس نے بھی ایک رکعت پڑھی پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور گروہ نے بھی سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے قریب تھا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور وہ گروہ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا وہ بھی کھڑا ہوا اور دشمن کی طرف گیا اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابل تھا وہ آیا اس نے (تکبیر تحریمہ تو پہلے کہہ لی تھی) اب رکوع اور سجدہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے پھر یہ گروہ کھڑا ہوا اور ایک رکعت دوسری ادا کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اب وہ گروہ آیا جو دشمن کے مقابل چلا گیا تھا انہوں نے (دوسری رکعت کا) رکوع اور سجدہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے وہ بھی بیٹھے رہے جب وہ رکوع اور سجدہ سے فارغ ہوئے تو اب سلام ہوا اور سب نے سلام پھیرا اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی بھی دو رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی بھی دو رکعتیں روضہ میں ہے کہ یہ سب صورتیں صحیح روایتوں سے مروی ہیں اور ان کے سوا اور صورتیں بھی منقول ہیں' سب سولہ سترہ یا اٹھارہ اور اہل حدیث کے نزدیک ہر ایک صورت جائز ہے اور فقہاء نے جو ایک ایک خاص صورت جائز رکھی ہے اور دوسری صورتوں سے انکار کیا ہے یہ ان کا قصور علم ہے احادیث کے ساتھ اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک صورت کو موقع اور محل دیکھ کر اختیار کرے بعض دفعہ موقع ایسا ہوتا ہے کہ وہاں ایک صورت مناسب ہوتی ہے اور دوسری مناسب نہیں ہوتی اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت پر آسانی کرنے کے لئے اس نماز کو مختلف طریقوں سے ادا کیا۔ اب مغرب کی نماز میں تو قصر نہیں ہوسکتا تو اس میں اختلاف ہے کہ امام پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت یا اس کے خلاف کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ ثابت نہیں ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے اور جو ہر گروہ کے ساتھ تین رکعتیں پڑھے تب بھی ہوسکتا ہے امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور مقتدیوں کی تین تین رکعتیں اور ہمارے نزدیک تو فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے ساتھ درست ہے انتہیٰ مختصراً امام ابوحنیفہؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو اختیار کیا جو مؤلف نے ذکر کی اور ابن ہمامؒ نے کہا یہ بھی جب ہے کہ لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جھگڑا کرتے ہوں ورنہ بہتر یہ ہے کہ امام ایک گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دوسرا گروہ کسی اور امام کے پیچھے اپنی نماز ادا کریں۔

۱۲۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنِىْ يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِىُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ اَنَّهٗ قَالَ فِىْ صَلَاةِ الْخَوفِ قَالَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ تَقُوْمُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهٗ وَ طَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الصَّفِّ فَيَرْكَعُ

۱۲۵۹: حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا خوف کی نماز میں کہ امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور ایک گروہ دشمن کی طرف' لیکن منہ اپنی صف کی طرف رکھے' اب امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے بعد اس کے وہ گروہ الگ الگ اپنے لئے ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کریں اسی جگہ میں (یعنی دوسری رکعت امام سے علیحدہ اکیلے اکیلے پڑھ لیں پھر یہ

Marfat.com

بِهِمْ رَكْعَةً وَ يَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَ يَسْجُدُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُوْنَ اِلٰى مَقَامِ اُولٰئِكَ وَ يَجِيءُ اُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَ يَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهٗ ثِنْتَانِ وَ لَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ رَكْعَةً وَ يَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ۔

گروہ دوسرے گروہ کی جگہ چلا جائے (جو دشمن کے مقابل تھا) اور وہ گروہ آئے اب امام اس کے ساتھ ایک رکوع کر لے اور دو سجدے تو امام کی دو رکعت ہو گئیں اور دوسرے گروہ کی بھی ایک ہی رکعت ہوئی پھر دوسرا گروہ ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے الگ الگ علیحدہ اپنے لئے کریں (یعنی دوسری رکعت ادا کریں)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فَسَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ۔

محمد بن بشار نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو اس نے مجھے شعبہ سے حدیث سنائی اس نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے صالح بن خوات سے اس نے سہل بن ابی حثمہ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی طرح۔ اس نے کہا کہ مجھ کو یحییٰ نے کہا اس کو اس کے پاس لکھ لے اور مجھے تو یحییٰ کی حدیث کی حدیث طرح یاد ہے اس کے علاوہ اور طرح سے یاد نہیں ہے۔

قَالَ قَالَ لِيْ يَحْيَى اكْتُبْهُ اِلٰى جَنْبِهٖ وَ لَسْتُ اَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَ لٰكِنْ مِثْلُ حَدِيْثِ يَحْيٰى۔

تشریح ❁ اور اتنی دیر تک کہ دوسرا گروہ رکعت سے فارغ ہوا امام خاموش بیٹھا رہے جب یہ دوسری رکعت سے فارغ ہوں تو امام سلام پھیرے اور دونوں گروہ سلام پھیر دیں کیونکہ دونوں کی نماز ختم ہوگی اور پہلے گروہ کو لازم ہے کہ پیچھے دشمن کے سامنے کھڑے رہیں بات نہ کریں یہاں تک کہ سلام پھیر دیں۔

۱۲۶۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ حَتّٰى اِذَا نَهَضَ سَجَدَ اُولٰئِكَ بِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ حَتّٰى قَامُوْا مُقَامَ اُولٰئِكَ وَ تَخَلَّلَ اُولٰئِكَ حَتّٰى قَامُوْا مُقَامَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلُوْنَهٗ فَلَمَّا رَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ سَجَدَ اُولٰئِكَ سَجْدَتَيْنِ وَ كُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

۱۲۶۰: حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز اپنے اصحابؓ کے ساتھ پڑھی (یہ صورت اس وقت موزوں ہے جب دشمن قبلہ کی طرف ہو) تو پہلے سب لوگوں کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس صف نے جو آگے تھی اور پچھلی صف کھڑی رہی جب اگلی صف سجدہ سے اٹھی تو پچھلی صف نے اپنے لئے دو دو سجدے کر لئے بعد اس کے اگلی صف پیچھے ہٹ گئی یہاں تک کہ پچھلی صف کے مقام میں آ گئے اور پچھلی صف بیچ میں آ کر آگے بڑھ گئی اور اگلی صف کے مقام میں کھڑی ہوئی اب پھر آنحضرتؐ نے سب لوگوں کے ساتھ رکوع کیا پھر آپؐ نے سجدہ کیا اور اگلی صف نے جو آنحضرتؐ کے قریب تھی جب انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو پچھلی صف والوں نے دو سجدے کئے (الگ اپنی ذات کے لئے) رکوع تو سب نے آپؐ

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ وَ كَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ۔

کے ساتھ کیا لیکن دو دو سجدے ہر گروہ نے اپنی ذات کے لئے علیحدہ ادا کئے (یعنی امام سے علیحدہ) اور دشمن اس وقت قبلہ کی طرف تھا۔

تشریح ۞ پس یہاں اس کی ضرورت نہ تھی کہ ایک گروہ جائے اور دوسرا آئے صرف یہ بات ضرور تھی کہ سب لوگ ایک سجدہ نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ دشمن غفلت میں کچھ کر بیٹھے لہٰذا سجدہ میں تفریق ہوئی باقی ارکان سب نے ایک ساتھ ادا کئے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جیسا موقع ہو اس طرح سے خوف کی نماز پڑھنا اولیٰ ہے اور ایک صورت جائز ہے جیسے اوپر گزر چکا۔

۱۵۲: بَابُ مَا جَاءَ فِى صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

باب: سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کا بیان

۱۲۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِى ثَنَا اَسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔

۱۲۶۱: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب سورج گرہن لگا اور آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے انتقال فرمایا اور لوگوں نے گمان کیا کہ ان کا انتقال کی وجہ سے یہ گرہن لگا ہے) بے شک سورج اور چاند کو کسی کے مرنے سے گرہن نہیں لگتا پھر جب تم گرہن کو دیکھو تو کھڑے ہو اور نماز پڑھو۔

تشریح ۞ اہل حدیث نے کہا ہے کہ یہ نمازیں سنت ہیں کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ قوموا فصلوا اور فصلوا وَادْعُوا اور فَافْزَعُوْا یہ الفاظ بظاہر وجوب پر دلالت کرتے ہیں اور مختار یہ ہے کہ جہرے کرے ان نمازوں میں کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جہر منقول ہے اور یہی قول ہے اہل حدیث اور صاحبین اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے کہا سرّ کرے اور یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کا اور دلیل ان کی سرہ کی حدیث ہے جو آگے آئے گی لیکن امام بخاری نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے۔

بلکہ جب دونوں نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے یعنی اس کی قدرت کی نشانی ہے اور یہ سچی حکمت تھی جو آپ ﷺ نے لوگوں کو تعلیم فرمائی اور ان کے غلط خیال کو کہ گرہن کسی بڑے کی موت کی وجہ سے لگتا ہے باطل کیا اگر ایسا ہوتا تو گرہن سورج اور چاند کا اپنے مقررہ اوقات پر نہ ہوتا بلکہ جب دنیا میں کسی بڑے کی موت کا حادثہ پیش آتا اس وقت گرہن لگتا حالانکہ اب کاملین علم ہیئت نے سورج اور چاند کے گرہن کے اوقات ایسے دریافت کئے ہیں کہ ایک منٹ میں ان سے آگے پیچھے گرہن نہیں ہوتا اور سال بھر کے پیشتر یہ لکھ دیتے ہیں کہ ایک سال میں سورج گرہن فلاں تاریخ اور فلاں وقت میں ہوگا اور چاند گرہن فلاں تاریخ اور فلاں وقت میں اور یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ سورج یا چاند کا قرص گرہن سے کل چھپ جائے گا یا اس قدر حصہ اور یہ بھی دکھلا دیتے ہیں کہ کسی میں کتنا گرہن ہوگا ان کے نزدیک علت گرہن کی حرکت ہے زمین کی اور چاند کی اور حائل ہونا زمین کا سورج اور چاند میں یا حائل ہو جانا چاند کا سورج اور زمین میں واللہ اعلم۔

۱۲۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالُوْا ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ رَضِىَ

۱۲۶۲: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گرہن لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ ﷺ گھبرا کر نکلے اپنا کپڑا سمیٹتے ہوئے یہاں تک کہ مسجد

Marfat.com

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّيْ حَتّٰى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَ لَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهٖ خَشَعَ لَهٗ۔

میں آئے اور برابر نماز پڑھتے رہے (یعنی سورج کی اور قرأت و اس میں طول دیا) یہاں تک کہ سورج صاف روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ سورج اور چاند گرہن نہیں لگتا مگر کسی بڑے شخص کے مرنے سے حالانکہ ایسا نہیں ہے سورج اور چاند میں کسی کے مرنے یا جینے سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ جل شانہ جب کسی چیز پر اپنی تجلی کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے۔

تشریح: اور دوسری حدیثوں میں دعا اور تکبیر اور صدقہ اور استغفار بھی وارد ہے جب تک گرہن کھل نہ جائے۔

جیسے اللہ جل شانہ نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تھی تو وہ پاش پاش ہو گیا وہ ذرا سا پہاڑ تھا سورج اتنا بڑا تھا کہ ہماری زمین سے تیرہ چودہ لاکھ حصے بڑا ہے مگر خداوند کریم کی تجلی کے سامنے اس کے نور کی حقیقت نہیں رہتی اور وہ کالا پڑ جاتا ہے اور چاند کا بھی یہی حال ہے چاند تو زمین سے بھی چھوٹا ہے اس مقام پر شبہ ہوتا ہے کہ گرہن تو زمین چاند کے حائل ہو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے اوپر گزرا پھر تجلی کے کیا معنی ہوں گے اور اگر گرہن تجلی کی وجہ سے ہوتا تو اس کا وقت مقرر نہ ہوتا دوسرے یہ کہ سب ملکوں میں ایک سا گرہن ہوتا کم و بیش نہ ہوتا کیونکہ تجلی ہر ملک میں یکساں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم کی تجلی یہ ایک ایسا لفظ ہے جس سے معنی اور مقصد کا ادراک ہمارے افہام سے باہر ہے صرف ان لفظوں کے لغوی معنی ہم سمجھتے ہیں مگر حقیقی مطلب اور مراد کو وہی جانتا ہے کہ اجرام علویہ کا حائل ہو جانا یہی مدلول ہو اس کی تجلی کا یا علامت ہو علاوہ اس کے احتمال ہے کہ کبھی گرہن تجلی الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہو اور کبھی حائل ہو جانے کی وجہ سے اب اوقات کا مقرر ہونا یہ تجلی کے خلاف نہیں ہے شاید تجلی کے بھی اوقات مقرر ہوں اسی طرح کم و بیش ہونا گرہن کا اس کا کوئی اور سبب ہو جس کو ہم نہ سمجھتے ہوں علاوہ اس کے یہ خیال کہ گرہن ہمیشہ چاند یا زمین کے حائل ہو جانے سے ہوتا ہے علماء ہیئت نے نکالا ہے اور ہیئت کا علم یقینی نہیں ہے حکیم دیوجانس کلبی کا یہ حال تھا کہ جب اس کے سامنے والی علم ہیئت کے مسائل بیان کرتا تو وہ کہتا آپ آسمان سے جب اترے ہیں اس صورت میں یہ جائز ہے کہ اہل ہیئت نے جو گرہن کی علت سمجھی ہے وہ نہ ہو اور تجلی الٰہی اس کی علت ہو جیسا حدیث میں ہے اور مخبر صادق کا فرمانا یقینی سمجھا جاتا ہے واللہ اعلم۔

۱۲۶۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهٗ فَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ حِمَدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) ثُمَّ قَامَ

۱۲۶۳: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج گرہن ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف نکلے اور کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی قرأت کی لیکن پہلی قرأت سے کم، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد، بعد اس کے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا تو چار رکوع کئے (ساری نماز میں ہر رکعت میں دو

Marfat.com

فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ۔) ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَ انْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ۔

رکوع) اور چار سجدے کئے اور سورج روشن ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فارغ ہونے سے پہلے بعد اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا تو اللہ جل جلالہ کی تعریف بیان کی جیسی اس کے لائق ہے۔ پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کسی کے مرنے اور جینے سے ان میں گرہن نہیں لگتا جب تم گرہن کو دیکھو تو جھٹ نماز کی طرف متوجہ ہو۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلا کہ گرہن کی دو رکعتیں ہیں اور ان کو جماعت سے ادا کرنا چاہئے اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں اور یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اور بعض روایتوں میں ہر رکعت میں تین رکوع وارد ہیں بعضوں میں چار بعضوں میں پانچ امام ابن القیم نے فرمایا کہ صحیح حدیثوں سے گرہن کی نماز میں متعدد رکوع ثابت ہیں نقل کیا ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور اسماء رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اور یہ راجح ہے اس روایت پر جس میں ایک ہی رکوع سمرہ نے نقل کیا ہے اس کو نکالا مسلم نے اور نعمان بن بشیر نے اس کو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے اور قبیصہ نے اس کو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے اور ان سب حدیثوں سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیحین میں ہے اور اس میں تعداد رکوع مذکور ہے اور تعداد رکوع کے راوی صحابہ میں سب سے بڑے درجے کے ہیں بہ نسبت نعمان اور سمرہ اور قبصیہ کے اور ان میں ایک زیادت ہے جس کا قبول کرنا واجب ہے اور اہل حدیث اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کرنا بہتر ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ہر رکعت میں تین اور چار اور پانچ رکوع بھی جائز ہیں اور ایک رکوع بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کریں اگر جماعت نہ ملے تو اکیلے پڑھ لے۔

۱۲۶۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ فَلَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا۔

۱۲۶۴: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی گرہن کی ہمارے ساتھ تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سنتے تھے۔

تشریح ۞ اسی حدیث سے ابوحنیفہؒ نے دلیل کی کہ کسوف کی نماز میں جہر نہ کرے اور ہم کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ صحیح روایت میں جہر منقول ہے اور احتمال ہے کہ سمرہ دور کھڑے ہوں اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے ان کو آواز نہ پہنچی ہو۔

۱۲۶۵: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ

۱۲۶۵: حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے نماز پڑھائی ہم کو گرہن کی تو آپ کھڑے ہوئے اور لمبا کیا

Marfat.com

اَبِیْ بَکْرٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃَ الْکُسُوْفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ : لَقَدْ دَنَتْ مِنِّی الْجَنَّۃُ حَتّٰی لَوِاجْتَرَاْتُ عَلَیْھَا لَجِئْتُکُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِھَا وَ دَنَتْ مِنِّیْ النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ وَاَنَافِیْھِمْ.

قَالَ نَافِعٌ حَتّٰی حَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ وَ رَاَیْتُ امْرَاَۃً تَخْدِشُھَا ھِرَّۃٌ لَھَا فَقُلْتُ مَا شَاْنُ ھٰذِہٖ ؟ قَالُوْا حَبَسَتْھَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا لَاھِیَ اَطْعَمَتْھَا وَلَاھِیَ اَرْسَلَتْھَا تَاْکُلُ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ۔

قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا اور لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر فارغ ہوئے (نماز سے) اور فرمایا جنت مجھ سے نزدیک ہوگئی اس قدر کہ اگر میں جرأت کرتا تو ایک خوشہ اس کے خوشوں میں سے لے آتا تمہارے پاس اور دوزخ مجھ سے نزدیک ہوگئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے پروردگار کیا میں بھی دوزخ والوں میں سے ہوں۔ نافع نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مجھے گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی نوچ رہی تھی اس کی۔ میں نے کہا اس کا سبب کیا ہے لوگوں نے کہا (یعنی فرشتوں نے) اس عورت نے اس بلی کو قید کر کے رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی نہ اسکو کھانا کھلایا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کھاتی۔

تشریح ❁ حدیث میں خشاش کا لفظ ہے خائے معجمہ سے ہے یعنی زمین کے کیڑے اور بعضوں نے خشاش کہا ہے جائے ش سے اور یہ سہو ہے کیونکہ حشاش سوکھے گھاس کو کہتے ہیں اسی سے حشیش ہے اور وہ بلی کی غذا نہیں ہے اس حدیث سے بھی ہر رکعت میں دو رکوع ثابت ہوتے ہیں اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جاندار کو قید کر رکھنا اور اس کو خوراک نہ دینا کہ وہ ہلاک ہو جائے بہت بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے آدمی دوزخ میں جائے گا۔

۱۵۳: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاۃِ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: استسقاء کی نماز کا بیان

۱۲۶۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَا ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ ھِشَامِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کِنَانَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَمِیْرٌ مِنَ الْاُمَرَاءِ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَسْاَلُہٗ عَنِ الصَّلَاۃِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَہٗ اَنْ یَسْاَلَنِیْ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا

۱۲۶۶: اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ سے روایت ہے کہ مجھے ایک امیر نے امیروں میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ استسقاء کی نماز پوچھنے کو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا امیر کو کیا ہوا تھا؟ اس نے خود مجھ سے کیوں نہ پوچھا پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی سے سادی وضع سے (بغیر آرائش اور زینت کے) خشوع کے ساتھ آہستگی کے ساتھ نکلے

Marfat.com

مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلًا مُتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدِ وَ لَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ۔

اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے عید میں پڑھتے تھے اور اس طرح سے خطبہ نہیں پڑھا جیسے تم خطبہ پڑھتے ہو۔

تشریح ۞ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے استسقاء (یعنی پانی مانگنا) کیا کئی بار مختلف طریقوں سے لیکن جو طریقہ سنت کیا اپنی امت کے لئے وہ یہ ہے کہ لوگوں سمیت نہایت عاجزی کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے اور دو رکعتیں پڑھیں ان میں پکار کر قرأت کی پھر خطبہ پڑھا اور قبلے کی طرف منہ کیا خطبہ میں اور دعا مانگی اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور چادر الٹی' در میں ہے کہ استسقاء کی نماز مسنون ہے دو رکعتیں' ان کے بعد خطبہ ہے کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء میں صرف دعا اور استغفار کافی ہے نماز مسنون نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ متعدد احادیث میں نماز وارد ہے اور جن حدیثوں میں نماز کا ذکر نہیں ان سے نفی نماز کی لازم نہیں آتی اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ استسقاء کو نکلے پھر نہ زیادہ کیا استغفار پر یہ ایک موقوف اثر ہے صحابی کا اور قطع نظر اس کے سنت کے ترک سے اس کی سنیت باطل نہیں ہوتی اور اسی پر محمول ہوگی وہ مرفوع حدیث بھی جس میں نماز کا ذکر نہیں ہے اور صحابہ کرام استسقاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا کا وسیلہ لیا اب بھی جو اہل صلاح اور تقویٰ ہوں ان کا توسل استسقاء میں بہتر ہے اور بعض روایتوں میں نماز کے قبل خطبہ وارد ہے اور دونوں طرح درست ہے۔

۱۲۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ اَبِيْ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ قَلَبَ رِدَاءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

۱۲۶۷: حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے عیدگاہ کو (نماز) استسقاء ادا کرنے) کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر کو الٹا اور دو رکعت پڑھیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ بِمِثْلِهٖ۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنا زیادہ ہے کہ سفیان نے مسعودی سے روایت کیا میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو سے پوچھا چادر کو کیونکر الٹا کیا اوپر کا جانب نیچے کرلیا یا دایاں جانب بائیں طرف کرلیا انہوں نے کہا اوپر کا جانب نیچے نہیں کیا بلکہ دایاں جانب بائیں کرلیا۔

قَالَ سُفْيَانُ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو اَجْعَلَ اَعْلَاهُ اَسْفَلَهٗ اَوِ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ قَالَ لَا بَلِ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ۔

تشریح ۞ چادر کو الٹا اس طرح سے کہ دایاں کنارہ اس کا بائیں کاندھے پر کرلیا اور بایاں کنارہ دائیں کاندھے پر یہ فعل استسقاء میں سنت ہے کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس کا بھید خدا ہی جانتا ہے جیسے اور ارکان اور افعال شرعیہ کا سر اللہ ہی کو معلوم ہے مگر ابوحنیفہؒ نے قیاس کی رو سے اس کا انکار کیا ہے حالانکہ نص کے سامنے قیاس کا کیا حکم ہے اور تعجب ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے قہقہہ وغیرہ میں ضعیف حدیثوں کو لے کر قیاس کو ترک کیا ہے اور یہاں حدیث صحیح کو نہیں لیا حاکم نے مستدرک میں نکالا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ چادر کو الٹا تاکہ قحط الٹ جائے۔

۱۲۶۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ وَالْحَسَنُ ابْنُ اَبِي الرَّبِيْعِ

۱۲۶۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

قَالَا ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِی قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا يَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَ لَا اِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَ دَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَآءَهٗ فَجَعَلَ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَ الْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن استسقاء کے لئے نکلے دو رکعت پڑھیں ہمارے ساتھ نہ اذان ہوئی نہ اقامت اور خطبہ سنایا ہم کو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنا منہ قبلہ کی طرف پھیر لیا (خطبہ کے بعد) دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے (دعا میں) پھر اپنی چادر الٹا تو دایاں جانب بائیں کاندھے پر کر لیا اور بایاں داہنی جانب پر۔

تشریح: باب استسقاء میں جہاں تک ہو سکے امام کو اور رعایا کو خدا کی درگاہ میں گڑگڑا کر رو رو کر دعائیں مانگنا چاہئے اور سب لوگوں کو اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنا چاہئے کیونکہ پانی گناہوں کی نحوست سے رک جاتا ہے مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

ابر نا یداز پئے منع زکوٰۃ وز زنا خیزد وبا اندر جہات

اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں جو باوصف صفائی طرق اور شوارع اور پاکیزگی مکانات کے وبا کثرت سے آتی ہے اس کا سبب یہی ہو کہ لوگوں نے زنا سے پرہیز کرنا چھوڑ دیا ہے اور علانیہ زنا اور شرب خمر اور تمام معاصی کا ارتکاب ہوتا ہے اس موقع پر اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گناہوں کا اثر زیادہ مسلمانوں پر اور مسلمانوں کے ملکوں پر ہوتا ہے کیونکہ کافروں کو آخرت کا عذاب ملنا ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ کی بھی ضرورت ہے نہ کافروں کو اب یہ شبہ نہ ہوگا کہ زنا تو کافروں کے ملکوں میں زیادہ ہوتا ہے اور مرض بھی ہے وہاں زیادہ وبا ہونی چاہئے۔

۱۵۴: بَابُ مَا جَاءَ فِی الدُّعَاءِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ

باب: استسقاء میں دعا کا بیان

۱۲۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ اَنَّهٗ قَالَ لِكَعْبٍ يَا كَعْبَ بْنَ مُرَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَسْقِ اللّٰهَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيْنًا مَرِيْعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ ۔ قَالَ فَمَا جَمَعُوْا حَتّٰی اُحْيُوْا قَالَ فَاَتَوْهُ فَشَكَوْا اِلَيْهِ الْمَطَرَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا۔ قَالَ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِيْنًا وَ

۱۲۶۹: شرحبیل بن سمط نے کعب سے کہا اے کعب بن مرہ ہم سے حدیث بیان کرو رسول اللہ کی اور احتیاط رکھو (کہ کمی بیشی نہ ہونے پائے) انہوں نے کہا کہ ایک شخص آنحضرت سے پانی مانگنے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے پانی مانگئے آپ نے یہ سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ پلا ہم کو پانی اگانے والا زمین کو بھر دینے والا (یعنی خوب زور کا کہ گڑھے اور تالاب سب بھر جائیں) جلد برسنے والا نہ دیر میں برسنے والا فائدہ دینے والا نہ نقصان دینے والا۔ کعب نے کہا ابھی نہیں ہوا تھا کہ لوگ جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے اور پانی برسنے لگا آخر لوگ آپ سے بیان کرنے آئے (دوسری روایت میں ہے کہ دوسرے جمعہ تک پانی برستا گیا۔ آخر وہی شخص آیا) اور شکایت کی پانی بہت برسنے کی اور عرض کیا یا رسول اللہ گھر گر گئے۔ تب آپ نے فرمایا یا اللہ

Marfat.com

شِمَالًا۔

ہمارے گرداگرد برسے اور ہم پر نہ برسے۔ کعبؓ نے کہا یہ فرماتا تھا کہ ابر پھٹنے لگا دائیں اور بائیں طرف۔

تشریح ۞ اس حدیث میں آپ ﷺ کے دو معجزے منقول ہیں ہمارے زمانے میں نصاریٰ نے شہر نیویارک واقع امریکہ میں توپوں کے چھوڑنے سے اور ڈائنامیٹ اڑانے سے پانی برسانا چاہا لیکن ایک بار نیویارک میں تو کامیابی ہوئی پانی برسا مگر حیدر آباد میں بہت کچھ محنت کی ابر کے لگے تو آئے پر پانی نہیں برسا اس سے معلوم ہوا کہ نیویارک میں بھی پانی ان کی تدبیر سے نہیں برسا تھا بلکہ پانی برسنے والا تھا یہ ایک حیلہ ہو گیا کیونکہ پانی برسانا خاص اللہ تعالیٰ کا کام ہے بندے کے اختیار سے باہر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا گوابر کا اٹھانا سامان ہو سکتا ہے کیونکہ ابر زمین کا بخار ہے واللہ اعلم۔

۱۲۷۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْقَاسِمِ اَبُو الْاَحْوَصِ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِیْعِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ ثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ حَبِیْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا یَتَرَوَّدُلَهُم رَاعٍ وَ لَا یَخْطِرُلَهُمْ فَحْلٌ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْنًا طَبَقًا مَرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ ۔ ثُمَّ نَزَلَ فَمَا یَاْتِیْهِ اَحَدٌ مِنْ وَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ اِلَّا قَالُوْا قَدْ اُحْیِیْنَا۔

۱۲۷۰: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ کے پاس ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جنکے کسی چرواہے کے پاس توشہ نہیں (جانور ہلاک ہو گئے) اس وجہ سے چرواہا ہی نہیں رہا کہ اسکو توشہ دیا جائے اور کوئی نر انکا دم نہیں اچھالتا (بوجہ ناطاقتی کے مادہ کے ساتھ جفتی کرنے کا قصد بھی نہیں کرتا) یہ سن کر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور اللہ جل جلالہ کی تعریف کی پھر فرمایا یا اللہ ہم کو پلا ایسا پانی جو سیراب کر دے اور فائدہ دے ساری زمین میں برسے گھاس اگائے خوب زور کا جلد برسنے والا دیر میں نہ برسنے والا پھر منبر پر سے اترے بعد اسکے جو کوئی آپؐ کے پاس آتا کسی طرف سے کہتا ہمارے یہاں بارش ہوئی ہے۔

۱۲۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ بَرْكَةَ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰی حَتّٰی رَاَیْتُ (اَوْ رُئِیَ) بَیَاضُ اِبْطَیْهِ۔

قَالَ مُعْتَمِرٌ: اُرَاهُ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ

۱۲۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی دعا مانگی یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی یا یوں کہا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی (یعنی اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے) معتمر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں سمجھتا ہوں یہ استسقاء کے باب میں ہے۔

۱۲۷۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا اَبُو النَّضْرِ ثَنَا اَبُوْ عَقِیْلٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ ثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَی الْمِنْبَرِ فَمَا نَزَلَ حَتّٰی جَیَّشَ كُلُّ

۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کبھی مجھ کو یہ شعر یاد آتا تھا اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کو دیکھتا منبر پر (زہے قسمت عبداللہ کی) پھر آپ ﷺ منبر پر سے نہ اترے یہاں تک کہ مدینہ کے ہر ایک پرنالہ میں پانی

Marfat.com

مِیْزَابٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاذْکُرْ قَوْلَ الشَّاعِرِ:

وَ اَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

وَ هُوَ قَوْلُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

بہنے لگا وہ شعر یہ ہے:

وَ اَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

اور یہ حضرت ابو طالب کا کلام ہے۔

تشریح ۞ جو حضرت سید عالم کے عم بزرگوار تھے اور جناب امیر کے والد ماجد حضرت ابو طالب نے ایک بڑا قصیدہ کہا ہے اس کا مطلع یہ ہے اس قصیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مدح کی ہے منجملہ اس کے ایک شعر یہ بھی ہے جو عبداللہ سے نقل ہے اس شعر کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گورے رنگ والے ہیں اور آپ ﷺ کے روئے مبارک کے وسیلے سے لوگ پانی مانگتے ہیں (تو خدائے عزوجل پانی برساتا ہے صغر سن میں آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کے وسیلے سے پانی مانگا تھا تو خوب پانی برسا) آپ ﷺ کی ذات بابرکت پرورش کرنے والی ہے یتیموں کی اور بچاؤ ہے بیوہ عورتوں کی (یعنی آپ ﷺ بیواؤں کی دستگیری اور امداد فرماتے ہیں تو وہ بچتے ہیں سوال کرنے سے یا حرام کرنے سے) سبحان اللہ آپ ﷺ کا حسن ظاہری اس درجہ تھا کہ جو کوئی ایک بار جمال باکمال دیکھتا دل و جان سے فدا ہو جاتا اور حسن باطنی اس درجہ تھا کہ تمام یتیموں اور بیواؤں اور بے کسوں کے آپ ﷺ پشت پناہ تھے ایسی ذات جامع الکمالات دنیا میں سوا آپ ﷺ کے کس کی ہے' صدقے آپ ﷺ کے حسن اور جمال اور اخلاق جمیلہ کے' اس قصیدے سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آپ ﷺ سفید رنگ تھے دوسری حدیث میں ہے هذا الا بیض المتکی اور ایک حدیث میں ہے کہ گو نہ سرخی بھی اس سفیدی میں ملی تھی لیکن غالب تھی' ہمیشہ سے سرداروں اور بادشاہوں کا رنگ یہی ہے متنبی نے سیاہی رنگ اراذل کی نشانی قرار دی ہے اور کہتا ہے

غرض ہمیشہ سفید رنگ والے کالوں کے بادشاہ اور حاکم رہے ہیں اور کالوں کو کبھی گوروں کی حکومت نہیں ملی ذالك فضل الله یوتیه من یشاء۔

۱۵۵: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاۃِ الْعِیْدَیْنِ

باب: عیدین کی نماز کا بیان

۱۲۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَقُوْلُ اَشْهَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰی اَنَّهٗ لَمْ یُسْمِعِ النِّسَاءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَکَّرَهُنَّ وَ وَعَظَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَۃِ وَ بِلَالٌ قَائِلٌ بِیَدَیْهِ هٰکَذَا فَجَعَلَتِ الْمَرْاَۃُ تُلْقِی الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّیْءَ۔

۱۲۷۳: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ پر کہ آپؐ نے نماز پڑھی (عید کی) خطبہ سے پہلے' پھر خطبہ پڑھا بعد اس کے آپؐ نے خیال کیا کہ عورتوں کو خطبہ کی آواز نہیں پہنچی (کیونکہ وہ دور ہوں گی مردوں سے پیچھے) تو آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اور وعظ اور حکم کیا ان کو صدقہ دینے کا اور بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے اس طرح سے تو کوئی عورت چھلہ ڈالنے لگی' کوئی انگوٹھی' کوئی اور چیز۔

تشریح ۞ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں جانا درست ہے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پردہ والی اور کنواری عورتوں کو بھی عیدگاہ میں جانے کا حکم دیا یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی اور فرمایا وہ دعا میں شریک رہیں مسجد کے باہر رہ کر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجنبی عورت سے بات کرنا درست ہے اسی طرح عورت کو اجنبی مرد کا کلام سننا اور

Marfat.com

یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے عیدگاہ کی نماز پڑھے اس کے بعد خطبہ پڑھے اور عیدگاہ کی نماز میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت ہے اور حق یہ ہے کہ واجب ہے اور بعضوں نے کہا اس آیت میں فصل لربك وانحر عید کی نماز مراد ہے اور جب عید کے دن جمعہ آجائے تو عید کی نماز پڑھنے سے جمعہ واجب نہیں رہتا یعنی جمعہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور جو چیز واجب نہ ہو وہ واجب کو ساقط نہیں کر سکتی۔

۱۲۷۴: حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادِ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلّٰى يَوْمَ الْعِيْدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَ لَا اِقَامَةٍ۔

۱۲۷۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔

تشریح ❁ اس پر سب کا اتفاق ہے اور صحیح میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے پھر جو کوئی عید کی نماز میں اذان دے یا تکبیر کہے وہ بدعتی ہے۔

۱۲۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، وَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَاَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَامَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ اَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيْدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهٖ وَ بَدَاْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَ لَمْ يَكُنْ يُبْدَاُ بِهَا فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ : اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ يُغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔

۱۲۷۵: حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ مروان نے عید کے دن منبر نکالا (یعنی منبر کو مسجد میں سے عیدگاہ لے گیا) اس پر خطبہ پڑھنے کو (اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے زمانہ میں منبر لکڑی کا ہوتا تھا جو جمعہ کے دن مسجد میں رکھا جاتا اور چونا اینٹ سے مسجد کے اندر نہ بنایا جاتا جیسا اس زمانہ میں مروج ہے) پھر خطبہ پڑھا نماز سے پہلے تب ایک شخص کھڑا ہوا (اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے کہ مروان کا خوف نہ کیا اور حق بات کہہ دی) اور بولا اے مروان تو نے خلافِ سنت کیا یعنی منبر کو نکالا عید کے دن حالانکہ (اگلے زمانہ میں یعنی آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین کے عہد میں) منبر کو نہیں نکالتے تھے اور عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھا (گویا مروان نے جمعہ پر عید کو قیاس کیا) حالانکہ پہلے خطبہ نہیں پڑھتے تھے۔ یہ سن کر ابو سعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا میں نے آنحضرتؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے جو شخص تم سے کوئی بات شرع کے خلاف دیکھے پھر ہاتھ سے اس کو میٹ سکتا ہو تو میٹ دے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے منع کرے اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے اسکو برا جانے (اس سے بیزار ہو) اور یہ نہایت ضعیف الایمان ہے۔

تشریح ❁ یعنی اخیر درجہ ہے ایمان کا اگر خلافِ شرع کام کو دل سے بھی برا نہ جانے بلکہ ایسے کاموں پر چپ ہو رہے اور دل میں بھی نفرت نہ لائے تو اس شخص میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے اس حدیث کو یاد رکھنا چاہئے۔

۱۲۷۶: حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ ثَنَا

۱۲۷۶: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ پھر

Marfat.com

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے (اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند کے لحاظ سے ضعیف ہے عبدالرحمن بن سعد ضعیف ہے اور اس کا باپ سعد مجہول ہے)۔

۱۵۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَمْ يُكَبِّرُ الْاِمَامُ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ

باب: عیدین کی تکبیروں کا بیان

۱۲۷۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاَةِ فِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاَةِ۔

۱۲۷۷: حضرت سعد مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں بھی قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

تشریح: تو کل بارہ تکبیریں ہوئیں اگرچہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے جیسے عراقی نے کہا لیکن شاہد ہیں اس کی دوسری روایتیں جن میں سے بعض آگے مذکور ہوں گی اور سب میں بارہ تکبیریں ہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ امام احمد نے کہا میرا مذہب یہی ہے اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس مسئلہ میں کل دس مذہب ہیں اور سب سے راجح یہی ہے جو امام احمد نے اختیار کیا اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قرأت سے بعد تین تکبیریں کہے اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیریں ان کے سوا ہیں تو کل نو تکبیریں ہوئیں ان کے نزدیک پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مروی ہے نکالا اس کو امام محمد نے کتاب الآثار میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں اور ابوداؤد نے ابوموسیٰ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت موقوف ہے تو مرفوع احادیث کا مقابلہ نہیں کریں گی اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں عبدالرحمن بن ثوبان ضعیف ہے اور ابوعائشہ مجہول ہے۔ اسی طرح اہل حدیث کہتے ہیں کہ دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے یہ تکبیریں ہی جائیں اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد روضہ میں ہے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور مستحب ہے کہ ہر تکبیر کے بعد بقدر ایک آیت کے یعنی متوسط آیت کے وقفہ کرے طبرانی اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی ہے اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ وہ ان تکبیروں میں رفع یدین کرتے تھے لیکن اس کے اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عیدین کی تکبیرات واجب نہیں ہیں بلکہ سنت ہیں تو اگر کوئی ان کو عمداً ترک کرے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اگر سہواً ترک کرے تو سجدہ سہو نہ کرے اور امام مالک اور ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ سہو کرے واللہ اعلم۔

۱۲۷۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۱۲۷۸: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔

Marfat.com

كَبَّرَ فِیْ صَلَاةِ الْعِيْدِ سَبْعًا وَ خَمْسًا۔

تشریح ❁ یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں جیسے اہل حدیث کا قول ہے عراقی نے کہا اس حدیث کا اسناد اچھا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ تکبیر عیدالفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں تکبیروں کے بعد قرأت کرے۔

۱۲۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيْلٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَثْمَةَ ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ فِیْ الْعِيْدَيْنِ سَبْعًا فِی الْاُوْلٰی وَ خَمْسًا فِی الْآخِرَةِ۔

۱۲۷۹: عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں سات تکبیریں کہیں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں۔

تشریح ❁ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ کثیر بن عبداللہ اس کی اسناد میں متروک ہے نووی نے کہا شاید ترمذی نے اس خیال سے اس کو حسن کہا کہ اس کی تائید دوسری روایتوں سے ہوئی اور عراقی نے کہا کہ ترمذی نے بخاری کی متابعت کی اور کتاب العلل میں انہوں نے کہا میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا اس باب میں اس سے زیادہ صحیح دوسری کوئی حدیث نہیں آئی اور میں اسی کی پیروی کرتا ہوں اور نکالا اس کو دارقطنی نے اور بیہقی اور ابن عدی نے بھی اور سب کی اسناد میں یہی کثیر بن عبداللہ ہے شافعی اور ابوداؤد نے کہا کہ وہ جھوٹ کا ایک رکن ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اس کا ایک نسخہ ہے بنائی ہوئی حدیثوں کا اپنے دادا عمرو بن عوف سے۔

۱۲۸۰: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ يَزِيْدَ وَعَقِيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَبَّرَ فِی الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی سَبْعًا وَ خَمْسًا سِوٰی تَكْبِيْرَتَیْ الرُّكُوْعِ۔

۱۲۸۰: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں رکوع کی دو تکبیروں کے سوا۔

تشریح ❁ اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دارقطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور ترمذی علل کبریٰ میں کہا کہ میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے ضعیف کہا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کسی نے روایت کیا ہو سوا ابن لہیعہ کے اور دارقطنی نے عمار اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے ہی نکالا لیکن دونوں کے اسناد ضعیف ہیں۔ مترجم کہتا ہے عمدہ اس باب میں وہ روایت ہے جس کو عبدالرزاق نے نکالا مصنف میں۔ امام جعفر صادق سے انہوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اضحیٰ اور فطر اور استسقاء کی نمازوں میں سات تکبیریں پہلی رکعت میں کہے اور پانچ دوسری رکعت میں اور خطبے سے پہلے نماز پڑھے اور قرأت پکار کر کرے امام محمد باقر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ایسا ہی کرتے تھے اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کی سند صحیح ہے۔ سید علامہ نے جوروضہ میں کہا کہ حنفیہ نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیروں کو کہا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے تو اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبدالرزاق نے حذیفہ اور ابوموسیٰ سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالرزاق نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اگرچہ سب روایتیں موقوف ہیں اور شاید مراد سید علامہ کی یہ ہو کہ مرفوع روایت اس باب میں کوئی نہیں ہے۔

۱۵۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَأَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ

باب: عیدین کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھے

۱۲۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔

۱۲۸۱: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ و ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۲۸۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيْدٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ بِقَافْ وَ اقْتَرَبَتْ۔

۱۲۸۲: حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے عمر بن عبدالعزیز عید کے دن نکلے تو ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھیجا آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی سورتیں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ۔

۱۲۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔

۱۲۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۵۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدَيْنِ

باب: عیدین کی نماز میں خطبہ کا بیان

۱۲۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا كَاهِلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ كَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ فَحَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ وَ حَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا۔

۱۲۸۴: اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے میں نے ابو کاہل (عبداللہ بن مالک یا قیس بن عائذ) کو دیکھا وہ صحابی تھے تو میرے بھائی نے ان سے حدیث روایت کی انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ خطبہ پڑھتے تھے ایک اونٹنی پر اور ایک حبشی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا۔

۱۲۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ

۱۲۸۵: حضرت قیس بن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی کنیت ابو کاہل تھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

Marfat.com

عَائِذٍ هُوَ اَبُو كَاهِلٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ حَسْنَاءَ وَ حَبْشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوبصورت اونٹنی پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور ایک حبشی اس کی نکیل تھامے ہوئے تھا۔

۱۲۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَبِيْطٍ رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ حَجَّ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى بَعِيْرِهٖ۔

۱۲۸۶: حضرت سلمہ بن نبیطؓ سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے حج کیا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ اپنے اونٹ پر خطبہ پڑھتے تھے اس کی سند میں عبداللہ بن سعد ضعیف ہے اور ان کا باپ سعد مجہول ہے۔

۱۲۸۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ يُكَبِّرُ بَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ التَّكْبِيْرَ فِیْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ۔

۱۲۸۷: حضرت سعد مؤذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے درمیان تکبیر کہتے تھے اور عیدین کے خطبہ میں بہت تکبیریں کہتے تھے۔

۱۲۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيْدِ فَيُصَلِّیْ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلٰى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَ هُمْ جُلُوْسٌ فَيَقُوْلُ : تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا۔ فَاَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّیْءِ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ يُرِيْدُ اَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا يَذْكُرُهٗ لَهُمْ وَاِلَّا انْصَرَفَ۔

۱۲۸۸: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلتے تھے اور لوگوں کو دو دو رکعت پڑھاتے پھر سلام پھیرتے بعد اس کے پاؤں پر کھڑے رہتے اور لوگوں کی طرف منہ کرتے وہ بیٹھے رہتے (یہی طریقہ وعظ اور تقریر کا ہے کہ واعظ لوگوں سے اونچا رہے خواہ منبر پر بیٹھے یا کھڑا ہو کر وعظ کہے) پھر فرماتے صدقہ دو صدقہ دو عورتیں بہت صدقہ دیتیں کہ بالی ڈالتی کوئی انگوٹھی کچھ اور پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو لوگوں سے اس کا ذکر کرتے اور نہیں تو تشریف لے جاتے۔

۱۲۸۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا اَبُوْ بَحْرٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو و الرَّقِّیُّ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیُّ ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ۔

۱۲۸۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا پھر ذرا دیر بیٹھے پھر کھڑے ہوئے (اور دوسرا خطبہ پڑھا (اس کی سند میں دو راوی سعید بن مسلم اور ابوالخیر ضعیف ہیں سعد بن مسلم اور ابو بحر)

۱۵۹: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِنْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب: نماز کے بعد خطبہ کا انتظار کرنا ضروری ہے یا نہیں

۱۲۹۰: حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَ عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِیُّ قَالَا ثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوْسٰى ثَنَا بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۱۲۹۰: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید کی نماز میں حاضر ہوا' آنحضرت صلی

Marfat.com

عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَضَرْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِنَا الْعِيْدَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ۔

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی پھر فرمایا ہم تو نماز ادا کر چکے اب جس کا دل چاہے خطبہ کے لئے بیٹھے اور جس کا جی چاہے جانے تو وہ چلا جائے۔

تشریح ۞ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ عید کا واجب نہیں ہے اور نہ اس کا سننا واجب ہے۔

۱۶۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَ بَعْدَهَا

باب: عید کی نماز سے قبل یا اس کے بعد نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۱۲۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ خَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمُ الْعِيْدَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَ لَا بَعْدَهَا۔

۱۲۹۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھائی لوگوں کو عید کی اور اس سے پہلے یا اس کے بعد نماز نہیں پڑھی۔

تشریح ۞ یعنی عیدگاہ میں تو مستحب یہی ہے کہ عید کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد بھی عیدگاہ میں نفل نہ پڑھے اور ابن حجر نے کہا اگر کسی نے نفل پڑھا اور وقت مکروہ نہیں ہے مکروہ نہ ہوگا کیونکہ انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ایسا ثابت ہے اس کو بیہقی نے نکالا اور مالک اور احمد کا یہی قول ہے کہ عید کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ پڑھے اور ابوحنیفہ سے یہ منقول ہے کہ نماز کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے اور ہر حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سب پر مقدم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کیا وہ شخص بولا اللہ تعالیٰ مجھ کو عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب کرے گا سنت کی مخالفت پر نقل کیا یہ ابن الساعاتی نے مجمع میں۔

۱۲۹۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَ لَا بَعْدَهَا فِيْ عِيْدٍ۔

۱۲۹۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز سے پہلے اور نہ بعد نماز نہیں پڑھی۔

۱۲۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّيِّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

۱۲۹۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن جب (نماز پڑھ کر) اپنے گھر میں لوٹ آتے تو دو رکعت پڑھتے۔

۱۶۱: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا

باب: عید کی نماز کے لئے پیدل جانا

۱۲۹۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنِ سَعْدٍ

۱۲۹۴: حضرت عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھ سے میرے باپ نے روایت کی اپنے باپ

Marfat.com

حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرُجُ اِلَی الْعِیْدِ مَا شِیًا وَ یَرْجِعُ مَاشِیًا۔

سے انہوں نے دادا سے (یعنی سعد موذن رضی اللہ عنہ سے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کو پیدل جاتے اور لوٹ کر بھی پیدل آتے (اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن ضعیف ہے)۔

۱۲۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِیُّ عَنْ اَبِیْهِ وَ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَخْرُجُ اِلَی الْعِیْدِ مَاشِیًا وَ یَرْجِعُ مَاشِیًا۔

۱۲۹۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت ہے (اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ العمری رضی اللہ عنہ ضعیف ہے)

۱۲۹۶: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَكِیْمٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ یَمْشِیَ اِلَی الْعِیْدِ۔

۱۲۹۶: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سنت یہ ہے کہ آدمی عید کی نماز کے لئے پاؤں سے چل کر جائے۔

۱۲۹۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْخَطَّابِ ثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ یَاْتِی الْعِیْدَ مَاشِیًا۔

۱۲۹۷: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے پیدل آتے (اس کی سند میں مندل اور محمد بن عبداللہ ضعیف ہیں)

تشریح ❁ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ عیدگاہ کو پیدل جائے اگر عیدگاہ دور ہو یا کوئی پیدل نہ چل سکے تو سواری پر جائے۔

۱۶۲: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْخُرُوْجِ یَوْمَ الْعِیْدِ مِنْ طَرِیْقٍ وَالرُّجُوْعِ مِنْ غَیْرِهٖ

باب: عیدگاہ کو ایک راہ سے جائے اور لوٹتے وقت دوسری راہ سے آئے

۱۲۹۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلَی الْعِیْدَیْنِ سَلَكَ عَلٰی دَارِ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْعَاصِ ثُمَّ عَلٰی اَصْحَابِ الْفَسَاطِیْطِ ثُمَّ انْصَرَفَ فِی الطَّرِیْقِ الْاُخْرٰی طَرِیْقِ بَنِیْ زُرَیْقٍ ثُمَّ یَخْرُجُ عَلٰی دَارِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَ دَارِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِلَی الْبَلَاطِ۔

۱۲۹۸: حضرت سعد مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدین کی نماز کے لئے نکلتے تو سعید بن عاص کے گھر پر سے جاتے پھر خیمہ والوں پر سے گزر کر بعد اس کے جب لوٹتے (نماز پڑھ کر) تو دوسرے طریق سے آتے بنی زریق کی راہ سے اور عمار بن یاسرؓ کے گھر پر نکلتے اور ابوہریرہؓ کے گھر پر بلاط میں (اس کی سند میں عبدالرحمٰن اور اس کا باپ سعد دونوں ضعیف ہیں جیسا کہ زوائد میں ہے)۔

تشریح ❁ بلاط ایک مقام کا نام ہے مدینہ میں مسجد نبوی اور بازار کے درمیان اور یہ امر یعنی ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے آنا عیدین میں مستحب ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ہر ایک محلہ والے عید کی شان اور شوکت دیکھ لیں اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر دشمن نے راہ میں ستانے کی فکر کی ہو تو راہ بدلنے سے اس کا منصوبہ نہ چل سکے۔

۱۲۹۹: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَكِیْمٍ ثَنَا اَبُوْ قُتَیْبَةَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

۱۲۹۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ

Marfat.com

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ وَ يَرْجِعُ فِيْ اُخْرٰى وَ يَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

عیدگاہ کو ایک راہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے لوٹتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

تشریح ﴿﴾ اور آپ ﷺ کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرنا جیسے یہ ہے کہ ایک بڑی بدعت حسنہ سے جیسے مدرسہ کا بنانا ثواب میں زیادہ ہے۔

۱۳۰۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْخَطَّابِ ثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَاْتِيْ الْعِيْدَ مَاشِيًا وَ يَرْجِعُ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِيْ ابْتَدَاءَ فِيْهِ۔

۱۳۰۰: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے پیدل آتے اور لوٹتے دوسری راہ سے یعنی اس راہ کے سوا جہاں سے پہلے آئے تھے۔ (اس کی سند میں مندل اور عبداللہ دو راوی ضعیف ہیں جیسا کہ رقم ۱۲۹۷ میں گزر چکا)

۱۳۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلَى الْعِيْدِ رَجَعَ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِيْ اَخَذَ فِيْهِ.

۱۳۰۱: ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔

۱۶۳: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ التَّقْلِيْسِ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب: عید کے دن گانا بجانا اور کھیلنا کودنا کیسا ہے؟

تشریح ﴿﴾ یعنی عید کے دن خوشی کے طور پر دف بجاتے اور گاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو سنتے اور انکار نہ فرماتے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر خفا ہوئے تو فرمایا چھوڑ دے ان کو اے عمر رضی اللہ عنہ ہر قوم کی ایک عید ہے یعنی خوشی کا دن ہے اور یہ ہماری عید ہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گانے اور بجانے میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ محرمات شرعیہ سے خالی ہو جیسے جوان اجنبی کا گانا یا مرد خوبرو کا گانا یا زنا اور کفر کے مضامین گانا۔

۱۳۰۲: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ شَهِدَ عَيَاضٌ الْاَشْعَرِيُّ عِيْدًا بِالْاَنْبَارِ، فَقَالَ مَالِيْ لَا اَرَاكُمْ تُقَلِّسُوْنَ كَمَا كَانَ يُقَلَّسُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۳۰۲: عامر سے روایت ہے عیاض اشعری نے عید کی انبار میں (ایک شہر ہے عراق میں) تو کہا مجھے کیا ہوا ہے میں نہیں دیکھتا تمہارے پاس گانا بجانا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گانا بجایا جاتا تھا۔

تشریح ﴿﴾ لیکن حنفیہ احادیث صحیحہ کے برخلاف عید اور شادی میں بھی گانا بجانا حرام جانتے ہیں اور ان کے فقہاء نے تصریح کی ہے حرمت کی اپنی کتابوں میں اب جو سخت مقلد ہے ابوحنیفہ کا وہ گانا کیونکر سن سکتا ہے اور حضرات صوفیہ کے لئے جنہوں نے گانا سنا ہے وہ کیا توجیہ کر سکتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ اہل حدیث اس آفت سے پاک ہیں اور حدیث کی پیروی ان کے نزدیک سب پر مقدم ہے اور اگلے زمانے کے حنفی شافعی بھی ایسے ہی تھے مگر اس وقت میں تو حنفی شافعی کا ایک نیا معنی نکلا ہے کہ حدیث اور قرآن پر عمل ہی نہ کرے اور قہستانی اور کیدانی جو لکھ دیں اس کو آنکھ بند کر کے مان لے ایسی حنفیت اگلے زمانہ میں نہ تھی اور نہ اگلے اولیاء اللہ (معاذ اللہ) اس قسم کے حنفی تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے اجودھن میں جنازے کی نماز حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی پر پڑھی حالانکہ نماز جنازہ میت غائب پر احناف کے نزدیک درست نہیں ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے

Marfat.com

گانے کی اباحت پر صحیح بخاری سے دلیل کی اور کئی احناف بے انصاف اس زمانے کے اس پر بہت ناراض ہوئے۔ حضرت ان پر غصے ہوئے اور ان کی مجلس سے اٹھ گئے اور ان کو سلام بھی نہیں کیا حضرت مرزا مظہر جانجاناں حنفی رہ کر ہمیشہ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے قرأت خلف الامام کرتے تھے اور تعجب تو ان اہل حدیث سے ہوتا ہے جو آمین اور رفع یدین اور اکثر مسائل میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خلاف کرتے ہیں مگر گانے میں اور سماع موتی میں جب بحث ہوتی ہے تو فقہائے حنفیہ کا قول لاتے ہیں **لا حول ولا قوۃ** یہ دینداری ہے یا اتباع ہواء نفسانی اللہ تعالیٰ ایسے افراط اور تفریط سے بچائے' آمین۔

۱۳۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهٗ اِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُقَلَّسُ لَهٗ يَوْمَ الْفِطْرِ۔

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ ثَنَا ابْنُ دَيْزِيْلَ ثَنَا آدَمُ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرٍ نَحْوَهٗ۔

۱۳۰۳: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنی چیزیں تھیں' وہ سب میں نے دیکھیں' مگر ایک بات نہیں دیکھی وہ یہ ہے کہ عیدالفطر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گانا بجانا ہوتا' حافظ ابن ماجہ نے اس حدیث کو اور تین طریقوں سے روایت کیا ہے۔

۱۶۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب: عیدین کے دن برچھی نکالنا

۱۳۰۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَا ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِذَا بَلَغَ الْمُصَلّٰى نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُصَلّٰى كَانَ فَضَاءً لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهٖ۔

۱۳۰۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ عید کے دن اور برچھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے کر چلتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو پہنچتے' تو برچھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دی جاتی (بطور سترہ کے کیونکہ عیدگاہ میں آڑ نہ تھی صرف کھلا میدان تھا)۔

۱۳۰۵: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ اَوْ غَيْرَهٗ نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهٖ۔

قَالَ نَافِعٌ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَاءُ۔

۱۳۰۵: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نماز پڑھتے یا کسی اور دن (عیدگاہ میں) تو برچھی گاڑھی جاتی آپ ﷺ کے سامنے' آپ ﷺ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے ہوتے۔ نافع نے کہا اسی وجہ سے امیروں نے برچھی نکالنا لازم کرلیا ہے۔

۱۳۰۶: حَدَّثَنَا هَارُوْنَ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ

۱۳۰۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن نماز پڑھائی عیدگاہ

Marfat.com

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعِيْدَ بِالْمُصَلّٰى مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ۔

میں اپنی برچھی کی آڑ کرکے۔

۱۶۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُرُوْجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ

باب: عیدین میں عورتوں کے نکلنے کا بیان

۱۳۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِيْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ فَقُلْنَا اَرَاَيْتَ اِحْدَاهُنَّ لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ: فَلْتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔

۱۳۰۷: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حکم یا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے نکلنے کا عید الفطر اور عید الضحیٰ میں (عیدگاہ تک) ام عطیہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان فرمائیے اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو (وہ کیونکر نکلے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی بہن اپنی چادر اس کو اوڑھا دے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو کوئی عورت غریب ہو وہ بھی نکلے اگر کپڑے نہ ہوں تو انہی دوست یا عزیز عورت سے مانگ لے اس حدیث سے عورتوں کے عیدین میں نکلنے کی بڑی تاکید ثابت ہوئی۔ بعضوں نے کہا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور اب جب کہ زمانہ خراب ہوگیا ہے اور فسق و فجور پھیل گیا ہے تو عورتوں کا باہر نکلنا مناسب نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے وہ کام دیکھتے جو انہوں نے نکالے البتہ ان کو منع کرتے مسجد میں جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئیں اور اس اثر سے خود ان لوگوں کے خلاف ثابت ہوتا ہے یعنی یہ کہ عورتوں کو باہر نکلنا منع نہیں ہوا۔

۱۳۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَاسفيان عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَخْرِجُوْا الْعَوَاتِقَ وَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ لِيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَجْتَنِبَنَّ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ۔

۱۳۰۸: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواریوں اور پردے والی عورتوں کو نکالو وہ حاضر ہوں عیدگاہ میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور جو عورتیں حیض کی حالت میں ہوں وہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

۱۳۰۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَ نِسَاءَهُ فِي الْعِيْدَيْنِ۔

۱۳۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں اور بیویوں کو نکالتے تھے عیدین میں۔ اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے۔ پس یہ حدیث ضعیف ہے۔

تشریح: اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اور بیبیاں نکلیں تو اب اور کسی شریف یا امیر کی حقیقت ہی کیا ہے تمام دنیا کے نواب اور شریف اور امیر آپ ﷺ کی لونڈی اور غلام سے بھی درجے اور عزت میں کم ہیں۔ اس حدیث سے وہ شبہ بھی دفع ہوگیا کہ حجاب کا حکم جب اترا اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بہت کم عمر تھے تو ضرور یہ واقعہ حجاب کے بعد کا ہوگا اور اگر مان لیا جائے تب بھی حجاب خاص تھا ازواج مطہرات سے تمام جہان کی عورتوں کو یہ حکم نہ تھا اور ازواج مطہرات کا بھی نکلنا متعدد حدیثوں سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو بصرے

Marfat.com

تک تشریف لے گئیں تھیں جناب ۴۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور جنگ جمل میں موجود تھیں البتہ یہ ضرور ہے کہ عورتیں جب باہر نکلیں تو ساتر لباس پہن کر نکلیں ۔ جیسے برقعہ یا چادر اوڑھ کر اس طرح سے کہ ان کا کوئی عضو کھلا نہ رہے سوائے ہاتھ اور پاؤں کے پنجوں کے اور بعضوں نے کہا سوائے دونوں آنکھوں کے اور بعضوں نے کہا سوائے چہرے کے اور حنفیہ کی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ عورت کے کان اور دونوں ہاتھ اور پاؤں ستر نہیں ہیں تو وہ نکل سکتی ہے اپنے ضروری کاموں کے لئے اور جماعت کی نماز میں شریک ہوسکتی ہے اور بعضوں نے فتنے کے ڈر سے بنظر مصلحت اس سے منع کیا ہے یہ اور بات ہے' لیکن حکم شرعی اس پردے کیلئے جو ہندوستان میں مروج ہے کہ ساری عمر یہاں تک کہ عیدین میں بھی گھر کے باہر قدم نہ رکھیں اور ایک ہی کوٹھری یا احاطہ کو اپنی زندگی کی چار دیواری تصور کریں' کوئی نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی طرح تمام بلادِ اسلام جیسے عرب' مصر' روم' شام' توران' افغانستان کہیں ایسے پردے کا رواج نہیں ہے پس یقیناً معلوم ہوا کہ یہ پردہ بھی منجملہ رسومات اہل ہند مسلمانوں نے اختیار کرلیا ہے اب رسم کی پیروی اور بات ہے اور شریعت کا حکم دوسری بات اور جو کوئی شریعت کے حکم پر طعن کرے وہ مردود اور گمراہ ہے۔

۱۶۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا اِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدَانِ فِيْ يَوْمٍ

باب: جب ایک دن میں دو عیدیں جمع ہوں (یعنی جمعہ کے دن عید آئے)

۱۳۱۰: حَدَّثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا اَبُو اَحْمَدَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَيَاسِ بْنِ اَبِيْ رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً سَأَلَ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ قَالَ صَلَّى الْعِيْدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَاءَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ۔

۱۳۱۰: ایاس بن ابی رملہ شامی سے منقول ہے میں نے ایک شخص سے سنا' اس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے دن میں تھے جس دن دو عیدیں جمع ہوں (یعنی جمعہ کے دن عید آئے) زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اس شخص نے کہا تو آپ ایسے دن میں کیا کرتے تھے؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا آپؐ نے عید کی نماز پڑھی' پھر جمعہ کے لئے رخصت دی جس کا جی چاہے جمعہ پڑھ لے۔

تشریح ۞ اور جس کا جی چاہے جمعہ میں نہ آئے لیکن جمعہ اور عید دونوں پڑھنا افضل ہے اور صرف نماز عید پر بھی اکتفاء ہوسکتا ہے اور اس صورت میں ظہر پڑھ لے۔

۱۳۱۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ ثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ مُغِيْرَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: اَنَّهُ قَالَ : اجْتَمَعَ عِيْدَانِ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَنْ شَاءَ اَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

۱۳۱۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہوئی ہیں اب جو کوئی چاہے اس کو عید کی نماز کافی ہو جائے گی جمعہ سے اور ہم تو خدا چاہے تو جمعہ پڑھیں گے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ ثَنَا بَقِيَّةُ حدثنا شعبة عَنْ مُغِيْرَةَ الضَّبِّيِّ عَنْ عَبْدِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

Marfat.com

الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

۱۳۱۲: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَاءَ اَنْ يَّاْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَاْتِهَا وَ مَنْ شَاءَ اَنْ يَّتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ۔

۱۳۱۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو عیدیں جمع ہوئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ آپ نے عید کی نماز پڑھائی لوگوں کو پھر فرمایا: جس کا جی چاہے وہ جمعہ میں آ جائے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ آئے (اس کی سند میں دو راوی اور ندل ضعیف ہیں)۔

۱۶۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ فِي الْمَسْجِدِ اِذَا كَانَ مَطَرٌ

باب: جب بارش ہو تو عید کی نماز مسجد میں پڑھ سکتے ہیں

۱۳۱۳: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ اَبِىْ فَرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا يَحْيٰى عُبَيْدَ اللّٰهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ۔

۱۳۱۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار عید کے دن بارش ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ ﷺ نے مسجد میں (عید کی) نماز پڑھائی لوگوں کے ساتھ۔

تشریح ۞ اور عیدگاہ کو تشریف نہیں لے گئے کیونکہ بارش میں لوگوں کو تکلیف ہوتی اور ہمیشہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ عید کی نماز شہر سے باہر نکل کر جنگل میں پڑھتے اور کسی حدیث میں یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے بلا عذر عید کی نماز شہر کے اندر مسجد میں پڑھی اب جو لوگوں نے یہ اختیار کیا ہے کہ بلا عذر بھی عیدگاہ کو نہیں جاتے اور اپنے اپنے محلوں میں الگ الگ مسجدوں میں عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے اور عجب نہیں کہ ان لوگوں سے بروز قیامت اس کا مواخذہ ہو کس لئے کہ عید کی نماز سے جو دنیاوی غرض ہے وہ پوری نہیں ہوتی جب تک سب مسلمان ایک جگہ جمع نہ ہوں اور شہر کے باہر کسی کھلے میدان یعنی عیدگاہ میں نہ جائیں۔

۱۶۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ السِّلَاحِ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ

باب: عید کے دن ہتھیار باندھ کر جانا کیسا ہے؟

۱۳۱۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيْحٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّلْبَسَ السِّلَاحُ فِيْ بِلَادِ الْاِسْلَامِ فِي الْعِيْدَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنُوْا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ۔

۱۳۱۴: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا عیدین میں ہتھیار باندھ کر جانے سے اسلام کے شہروں میں مگر جب دشمن کا مقابلہ ہو (اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن سند ضعیف ہے۔ اس میں نائل بن نجیح اور اسمٰعیل بن زیاد ضعیف ہیں) لیکن دوسری روایت سے اصل ثابت ہے۔

تشریح ۞ یعنی کافر بھی وہیں موجود ہوں اور ان سے لڑائی ہوتی ہو تو عیدین میں بھی ہتھیار باندھ کر نکلیں ایسا نہ ہو کہ کافر اس وقت مسلمان کو نہتا دیکھ کر حملہ کر بیٹھیں لیکن جب یہ ڈر نہ ہو اور مسلمانوں کا شہر ہو تو عیدین میں ہتھیار باندھ کر نہ جائے اور اس میں

Marfat.com

حکمت یہ ہے کہ عید کا دن خوشی اور خرمی کا ہے اور ہتھیار جنگ کی نشانی ہے اور دوسرے یہ کہ عید میں عورتوں اور بچوں اور لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ ہتھیار سے کسی کو ایذا پہنچے یا کوئی ڈر جائے۔

۱۶۹:بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاِغْتِسَالِ فِی الْعِیْدَیْنِ

باب:عیدین میں غسل کرنے کا بیان

۱۳۱۵:حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِیْمٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَ یَوْمَ الْاَضْحٰی۔

۱۳۱۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اس کی سند میں جبارہ اور حجاج بن تمیم ضعیف ہیں۔

۱۳۱۶:حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ وَ كَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَ یَوْمَ النَّحْرِ وَ یَوْمَ عَرَفَةَ وَ كَانَ الْفَاكِهُ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالْغُسْلِ هٰذِهِ الْاَیَّامِ۔

۱۳۱۶: حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے عید الفطر، عید النحر کے دن اور عرفہ کے دن اور فاکہ حکم کرتے تھے اپنے گھر والوں کو ان دنوں میں غسل کرنے کا۔ (اس کی سند میں یوسف بن خالد کذاب ہے۔ خبیث حدیثیں بنایا کرتا تھا)۔

تشریح ❁ حدیث سے صرف اسی قدر ثابت ہے کہ آپ ﷺ عیدین کے روز غسل کرتے تھے اور بزار نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی نکالا اور ان حدیثوں کی سندیں ضعیف ہیں لیکن ایک دوسری کو قوی کرتے ہیں اور صحابہ سے صحیح آثار اس باب میں وارد ہیں، روضہ میں ہے کہ غسل عیدین میں کوئی حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن لذاتہ اب یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ اسی غسل سے عیدین کی نماز ادا کرے پس سنت یہی ہے کہ عید کے دن غسل کر لے اگرچہ نماز کے بعد ہی ہو یا نماز سے پہلے لیکن اس کے بعد حدث ہو اور وضو کر کے نماز پڑھے تب بھی سنت کی پیروی ہو جائے گی اب عرفہ کے دن غسل کرنا یہ اور دوسری حدیث میں وارد نہیں ہے اور بعضوں نے کہا یہ غسل اس وقت مسنون ہے جب آدمی عرفہ کے دن عرفات میں ہو یعنی حج میں تو وہیں پہاڑ پر غسل کرے واللہ اعلم۔

۱۷۰:بَابُ فِی وَقْتِ صَلَاةِ الْعِیْدَیْنِ

باب:عیدین کی نماز کا وقت

۱۳۱۷:حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ یَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی فَاَنْكَرَ اِبْطَاءَ الْاِمَامِ وَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ وَ ذٰلِكَ حِیْنَ التَّسْبِیْحِ۔

۱۳۱۷: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ لوگوں کے ساتھ نکلے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن اور انہوں نے انکار کیا امام کے اوپر دیر کرنے پر (نماز میں) اور کہا ہم اس وقت تو فارغ ہو جاتے تھے اس وقت نفل نماز کا وقت تھا۔

تشریح ❁ اور نفل نماز صبح کی نماز کے بعد اس وقت درست ہوتی ہے جب سورج ایک نیزے کے مقدار بلند ہو جائے احمد بن حسن بناء نے نکالا کتاب الاضاحی میں جندب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ عید الفطر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جاتا اور عید الاضحیٰ کی اس وقت پڑھتے جب سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہو جاتا اور شافعی

Marfat.com

نے مرسلاً روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا وہ نجران میں تھے کہ عید الاضحیٰ کی نماز جلد پڑھیں اور عید الفطر دیر کر کے اس کی اسناد میں ابراہیم بن محمد ضعیف ہے اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے سے اور ختم ہوتا ہے زوال پر اور عید الاضحیٰ کی نماز جلد پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ لوگوں کی قربانی کے لئے جلد فراغت ہو اور یہ سنت کے موافق اس دن پہلے قربانی کا گوشت کھا سکیں گو عیدین کا وقت زوال تک ہے مگر سنت وہی وقت ہے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی یعنی عید الاضحیٰ کی ایک نیزے پر اور عید الفطر کی دو نیزے پر اور اس سے تاخیر کرنا مکروہ ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگوں نے اس سنت کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک تو عید کی نماز میں سب عیدگاہ میں بستی کے جمع نہیں ہوتے دوسرے نماز میں دیر کرتے ہیں ۱۰، ۱۱ ساعت پر پڑھتے ہیں اور سنت یہ ہے کہ ۸ ساعت پر پڑھیں۔

۱۷۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ

باب: رات کو (تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہئے

۱۳۱۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

۱۳۱۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے۔

تشریح ❁ یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرتے تھے یہی اولیٰ ہے رات اور دن میں کیونکہ اس باب میں قولی حدیث موجود ہے۔ صلوٰۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ اور وہ راجح ہے فعلی احادیث پر اگرچہ دوسری حدیثوں سے تہجد کی چار چار رکعتیں بھی پڑھنا ثابت ہے اور اس طرح جائز ہے ابو یوسف اور محمد اور مالک اور شافعی اور احمد کا یہ قول ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت پڑھے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک رات اور دن دونوں میں چار چار پڑھنا افضل ہے۔

۱۳۱۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

۱۳۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

۱۳۲۰: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: يُصَلِّي مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَافَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ۔

۱۳۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا رات کی نماز کو آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت پڑھے جب صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔

تشریح ❁ اس ایک رکعت سے ساری نماز جو اس نے پڑھی ہے وتر ہو جائے گی اور رات کی نماز کبھی وتر میں داخل ہوتی ہے جیسے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سات رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے ان کے بیچ میں نہ سلام پھیرتے تھے نہ کلام کرتے تھے اور کبھی الگ ہوتی ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے اور پانچ رکعتیں ان میں سے وتر کی ہوتیں ان میں جلسہ نہ کرتے مگر اخیر میں اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ رات و

Marfat.com

نو رکعتیں پڑھتے تھے اور آٹھویں کے بعد بیٹھتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے تو کل گیارہ رکعتیں ہوئیں پھر اخیر عمر میں سات رکعتیں وتر کی پڑھنے لگے اور چھٹی یا ساتویں رکعت میں بیٹھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سات رکعتیں پڑھیں، نہ بیٹھے، مگر اخیر میں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعتوں پر زیادہ نہ کرتے اور تین وتر کی تو کل گیارہ رکعتیں ہوئیں، ابن حزم نے کہا احادیث میں رات کی نماز وتر سمیت تیرہ طرح پر آئی ہے اور ہر طرح سنت ہے۔

۱۳۲۱: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّی بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۳۲۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرتے تھے)۔

۱۷۲: بَابُ مَا جَاءَ فِی صَلَاةِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی

باب: رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہیں

۱۳۲۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيًّا الْاَزْدِیَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: اَنَّهٗ قَالَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

۱۳۲۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات اور دن دونوں کی نماز دو دو رکعت ہے۔ (اس حدیث میں جو ''ان'' کا لفظ زیادہ کیا گیا ہے اس پر حافظ نے کلام کیا ہے اور اس زیادت کو علماء نے ضعیف کہا ہے)

تشریح ۞ شافعی کا یہی قول ہے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ وہ رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور دن کو چار چار صاحب ہدایہ نے کہا ابو یوسف اور محمد کے نزدیک یہی افضل ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک رات اور دن دونوں میں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے اور اس کی بحث اوپر گزر چکی مترجم کہتا ہے مختار شافعی کا مذہب ہے مگر جس مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے ثابت ہیں ان کو ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے باقی نوافل دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے اور یہ خلاف فضیلت میں ہے۔ نہ جواز میں، جائز تو ہر طرح ہے سب کے نزدیک، بلکہ اہل حدیث کے نزدیک تہجد کی آٹھ رکعتیں ایک ہی سلام سے اور ایک ہی قعدے سے درست ہیں جیسے اوپر گزرا کیونکہ حدیث سے ثابت ہے اور حنفیہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ چار سے زیادہ ایک سلام سے پڑھے اور ہر طرح سے حدیث کی پیروی سارے جہان کے اقوال پر مقدم ہے اور جو لوگ عاشقِ رسول ہیں وہ تہجد کو تیرہ طرحوں میں سے ہر ایک طرح پر باری باری پڑھتے ہیں تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو جائے ان تیرہ طرحوں کو امام ابن جریر اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے محلی میں بیان کیا ہے اور ابن حزم اور شوکانی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن منذر اور ابن جریر اور ابن حجر اور سیوطی اور ابن دقیق العید اور ابن جوزی یہ سب اہل حدیث کے پیشوا ہیں اور امام داؤد ظاہری اور امام حنبل اور اسحٰق اور امام بخاری یہ اہلحدیث کے امام ہیں یعنی مجتہد اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام اہل حدیث کے امام ہیں خدائے کریم ان کی پیروی میں اور ان کے ساتھ ہمارا حشر کرے اور مقلدین مجتہدین اربعہ کو اپنی تقلید مبارک رہے۔

۱۳۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ

۱۳۲۳: حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت

Marfat.com

وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَخْرَمَةَبْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ: يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعت پڑھیں اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا۔

۱۳۲۴: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِىُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ السَّعْدِىِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ: اَنَّهٗ قَالَ: فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيْمَةٌ۔

۱۳۲۴: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو رکعت کے بعد سلام ہے۔ (اس حدیث کی سند میں ابوسفیان سعدی ضعیف ہے)۔

۱۳۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ ثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ اَبِىْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ يَعْنِى ابْنَ وَ دَاعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَاةُاللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ تَشَهَّدُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ تَبَاءَ سْ وَ تَمَسْكَنْ وَ تُقْنِعُ وَ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِىَ خِدَاجٌ۔

۱۳۲۵: حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی محتاجی اور مسکینی ظاہر کرنا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور کہنا یا اللہ بخش دے مجھ کو جو کوئی ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔

تشریح (۱) یعنی مقصود اصلی نماز سے تضرع اور نیاز ہے جب یہ ہی نہ ہو تو جزو اعظم نماز کا جاتا رہا اور نماز ناقص رہ گئی باقی ارکان اور شروط ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے جیسے دربار کے آداب اور رسوم ہوتے اگر کوئی ان کے خلاف کرے تو نکالا جاتا ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے خصوصاً نوافل میں اور اس زمانہ میں لوگوں نے اس سنت کو بالکل ترک کر دیا ہے دعائے قنوت پڑھتے وقت بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

۱۷۳: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: تراویح کا بیان

تشریح (۱) رمضان میں رات کو عبادت کرنا سنت ہے خواہ اخیر رات میں کرے یا شروع رات میں اور قیام رمضان تہجد پڑھنے سے ادا ہو جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ تراویح ہی پڑھے تو تہجد کی طرح آٹھ رکعتیں ادا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہے اور بیس رکعتوں کی روایت منکر اور ضعیف ہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعتیں ثابت ہیں اور شیخ ابن الہمام جو حنفی مذہب کے بڑے عالم ہیں حاشیہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ آٹھ رکعتیں تراویح سنت ہیں بیس رکعتیں مستحب افسوس ہے ہمارے زمانہ میں بعض جاہلوں کو شاید جنون ہو گیا ہے کہ جو کوئی سنت نبوی کے موافق آٹھ رکعتیں تراویح کی ادا کریں اس کو مطعون کرتے ہیں اور اس سے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اہل حدیث ایسے جاہلوں کی عداوت اور دشمنی سے نہیں ڈرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو بے دھڑکے ادا کرتے ہیں۔ جو ہونا ہو سو ہو۔ ع (ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم)

۱۳۲۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۳۲۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ قَامَهٗ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کی رات کو عبادت کرے ایمان کے ساتھ اللہ کے واسطے ثواب کی نیت سے (نہ ریا اور دکھلانے کی نیت سے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۱۳۲۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوٗدَ ابْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِیِّ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِنْهُ حَتّٰی بَقِیَ سَبْعُ لَیَالٍ فَقَامَ بِنَا لَیْلَةَ السَّابِعَةِ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّیْلِ ثُمَّ كَانَتِ اللَّیْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا فَلَمْ یَقُمْهَا حَتّٰی كَانَتِ الْخَامِسَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِیَّةَ لَیْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ: اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَاِنَّهٗ یَعْدِلُ قِیَامَ لَیْلَةٍ ۔ ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا فَلَمْ یَقُمْهَا حَتّٰی كَانَتِ الثَّالِثَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا قَالَ فَجَمَعَ نِسَائَهٗ وَ اَهْلَهٗ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی خَشِیْنَا اَنْ یَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قِیْلَ وَ مَا الْفَلَاحُ ؟ قَالَ السُّحُوْرُ قَالَ ثُمَّ لَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِنْ بَقِیَّةِ الشَّهْرِ۔

۱۳۲۷: حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ روزے رکھے رمضان کے (سبحان اللہ زہے قسمت آپ کی) آپؐ سارا رمضان کسی رات میں نہیں کھڑے ہوئے (تراویح پڑھنے کو) یہاں تک کہ رمضان کی سات راتیں رہ گئیں ساتویں رات کو (اخیر کے حساب سے اور شروع کے حساب سے ۲۳ویں رات آئی) آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ یہاں تک کہ تہائی رات کے قریب رہ گئی پھر چھٹی رات کو (یعنی چوبیسویں رات کو) آپ نہیں کھڑے ہوئے (یعنی تراویح نہیں پڑھی جماعت کے ساتھ) جب پانچویں رات ہوئی' جو اس کے بعد تھی (یعنی پچیسویں رات) تو آپؐ پھر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب گزر گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش جس قدر رات باقی رہی ہے اس میں بھی آپ ﷺ نفل پڑھیں ہمارے ساتھ۔ آپؐ نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ کھڑا رہے (نماز میں) یہاں تک کہ فارغ ہو تو وہ ساری رات کی عبادت کے برابر ہے خیر پھر چوتھی رات آئی جو اس کے بعد تھی (یعنی چھبیسویں رات) اس رات کو آپ کھڑے نہیں ہوئے۔ جب تیسری رات آئی جو اس کے بعد تھی (یعنی ستائیسویں رات) تو آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں اور گھر والوں کو جمع کیا اور لوگ بھی بہت جمع ہوئے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ یہاں تک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ فلاح فوت ہو جائے گا۔ لوگوں نے کہا فلاح کیا ہے؟ ابو ذرؓ نے کہا سحر کا کھانا۔ پھر آپ نہیں کھڑے ہوئے باقی مہینہ میں۔

تشریح ۞ تو آپ ﷺ نے صرف تین راتوں میں تراویح پڑھی یعنی ۲۳ اور ۲۵ اور ۲۷ کو اس وجہ سے کہ یہ طاق راتیں ہیں اور گمان ہے کہ شب قدر ان میں ہو اور سب راتوں سے زیادہ ۲۷ رات کو عبادت کی اس سے معلوم ہوا کہ ستائیسویں رات کا شب قدر ہونا راجح ہے اور شب قدر میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے اور بالیقین یہ کسی کو معلوم نہیں البتہ جو سال بھر کامل ہر شب کو عبادت کرے وہ شب قدر بھی ضرور پائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین راتیں تراویح پڑھیں دوسری حدیث میں ہے کہ چوتھی رات

Marfat.com

کو بھی لوگ جمع ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے اور صبح کو فرمایا کہ میں ڈرا ایسا نہ ہو یہ نماز تم پر فرض ہو جائے۔ بدایہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پر گویا مواظبت کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک مواظبت میں جو عذر تھا وہ بیان کر دیا اور ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عذر سے مواظبت نہ کی ہو تاہم بغیر مواظبت کے تراویح کا سنت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا یعنی سنت مؤکدہ ہونا اور دوسرے یہ کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور راتوں میں عمدا برآمد نہیں ہوئے نہ اس ڈر سے کہ یہ نماز فرض ہو جائے اور خلفائے راشدین کی مواظبت سے سنت ثابت نہیں ہو سکتی پس غایۃ مافی الباب یہ ہوگا کہ تراویح مستحب ہوگی جس کا جی چاہے پڑھے اور جس کا جی چاہے نہ پڑھے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ تہجد تراویح کے سوا ہے پس بہتر یہی ہے کہ رمضان میں بھی اخیر رات میں تراویح پڑھ لیا کریں اب تہجد کی ضرورت نہیں ہے غرض تراویح اور تہجد دونوں پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان بھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے واللہ اعلم۔

۱۳۲۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ نَصْرِ بْنِ شَيْبَانَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ حَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ اَبِيْكَ يَذْكُرُهٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: شَهْرٌ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ وَ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

۱۳۲۸: حضرت نضر بن شیبان سے روایت ہے کہ میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا مجھ سے ایک حدیث بیان کرو جو تم نے اپنے باپ سے سنی ہو رمضان کے باب میں۔ انہوں نے کہا میرے باپ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینہ کا ذکر کیا اور فرمایا یہ وہ مہینہ ہے کہ اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور میں نے (اللہ کی مرضی پا کر) تمہارے لئے رمضان کا قیام سنت کیا (یعنی مستحب کیا رات کو تراویح پڑھنا) پھر جو کوئی رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام بھی کرے مومن رہ کر خدا کے واسطے ثواب کے لئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

تشریح ☆ یعنی پاک صاف گناہوں سے ہو جائے گا اور اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے اس حدیث سے صیام اور قیام رمضان کی بڑی فضیلت نکلی اور یہ جو فرمایا کہ رمضان کا قیام میں نے سنت کیا یہ اس کے خلاف نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ینطق عن الھوی اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے قیام رمضان کی فضیلت معلوم کر لی ہوگی اس کے بعد حکم دیا ہوگا یہ یوں کہ روزے کی طرح وحی ظاہرا اس میں نہ تھی لہذا اپنی طرف نسبت دی۔

۱۷۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: رات میں تہجد پڑھنے کا بیان

۱۳۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ

۱۳۲۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان تم میں سے ایک کے اخیر سر پر (یعنی گدی پر) رات کو گرہ باندھتا ہے ایک رسی سے اس میں تین گرہیں ہوتی ہیں پھر سوتا رہ جا کا اور اللہ کی یاد کرتا

Marfat.com

بِاللَّيْلِ بِجَبَلٍ فِيْهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ اَصَابَ خَيْرًا وَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ اَصْبَحَ كَسِلًا خَبِيْثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْرًا۔

ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب کھڑا ہوا اور وضو کیا تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اب صبح کو خوش' نیک نفس رہتا ہے اور بھلائی حاصل کرتا ہے اور جس نے ایسا نہ کیا تو صبح کو سست اور بدنفس رہتا ہے بھلائی حاصل نہیں کرتا۔

تشریح ۞ مؤلف نے اس حدیث میں قیام لیل مراد رکھا اور ممکن ہے کہ صبح کی نماز کے لئے اٹھنے سے اور وضو کرنے سے بھی یہ گرہیں کھل جاتی ہوں والعلم عند اللہ ہم کو گرہ کی تاویل کرنا ضروری نہیں درحقیقت شیطان یہ گرہیں لگاتا ہے اور بعضوں نے تاویل کی اور رسی سے غفلت کی رسی مراد لی اور گرہوں سے اس غفلت کو مضبوط کر دینا اور رات لمبی ہونے کا بہانہ جما دینا اور بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شیطان اس سے کہتا ہے' جب وہ اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے ابھی رات بہت ہے۔

۱۳۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ : ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِىْ اُذُنَيْهِ۔

۱۳۳۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا ذکر آیا جو ساری رات سوتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی' آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا ہے۔

تشریح ۞ ہم تو اس کی بھی تاویل نہیں کرتے کیونکہ شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ شیطان کا مطیع بن گیا ہے افسوس ہے کہ ہم سب رات کو نہیں اٹھتے تہجد نہیں پڑھتے سب شیطان کے جادو میں آ گئے ہیں خدائے کریم اس کے جادو سے نجات دے اور رات کو اٹھنے اور تہجد پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے چند روز تک میں نے ۳ بجے رات سے اٹھنا اختیار کیا تھا اور تہجد پڑھ کر جاگتا رہتا پھر صبح کی نماز پڑھتا لیکن افسوس ہے کہ نبہہ نہ سکا اور میرے قویٰ میں کچھ ایسا ضعف ہوگیا ہے کہ دن کو کمال پژمردگی ہونے لگی اور ضروری کاموں میں قاصر رہنے لگا اس کا سبب یہ ہے کہ دنیاوی کام بہت کثرت سے اللہ جل جلالہ نے مجھ پر ڈال دیئے ہیں باوجودیکہ میں سرکاری خدمات اور عہدوں سے بھاگتا ہوں اور جہاں تک ہوسکتا ہے ان کو ٹالتا ہوں لیکن وہ جبراً میرے سر پر ڈالے جاتے ہیں اور بوجہ کثرت عیال کے یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ بالکلیہ قطع علائق کروں اور بقیۃ العمر مجردانہ بسر کروں خیر جو مرضی میرے مالک کی مگر میری بڑی آرزو ہے کہ اخیر عمر میں کچھ دن مجھ کو ایسے بھی ملیں جن میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ ہو اور جی بھر کر آنحضرت ﷺ کی سنتوں کو خوب ادا کرلوں واللہ الموفق وبہ استعین۔

۱۳۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ ، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔

۱۳۳۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں کی مثل مت ہو' پہلے وہ رات کو تہجد پڑھتا تھا۔ پھر اس نے چھوڑ دیا۔

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ محنت کرنے لگا تو اس سے نبہہ نہ سکی تو ایسا مت کیجیو اگر تھوڑی عبادت کرے تو بہتر ہے' بشرطیکہ ہمیشہ کرے چھوڑ نہ دے' ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے تو صرف تھوڑی سی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی یاد بستر پر ہی کہہ لیا کرے اور بہتر یہ ہے کہ استغفار پڑھا کرے تو بھی قیام لیل کا ثواب حاصل ہو جائے گا بہر حال رات کا انھنا بالکل ترک نہ کرے کیونکہ تمام صالحین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے بغیر وصول الی اللہ مشکل ہے۔

۱۳۳۲: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنُ ابْنُ الصَّبَّاحِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو وَالْحَدَثَانِيُّ قَالُوْا ثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوٗدَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ لِسُلَيْمَانَ يَا بُنَيَّ لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَاِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۳۳۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلمان بن داؤد علیہ السلام کی ماں نے ان سے کہا اے بیٹا رات کو بہت مت سو کیونکہ رات کا بہت سونا آدمی کو فقیر کر دے گا قیامت کے دن (ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور اس کی سند میں سعید بن داؤد اور یوسف بن محمد ضعیف ہیں)۔

تشریح: قیامت کی فقیری یہ ہے کہ انسان کے پاس عبادت اور نیکی کی بضاعت کم ہو سو جو کوئی رات بھر سوئے گا اس کی نیکیاں اعمال کم ہوں گی بہ نسبت ان لوگوں کے جو شب بیدار رہتے ہیں۔

۱۳۳۳: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ ثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوْسٰى اَبُوْ يَزِيْدَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهٗ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ۔

۱۳۳۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھے گا اس کا منہ قیامت کو زیادہ اچھا ہوگا۔

تشریح: یعنی اس کے منہ پر دن کو نور زیادہ ہوگا عبادت کا۔ اس حدیث کو محدثین نے موضوع کہا ہے کہ ثابت بن موسیٰ اور اس کی روایت میں دھوکا ہوا وہ شریک کے پاس گئے شریک حدیث بیان کر رہے تھے ایک حدیث کا اسناد ذکر کیا تھا متن بیان نہیں کیا تھا کہ ثابت کا چہرہ دیکھ کر شریک نے یہ کلام کہا ثابت یہ سمجھے کہ شاید یہ حدیث شریک نے بیان کی اور حدیث کے طور پر اس کو شریک سے نقل کرنے لگے تو ثابت نے عمداً اس حدیث کو نہیں بنایا بلکہ ان سے دھوکا ہوا۔

۱۳۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ اَوْفٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَ قِيْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلَ

۱۳۳۴: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف جھپٹے اور لوگوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ آئے ہیں۔ میں بھی لوگوں میں آیا آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں پہچان گیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ جھوٹا نہیں ہے (یعنی آپ ﷺ نبوت کا دعویٰ جھوٹ موٹ نہیں کرتے بلکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں) پھر پہلی بات جو آپ ﷺ نے کی وہ یہ تھی اے لوگو سلام کو فاش کرو (یعنی سلام علیکم پکار کر کہا کرو آپس میں ایک دوسرے کو یہ اسلام کی

Marfat.com

شَیْءٍ تَکَلَّمَ بِهٖ اَنْ قَالَ : یَاَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَ صَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

نشانی ہے اور آداب' تسلیم' مجرا' کورنش یہ سب خلاف سنت ہے)اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں۔ جب تم یہ کام کرو گے تو جنت میں سلامتی کے ساتھ جاؤ گے۔

۱۷۵:بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ اَیْقَظَ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّیْلِ

باب: جو شخص اپنے گھر والوں کو رات کو جگائے (تہجد کے لئے)

۱۳۳۵:حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا شَیْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اسْتَیْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّیْلِ وَ اَیْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّیَا رَکْعَتَیْنِ کُتِبَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ۔

۱۳۳۵: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی رات کو جاگے اور اپنی عورت کو جگا دے۔ پھر دونوں دو رکعت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیوں میں سے لکھے جائیں گے۔

تشریح ❁ جن کے شان میں قران میں یہ آیا ہے: والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقل درجہ رات کی نماز کے لئے دو رکعت بھی کافی ہیں اور سنت آٹھ ہیں اور دس اور بارہ اگر دو رکعت بھی نہ ہوسکیں تو صرف بستر ے پر ہی رہ کر تھوڑی دیر دعا اور استغفار کر لے اور اللہ کی یاد یہ بھی غنیمت ہے جیسے اوپر ہم نے اپنے مشائخ سے نقل کیا۔

۱۳۳۶:حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِیُّ ثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَ اَیْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ رَشَّ فِیْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَ اَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی رَشَّتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَاءَ۔

۱۳۳۶ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی عورت کو جگا دے وہ بھی نماز پڑھے' اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے' اللہ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھے پھر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے وہ بھی نماز پڑھے' اگر نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے۔

۱۷۶:بَابُ فِیْ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ

باب: قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا

۱۳۳۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِیْرِ ابْنِ ذَکْوَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا اَبُوْ رَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ السَّائِبِ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ قَدْ کُفَّ بَصَرُهٗ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ

۱۳۳۷: حضرت عبدالرحمٰن بن سائبؓ سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ ہمارے پاس آئے انکی آنکھیں جاتی رہی تھیں (یعنی بینائی) میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے کہا تو کون ہے؟ میں نے بیان کیا' انہوں نے کہا مرحبا میرے بھتیجے! میں نے سنا ہے کہ تو قرآن خوش آوازی سے پڑھتا ہے؟ میں نے آنحضرت صلی

Marfat.com

فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنِ اَخِیْ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ نَزَلَ بِحَزَنٍ فَاِذَا قَرَاْتُمُوْهُ فَابْكُوْا ۔ فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا وَ تَغَنَّوْا بِهٖ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا۔

اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یہ قرآن غم کے ساتھ اترا ہے (یعنی اس کی تلاوت سے مومن کو غم پیدا ہوتا ہے آخرت کا پھر جب تم قرآن کو پڑھو تو روؤ اگر رو نہ سکو (یعنی رونا نہ آئے دل سخت ہو) تو رونے کی صورت بناؤ قرآن پڑھتے وقت اور اس کو غنا کے ساتھ پڑھو جو قرآن میں غنا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (اس کی سند میں ابو رافع ضعیف اور متروک ہے)۔

تشریح ۞ حدیث میں تغنی کا لفظ ہے اور تغنی کے معنی گانا قرآن میں تغنی نہیں ہو سکتی تو تغنی سے یہ مراد ہوگا کہ باریک آواز سے درد کے ساتھ اس کو پڑھنا کہ پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سب پر اثر ہو اور دلوں میں خدا کا خوف اور خشوع پیدا ہو بشرطیکہ تجوید کے قواعد کی رعایت باقی رہے اور کلمات اور حروف میں کمی اور بیشی نہ کرے یہی قول ہے شافعی اور اکثر علماء کا اور سفیان بن عیینہ نے کہا تغنی بالقرآن کا یہ معنی ہے کہ قرآن کی دولت کا زوال سمجھے اور دنیاداروں سے غنی یعنی بے پرواہ رہے اور ازہری نے کہا کہ جہر کرے قرآن کے ساتھ اب قرآن میں گانا موسیقی کی طرح یعنی تال اور سر کے ساتھ تو وہ بالاتفاق مکروہ اور منع ہے اور اگر قرآن میں اس کی وجہ سے تغیر پیدا ہو جائے تو حرام ہے۔ کذا فی اللمعات۔

۱۳۳۸: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَبْطَاْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ : اَيْنَ كُنْتِ؟ ۔ قُلْتُ كُنْتُ اَسْتَمِعُ قِرَاَةَ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِكَ لَمْ اَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاَتِهٖ وَ صَوْتِهٖ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ فَقَامَ وَ قُمْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اسْتَمَعَ لَهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ: (هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِیْ حُذَيْفَةَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَ هٰذَا).

۱۳۳۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار دیر کی رات کو عشاء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں پھر میں آئی اور آپ ﷺ نے فرمایا تو کہاں تھی؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کے اصحابؓ میں سے ایک آدمی کی قرأت سنتی تھی ویسی قرأت اور ویسی آواز میں نے کسی سے نہیں سنی یہ سنتے ہی آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور اس شخص کی قرأت سنی پھر آپ ﷺ نے میری طرف منہ کیا اور فرمایا یہ شخص سالم ہے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا خدا کا شکر کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص پیدا کیا۔

تشریح ۞ کہ قاری بھی ہے اور خوش آواز بھی ہے یہ دونوں صفات بہت کم جمع ہوتی ہیں اکثر لوگ خوش آواز ہوتے ہیں پر تجوید (یعنی قواعد قرأت) سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض قاری ہوتے ہیں لیکن ان کی آواز اچھی نہیں ہوتی یہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ مشہور قراء صحابہ میں سے تھے اور حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کو اجنبی مرد کی آواز سننا درست ہے۔

۱۳۳۹: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِیُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُجَمِّعٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۱۳۳۹: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمدہ خوش آواز قرآن پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اس کی قرأت سنو تو یہ معلوم ہو کہ اللہ جل جلالہ سے ڈرتا ہے (یعنی

Marfat.com

اِنَّ مِن اَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهُ۔

دردناک آواز سے پڑھتا ہو اور رقت اس پر طاری ہو (اس حدیث میں ابراہیم اور عبداللہ بن جعفر دونوں ضعیف ہیں)۔

۱۳۴۰: حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيْدِ الرَّمْلِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مَيْسَرَةَ مَوْلٰى فَضَالَةَ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَللّٰهُ اَشَدُّ اَذَنًا اِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰى قَيْنَتِهٖ۔

۱۳۴۰: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ اللہ جل جلالہ خوش آواز شخص کا قرآن اس سے زیادہ متوجہ ہو کر سنتا ہے جو اپنے گانے والی کا گانا سنتا ہے (یعنی گانا سننے والا جتنی توجہ گانے والی رنڈی کی طرف کرتا ہے اس سے زیادہ توجہ اللہ جل جلالہ کو خوش آواز قرآن پڑھنے والے کی طرف ہوتی ہے۔)

۱۳۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ المسجد فَسَمِعَ قِرَاَةَ رَجُلٍ فَقَالَ : مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: لَقَدْ اُوْتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوٗدَ۔

۱۳۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کی قرأت سنی تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر سے کچھ حصہ ملا ہے۔

تشریح ❁ مزامیر جمع ہے مزمار کی' مزمار کہتے ہیں ستار کو یا اور کوئی آلہ بجانے کا۔ یہاں مزمار سے مراد خوش آوازی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے' گا' بجا کر اللہ کی تعریف کرتے' آدمی تو آدمی جانور بھی مست ہو کر کھڑے رہ جاتے' زبور شریف میں یہ سارے گیت حضرت داؤد علیہ السلام کے موجود ہیں۔

۱۳۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوسَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ۔

۱۳۴۲: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زینت دو قرآن کو اپنے آوازوں کے ساتھ۔

تشریح ❁ یعنی خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ موسیقی کی طرح آواز نکالو۔

۱۷۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ مِنَ اللَّيْلِ

باب: جو کوئی اپنا رات کا وظیفہ مقررہ نہ پڑھ سکے

۱۳۴۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ وَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

۱۳۴۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا وظیفہ سے سو جائے کل وظیفہ نہ ہو سکے یا اس کا کچھ حصہ رہ جائے' پھر وہ اس کو پڑھ لے فجر کی نماز کے اور ظہر کی نماز کے درمیان' تو ایسا لکھا جاتا ہے گویا اس کے

Marfat.com

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ ، اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ۔

نے رات ہی کو پڑھا (رات کا ثواب کم نہ ہوگا یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے ناتواں بندوں پر)۔

۱۳۴۴: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰى فِرَاشَهٗ وَ هُوَ يَنْوِيْ اَنْ يَقُوْمَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ حَتّٰى يُصْبِحَ كُتِبَ لَهٗ مَا نَوٰى وَ كَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ۔

۱۳۴۴: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بچھونے پر آئے اور اس کی نیت ہو رات کو اٹھ کر پڑھنے کی لیکن اس کی آنکھ لگ جائے اور صبح تک نہ جاگے تو نیت کے موافق اس کے لئے ثواب لکھا جائے گا اور اس کا سونا ایک صدقہ ہوگا۔ پروردگار کی طرف سے اس کے اوپر۔

۱۷۸: بَابُ فِيْ كَمْ يَسْتَحِبُّ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ

باب: قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے

۱۳۴۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيِّ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ جَدِّهٖ اَوْسِ ابْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ فَنَزَلُوا الْاَحْلَافَ عَلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ اَنْزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ مَالِكٍ فِيْ قُبَّةٍ لَهٗ فَكَانَ يَاْتِيْنَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَ اَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مَنْ قَوْمِهٖ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَقُوْلُ : وَ لَاسَوَاءَ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ مُسْتَذَلِّيْنَ فَلَمَّا خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَ يُدَالُوْنَ عَلَيْنَا فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِيْ كَانَ يَاْتِيْنَا فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَبْطَاْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ قَالَ: اِنَّهٗ طَرَاَ عَلَيَّ حِزْبِيْ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَخْرُجَ حَتّٰى اُتِمَّهٗ۔

۱۳۴۵: حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ثقیف (ایک مشہور قبیلہ ہے طائف کی طرف) کے لوگوں میں سے تو جو لوگ حلیف تھے قریش کے ان کو مغیرہ بن شعبہ کے پاس اتارا (حلیف کہتے ہیں اس کو جس سے حلف کے ساتھ یہ عہد کیا جاتا ہے کہ "ہم تم ہمیشہ ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے" قریش کے حلیف کئی قبیلے تھے جیسے اسد اور زہرہ اور تیم اور کعب اور ہم و مخزوم وغیرہ) اور بنی مالک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ڈیرے میں اتارا۔ پھر آپ ﷺ ہر رات کو عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور کھڑے کھڑے ہم سے باتیں کرتے یہاں تک کہ پاؤں بدلتے (اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ پہلے ایک پاؤں پر ٹیکا دے کر کھڑے ہوتے پھر دوسرے پاؤں پر ٹیکا دیتے) اور اکثر آپ ﷺ وہ حالات بیان کرتے جو اپنی قوم قریش کے ساتھ گزرے تھے اور فرماتے ہم اور وہ برابر نہ تھے وہ زبردست تھے اور ہم ضعیف تھے ذلیل جب ہم مدینہ کو آئے تو لڑائی کے ڈول ہمارے اور ان کے درمیان رہے ہم ان کے اوپر

Marfat.com

قَالَ اَوْسٌ فَسَأَلْتُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُحَزِّبُوْنَ الْقُرْآنَ قَالُوْا ثَلَاثٌ وَ خَمْسٌ وَ سَبْعٌ وَ تِسْعٌ وَ اِحْدٰى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ حِزْبُ الْمُفَصَّلِ۔

ڈول نکالتے تھے (یعنی فتح پاتے تھے) اور وہ ہمارے اوپر ڈول نکالتے تھے' ایک رات آپ ﷺ نے دیر لگائی وقت سے جس وقت ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آج کی رات آپؐ نے دیر لگائی آپ ﷺ نے فرمایا: میرا قرآن کا وظیفہ رہ گیا تھا میں نے برا جانا اس کو پورا کئے بغیر نکلنا۔ اُس نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا تم قرآن کے حزب (یعنی حصے تلاوت کے لئے) کیونکر کرتے ہو۔ انہوں نے کہا پہلا حزب تین سورتوں کا (یعنی سورۂ بقرہ اور آل عمران اور نساء کا) اور دوسرا حزب پانچ سورتوں کا (مائدہ اور انعام اور اعراف اور انفال اور براۃ کا) اور تیسرا حزب سات سورتوں کا (یونس اور ہود' یوسف' رعد' ابراہیم' حجر اور دحل کا) اور چوتھا حزب نو سورتوں کا (بنی اسرائیل' کہف' مریم' طٰہٰ' انبیاء' حج' مومنون' نور اور فرقان کا) اور پانچواں حزب گیارہ سورتوں کا (شعراء' نحل' قصص' عنکبوت' روم' لقمان' سجدہ' احزاب' سبا' فاطر اور یٰسین کا) اور چھٹا حزب تیرہ سورتوں کا (صافات' صاد' زمر) اور ساتواں (حٰم' محمد' فتح اور حجرات کا) اور ساتواں حزب مفصل کا (یعنی سورۂ ق سے اخیر قرآن تک ان منزلوں کو قاریوں کی اصطلاح میں ''فی بشوق'' کی منزلیں کہتے ہیں۔

۱۳۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيْمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَاْتُهُ كُلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَطُوْلَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ وَ اَنْ تَمَلَّ فَاقْرَاْهُ فِيْ شَهْرٍ ۔ فَقُلْتُ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِيْ وَ شَبَابِيْ قَالَ: فَاقْرَاْهُ فِيْ عَشْرَةٍ۔ قُلْتُ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِيْ وَ شَبَابِيْ قَالَ : فَاقْرَاْهُ فِيْ سَبْعٍ۔ قُلْتُ دَعْنِيْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِيْ وَ شَبَابِيْ فَاَبٰى۔

۱۳۴۶: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا قرآن جمع کیا گیا (آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں) تو میں نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ زمانہ زیادہ گزرے تجھ پر اور تو تھک جائے گا (روز ایک ختم کرنے سے' تو ایک مہینہ میں ختم کیا کر (یعنی روز ایک پارہ پڑھا کر) میں نے عرض کیا مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجئے (تا کہ جوانی میں خوب عبادت کر لوں کیونکہ بڑھاپے میں زیادہ عبادت کی طاقت نہیں رہتی) آپؐ نے فرمایا تو دس دن میں ختم کر۔ میں نے عرض کیا مجھ کو اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجئے آپؐ نے فرمایا تو سات دن میں ختم کر میں نے کہا مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجئے آپ ﷺ نے نہ مانا۔

تشریح ❁ یعنی سات دن سے کم قرآن کے ختم کی اجازت نہ دی۔ صحیح بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ سات دن سے کم مت کر قسطلانی نے کہا کہ یہ نہی حرمت کے لئے نہیں ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا حرام ہے۔ نووی نے کہا اس کی کوئی حد نہیں' جب تک جی لگے اور جیسے طاقت ہو اس کے لحاظ سے قرآن پڑھے اور بہتر یہی ہے کہ سات دن سے کم میں ختم نہ کرے انتہا تین دن میں اور قرآن کے معنی اور مطالب میں فکر کر کے پڑھے جو کوئی معنی سمجھتا ہو' اس زمانہ میں تو قرآن کا ترجمہ ہر زبان میں ہو گیا ہے پس ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنا زیادہ ثواب ہے۔ فقیہ ابواللیث نے کہا اقل درجہ یہ ہے کہ آدمی سال بھر میں قرآن کے دو دو ختم کرے اور حسن بن زید نے ابوحنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سال بھر میں قرآن کے دو ختم کئے اس نے قرآن کا

Marfat.com

حق ادا کیا۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی دو بار قرآن کا دور کیا اور بعض نے کہا چالیس دن سے زیادہ ختم قرآن میں تاخیر کرنا مکروہ ہے اور یہ سب فقہاء کے قول ہیں سند وہی ہے جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہو۔

۱۳۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ خَلَّادٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔

۱۳۴۷: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کو تین دن سے کم میں پڑھا اس نے سمجھ کر نہیں پڑھا۔

تشریح ۞ بلکہ صرف طوطے کی طرح رٹ گیا ہے اگرچہ یہ بھی ثواب سے خالی نہیں ہے لیکن ادب کے خلاف ہے اور بعض اگلے بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ رات اور دن میں ایک ختم کرتے تھے اور بعض تین ختم کرتے اور ابن کاتب صوفی چار ختم دن کو کرتے اور چار رات کو اس پر بھی اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب پر مقدم ہے اور مناسب یہ ہے کہ تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کیا جائے۔

۱۳۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ حَتَّى الصَّبَاحِ۔

۱۳۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (کبھی سارا قرآن پڑھا ہو صبح تک)

۱۷۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب: رات کی نماز میں قرأت کا بیان

۱۳۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَ اَنَا عَلٰى عَرِيْشِيْ۔

۱۳۴۹: حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی قرأت سنتی اور میں اپنے تخت پر ہوتی (اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز میں پکار کر قرأت کرتے)۔

۱۳۵۰: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِاٰيَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْاٰيَةُ: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔﴾ [المائدة: ۱۱۸]

۱۳۵۰: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں کھڑے ہوتے ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی وہ آیت یہ تھی: ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔﴾ [المائدة: ۱۱۸]

تشریح ۞ یہ آیت سورۂ مائدہ کے آخیر میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر وارد ہوئی' وہ قیامت کے دن کہیں گے یا اللہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو غالب ہے حکمت والا۔

Marfat.com

۱۳۵۱: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بنِ زُفَرَ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی فَکَانَ اِذَا مَرَّ بِاٰیَةِ رَحْمَةٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰیَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰیَةٍ فِیْهَا تَنْزِیْهُ لِلّٰهِ سَبَّحَ۔

۱۳۵۱: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے (اور نماز کے اندر تلاوت قرآن میں جب رحمت کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور جب عذاب کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے اور جب ایسی آیت آتی جس میں اللہ کی پاکی ہوتی تو تسبیح کہتے۔

تشریح ❁ یہی ادب ہے تلاوت کا کہ قرآن شریف سمجھ کر پڑھے اور رحمت اور وعد آیتوں پر دعا کرے اور عذاب اور وعید کی آیتوں پر استغفار کرے اور اللہ کی پناہ مانگے۔

۱۳۵۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ یَعْلٰی عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ ﷺ وَ هُوَ یُصَلِّی مِنَ اللَّیْلِ تَطَوُّعًا فَمَرَّ بِاٰیَةِ عَذَابٍ فَقَالَ :اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَوَیْلٌ لِاَهْلِ النَّارِ۔

۱۳۵۲: ابولیلیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں میں نے نماز پڑھی آپ ﷺ رات کو نفل پڑھ رہے تھے تو ایک آیت پڑھی اور فرمایا پناہ مانگتا ہوں تیری دوزخ کے عذاب سے خرابی ہے دوزخ والوں کی۔

۱۳۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ قِرَاَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَانَ یَمُدُّ صَوْتَهٗ مَدًّا۔

۱۳۵۳: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو انہوں نے کہا آپ ﷺ بلند آواز سے پڑھتے تھے (اور بعض نے کہا مد سے یہ مراد ہے کہ آواز کو دراز کرتے تھے یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے قرآن پڑھتے تھے۔)

۱۳۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَیٍّ عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ اَوْ یُخَافِتُ بِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ وَ رُبَّمَا خَافَتَ قُلْتُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ سَعَةً۔

۱۳۵۴: غضیف بن حارث سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پکار کر پڑھتے تھے یا آہستہ سے انہوں نے کہا کبھی پکار کر پڑھتے تھے کبھی آہستہ سے میں نے کہا اللہ اکبر شکر ہے اس خدا کا جس نے اس کام میں وسعت (گنجائش) رکھی۔

۱۸۰: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ الدُّعَاءِ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّیْلِ

باب: جب آدمی رات کو جاگے تو کیا دعا پڑھے

۱۳۵۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ

۱۳۵۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو جاگتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَالِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَ قَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْكَ اَنَبْتُ وَ بِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ اخیر تک یعنی یا اللہ تجھ کو تعریف ہے تو نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں شکر تیرا تو بندوبست کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان ہیں شکر تیرا تو بادشاہ ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں شکر تیرا تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا تیرا ملنا برحق تیری بات سچی جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت سچ ہے اور پیمبر سچ ہیں اور محمدؐ سچ ہیں یا اللہ میں نے تیرے لئے گردن جھکائی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا اور تیرے زور سے میں لڑا اور تیری ہی طرف انصاف کے لئے آیا تو بخش دے میرے گناہ اگلے اور پچھلے تو آگے کرنے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے سوا تیرے کوئی سچا خدا نہیں نہ کسی کو زور اور طاقت ہے سوا تیرے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلُ خَالُ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِتَهَجُّدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تہجد کے لئے پھر وہی ذکر کیا جو اوپر کی روایت میں گزرا۔

۱۳۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ اَزْهَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ بِهٖ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ لَقَدْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَ يَحْمَدُ عَشْرًا وَ يُسَبِّحُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَ عَافِنِيْ۔ وَ يَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيْقِ الْمُقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۳۵۶: حمید سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کا قیام کس دعا سے شروع کرتے تھے؟ انہوں نے کہا تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی تجھ سے پہلے آپ اللہ اکبر کہتے تھے دس بار اور الحمدللہ دس بار اور سبحان اللہ دس بار اور استغفار دس بار اور فرماتے تھے یا اللہ بخش دے مجھ کو اور راہ بتلا دے مجھ کو اور روزی دے مجھ کو اور تندرست رکھ مجھ کو اور پناہ مانگتے تھے آپ ﷺ جگہ کی تنگی کی قیامت کے دن۔

۱۳۵۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ الْيَمَامِيُّ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ

۱۳۵۷: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِحُ النَّبِىُّ ﷺ صَلَاتَهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِىْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ احْفَظُوْهُ (جِبْرَائِيْلُ) مَهْمُوْزَةً فَاِنَّهٗ كَذَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ۔

وسلم کس دعا سے اپنی نماز شروع کرتے تھے۔ جب رات کو اٹھتے۔ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے' اے مالک جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے جاننے والے غائب اور حاضر کے تو فیصلہ کرتا ہے اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں مجھے راہ بتلا اس امر میں جس میں اختلاف ہے اپنے حکم سے' تو سیدھی راہ بتلاتا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا یاد رکھو جبرئیل ہمزہ کے ساتھ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا منقول ہے۔

تشریح ❁ اور قران میں جو جبریل کا لفظ آیا ہے اس میں بھی قرأت کا اختلاف ہے بعض جبریل پڑھتے ہیں اور بعض جبرائیل اور بعض جبرئیل' یہ عبرانی لفظ ہے اس کے معنی اللہ کا بندہ اور جبرئیل وحی کے فرشتہ ہیں' میکائیل روزی کے' اسرافیل صور پھونکنے۔

۱۸۱: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ كَمْ يُصَلِّىْ بِاللَّيْلِ

باب: رات کو تہجد کی کتنی رکعت پڑھے

۱۳۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِىُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَ هٰذَا حَدِيْثُ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُصَلِّىْ مَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِىْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَ يَسْجُدُ فِيْهِنَّ سَجْدَةً بِقَدْرِ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ آيَةً قَبْلَ اَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهٗ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ الْاَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

۱۳۵۸: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ہر دو گانے کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور ان رکعتوں میں سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بڑا کرتے تھے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھتا ہے سر اٹھانے سے پہلے' پھر جب مؤذن خاموش ہو رہتا صبح کی پہلی اذان دے کر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور دو رکعت ہلکی پڑھتے (یعنی فجر کی سنت)۔

۱۳۵۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

۱۳۵۹: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے (دس تہجد کی اور تین وتر کی تو یہ مطابق ہوا پہلی حدیث کے کہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے ان میں ایک رکعت وتر کی ہوتی)۔

۱۳۶۰: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنِ

۱۳۶۰: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

Marfat.com

الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكْعَاتٍ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعت پڑھتے تھے۔

تشریح ۞ تو آٹھ رکعت تہجد کی ہوئیں اور ایک رکعت وتر کی قسطلانی نے کہا ہے کہ اس باب میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں کسی میں سات رکعت ہے کسی میں نو رکعت کسی میں گیارہ رکعت اور کسی میں تیرہ رکعت اور جیسا موقع ہوا۔ ویسا آپ نے پڑھا وقت کی گنجائش کے لحاظ سے اور مزاج کی حالت کے لحاظ سے۔

مترجم کہتا ہے روایات کی تطبیق ممکن ہے اسی طرح سے تہجد کی آپ ہمیشہ آٹھ رکعت پڑھتے اور یہ اختلاف ہے وتر میں کبھی وتر کی ایک رکعت پڑھتے تو کل نو رکعت ہوتیں، کبھی تین رکعت پڑھتے تو گیارہ رکعت سب ہوتیں کبھی پانچ رکعت وتر کی پڑھتے تو سب تیرہ رکعت ہو جاتیں اور بعض نے کہا تیرہ رکعت اس طرح سے ہوتیں کہ آٹھ رکعت تہجد کی اور تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی سنتیں جیسے آگے حدیث میں آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْمَدِيْنِيُّ ثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا ثَمَانٍ وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

۱۳۶۱: عامر شعبی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات میں۔ ان دونوں نے کہا آپ تیرہ رکعت پڑھتے تھے، آٹھ رات کو (تہجد کی) اور تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دو رکعت فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

۱۳۶۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ ثَابِتٍ الزُّبَيْرِيُّ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قُلْتُ لَاَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهٗ اَوْ فُسْطَاطَهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ، طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَ هُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

۱۳۶۲: زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آج کی رات دیکھوں گا، تو میں نے تکیہ لگایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ یا خیمہ پر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ہلکی پڑھیں، بعد اس کے دو رکعت لمبی لمبی (یعنی بہت لمبی قرأت کی ان میں) پھر دو رکعت اگلی دو رکعت سے کم، پھر دو رکعت ان سے کم، پھر دو رکعت ان سے کم، پھر دو رکعت ان سے کم، پھر دو رکعت پھر وتر پڑھا (ایک رکعت) تو یہ تیرہ رکعت ہوئیں۔

تشریح ۞ اس روایت سے بارہ رکعت تہجد کی نکلتی ہے اور ایک رکعت وتر کی اور احتمال ہے کہ تہجد کی آٹھ ہی رکعت ہوں اور پانچ وتر کی ہوں لیکن دو دو رکعت الگ الگ پڑھنے سے راوی کو گمان ہوا ہو کہ یہ بھی تہجد ہے واللہ اعلم۔

۱۳۶۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا مَعْنُ بْنُ

۱۳۶۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

Marfat.com

عِيْسٰى ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ نَامَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ اُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ۔

کہ میں اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس سویا' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور میری خالہ تھیں تو میں تکیہ کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی بی بی اس کے طول میں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدھی رات گزری یا اس سے کچھ تھوڑا سا پہلے یا اس سے کچھ تھوڑا سا بعد آپ ﷺ جاگے اور اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے لگے۔ نیند کو دفع کرنے کے لئے پھر سورۂ آلِ عمران کے اخیر کی دس آیتیں پڑھیں (ان في خلق السموات سے اخیر سورت تک) پھر ایک مشک لٹکی ہوئی تھی اس کی طرف گئے اور وضو کیا اچھی طرح سے بعد اس کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے بھی وہی کیا جو آپ ﷺ نے کیا پھر میں گیا اور آپ ﷺ کے بازو میں کھڑا ہوا آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کے اس کو ملنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں پھر وتر پڑھا' پھر لیٹ رہے' یہاں تک کہ مؤذن آپؐ کے پاس آیا' اس وقت آپؐ نے دو ہلکی رکعت پڑھیں (فجر کی سنت) پھر نماز کے لئے باہر نکلے۔

تشریح ۞ یہ حدیث باب کی حدیثوں میں بہت صحیح ہے اور اس سے آٹھ رکعت تہجد کی پڑھنا ثابت ہے۔

۱۸۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ اَفْضَلُ

باب: رات کی کون سی ساعت افضل ہے

۱۳۶۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالُوْا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَسْلَمَ مَعَكَ قَالَ: حُرٌّ وَ عَبْدٌ ـ قُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اُخْرٰى قَالَ: نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاَوْسَطُ۔

۱۳۶۴: حضرت عمرو بن عنبسہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کون کون اسلام لائے آپ ﷺ کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام (ابوبکر صدیق اور بلال یہ شروع زمانہ کا ذکر ہے) میں نے عرض کیا کیا کوئی ساعت' دوسری ساعت کی نسبت ایسی ہے جس میں اللہ کا قرب زیادہ ہوتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے درمیان کی ساعت (اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن بیلمانی ہے' اس کا سماع کسی صحابی سے بھی ثابت نہیں گویا حدیث مرسل ہے)۔

Marfat.com

تشریح : یعنی آدھی رات کے وقت دوسری حدیث میں ہے کہ اخیر تہائی رات میں اللہ تعالیٰ اترتا ہے اس سے نکلتا ہے کہ اخیر کی تہائی رات زیادہ افضل ہے اور ممکن ہے کہ درمیان سے یہی وقت مراد ہو کیونکہ شروع اور آخر کے اندر سب درمیان ہے۔

۱۳۶۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِیْ آخِرَهٗ۔

۱۳۶۵: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع رات میں سو جاتے تھے اور اخیر رات میں عبادت کرتے تھے۔

۱۳۶۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ كُلَّ لَيْلَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَدْعُوْهُ فِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَلِذٰلِكَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلٰى اَوَّلِهٖ۔

۱۳۶۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارا پروردگار جو برکت والا اور بلند ہے اترتا ہے جس وقت اخیر کی تہائی رات رہ جاتی ہے ہر رات کو اور فرماتا ہے کون مجھ سے مانگتا ہے تا کہ میں اس کو دوں اور کون مجھ سے دعا کرتا ہے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے تا کہ میں اس کو بخش دوں فجر نکلنے تک ایسا ہی رہتا ہے اور اسی لئے صحابہ کرام مستحب جانتے تھے اخیر رات کو عبادت کرنا بہ نسبت اول رات کے۔

تشریح : یہ حدیث بڑے معرکے کی حدیث ہے امام ابن تیمیہ نے اس کی شرح میں ایک الگ کتاب بنائی ہے۔ اس کا نام ہے ''کتاب النزول'' اور علماء اہل حدیث قدیماً و حدیثاً اس قسم کی احادیث پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تحریف اور تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ نزول ایک صفت ہے ہمارے مالک کی جیسے اور صفات ہیں سمع اور بصر اور کلام اور ضحک اور تعجب اور صعود وغیرہ اس سے ظاہری معنی یعنی اترنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور متاخرین اہل کلام نے اس کی وہی تاویلیں کی ہیں۔ جیسے اس کی رحمت اترتی ہے یا اس کا فرشتہ اترتا ہے اور جہمیہ اور منکرین صفات (خذلهم الله تعالى) نے بھی یہی کہا ہے اور اہل حدیث ہمیشہ سے ان کے مخالف اور رد کرنے والے رہے ہیں۔ امام الائمہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے ایک جہمی سے کہا اچھا اللہ کی رحمت یا اس کا امر کہاں سے اترتا ہے جب تو اسی بات کا قائل نہیں ہے کہ خدا اوپر ہے تو رحمت اور امر اس کے پاس سے اترتا ہے اور یہ حدیث منجملہ دلائل فوقیت باری تعالیٰ کی ایک قوی دلیل ہے اور ہم نے ان سب دلیلوں کو تفصیل سے ''کتاب الانتباہ فی الاستواء'' میں بیان کیا ہے۔

۱۳۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهٗ اَوْ ثُلُثَاهُ قَالَ لَا يَسْاَلَنَّ عِبَادِیْ غَيْرِیْ

۱۳۶۷: حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل جلالہ مہلت دیتا ہے (اپنے بندوں کو سونے کی اور آرام کرنے کی) جب رات کا آدھا حصہ رات کے دو ثلث گزر جاتے ہیں تو فرماتا ہے میرے بندے میرے سوا اور کسی سے نہ مانگیں (یا اللہ تو اس غلام کو بھی اپنی بندگی میں قبول فرما اور اپنے سوا کسی کے در پر اس کو نہ بھیج

Marfat.com

مَنْ يَدْعُنِىْ اَسْتَجِبْ لَهٗ مَنْ يَسْأَلْنِىْ اُعْطِهٖ مَنْ يَسْتَغْفِرْنِىْ اَغْفِرْلَهٗ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرِ۔

کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں' کون مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو دوں (میرے مالک میں تیری رضامندی تجھ سے مانگتا ہوں یہی مجھ کو عنایت فرما) کون مجھ سے بخشش چاہتا ہے میں اس کو بخش دوں (میرے مالک میں تیری بخشش چاہتا ہوں' مجھ کو بخش دے تصدق تیری کبریائی وجاہ وجلال کے) پھر طلوع فجر تک یہی حال رہتا ہے۔ (اس کی سند میں محمد بن مصعب ضعیف ہے)

تشریح ۞ تو یہ وقت ہے قبولیت دعا کا لوگ اپنے مطلبوں اور مرادوں کے لئے معلوم نہیں کہ کیا کیا چلے کرتے ہیں کیا کیا عمل پڑھتے ہیں۔ عمدہ عمل یہ ہے جو حضرت نے ارشاد فرمایا پچھلی رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ کر گڑگڑا کر اپنے مالک سے دعا مانگے اور اسی حدیث کا حوالہ دے کہ تیرے حبیب نے یوں فرمایا ہے اب میری دعا قبول فرما خدا چاہے تو ضرور قبول ہوگی لیکن ایک رات دو رات میں مایوس نہ ہو جائے بلکہ برابر ہر رات کو یوں ہی کہے جائے' ان شاء اللہ چالیس رات تک نوبت نہ پہنچے گی کہ دعا قبول ہو جائے گی بشرطیکہ گناہ اور خلاف شرع کام کے لئے دعا نہ کرے اور نہ کسی مسلمان کے ضرر کے واسطے اور نہ اس امر میں جو انتظام عالم سے متعلق ہے ایسے امور میں دخل دینا بندگی کے خلاف ہے۔

جہاں دادند ے جہاں داشتن یکے را بر یدن یکے کاشتن

بندے کو اپنی ضروری حاجتیں اپنے مالک سے اپنی لیاقت اور حیثیت کے موافق مانگ لینا کافی ہے باقی اس کی سلطنت کی مصلحتوں کو وہی جانتا ہے جو کچھ مناسب سمجھتا ہے وہ کرتا ہے' بندے کو اس سے کیا مطلب اور اگر بندہ اس میں دخل دے گا تو عتاب کا اندیشہ ہے اور ایسا بہت اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ ان پر ایسی باتوں میں عتاب ہوا جو انتظام عالم سے متعلق ہیں بس ان میں خاموشی اور رضا بہ قضائے خداوندی یہی بہتر طریقہ ہے۔

۱۸۳: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُرْجٰى اَنْ يَّكْفِىَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب: اگر رات کو اٹھنا نہ ہو سکے تو کون سا امر اس کے بدل کافی ہونے کی امید ہے

۱۳۶۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْاٰيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَاَ هُمَا فِىْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ) قَالَ حَفْصٌ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ فَحَدَّثَنِىْ بِهٖ۔

۱۳۶۸: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آیتیں سورۂ بقرہ کی (یعنی امن الرسول سے اخیر سورت تک) جو کوئی ان کو رات کو پڑھے گا' اس کو کافی ہوں گے۔ عبدالرحمٰن نے کہا (جس نے اس حدیث کو علقمہ سے روایت کیا انہوں نے ابو مسعودؓ سے) کہ پھر میں خود ابو مسعود سے ملا' وہ طواف کر رہے تھے تو یہ حدیث انہوں نے مجھ سے بیان کی۔

تشریح ۞ کافی ہونے سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا رات کے قیام اور عبادت کے بدل میں کافی ہو جائیں گی جیسے ترجمہ باب میں مذکور ہے اور بعض نے کہا سورۂ کہف اور آیۃ الکرسی کے بدل کافی ہوں گی یا قراءت کے بدل کافی ہوں گی رات کی نماز میں' بعض نے کہا کافی ہونے سے یہ مراد ہے کہ آدمی ان آیتوں کی برکت سے آدمی اور جن کے تمام شرور اور آفات سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

۱۳۶۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَاَ الْاٰیَتَیْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ۔

۱۳۶۹: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر گزرا۔

۱۸۴: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُصَلِّیْ اِذَا نَعَسَ

باب: اگر نمازی اونگھنے لگے تو کیا کرے؟

۱۳۷۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ جَمِیْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ: اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اِذَا صَلّٰی وَ هُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ یَذْهَبُ فَیَسْتَغْفِرُ فَیَسُبُّ نَفْسَهٗ۔

۱۳۷۰: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں اونگھ جائے تو سو رہے یہاں تک کہ نیند جاتی رہے اس لئے کہ اگر اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اس کو خبر نہ ہوگی شاید وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے آپ کو بددعا کرنے لگے۔

تشریح ۞ یعنی معلوم نہیں نیند کے غلبہ میں زبان سے کیا نکل جائے' دعا کے بدلے بددعا نکل جائے تو بہتر یہ ہے کہ سو رہے جب نیند جاتی رہے اس وقت ہوشیاری کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے۔

۱۳۷۱: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَی اللَّیْثِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَاٰی حَبْلًا مَمْدُوْدًا بَیْنَ سَارِیَتَیْنِ فَقَالَ: مَا هٰذَا الْحَبْلُ) قَالُوْا لِزَیْنَبَ تُصَلِّیْ فِیْهِ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهٖ فَقَالَ حُلُّوْهُ ، حُلُّوْهُ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ۔

۱۳۷۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے ایک رسی تنی ہوئی دیکھی دو ستونوں میں۔ فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا بی بی زینب کی ہے وہ وہاں نماز پڑھتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو اس رسی سے لٹک جاتی ہیں (لیکن نماز موقوف نہیں کرتیں آپ ﷺ نے فرمایا کھولو! کھولو! اس رسی کو' تم میں سے ہر ایک اتنی نماز پڑھے جہاں تک خوشی سے پڑھ سکے جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

تشریح ۞ یعنی نماز موقوف کردے آرام کرے' غرض یہ ہے کہ طاقت سے زیادہ عبادت ضروری نہیں ہے جب تک دل لگے اس وقت تک کرے بے دلی اور نفرت کے ساتھ عبادت کرنے سے بچتا رہے اور اگر عبادت سے تھک کر جو کوئی راحت کرے پھر عبادت کی قوت حاصل ہونے کی نیت سے تو اس کی راحت بھی مثل عبادت کے ہوگی اور اسی لئے کسی نے کہا ہے عالم کا سونا بھی عبادت ہے۔

۱۳۷۲: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ کَاسِبٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ یَحْیٰی بْنِ النَّضْرِ عَنْ

۱۳۷۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے رات میں کھڑا ہو (نماز میں) پھر قرآن اس کی

Marfat.com

اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰی لِسَانِهٖ فَلَمْ یَدْرِ مَا یَقُوْلُ اضْطَجَعَ۔

زبان سے نہ نکل سکے (نیند کی وجہ سے پڑھتے پڑھتے تھک جائے) اور اس کو معلوم نہ رہے کہ زبان سے کیا نکلتا ہے' تو لیٹ جائے۔

۱۸۵: بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّلَاةِ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

باب: مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۳۷۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ الْوَلِیْدِ الْمَدِیْنِیُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَلّٰی بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔

۱۳۷۳: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت پڑھے اللہ اس کے لئے ایک گھر بنا دے گا جنت میں (اس حدیث کی سند میں یعقوب بن ولید بہت ہی ضعیف راوی ہے امام احمد نے کہا وہ بہت بڑا کذاب ہے)۔

تشریح ❁ یعنی نفل نماز کی بعض اسی کو صلوٰۃ الاوابین سمجھتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ زوال کے وقت ہے جیسے اوپر گزرا اور ایک حدیث میں ہے کہ اوابین کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلتے ہیں زمین کی گرمی سے۔

۱۳۷۴: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا ثَنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ خَثْعَمٍ الْیَمَامِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ صَلّٰی سِتَّ رَکْعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ لَمْ یَتَکَلَّمْ بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلَتْ لَهٗ عِبَادَةَ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً۔

۱۳۷۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے اور ان کے درمیان بری بات نہ کرے تو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ہوگا۔

تشریح ❁ ظاہر یہ ہے کہ مغرب کا دوگانہ بھی ان میں داخل ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے' عمر بن ابی خیثم بمامی کی وجہ سے' لیکن فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا درست ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں' اس کو طبرانی نے کہا۔

۱۸۶: بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

باب: گھر میں نفل پڑھنے کا بیان

۱۳۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ اِلٰی عُمَرَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَیْهِ قَالَ لَهُمْ مِمَّنْ اَنْتُمْ قَالُوْا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ فَبِاِذْنٍ جِئْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَسْئَلُوْا عَنْ صَلَاةِ

۱۳۷۵: عاصم بن عمرو سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عراق والے حضرت کے پاس آئے' جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا عراق والے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' تم حکم سے آئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ خیر ان لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گھر میں نماز پڑھنے کو پوچھا انہوں

Marfat.com

الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ فَقَالَ عُمَرُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَمَّا صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ فَنُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بُیُوْتَکُمْ۔

نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کی نماز اپنے گھر میں نور ہے تو منور (روشن) کرو اپنے گھروں کو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْحُسَیْنِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے (اس حدیث کی سند میں عاصم بن عمرو ضعیف ہے)۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل گھر ہی میں پڑھنا بہتر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ افضل نماز مرد کی اس کے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض کا مسجد میں پڑھنا جماعت سے ضروری ہے۔

۱۳۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِهٖ مِنْهَا نَصِیْبًا فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَیْرًا۔

۱۳۷۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اپنی نماز ادا کرے تو کچھ حصہ اس میں سے اپنے گھر کے لئے بھی رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی کرے گا۔

۱۳۷۷: حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عُمَرَ قَالَا ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَتَّخِذُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا۔

۱۳۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ۔

تشریح: جیسے قبر میں نماز نہیں ہوتی ویسے ہی گھر کو بھی مت کرو اور بعض نے کہا جو اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ مردہ ہے اور اس کا گھر اس کے لئے قبر ہے۔

۱۳۷۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ ابْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا اَفْضَلُ الصَّلَاةُ فِیْ بَیْتِیْ اَوِ الصَّلَاةُ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ: اَلَا تَرٰی اِلٰی بَیْتِیْ مَا اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَاَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ

۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا امر افضل ہے؟ گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میرے گھر کو نہیں دیکھتا کس قدر مسجد سے قریب ہے اس پر بھی مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے مسجد میں پڑھنے سے مگر یہ کہ فرض نماز ہو۔

Marfat.com

تَكُوْنَ صَلَاةَ مَكْتُوْبَةً۔

تشریح ✿ اس کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

۱۸۷:بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صَلَاةِ الضُّحٰی

باب: چاشت کی نماز کا بیان

۱۳۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانَ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَاَلْتُ فِیْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُوْنَ اَوْ مُتَوَافُوْنَ عَنْ صَلَاةِ الضُّحٰی فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِیْ اَنَّهٗ صَلَّاهَا يَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ غَيْرَ اُمِّ هَانِئٍ فَاَخْبَرَتْنِیْ اَنَّهٗ صَلَّاهَا ثَمَانَ رَكَعَاتٍ۔

۱۳۷۹: حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوچھا اس وقت لوگ بہت تھے (یعنی صحابہؓ کی جماعت) چاشت کی نماز کو تو کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی سوائے ام ہانی کے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آٹھ رکعت پڑھیں۔

تشریح ✿ اور بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی اور اس کے پڑھنے کی فضیلت بیان کی' اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مواظبت نہیں کی اور اسی وجہ سے بعض لوگوں نے اس کو نہیں دیکھا دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ اس کو گھر میں ادا کرتے ہوں گے اور نوافل کی طرح' پس اکثر لوگوں کو خبر نہ ہوئی۔ عینی نے شرح صحیح بخاری میں پچیس احادیث چاشت کی نماز کے باب میں نقل کی ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ روایت کوئی حجت نہیں ہے اور اس کا رد کرتی ہے وہ روایت کہ جس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا سب لوگوں کو۔

۱۳۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَنَسٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّی الضُّحٰی ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِی الْجَنَّةِ۔

۱۳۸۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے چاشت کی نماز پڑھی بارہ رکعت اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک محل بنائے گا سونے کا جنت میں۔

۱۳۸۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّی الضُّحٰی قَالَتْ نَعَمْ اَرْبَعًا وَ يَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

۱۳۸۱: حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں چار رکعت اور زیادہ بھی پڑھتے جتنا اللہ چاہتا۔

تشریح ✿ چاشت کی نماز کا اقل درجہ دو رکعت ہے اور زیادہ بارہ رکعت ہے واللہ اعلم۔

۱۳۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادٍ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ الضُّحٰی

۱۳۸۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاشت کی دو رکعتوں پر حفاظت کرے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر

Marfat.com

غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَ اِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۱۸۸:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاةِ الْاِسْتَخَارَةِ

باب: استخارہ کی نماز کا بیان

۱۳۸۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ السُّلَمِیُّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الْمَوَالِیْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ یُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ كَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ یَقُوْلُ: اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ (فَیُسَمِّیْهِ مَا كَانَ مِنْ شَیْءٍ) خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ (اَوْ خَیْرًا لِّیْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ) فَاقْدُرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ (یَقُوْلُ مِثْلَ مَا قَالَ فِی الْمَرَّةِ الْاُوْلٰی) وَ اِنْ كَانَ شَرًّا لِّیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ۔

۱۳۸۳: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ سکھلاتے تھے اس طرح سے جیسے ایک سورت قرآن کی سکھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب کوئی تم میں سے (ایک بڑے) کام کا قصد کرے (جیسے شادی یا سفر یا نوکری یا گھر کی خرید و فروخت یا کرایہ یا تجارت وغیرہ) تو دو رکعت پڑھے۔ فرض کے سوائے پھر کہے (اللھم انی استخیر اخیر تک یعنی یا اللہ میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اس لئے کہ تو جانتا ہے اور قدرت مانگتا ہوں اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور تیرا فضل جو بڑا ہے تجھ سے مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے۔ یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یہاں پر اس کام کا نام لے جس کا ارادہ ہے) جو کچھ بہتر ہے میرے لئے دین و دنیا اور انجام میں یا یوں فرمایا بہتر ہے میرے لئے حال اور مآل میں (اس کے بھی یہی معنی ہیں یعنی دنیا اور دین میں کیونکہ دنیا حال ہے اور آخرت مآل ہے) تو مقدر کر دے اس کو میرے لئے (یعنی میرے نصیب میں لکھ دے کہ میں اس کو کروں) اور آسان کر اس کو میرے لئے اور برکت دے مجھ کو اس میں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام برا ہے میرے لئے ویسا ہی ہے جیسے پہلی بار کہا (یعنی برا ہے دین دنیا اور انجام میں) تو اس کو پھیر دے مجھ سے اور مجھ کو پھیر دے اس سے اور مقدر کر میرے لئے بھلائی جہاں بھی ہو پھر مجھ کو راضی کر دے اس سے۔

تشریح: جب اس طرح سے نماز پڑھ کر یہ دعا صدق دل سے پڑھے گا تو اب ضرور جو کام اس کے حق میں بھلا ہوگا وہی اس کے لئے لکھا جائے گا اور برے کام سے حق تعالیٰ اس کو بچائے گا اور بعض نے کہا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل میں الہام ہو جائے گا کہ کام کرے یا نہ کرے بعض نے کہا خواب میں معلوم ہو جائے گا' غرض استخارہ کرنا سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ ضرور ہے کہ جس کام میں استخارہ کرے وہ مباحات کی قسم سے ہو اگر ثواب کا کام ہے تو فوراً اس کو بجا لائے۔

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کی سعادت ہے اللہ سے استخارہ کرنا اور اس کی بدبختی ہے استخارے کا ترک کرنا۔ اور افسوس ہے ان سنیوں پر جو مطلق استخارے کو برا جانتے ہیں اور شیعہ کا طریق سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

۱۸۹:بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صَلَاةِ الْحَاجَةِ

۱۳۸۴: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی الْاَسْلَمِيُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَی اللّٰهِ ،اَوْ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهٖ فَلْيَتَوَضَّاْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ اَسْاَلُكَ اَلَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَ لَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا لِیْ ثُمَّ يَسْاَلُ اللّٰهَ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا شَاءَ فَاِنَّهٗ يُقَدَّرُ۔

باب: حاجت کی نماز کا بیان

۱۳۸۴: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر برآمد ہوئے اور فرمایا جس کو اللہ سے کچھ حاجت ہو یا اللہ کی مخلوق میں کسی سے حاجت ہو تو وہ وضو کرے اور دو رکعت پڑھے پھر کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ اخیر تک' بعد اس کے دنیا اور آخرت کا جو مطلب ہو اس کو مانگے وہ اس کے حصہ میں کر دیا جائے گا' دعا کا معنی یہ ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں بجز اللہ کے جو حلیم اور کرم والا ہے پاکی ہے اس اللہ کی جو صاحب ہے بڑے تخت کا' سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا' یا اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں' ان باتوں کو جو تیری رحمت کا سبب ہوں اور تیری مغفرت کو لازم کر دیں اور ہر نیکی کی لوٹ اور ہر گناہ سے بچاؤ میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ کوئی گناہ میرے لئے نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے اور کوئی رنج مگر تو اس کو کھول دے (یعنی دور کر دے) اور کوئی حاجت جس میں تیری رضا ہو مگر اس کو روا کر دے۔

۱۳۸۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ يَسَارٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِیْ اَنْ يُعَافِيَنِیْ فَقَالَ: اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَ هُوَ خَيْرٌ وَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ. فَقَالَ ادْعُهْ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَتَوَضَّاَ فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَ يُصَلِّیَ رَكْعَتَيْنِ وَ يَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۸۵: حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنکھوں کا اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میرے لئے اللہ سے دعا فرمایئے تندرستی کی (یعنی آنکھیں اچھی ہو جانے کی) آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں۔ اس نے کہا آپ ﷺ دعا فرمایئے۔ تب آپؐ نے اس کو حکم دیا وضو اچھی طرح کرنے کا اور دو رکعت پڑھنے کا' اس کے بعد یہ دعا پڑھنے کا اللھم انی اسالك واتوجه اليك اخیر تک یعنی یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں حضرت محمدؐ کے ساتھ جو نبی ہیں رحمت کے' اے محمد میں نے توجہ کی تمہارے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف اس کام میں تا کہ میرا کام پورا ہو جائے یا اللہ! تو قبول فرما' شفاعت محمد ﷺ کی میرے حق میں۔

Marfat.com

تشریح ﴿۱﴾ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ حسن صحیح ہے' لیکن غریب ہے یہ حدیث صرف ابو جعفر سے طریق سے مروی ہے' لیکن اور محدثین نے اس میں بڑی طویل بحث کی ہے' جن کا ملخص یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے' کہ پھر وہ اندھا کھڑا ہوا تو اس کی بینائی اچھی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو تندرست ہو گیا اور شیخ عابد سندھی مدنی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہونا نکلتا ہے اور یہ عام ہے آپ ﷺ کی حیات میں ہو یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ توسل جائز نہیں ہے' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد توسل کیا' آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں تو جیسے توسل پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہوگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے اس کا عدم جواز نہیں نکلتا' بلکہ ان کا مقصود زندوں سے توسل کرنا تھا اور دلیل ہماری وہ روایت ہے جو طبرانی نے نکالی کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کے لئے آتا جاتا تھا لیکن وہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے آخر وہ شخص ابن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا وضو کرنے کے مقام پر جا اور وضو کر' پھر مسجد میں آ اور دو رکعت پڑھ' پھر کہہ: **اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربك فتقضى حاجتى** اور اپنی حاجت کا خیال کر' وہ شخص گیا اور اس نے ایسا ہی کیا بعد اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا' تو اب اسی وقت آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند پر اس کو بٹھایا اور پوچھا تیرا کیا مطلب ہے؟ پھر اس کے مطلب کو روا کیا اور کہا تو نے ابھی تک اپنا مطلب بیان نہیں کیا تھا اب جو تیرا مطلب ہوا کرے اس کو کہہ دیا کر پھر وہ شخص وہاں سے نکلا اور ابن حنیف سے مل کر بولا جزاك الله خيراً پہلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ میری طرف دیکھتے ہی نہ تھے نہ التفات کرتے تھے' یہاں تک کہ تم نے ان سے میری بات کرائی ابن حنیف نے کہا قسم خدا کی میں نے ان سے بات نہیں کرائی' لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ اتنے میں ایک اندھا شخص آیا اور اپنی بینائی کا شکوہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو صبر کرتا ہے؟ وہ بولا میرا کوئی لے چلنے والا بھی نہیں ہے اور مجھے بہت تکلیف ہے۔ تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا تو وضو کے مقام پر جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑھ پھر یہی دعا آپ ﷺ نے اس کو سکھائی۔ ابن حنیف نے کہا قسم ہے خدا کی پھر ہم جدا نہیں ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں وہی نابینا شخص ہمارے پاس آیا گویا اس کی بینائی میں کچھ خلل بھی نہ تھا اور امام بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقوں سے نکالا ہے اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں اور اس کی اسناد میں روح بن صلاح ہے' ثقہ کہا اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور اس میں کچھ ضعف ہے باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے مالک دار سے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط ہوا تو ایک شخص آنحضرت ﷺ کی قبر شریف پر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے پانی کی دعا فرمایئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ پھر خواب میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپؐ نے ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جا' وہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا انتہی اور بیان کیا اس قصہ کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں۔

مترجم کہتا ہے اس حدیث میں یا محمد کا لفظ ہے جو ندا ہے اور وجہ ندا کی یہ تھی کہ وہ اندھا آنحضرت ﷺ کے پاس ہی دعا کرتا تھا لیکن طبرانی اور بیہقی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ندا کا لفظ وارد ہے اور شاید یہ ندا اس قبیل سے ہو جیسے التحیات میں (**السلام عليك ايها النبى**) کیونکہ ادعیہ ماثورہ میں جو الفاظ وارد ہیں' انہی کا اتباع بہتر ہے اور بعض نے کہا کہ ندا بر وجہ محبت اور شوق اور ولولہ درست ہے اور اگلے بزرگوں کے کلام میں اس کی بہت نظیریں ملتی ہیں۔ بلکہ نواب صاحب

Marfat.com

مرحوم نے تو اپنے دیوان میں یوں کہا ہے ''قاضی شوکاں مدد ے'' اور اصل یہ ہے کہ اگر ندا اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی بندہ بھی ایسا ہے جو ہر جگہ اور ہر مقام میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہے تو وہ شرک ہے اور بغیر اس اعتقاد کے نداء یا سفاہت ہے یا غلبہ شوق ومحبت ہے' وہ شرک نہیں ہے' اسی طرح مدد کا طلب کرنا اگر اس اعتقاد سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بندہ اپنی ذات سے کچھ کر سکتا ہے' تو وہ شرک ہے اور جو یہ اعتقاد ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تو وہ مدد کریں تو یہ شرک نہیں ہے' جیسے دوا کی تاثیر کہ اگر کوئی یہ سمجھے کہ دوا جو چاہے گی سو کرے گی' یا ہر طرح اثر کرے گی تو وہ شرک ہے اور جو یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے حکم سے اثر کرے گی' تو شرک نہیں ہے اس نکتہ کو سمجھ لینا چاہئے' اب اکثر مقامات میں جو شبہے ہوتے ہیں وہ باقی نہ رہیں گے ایک بات اور بھی سن لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ پس آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس اور اسی طرح دوسرے اولیاء اور عرفاء کی قبور پر ندا کے ساتھ سلام کرنا درست ہے' جیسے **السلام علیك یا رسول الله** کیونکہ آپ ﷺ کی حیات میں بھی آپ ﷺ کے پاس ندا کرنا درست تھا' حاصل یہ ہے کہ جو دنیاوی حیات میں آپ ﷺ سے درخواست کر سکتے تھے جیسے اللہ کی درگاہ میں دعا کرنے کی نظر توجہ کرنے کی' شفاعت کرنے کی یہ درخواستیں اب بھی کر سکتے ہیں اور جو درخواستیں حالت حیات دنیاوی میں آپ ﷺ سے جائز نہ تھیں جیسے اولاد کا دینا' رزق کا وسیع کرنا' پانی برسانا' مارنا' جلانا' غیب کی بات بتانا' چنگا کرنا وہ درخواستیں اب بھی جائز نہیں ہیں بلکہ یہ درخواستیں خاص خداوند کریم سے کرنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء اور صلحاء کا واسطہ اور وسیلہ البتہ کر سکتے ہیں' جیسے کوئی یوں کہے یا اللہ بحق حضرت محمد ﷺ کے یا بوسیلہ حضرت محمد ﷺ مجھ کو شفا عطا فرمایا یہ ہمارے نزدیک درست ہے اگرچہ بعض لوگوں کو اس میں کلام ہو۔

۱۹۰: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاةِ التَّسْبِیْحِ

باب: صلوٰۃ التسبیح کا بیان

۱۳۸۶: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عِیْسَی الْمَسْرُوْقِیُّ ثَنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنَا مُوْسَی بْنُ عُبَیْدَةَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَمْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: یَا عَمِّ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَنْفَعُكَ اَلَا اَصِلُكَ۔ قَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: فَصَلِّ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ تَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَ سُوْرَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ الْقِرَائَةُ فَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً قَبْلَ اَنْ تَرْکَعَ ثُمَّ ارْکَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا۔ ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَ سَبْعُوْنَ فِیْ کُلِّ

۱۳۸۶: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو نہ دوں؟ کیا میں تم کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ کیا میں تم سے صلہ رحمی نہ کروں؟ یا تم کو صلہ نہ دوں؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! (یعنی ضرور عنایت فرمایئے احسان کیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا تو چار رکعت پڑھ اور ہر رکعت میں سورہ الحمد اور ایک اور سورت پڑھ جب قرأت ختم ہو جائے تو کہہ **سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر** پندرہ بار رکوع سے پہلے' پھر رکوع کر اور رکوع میں اسی کو دس بار کہہ پھر سر اٹھا اور اس کو دس بار کہ' پھر سجدہ کرے اور اس میں دس بار کہہ' پھر سجدے سے سر اٹھا اور دس بار کہہ' پھر سجدہ کرے اور اور دس بار کہہ پھر سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سر اٹھا اور کھڑا ہونے سے پہلے دس بار کہہ تو یہ پچھتر بار ہوئے ہر رکعت میں اور چار رکعت میں تین سو بار

Marfat.com

رَكْعَةٍ وَ هِيَ ثَلَاثُ مِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ) قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُوْلُهَا فِيْ يَوْمٍ قَالَ (قُلْهَا فِيْ جُمُعَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِيْ شَهْرٍ) حَتّٰى قَالَ فَقُلْهَا فِيْ سَنَةٍ۔

ہوئے پھر اگر تیرے گناہ ریت کے ذروں جتنے بھی ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو شخص اس نماز کو روز نہ پڑھ سکے (وہ کیا کرے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لے یہاں تک کہ فرمایا برس میں پڑھ۔

تشریح: حدیث میں یہ نماز اسی طرح وارد ہے لیکن عبداللہ بن مبارک قراءت سے پہلے پندرہ بار تسبیح پڑھتے تھے پھر قراءت سے بعد دس بار اور دوسرے سجدے سے اٹھ کر تسبیح نہیں کہتے تھے اس صورت میں بھی ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح ہوئی اور ہر حال میں حدیث کی پیروی مقدم ہے اور اختیار ہے کہ جس وقت چاہے یہ نماز پڑھے مگر مشائخ صوفیہ سے منقول ہے کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑھے اور علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ حدیث کیسی ہے تو ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا اور ایک جماعت نے اس کو حسن کہا اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا۔ حافظ نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن جوزی نے برا کیا جو اس کو موضوع قرار دیا۔

۱۳۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُوْرِيُّ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ (يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيْكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أَحْبُوْكَ أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ وَ قَدِيْمَهُ وَ حَدِيْثَهُ وَ خَطَأَهُ وَ عَمَدَهُ وَ صَغِيْرَهُ وَ كَبِيْرَهُ وَ سِرَّهُ وَ عَلَانِيَتَهُ عَشْرُ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَ أَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُ وَ أَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَ أَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا

۱۳۸۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس بن عبدالمطلب سے کہ اے عباسؓ! اے چچا! کیا میں تم کو نہ دوں؟ تمہارے ساتھ سلوک نہ کروں؟ تم کو عطا نہ کروں؟ میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جو دس خصلتوں کو میٹ دے (یعنی دس طرح کے گناہوں کو جن کا ذکر آگے آتا ہے اور بعض نے کہا ترجمہ یوں ہے) میں تم کو دس خصلتیں نہ بتاؤں یعنی دس بار تسبیح کہنا جب تو اس کو کر لے تو اللہ جل جلالہ تیرے اگلے اور پچھلے نئے اور پرانے بھولے اور جانے بوجھے چھوٹے اور بڑے چھپے اور کھلے گناہوں کو بخش دے۔ وہ بات یہ ہے کہ تو چار رکعت پڑھ ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھ جب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو تو کھڑے کہہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پندرہ بار پھر رکوع کر اور دس بار کہہ (اسی تسبیح کو) پھر رکوع سے سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدے میں جھک اور سجدے میں دس بار کہہ پھر سجدے سے سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدہ کر اور دس بار کہہ پھر سجدے سے سر اٹھا اور دس بار کہہ تو یہ ۷۵ بار ہوئے۔ ہر رکعت میں چار رکعتوں میں اس طرح کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو ہر روز ایک

Marfat.com

ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَ سَبْعُوْنَ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ فِیْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِی كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً۔

بار یہ نماز پڑھ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ میں ایک بار پڑھ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھ اگر یہ نہ کرے تو اپنی عمر میں ایک بار پڑھ۔

۱۹۱:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

باب: شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت کا بیان

تشریح ❁ یہ رات بھی متبرک ہے اور اس کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہیں گو ان کے اسناد میں ضعف ہے بعض روایتوں میں ہے کہ یہ رات جائزہ کی ہے' سال بھر میں جو کچھ ہونا ہوتا ہے جیسے مرنا' جینا' پیدا ہونا' سب اس رات کو لکھ دیا جاتا ہے' بہر حال اس رات کو عبادت اور ذکر الٰہی کرنا چاہئے' افسوس ہے کہ جاہلوں نے اس کے بدل یہ نکالا ہے کہ اس رات کو آتش بازی چھوڑتے ہیں جو محض اسراف اور حرام ہے اور بعض حلوہ پکا کر مردوں کی فاتحہ دیتے ہیں اور دکن میں پلاؤ پکاتے ہیں' ان باتوں کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے اور جو فعل شریعت سے ثابت نہ ہو وہ مردود ہے۔ شب برأت کا حلوہ اور عید کی سویاں اور آخری چہار شنبہ کی گھونگنیاں یہ سب واہیات ہیں۔

۱۳۸۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِیْ سَبْرَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَ صُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِيَهٗ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰی يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔

۱۳۸۸: حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شعبان کے مہینہ کی نصف کی رات ہو یعنی پندرویں شب تو اس رات کو عبادت کرو اور اس کے دوسرے دن روزہ رکھو' اس لئے کہ اللہ اس رات کو اترتا ہے (عرش مجید سے) دنیا کے آسمان کی طرف آفتاب ڈوبتے ہی' (اور راتوں کو پچھلی رات میں اترتا ہے) تو فرماتا ہے کوئی ہے جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے میں اس کو بخش دوں؟ کوئی ہے جو روزی مانگتا ہے اس کو روزی دوں؟ کوئی بیماری ہے اسے چنگا کروں؟ کوئی ایسا ہے کوئی' کوئی ویسا ہے' یہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو۔ اس حدیث کی سند میں ابن ابی سبرہ ضعیف ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

تشریح ❁ یعنی پندرھویں تاریخ کو بعض اگلے بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ شب برأت میں یہ دعا مانگتے تھے: اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ دعا منقول ہے: اللهم ان كنت كتبنا اشقياء فامحه سعداء وان كنت كتبنا سعداء فاثبتنا فانك تمحو من تشاء وعندك ام الكتاب۔

Marfat.com

۱۳۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَا ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ اَطْلُبُهٗ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ رَافِعٌ رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَ رَسُوْلُهٗ) قَالَتْ قَدْ قُلْتُ وَ مَا بِيْ ذٰلِكَ وَ لٰكِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ: اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعَرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔

۱۳۸۹: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے بستر پر) نہیں پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈنے کو نکلی دیکھا تو آپ جنت البقیع میں ہیں (مدینہ منورہ کا قبرستان یا اللہ تو ہم کو وہاں دفن ہونا نصیب کر) اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اے عائشہ تو ڈرتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ ظلم کرے گا (یعنی تو یہ سمجھتی تھی کہ میں تیری باری میں اور کسی بی بی کے پاس چلا گیا ہوں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا ہرگز نہیں، مجھے ایسا گمان نہ تھا (کہ آپ علیہ السلام کا ارتکاب کریں گے معاذ اللہ) بلکہ میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ (کسی ضرورت سے) کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کے نصف رات میں اترتا ہے دنیا کے آسمان کی طرف اور بخش دیتا ہے اتنے لوگوں کو جن کا شمار بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ ہے (کلب ایک قبیلہ ہے اور ان کے پاس بکریاں بہت ہیں)۔

۱۳۹۰: حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ اَيْمَنَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ۔

۱۳۹۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ برآمد ہوتا ہے شعبان کی پندرہ رات کو اور اپنے سارے بندوں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو اور اس کو جو بغض رکھتے مسلمان سے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا اَبُوْ الْاَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے اس کی سند بہت مضطرب ہے۔ عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ہے۔ ولید بن مسلم مدلس ہے اور ضحاک کی ابوموسیٰ سے ملاقات نہیں ہے۔

۱۹۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ

باب: شکر کی نماز اور شکر کے سجدے کا بیان

۱۳۹۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَتْنِيْ شَعْثَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَنَّ

۱۳۹۱: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خوشخبری دی گئی [illegible]

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى يَوْمَ بُشِّرَ بِرَاسِ اَبِىْ جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ۔

ملعون کا سر لانے کی' تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ (اس کی سند میں شعثاء مجہول ہے اور سلمہ بن رجاء ضعیف ہے)۔

تشریح ۞ شکرانے کی کیونکہ ابوجہل مردود بڑا دشمن تھا اللہ اور رسول ﷺ کا اور وہ مردود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتا تھا اور لوگوں کو اسلام سے روکتا تھا اور اس کے ساتھ مغرور اور متکبر بھی تھا' مسلمانوں کو ذلیل سمجھتا تھا' اللہ تعالیٰ نے خود اس کو ذلیل کیا کہ غریب لوگوں کے ہاتھوں سے ذلت کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر کاٹا گیا اور لاشہ ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا' بے ادبی اور گستاخی کی یہی سزا ہے اور اب آخرت میں الگ جوتیاں کھاتا ہوگا ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل احول تھا یعنی بھینگا اور بالون یعنی مفعول بھی تھا۔ لا حول ولا قوة۔

۱۳۹۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اَبِىْ اَنْبَاَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَمْرِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ فَخَرَّ سَاجِدًا۔

۱۳۹۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی گئی ایک کام ہو جانے کی تو آپ ﷺ سجدے میں گرے۔ (اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے۔)

تشریح ۞ یہ شکر کا سجدہ تھا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے باہر صرف اکیلا سجدہ کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں' بعض نے کہا ہے کہ بدعت اور حرام ہے اور شریعت میں اس کی اصل نہیں ہے اور منع کیا وتر کے بعد بھی سجدہ کرنے سے جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے البتہ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بالاتفاق ثابت ہے اور بعض نے کہا نماز کے بعد سجدہ مناجات درست ہے اور اسی طرح سجدہ شکر' جب کوئی خوشی کی بات ہو امام شافعی اور احمد اور محمد اس کو سنت کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور مالک اس کو مکروہ کہتے ہیں اور حق شافعی اور احمد کا قول ہے اور متعدد احادیث سے سجدۂ شکر ثابت ہے' واللہ اعلم۔ (لمعات مختصراً)

۱۳۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَرَّ سَاجِدًا۔

۱۳۹۳: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی جب توبہ قبول ہوئی (اور یہ آیت اتری وعلی ثلاثة الذین خلفوا اخیر تک تو) وہ سجدے میں گرے (یہ حدیث مرسل ہے راوی ثقہ ہیں)۔

تشریح ۞ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مع اور دو شخصوں کے غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں گئے۔ جب آپ ﷺ نے مراجعت فرمائی تو یہ لوگ شرمندہ ہوئے' اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ ان کا قصہ بہت طویل ہے جو دوسری روایات میں موجود ہے۔ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔

۱۳۹۴: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَزَاعِيُّ وَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَتَاهُ اَمْرٌ يَسُرُّهٗ اَوْ يُسَرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى۔

۱۳۹۴: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشخبری آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

Marfat.com

۱۹۳: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ

باب: نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۱۳۹۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا مِسْعَرٌ وَ سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِیِّ عَنْ اَسْمَاءَ ابْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِیِّ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا يَنْفَعُنِی اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ وَ اِذَا حَدَّثَنِیْ عَنْهُ غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَاِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ وَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِیْ وَ صَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ (وَ قَالَ مِسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّیْ) وَ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ۔

۱۳۹۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو جتنا اللہ چاہتا اس سے مجھ کو نفع دیتا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کوئی اور مجھ سے بیان کرتا تو میں قسم دیتا (زیادہ مضبوطی سے کہ وہ صحابہ سب سچے تھے) اور وہ قسم کھا لیتا تو میں اس کو سچا جانتا اور حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ سچے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے اور اللہ جل جلالہ سے استغفار کرے (اپنے گناہ کی بخشش چاہے) تو اللہ جل جلالہ اس کو بخش دے گا۔

۱۳۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (اَظُنُّهٗ) عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِیِّ اَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوْا ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰی مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ اَيُّوْبَ وَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ عَاصِمٌ يَا اَبَا اَيُّوْبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ۔ وَ قَدْ اُخْبِرْنَا اَنَّهٗ مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ فَقَالَ يَابْنَ اَخِیْ اَدُلُّكَ عَلٰی اَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ تَوَضَّاَ كَمَا اُمِرَ وَ صَلّٰی كَمَا اُمِرَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ) اَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ قَالَ نَعَمْ۔

۱۳۹۶: حضرت عاصم بن سفیان ثقفیؒ سے روایت ہے کہ وہ لوگ نے سلاسل کا جہاد کیا (جو امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوا سلاسل کہتے ہیں ریت کے ٹیلوں کو جو ایک سے ایک ملے ہوتے ہیں زنجیر کی طرح) تو لڑائی نہیں ہوئی صرف مورچہ باندھا (دشمن کے سامنے) پھر لوٹ آئے معاویہ کے پاس اس وقت ابوایوب انصاریؓ اور عقبہ بن عامر جہنیؓ بیٹھے تھے۔ عاصم نے کہا اے ابو ایوبؓ اس سال جہاد ہمارا فوت ہو گیا اور ہم سے لوگوں نے بیان کیا کہ جو کوئی چاروں مسجدوں میں (مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس اور مسجد قباء میں) نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابوایوبؓ نے کہا اے میرے بھتیجے میں تجھ کو اس سے آسان بات نہ بتلاؤں میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے حکم کے موافق اور نماز پڑھے حکم کے موافق اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ کیوں ایسا ہی ہے نا اے عقبہؓ؟ انہوں نے کہا ہاں۔

تشریح ⑴ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ صحابی نے یہ حدیث بیان کر کے دوسرے صحابی سے یعنی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے بھی تصدیق چاہی اور انہوں نے تصدیق کر دی تو حدیث اور زیادہ مضبوط اور اعتماد کے لائق ہوئی۔ علماء نے کہا ہے کہ نماز صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اسی طرح روزہ اور حج وغیرہ اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ابن عبدالبر نے کہا اس پر اجماع ہے اور مرجیہ نے یہ کہا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور ان کا مذہب باطل ہے۔

Marfat.com

۱۳۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ فَرْوَةَ اَنَّ عَامِرَ ابْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ یَقُوْلُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ: اَرَاَیْتَ لَوْ کَانَ بِفِنَاءِ اَحَدِکُمْ نَهْرٌ یَجْرِیْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا کَانَ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ) قَالَ لَا شَیْءَ قَالَ: فَاِنَّ الصَّلَاةَ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ کَمَا یُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ۔

۱۳۹۷: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے اگر تم میں سے کسی کے صحن میں نہر ہو جو بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کا میل کچیل کچھ باقی رہے گا۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نماز کا یہی حال ہے وہ گناہوں کو ایسا دور کر دیتی ہے جیسے پانی میل کو۔

۱۳۹۸: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَکِیْعٍ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ یَعْنِیْ مَا دُوْنَ الْفَاحِشَةِ فَلَا اَدْرِیْ مَا بَلَغَ غَیْرَ اَنَّهٗ دُوْنَ الزِّنَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ﴾ [هود: ۱۱٤]

۱۳۹۸: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں زنا (یعنی دخول) سے کم باتوں کا مرتکب ہوا ایک عورت سے میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں تک کام کیا صرف زنا نہیں کیا (یعنی دخول نہیں کیا اوپر کے کام جیسے بوسہ لینا' چومنا' مساس کرنا' چمٹانا' ننگا کرنا ان میں سے معلوم نہیں کون کون سے کام کئے کون کون سے نہیں کئے) آخر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے یہ حال عرض کیا' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اخیر تک یعنی قائم کرو نماز کو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں میٹ دیتی ہیں برائیوں کو' یہ نصیحت ہے یاد کرنے

فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ! اِلٰی هٰذِهٖ قَالَ: لِمَنْ اَخَذَ بِهَا۔

والوں کیلئے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کیا یہ حکم میرے لئے ہے (خاص)' آپؐ نے فرمایا نہیں جو کوئی اس پر عمل کرے اس کیلئے۔

تشریح ۞ دن کے دونوں کناروں کی نمازیں فجر اور ظہر اور عصر ہے اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب اور عشاء حدیث سے یہ نکلا کہ نماز پنجگانہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہے یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے ناتواں بندوں پر۔

۱۹۴: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَیْهَا

باب: پانچوں نمازوں کے فرض ہونے کا اور ان کی محافظت کرنے کا بیان

۱۳۹۹: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی الْمِصْرِیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ ابْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ

۱۳۹۹: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے (معراج کے قصہ) میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے (پہلے) میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر دن رات میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا (اپنے مالک کے پاس سے) یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ اللهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى آتِيَ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا ذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى آتِيَ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا ذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَ هِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ۔

کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا تمہارے مالک نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں مجھ پر فرض ہیں۔ انہوں نے کہا تم پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس اس لئے کہ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر (اپنے مالک کے پاس سے) اس نے نصف نمازیں معاف کر دیں (یعنی پچیس نمازیں) پھر لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس تمہاری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹ کر اپنے مالک کے پاس گیا آخر اس نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں (شمار میں) اور پچاس نمازیں ہیں (ثواب میں یعنی ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہے) اور میرے پاس نہیں بدلتی تب میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس میں نے کہا اب مجھے شرم آتی ہے اپنے مالک سے۔

تشریح: یہ کہ کہاں تک معافی کے لئے عرض کرتا جاؤں یہ روایت مختصر ہے پورا قصہ صحیحین میں اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ پہلی بار پروردگار نے پچاس میں سے پانچ معاف کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے پر بار بار جاتے رہے اور پانچ پانچ کم ہوتی رہیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں یہی عدد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں مقرر تھا اس سے کم نہیں ہو سکتا تھا سبحان اللہ مالک کی کیا عنایت ہے ہم ناتواں بندوں سے پانچ نمازیں تو ادا نہیں ہو سکتیں پچاس کیونکر پڑھتے حدیث شریف سے یہ بھی نکلا کہ پروردگار عالم اوپر اپنے عرش پر ہے ورنہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس جاتے تھے اور رد ہوا جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفت کا جو اللہ تعالیٰ کو جہت اور مکان سے منزہ و پاک جانتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ باوجود اس کے پھر اس کو ہر جہت اور ہر مکان میں سمجھتے ہیں یہ حماقت نہیں ہے تو کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ہر جہت اور ہر مکان میں ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتوں آسمانوں کے اوپر جانے کی کیا ضرورت تھی۔

۱۴۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُصْمٍ اَبِيْ عُلْوَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اُمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً فَنَازَلَ رَبَّكُمْ اَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ۔

۱۴۰۰: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ پھر آپ نے تمہارے پروردگار سے تخفیف چاہی اور پچاس کو پانچ کر دینے کی درخواست کی (یہ روایت جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے اصل میں ابن ممرؒ سے ہے اس کی سند بہت کمزور ہے عبداللہ بن عصم اور ابوالولید ضعیف ہیں)۔

۱۴۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ

۱۴۰۱: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

Marfat.com

شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ يَحْيَ بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الْمُخْدَجِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهٖ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَهْدًا اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدِ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَمْ يَكُنْ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهٗ۔

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اپنے بندوں پر جو کوئی ان کو بجالائے اور ان میں سے کچھ کمی نہ کرے ان کو حقیر سمجھ کر تو اللہ جل جلالہ قیامت کے دن اس کے لئے عہد کرے گا جنت میں لے جانے کا اور جو کوئی ان کو لائے اس طرح سے کہ ان میں کمی کرے (مثلاً شرائط اور ارکان میں یا تعداد میں کہ ایک نماز پڑھی ایک نہ پڑھی) اور ان کو حقیر سمجھ کر اس کا عہد اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ہوگا' اگر چاہے اس کو عذاب کرے' اگر اللہ تعالیٰ چاہے بخش دے۔

تشریح ۔ یہاں ایک شبہ ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز کو حقیر جاننا تو کفر ہے پھر اس کی مغفرت کیونکر ہو سکتی ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حقیر جاننے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز کو ذلیل سمجھے یا اس کی فرضیت کا قائل نہ ہو کیونکہ یہ تو کفر ہے اور ایسا شخص کبھی نہ بخشا جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اور کاموں کی طرح نماز کا بھی پورا خیال نہ رکھے' کبھی پڑھے اور کبھی ناغہ کر دے یا جلدی جلدی پڑھے شرائط اور آداب اور سنن کو اچھی طرح سے بجا نہ لائے پس ایسا شخص گنہگار ہے اور اس کا عذاب اور بخشنا مفوض بہ کریم کردگار ہے' واللہ اعلم۔

۱۴۰۲: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهٗ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَ انَيْهِمْ قَالَ فَقَالُوْا هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ۔ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ سَائِلُكَ وَ مُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ عَلٰى فِيْ نَفْسِكَ فَقَالَ: سَلْ مَا بَدَا لَكَ ۔ قَالَ لَهُ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَ رَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

۱۴۰۲: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ایک بار ہم مسجد (نبوی) میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھایا' پھر اس کو باندھ دیا' بعد اس کے پوچھنے لگا' تم میں محمد ﷺ کون ہیں اور آپؐ لوگوں کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ لوگوں نے کہا محمدؐ یہ ہیں' جو سفید رنگ تکیہ لگائے ہیں۔ وہ شخص بولا اے عبدالمطلب کے بیٹے (عبدالمطلب آپؐ کے دادا تھے انہی کی طرف نسبت کر دی کیونکہ وہ زیادہ مشہور تھے عرب میں بہ نسبت آپؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تیری بات سن چکا (یعنی پکارنے سے کیا فائدہ کہہ جو کہتا ہے) تب وہ بولا اے محمدؐ میں تم سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور سختی سے (قسم دے کر) پوچھوں گا۔ تو تم اپنے دل میں برا نہ ماننا۔ آپؐ نے فرمایا: جو تو چاہے سو پوچھ۔ وہ بولا میں تم کو قسم دیتا ہوں تمہارے رب کی اور تم سے اگلے لوگوں کے رب کی کیا اللہ جل جلالہ نے تم کو بھیجا ہے سب آدمیوں کی

Marfat.com

نَعَمْ۔ قَالَ فَانْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَانْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ قَالَ فَانْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَ اَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَرَائِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَ اَنَا ضِمَامُ ابْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ۔

طرف (یعنی ساری دنیا والوں کی طرف عرب ہوں یا عجم) آپ نے فرمایا: یا اللہ ہاں۔ پھر وہ بولا میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی یا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے ایک دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا۔ آپ نے فرمایا: یا اللہ ہاں۔ پھر وہ بولا میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے سال میں ایک مہینہ کے (یعنی رمضان کے) روزے رکھنے کا آپ نے فرمایا: یا اللہ ہاں پھر وہ بولا میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقیروں کو بانٹ دو۔ آپ نے فرمایا: یا اللہ ہاں۔ پھر وہ بولا میں ایمان لایا اس چیز پر جس کو آپ لے کر آئے اور میں اپنی قوم کی طرف سے پیچھے ہیں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں بنی سعد بن بکر کے قبیلے سے۔

۱۴۰۳: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا ضِبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْكٍ اَخْبَرَنِيْ دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اِنَّ اَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضْتُ عَلٰى اُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَ عَهِدْتُ عِنْدِيْ عَهْدًا اَنَّهٗ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ اَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَ مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهٗ عِنْدِيْ۔

۱۴۰۳: حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے پاس ایک عہد کیا ہے کہ جو کوئی ان پانچوں نمازوں پر محافظت کرے گا یعنی وقت پر ان کو پڑھے گا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا اور جو کوئی ان پر محافظت نہ کرے گا اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں ہے بلکہ میری مرضی پر ہے چاہے اس کو بخش دوں چاہے عذاب کروں۔ (اس کی سند میں دو راوی ضبارہ اور دوید ضعیف ہیں)۔

۱۹۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: مسجد حرام میں نماز پڑھنے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۴۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيُّ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ

۱۴۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز اور مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوا مسجد حرام کے (کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز اس ہزار نمازوں سے افضل ہے)۔

Marfat.com

الْحَرَامَ۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

تشریح میری مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے مدینہ منورہ کی' اب اختلاف ہے علماء کا اس میں' کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نماز کا ثواب اسی حد تک ہے جہاں تک یہ مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اور جس قدر مسجد آپ ﷺ کے بعد بڑھائی گئی اس میں یہ ثواب نہیں ہے' نووی کا یہ قول ہے لیکن ابن تیمیہ اور طبری وغیرہ نے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ مسجد نبوی کل مسجد کو شامل ہے اور جہاں تک یہ مسجد بڑھتی جائے اس کا یہی حکم ہوگا اور مؤید ہے اس کی وہ روایت کہ اگر یہ مسجد صنعا یمن تک وسیع ہو جائے تو میری مسجد ہوگی اور نووی نے اول قول سے رجوع کیا ہے' اور نماز کی مثل ہیں اور عبادتیں' جیسے بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

۱۴۰۵: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

۱۴۰۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا افضل ہے دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے مگر مسجد حرام۔

۱۴۰۶: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَسَدٍ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ۔

۱۴۰۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نماز میری مسجد میں افضل ہے ہزار نماز سے سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔

تشریح یہاں مدینہ منورہ کی مسجد کا استثنا نہیں کیا اور بظاہر یہی ہے کہ سوا مسجد نبوی کے اور مسجدوں کی لاکھ نمازوں سے افضل ہے کیونکہ اگر مسجد نبوی کے ایک لاکھ نماز سے افضل ہو تو دوسری مسجدوں کے ایک ارب نمازوں سے افضل ہوگی اور کیا عجب ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے اسی قدر ثواب عطا فرمائے اور اس صورت میں یہ کہنا کہ ''دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے'' صحیح ہوگا اس لئے کہ جب ایک ارب نمازوں سے افضل ہوئی تو ایک لاکھ سے بطریق اولیٰ افضل ہوگی' واللہ اعلم۔

۱۹۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ

باب: مسجد بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۴۰۷: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِيْ سَوْدَةَ عَنْ اَخِيْهِ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ سَوْدَةَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ مَوْلَاةِ

۱۴۰۷: حضرت میمونہؓ سے روایت ہے جو لونڈی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو فتویٰ دیجئے بیت المقدس کے باب میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ تو

Marfat.com

النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفْتِنَافِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: اَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ ائْتُوْهُ فَصَلُّوْا فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاةً فِيْهِ كَاَلْفِ صَلَاةٍ فِيْ غَيْرِهٖ) قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَتَحَمَّلَ اِلَيْهِ قَالَ: فَتُهْدِيْ لَهٗ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيْهِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَمَنْ اَتَاهُ)۔

حشر کی اور جی اٹھنے کی زمین ہے (اس لئے کہ حشر لوگوں کا شام ہی کے ملک میں ہوگا) وہاں جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ ایک نماز وہاں دوسری مسجدوں میں ہزار نماز کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا اگر وہاں جانے کی طاقت نہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا تو تیل بھیج دے جو چراغوں میں وہاں جلایا جائے جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں گیا۔ (اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں روشنی کرنا ثواب ہے تاکہ نمازیوں کو آرام ہو لیکن اسراف کرنا ہر حال میں منع ہے ضرورت سے زیادہ چراغ محض آرائش کے لئے جلانا اس کی کوئی اصل معلوم نہیں ہوتی اور قبروں پر تو مطلق چراغ جلانا منع ہے اور حضرت نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر اور وہاں چراغ جلانے والوں پر۔

۱۴۰۸: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ الْاَنْمَاطِيُّ ثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ الشَّيْبَانِيِّ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَاَلَ اللهَ ثَلَاثًا حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهٗ وَ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ وَالْاَيَاْتِيْ هٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْهِ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ اُعْطِيَهُمَا وَ اَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ اُعْطِيَ الثَّالِثَةَ۔

۱۴۰۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام جب بیت المقدس کے بنانے سے فارغ ہوئے تو اللہ جل جلالہ سے انہوں نے تین دعائیں مانگیں ایک تو یہ کہ میں جو حکم کروں (مقدمات میں) وہ تیرے حکم کے موافق ہو (یعنی صواب کو پہنچوں اور خطا سے بچوں) دوسرے مجھ کو ایسی حکومت دے کہ میرے بعد پھر ویسی حکومت (انبیاء میں) کسی کو نہ ملے تیسرے یہ کہ جو کوئی اس مسجد میں آئے صرف نماز ہی کے ارادے سے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا: دو باتیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوگی (اس حدیث کی سند کمزور ہے عبیداللہ بن جہم مجہول ہے اور ایوب بن سوید متفقہ طور پر ضعیف ہے)

تشریح ۞ حکم تو حضرت سلیمان کا اس آیت سے نکلتا ہے۔ ففهمنا هاسليمان الآية اور حکومت اس آیت سے وسخر لاله الريح تجرى بامره رخاء حيث اصاب والشياطين كل بناء وغواص الخ ہوا پر اور جن و انس پر اور چرند و پرند سب پر ان کی حکومت تھی اور تیسری بات کی تصریح چونکہ قرآن میں نہیں اتری اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں شک کیا مگر امید کی کہ جب اگلی دونوں دعائیں قبول ہوئیں تو یہ بھی قبول ہوئی ہوگی اور جو کوئی بیت المقدس میں نماز کے لئے آئے گا اس کی مغفرت ہوگی۔

۱۴۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى

۱۴۰۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

Marfat.com

عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت باندھے جائیں کجاوے (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام' دوسری میری مسجد' تیسری مسجد اقصیٰ۔

تشریح ❁ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بہ نیت تقرب اور ثواب سوائے ان تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر درست نہیں ہے' پس ناجائز ہوگا سفر زیارتِ قبور صالحین اور اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے لئے' امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ان کے اتباع اہل حدیث میں سے بہت لوگ اسی طرف گئے ہیں۔ شیخ ابو محمد جوینی نے کہا (جو استاد اور باپ ہیں امام الحرمین کے اور وہ استاد ہیں امام غزالی کے) کہ حرام ہوگا سفر سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی مقام کے لئے بہ نیت تقرب ظاہر حدیث کی رو سے اور قاضی حسین اور قاضی عیاض نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کوہ طور کی زیارت کے لئے سفر کیا تو ابو بصرہ غفاری نے ان پر انکار کیا اسی حدیث سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور امام الحرمین اور نوویؒ اور سبکی اور حافظ ابن حجر اور سیوطی اور غزالی اور بہت سے علمائے دین کا قدیماً اور حدیثاً یہ مذہب ہے کہ اولیاء اللہ اور صلحاء اور انبیاء کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا درست ہے اور اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اور مسجدیں برابر ہیں فضیلت' میں پس سفر کرنا اور کسی مسجد کے لئے بے فائدہ تعب ہوگا اور اس کی مؤید ہے وہ روایت جو امام احمد کی سند میں ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نمازی کو نہیں چاہئے کہ کسی مسجد کی طرف کجاوے باندھے سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے اور نووی نے کہا ابو محمد جوینی نے جو سوائے ان تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر حرام کہا تو یہ ان کی غلطی ہے اور امام غزالی نے احیاء میں کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث کی رو سے منع کیا ہے علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ سفر جائز ہے اس حدیث کے اطلاق سے کہ کنت نهیتکم عن زیارت القبور فزوروها اور آیا یہ لوگ منع کرتے ہیں انبیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے سے بھی جیسے حضرت ابراہیم یا حضرت موسیٰ یا حضرت یحییٰ علیہم السلام کی قبر کی زیارت کرنے کے لئے اگر اس کو منع کرتے ہیں تو یہ محال ہے اور جو جائز رکھتے ہیں تو پھر انبیاء پر دوسرے صلحاء اور علماء کا بھی قیاس ممکن ہے اور حدیث سے اور کسی مسجد کی طرف سوائے ان تین مسجدوں کے سفر کرنے کی ممانعت مقصود ہے' کیونکہ اور سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں پھر سفر کرنے سے غرض ہی کیا ہے' برخلاف اولیاء اور انبیاء اور صلحاء کے مزارات کے کہ ہر ایک مزار میں جدا جدا فیوض اور برکات ہیں اور ہر ایک دوسرے سے فائق اور افضل ہے۔ انتہیٰ مختصراً۔

مترجم کہتا ہے کہ جو لوگ ظاہر حدیث کی رو سے سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی مقام کا سفر جائز نہیں رکھتے وہ انبیاء کی قبور کی زیارت کے لئے بھی سفر کو منع کرتے ہیں' یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے بھی یہ کہتے ہیں کہ قبر شریف کی زیارت کی نیت سے سفر نہ کرے' بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرے اور جب مدینہ طیبہ میں پہنچے تو اس وقت آپ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت جو ان کے نزدیک بھی مستحب ہے کر لے اور مخالفین علماء یہ کہتے ہیں کہ سفر مدینہ کے وقت خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرنا اولیٰ ہے' جیسے ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے: والاولی تجرید النیة لزیارة قبره صلی الله علیه وسلم۔ بہرحال یہ مسئلہ اختلافی ہے بین العلماء اہل سنت اور صلحاء اور اتقیاء اور حفاظ حدیث میں' اس صورت میں آدمی کو لازم ہے کہ طرفین کے کلام اور دلائل میں غور کر کے جو مسلک چاہے اختیار کرے' لیکن دوسرے فریق کی بدگوئی اور طعن و تشنیع سے باز رہے غایه ما فی الباب یہ ہے کہ ایک فریق سے سہو اور خطا ہوئی ہوگی اور حدیث کی رو سے اس میں بھی ایک اجر ہے۔

Marfat.com

اور افسوس ہے ان جاہلوں پر جنہوں نے اس مسئلہ کی وجہ سے امام امام ابن تیمیہ کو مطعون کیا بلکہ بعض نے ان کی تکفیر میں رسالے لکھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ان کو یہ خبر نہیں کہ امام ابن تیمیہ حدیث کے اماموں اور حافظوں میں سے ایک بڑے شخص تھے اور ان کی ایک کرامتیں ان کی منقول ہیں اور یہ کرامت کیا کم ہے کہ تحقیق اور تنقید حدیث میں وہ بے مثل تھے اور ذہبی نے کہا ہے کہ ان کی شان بڑی ہے اس سے میری قلم یا زبان سے وہ بیان ہو سکے بہر حال راضی ہو اللہ جل جلالہ اس سے اور تمام علمائے حدیث سے اور بخش دے ہو اور خطا ان کی آمین یارب العالمین۔

واضح ہو کہ بعض جاہل ابن تیمیہ اور ان کے فریق کو اس طرح بدنام کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حرام ہے حالانکہ یہ محض بہتان اور افتراء ہے۔ ابن تیمیہ نے یہ ہرگز نہیں کہا ہے بلکہ زیارت کی نیت سے سفر کرنا ناجائز رکھا ہے اور یہ قول ابن تیمیہ کے سوا بہت سے صحابہ اور تابعین سے بھی منقول ہے اور جوینی اور قاضی عیاض اور قاضی حسین وغیرہم بہت سے علماء اسی طرف گئے ہیں لیکن یہ اس بات پر متفق ہیں کہ جب مدینہ طیبہ میں آدمی پہنچ جائے تو قبر شریف کی زیارت کرنا اعظم مستحبات اور افضل مندوبات میں سے ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔

اور جو علماء سفر کو ناجائز کہتے ہیں' قبر شریف کی زیارت کی نیت سے تو اپنے دل سے ناجائز نہیں کہتے بلکہ حدیث کی رو سے ناجائز کہتے ہیں اور حدیث کا ماننا ہر مسلمان کو ضرور ہے' پھر فرمایئے کہ ان علماء بے چاروں کا کیا قصور ہے اگر یہ کہتے ہوں کہ حدیث کے سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ اول تو اس کی دلیل ہی کیا ہے کہ ان سے غلطی ہوئی ہے' ہو سکتا ہے کہ تم ہی سے غلطی ہوئی ہو۔

اور دوسرے یہ کہ تمام علماء اور مجتہدین سے اس قسم کی سینکڑوں غلطیاں ہوئی ہیں' لیکن کوئی ان پر طعن نہیں کرتا بلکہ متعدد مسائل مجتہدین کے ایسے ملیں گے جو صریح صحیح حدیث کے خلاف ہیں اس پر بھی ان مجتہدوں کو کوئی برا نہیں کہتا' بس ایسا ہی امام ابن تیمیہ کی نسبت برتاؤ کرنا چاہئے وہ اس امت کے بڑے عالم اور حافظ حدیث ہیں اور محقق دوانی لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ علوم دینی تو خیر علوم عقائد میں بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے اور کتاب العقل والنقل جو کوئی ان کی دیکھے تو اس کو ان کا پایہ علوم معلوم ہو سکتا ہے۔ راضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

۱۴۱۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَ اِلٰى مَسْجِدِىْ هٰذَا۔

۱۴۱۰: حضرت ابوسعید اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ باندھے جائیں پالان مگر تین مسجدوں کے لئے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے لئے۔

۱۹۷: بَابُ مَا جَاءَ فِى الصَّلَاةِ فِىْ مَسْجِدِ قُبَاءَ

باب: مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت

تشریح ❁ مسجد قبا مشہور مسجد ہے' مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے' تو پہلے اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد نبوی کے بننے کے بعد بھی آپ ﷺ ہر ہفتہ میں ایک بار مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور وہاں نماز پڑھتے تھے اور قرآن شریف میں مسجد قبا کا ذکر ہے اس آیت میں لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم الخ اور متعدد احادیث اس کی فضیلت میں وارد ہیں۔

Marfat.com

۱۴۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ ثَنَا اَبُوْ الْاَبْرَدِ مَوْلٰى بَنِیْ خَطْمَةَ اِنَّهٗ سَمِعَ اُسَيْدَ ابْنَ ظُهَيْرٍ الْاَنْصَارِیَّ وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ۔

۱۴۱۱: حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد قبا میں نماز پڑھنا ایک عمرے کے برابر ہے۔

۱۴۱۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَاتِمُ ابْنُ اِسْمَاعِيْلَ وَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكَرْمَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلّٰى فِيْهِ صَلَاةً كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ عُمْرَةٍ۔

۱۴۱۲: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں طہارت کرے (یعنی وضو) پھر مسجد قبا میں آئے۔ وہاں نماز پڑھے تو اس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔

۱۹۸: بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّلَاةِ فِی الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

باب: جامع مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۱۴۱۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا زُرَيْقٌ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَلْهَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَيْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَ صَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَ عِشْرِيْنَ صَلَاتًا وَصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ۔

۱۴۱۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے (مراد فرض نماز ہے کیونکہ نفل نماز گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے) اور محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کا ثواب رکھتی ہے اور مسجد جامع میں پانچ سو نمازوں کا اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کا اور مسجد نبوی یعنی میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا اور مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کا۔ (اس کی سند میں ابو خطاب دمشقی مجہول ہے اور زریق مختلف فیہ ہے موافقت کی صورت میں اس سے احتجاج جائز ہے)۔

تشریح ❁ تو مسجد اقصیٰ اور مدینہ طیبہ کی مسجد میں برابر ثواب ہے اور دوسری روایت میں جو مسجد اقصیٰ یا مسجد نبوی میں ہزار نمازوں کا ثواب آیا ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ اس روایت میں زیادت ہے اور جب زائد پایا جائے گا تو کم ضرور پایا جائے گا اور احتمال ہے کہ وہ روایتیں پہلے کی ہوں گی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اور ثواب زیادہ کر دیا ہو، واللہ اعلم۔

۱۹۹: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ بَدْءِ شَانِ الْمِنْبَرِ

باب: منبر پہلے کیونکر بنا؟

۱۴۱۴: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّیُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ

۱۴۱۴: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے ٹنڈ کی طرف نماز

Marfat.com

عَنِ الطُّفَيْلِ ابْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ اِلٰى جِذْعٍ اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا وَ كَانَ يَخْطُبُ اِلٰى ذٰلِكَ الْجِذْعِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ هَلْ لَكَ اَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُوْمُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَرَاكَ النَّاسُ وَ تُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ قَالَ(نَعَمْ) فَصَنَعَ لَهٗ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ فَهِىَ الَّتِىْ اَعْلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ وَضَعُوْهُ فِىْ مَوْضِعِهِ الَّذِىْ هُوَ فِيْهِ فَلَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُوْمَ اِلَى الْمِنْبَرِ مَرَّ اِلَى الْجِذْعِ الَّذِىْ كَانَ يَخْطُبُ اِلَيْهِ فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِذْعَ خَارَ حَتّٰى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِذْعِ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ حَتّٰى سَكَنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلّٰى اِلَيْهِ فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَ غُيِّرَ اَخَذَ ذٰلِكَ الْجِذْعَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ كَانَ عِنْدَهٗ فِىْ بَيْتِهٖ حَتّٰى بَلٰى فَاَكَلَتْهُ الْاَرْضَةُ وَ عَادَ رُفَاتًا۔

پڑھتے تھے جب مسجد پر صرف پتوں وغیرہ کا سایہ تھا (چھت نہ تھا) اور آپ اسی درخت کے ٹنڈ کی طرف خطبہ پڑھتے تھے (یعنی اس پر ٹیکا دے کر) ایک شخص آپ کے اصحاب میں سے بولا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم آپ کیلئے ایک چیز بنا دیں جس پر آپ کھڑے ہوا کریں جمعہ کے دن تا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اور آپ ان کو اپنا خطبہ سنا ئیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے تین سیڑھیاں بنائیں وہی اب تک منبر پر ہیں۔ جب منبر تیار ہو گیا تو لوگوں نے اس کو دیکھا اسی مقام میں جہاں اب وہ ہے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا منبر پر کھڑے ہونے کا تو اس درخت کے ٹنڈ پر سے گزرے جس کی طرف خطبہ پڑھتے تھے جب اس درخت کے ٹنڈ سے آگے بڑھے (منبر پر جانے کے لئے) تو درخت کے ٹنڈ نے آواز نکالی رونے کی، یہاں تک کہ تیز ہو گئی اور پھٹ گئی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے رنج میں) یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے، جب اس ٹنڈ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز سنی اور اس پر ہاتھ پھیرا، تب وہ خاموش ہوا (اپنے محبوب کے وصال کے سبب سے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف لوٹے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اسی ٹنڈ کی طرف پڑھتے، جب مسجد ڈھائی گئی دوبارہ بنانے کے لئے اور اس کی لکڑیاں بدلی گئیں تو اس ٹنڈ کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ ان کے گھر میں رہی یہاں تک کہ پرانی ہو گئی پھر دیمک اس کو کھا گئی اور ریزہ ریزہ ہو گئی گل کر۔

تشریح ۞ اس حدیث میں ایک مشہور معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے یعنی لکڑی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز میں نفس اور جان ہے اور ہر چیز کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس وقت میں اس میں جان ڈالی گئی اور یہ اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ فرماتا ہے وان من شیی الا یسبح بحمدہ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منبر بنانے کے لئے ایک انصاری عورت سے فرمایا جس کا غلام بڑھئی تھا اور اس کا نام بقوم تھا تو شاید پہلے ایسا ہی ہوا ہو پھر وہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور اس نے منبر بنانے کے لیے عرض کیا ہو جیسے اس روایت میں مذکور ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ منبر میں تین سیڑھیاں کافی ہیں اور تین سے زیادہ مسنون نہیں ہیں اور یہ بھی مسنون ہے کہ منبر لکڑی کا ہو اور مسجد سے الگ ہو اور خطبہ کے بعد اٹھا کر علیحدہ رکھ دیا جائے اور جمعہ کے دن خطبہ کے مقام پر رکھا جائے اور اس زمانہ میں جو رواج ہے کہ منبر کو مسجد سے لگا دیتے ہیں بلکہ ساتھ ہی بناتے ہیں یہ خلاف سنت ہے اور صف بندی میں بھی ایسے منبر کی وجہ سے خلل ہوتا ہے غرض قربان اور تصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے، جب ایک لکڑی کو آپ

Marfat.com

سے ایسا عشق تھا تو افسوس ہے ان لوگوں پر جو لکڑی سے بھی بدتر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کرتے ہیں۔ علماء نے کہا ہے لکڑی جب تک ہری رہتی ہے تو اس میں جان رہتی ہے اور تسبیح کرتی ہے اور یہ مضمون دوسری حدیث سے بھی ثابت ہے اور احتمال ہے کہ یہ لکڑی ہری ہو اور جب لکڑی سوکھ جاتی ہے تو بے جان ہو جاتی یہ اسی طرح گل سڑ جائے اور مٹی میں شریک ہو جائے یہی حال انسان اور ہر حیوان کا ہے بہر حال موت کے بعد جو راز ہیں وہ زندگی میں بخوبی معلوم نہیں ہو سکتے لیکن مرنے پر یہ سب راز کھل جائیں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے تصدق سے ہر تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رکھے۔

۱۴۱۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ ثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَاحْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ فَقَالَ : لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۴۱۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی کی طرف خطبہ پڑھتے تھے' جب منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ منبر کی طرف چلے' لکڑی باریک آواز نکالنے لگی (رونے کی) آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو گود میں لے لیا (یعنی سینے سے لگایا) اس کی آواز تھم گئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی۔

۱۴۱۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ هُوَ فَاَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ نَجَّارٌ فَجَاءَ بِهٖ فَقَامَ عَلَيْهِ حِيْنَمَا وُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ وَ قَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَرَجَعَ الْقَهْرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَى لِلْمِنْبَرِ فَقَرَ اُثُمَّ رَكَعَ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ.

۱۴۱۶: حضرت ابوحازمؒ سے روایت ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا آنحضرت ﷺ کے منبر میں کہ وہ کس چیز کا تھا تو سہل بن سعدؓ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اب لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا جو اس منبر کا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہو وہ غابہ کے جھاؤ کا تھا اور فلاں شخص نے اس کو بنایا تھا جو فلاں عورت کا غلام تھا۔ خیر وہ غلام منبر لے کر آیا اور جب وہ رکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا (آپؐ نماز پڑھنے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے) اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے قرأت کی' پھر رکوع کیا' پھر رکوع سے سر اٹھایا' اس وقت الٹے پاؤں پیچھے ہٹے (اور منبر پر سے اتر کر) زمین پر سجدہ کیا۔ پھر (سجدوں سے فارغ ہو کر) منبر پر تشریف لے گئے اور قرأت کی' پھر رکوع کیا' پھر رکوع سے کھڑے ہوئے پھر الٹے پاؤں لوٹے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا۔

تشریح ۞ اس عورت کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عائشہ انصاریہ اور بعض میناء اسی طرح غلام کے نام میں بھی سات قول ہیں بعض نے کہا اس کا نام میمون تھا بعض نے کہا باقوم جیسے اوپر گزرا اور غابہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے نو میل کے فاصلے پر۔

Marfat.com

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا کہ قیام اور رکوع منبر پر ادا کیا اور سجدہ نیچے اتر کر ادا کیا تو نماز میں ایسا کرنا درست ہوگا اور جس نے اس کو ناجائز رکھا اس کے رد کے لئے یہ حدیث کافی ہے۔

۱۴۱۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ اِلٰی اَصْلِ شَجَرَةٍ (اَوْ قَالَ اِلٰی جِذْعٍ) ثُمَّ اتَّخَذَ مِنْبَرًا قَالَ فَحَنَّ الْجِذْعُ (قَالَ جَابِرٌ) حَتّٰی سَمِعَهُ اَهْلُ الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَهُ فَسَكَنَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ لَمْ يَاْتِهِ لَحَنَّ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۴۱۷: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی جڑ یا ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوتے تھے پھر آپ ﷺ نے منبر بنالیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا تو وہ لکڑی بار یک آواز نکالنے لگی (رونے کی سی) یہاں تک کہ مسجد والوں نے اس کو سنا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا وہ تھم گئی۔ بعض نے کہا اگر آپ اس کے پاس نہ آتے تو قیامت تک وہ آواز آتی رہتی۔

۲۰۰: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طُوْلِ الْقِيَامِ فِی الصَّلَوَاتِ

باب: نماز میں قیام لمبا کرنا

۱۴۱۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰی هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قُلْتُ وَ مَا ذَاكَ الْاَمْرُ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَتْرُكَهُ۔

۱۴۱۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات (تہجد کی) نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ ﷺ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے ایک بڑے کام کا قصد کیا۔ ابو وائل نے کہا میں نے پوچھا وہ بڑا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے قصد کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دوں۔

۱۴۱۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ قَالَ: اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

۱۴۱۹: حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں ورم کر گئے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ نے آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں (پھر آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں) آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

تشریح ❁ یعنی اس مغفرت کی شکرگزاری نہ کروں۔ سبحان اللہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوصف ایسے علو مرتبہ اور جلالت شان کے کہ خداوند کریم کے بعد آپ ﷺ کا درجہ ہے۔ عبادت کو ترک نہ کیا اور دوسرے لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے تو اور کسی کا یہ خیال کب صحیح ہوگا کہ آدمی جب ولایت کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے ذمہ سے عبادات ساقط ہو جاتی ہیں یہ نرا ملحدانہ خیال ہے جس کی کوئی دلیل کتاب وسنت میں نہیں ہے جتنا بندہ اللہ سے زیادہ مقرب ہو جاتا ہے اتنا ہی اس کا مجاہدہ بڑھتا جاتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ساری رات نماز میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج گئے اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری: ما انزلنا علیك القرآن لتشقی: یعنی اس لئے ہم نے تجھ پر قرآن نہیں اتارا کہ تو اتنی مشقت اٹھائے۔

Marfat.com

۱۴۲۰: حُدِّثَنَا اَبُوْ هِشَامِ الرِّفَاعِیُّ مُحَمَّدُ ابْنُ یَزِیْدَ ثَنَا یَحْیَ بْنُ یَمَانٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدْ مَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَرَ قَالَ: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

۱۴۲۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے۔

۱۴۲۱: حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ اَیُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔

۱۴۲۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی نماز افضل ہے۔ فرمایا جس میں قیام لمبا ہو۔

تشریح ❁ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قیام افضل ہے سجود سے کیونکہ آپ ﷺ رات کی نماز میں بڑی دیر تک قیام کرتے اور سجدہ افضل ہوتا تو قیام مختصر کرتے اور سجدے زیادہ کرتے اور قیام کے افضل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ قرآن جو افضل الاذکار ہے اس میں پڑھا جاتا ہے اور بعض نے کہا سجدہ افضل ہے' کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ بندہ سجدے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے بعض نے کہا رات کو قیام افضل ہے اور دن کو سجود اور بعض نے کہا دونوں برابر ہیں واللہ اعلم۔

۲۰۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَثْرَةِ السُّجُوْدِ

باب: سجدے بہت کرنے کا بیان

۱۴۲۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ الدِّمَشْقِیَانِ قَالَا ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مَکْحُوْلٍ عَنْ کَثِیْرِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ اَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ اَسْتَقِیْمُ عَلَیْهِ وَ اَعْمَلُهٗ قَالَ: عَلَیْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَ حَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِیْئَةً۔

۱۴۲۲: حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتایئے جس پر میں جما رہوں اور اس کو کرتا رہوں! آپؐ نے (ارشاد) فرمایا: لازم کر لے اپنے اوپر سجدے کو' کیونکہ تو جب سجدہ کرے گا اللہ تعالیٰ کے لئے تو اللہ تعالیٰ ایک درجہ تیرا بلند کرے گا اور ایک گناہ تیرا مٹا دے گا اس سجدے کی وجہ سے۔

۱۴۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو وَ اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ ثَنَا الْوَلِیْدُ ابْنُ هِشَامٍ الْمُعَیْطِیُّ حَدَّثَهٗ مَعْدَانُ ابْنُ اَبِیْ طَلْحَةَ الْیَعْمُرِیُّ قَالَ لَقِیْتُ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقُلْتُ لَهٗ حَدِّثْنِیْ حَدِیْثًا عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَنْفَعَنِیْ بِهٖ قَالَ فَسَکَتَ ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا فَسَکَتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لِیْ عَلَیْكَ بِالسُّجُوْدِ

۱۴۲۳: حضرت معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا مجھ سے ایک حدیث بیان کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے اس سے' یہ سن کر خاموش ہو رہے پھر میں نے دوبارہ وہی عرض کیا' وہ خاموش ہو رہے تین بار ایسا ہی ہوا پھر انہوں نے کہا تو لازم کر لے اپنے اوپر سجدے کو اللہ کے لئے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی بندہ اللہ کے لئے سجدہ کرے تو اللہ

Marfat.com

لِلّٰهِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً۔

تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک مٹائے گا اس سجدہ کی وجہ سے معدان نے کہا پھر میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

۱۴۲۴: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ الْمُرِّیِّ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ مَیْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَ مَحَا عَنْهُ بِهَا سَیِّئَةً وَ رَفَعَ لَهٗ دَرَجَةً فَاسْتَکْثِرُوْا مِنَ السُّجُوْدِ۔

۱۴۲۴: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ارشاد) فرماتے تھے جو کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک نیکی لکھے گا اور ایک بدی اس کی مٹا دے گا اور اس کا ایک درجہ بلند کرے گا تو سجدہ بہت کیا کرو۔ (اس حدیث میں ولید بن مسلم مدلس ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔)

۲۰۲: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَوَّلِ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ

باب: سب سے پہلے جس چیز کا بندے سے محاسبہ ہو گا وہ نماز ہے

۱۴۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ حَکِیْمٍ الضَّبِّیِّ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِذَا اَتَیْتَ اَهْلَ مِصْرِکَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلَاةُ الْمَکْتُوْبَةُ فَاِنْ اَتَمَّهَا وَ اِلَّا قِیْلَ انْظُرُوْا اَهَلَّ لَهٗ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ کَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ اُکْمِلَتِ الْفَرِیْضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهٖ ثُمَّ یُفْعَلُ بِسَائِرِ الْاَعْمَالِ الْمَفْرُوْضَةِ مِثْلَ ذٰلِکَ۔

۱۴۲۵: حضرت انس بن حکیم ضبی سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ نے مجھ سے کہا جب تو اپنے شہر والوں کے پاس پہنچے تو ان سے بیان کر کہ میں نے سنا آنحضرت ﷺ سے آپ فرماتے تھے کہ جس چیز کا حساب ہوگا مسلمان بندے سے قیامت کے دن وہ فرض نماز ہوگی۔ پھر اگر بندے نے اس کو پورا ادا کیا (شرائط اور آداب کے ساتھ) تو خیر ورنہ حکم ہوگا کہ دیکھو اس بندے کی نفل نماز ہے اگر نفل نماز ہوگی تو اس سے فرض پورے کئے جائیں گے پھر سارے فرض اعمال میں ایسا ہی کیا جائے گا (یعنی زکوٰۃ، روزہ وغیرہ سب میں فرض کو نوافل سے پورا کریں گے۔ اس لئے بندے پر لازم ہے کہ فرض نماز کے سوا نفل بھی پڑھا کرے اس طرح فرض زکوٰۃ کے سوا نفل صدقہ بھی دیا کرے اس طرح فرض روزے کے سوا نفل روزے بھی رکھا کرے تاکہ اگر قیامت کے دن فرض میں کچھ نقصان نکلے تو نفل سے وہ نقصان پورا کر دیا جائے۔)

۱۴۲۶: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ الدَّارِمِیُّ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ عَنِ

۱۴۲۶: حضرت ابو ہریرہ اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوّل جس کا حساب لیا جائے گا بندے سے قیامت کے دن وہ نماز ہوگی اگر

Marfat.com

النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادٌ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنُ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَدَاوٗدُبْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس کو پورا کیا ہوگا تو نفل نماز علیحدہ لکھی جائے گی اور جو پورا نہ کیا ہوگا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل نماز ہے تو اس سے پورا کرو' جس قدر فرض میں نقصان ہو۔ پھر دوسرے اعمال کا اسی طرح سے حساب ہوگا۔

قَالَ: اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَا تُهٗ فَاِنْ اَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ نَافِلَةً فَاِنْ لَمْ يَكُنْ اَكْمَلَهَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِمَلَائِكَتِهٖ انْظُرُوا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاَكْمِلُوْا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ۔

۲۰۳: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْمَكْتُوْبَةُ

باب: جہاں پر فرض پڑھے ہوں وہاں نفل نہ پڑھے

۱۴۲۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ حَجَّاجِ ابْنِ عُبَيْدٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اِذَا صَلّٰى اَنْ يَتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ اَوْ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ يَعْنِیْ السُّبْحَةَ۔

۱۴۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ جب (فرض) نماز پڑھ چکے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں یا بائیں سرک جائے نفل پڑھنے کے لئے۔

تشریح ۞ بعض نے کہا یہ حکم اس نماز میں ہے جس کے بعد سنت راتبہ ہے جیسے ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز اور جس نماز کے بعد سنت راتبہ نہیں ہے جیسے صبح کی نماز اس میں یہ حکم نہیں ہے قاضی نے کہا یہ حکم اس لئے کہ یہ گمان نہ پیدا ہو کہ نفل فرض میں شریک ہے یا اس لئے کہ دو مقام اس کے لئے گواہی دیں قیامت کے دن اور بخاری نے تاریخ میں اس حدیث کا اختلاف بیان کیا اور کہا وہ ثابت نہیں ہے اور اس باب میں مغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے جو آگے آئے گی اس کو ابوداؤد نے نکالا لیکن اس کا اسناد منقطع ہے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ امام فرض کی جگہ میں نفل نہ پڑھے یہاں تک کہ اس جگہ سے سرک جائے اور صحیح مسلم میں سائب بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا اور اس کے بعد نفل پڑھے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تو جمعہ پڑھ چکے تو اب کوئی نماز مت پڑھ یہاں تک کہ تو بات کرے یا وہاں سے جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کا حکم دیا ہے۔ (فتح)

۱۴۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا بْنُ وَهْبٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يُصَلِّی الْاِمَامُ فِیْ مُقَامِهِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ الْمَكْتُوْبَةَ، حَتّٰى يَتَنَحّٰى عَنْهُ۔

حدثنا كثير بن عبيد الحمصی ثنا بقية عَنْ اَبِیْ عبدالرحمن التميمی عن عثمان ابن عطاء عن ابيه عن المغيرة عن النبی نحوه۔

۱۴۲۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس مقام میں نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض نماز پڑھی ہے' جب تک وہاں سے سرک نہ جائے۔

دوسری سند سے یہی روایت ہے۔

Marfat.com

۲۰۴:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَوْطِیْنِ الْمَکَانِ فِی الْمَسْجِدِ یُصَلِّی فِیْهِ

باب: مسجد میں ہمیشہ کے لئے ایک جگہ معین کرنا کیسا ہے

۱۴۲۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ تَمِیْمِ بْنِ مَحْمُوْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَلَاتٍ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَ عَنْ فَرْشَةِ السَّبُعِ وَلَنْ یُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَکَانَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ کَمَا یُوْطِنُ الْبَعِیْرُ۔

۱۴۲۹: حضرت عبدالرحمٰن بن شبلؓ سے روایت ہے کہ منع کیا نبیؐ نے تین باتوں سے ایک تو کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے (یعنی سجدہ جلدی کرنا اور سجدوں کے بیچ میں توقف نہ کرنا دوسری حدیث میں ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے بیٹھا سورج کو دیکھتا رہا جب سورج زرد ہو لیا تو ٹھونگیں لگانے لگا) دوسرے درندے کی طرح بازو بچھانے سے (سجدے میں بانہیں زمین پر لگا دینا جیسے کتا یا بھیڑیا لگا دیتا ہے یہ ادب کے خلاف ہے) تیسرے مسجد میں نماز کیلئے ایک جگہ معین کرنا (دوسری جگہ نماز نہ پڑھنا ہمیشہ ایک ہی جگہ پڑھنا) جیسے اونٹ اپنی جگہ مقرر کرتا ہے۔

تشریح ❁ یہ تیسرا اس لئے مکروہ ہے کہ اس میں دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوگی اگر وہ اس جگہ بیٹھ گئے ہوں گے تو ان کو یہ شخص اٹھائے گا یا اس کے خیال سے وہ اس جگہ نہ بیٹھ سکیں گے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی جگہ نماز پڑھنے میں قیامت کے دن صرف وہی جگہ گواہی دے گی اور جگہ جگہ نماز پڑھے تو کئی جگہیں گواہ ہوں گی بعض نے کہا جگہ مقرر کرنا صرف مسجد میں مکروہ ہے لیکن گھر میں اگر نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر کرے تو اس میں کراہت نہیں ہے عتبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کون سی جگہ چاہتا ہے کہ میں وہاں نماز پڑھوں۔ عتبان نے کہا تھا کہ آپ ﷺ میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجئے تو میں اس جگہ کو اپنا مصلیٰ بنالوں بعض نے کہا ہے مسجد میں ایک جگہ مقرر کرنا اس لئے مکروہ ہے اس میں ریا کا ڈر ہے لوگوں کو ہر نماز میں اس کا جماعت میں شریک ہونا معلوم ہو جائے گا اور تعریف کریں گے اور یہ خوش ہوگا تو ریا ہو جائے گی۔ بعض نے کہا توطین سے یہ مراد ہے کہ اونٹ کی طرح پہلے ہاتھ جھکا دے اور زمین سے لگا دے سجدہ میں جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔

۱۴۳۰: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ کَاسِبٍ ثَنَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ یَاْتِیْ اِلَی سُبْحَةِ الضُّحٰی فَیَعْمِدُ اِلَی الْاُسْطُوَانَةِ دُوْنَ الْمُصْحَفِ فَیُصَلِّیْ قَرِیْبًا مِنْهَا فَاَقُوْلُ لَهٗ اَلَا تُصَلِّیْ هَاهُنَا وَ اُشِیْرُ اِلٰی بَعْضِ نَوَاحِی الْمَسْجِدِ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَحَرّٰی هٰذَ الْمَقَامُ۔

۱۴۳۰: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ چاشت کی نفل نماز کیلئے آتے اور اس ستون کے پاس جاتے جہاں مصحف رکھا رہتا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مصحف ہمیشہ ایک ستون کے پاس رکھا رہتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک ایسا ہی تھا) اس کے نزدیک نماز پڑھتے۔ یزید بن ابی عبید نے کہا میں نے سلمہ سے کہا تم اس جگہ نماز کیوں نہیں پڑھتے اور میں نے مسجد کا ایک کونہ بتلایا۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ قصد کرتے تھے اس مقام کا۔

تشریح ❁ بظاہر یہ حدیث اگلی روایت کے خلاف ہے جس میں ایک ایک جگہ معین کرنے کی ممانعت ہے اور ممکن ہے کہ تطبیق اس طرح پر ہو کہ یہ ممانعت فرائض کے لئے ہے لیکن سنن اور نوافل کے لئے ایک جگہ معین کر سکتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ قصد

Marfat.com

اور بات ہے اور معین کرنا دوسری بات معین کرنے میں مالک ہو بیٹھنا ہے اور مسجد کسی کے ملک نہیں ہے اور قصد کرنا یہ ہے کہ اگر جگہ خالی ہو تو وہاں چلا جائے اور یہ دوسری بات ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک جگہ زیادہ برکت کی ہو اور اس کا یہ قصد کرے۔

اور آنحضرت ﷺ جو اس ستون کا قصد کرتے تو اس کی وجہ معلوم نہیں ہوئی بعض نے کہا ہے کہ وہاں مصحف رکھا تھا تو وہ جگہ زیادہ متبرک تھی اور بعض روایات میں ہے کہ صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا ہم آپ ﷺ کے لئے منیٰ میں ایک مکان نہ بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں منیٰ میں جو کوئی جہاں اتر جاہے وہ اس کی جگہ ہے اور اسی طرح تمام ثواب اور خیر کی مجلسوں کا حال ہے جیسے مجلس ذکر اور مجلس وعظ وغیرہ کہ جو کوئی جہاں بیٹھ جائے وہ اس جگہ کا حقدار ہے اب دوسرے کو اس کا اٹھانا وہاں سے نہیں پہنچتا۔

اور افسوس ہے کہ جاہلوں نے ہمارے زمانے میں ایک جگہ کا معین کرنا مساجد اور مجالس میں اختیار کیا ہے اور اس پر لڑتے اور جھگڑتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۰۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَيْنَ تُوْضَعُ النَّعْلُ اِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ

باب: جب نماز جوتا اتار کر پڑھیں تو جوتا کہاں رکھیں

۱۴۳۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفَتْحِ فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهٖ۔

۱۴۳۱: حضرت عبداللہ بن سائبؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی جس دن مکہ فتح ہوا تو اپنی جوتیاں مبارک بائیں طرف رکھیں (یہی بہتر ہے جب بائیں طرف دوسرا آدمی نہ ہو اور سامنے اور دائیں اور پیچھے رکھنا مکروہ ہے)۔

۱۴۳۲: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْزِمْ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ فَاِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ وَ لَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِيْنِكَ وَ لَا عَنْ يَمِيْنِ صَاحِبِكَ وَ لَا وَرَاءَكَ فَتُؤْذِيَ مِنْ خَلْفَكَ۔

۱۴۳۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیاں اپنے پاؤں میں پہنے رہ (نماز میں) اگر تو ان کو اتارے تو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے اور دائیں طرف مت رکھ نہ دوسرے شخص کے دائیں طرف (یعنی اپنی بائیں طرف) اور نہ اپنے پیچھے پھر ایذا دے اس کو جو تیرے پیچھے ہو۔ (اس کی سند میں عبداللہ بن سعید بالاتفاق ضعیف ہے)۔

تشریح ﴿﴾ اس کو سجدے میں جوتیاں ہٹانا پڑے یا جوتیوں پر سجدہ کرنا ہو ہر حال میں اس کو تکلیف ہوگی سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کروڑ کروڑ درود اور سلام آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے کوئی بات نہ چھوڑی ادنیٰ یا اعلیٰ جو بتائی نہ ہو اتنے احکام کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں سکھائے وہ کون سی بات ہے جو قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا درست ہے بلکہ دوسری روایت میں امر کے ساتھ ہے کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھو اور یہود کی مخالفت کرو وہ جوتیوں میں نماز نہیں پڑھتے اور متعدد احادیث اس باب میں وارد ہوئی ہیں افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں نے ہمیشہ نماز میں جوتیاں اتارنا لازم کرلیا ہے جو سنت کے برخلاف ہے اور بعض جاہل جوتیوں سمیت نماز پڑھنے سے یا جوتیاں سمیت مسجد میں جانے سے ناخوش ہوتے ہیں ان کو یہ حدیثیں سنا دینا چاہئیں اگر اس پر بھی نہ مانیں تو جوتیوں ہی سے ان کی درستی کی جائے۔

Marfat.com

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

۱ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

۱۴۳۳: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السِّرِّيِّ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ سَلِّمْ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَ يُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَ يُشَمِّتُهٗ اِذَاعَطَسَ وَيَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَ يَتْبَعُ جِنَازَتَهٗ اِذَا مَاتَ وَ يُحِبُّ لَهٗ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

باب: بیمار کی عیادت (یعنی اس کے پوچھنے کو جانے) کا بیان

۱۴۳۳: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں شرع کی رو سے ایک یہ کہ جب اس سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے (یعنی ابتدا بہ اسلام کرے یہ سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے) دوسرے جب کوئی دعوت کرے تو قبول کرے (ولیمہ کی دعوت بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کام نہ ہوں اور بعض نے کہا ہر دعوت۔ بعض نے کہا دوسری دعوتیں قبول کرنا مستحب ہے) تیسرے جب وہ چھینکے تو جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہنا اگر وہ الحمدللہ کہے) چوتھے جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت (بیمار پرسی) کرے پانچویں اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے چھٹے جو اپنے لئے چاہتا ہو وہ اس کے لئے چاہے۔

تشریح ۞ سب کام سہل ہیں مگر اخیر کا کام نہایت مشکل ہے اور شاید اولیاء اللہ ان سب کاموں اور حقوق پر عمل کرتے ہوں۔ خصوصاً چھٹے کام پر افسوس ایک وقت ایسا تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے چاہتا جو اپنی ذات کے لئے اب ایک وقت یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ اپنے سوا کسی کو بھلائی نہ ہو میں کہتا ہوں کہ یہ تو بہت مشکل ہے کہ جو اپنے لئے چاہے وہی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا ضرر نہ چاہے اور اس کے نقصان کے درپے نہ ہو۔ مصرعہ ع مرا نیکی تو امید نیست شر مرساں

۱۴۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ اَرْبَعُ خِلَالٍ يُشَمِّتُهٗ اِذَاعَطَسَ وَ يُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَ يَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَ يَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ۔

۱۴۳۴: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہیں ایک یہ کہ جب چھینکے تو (الحمدللہ کہے) تو اس کا جواب دے دوسرے جب دعوت دے تو اس کو قبول کرے تیسرے جب مرجائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو چوتھے جب بیمار ہو تو اس کے پوچھنے کو جائے (یعنی عیادت کرے)۔

۱۴۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسٌ مِنْ حَقِّ

۱۴۳۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے حق مسلمان پر پانچ ہیں: سلام کا جواب دینا دعوت کا قبول کرنا جنازے میں

Marfat.com

الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ رَدُّ التَّحِيَّةِ وَ اِجَابَةِ الدَّعْوَةِ وَ شُهُوْدُ الْجَنَازَةِ وَ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَ تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ۔

حاضر ہونا' بیمار پرسی کرنا' چھینک کا جواب دینا' جب وہ الحمدللہ کہے (اگر چھینکنے والا خود الحمدللہ نہ کہے تو جواب دینا ضروری نہیں)۔

۱۴۳۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّنْعَانِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ محمد ابن الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشِيًا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ اَنَا فِيْ بَنِيْ سَلَمَةَ۔

۱۴۳۶: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو آئے پاؤں سے چل کر اور میں بنی سلمہ میں تھا (جو مدینہ سے دور تھے دو میل پر) حدیث سے یہ نکلا کہ پاؤں سے چل کر نیک کاموں کے لئے جانا زیادہ ثواب ہے اگرچہ سوار ہو کر جانا بھی درست ہے)۔

۱۴۳۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مَسْلَمَةُ ابْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُوْدُ مَرِيْضًا اِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

۱۴۳۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو پوچھنے نہیں جاتے تھے مگر جب تین دن اس کی بیماری پر گزر جاتے۔

تشریح ۞ یہ حدیث ضعیف ہے ذہبی نے کہا موضوع ہے۔ ابوحاتم نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور اس اسناد میں مسلمہ بن علی متروک ہے اور صحیح یہ ہے کہ بیماری کے شروع ہوتے ہی عیادت کو جانا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السُّكُوْنِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِي الْاَجَلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَ هُوَ يَطِيْبُ بِنَفْسِ الْمَرِيْضِ۔

۱۴۳۸: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بیمار کے پاس جاؤ (عیادت کے لئے) تو خوش کرو اس کو جینے میں (یعنی یوں کہے ابھی تمہاری عمر بہت ہے) اور یہ بیماری کچھ سخت نہیں اچھے ہو جاؤ گے ان شاء اللہ یا دعا کرو اس کے لئے طول عمر اور صحت کی) اس لئے کہ ایسا کہنے سے تقدیر نہیں پلٹتی لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے (اور دل کے خوش ہونے سے بیماری میں تخفیف کی امید ہوتی ہے)

تشریح ۞ ہر ایک شخص کو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اور یہ جو بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں آپ تو بہت دبلے ہیں یا بہت کمزور ہیں یا آپ کے چہرے پر بیماری معلوم ہوتی ہے اس کو بھی مکروہ جانتا ہوں اس میں آدمی کو رنج ہوتا ہے اور فکر پیدا ہوتی ہے خاموش رہنا بہتر ہے اگر کہے تو یوں کہے اب تو آپ اچھے معلوم ہوتے ہیں ماشاء اللہ توانا ہیں چہرہ آپ کا بارونق ہے کوئی بیماری آپ کو معلوم نہیں ہوتی۔

۱۴۳۹: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ ثَنَا اَبُوْ مَكِيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِيْ؟ قَالَ اَشْتَهِيْ خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ: صَلَّى اللّٰهُ

۱۴۳۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کو گئے تو پوچھا تمہارا جی کیا کھانے کو چاہتا ہے؟ وہ بولا میں گیہوں کی روٹی کھانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو وہ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ اِلٰى اَخِيْهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اشْتَهٰى مَرِيْضُ اَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ۔

اپنے بھائی (یعنی اس بیمار کے پاس بھیج دے پھر آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیمار کسی کھانے کی خواہش کرے تو اس کو وہی کھانا کھلائے (اس کی سند میں صفوان بن ہبیرہ ضعیف ہے)

تشریح: یہی سچی حکمت ہے کہ مریض کی اشتہاء اور طاقت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور جو پرانے یونانی وقیانوسی نیم حکیم خطرہ جان ہیں وہ پرہیز ہی پرہیز میں بیمار کو مار ڈالتے ہیں یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی چیز مضر ہو تو وہ نہ دی جائے مگر غذا میں ہمیشہ خواہش کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور جس غذا کو جی چاہے وہی ہضم ہوتی ہے محقق حکیم اور حاذق ڈاکٹروں کا عمل ہمیشہ اسی حدیث کے موافق ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی حق ہے اگرچہ حکیم اس کے خلاف بھی کہیں تو ان کا قول جھوٹ ہے حکیم بالاطلاق اور حکیم الحکماء پروردگار ہے اس کا ارشاد کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

۱۴۴۰: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا اَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ فَقَالَ اَتَشْتَهِيْ شَيْئًا؟ اَتَشْتَهِيْ كَعْكًا؟ قَالَ نَعَمْ فَطَلَبُوْا لَهٗ۔

۱۴۴۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کے پاس تشریف لے گئے اس کی عیادت کرنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کچھ کھانا چاہتے ہو۔ یا کعک (روٹی) کھانا چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں پھر لوگوں نے منگوائی اس کے لئے۔ (اس کی سند میں یزید بن ابان رقاشی ضعیف ہے)

۱۴۴۱: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ اَنْ يَدْعُوَ لَكَ فَاِنَّ دُعَاءَهٗ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ۔

۱۴۴۱: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو کسی بیمار کے پاس جائے تو اس سے کہہ وہ تیرے لئے دعا کرے اس لئے کہ بیمار کی دعا کرنا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔ (اس کی سند منقطع ہے۔ میمون نے حضرت عمرؓ کو نہیں پایا)۔

تشریح ۞ یعنی جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ بیماری کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس کا اخیر کلمہ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور مستحب ہے کہ میت پر یعنی جو مر رہا ہو اس کو نرمی سے یہ کلمہ یاد دلائیں اور زیادہ اصرار نہ کریں ایسا نہ ہو کہ انکار کر بیٹھے اور جنبی اور حائضہ اس وقت پاس نہ آئے اور سورۂ یٰسین کا بھی اس وقت پڑھنا مستحب ہے۔

۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا

باب: جو شخص بیمار کی عیادت کرے اس کا ثواب

۱۴۴۲: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ اَتٰى اَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا مَشٰى فِيْ خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَاِنْ كَانَ غُدْوَةً

۱۴۴۲: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے پاس عیادت کو آئے وہ جنت کی کھجور کے باغ میں چل رہا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے جب بیٹھ جائے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر اگر صبح کا وقت ہو تو

Marfat.com

صَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَ اِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٍ حَتّٰی یُصْبِحَ۔

ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کریں گے شام تک اور جو شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کریں گے صبح تک۔

۱۴۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ ثَنَا اَبُوْ سِنَانِ الْقَسْمَلِیُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ سَوْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادَی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَ تَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔

۱۴۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص بیمار کی عیادت کرے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے بہشت میں ایک ٹھکانا پایا۔

۳: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَلْقِیْنِ الْمَیِّتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب: میت کو (یعنی جو مرنے کے قریب ہو) لا الٰہ الا اللہ سکھانا

۱۴۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ كَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

۱۴۴۴ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مُردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ۔

۱۴۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ عَنْ یَحْیَ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

۱۴۴۵: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو (یعنی جو مرنے کے قریب ہوں لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ)۔

۱۴۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا كَثِیْرُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ لِلْاَحْیَاءِ قَالَ اَجْوَدُ وَ اَجْرَدُ۔

۱۴۴۶: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (الحمدللہ رب العلمین سکھاؤ' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دعا زندوں کو پڑھنا کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بہت عمدہ ہے۔ بہت عمدہ ہے۔

تشریح ۞ یعنی زندے بھی اس دعا کو پڑھیں تو کچھ نقصان نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو حلم اور کرم والا ہے پاک ہے اللہ جو بڑے تخت والا ہے ساری تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا۔ اس حدیث کی اسناد میں متکلم فیہ رواۃ ہیں۔

Marfat.com

۴:بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ اِذَا حَضَرَ

۱۴۴۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لَهٗ وَ اَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَاَعْقَبَنِیَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جب بیمار مرنے لگے تو کیا کہا جائے

۱۴۴۷: اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو (بیمار کے لئے شفا کی دعا مانگو اور میت کے لئے مغفرت کی) اس لئے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں تمہاری بات پر جب ابوسلمہ (میرے خاوند) مر گئے تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ یا اللہ بخش مجھ کو اور اس کو اور نیک بدلہ عنایت فرما اس کے بعد مجھ کو۔ ام سلمہ نے کہا میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بدلہ دیا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا جو اس سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح ❁ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا۔

۱۴۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ وَ لَيْسَ بِالنَّهْدِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِقْرَءُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ يَعْنِیْ يٰسٓ۔

۱۴۴۸: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ یٰسین کو اپنے مردوں پر پڑھو۔

تشریح ❁ یعنی مرتے وقت پڑھو کیونکہ سورۂ یٰسین دل ہے قرآن کا اور اس سے تسلی ہوتی ہے مومن کو مصیبت کے وقت میں نے اس کو خود آزمایا ہے جب برادرم مرحوم مولانا بدیع الزمان صاحب پر سکرات کی حالت طاری ہوئی تو ایک بار کئی صبرا کر یہ سورت یٰسین پڑھو جب سورۂ یٰسین پڑھنے لگے تو سکوت فرمایا اور بے قراری میں تخفیف ہوئی اور ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ نے یہ نکالا مرفوعاً کہ جس میت کے سر یٰسین کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کرتا ہے بعض نے کہا کہ مرنے کے بعد یہ سورت پڑھنا چاہئے بعض نے کہا قبر پر کیونکہ ابن عدی نے نکالا جو کوئی اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو اور سورت یٰسین پڑھے ان کے پاس تو ان کی مغفرت ہوگی ہر حرف کے شمار کے موافق۔ واللہ اعلم۔

۱۴۴۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا الْمُحَارِبِیُّ جَمِيْعًا

۱۴۴۹: حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب کعب کی وفات ہونے لگی تو ان کے پاس ام

Marfat.com

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْوَفَاةُ اَتَتْهُ اُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنْ لَقِيْتَ فُلَانًا فَاقْرَاْ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا اُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ اَشْغَلُ مِن ذٰلِكَ قَالَتْ يَا اَبَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ طَيْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذَاكَ۔

بشر براء بن معرور کی بیٹی آئی اور کہنے لگی اے ابوعبدالرحمٰن اگر تو فلاں سے ملے تو میرا اسلام اس سے کہہ دیجیو۔ کعب نے کہا اللہ پاک تجھے بخشے ہم کو اتنی فرصت کہاں ہوگی (یعنی برزخ میں کہ لوگوں کے سلام پہنچاتے پھریں وہاں خود اپنے حال میں گرفتار ہوں گے) ام بشر نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ آپ فرماتے تھے مومنوں کی روحیں سبز چڑیوں کی صورت میں ہوں گی اور جنت کے درخت میں لٹکتی ہوں گی (یا جنت کے پھل اور میوے کھاتی ہوں گی اور وہاں پھرتی ہوں گی) کعب نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے سنا ہے ام بشر نے کہا بس یہی مطلب ہے۔

تشریح ❁ یعنی براء بھی چڑیا کی صورت میں ہوں گی اور تم بھی اسی صورت میں ہوگی تو ان سے ضرور ملو گے پھر سلام پہنچا دینا کیا مشکل ہے ابن ابی الدنیا نے نکالا ابولبیبہ سے کہ جب بشر بن براء بن معرور مر گئے تو ام بشر کو ان کا بڑا رنج ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ لوگ ہمیشہ مرتے رہتے ہیں تو ایک دوسرے کو کیا مردے پہچانتے ہیں اگر ایسا ہو تو میں بشر کو سلام کہلا بھیجوں۔ آپ ﷺ کے فرمایا ہاں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں جیسے چڑیاں درختوں کی چڑیوں پر ایک دوسری کو پہچانتی ہیں پھر ام بشر کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی آدمی بنی سلمہ میں سے مرنے لگتا تو اس کے پاس آتیں اور کہتیں فلانے السلام علیک وہ کہتا وعلیک ام بشر کہتیں بشر کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔

اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ مردے عالم برزخ میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں باتیں کرتے ہیں کھاتے اور پیتے ہیں خوشی کرتے ہیں غرض موت کیا ہے اس قالب کو چھوڑ دینا اور دوسرا قالب لینا اور وہ قالب اس سے زیادہ لطیف اور عمدہ ہے یہ ہمارا دنیا کا بدن مثل ایک لباس کے ہے جب وہ پرانا اور نکما ہو جاتا ہے تو پروردگارِ عالم اپنے لطف اور کرم سے دوسرا نیا لباس پہنا دیتا ہے اور یہ لباس گل سڑ کر خاک ہو جاتا ہے پھر عالمِ آخرت میں برزخ کا لباس اتار کر پرانے لباس میں پہلے حشر ہوگا یعنی دنیا کے بدن میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کے اخیر پھر نئے سرے سے جمع کر دے گا بعد اس کے دوسرا لباس جو عالمِ برزخ کے لباس سے بھی زیادہ لطیف ہوگا پہنایا جائے گا پر اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ برزخ کا لباس دنیا ہی کے لباس کی شکل پر ہوگا یعنی جو حالت اور صورت آدمی کی مرتے وقت ہوتی ہے ویسی ہی صورت اور شکل برزخ میں بھی ملتی ہے اور اسی وجہ سے اپنے دوست اور عزیز اور اقارب سے پہچان ہوتی ہے اگر نری روح ہی روح ہو اور قالب بالکل نہ ہو یا دوسری شکل کا قالب ہو تو پہچان ممکن نہیں اس فائدے کو یاد رکھنا چاہئے اور جو کوئی ذرا بھی عقل رکھتا ہوگا اور موت کی حقیقت سمجھ لے گا وہ موت سے بالکل نہ گھبرائے گا بلکہ موت ایک راحت عظمیٰ ہے جس کی وجہ سے انسان تمام فکروں اور مصیبتوں سے چھوٹ جاتا ہے نہ درد نہ دکھ نہ بیماری کا اندیشہ نہ عیال و اطفال کی فکر نہ روٹی کمانے کا غم۔ غرض عجب بہار اور آرام کا زمانہ ہے اس سے راحت اور زیادہ اور کہاں ہوگی کہ عمدہ خوبصورت چڑیوں کے لباس میں جنت میں سیر کرتے پھریں اور جنت کے خوشگوار اور شیریں چشموں سے پانی پئیں اور عمدہ عمدہ میوے اور پھل چکھیں اور ہوادار ٹھنڈے میدان میں ایک درخت پر سے اڑتے پھریں یا اللہ یہ خوشی کا وقت تو اپنے فضل سے ہم کو جلد نصیب کر البتہ جو کچھ فکر ہے وہ گناہوں کی ہے تو عاقل کو لازم ہے کہ ہمیشہ گناہوں سے بچتا رہے۔ خصوصاً ان گناہوں سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں اور اگر گناہ صادر ہوئے تو ہر وقت اپنے مالک سے استغفار اور توبہ کرتا رہے اور اگر بندوں کے گناہ ہوں تو ان سے معاف کرائے یہاں پر یہ اعتراض ہوتا

Marfat.com

ہے کہ جب برزخ کا قالب دنیا کی شکل پر ہوتا ہے تو یہ یسے فرمایا کہ سبز چڑیوں کی صورت میں ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ شکل یہی دنیا کی ہوگی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ سبز رنگ کے پر زائد مرحمت فرمادے گا اور جب جی چاہے گا تو درختوں پر اڑتے پھریں گے یا پھ ایک درخت پر بسیرا کریں گے اور پوری حقیقت اس کی جب ہی معلوم ہوگی جب عالم برزخ کا حال اپنی آنکھ سے دیکھیں گے لیکن جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سند صحیح ثابت ہے اس کا یقین کرنا چاہئے مگر روح کے باب میں کہ مرنے کے بعد وہ کہاں رہے گی نو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ جنت میں رہے گی یعنی مومنوں کی روح جنت میں اور کافروں کی روح جہنم میں لیکن پورا فائدہ اور مزا جنت کا اسی طرح پورا عذاب دوزخ کا حشر کے بعد ہوگا اور یہی قول مختار ہے محققین علماء کا دوسرا یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جنت کے گرد ہوں گی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قبروں کے گرد ہوں گے اور یہی وجہ ہے کہ جب قبر کی زیارت کرو تو مردہ سلام سنتا ہے۔ چوتھا یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہوں گی۔ پانچواں یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جنت میں ہوں گی اور کافروں کی دوزخ میں اور یہ رجوع کرتا ہے پہلے قول کی طرف۔ چھٹا قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جابیہ میں رہیں گی جو ایک مقام خوش ہوا ہے دنیا میں اور کافروں کی برہوت میں جو ایک خراب وادی ہے حضرموت میں' ساتواں قول یہ ہے مومنوں کی روحیں علیین میں ہوں گی اور کافروں کی سجین میں۔ آٹھواں یہ ہے کہ مومنین کی ارواح برزخ میں رہیں گی اور جہاں چاہیں گی وہاں جائیں گی اسی طرح کافروں کی بھی برزخ میں لیکن اس میں غم اور عذاب ہوگا۔ جیسے انجیل شریف میں ہے کہ وہاں منہ بسورنا اور دانت پیسنا ہوگا۔ نویں یہ کہ مومنین کی ارواح آدم علیہ السلام کے دائیں طرف ہوں گی اور کافروں کی آدم علیہ السلام کی بائیں طرف اور مذہب مختلف اس واسطے ہوئے کہ احادیث میں مختلف باتیں وارد ہیں۔ پس ہر ایک نے جو سمجھا وہ اختیار کیا اور یہ مقام اس لائق نہیں کہ ہم اس مسئلہ کی تفصیل کریں لیکن جو حق ہے وہ لکھ دیتے ہیں وہ یہی ہے کہ مومنین کی روحیں جنت میں ہوں گی اور کافروں کی جہنم میں پر یہ جنت اور جہنم کا پورا داخل ہونا نہ ہوگا پورا داخل ہونا اپنے اپنے ٹھکانوں میں حشر اور حساب کتاب کے بعد ہوگا اس وقت جو ہوگا وہ یہی کہ جنت اور جہنم کے کسی خاص مقام میں یہ روحیں جمع رہیں گی مگر مومنین کی روحیں جنت میں پھرتی پھریں گی اور درختوں کے اوپر اوپر سے کچھ میوے بھی کھاتی رہیں گی اور کافروں کی عذاب اور تکلیف میں رنج میں مبتلا رہیں گی اور جہنم کا عذاب دیکھتی رہیں گی اور مومنین اور کافر ہر ایک اپنا ٹھکانہ اور اپنا مقام جنت اور جہنم میں روز صبح اور شام دیکھتا رہے گا تو مومن آرزو کرے گا کہ قیامت جلد آئے تا کہ اپنے مکان میں داخل ہو کر جنت اور حور اور قصور اور غلمان کا پورا مزا دیکھوں اور کافر آرزو کرے گا کہ قیامت میں دیر ہو کہ وہ اپنے عذاب کے مقام میں داخل ہونے سے بچا رہے اور یہ برزخ کا عذاب اس کے لئے دوزخ کے عذاب کی نسبت بہت کم ہوگا تو برزخ ہی کو غنیمت سمجھے گا۔ اب یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ مردہ سلام سنتا ہے زیارت کرنے والے کا اور بزرگوں کی قبور سے فیوض اور برکات ہوتے ہیں اور بعضی قبروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنائی دی ہے' جیسے ابن مندہ نے طلحہ بن عبیداللہ سے نکالا اور منکر اور نکیر کا سوال قبر میں اور مردے کا سننا لوگوں کے جوتوں کی آواز جب وہ لوٹ کر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بہت حدیثیں وارد ہیں تو یہ اس کے خلاف نہیں کہ مومنوں کی روح جنت میں رہے گی ایک جھاڑ پر یا عرش کے تلے قندیلوں میں سبز چڑیوں کی صورتوں میں کیونکہ روح میں حق تعالیٰ نے ایسی قوت دی ہے کہ دم بھر میں عرش کے پاس اور دم بھر میں فرش پر آسکتی ہے۔ پس احتمال ہے کہ جب کوئی قبر پر جا کر سلام کرے تو روح زائر کی طرف ہبوط کرتی ہو اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہو اور ہر وقت جنت میں اپنے مقام پر رہتی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنت میں رہ کر اس کو قبر سے ایک تعلق ایسا ہو کہ یہاں کی بات بھی وہ معلوم کر لیتی ہو۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس رفیق اعلیٰ میں ہے اور پھر سلام کرنے والے کا سلام بھی آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور صحابہ شہداء احد کو سلام کرتے تھے حالانکہ یہ ثابت ہے کہ ان کی روحیں جنت میں ہیں اور وہاں سیر کرتی پھرتی ہیں غرض عالم اور ارواح کا قیاس عالم اجسام نہیں ہو سکتا جو باتیں یہاں خلاف عادت نظر آتی ہیں وہاں روزانہ ہوتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر آسمانوں کے اوپر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جیسے معراج

Marfat.com

کے قصے میں وارد ہے پس اصل یہ ہے کہ جنت میں روحوں کے رہنے سے اس امر میں کوئی خلل نہیں آتا کہ روح زائر کا سلام سنے اور اس کا جواب دے یا زائر پر اس کے فیوض اور برکات وارد ہوں کیونکہ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اتنی نصیں اس باب میں وارد ہیں کہ انکار نہیں ہوسکتا اور روح کا ایک ہی وقت میں متعدد مکانوں میں بھی ہونا ممکن ہے پس جنت میں بھی ہوسکتی ہے اور قبر میں بھی اور احتمال ہے کہ زیارت اور سلام کے وقت روح قبر کی طرف پھیر دی جاتی ہو اور یہ مضمون صاف حدیثوں میں وارد ہے۔ طلحہ کی حدیث میں ہے جس کو ابن مندہ نے نکالا کہ مومنین کی روحیں زمرد اور یاقوت کی قندیلوں میں جنت کے درمیان لٹکتی رہتی ہیں اور جب رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان ارواح کو قبروں میں اتار دیتا ہے صبح تک وہیں رہتی ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو پھیر دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ غرض کئی باتیں ممکن ہیں ایک یہ کہ روح جنت میں ہے اپنے مقام میں رہ کر قبر کے پاس آنے والے کا سلام سنتی ہو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہو اور فیوض اور برکات زائر پر ڈالتی ہو اور یہ فاصلہ بعیدہ روح کی قوت سمع اور بصر میں کچھ مخل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ سلام اور زیارت کے وقت روح عالم علوی سے قبر میں آجاتی ہو بحکم الٰہی۔ تیسرے یہ کہ ہر وقت روح دونوں جگہ رہتی ہو اور تعداد امکنہ عالم ارواح میں کچھ تعجب کی بات نہیں اور اللہ جل جلالہ خوب جانتا ہے کہ ان تینوں شکلوں میں کون سی شکل وہاں ہوتی ہے۔ اور بغیر مرے ان امور کے حقائق کا پورا انکشاف ممکن نہیں۔ لیکن موت بہت قریب ہے اور یہ سب باتیں عنقریب کھل جائیں گی اس طرح سے کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا امرنا واجعلنا بعد الموت مع الانبياء والصديقين والشهداء والصالحين امين يا رب العالمين۔

۱۴۵۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجَشُوْنِ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَ هُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اقْرَأَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّلَامَ۔

۱۴۵۰: محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ مر رہے تھے (یعنی حالت سکرات میں تھے) میں نے ان سے کہا' میرا سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دینا۔ (یہ حدیث موقوف ہے)۔

۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ

باب: مومن کو نزع یعنی موت کی سختی میں اجر اور ثواب حاصل ہوتا ہے

۱۴۵۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا حَمِيْمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتَ فَلَمَّا رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا قَالَ لَهَا لَا تَبْتَئِسِيْ عَلٰى حَمِيْمِكِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ۔

۱۴۵۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور ان کا ایک رشتہ دار مر رہا تھا اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رنج دیکھا تو فرمایا اے عائشہ غمگین مت ہو اپنے رشتہ دار پر (اس بات سے کہ جان نکلنے میں اس پر سختی ہو رہی ہے یہ اس کی نیکیوں کا سبب ہے)۔

تشریح ❁ یعنی موت کی سختی اچھے آدمیوں پر ہوتی ہے۔ اس کو برا مت سمجھو اس سختی کی وجہ سے اللہ جل جلالہ رہے سہے گناہ معاف کر دیتا ہے سب سے زیادہ موت میں سختی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی آپ ﷺ بار بار پانی سینے پر لگاتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں سختیاں ہیں۔ یا اللہ آسان کر ہم پر موت کی سختی ہم ضعیف اور ناتواں ہیں اور ایک ادنیٰ درد کے بھی متحمل نہیں ہیں تو ہمارا مالک ہے تو رحیم و کریم ہے ہم بندے تیرے سوا کس سے کہیں۔

Marfat.com

۱۴۵۲: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُو بِشْرٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ

۱۴۵۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن پیشانی سے پسینہ سے مرتا ہے۔

تشریح: اس کے کئی معنی کئے ہیں ایک یہ کہ مومن پر موت کی سختی ہوتی ہے یہاں تک کہ پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مومن مرنے تک عبادت اور ریاضت کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ مومن کی موت کی یہ نشانی ہے کہ پیشانی پر پسینہ آجائے یہ ابن تین نے نقل کیا۔ چوتھے یہ کہ مومن بغیر سختی کے صرف پیشانی پر پسینہ آنے سے مرجاتا ہے یہ اگلی حدیث کے خلاف نہیں ہے لئے کہ بعضوں پر سختی ہوتی ہے ان کے گناہ معاف کرنے کے لئے تو مومن پر اگر سختی بھی ہو جب بھی برا نہ سمجھنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سختی ہوئی اس میں اور حکمت تھی بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے موت کی سختی دیکھ کر ملک الموت سے فرمایا تم اسی طرح اوروں کی بھی جان نکالتے ہو انہوں نے کہا نہیں بہت سختی سے نکالتا ہوں اور آپ ﷺ کے ساتھ تو بہت نرمی کر رہا ہوں صرف ایک انگلی میں نے رکھی ہے یہ سن کر آپ ﷺ روئے اور فرمایا اے ملک الموت جتنی سختی تو میری سب امت کے لوگوں پر کرنے والا ہے اتنی اکیلے مجھ پر کرلے کیونکہ میری امت کے لوگ ناتواں ہیں ان کو اتنا تحمل نہ ہوگا۔ قربان آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت کے کہ ایسی حالت میں بھی امت کو نہیں بھولے۔

یارب صلی وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

مترجم کہتا ہے اس روایت کو میں نے حدیث کی کتابوں میں نہیں پایا۔

۱۴۵۳: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ ثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا مُوْسَى بْنُ كَرْدَمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتٰى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ قَالَ اِذَا عَايَنَ۔

۱۴۵۳: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بندہ کو آدمیوں کی پہچان کب جاتی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا جب وہ دیکھتا ہے۔ اس کی سند میں نضر بن حماد کذاب ہے۔

تشریح: یعنی آخرت کی چیزوں کو مثلاً ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب کو تو اس وقت پھر دنیا کے لوگوں کو نہیں پہچان سکتا نہ دنیا سے پھر کچھ غرض رہتی ہے یہ واقعہ مرنے کے بہت قریب ہوتا ہے اس کے بعد سانس حلق میں اٹک جاتی ہے اور روح نکل جاتی ہے اور بعض لوگوں کو جو اس سے پہلے بے ہوش ہو جاتی ہے تو وہ بیماری کی شدت سے ہوتی ہے نہ فرشتوں کے دیکھنے سے اکثر جو لوگ سرسام سے مرتے ہیں وہ مرنے سے دو تین دن پہلے بھی کسی کو نہیں پہچانتے اور جو لوگ ہیضے سے مرتے ہیں وہ مرنے تک باہوش رہتے ہیں اور دماغ ان کا خراب نہیں ہوتا اسی طرح جو تپ دق یا پیچش میں مرتے ہیں۔

۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ

باب: میت کی آنکھیں بند کر دینا

۱۴۵۴: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَسَدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَ قَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ۔

۱۴۵۴: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے (جب وہ مر گئے تھے) اور ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا جب روح نکل جاتی ہے تو بینائی بھی اس کے ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔

Marfat.com

تشریح ❁ یعنی جان نکلنے کے بعد پھر آدمی کچھ دیکھ نہیں سکتا تو آنکھ کھلی رہنے سے کیا فائدہ ہے اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ مردے کی آنکھ اس واسطے کھلی رہتی ہے کہ روح کو جاتے وقت وہ دیکھتا ہے پھر آنکھ بند کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اس لئے آنکھ کھلی رہ جاتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روح کے نکل جانے کے بعد وہ روح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے کیونکہ بینائی بغیر روح کے ممکن نہیں اور اس کا جواب یوں ہوسکتا ہے کہ کل روح ایک ہی بار نہیں نکلتی تو آنکھ دیکھتی رہتی ہے روح کے ان اجزاء کو باہر نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ آنکھ سے بھی نکل جاتی ہے اور آنکھ کھلی رہ جاتی ہے واللہ اعلم۔

۱۴۵۵: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا قَزَعَةُ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ حَمِيْدٍ الْاَعْرَجِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَضَرْتُمْ حَوَتَاكُمْ فَاغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوْحَ وَ قُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى مَا قَالَ اَهْلُ الْبَيْتِ۔

۱۴۵۵: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو ان کی آنکھیں بند کردو کیونکہ روح کے ساتھ ہی بینائی بھی چلی جاتی ہے اور نیک بات کہو (مثلاً خدا سے مغفرت کرے) خدا جنت میں لے جائے اس لئے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں گھر والوں کی بات پر۔

۷: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَقْبِيْلِ الْمَيِّتِ

باب: میت کو بوسہ دینا

۱۴۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى دُمُوْعِهٖ تَسِيْلُ عَلٰى خَدَّيْهِ۔

۱۴۵۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا اور وہ مر چکے تھے۔ گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں کو دیکھ رہی ہوں جو آپ ﷺ کے دونوں گالوں پر بہہ رہے تھے۔

تشریح ❁ کیونکہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے اور دونوں ہجرتوں میں شریک تھے اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے اور مہاجرین میں سے مدینہ میں سب سے پہلے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی مرے شعبان کے مہینے میں ہجرت کے اڑھائی برس کے بعد اور جب عثمان دفن ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارا پیش خیمہ اچھا ہے اور وہ بقیع میں دفن ہوئے عابد اور زاہد اور فضلائے صحابہ میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر خود اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھا رضی اللہ عنہ۔

۱۴۵۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ وَ سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ قَالُوْا ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدُاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُوَ مَيِّتٌ۔

۱۴۵۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور آپ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی (اور کہا آپ ﷺ اچھے رہے زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی)۔

۸: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غُسْلِ الْمَيِّتِ

باب: مردے کو غسل دینے کے بیان میں

تشریح ❁ یہ واجب ہے بالاجماع زندوں پر اور بہتر یہ ہے کہ میت کے قریب کے رشتہ دار اس کو غسل دیں بدلیل اس حدیث کے کہ غسل دے میت کو جو تم سب میں اس کا زیادہ قریب ہو اگر وہ غسل کو جانتا ہو تو وہ شخص دے جس میں ایک حصہ تم جانتے ہو

Marfat.com

امانت اور پرہیز گاری کا' نکالا اس کو امام احمد اور طبرانی نے اور اس کی اسناد میں جابر جعفی ضعیف ہے۔

۱۴۵۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهٗ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰی اِلَيْنَا حِقْوَهٗ وَ قَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔

۱۴۵۸: اُم عطیہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم غسل دے رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی علیا حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اگر تم مناسب سمجھو ان کو غسل دو پانی اور بیری کے پتے سے اور اخیر بار کے غسل میں کافور یا کچھ تھوڑا سا کافور شریک کرو۔ جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھ کو خبر کرو' خیر جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی آپ نے اپنا تہہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا یہ ان کے اندر کا کپڑا کرو۔

تشریح بیری کا استعمال مستحب ہے کیونکہ وہ صاف کرتی ہے میل کچیل کو اور کیڑوں کو دفع کرتی ہے اور عفونت کو بھی دفع کرتی ہے اور اندر کا کپڑا یعنی شعار عربی میں اس کو کہتے ہیں جو کپڑا جسم سے لگا رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تبرک کے اپنا ازار علیا حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو دیا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کا کپڑا شریک کرنا موجب برکت اور امید مغفرت ہے اور کافور غسل میں شریک کرنا یہ بھی مستحب ہے تو بہتر یہی ہے کہ اخیر بار جو غسل دیں اس میں کافور ملا ہوا ہو جیسے حدیث میں حکم ہے۔

۱۴۵۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَيُّوْبَ حَدَّثَتْنِیْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَ كَانَ فِیْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَ كَانَ فِيْهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَ كَانَ فِيْهِ اِبْدَاْنَ وَ بِمَيَامِنِهَا وَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَ كَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ۔

۱۴۵۹: دوسری روایت بھی ویسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اس میں یہ ہے کہ طاق بار ان کو غسل دو اور دائیں طرف سے شروع کرو (مردے کو بائیں کروٹ پہلے لٹا کر) اور وضو کے مقاموں سے غسل شروع کرو (یعنی پہلے ان کو دھوؤ اور صاف کرو) اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے ان کے بالوں میں کنگھی کر کے تین چوٹیاں کر دیں۔

تشریح ابن قیم نے کہا بالوں میں سنت یہی ہے کہ ان کی تین چوٹیاں کی جائیں صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے بالوں کی تین چوٹیاں کر دو۔ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے ان کا سر گوندھا دو حصے کر کے دونوں چھاتیوں پر ڈال دیئے ہم کہتے ہیں کہ حدیث کا اتباع مقدم ہے تمہاری رائے پر۔

۱۴۶۰: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَ لَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَّ لَا مَيِّتٍ۔

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت کھول ران اپنی اور مت دیکھ زندے اور مردے کی ران کی طرف۔

تشریح اس حدیث کو مؤلف اس باب میں اس لئے لائے کہ مردے کو غسل دینے میں اس کی ران نہ کھولیں نہ اور ستر بلکہ کپڑا ستر پر ڈھانپ کر غسل دیں کیونکہ ستر مردہ اور زندہ کا یکساں ہے اور فقہاء حنفیہ نے لکھا ہے کہ زیر ناف کے بال جب مونڈے

Marfat.com

جائیں تو ان بالوں کو دفن کر دینا چاہئے اور بال زیر ناف کے جسم سے الگ ہو جانے کے بعد بھی ستر ہیں اسی طرح ذکر جب کاٹ لیا جائے اور اسی لئے مکروہ ہے زیر ناف کے بالوں کا حرام میں ڈالنا اور بعضوں نے کہا حرام ہے اور انسان کے بالوں اور ناخنوں کو دفن کر دینا بہتر ہے۔

۱۴۶۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِيُغَسِّلُ مَوْتَاكُم الْمَامُوْنُوْنَ۔

۱۴۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو امین اور اعتباری ہوں تا کہ مردے کے بدن کے عیب اور راز دوسرے سے ظاہر نہ کریں۔ (اسکی سند میں بقیہ مدلس ہے اور بشر بن عبید کذاب ہے)۔

۱۴۶۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَبِيْبِ بنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَ كَفَّنَهُ وَ حَنَّطَهُ وَ حَمَلَهُ وَ صَلَّى عَلَيْهِ وَ لَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاَى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔

۱۴۶۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے اور اس کو کفن دے اور خوشبو لگائے اور اس پر نماز پڑھے اور جو حال اس کا دیکھے اس کو فاش نہ کرے تو وہ گناہ سے اس طرح نکل جائے گا جیسے اُس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ اس کی سند میں عمر بن خالع ضعیف ہے ابن معین نے اس کو کذاب کہا ہے۔

۱۴۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ۔

۱۴۶۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مردے کو غسل دے وہ غسل کرے۔

تشریح ❁ خطابی نے کہا میں کسی عالم کو نہیں جانتا جس نے میت کو غسل دینے سے یا میت کو اٹھانے سے غسل کو واجب کہا ہو البتہ وہ وضو کرے اور ظاہر امر وجوب کے لئے ہے اور امامیہ بھی وجوب کی طرف گئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی وجوب کے قائل ہیں اور اس باب میں مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور امام احمد اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور قطان اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور بزار اور بیہقی نے اور حذیفہ سے اس کو نکالا بیہقی نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کو نکالا احمد اور ابوداؤد نے۔

۹: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَ غُسْلِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا

باب: خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے

۱۴۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَااسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ

۱۴۶۴: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہی غسل دیتیں۔

Marfat.com

لِلنَّبِيِّ ﷺ: غَيْرَ نِسَائِهِ۔

۱۴۶۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَ اَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِيْ رَاْسِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ وَا رَاْسَاهُ فَقَالَ بَلْ اَنَايَاعَائِشَةُ وَا رَاْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِيْ فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَ كَفَّنْتُكِ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَ دَفَنْتُكِ.

۱۴۶۵: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (قبرستان سے لوٹے) تو مجھ کو پایا کہ میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں اے عائشہ ہائے سر کہتا ہوں (یعنی میرے سر میں درد ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا کیا نقصان اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے گی تو تیرا کام کروں گا تجھ کو غسل دوں گا اور کفن اور نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا۔

تشریح: کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا۔ پس اس کا غسل دینا خاوند کو بہ نسبت دوسروں کے اولیٰ ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے امام شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کا انکار کیا ہے محض قیاس سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا اور تعجب ہے کہ حنفیہ سے نزدیک ضعیف حدیث مقدم ہے قیاس پر اور یہ صحیح حدیث ہے اور اس کا خلاف وہ قیاس سے کرتے ہیں اور قیاس بھی فاسد ہے کیونکہ زوجیت مرنے سے ابھی علاقہ زوجیت ختم نہیں ہوا بلکہ خاوند میراث کا مستحق ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ زوجہ کا غسل دینا اپنے خاوند کو ان کے نزدیک بھی درست ہے اور یہ درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو خاوند سے مرنے کے بعد بھی علاقہ باقی ہے یعنی عدت تمام ہونے تک دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی برخلاف خاوند کے کہ اس کو عورت کے مرتے ہی اس کی بہنوں سے یا پانچویں عورت سے نکاح جائز ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایسی خیالی باتیں حدیث کے خلاف اعتبار کے لائق نہیں ہیں اگر حنفیہ یہ کہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے بوجہ محمد بن اسحٰق کے تو ہم کہیں گے کہ محمد بن اسحٰق متفرد نہیں ہے اس کے ساتھ بلکہ صالح بن کیسان نے اس کی متابعت کی ہے اور مستدرک میں تحریک مذکور ہے۔

۱۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کو کیونکر غسل دیا گیا

۱۴۶۶: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْاَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا اَخَذُوْا فِيْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ لَا تَنْزِعُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهٗ۔

۱۴۶۶: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو غسل دینا شروع کیا (تو متردد ہوئے کہ آپ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت) آواز کسی آواز کرنے والے نے اندر سے (بعض کہتے ہیں وہ حضرت خضر تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے آپ ﷺ کا کرتہ مت اتارو (یہ کمال ادب کا مقتضی تھا۔ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ ابوبردہ ضعیف ہے اور اس کا نام عمرو بن یزید تمیمی ہے۔

۱۴۶۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حِذَامٍ ثَنَا صَفْوَانُ ابْنُ عِيْسٰى اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا

۱۴۶۷: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو غسل دیا گیا تو ڈھونڈنے والے نے وہ ڈھونڈھا جو میت میں ڈھونڈتے ہیں (اکثر مقعد سے پاخانہ نکلتا ہے پیٹ کو دبانے

Marfat.com

غَسَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ يَجِدْهُ فَقَالَ بِاَبِيْ الطَّيِّبُ طِبْتَ حَيًّا طِبْتَ مَيِّتًا۔

سے کیونکہ اعصاب لٹک جاتے ہیں موت کی وجہ سے) لیکن کچھ نہ پایا (یعنی کسی قسم کی نجاست آپ ﷺ کے جسم مبارک سے نہیں نکلی) تو کہنے لگا قربان ہو آپؐ پر میرا باپ' آپؐ پاک اور صاف ہیں زندگی میں بھی پاک تھے' مرنے کے بعد بھی پاک ہیں۔

تشریح ❁ آپ ﷺ کے مزاج میں حق تعالیٰ نے نہایت نفاست اور لطافت اور طہارت رکھی تھی۔ آپ ﷺ خوشبو کا بہت استعمال فرماتے اور بدبو سے نہایت نفرت کرتے آپ ﷺ کے کپڑے اور بدن ہمیشہ معطر رہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ جس کوچہ سے چلے جاتے تو وہ کوچہ معطر ہو جاتا اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ ﷺ اُدھر سے تشریف لے گئے ہیں' ایک بار شہد کا استعمال آپ ﷺ نے کیا تھا تو بعض بیبیوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے منہ سے گوند کی بو آتی ہے۔ آپ ﷺ نے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا غرض آپ ﷺ بہت بچتے تھے اس سے کہ آپ ﷺ کے کپڑے یا بدن میں کسی قسم کی بری بو دوسرے کو معلوم ہو اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے کچا پیاز یا لہسن کبھی نہیں کھایا تھا جب آپ ﷺ عبداللہ بن ابی سلول منافق سے ملنے گئے وہ مردود بڑا دنیادار اور مالدار تھا کہنے لگا آپ ﷺ اپنے گدھے کو مجھ سے ذرا دور رکھئے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ صحابہ نے جواب دیا قسم خدا کی آپ ﷺ کے گدھے کی بو تیرے بدن کی بو سے اچھی ہے۔ غرض سر سے پاؤں تک آپ ﷺ لطافت اور طہارت اور خوشبوئی میں غرق تھے حق تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کو پاک اور صاف رکھا اور جیسے مردوں کے جسم سے نجاست کبھی نکل آتی ہے آپ ﷺ کے مبارک جسم سے بالکل نہیں نکلی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

۱۴۶۸: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنَامُتُّ فَاغْسِلُوْنِيْ بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِيْ بِئْرِ غَرَسٍ۔

۱۴۶۸: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا میرے کنوئیں بیئر غرس کی سات مشکوں سے۔ (اس کی سند میں عباد بن یعقوب بہت ضعیف اور غالی قسم کا شیعہ ہے۔ مشاہیر سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔ بخاری نے اسے مقرون بغیرہ روایت کی ہے)

۱۱: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَفْنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کے کفن کے بیان میں

۱۴۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَ لَا عِمَامَةٌ فَقِيْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِيْ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ جَاءُوْا بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَلَمْ يُكَفِّنُوْهُ۔

۱۴۶۹: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے تین کپڑوں سفید یمن کے میں نہ ان میں قمیص تھا نہ عمامہ۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھاری دار سرخ چادر میں کفن دیئے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' لوگ یہ چادر لائے تھے مگر آپ ﷺ کے کفن میں شریک نہیں ہوئی۔

تشریح ❁ تو کل کفن تین کپڑوں میں تھا اور یہی سنت ہے مالک اور شافعی اور احمد کا قول یہ ہے کہ تینوں چادریں ہونا چاہئیں نہ ان میں قمیص ہو نہ عمامہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ تین کپڑے اس طرح ہوں کہ ایک ازار ہو دوسرے قمیص تیسرا لفافہ۔ ان تین سے زیادہ کپڑے مرد کے لئے خلاف سنت اور اسراف میں داخل ہے اور جن مشائخ نے عمامہ کو مستحب جانا انہوں نے غلطی کی عمامہ

Marfat.com

بدعت ہے جس سے احتراز کرنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حیات میں کفن ایک کپڑے میں دیا اور دو کپڑوں سے دو سے زیادہ نہیں کیا پس تین کپڑوں سے بڑھانا یا بہت قیمتی کپڑے کفن دینا دونوں باتیں اچھی نہیں ہیں بلکہ اضاعت ہے مال کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو ان دونوں کپڑوں میں جو پرانے ہیں کفن دے دینا اور میرا نیا جوڑا زندہ شخص سے زیادہ لائق ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کفن سفید کپڑوں میں ہونا بہتر ہے یہ مرد کے باب میں ہے اور عورت کے کفن میں دو حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے لئے پہلے اپنا تہبند پھر کرتہ پھر اوڑھنی پھر چادر اس کے بعد لفافہ توکل پانچ کپڑے ہوئے اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ کفن مبنگا یعنی بیش قیمت مت دو یہ جلدی بگڑ جاتا ہے بہرحال توسط بہتر ہے۔

۱۴۷۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِیُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ هٰذَا مَاسَمِعْتُ مِنْ اَبِیْ مُعِیْدٍ حَفْصِ بْنِ غَیْلَانَ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ ثَلَاثِ رِیَاطٍ بِیْضٍ سُحُوْلِیَّةٍ۔

۱۴۷۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین باریک سفید کپڑوں میں جو سحول (ایک گاؤں ہے یمن میں) کے بنے ہوئے تھے کفن دیئے گئے۔

۱۴۷۱: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اِدْرِیْسَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فِیْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ قَمِیْصُهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ وَ حُلَّةٌ نَجْرَانِیَّةٌ۔

۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے اپنی قمیص میں جس میں آپ نے وفات پائی تھی اور ایک نجران کے جوڑے میں (نجران ایک مقام کا نام ہے شام اور یمن کے درمیان اور جوڑا دو کپڑوں کا ہوتا ہے ازار اور چادر تو قمیص سمیت تین کپڑے ہوئے۔ (یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔ یزید بن ابی زیاد کے ضعف پر اتفاق ہے اور اس کی روایت ثقات کی روایت کے خلاف ہے)۔

۱۲: بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَا یُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ

باب: کفن کون سے کپڑوں میں مستحب ہے

۱۴۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ رَجَاءٍ الْمَكِّیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خَثَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: خَیْرُ ثِیَابِكُمُ الْبَیَاضُ فَكَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاكُمْ وَالْبَسُوْهَا۔

۱۴۷۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر کپڑے تمہارے سفید کپڑے ہیں تو انہی میں کفن دو اپنے مردوں کو اور انہی کو پہنا کرو۔ (زندگی میں بھی)۔

۱۴۷۳: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِیْ نَصْرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَیٍّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَیْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةِ۔

۱۴۷۳: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر کفن جوڑا ہے (یعنی ازار اور چادر) معلوم ہوا کہ دو کپڑے بھی کفن کے لئے کافی ہیں۔ اگر لفافہ بھی ہو تو خیر تین سے زیادہ نہ ہوں۔

۱۴۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا

۱۴۷۴: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلِیَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کرے تو اچھا کفن دے (یعنی پاک اور صاف خوشبو لگا کر یہ مراد نہیں ہے کہ مہنگا کفن دے کیونکہ دوسری حدیث میں اس کی ممانعت ہے)

۱۳: بَابُ مَا جَاءَ فِی النَّظْرِ اِلَى الْمَيِّتِ اِذَا اُدْرِجَ فِی اَكْفَانِهٖ

باب: جب میت کو کفن میں لپیٹا جائے تو اس وقت اس کو دیکھنا (گویا یہ آخری دیدار ہے)

۱۴۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ ثَنَا اَبُوْ شَيْبَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا قُبِضَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ النَّبِیِّ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُدْرِجُوْهُ فِیْ اَكْفَانِهٖ حَتّٰى انْظُرَ اِلَيْهِ فَاَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ وَ بَكٰى۔

۱۴۷۵: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا (غسل دینے کے بعد) اس کو کفن میں مت لپیٹنا یہاں تک کہ میں دیکھ لوں اس کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان پر جھکے (یعنی نعش پر) اور روئے۔ معلوم ہوا کہ یہ فعل سنت ہے۔ جب جنازہ غسل کے بعد تیار ہو جائے تو ازار اور چادر پہن کر لفافہ میں لپیٹنے سے پہلے اس کے عزیز و اقرباء اس کو دیکھ لیں اور آخری رخصت کا دیدار کر لیں، یہ بھی اس حدیث سے نکلا کہ میت پر رونا درست ہے لیکن چلا کر نوحہ کرنا اور بری باتیں کرنا درست نہیں ہے۔ (اس حدیث کی سند ضعیف ہے ابوشیبہ کے متعلق محدثین کی رائے اچھی نہیں ہے۔

۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِی النَّهْیِ عَنِ النَّعْیِ

باب: موت کی خبر دینے کی ممانعت

۱۴۷۶: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ بِلَالِ ابْنِ يَحْيٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ لَا تُؤْذِنُوْا بِهٖ اَحَدًا اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ نَعْيًا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْذُنَ هَاتَيْنِ يَنْهٰى عَنِ النَّعْیِ۔

۱۴۷۶: بلال بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا جب کوئی علاقہ دار مرجاتا تو وہ لوگوں سے کہتے کسی کو خبر مت کرو، میں ڈرتا ہوں کہ یہ نعی نہ ہو اور میں نے ان دونوں کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے نعی سے۔

تشریح ﴿﴾ ترمذی نے کہا بعض علماء نے موت کی خبر دینے کو مکروہ سمجھا ہے یعنی نعی کو وہ یہ کہ لوگوں میں منادی کی جائے کہ فلاں شخص مرگیا تا کہ اس کے جنازے میں حاضر ہوں اور بعض علماء نے کہا کچھ حرج نہیں اگر آدمی اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو خبر کر دے موت کی اور ابراہیم نخعی نے کہا اپنے عزیزوں کو خبر کرنے میں قباحت نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ جو نعی منع ہے وہ یہ ہے کہ بازاروں میں آواز کی جائے چلا کر جیسے جاہلیت میں رسم تھی وہ نوحہ کر کے بلند آواز سے قبائل کو اطلاع دیتے موت کی اور اگر میت عالم یا زاہد ہو تو لوگوں کو اس کی موت کی خبر دینا بہتر ہے تا کہ جنازے کی نماز کے لئے جمع ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نجاشی اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی موت کی خبر دی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

۱۵: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ شُهُوْدِ الْجَنَائِزِ

باب: جنازے میں حاضر ہونا

۱۴۷۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ هِشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَ اِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

۱۴۷۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازے کو جلدی لے کر چلو (یعنی درمیانی چال نہ آہستہ دوڑتے ہوئے بلکہ قدم اٹھا کر جس کو چلنا کہتے ہیں) اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو نیکی کی طرف پہنچا دیتے ہو اگر وہ بد ہے تو بدی کو اپنی گردنوں سے اتارتے ہو (تو بدی کے اتارنے میں دیر کرنا بہتر نہیں)۔

۱۴۷۸: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَاِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ اِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَ اِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ۔

۱۴۷۸: حضرت ابوعبیدہؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جو کوئی جنازے کے ساتھ جائے تو اس کے چاروں و نے اٹھا دے (باری باری) یہ سنت ہے پھر اگر چاہے تو نفل طور سے اٹھائے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ (یہ حدیث موقوف ہے اور اس کی سند منقطع ہے ابوعبیدہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں)۔

۱۴۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيْلٍ ثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَاٰی جَنَازَةً يُسْرِعُوْنَ بِهَا قَالَ لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ۔

۱۴۷۹: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک جنازہ دیکھا جس کو لوگ جلد لئے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اطمینان سے چلو (اس حدیث میں جلد چلنے سے دوڑنا مراد ہے وہ اتنا جلد چلتے ہوں گے کہ دوڑنے کی حد کو پہنچ گیا ہوگا تو آپ نے اس سے منع فرمایا پس یہ اگلی حدیث کے خلاف نہ ہوگا) اس حدیث کی سند کمزور ہے۔ لیث ضعیف اور متروک ہے اور یہ صحیحین کی حدیث اسرعوا بالجنازہ کے خلاف ہے۔

۱۴۸۰: حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدِ الْحِمْصِیُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ: قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاسًا رُكْبَانًا عَلٰی دَوَابِّهِمْ فِیْ جَنَازَةٍ فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ يَمْشُوْنَ عَلٰی اَقْدَامِهِمْ وَ اَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟

۱۴۸۰: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو جانوروں پر سوار دیکھا جنازے میں تو فرمایا تم کو شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے پاؤں سے چل رہے ہیں اور تم سوار ہو۔

تشریح: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جانور لایا گیا سواری کے لئے آپ ﷺ جنازے کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے انکار کیا سوار ہونے سے جب لوٹ کر آئے تو سوار ہو لئے لوگوں نے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے پیدل چل رہے تھے تو میں سوار نہیں ہوا جب فرشتے چلے گئے تو میں سوار ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن الداحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور لوٹتے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اس کو نکالا ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے غرض جنازے کے ساتھ سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

۱۴۸۱:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ۔

۱۴۸۱: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ارشاد) سنا۔ آپؐ فرماتے تھے سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل شخص جیسے چاہے۔

تشریح ۞ آگے چلے یا پیچھے۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنازے کے ساتھ سوار ہوکر چلنا جائز ہے ورنہ اگلی حدیث کے خلاف ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عذر سے مثلاً بیماری وغیرہ کی وجہ سے سوار ہو جائے یا کراہت ہونے پر بھی سوار ہوکر چلے تو اس کو جنازے کے پیچھے چلنا چاہئے اور بعضوں نے کہا اگر جنازے سے دور رہے تو سوار ہوکر چلنا جائز ہے۔

۱۶:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ اَمَامَ الْجِنَازَةِ

باب: جنازے کے آگے چلنا کیسا ہے

۱۴۸۲:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ سَهْلُ بْنُ اَبِي سَهْلٍ قَالُوْا ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجِنَازَةِ۔

۱۴۸۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔

تشریح ۞ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے یعنی افضل کیا ہے تو ابوحنیفہؒ اور اوزاعیؒ نے کہا کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ثوری اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد نے کہا کہ آگے چلنا افضل ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ صحابہ ابن الدحداح رضی اللہ عنہ کے جنازے کے ساتھ گرداگرد چل رہے تھے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے مغیرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں صحیح کہا اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے اور امام شوکانی اور علامہ ابوالطیب اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ آگے اور پیچھے چلنا دونوں برابر ہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ عبدالرزاق نے مصنف میں نکالا طاؤس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک نہیں چلے مگر جنازے کے پیچھے اور یہ روایت مرسل ہے اور معارض ہے اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جو آگے آتی ہے اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے چل رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے۔ عبدالرزاق نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم پیچھے چلتے ہو اور یہ دونوں آگے چل رہے ہیں انہوں نے کہا وہ جانتے ہیں کہ پیچھے چلنا آگے چلنے پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جیسے جماعت کی نماز اکیلی نماز پر مگر انہوں نے لوگوں پر آسانی کرنا پسند کیا۔

۱۴۸۳:حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجِنَازَةِ۔

۱۴۸۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب جنازے کے آگے چلتے تھے۔

Marfat.com

۱۴۸۴: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ مَاجِدَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَلْجِنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَ لَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا

۱۴۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازے کے پیچھے چلنا چاہئے نہ کہ جنازے کے ساتھ چلے تو جو کوئی جنازے کے آگے ہو وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

تشریح یہ حدیث ضعیف ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا۔ یحییٰ سے کہا گیا کہ ابو ماجدۃ کون ہے جو راوی ہے اس حدیث کا انہوں نے کہا ایک پرندہ تھا جو اڑا اور اس نے ہم سے حدیث بیان کی ترمذی نے کہا ابو ماجدۃ مجہول ہے اور ترمذی سے علل کبریٰ میں ہے۔ بخاری نے کہا ابو ماجدۃ منکر الحدیث ہے اور بہت ضعیف کہا اس کو۔

۱۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسَلُّبِ مَعَ الْجَنَازَةِ

باب: جنازے کے ساتھ سوگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے

۱۴۸۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَزَوَّرِ عَنْ نُفَيْعٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ وَ اَبِيْ بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِيْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ؟ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَا عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِيْ غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَاَخَزُوْا اَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ۔

۱۴۸۵: حضرت عمران بن حصینؓ اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے میں آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادریں پھینک دیں اور فقط کرتے پہنے ہوئے چل رہے تھے۔ گویا سوگ کا لباس انہوں نے پہنا۔ آپ نے فرمایا یہ جاہلیت کا کام تم کرتے ہو۔ یا جاہلیت کے کام کی مشابہت کرتے ہو۔ بے شک میں نے قصد کیا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ تم اپنی صورتوں کے سوا اور صورتوں میں (مسخ ہو کر) اپنے گھروں میں لوٹو یہ سنتے ہی ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اور دوبارہ ایسا نہ کیا۔ (اس میں نفیع متروک اور منکر الحدیث ہے)۔

۱۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ اِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُتْبَعُ بِنَارٍ

باب: جنازہ جب حاضر ہو تو نماز پڑھنے میں دیر نہ کی جائے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ ہونی چاہئے

۱۴۸۶: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيُّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ۔

۱۴۸۶: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازے میں دیر مت کرو جب تم حاضر ہو۔

تشریح یعنی نماز پڑھنے میں دیر مت کرو اسی طرح دفن کرنے میں لیکن اگر فرض نماز کی قضا ہو جانے کا ڈر ہو تو پہلے فرض ادا کر لیں اسی طرح عید کی نماز کو بھی۔

Marfat.com

۱۴۸۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الصَّنْعَانِیُّ اَنْبَاَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ عَلَی الْفُضَیْلِ بْنِ مَیْسَرَةَ عَنْ اَبِیْ حَرِیْرٍ اَنَّ اَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ اَوْصٰی اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیُّ حِیْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تُتْبِعُوْنِیْ بِمِجْمَرٍ قَالُوْا لَهٗ اَوْ سَمِعْتَ فِیْهِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۴۸۷: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وصیت کی جب ان کو موت آنے لگی تو کہا عود دان میرے ساتھ مت رکھنا (کیونکہ اس میں آگ ہوتی ہے اور آگ کا جنازے کے ساتھ لے جانا منع ہے) لوگوں نے کہا کیا تم نے اس باب میں کچھ سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

تشریح ❁ جنازے کے ساتھ آگ لے جانے میں فال بد ہے اس لئے آپ ﷺ نے منع فرمایا اس سے یہ بھی نکلا کہ قبروں کے پاس عود دان وغیرہ جو لوگ رکھتے ہیں وہ بھی مکروہ ہوگا اور اس زمانے میں جاہلوں نے یہ رسم جاری کی ہے اور چراغ جلانا بھی قبر پر منع ہے۔ دوسری حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے وہ بھی اسی وجہ سے کہ چراغ میں آگ آتی ہے۔

۱۹: بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ

باب: جس شخص پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے

۱۴۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا شَیْبَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ غُفِرَ لَهٗ۔

۱۴۸۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر سو مسلمان نماز پڑھیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

۱۴۸۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ ثَنَا بَکْرُ بْنُ سُلَیْمٍ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ زِیَادٍ الْخَرَّاطُ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ هَلَكَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَقَالَ لِیْ یَا کُرَیْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِیْ اَحَدٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ وَیْحَكَ کَمْ تَرَاهُمْ اَرْبَعِیْنَ قُلْتُ لَا بَلْ هُمْ اَکْثَرُ قَالَ فَاَخْرُجُوْا بِابْنِیْ فَاَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ اَرْبَعِیْنَ مِنْ مُؤْمِنٍ یَشْفَعُوْنَ لِمُؤْمِنٍ اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ۔

۱۴۸۹: کریب سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک بیٹا مر گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے کریب کھڑا ہو اور دیکھ میرے بیٹے کے لئے کوئی لوگ آئے۔ میں نے کہا ہاں، انہوں نے کہا افسوس تو کتنے سمجھتا ہے ان کو چالیس آدمی ہیں۔ میں نے کہا نہیں چالیس سے زیادہ ہیں۔ انہوں نے کہا تو میرے بیٹے کو نکالو (یعنی اس کا جنازہ نماز پڑھنے کے لئے) کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے چالیس مومن جب شفاعت کریں کسی مؤمن کی تو اللہ ان کی شفاعت کو قبول کرے گا۔

تشریح ❁ یہ اگلی حدیث کے خلاف نہیں کس لئے کہ چالیس کا عدد مغفرت کے لئے کافی ہے اب اگر سو ہوں گے تو اور زیادہ مغفرت کی امید ہے۔

۱۴۹۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا

۱۴۹۰: حضرت مالک بن ہبیرہ شامی رضی اللہ عنہ صحابی تھے ان

Marfat.com

ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ وَ كَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ كَانَ اِذَا اُتِىَ بِجَنَازَةٍ فَتَقَالَ مَنْ تَبِعَهَا جَزَّاهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ: قَالَ مَا صَفَّ صُفُوْفٌ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مَيِّتٍ اِلَّا اَوْجَبَ۔

کے پاس جب کوئی جنازہ آتا اور اس کے ساتھ والے لوگوں کو وہ کم سمجھتے تو ان کی تین صفیں کرتے پھر جنازے پر نماز پڑھتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مرد پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اس کے لئے جنت الفردوس واجب ہوگئی۔

تشریح ❁ یعنی اگر جنازے کے ساتھ اس قدر لوگ ہوئے کہ ایک ہی صف یا دو صفوں میں سما سکتے ہیں تب بھی ان کی تین صفیں کرتے اور مستحب یہ ہے کہ تین صفیں اس طرح سے کرے کہ پہلی صف میں بوڑھے رہیں دوسری میں ادھیڑ تیسری میں نوجوان اور لڑکے اور بعضوں نے کہا پہلی صف میں علماء دوسری میں طالب علم تیسری میں عام لوگ۔

۲۰:بَابُ مَا جَاءَ فِى الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب: میت کی تعریف کرنی کیسی ہے؟

۱۴۹۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِىَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِىَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! قُلْتُ لِهٰذِهٖ وَجَبَتْ وَ لِهٰذِهٖ وَجَبَتْ فَقَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهُوْدَ اللهِ فِى الْاَرْضِ۔

۱۴۹۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا: واجب ہوگئی (یعنی جنت) پھر ایک اور جنازہ نکلا لوگوں نے اس کی برائی کی۔ آپؐ نے فرمایا: واجب ہوگئی (یعنی دوزخ) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے اس کے لئے بھی فرمایا واجب ہوگئی اور اُس کے لئے بھی فرمایا واجب ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا لوگوں کی شہادت اور مومنین اللہ سبحانہ کے شاہد ہیں زمین پر۔

تشریح ❁ تو جس کی مومنین تعریف کریں گے گویا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ جنتی ہے اور جس کو وہ بھلا اور برائی کریں گے معلوم ہوا خدا کے نزدیک بھی وہ برا ہے اس حدیث سے لوگوں کو نصیحت لینا چاہئے اور خلق خدا خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ عمدہ برتاؤ اخلاق کے ساتھ کرنا چاہئے نہ صرف سوکھا اخلاق بلکہ ان کے حوائج اور مقصود کو برلانا چاہئے اور اگر خدا حکومت دے تو عدل اور انصاف اور رحم اور شفقت اور امانت اور دیانت اور خوفِ خدا کے ساتھ فیصلے کرنا چاہئے تاکہ مرنے کے بعد لوگ تعریف کریں بلکہ اس کی موت پر رنج کریں اور رودیں جب پیدا ہوئے تھے تو ہم روتے تھے لوگ ہنستے تھے اب کوشش کرنا چاہئے کہ مرتے وقت ہم ہنستے ہوئے جائیں اور لوگ روتے ہوئے یہ بھی اس موقع پر لینا چاہئے کہ موت سے تمام دنیاوی عداوتیں اور دشمنیاں ختم ہو جاتی ہیں اور دشمن بھی اس وقت دشمن نہیں رہتا پس اب جو کوئی اس کی برائی کرے گا تو سبب اس کا دنیاوی عداوت نہ ہوگی بلکہ واقع میں اس کے اخلاق یا دین میں کوئی برائی ہوگی لیکن ایک دو برائی کا اعتبار بھی نہیں جیسے ایک دو کی تعریف کا بلکہ اکثر لوگوں کا اعتبار ہے اچھے آدمی کو اکثر کیا بلکہ سب مرنے کے بعد اچھا ہی کہنے لگتے ہیں اور اس کی موت پر تاسف کرتے ہیں دنیاوی دشمن بھی ایسے وقت میں تعریف کرنے لگتے ہیں اور برے کی برائی سے بھی ایسے وقت میں سکوت کرتے ہیں جب ایسی حالت میں بھی لوگوں نے اس کو برا کہا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص حد کا برا تھا یا لوگوں کو ستاتا تھا کہ مرنے کے بعد بھی لوگ اس کی برائی سے خاموش نہیں ہوئے۔

Marfat.com

۱۴۹۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِیَ عَلَيْهَا خَيْرًا فِیْ مَنَاقِبِ الْغَيْرِ فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا عَلَيْهِ بِاُخْرٰى فَاُثْنِیَ عَلَيْهَا شَرًّا فِیْ مَنَاقِبِ الشَّرِّ فَقَالَ وَجَبَتْ اِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ۔

۱۴۹۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ایک جنازہ گزرا' لوگوں نے اس کی تعریف کی نیک باتوں میں۔ آپؐ نے فرمایا: واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی برائی کی بری باتوں میں۔ آپؐ نے فرمایا: واجب ہوئی تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں۔

۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَيْنَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ اِذَا صَلّٰی عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: جب جنازے میں نماز پڑھے تو امام کہاں کھڑا ہو

تشریح ۞ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ابوحنیفہ کے نزدیک امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو مرد ہو یا عورت اور امام مالک کے نزدیک مرد کے بیچ میں اور عورت کے مونڈھوں کے مقابل اور شافعی کے نزدیک مرد کے سر کے مقابل اور عورت کے بیچ میں اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے اور یہی مختار ہے از روئے دلائل کے۔

۱۴۹۳: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ : صَلّٰی عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا۔

۱۴۹۳: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر نماز پڑھی جو زچگی میں مرگئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

تشریح ۞ یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

۱۴۹۴: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هُمَامٍ عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَاْسِهٖ فَجِیْءَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰی بِاِمْرَاَةٍ فَقَالُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيْرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَا اَبَا حَمْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ هٰكَذَا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَ قَامَ مِنَ الْمَرْاَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْاَةِ قَالَ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ احْفَظُوْا۔

۱۴۹۴: حضرت ابوغالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر دوسرا جنازہ لایا گیا ایک عورت کا۔ ابوغالب نے کہا اے ابوحمزہ (کنیت ہے انس کی) نماز پڑھو اس پر وہ تابوت کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ علاء بن زیاد نے کہا اے ابوحمزہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے مرد اور عورت کے جنازے میں کھڑے ہوتے تھے یعنی جہاں تم کھڑے ہوئے' انہوں نے کہا ہاں پھر ہماری طرف منہ کیا اور کہا یاد رکھو۔

۲۲: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْقِرَاَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: جنازے کی نماز میں قرأت کرنا

۱۴۹۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ثَنَا

۱۴۹۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

Marfat.com

اِبْرٰهِيْمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ: قَرَاَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر سورت فاتحہ پڑھی۔

۱۴۹۶: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ وَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنِيْ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ شَرِيْكٍ الْاَنْصَارِيَّةُ ۔ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَقْرَاَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

۱۴۹۶: حضرت اُم شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ہم کو حکم دیا' جنازے پر سورۂ فاتحہ پڑھنے کا۔

تشریح ❁ ابن مسعود اور امام حسن اور ابن زبیر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحٰق اور اہل حدیث کا یہی صحیح اور حق ہے اور مالک اور اہل کوفہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ جنازے میں نہ پڑھے نہ اور کوئی سورت غرض جنازے کی نماز میں ان کے نزدیک قرأت بالکل نہیں ہے اور ابن حزم کے نزدیک ہر تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے اور امام شوکانی نے اہل حدیث کا مذہب یہ قرار دیا ہے کہ جنازے میں تکبیر اولیٰ کے بعد سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھے نسائی کی روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے جنازے کی نماز میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی اور جہر کیا جب فارغ ہوئے کہا ایسا ہی سنت ہے اور حق ہے اور شافعی نے مسند میں نکالا ابوامامہ بن سہل سے ان سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ جنازے کی نماز میں سنت یہ ہے کہ امام اللہ اکبر کہے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے تکبیر اولیٰ کے بعد چپکے سے درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور باقی تکبیروں میں صرف دعا کرے اور قرأت نہ کرے پھر چپکے سے سلام پھیرے۔ حافظ نے فتح میں کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور عبدالرزاق اور نسائی نے بھی اس کو نکالا حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا جنازے کی نماز میں سنت ہے کیونکہ وہ بہتر ہے تمام دعاؤں میں اور اللہ نے اس کو سکھلایا اپنے بندوں کو قرآن شریف میں اور چونکہ جنازے کی نماز میں دعا کا موقع ہے اس لئے دوسری تکبیروں کے بعد صرف دعا کافی ہے تلاوت قرآن شریف ان میں ضروری نہیں۔

مترجم کہتا ہے حنفیہ نے جن دلیلوں سے تمسک کیا ہے اس میں نفی ہے اور اثبات مقدم ہے نفی پر اور احتمال ہے کہ جن لوگوں نے نفی نقل کیا ہے انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھنا نہ سنا ہو کیونکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی ہے اور جن حدیثوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا وارد ہے ان میں زیادت ہے اور زیادت پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور اس میں احتیاط بھی ہے اس لئے کہ جنازے کی نماز بھی ایک نماز ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ نماز نہیں ہوتی بغیر سورۂ فاتحہ کے اور احناف میں سے کئی بزرگوں نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ ہمارے جنازے کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور حنفیہ نے اس مسئلہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی قول ترک کیا حالانکہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہت پیروی کرتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اہل حدیث کا مذہب حق کا ہے یعنی تکبیر اولیٰ کے بعد جنازے کی نماز میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھنا چاہئے۔

۲۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: جنازے کی نماز میں کیا دعا پڑھے؟

۱۴۹۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُوْنٍ الْمَدِيْنِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ

۱۴۹۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے:

Marfat.com

بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ۔

جب تم میت پر نماز پڑھو تو اخلاص کے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔

تشریح ❁ جس تکبیر کے بعد چاہو کیونکہ احادیث میں اس کی قیدوارد نہیں ہوئی اور بہتر یہ ہے کہ ہر تکبیر کے بعد ادعیہ ماثورہ میں سے ایک ایک دعا پڑھے اور بعض علماء نے کہا کہ تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھے۔

۱۴۹۸: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَ لَاتُضِلَّنَا بَعْدَهٗ۔

۱۴۹۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی جنازے پر نماز پڑھتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا اخیر تک یعنی یا اللہ بخش دے ہمارے زندے اور ہمارے مردے کو اور ہمارے حاضر ہمارے غائب اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے اور ہمارے مرد اور ہمارے عورت کو یا اللہ جس کو تو ہم میں سے جلا دے تو اس کو اسلام پر جلا اور جس کو تو ہم میں سے مارے تو اس کو ایمان پر مار۔ یا اللہ مت محروم کر ہم کو اس کے اجر سے اور مت گمراہ کر ہم کو اس کے بعد۔

تشریح ❁ یہ فقرہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے اور ابوداؤد اور ترمذی اور احمد کی روایت میں علی الایمان تک ہے اور نکالا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اور کہا اس کا ایک شاہد ہے صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اور اس کو ترمذی نے نکالا لیکن علت بیان کی کہ عکرمہ بن عمار سے اور یہ جو فرمایا زندہ رکھ اسلام پر اور مار ایمان سے تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ زندگی میں اعمال کی ضرورت ہے اور وہ اسلام کے متعلق ہے اور مرتے وقت صرف دل سے یقین کی ضرورت ہے اس کو ایمان سے زیادہ تعلق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں' پر لغوی معنی کی رو سے فرق ہے اسلام کے معنی اطاعت اور انقیاد اور ایمان کا معنی یقین۔

۱۴۹۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُسْلِمِ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ حَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَسْمَعُهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِىْ ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ اَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

۱۴۹۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان پر (جنازے کی) نماز پڑھی میں سن رہا تھا۔ آپ فرماتے تھے: اللھم ان فلاں بن فلان اخیر تک یعنی یا اللہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا (یہاں میت کا نام اور اس کے باپ کا نام لے تیرے ذمہ میں ہے) اور تیری پناہ کی رسی میں ہے تو اس کو بچا قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے اور تو لائق ہے وفا اور حق کے تو بخش دے اس کو اور رحم کر اس پر بے شک تو بخشنے والا ہے مہربان۔

۱۵۰۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ

۱۵۰۰: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

ثَنَا فَرَجُ بْنُ فُضَالَةَ حَدَّثَنِیْ عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَ ثَلْجٍ وَ بَرَدٍ وَ نَقِّهٖ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ بِدَارِهٖ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِهٖ وَ اَهْلًا خَیْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ۔

قَالَ عَوْفٌ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ مُقَامِیْ ذٰلِكَ اَتَمَنّٰى اَنْ اَكُوْنَ مَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ۔

میں موجود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد پر نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہم صل علیہ اخیر تک یعنی یا اللہ اپنی رحمت اتار اس شخص پر اور بخش دے اس کو اور رحم کر اس پر اور بچاؤ میں رکھ اس کو اور عفو کر اس سے اور دھو ڈال اس کو پانی برف اور اولے سے اور صاف کر دے اس کو گناہوں اور خطاؤں سے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور بدل دے اس کو اچھا گھر اس کے گھر سے (یعنی دنیا کے گھر سے بہتر گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والے بہتر اس کے گھر والے سے (اور بچا اس کو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے۔ عوف نے کہا میں نے اس وقت آرزو کی کاش میں یہ شخص ہوتا۔

تشریح ۞ یعنی اس مردے کی جگہ میں ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا میرے لئے کرتے فقیر مترجم آرزو کرتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل سے اس جہان کے مزے لوٹتا یا اللہ رحم فرما میرے گناہوں پر اور بخش دے میری خطاؤں کو اور اپنے حبیب کے صدقے سے بچا دے مجھ کو دنیا اور عقبیٰ کے ہر ایک عذاب اور تکلیف سے بے شک تو ارحم الراحمین اور غافر الذنبین ہے اور آسان کر دے مجھ پر آخرت کے سفر کو یہ حدیث صحیح مسلم میں مروی ہوئی اور اس دعا کا اسناد اور دعاؤں سے زیادہ قوی ہے تو اس کا پڑھنا بہتر ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ہر ایک دعا پڑھ سکتا ہے لیکن حنفیہ نے پہلی دعا کو اختیار کیا ہے اور اہل حدیث نے اس دعا کو۔

۱۵۰۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِیَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا اَبَاحَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَبُوْ بَكْرٍ وَ لَا عُمَرُ فِیْ شَیْءٍ مَا اَبَاحُوْا فِی الصَّلَاةِ عَلَى الْمَیِّتِ یَعْنِی لَمْ یُوَقِّتْ۔

۱۵۰۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کسی چیز میں چھوٹ نہیں دی جتنی میت پر نماز میں دی یعنی اس کا وقت نہیں مقرر کیا۔

۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّكْبِیْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَرْبَعًا

باب: جنازے کی نماز میں چار تکبیریں ہیں

۱۵۰۲: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْاَیَاسِ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰى عَلٰى عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ وَكَبَّرَ عَلَیْهِ اَرْبَعًا

۱۵۰۲: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ (اس کی سند میں خالد بن الیاس متفقہ طور پر ضعیف ہے)

تشریح ۞ حنفیہ کے نزدیک پہلی تکبیر کہہ کر ثنا پڑھے پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود پڑھے پھر تیسری تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھے اللہم اغفر لحینا اخیر تک پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے اور اہل حدیث کے نزدیک پہلی تکبیر کہہ کر سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھے

Marfat.com

اس کے بعد دعا پڑھے ادعیہ ماثورہ میں سے' پھر دوسری تکبیر کہے اور دوسری یا وہی دعا پڑھے پھر تیسری کے بعد بھی ایسا ہی پھیرے' چوتھی کے بعد سلام پھیر دے اور اگر چاہے تو چوتھی کے بعد بھی دعا پڑھے اور پانچویں کے بعد سلام پھیرے اور اہلحدیث کے نزدیک جنازے میں چار اور پانچ تکبیریں کہہ سکتا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے اور ائمہ اربعہ نے چار تکبیروں پر اتفاق کیا ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر اور عقبہ اور عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم سے اور پانچ تکبیروں کی حدیث آگے آتی ہے اور امام احمد اور اصحاب سنن نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو پانچ تکبیریں کہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا میں بھولا نہیں نہ میں نے وہم کیا لیکن میں نے اتنی تکبیریں کہیں جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی تھیں جب جنازے پر نماز پڑھی تھی۔ اس کے اسناد میں یحییٰ بن عبداللہ جابری ضعیف ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحابہ نے جنازے کی تکبیروں میں اختلاف کیا۔ تین تکبیروں سے نو تکبیروں تک۔ ابن عبدالبر نے کہا اس کے بعد چار پر اجماع ہو گیا میں کہتا ہوں ابن عبدالبر کا یہ دعویٰ غلط ہے صحابہ میں اختلاف مشہور ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ پانچ تکبیروں پر عمل نہ کیا جائے جب حدیث صحیح اس باب میں وارد ہوئی باوجودیکہ اس میں زیادت ہے اور زیادت پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور ابن عبدالبر نے استذکار میں نکالا سلیمان بن ابی حشمہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں پر چار تکبیریں کہتے اور پانچ اور سات اور آٹھ یہاں تک کہ نجاشی مرا تو آپ ﷺ نکلے اور چار تکبیریں کہیں پھر آپ ﷺ اس پر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اٹھا لیا اگر یہ روایت ہو جب بھی اس سے پانچ تکبیروں کا نسخ ثابت نہیں ہوتا اور طبرانی نے اوسط میں نکالا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز پڑھو اپنے مردوں پر رات اور دن میں اور چھوٹے اور بڑے پر اور غریب اور امیر پر چار تکبیریں کہو اس کی اسناد میں عمرو بن ہشام بیروتی ہے جو متفرد ہے ابن لہیعہ سے اور یہ دونوں ضعیف ہیں تو یہ روایت ثابت نہیں ہے اور بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ انہوں نے سہل بن حنیف پر چھ تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ بدری تھے اور سعید بن منصور نے حکم بن عتیبہ سے نکالا کہ صحابہ اہل بدر پر پانچ اور چھ اور سات تکبیریں کہتے تھے۔ روضہ۔

۱۵۰۳: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِیُّ ثَنَا الْهَجَرِیُّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ الْاَسْلَمِیِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْجِنَازَةِ ابْنَةٍ لَهٗ فَكَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَیْئًا۔

قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ یُسَبِّحُوْنَ بِهٖ مِنْ نَوَاحِی الصُّفُوْفِ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَكُنْتُمْ تُرَوْنَ اَنِّیْ مُكَبِّرٌ خَمْسًا قَالُوْا تَخَوَّفْنَا ذٰلِكَ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاَفْعَلَ وَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَمْكُثُ سَاعَةً فَیَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُوْلَ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

۱۵۰۳: حضرت ابوبکر ہجری سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ اسلمی کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے' نماز پڑھی ان کے بیٹے کے جنازے پر تو انہوں نے چار تکبیریں کہیں' پھر چوتھی تکبیر کے بعد ذرا ٹھہرے (یعنی سلام پھیرنے میں توقف کیا)۔ لوگوں سے میں نے سنا وہ صفوں کے کونوں سے سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ (اس خیال سے کہ عبداللہ نے سہو کیا آخر انہوں نے سلام پھیر دیا پھر کہا کیا تم سمجھتے تھے کہ میں پانچ تکبیریں کہوں گا' انہوں نے کہا ہم اسی سے ڈرے۔ عبداللہ نے کہا میں ایسا ڈرنے والا نہیں' لیکن آنحضرت ﷺ چار تکبیریں کہتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر توقف کرتے (سلام پھیرنے میں) اور جو اللہ کو منظور ہوتا وہ فرماتے پھر سلام پھیرتے (اس کی سند میں ابراہیم بن مسلم کوفی ضعیف ہے)۔

۱۵۰۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرَّفَاعِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ

۱۵۰۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

الصَّبَّاحِ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوْا ثَنَا يَحْيٰى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيْفَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ اَرْبَعاً۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔

۲۵:بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا

باب: جنازے میں پانچ تکبیروں کا بیان

۱۵۰۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَ اَنَّهٗ كَبَّرَ عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا۔

۱۵۰۵: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے' پھر انہوں نے ایک جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے پوچھا تو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

۱۵۰۶: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَلِيِّ الرَّافِعِيُّ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ خَمْسًا۔

۱۵۰۶: حضرت کثیر بن عبداللہ نے روایت کیا اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہ آنحضرتؐ نے پانچ تکبیریں کہیں۔ (اس حدیث کی سند میں کثیر بن عبداللہ بہت ضعیف راوی ہے)۔

۲۶:بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ

باب: بچے پر نماز پڑھنا

۱۵۰۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ حَيَّةَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ۔

۱۵۰۷: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے بچے پر نماز پڑھی جائے۔

۱۵۰۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الرَّبِيْعُ ابْنُ بَدْرٍ ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَ وُرِثَ۔

۱۵۰۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بچہ روئے (پیدا ہوتے وقت) تو اس پر نماز پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا۔

۱۵۰۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْبَخْتَرِيُّ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلٰى اَطْفَالِكُمْ فَاِنَّهُمْ مِنْ اَفْرَاطِكُمْ۔

۱۵۰۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز پڑھو اپنے بچوں پر وہ تمہارے پیش خیمہ ہیں (آخرت میں تمہارے لئے مقام تیار کریں گے جنت میں۔ (اس کی سند میں بختری بن عبید نے اپنے باپ سے احادیث موضوعہ روایت کی ہیں)۔

۲۷:بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُوْلِ

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی

Marfat.com

اللہِ ﷺ وَ ذِکْرُ وَفَاتِہٖ

وفات اوران پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۱۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَاَیْتَ اِبْرٰھِیْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ وَ ھُوَ صَغِیْرٌ وَ لَوْ قُضِیَ اَنْ یَکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُہٗ وَ لٰکِنْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ۔

۱۵۱۰: اسماعیل بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے (حضرت ماریہؓ کے بطن سے) انہوں نے کہا حضرت ابراہیم بچپن میں مر گئے اور (اگر تقدیر میں یہ ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ ﷺ کا بیٹا جیتا رہتا لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

تشریح ۞ دوسری روایت میں ہے کہ اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ بفرض محال اگر ایسا ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے آپ ﷺ کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور تقدیر الٰہی بھی ایسی ہی تھی جب تو آپ ﷺ کے صاحبزادوں میں سے کوئی نہیں جیا طیب اور طاہر اور قاسم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ابراہیم ماریہ رضی اللہ عنہم سے یہ چاروں صاحبزادے عالم طفولیت ہی میں گزر گئے اگرچہ یہ لازم نہیں ہے کہ پیمبر کا بیٹا بھی پیمبر ہو۔

۱۵۱۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ شَبِیْبٍ الْبَاھِلِیُّ ثَنَا اِبْرٰھِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا الْحَکَمُ بْنُ عُتَیْبَۃَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرٰھِیْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا وَ لَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ اَخْوَالُہٗ الْقِبْطُ وَ مَا اسْتُرِقَّ قِبْطِیٌّ۔

۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گزر گئے تو آپ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی (جنازے کی) اور فرمایا جنت میں ان کو دودھ پلایا جاتا ہے کیونکہ ایام رضاعت پورے نہیں ہوئے تھے کہ ان کی وفات ہوئی اور اگر یہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے (یعنی بفرض محال) اور اگر یہ زندہ رہتے تو ان کے ننہیال کے لوگ قبطی (مصر والے فرعون کی قوم) آزاد کر دیئے جاتے اور کوئی قبطی غلامی میں نہ لیا جاتا۔

تشریح ۞ قبطی ایک قوم ہے مصر والوں میں سے فرعون اسی قوم سے تھا کیا قدرت ہے اللہ عزوجل کی ایک زمانہ وہ تھا جب قبطی بنی اسرائیل کو لونڈی غلام بناتے اس کے بعد پھر وہ زمانہ ہوا کہ خود قبطی لونڈے بننے لگے اور اب تک عرب میں قبط کے بردے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسی قوم کی تھیں اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اس کی اسناد میں ابوشیبہ ہے' ابراہیم بن عثمان قاضی واسط کا وہ منکر الحدیث ہے اسی ابوشیبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت تراویح کی ہے اور وہ روایت بھی منکر ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ پیمبر کی اولاد کا پیمبر ہونا ضروری نہیں جیسے حضرت نوحؑ کی اولاد پیمبر نہ تھی اور شیخ عبدالحق نے کہا یہ بڑی جرأت ہے۔ ابن عبدالبر سے یعنی گستاخی ہے اگرچہ یہ حدیث منکر ہو پر ابن ابی اوفیٰ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کیونکہ موقوف روایت ایسے امور میں مثل مرفوع کے ہے اور یہ تعلیق بالمحال کے باب میں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں آئے گا اور قرآن میں اس کے نظائر بہت ہیں جیسے لئن اشرکت لیحبطن عملك ولئن اتبعت اھواھم لقد کدت ترکن الیھم و ان کان

Marfat.com

للرحمن ولد وغیرہ۔

مترجم کہتا ہے غلامی ایک ایسا مسئلہ ہے اسلام میں جس کے لئے آیتیں اور صدہا حدیثیں اور ہزارہا کتابیں فقہ کی موجود ہیں بلکہ فقہ کے اکثر ابواب اسی طرح حدیث کے کئی ابواب غلامی کی بحثوں سے متعلق ہیں جیسے عتاق اور استیلاء وغیرہ لیکن بعض عقل کے پھوٹے غلامی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اسلام میں غلامی نہیں تھی۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی آفتاب کے وجود کا انکار کرے اس کی سزا یہ ہے کہ خوب جوتے اس کو لگائے جائیں تا کہ اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ ایسی کھلی باتوں کا پھر انکار نہ کرے یہ غلامی برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے اب تک مسلمانوں میں قائم رہی اور صدہا غلام لونڈی بلا مزاحمت اور انکار بکتے رہے اب چند روزوں سے جب سے نصاریٰ کا بڑا فروغ ہوا ہے لوگ غلامی کے خلاف ہونے لگے ہیں اور نصاریٰ نے زور و زبردستی سے اسلامی ممالک میں بھی مداخلت کر کے غلام لونڈیوں کا بکنا موقوف کرایا ہے اس پر بھی ملک حجاز میں یہ رسم اب تک باقی تھی اور مکہ معظمہ میں سر بازار لونڈی غلام بکتے تھے لیکن سال حال میں سلطان روم نے جو خانوادہ ترک میں سے ہے اور بزور و زبردستی خلاف اسلامی پر جو قریش سے مخصوص تھی قابض ہے باغوای نصاریٰ خذلہم اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ ملک حجاز میں سے بھی غلامی اٹھائی جائے لیکن عرب نے اس حکم کو جو بالکل شرع شریف کے خلاف ہے قبول نہیں کیا اور ایک فساد عظیم ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے اس سال بوجہ اسی فساد کے حجاج مدینہ طیبہ کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہو سکے افسوس ہے کہ سلطان روم مسلمان ہو کر ایسی چیز کو اٹھانا چاہتے ہیں جو باتفاق اہل اسلام تیرہ سو برس سے قائم ہے اور تمام مذہب اور مشرب والے اہل اسلام میں سے علی العموم اس پر متفق ہیں اور قرآن اور احادیث اور ائمہ مجتہدین سب بلا نکیر اس کا ثبوت دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ایک مصیبت عظمیٰ ہے اسلام میں معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی عقل کدھر تشریف لے گئی ہے۔

۱۵۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ ثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِي الْوَلِيْدِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَ اللّٰهُ اَبْقَاهُ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِتْمَامَ رَضَاعِهٖ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ لَوْ اَعْلَمُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَوَّنَ عَلِيَّ اَمْرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاَسْمَعَكِ صَوْتَهُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اُصَدِّقُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

۱۵۱۲: حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گزر گئے تو حضرت اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ قاسم کی چھاتی میں خون جمع ہو گیا (یعنی جس پستان سے وہ دودھ پیتے تھے) کاش اللہ جل جلالہ ان کو رہنے دیتا' دودھ کی مدت پوری ہونے تک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں حوریں اس کی رضاعت پوری کر رہی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے تو میرے دل کو تسلی ہو (یعنی ان کی وفات کا رنج کم ہو جائے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اللہ جل جلالہ سے دعا کروں وہ قاسم کی آواز تم کو سنا دے (جنت میں سے) حضرت خدیجہؓ نے کہا یا رسول اللہ' اللہ اور اس کا رسولؐ سچا ہے۔

تشریح ❁ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس واسطے کہا کہ ایمان بالغیب کی فضیلت جانے نہ پائے دوسرے یہ کہ ان کو یقین تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے پر پھر جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں بھی شبہ نہ رہا گو محبت مادری کی وجہ سے پہلے یوں کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے تو کچھ میرے غم کو تسلی ہو۔

Marfat.com

۲۸:بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّلَاةِ عَلَی الشُّهَدَآءِ وَ دَفْنِهِمْ

۱۵۱۳:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ اُتِیَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّیْ عَلٰی عَشْرَةٍ عَشْرَةٍ وَ حَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُوْنَ وَ هُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ۔

باب:شہیدوں پر نماز پڑھنے اور ان کے دفن کا بیان

۱۵۱۳:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد کے دن شہیدوں کی نعشوں کو لے کر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔آپ دس دس آدمیوں پر نماز پڑھتے جاتے تھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش اسی طرح رکھی رہی اور باقی نعشیں اٹھتی جاتی تھیں نماز کے بعد لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش وہی ہی رکھی رہی۔

تشریح ❁ شہید پر نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابوحنیفہ کے نزدیک پڑھنا چاہئے اور شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک شہید پر نماز نہ پڑھنا چاہئے اور دلیل ان کی جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے جو آگے آئے گی اس کو امام بخاری اور اصحاب سنن نے بھی نکالا اور احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی اور اس میں شک نہیں کہ نماز نہ پڑھنے کی حدیثیں زیادہ قوی ہیں نماز پڑھنے کی حدیثوں سے یہاں تک کہ بعض اہل حدیث نے کہا جس نے نفی کی احادیث کا معارضہ کیا ہے اثبات کی حدیثوں سے تو اس کو شرم کرنا چاہئے تھا لا بتہ قواعد اصول کے لحاظ سے اثبات مقدم ہونا چاہئے نفی پر مگر یہاں اثبات کی دلیلیں اس لائق نہیں ہے کہ نفی کی حدیثوں کا معارضہ کریں۔(روضہ)

مترجم کہتا ہے کہ اثبات صلوٰۃ کی ایک حدیث یہ ہے کہ اسناد میں یزید بن ابی زیادہ ہے جو حجت لینے کے لائق اور ایک حاکم نے مستدرک میں نکالی جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے اسناد میں ابوحماد حنفی متروک ہے اور ایک امام احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ منقطع ہے اور عبدالرزاق نے اس کو مرسلاً روایت کیا شعبی سے اور ایک ابوداؤد سے نکالی انس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور کسی شہید پر نماز نہیں پڑھی اور یہ مخالفین کی دلیل ہے علاوہ اس کے اس کی اسناد میں اسامہ بن زید لیثی ضعیف ہے اور ایک دارقطنی نے نکالی حکم بن احمد سے اس کی اسناد میں اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے اور ایک انہوں نے ہی نکالی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اسناد میں عبدالعزیز بن عمران ضعیف ہے اور ایک ابن اسحٰق نے سیرۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اسناد میں ایک مبہم ہے اور بعضوں نے کہا وہ حسن بن عمارہ ہے جیسے ابوقرہ رضی اللہ عنہ کی سنن میں اس کی تصریح ہے لیکن حسن بن عمارہ بالاتفاق ضعیف ہے اور ایک ابوداؤد نے ابومالک سے نکالی وہ مرسل ہے اور ایک انہوں ہی نے نکالی وہ بھی مرسل ہے اور ایک نسائی نے شداد بن ہاد سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی پر جو شہید ہوا نماز پڑھی وہ بھی مرسل ہے اور ایک واقدی نے فتوح الشام میں نکالی کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شہیدوں پر نماز پڑھی لیکن یہ موقوف ہے اور واقدی خود ضعیف ہے اور یہ سب حدیثیں مل کر قوی ہو جاتی ہیں اور اس لائق ہو جاتی ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معارضہ کریں خصوصاً اس حالت میں جب اثبات مقدم ہو نفی پر ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ شہید پر نماز پڑھی جائے اگر کوئی کہے کہ نماز پڑھنے میں ایک صحیح حدیث وارد ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس کو بخاری نے اور مسلم نے نکالا تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ نماز جنازے کی نماز نہ تھی بلکہ بطور دعا کے تھی اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن شہداء احد کی طرف نکلے اور ان پر نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھتے ہیں امام بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ آٹھ برس بعد نماز پڑھی جیسے رخصت کرتے ہیں زندوں اور مردوں کو اور بعضوں نے کہا یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے تھا واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۵۱۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمْ قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَ قَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَ اَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَائِهِمْ وَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَ لَمْ يُغَسَّلُوْا۔

۱۵۱۴: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو اور تین آدمیوں کو احد کے شہیدوں میں سے ایک کپڑے میں لپیٹتے پھر فرماتے ان میں قرآن کس کو زیادہ یاد ہے جب لوگ بتا دیتے تو آپ ﷺ اس کو آگے کرتے قبر میں (یعنی قبلے کی طرف) اور فرماتے میں گواہ ہوں ان لوگوں پر اور حکم کیا ان کے دفن کا خون لگے ہوئے اور نماز نہیں پڑھی ان پر نہ وہ غسل دیئے گئے۔

تشریح ❁ شہید کو غسل نہ دینا اس پر سب کا اتفاق ہے امام احمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے شہید کو غسل دینے سے منع کیا اور فرمایا اس کا زخم قیامت کے دن مشک کی خوشبو چھوڑ دے گا اور حنظلہ جنابت کی حالت میں شہید ہوئے تھے جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غسل نہیں دیا اور فرمایا کہ فرشتے ان کو غسل دیتے ہیں۔

۱۵۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَ الْجُلُوْدُ وَ اَنْ يُدْفَنُوْا فِيْ ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ۔

۱۵۱۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا احد کے شہیدوں پر سے ہتھیار اور زرہیں اتار لینے کا اور ان کے کپڑوں میں خون سمیت دفن کر دینے کا۔

۱۵۱۶: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعَ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُرَدُّوْا اِلٰى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوْ نُقِلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

۱۵۱۶: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد کے شہیدوں کو اسی جگہ لے جائیں جہاں وہ گرے (یعنی لڑائی میں شہید ہوئے اور لوگ ان کو مدینہ میں لے آئے تھے)۔

تشریح ❁ تو آپ نے پھر اسی جگہ ان کو واپس کر دیا جہاں وہ شہید ہوئے تھے اکثر علماء نے میت کا لے جانا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے مکہ اور مدینہ میں نعش کا لے جانا اسی طرح کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس جائز رکھا ہے۔

۲۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا

۱۵۱۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ۔

۱۵۱۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے پر نماز پڑھے مسجد میں اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔

تشریح ❁ یعنی اس کو ثواب نہیں ہے اس حدیث سے دلیل لیتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کا جواب دوسرے علماء جو کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازے کی نماز مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث

Marfat.com

ضعیف ہے کیونکہ اس کی اسناد میں صالح ہے مولیٰ التوامہ دوسرے یہ کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں یوں ہے فلاشی علیہ یعنی اس پر کوئی گناہ نہیں ہے تیسرے یہ کہ اگر مسجد میں جنازے کی نماز مکروہ ہوتی تو آپ ﷺ بیضا کے بیٹوں پر مسجد میں نماز نہ پڑھتے اور یہ حدیث آگے آتی ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ صحابہ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر مسجد میں نماز پڑھی۔

۱۵۱۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ۔

۱۵۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔ ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث زیادہ قوی ہے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے۔

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ اَقْوٰى۔

تشریح ۞ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مر گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تا کہ میں ان پر نماز پڑھوں لوگوں نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے کہا قسم خدا کی البتہ آنحضرت ﷺ نے بیضا کے بیٹوں پر مسجد کے اندر نماز پڑھی شافعی کا یہی قول ہے کہ مسجد میں جنازے کی نماز درست ہے اور اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

۳۰: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ لَا يُصَلّٰی فِيْهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ

باب: جن وقتوں میں میت پر نماز اور دفن درست نہیں ہے

۱۵۱۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيْعًا عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِیِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِیَّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّیَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً وَ حِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَ حِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ

۱۵۱۹: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین وقتوں میں ہم کو نماز پڑھنے سے یا مردوں کو دفن کرنے سے منع کرتے تھے ایک تو جب آفتاب طلوع ہو رہا ہو۔ دوسرے جب ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ زوال ہو جائے۔ تیسرے جب سورج ڈوبنے کے قریب ہو یہاں تک کہ ڈوب جائے۔

تشریح ۞ اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے علماء کا کہ ان اوقات میں نماز فرائض اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ اور دفن وغیرہ درست ہیں یا نہیں تو شافعی کا یہ قول ہے کہ درست ہیں دوسری حدیثوں سے اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں اور بعضوں کے نزدیک تفصیل ہے اور پورا بیان اس کا ہم نے تسہیل القاری کی کتاب الاوقات میں کیا ہے۔

۱۵۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهٗ لَيْلًا وَ اَسْرَجَ فِیْ قَبْرِهٖ

۱۵۲۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رات کو دفن کیا اور چراغ لگایا اس کی قبر میں۔

تشریح ۞ دفن کرتے وقت اس حدیث سے یہ نکالا کہ رات کو دفن کرنا جائز ہے اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ اور نخعی اور زہری اور ثوری اور عطا وغیرہم کا۔

Marfat.com

۱۵۲۱: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَوْدِیُّ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ یَزِیْدَ الْمَکِّیِّ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَّا اَنْ تُضْطَرُّوْا۔

۱۵۲۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت دفن کرو اپنے مردوں کو رات کو مگر جب ضرورت آن پڑے۔

تشریح ۞ کیونکہ رات کو لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے دفن میں شریک ہونے میں اور جنازے میں تھوڑے آدمی شریک ہوتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت ایسا نہ کرو لیکن اگر رات ہو جائے تو بالاتفاق رات کو دفن کرنا درست ہے جیسے اوپر گزرا اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پر رات ہی کو نماز پڑھی گئی اور رات ہی کو دفن ہوئیں۔

۱۵۲۲: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِیُّ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِیْعَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ۔

۱۵۲۲: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں پر نماز پڑھو رات اور دن کو۔ (اس روایت میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ولید مدلس ہے)

۳۱: بَابُ فِی الصَّلَاةِ عَلٰی اَهْلِ الْقِبْلَةِ

باب: اہل قبلہ پر نماز جنازہ پڑھنا

تشریح ۞ جو لوگ ہمارے قبلے کی طرف یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں ان کو اہل قبلہ کہتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت ہوں یا شیعہ یا معتزلی یا خارجی اہل قبلہ میں سب داخل ہیں تو ان سب پر جنازے کی نماز پڑھنا چاہئے البتہ جو شخص امام ہو لوگوں کا وہ اگر کسی گمراہ یا فاسق پر نماز پڑھے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرے لوگ گمراہ اور فاسق سے باز رہیں لیکن عام مسلمانوں کو اس پر نماز پڑھ لینا چاہئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے باب میں فرمایا کہ ان پر نماز پڑھی جائے۔

۱۵۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللهِ بْنُ اُبَیٍّ جَاءَ ابْنُهٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَعْطِنِیْ قَمِیْصَكَ اُکَفِّنْهُ فِیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آذِنُوْنِیْ بِهٖ فَلَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُصَلِّیَ عَلَیْهِ قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَا زَاكَ لَكَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [التوبة: ۸۰] فَاَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهٗ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ

۱۵۲۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب عبداللہ بن ابی (ابن سلول مشہور منافق) مر گیا تو اس کا بیٹا (جو مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ اپنا قمیص مجھ کو دیجئے تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خبر دینا (جب جنازہ تیار ہو) جب آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لائق آپ ﷺ کے نہیں (یعنی آپ ﷺ کو ایسے منافق شخص پر نماز پڑھنا سزاوار نہیں۔ دوسرا کوئی پڑھ سکتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور حضرت عمرؓ سے فرمایا میں اختیار دیا گیا ہوں دونوں امروں میں اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا اخیر تک۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ یعنی منافقوں میں سے کوئی

Marfat.com

اَبَدًا وَ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ ۔ [التوبة : ٨٤] مرجائے تو اس پر نماز مت پڑھ اور مت کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

تشریح ❁ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا قمیص دیا اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کے پاس اس وقت تشریف لائے جب وہ دفن ہو چکا تھا آپ ﷺ نے اس کو نکلوایا اور اس پر اپنا تھوک ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے دو کرتے اس کو دیئے ہوں ایک تو اس کے بیٹے کو جب اس نے مانگا دوسرے جب وہ دفن ہو چکا تھا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صالحین کا لباس متبرک ہے اور کفن کے لئے متبرک لباس بہتر ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے باب میں پہلے یہ آیت اتاری تھی **سواء علیهم استغفرت یهم اولا تستغفر** اخیر تک برابر ہے ان کے لئے تو استغفار کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار ان کے لئے استغفار کرے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا تو اس آیت میں استغفار کی ممانعت نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا بے فائدہ ہونا بیان کیا گیا تھا۔

۱۵۲۴: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدِ الْوَاسِطِيُّ وَسَهْلُ ابْنُ اَبِيْ سَهْلٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاتَ رَأْسُ الْمُنَافِقِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ وَ اَوْصٰى اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنْ يُكَفِّنَهٗ فِيْ قَمِيْصِهٖ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَ كَفَّنَهٗ فِيْ قَمِيْصِهٖ وَ قَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ ۔

۱۵۲۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقوں کا سردار (عبداللہ بن ابی) مدینہ میں مرگیا اور اس نے وصیت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر نماز پڑھیں اور اپنی قمیص میں مجھ کو کفن دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کو کفن دیا۔ اپنی قمیص میں اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری **وَ لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ**۔

تشریح ❁ اس میں یہ حکمت تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں پر نماز نہیں پڑھیں گے تو ان کو خوف پیدا ہوگا اور امید ہے کہ جو زندہ ہیں وہ آئندہ نفاق سے توبہ کریں گے غرض عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس معاملہ میں بھی صائب تھی اور اسی کے موافق حکم الٰہی نازل ہوا جیسے اور کئی معاملوں میں ہوا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایسے منافق کو اپنا قمیص پہنایا اس میں یہ حکمت تھی کہ اس کا بیٹا سچا مسلمان تھا اس کا دل خوش ہو جائے اور ہوگا تو وہی جیسے اس کے اعمال تھے اور بعضوں نے کہا عبداللہ بن ابی بے بدر کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا کو قمیص پہنایا تھا تو آپ ﷺ نے اس کا بدلہ کر دیا تا کہ منافق کا احسان باقی نہ رہے واللہ اعلم۔ یہ نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تھا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ ﷺ کو خبر دے دیتا دلوں کے احوال سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد پھر دو ہی قسم کے لوگ رہے مسلمان یا کافر جو زبان سے اسلام قبول کرے وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس پر جنازے کی نماز پڑھیں گے اور دل کا حال اللہ کے سپرد ہے اب اگر وہ دل سے سچا مسلمان نہ ہوگا تو قیامت میں اس کو عذاب ہوگا اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔

۱۵۲۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ ثَنَا مُسْلِمِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ ثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلُّوْا عَلٰى كُلِّ مَيِّتٍ وَجَاهِدُوْا مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ۔

۱۵۲۵: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مردے پر نماز پڑھو اور ہر امیر کے ساتھ جہاد کرو۔ (اس حدیث کی سند میں عتبہ ضعیف ہے حارث متفقہ طور پر ضعیف ہے اور ابو سعید کذاب ہے)۔

۱۵۲۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ

۱۵۲۶: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُرِحَ فَاَذَتْهُ الْجِرَاحَةِ فَرَبَّ اِلٰى مَشَاقِصَ فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَدَبًا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص زخمی ہوا اور زخم نے اس کو ایذا دی تو وہ آہستہ سے رینگتا گیا تیر کے پیکانوں کی طرف اور اپنے تئیں ذبح کر ڈالا ان سے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی اس وجہ سے کہ اوروں کو نصیحت ہو۔

تشریح اور وہ اس برے کام سے یعنی خودکشی سے باز رہیں اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جو کوئی خودکشی کرے اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے لیکن بعضوں نے کہا امام اعظم اور جو کوئی مقتدیٰ اور پیشوا ہو وہ نہ پڑھے لیکن دوسرے عام لوگ پڑھ لیں اور ایک شخص قرض دار مرا تھا تو اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھی تھی اور لوگوں سے فرمایا تھا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔

۳۲:بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب: مردہ دفن ہو جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا

۱۵۲۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا بَعْدَ اَيَّامٍ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَهَلَّا آذَنْتُمُوْنِيْ فَاَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

۱۵۲۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں دیکھا تو کئی دن کے بعد اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا وہ مر گئی آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے خبر کیوں نہ دی اس کے بعد آپ ﷺ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔

۱۵۲۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ ثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ كَانَ اَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيْعَ فَاِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيْدٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا فُلَانَةُ قَالَ فَعَرَفُوْنَهَا وَ قَالَ" اَلَا آذَنْتُمُوْنِيْ بِهَا قَالُوْا كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا فَكَرِهْنَا اَنْ نُؤْذِيَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْ لَا اَعْرِفَنَّ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ مَا كُنْتُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ اِلَّا آذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ فَاِنَّ صَلَاتِيْ عَلَيْهِ لَهٗ رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتَى الْقَبْرَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا۔

۱۵۲۸: حضرت یزید بن ثابتؓ سے روایت ہے جو حضرت زید بن ثابتؓ کے بڑے بھائی تھے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکلے جب آپ ﷺ بقیع میں پہنچے تو وہاں ایک نئی قبر دیکھی۔ اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں عورت کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو پہچانا اور فرمایا: تم نے مجھ کو کیوں خبر نہ کی؟ لوگوں نے کہا آپ ﷺ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور روزہ دار تھے تو ہم نے برا جانا آپ ﷺ کو تکلیف دینا۔ آپ نے فرمایا: اب ایسا مت کرنا جب تم لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص مر جائے جس کو میں پہچانتا ہوں تو جب تک میں تم میں زندہ ہوں مجھ کو خبر کرتے رہو اس لئے کہ میری نماز اس پر اس کے لئے رحمت ہے (جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وصل علیهم ان صلوتك سكن لهم یعنی نماز پڑھ ان پر تیری نماز آسائش ہے ان کے لئے) پھر آپ ﷺ اس قبر کے پاس آئے اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔ (یعنی نماز جنازہ پڑھی چار تکبیروں کے ساتھ)۔

Marfat.com

۱۵۲۹: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ ابْنَ قُنْفُذٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ هَلَّا آذَنْتُمُوْنِيْ بِهَا ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ صُفُّوْا عَلَيْهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

۱۵۲۹: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت مرگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مرنے کی خبر نہیں دی گئی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھ کو کیوں خبر نہ دی' بعد اس کے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ صف باندھو اس عورت پر پھر نماز پڑھی اس پر۔

۱۵۳۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعُوْدُهٗ فَدَفَنُوْهُ بِاللَّيْلِ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَعْلَمُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُوْنِيْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ وَكَانَتِ الظُّلْمَةُ فَكَرِهْنَا اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

۱۵۳۰: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص مر گیا اور آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اسے رات کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی اس وقت آپ ﷺ کو خبر ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ دی اس کے مرتے ہی۔ لوگوں نے عرض کیا رات کا وقت تھا اور اندھیرا تھا ہم نے آپ ﷺ کو تکلیف دینا برا جانا۔ پھر آپؐ اس کی قبر پر آئے اور وہاں اس پر نماز پڑھی۔

۱۵۳۱: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا قُبِرَ۔

۱۵۳۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی جب وہ قبر میں دفن ہو چکا تھا۔

۱۵۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا مِهْرَانُ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ: صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ۔

۱۵۳۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی بعد اس کے کہ دفن ہو چکا تھا۔

۱۵۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ عَبِيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَتُوُفِّيَتْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَ بِمَوْتِهَا فَقَالَ اَلَا آذَنْتُمُوْنِيْ بِهَا فَخَرَجَ بِاَصْحَابِهٖ فَوَقَفَ عَلٰى قَبْرِهَا فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهٖ وَ دُعَالَهَا ثُمَّ انْصَرَفَ۔

۱۵۳۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی' وہ رات کو مر گئی جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ سے بیان کیا گیا کہ وہ عورت مر گئی۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں خبر نہ کی' پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی لوگ آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپؐ نے اس کے لئے دعا کی پھر لوٹ آئے۔ (اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ یزید بن ثابت کی روایت کے خلاف یہ روایت نہیں ہے کیونکہ شاید وہ دوسری عورت ہو اور یہ دوسری عورت یا رات کو مری ہو اور نماز اس پر دن کو پڑھی ہو اس وقت دوپہر کا وقت ہو اور آپ ﷺ روزے میں سو گئے ہوں اس وجہ سے آپ ﷺ کو

Marfat.com

خبر نہ کی گئی ہو بعد خبر ہوئی ہو' غرض ان سب حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ قبر پر نماز درست ہے اور ترمذی نے نکالا کہ آپ ﷺ نے ام سعد رضی اللہ عنہا کی قبر پر نماز پڑھی اور ایک مہینہ ان کے دفن پر گزر چکا تھا اب عام ہے خواہ اس میت پر لوگ نماز پڑھ چکے ہوں یا کسی نے نہ پڑھی ہو ہر طرح اس کی قبر پر نماز پڑھنا درست ہے جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن مالک اور ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھی نہ گئی ہو اور بغیر نماز کے میت دفن ہو گیا ہو تو قبر پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہیں اور رد کرتی ہے اس مذہب کو کالی عورت کی حدیث کیونکہ صحابہ اس پر نماز پڑھ چکے تھے باوجود اس کے آپ ﷺ نے دوبارہ اس کی قبر پر نماز پڑھی وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا چنانچہ اس حدیث میں ہے کہ قبروں میں تاریکی بھری ہوتی ہے اور میری نماز سے اللہ ان کو روشن کر دیتا ہے اور اس کا رد ہوا ہے اسی طرح سے کہ اگر خصائص میں سے ہوتا تو آپ ﷺ صرف اکیلے نماز پڑھ لیتے صحابہ کو کیوں پڑھنے دیتے اور اس کا جواب دیا گیا ہے کہ شاید جماعت کے ساتھ پڑھنا یہ بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہو۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کی نماز جو آپ ﷺ کی نماز کے ذیل میں تھی تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور ہم کہتے ہیں کہ خصائص سے یہ امر ہونا اس پر دلیل ہی کیا ہے اور جب تک دلیل کافی اس کی بیان نہ کی جائے تو آپ ﷺ کے ہر فعل پر عمل جائز ہے اور یہاں کوئی دلیل ایسی نہیں ہے اور یہ حدیث کہ قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اس کی ممانعت کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کو مسجد مت بناؤ اور نماز میں قبر کی طرف توجہ مت کرو اور جنازے کی نماز اس میں داخل نہیں ہے کیونکہ جنازے کی نماز تو غیر مسجد میں بہ نسبت مسجد کے پڑھنا افضل ہے پس جنازے کی نماز مثل ایک دعا کے ہے جو ہر طرح سے درست ہوگی خواہ قبر پر پڑھے یا نعش پر یا اور کہیں غائب رہ کر۔ واللہ اعلم۔

۳۳: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ

باب: نجاشی بادشاہ حبش پر نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۳۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ اِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْمَاتَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : وَ اَصْحَابُهٗ اِلَى الْبَقِيْعِ فَصَفَّنَا خَلْفَهٗ وَ تَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: فَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ۔

۱۵۳۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی (حبش کا بادشاہ) مر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اصحاب بقیع کی طرف نکلے اور ہم نے صف باندھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے پھر آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔

تشریح ✿ نجاشی بادشاہ حبش کو کہتے ہیں جیسے قیصر روم کے بادشاہ کو اور کسریٰ ایران کے بادشاہ کو اور یہ نجاشی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک نیک بخت شخص تھا اور دل میں مسلمان ہو گیا تھا اس کا نام اصحمہ تھا اور جب مہاجرین حبش کو گئے تھے تو اس بادشاہ نے ان کی بڑی خاطر داری کی تھی اور امن و امان کے ساتھ ان کو اپنے ملک میں رکھا تھا۔

۱۵۳۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَا ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا هُشَيْمٌ جَمِيْعًا عَنْ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْمَاتَ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ وَ اِنِّيْ لَفِي الصَّفِّ الثَّانِيْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ صَفَّيْنِ۔

۱۵۳۵: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی مر گیا ہے اس پر نماز پڑھو۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں دوسری صف میں تھا تو دو صفوں نے اس پر نماز پڑھی۔

Marfat.com

۱۵۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حِمْرَانَ بْنِ اَعْيَنَ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ فَصَفَّنَا خَلْفَهٗ صَفَّيْنِ۔

۱۵۳۶: حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا تو کھڑے ہو اور اس پر نماز پڑھو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہم نے دو صفیں کیں۔

۱۵۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنِ الْمُثَنّٰی بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰی اَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ اَرْضِكُمْ قَالُوْا مَنْ هُوَ قَالَ النَّجَاشِیُّ۔

۱۵۳۷: حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لے کر نکلے تو فرمایا: اپنے بھائی پر نماز پڑھو جو مر گیا اور ملک میں لوگوں نے کہا وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نجاشی۔

۱۵۳۸: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ثَنَا مَكِّیُّ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ اَبُو السَّكَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی عَلَی النَّجَاشِیِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا۔

۱۵۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔

تشریح ان سب حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ میت غائب پر نماز درست ہے اہل حدیث اور شافعی کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اس کو جائز نہیں کہتے وہ یہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ فرشتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا تھا وہ آپ ﷺ پر ظاہر ہوگیا تھا تو مثل میت حاضر کے ہوا اور ہم کہتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے اور اگر ایسا ہوا بھی تو آپ ﷺ صرف اکیلے نجاشی پر نماز پڑھ لیتے صحابہ کو حکم نہ دیتے کس لئے کہ صحابہ کو اس کا جنازہ کشف نہیں ہوا تھا اور تعجب یہ ہے کہ ابوحنیفہؒ نے قبر پر نماز جنازہ جائز رکھی ہے حالانکہ قبر کے اندر بھی جنازہ نظر نہیں آتا اور موت کے بعد قلیل اور کثیر فاصلہ سب برابر ہے اور حنفیہ نے یہ خیال نہ کیا کہ نماز جنازہ ایک دعا ہے اور دعا ہر مومن کے واسطے درست ہے غائب ہو یا حاضر بلکہ مومن غائب کے واسطے دعا جلدی قبول ہوتی ہے بمنطوق حدیث اور بہت اکابر اولیاء سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میت غائب پر ادا کی چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی نے جو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے احباب اور اصحاب میں سے تھے بداؤں میں شیخ نجم الدین صغریٰ پر نماز جنازہ پڑھی جنہوں نے دہلی میں انتقال کیا تھا اور حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر نے اجودھن میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی پر نماز پڑھی جنہوں نے ملتان میں انتقال فرمایا تھا۔

۳۴: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ثَوَابِ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ وَ مَنِ انْتَظَرَ دَفْنَهَا

باب: نماز جنازہ کا ثواب اور دفن تک شریک رہنے کا ثواب

۱۵۳۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْاَعْلٰی عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰی يُفْرَغَ

۱۵۳۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ جنازے سے فارغ ہو (یعنی دفن وغیرہ سے) تو اس

Marfat.com

مِنْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قَالُوْا وَ مَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ۔

کو دو قیراط ثواب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ دو قیراط کیسے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو پہاڑوں کے برابر۔

۱۵۴۰: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَ مَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قَالَ فُسُئِلَ النَّبِيُّ: عَنِ الْقِيْرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ اُحُدٍ۔

۱۵۴۰: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص دفن میں حاضر ہو اس کو دو قیراط ثواب ہے۔ راوی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے قیراط کیا ہے؟ فرمایا: احد کے برابر ہے۔

۱۵۴۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ ذَرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَ مَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيْرَاطُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ هٰذَا۔

۱۵۴۱: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اس کو ایک قیراط ثواب ہے اور جو کوئی جنازے پر حاضر رہے اس کے دفن ہونے تک تو اس کو دو قیراط ثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک قیراط احد پہاڑ سے بڑا ہے۔ (یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ مدلس سے مروی ہے جو ضعیف ہے)

تشریح ❁ اگرچہ قیراط نہایت ہلکا وزن ہے یعنی دانق کا آدھا اور دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ تو قیراط درہم کا بارہواں حصہ ہوا ہے یعنی دورتی کا تخمینا پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قیراط بہت بڑا ہے وہ جو پہاڑ سے بھی وزن میں زائد ہے۔

۳۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب: جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونا

۱۵۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ: قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْ تُوْضَعَ۔

۱۵۴۲: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اس کے لئے یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے یا زمین پر رکھا جائے۔

۱۵۴۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ هَنَّادُ ابْنُ السَّرِيِّ قَالَا ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ فَقَامَ وَ قَالَ قُوْمُوْا فَاِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا۔

۱۵۴۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ نکلا آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے بھی فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔ اس لئے کہ موت گھبراہٹ کی بات ہے۔

۱۵۴۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

۱۵۴۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

Marfat.com

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُوْدٍ ابْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِجَنَازَةٍ فَقُمْنَا حَتّٰی جَلَسَ فَجَلَسْنَا۔

اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور ہم بھی بیٹھے۔

۱۵۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَا ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰی ثَنَا بِشْرُ ابْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ ابْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَبِعَ جِنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ فِی اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهٗ حَبْرٌ فَقَالَ هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ خَالِفُوْهُمْ۔

۱۵۴۵: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو بیٹھتے نہ تھے یہاں تک کہ وہ قبر میں نہ رکھا جاتا پھر یہود کا ایک عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہنے لگا ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: خلاف کرو یہود کا۔

تشریح ❁ تو اب یہاں دو باتیں ہوئیں ایک یہ کہ کوئی جنازے کے ساتھ ہو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ قبر میں یا زمین پر رکھا جائے یہ حکم تو اب تک باقی ہے چنانچہ صحیحین میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اس کے لئے اور جو کوئی جنازے کے ساتھ ہو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ رکھا جائے تو عبادہ کی حدیث اس کے خلاف نہ ہوگی اس لئے کہ یہود اس وقت تک نہ بیٹھتے جب تک جنازہ دفن نہ ہو جاتا اور ہمارے نزدیک دفن تک کھڑے رہنا ضروری نہ ہوا بلکہ جب جنازہ زمین پر رکھ دیا جائے تو ساتھ والوں کو بھی بیٹھ جانا چاہئے دوسری بات یہ ہے کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ نہ ہو وہ اگر جنازہ آتا ہوا دیکھے اور بیٹھا ہوا ہو تو کھڑا ہو جائے یہ حکم اب تک بعض لوگوں کے نزدیک باقی ہے اور بعضوں نے کہا اوائل میں آپ ﷺ نے ایسا حکم دیا تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا اور نسخ کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے جنازے میں' پھر بیٹھنے لگے دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا جنازے میں کھڑے ہونے کا پھر آپ ﷺ بیٹھنے لگے اور ہم کو بھی حکم دیا بیٹھنے کا نکالا اس کو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اور ایک یہی حدیث عبادہ کی لیکن اس کی اسناد میں بشر بن ابی رافع ہے جو قوی نہیں ہے اور بزار نے کہا کہ بشر متفرد ہے اس کے ساتھ اور وہ ضعیف ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں سے بیٹھنے کی اجازت جنازے کے ساتھ والوں کو دی لیکن جو شخص بیٹھا ہوا ہو اور جنازہ اس کے سامنے سے گزرے تو اس کو کھڑا ہونا چاہئے دوسری حدیثوں سے اور علت اس کی موت کی عظمت ہے جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ ایک جنازے کے لئے کھڑے ہوئے لوگوں نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ جان نہیں ہے۔ غرض کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس سے اس قیام کا نسخ بخوبی ثابت ہو جائے اگرچہ جمہور علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں۔

۳۶: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ اِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

باب: جب کوئی قبرستان میں جائے تو کیا کہے

۱۵۴۶: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰی ثَنَا شَرِيْكٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُهٗ (تَعْنِی النَّبِیَّ

۱۵۴۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا (بچھونے پر) پھر دیکھا تو آپ ﷺ بقیع میں ہیں اور فرمایا آپ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاَنَا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔

نے: السلام علیکم اخیر تک یعنی سلام ہو تمہارے اوپر اے گھر والو جو مومن ہیں تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں' یا اللہ مت محروم کر ہم کو ان کے ثواب سے اور مت فتنہ میں ڈال ہم کو ان کے بعد۔

۱۵۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ ثَنَا اَحْمَدُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

۱۵۴۷: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھاتے تھے۔ جب وہ قبروں میں جائیں تو یوں کہیں ان کا کہنے والا السلام علیکم اخیر تک یعنی سلام ہو تمہارے اوپر اے گھر والو مومنوں اور مسلمانوں میں سے اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اپنے لئے اور تمہارے لئے تندرستی۔

تشریح ۞ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: السلام وعلیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم وانتم سلفنا ونحن بالاثر یعنی سلام ہو تمہارے اوپر اے قبر والو اللہ بخشے ہم کو اور تم کو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پچھلے ہیں۔

۳۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوْسِ فِي الْمَقَابِرِ

باب: قبرستان میں بیٹھنے کا بیان

۱۵۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَعَدَ حِيَالَ الْقِبْلَةِ۔

۱۵۴۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف بیٹھے۔

تشریح ۞ روضہ میں ہے کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ زائر کو قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا سنت ہے۔

۱۵۴۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ: فِيْ جَنَازَةٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ فَجَلَسَ كَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ۔

۱۵۴۹: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے میں' جب قبر کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔

تشریح ۞ یعنی خاموش سر جھکا کر بیٹھے صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمیشہ اسی طرح بیٹھتے تھے۔

۳۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي اِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ

باب: مردے کو قبر کے اندر کیونکر لینا چاہئے

۱۵۵۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا لَيْثُ ابْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ : ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ثَنَا

۱۵۵۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر کے اندر لے جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ دوسری روایت

Marfat.com

الْحَجَّاجُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ : اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ خَالِدٍ مَرَّةً اِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِيْ لَحْدِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ قَالَ هِشَامٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری روایت میں یوں درج ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

۱۵۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ الرَّقَاشِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْخَطَّابِ ثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَعْدَ وَ رَشَّ عَلٰى قَبْرِهٖ مَاءً۔

۱۵۵۱: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سر کی طرف سے قبر میں کھینچا اور اُن کی قبر پر پانی چھڑکا۔ (اس حدیث کی سند میں دونوں راوی ضعیف ہیں)

تشریح: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ میت کو قبر کے اندر کیونکر لے جانا چاہئے شافعی اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ جنازے کو قبر کی پائنتی رکھ کر مردے کو سر کی طرف سے برابر قبر میں لانا چاہئے اور دلیل اس کی ایک یہ حدیث ہے دوسرے ابوداؤد نے نکالا کہ عبداللہ بن زید نے ایسا ہی کیا ایک میت میں اور کہا یہی سنت ہے اور شافعی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابوبکر نجاد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں اتارے گئے سر کی طرف سے اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جنازے کو قبلے کی طرف رکھ کر اس کی طرف سے میت کو قبر میں اتاریں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اتارے گئے قبر میں لیکن بیہقی نے ان روایتوں کو ضعیف کہا۔

۱۵۵۲: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ (وَاسْتُلَّ اسْتِلَالًا).

۱۵۵۲: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف سے لئے گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف کیا گیا۔ (اس کی سند میں عطیہ عوفی ضعیف ہے)

۱۵۵۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكَلْبِيُّ ثَنَا اِدْرِيْسُ الْاَوْدِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَضَرْتُ ابْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عُمَرَ فِيْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا اُخِذَ فِيْ تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَ صَعِّدْ رُوْحَهَا وَ لَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا قُلْتُ يَا بْنَ عُمَرَ اَشَيْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ

۱۵۵۳: حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا جب انہوں نے اس کو قبر میں رکھا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ..... جب اینٹیں قبر پر برابر کرنے لگے تو کہا اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا..... یعنی یا اللہ بچا تو اس کو شیطان سے اور قبر کے عذاب سے یا اللہ جدا رکھ زمین کو اس کی پسلیوں سے (یعنی زمین مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑے) جیسے دوسری حدیث میں اس عذاب کا ذکر ہے اعادة اللہ منہ) اور چڑھا لے اس کی روح کو اور اپنی رضامندی اس کو نصیب کر میں نے کہا اے ابن عمرؓ یہ دعا تم نے رسول ﷺ سے سنی یا اپنی

Marfat.com

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ قُلْتَهٗ بِرَاْيِكَ قَالَ اِنِّیْ اِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ بَلْ شَیْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

رائے سے پڑھی۔ انہوں نے کہا اگر ایسا ہو (یعنی اپنی رائے سے میں کوئی دعا پڑھوں تو مجھے اختیار ہوگا جو چاہوں کہوں (حالانکہ ایسا نہیں ہے) شریعت میں گھٹانے بڑھانے کا کسی کو اختیار نہیں ہے یہ شارع ہی کا منصب ہے) بلکہ میں نے اس دعا کو آنحضرت سے سنا ہے۔

۳۹: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ

باب: قبر میں لحد بنانا اولیٰ ہے اور ضرح یعنی شق بھی جائز ہے

تشریح: لحد کہتے ہیں بغلی قبر کو اور ضرح اور شق صندوقی قبر کو جو بہت مشہور ہے تو لحد کو اولیٰ رکھا ہے اس وجہ سے کہ مردے پر مٹی گرانا اس میں نہیں ہوتا جو اکرام اور ادب کے خلاف ہے۔

۱۵۵۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِیُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ عَبْدِ الْاَعْلٰى يَذْكُرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا۔

۱۵۵۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا بغلی قبر ہمارے لئے ہے اور صندوقی یعنی کہ درمیانی قبر اوروں کے لئے ہے۔

تشریح: اس سے صندوقی کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ اگر صندوقی قبر منع ہوتی تو صحابہ جو اجلائے صحابہ میں سے تھے اس کو کیوں بنایا کرتے اور صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے بلانے کے واسطے نہ بھیجتے بلکہ یہ غرض ہے کہ لحد اولیٰ ہے شق سے۔

۱۵۵۵: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى السُّدِّیُّ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِی الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا۔

۱۵۵۵: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابوالیقظان راوی ضعیف ہے۔

۱۵۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الزُّهْرِیُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ الْحِدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَى اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُوْلِ اللهِ۔

۱۵۵۶: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا (مرتے وقت) میرے لئے لحد بناؤ اور کچی اینٹوں سے اس پر بند روجیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔

۴۰: بَابُ مَا جَاءَ فِی الشَّقِّ

باب: شق یعنی صندوقی قبر کا بیان

۱۵۵۷: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا هَاشِمُ ابْنُ الْقَاسِمِ ثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا

۱۵۵۷: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ میں قبر بنانے والے دو شخص تھے ایک لحد بناتا تھا۔ دوسرا ضرح (یعنی صندوقی)

Marfat.com

تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُوْا خَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا وَ نَبْعَثُ اِلَيْهِمَا فَاَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ فَاُرْسِلَ اِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَلَحَدُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

صحابہؓ نے کہا ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بھلائی مانگتے ہیں اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں پھر جو کوئی پہلے آئے اسی کو ہم کام میں لگا دیں گے (اور معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک وہی بہتر ہے جو اس نے اپنی نبی کیلئے تجویز کیا) آخر دونوں بلائے گئے اور لحد بنانے والا پہلے آیا تو لحد بنائی گئی آپ ﷺ کیلئے۔

تشریح ✿ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد بناتے تھے اور عبیدہ ضریح جیسے دوسری روایت میں ہے۔

۱۵۵۸: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوْا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ حَتّٰى تَكَلَّمُوْا فِيْ ذٰلِكَ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَصْخَبُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا فَاَرْسَلُوْا اِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّحِدِ جَمِيْعًا فَجَاءَ اللَّاحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۵۵۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو لوگوں نے اختلاف کیا کہ آپ ﷺ کی قبر بغلی بنے یا صندوقی اور باتیں کرنا شروع کیں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مت شور کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ زندگی میں نہ وفات کے بعد (کیونکہ وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کا ویسا ہی ادب ہے اور آپؐ درحقیقت زندہ ہیں) یا ایسا ہی کچھ کہا آخر لوگوں نے بغلی والے اور صندوقی والے دونوں کو بلا بھیجا لیکن بغلی والا آ گیا تو بغلی قبر تیار کی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پھر آپ ﷺ دفن کئے گئے اس میں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الیٰ یوم القیام اللّٰھم صل علی قبرہ وعلی روحہ فی الارواح وعلی جسدہ فی الاجساد)

۴۱ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَفْرِ الْقَبْرِ

باب: قبر خوب گہری کھودنا چاہئے

۱۵۵۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ جَنْتُ لَيْلَةً اَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ قِرَاءَ تُهٗ عَالِيَةٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَفَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ فَحَمَلُوْا نَعْشَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقُوْا بِهٖ رَفَقَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ قَالَ وَ حَفَرَ حُفْرَتَهٗ فَقَالَ اَوْسِعُوْا لَهٗ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ

۱۵۵۹: حضرت ادرع اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات کو آیا چوکیداری کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شخص بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا تھا۔ آپؐ باہر نکلے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ریاکار معلوم ہوتا ہے پھر مر گیا مدینہ میں، لوگوں نے اس کا جنازہ تیار کیا اور اس کی نعش کو اٹھایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی کرو اس کے ساتھ اللہ بھی اس کے ساتھ نرمی کرے کیونکہ وہ دوست رکھتا تھا اللہ اور اس کے رسول کو، خیر اس کی قبر کھودی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کشادہ کرو قبر اس کی اللہ اس پر کشادگی کرے۔ یہ سن کر بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ﷺ کو رنج ہے اس کے مرنے

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

سے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ محبت رکھتا تھا اللہ اور اس کے رسول سے۔اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے۔

تشریح ✿ ادرع نے جو اس کو ریا کار قرار دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ان کا خیال رد کیا اور آپ ﷺ نے بتلا دیا کہ وہ سچا مومن اور نیک آدمی تھا اور آپ ﷺ نے اسی وقت جو ادرع کو تنبیہ نہ کی اس میں کوئی حکمت ہوگی اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قرأت اور ذکر الٰہی جہر کے ساتھ بھی درست ہے بشرطیکہ ریا کی نیت نہ ہو۔

۱۵۶۰: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ابْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِى الدَّهْمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْفِرُوْا وَ اَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا۔

۱۵۶۰: حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر کو خوب کھودو اور کشادہ رکھو اور اچھی بناؤ۔

۴۲: بَابُ مَا جَاءَ فِى الْعِلَامَةِ فِى الْقَبْرِ

باب: قبر پر نشانی رکھنا

۱۵۶۱: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَيُّوْبَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْوَاسِطِىُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ نُبَيْطٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: اَعْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ بِصَخْرَةٍ۔

۱۵۶۱: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کا نشان کیا ایک پتھر سے۔

تشریح ✿ تو قبر کے سرہانے ایک نشانی کے لئے لگا دینا سنت ہے پس یہی کافی ہے اب قبر کو زیادہ بلند کرنا یا اس پر عمارت یا گنبد بنوانا اس کو سیمنٹ سے پختہ کرانا یا اس پر کتبہ کریا اس پر چراغ لگانا چادر چڑھانا' صندل چڑھانا یہ سب واہی اور بدعت کی رسمیں ہیں اور ان میں سے بعض کاموں کی ممانعت صاف احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ قبر کا ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنا حدیث نے ناجائز رکھا ہے اور اس پر دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا اس کام پر کہ جو کوئی مورت دیکھیں اس کو میٹ دیں اور جو قبر اونچی دیکھیں اس کو زمین کے برابر کر دیں نکالا اس کو مسلم اور امام احمد اور اصحاب سنن نے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے امام محمد باقر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر اور کنکر ڈالے اور ایک بالشت اس کو اونچا کیا۔ علامہ الطیب نے کہا اونچی قبروں پر انکار کرنا اور اس کو زمین کے برابر کر دینا واجب ہے مسلمان پر کیونکہ قبر کا اونچا کرنا خلاف شرع کام ہے اور یہ ثابت ہے ابوالہیاج کی حدیث سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں تجھ کو بھیجتا ہوں اس کام پر جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تھا کہ جب کوئی مورت دیکھوں تو اس کو میٹ دوں اور جہاں اونچی قبر دیکھوں اس کو زمین کے برابر کر دوں اور کوئی فرق نہیں ہے اس باب میں نبی اور غیر نبی اور ولی اور غیر ولی اور صالح اور شقی کی قبر میں کس لئے کہ ایک جماعت صحابہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مری اور ان کی قبریں اونچی نہیں کی گئیں بلکہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ جو کوئی قبروں میں سے اونچی ہو اس کو وہ زمین کے برابر کر دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قبر کو آپ ﷺ کے اصحاب نے اونچا نہیں کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ارشاد یہ تھا کہ لعنت کرے اللہ یہود پر انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا اور آپ ﷺ نے منع کیا اپنی قبر کو بت بنانے سے تو صلحاء اور علماء کو اسی پر عمل کرنا چاہئے جس کی ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اب یہ کہنا کہ صلحاء اور اولیاء اللہ کی قبریں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اہل علم کے لائق نہیں ہے کہ اگرچہ صلحاء اور اولیاء اللہ زندہ ہوتے تو قبروں کو بلند کرنے سے اور ان پر آرائش

Marfat.com

کرنے سے نہایت خفا ہوتے اس لئے کہ بدعت ان کو کبھی پسند نہ تھی اور جو کوئی اس بات سے راضی ہو کہ اس کی قبر خلاف شرع بنائی جائے مثلاً اس پر عمارت یا آراستگی کی جائے تو کس قدر قبیح ہے یہ بدعت جس کو جاہل مسلمانوں نے نکالا ہے قبروں کا آراستہ کرنا' ان کو مضبوط بنانا اور کس قدر جلد ان مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور آخری ارشاد کے خلاف کیا اور آپ ﷺ کے حکم کے خلاف آپ ﷺ کی قبر شریف پر گنبد بنوایا اور اس کو آراستہ کیا اور جس عالم نے جائز رکھا اس کام کو صلحاء اور اہل فضل کے لئے اس نے بدعت کی تائید کی اور اگر ان کو زیارت کی ضرورت نے اس کام پر مائل کیا تو یہ ضرورت رفع ہو سکتی تھی کسی ایک نشانی سے مثلاً ایک پتھر یا لکڑی کے کھڑے کر دینے سے اور افسوس ہے ان لوگوں کو دنیا کی زندگی میں جو بدعات کیا کرتے تھے وہ کافی نہیں ہوئیں اور انہوں نے مرنے کے بعد بھی بدعت نہ چھوڑی تا کہ قیامت تک نشانی رہے اس امر کی کہ وہ زندگی میں بھی بدعتی تھے لاحول ولاقوۃ انتہی مختصراً۔

مترجم کہتا ہے اگر تم انصاف چاہتے ہو اور حق کی پیروی کرتے ہو تو حق تو یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے پختہ کرنے سے اس پر عمارت بنانے سے' اس پر چراغ لگانے سے ان سب باتوں سے منع کیا ہے اس ممانعت میں کسی کی تخصیص نہیں کی خواہ صلحاء ہوں یا شہداء یا اولیاء اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے صاحبزادے سے زیادہ کسی ولی کا درجہ نہیں ہو سکتا اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جو مہاجرین اولین میں سے تھے مگر حضرت ﷺ نے ان کی قبریں اونچی نہ کیں نہ ان کو پختہ کیا اور صحابہ نے بھی حضرت ﷺ کی قبر شریف کو نہ اونچا کیا نہ پختہ لیکن بعد والوں نے کیا جو کیا اس کا مؤاخذہ ان کی گردن پر ہے اب اگر یہ کہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن قبروں کے برابر کر دینے کا حکم دیا تھا وہ مشرکوں کی قبریں تھیں تو ہم کہیں گے کہ اس تخصیص کی دلیل کیا ہے حدیث میں ولا قبرا مشرفا نکرہ ہے تحت النفی اور وہ عام ہے شامل ہے ہر قبر کو اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں ابوالہیاج کو یہ حکم مطلق نہ دیتے کیونکہ ان کے زمانے تک صدہا مسلمان بھی انتقال کر چکے تھے اور ان کی قبریں بن گئی تھیں پس اگر یہ حکم خاص ہوتا مشرکوں سے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ صاف اس کی تصریح کر دیتے اور اپنے زمانے میں عام حکم ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کرنے کا نہ دیتے اور افسوس ہے ان لوگوں کی عقلوں پر جو بزرگوں کی بزرگی کا لحاظ رکھتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کچھ لحاظ نہیں رکھتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونچی قبر کو برابر کر دینے کا حکم فرما دیا ہے تو اگر ہم اس حدیث کے بموجب کسی بزرگ یا ولی شہید کی بھی قبر برابر کریں گے تو ہم کو ثواب اور اجر ہی حاصل ہوگا اور ان بزرگوں کی روح بھی ہم سے خوش اور شاد ہی ہوگی نہ ناراض اور ناخوش اور بالفرض اگر ناراض بھی ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشی تمام جہان کی خوشی پر مقدم ہے کیا لوگوں کو سلطان محمود غزنوی کا وہ امتحان یاد نہیں جب انہوں نے غلاموں کو ایک در بے بہا کے ریزہ ریزہ کرنے کا حکم دیا لیکن ہر ایک غلام نے اس میں عذر کیا اور پس و پیش کیا اس خیال سے کہ ایسا بیش قیمت موتی اس بے دردی کے ساتھ کیونکر توڑا جائے آخر سلطان نے ایاز غلام کو بلایا جو منظورِ نظر خاص تھا اور اس کو حکم دیا اس نے فوراً ایک پتھر سے اس موتی کو پاش پاش کر دیا دوسرے غلاموں نے اس کو ملامت کی تو ایاز نے کہا ایسے کروڑہا موتی توڑ ڈالنا بہتر ہے اپنے آقا کے حکم کی نافرمانی کرنے سے ہائے یہی مثال ہے مؤمنین مخلصین اور عاشقین صادقین خدا اور رسول کی وہ شرع کے کام پورے کرنے میں نہ کسی کی ملامت اور عیب جوئی سے ڈرتے ہیں نہ کسی کی ناخوشی سے خوف کرتے ہیں' لیکن جاہل بدعتی ہمیشہ ایسے لوگوں کو مطعون کرتے ہیں اور یہ بہانہ لوگوں میں پیش کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کا ادب اور لحاظ نہیں ہے جب محمد بن عبدالوہاب مکہ معظمہ میں آن کر تمام اونچی قبروں اور گنبدوں کو حدیث کے موافق زمین دوز کر دیا تھا تو اسی قسم کے جاہل مولوی ان کے بھی دشمن ہو گئے تھے اور ان کو مطعون کیا گیا یہاں تک کہ ترکوں سے مل کر ان کی خلافِ شریعت حکومت کو قبول کیا اور محمد بن عبدالوہاب کے طریقہ والوں کی حکومت کو جس میں نری شریعت کی پابندی تھی ان بے ایمانوں نے اڑایا' خدا ان سے سمجھے۔

Marfat.com

۴۳:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَ تَجْصِيْصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

۱۵۶۲:حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ: عَنْ تَجْصِيْصِ الْقُبُوْرِ۔

تشریح ۞ یعنی پختہ چونے سے بنانے سے البتہ کچی مٹی کا لیپ جائز ہے یہی منقول ہے امام حسن بصری سے او فتاوی خانیہ میں ہے کہ قبروں پر مٹی کا لیپ کرنے میں قباحت نہیں ہے لیکن کرخی نے اس کا بھی خلاف کیا ہے اور بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قبر کو کچا رکھتے ہیں لیکن اس کے گرد چبوترہ پختہ گچ سے بنا دیتے ہیں بظاہر اس میں بھی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

۱۵۶۳:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوْسٰى عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ۔

تشریح ۞ اگرچہ آیات قرآنی ہی ہوں یا تاریخ وفات ہو یا میت کا نام ہو جیسے اس زمانہ میں عادت ہے۔

۱۵۶۴:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ ثَنَا وَهْبٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ۔

تشریح ۞ خواہ کچی ہو یا پختہ گنبد ہو یا اور کچھ ملا علی قاری نے کہا کہ بعض سلف نے مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر بنا رکھی ہے زیارت کرنے والوں کے آرام کے لئے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے منع کیا اب سلف کو کیا اختیار ہے کہ وہ جائز رکھیں اگر انہوں نے جائز بھی رکھا تو ان کا قول حدیث کے خلاف گوزشتر ہے اور اگر زیارت کرنے والوں کا آرام منظور ہے تو قبر پر عمارت بنانے کی کیا ضرورت ہے اس کے قریب کوئی جگہ بنوا دو جو زائرین وہاں آرام پایا کریں۔

باب:قبروں پر عمارت بنانے کی ان کی پختہ کرنے کی ان پر کتبہ کرنے کی ممانعت

۱۵۶۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ کرنے سے۔

۱۵۶۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کچھ کتابت کرنے سے۔

۱۵۶۴: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے سے۔

۴۴:بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثْوِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ

۱۵۶۵:حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ ابْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُوْمٍ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا۔

تشریح ۞ امام احمد نے باسناد ضعیف روایت کیا کہ پہلی لپ پر یہ پڑھا منها خلقنکم دوسری لپ پر وفیها تعیدکم تیسری لپ پر منها نخرجکم تارة اخری۔

باب:قبر میں مٹی ڈالنا (جب وہ مردہ دفن ہو چکے)

۱۵۶۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پھر آپ میت کی قبر پر تشریف لائے اور اس کے سرہانے سے تین لپ مٹی اس پر ڈالی۔

Marfat.com

۴۵:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا

باب:قبروں پر چلنے اوران پر بیٹھنے کی ممانعت

۱۵۶۶: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تُحْرِقُهٗ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ۔

۱۵۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ایک انگاری پر بیٹھے جو اس کو جلا دے تو بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

تشریح ۞ اکثر علماء کے نزدیک بیٹھنے سے ظاہری معنی مراد ہے کیونکہ اس میں تذلیل ہے میت کی اور ابو حنیفہ اور مالکؒ سے منقول ہے کہ قبر پر بیٹھنا جائز ہے اور حدیث میں بیٹھنے سے مراد پائخانہ یا پیشاب کے لئے بیٹھنا مراد ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو آگے آتی ہے ابن الہمام نے کہا قبر کے پاس سونا اور پائخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اسی طرح ہر ایک بات جو حدیث سے ثابت نہیں ہے اور جو ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ قبر کی زیارت کرے اور کھڑے کھڑے وہاں دعا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے جب بقیع کو جاتے اور فرماتے السلام وعلیکم دار قوم مومنین حجۃ اللہ البالغہ میں ہے بیٹھنے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ قبر کی مجاورت اختیار نہ کرے اور بعضوں نے کہا قبر کو روندے نہیں اور اس صورت میں گویا قبر کی عزت کرنے کا حکم دیا اور حاصل یہ ہے کہ توسط بہتر ہے نہ اتنی تعظیم کرے جو شرک کے قریب ہو جائے اور نہ اہانت اور بے پرواہی کرے۔

۱۵۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ اَوْ سَيْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَمْشِيَ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَ مَا اُبَالِيْ اَوْسَطَ الْقُبُوْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ اَوْ وَسَطَ السُّوْقِ۔

۱۵۶۷: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ایک انگاری یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانکوں (یعنی بہت تکلیف اٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانکنا مشکل ہے) یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے اس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور میں پرواہ نہیں رکھتا قبر کے بیچ میں حاجت پوری کروں (یعنی پیشاب اور پائخانہ) یا بازار میں۔

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ بازار میں آدمی کسی طرح پائخانہ نہیں پھر سکتا لوگوں کی شرم سے پس ایسا ہی مردوں سے بھی شرم کرنا چاہئے اور قبرستان میں پائخانہ نہیں پھرنا چاہئے اور جو کوئی قبروں کے درمیان پائخانہ پھرے وہ بازار کے اندر بھی پھرنے سے شرم نہ کرے۔

۴۶:بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ

باب:قبرستان میں جوتا اتارنا

۱۵۶۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَّةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ

۱۵۶۸: حضرت بشیر بن خصاصیہؓ سے روایت ہے کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: اے خصاصیہ کے بیٹے تم کس چیز کو ناپسند کرتے ہو اللہ کی

Marfat.com

رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَابْنَ الْخَصَاصِيَّةِ! مَا تَنْقِمُ عَلَى اللهِ اَصْبَحْتَ تُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَاانْقِمُ عَلَى اللهِ شَيْئًا كُلُّ خَيْرٍ قَدْ اٰتَانِيْهِ اللهُ فَمَرَّ عَلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا ثُمَّ مَرَّ عَلٰى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَاٰى رَجُلًا يَمْشِيْ بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ اَلْقِهِمَا۔

طرف سے حالانکہ تم چل رہے ہو اللہ کے رسول کے ساتھ (یعنی اتنی بڑی نعمت اس نے تم کو عطا فرمائی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو اللہ جل جلالہ کی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اس نے ہر ایک بھلائی مجھ کو عطا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں پر سے گزرے اور فرمایا ان لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے یہاں تک کہ اللہ کے رسول کو پایا اور اس پر ایمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں پر سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی رسول کا زمانہ انہوں نے نہیں پایا) پھر جو آپ نے دیکھا تو ایک شخص جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اتار دے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُوْلُ حَدِيْثٌ جَيِّدٌ وَ رَجُلٌ ثِقَةٌ۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا عبداللہ بن عثمان اس حدیث کو عمدہ کہتے تھے اور خالد بن سمیر اس کے راوی کو ثقہ کہتے تھے۔

تشریح ❁ اس حدیث سے بعضوں نے جوتیاں پہن کر قبروں میں چلنا مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے کہا وہ جائز ہے' دوسری حدیث سے کہ میت لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے اور ممکن ہے کہ کراہت تنزیہی ہو یا دوسری حدیث کا یہ مقصد ہو کہ جب قبرستان کے باہر جوتیاں پہن کر لوٹتے ہیں۔

۴۷.بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

باب: قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے

۱۵۶۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ۔

۱۵۶۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیارت کرو قبروں کی اس سے آخرت کی یاد ہوتی ہے۔

۱۵۷۰: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ۔

۱۵۷۰ : اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی قبروں کی زیارت میں۔

۱۵۷۱: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ هَانِئٍ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ الْاَجْدَاعِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ

۱۵۷۱: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے تو اب ان کی زیارت کرو کیونکہ اس سے دنیا سے نفرت ہوتی ہے اور آخرت کی رغبت

Marfat.com

فِي الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔ ہوتی ہے۔

تشریح ❁ پہلے آپؐ نے شرک کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے قبروں کی زیارت سے بھی منع فرمادیا تھا جب ایمان خوب دلوں میں جم گیا اور شرک کا خوف نہ رہا تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ محمدؐ کو بھی اذن ہوا اپنی ماں کی قبر کی زیارت کرنے کا اب یہ اذن عام ہے عورت اور مرد دونوں کے لئے یا صرف مردوں سے خاص ہے اس کی بحث آگے آتی ہے۔

۴۸: بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ

باب: مشرکوں کی قبروں کی زیارت

۱۵۷۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَ اَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَاْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ كُمُ الْمَوْتَ۔

۱۵۷۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی (حضرت آمنہ کی) تو آپؐ روئے اور جو لوگ آپؐ کے گرد تھے ان کو بھی رلایا پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگی اپنی ماں کیلئے استغفار کرنے کی (یعنی بخشش کی دعا کرنے کی) تو اللہ جل جلالہ نے مجھ کو اجازت نہ دی (بلکہ قرآن میں منع فرمایا) مشرکوں کیلئے استغفار کرنے سے اور میں نے اجازت مانگی اپنے رب سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو اجازت دی مجھ کو سو تم زیارت کرو قبروں کی اس لئے کہ وہ موت یاد دلاتی ہیں تم کو۔

۱۵۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِيْ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ كَانَ وَكَانَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَكَاَنَّهٗ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ اَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ قَالَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ بَعْدُ وَ قَالَ لَقَدْ كَلَّفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبًا مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ اِلَّا بَشَّرْتُهٗ بِالنَّارِ۔

۱۵۷۳: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ ناتا جوڑتا تھا (یعنی عزیزوں سے سلوک کرتا تھا) اور اس میں ایسی ایسی باتیں تھیں (یعنی اس کی تعریفیں بیان کیں) تو وہ اب کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دوزخ میں ہے۔ عبداللہ نے کہا اس بات سے شاید اس گنوار کو رنج ہوا تو اس نے کہا آپ ﷺ کے ماں باپ کہاں ہیں؟ یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کسی مشرک کی قبر پر سے گزرے تو اس کو مبارک باد دے دوزخ کی۔ عبداللہ نے کہا اس کے بعد پھر وہ گنوار مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا آنحضرتؐ نے ایک تکلیف مجھ پر ڈال دی اب جب میں کسی کافر کی قبر پر سے گزرتا ہوں تو اس کو مبارکباد دیتا ہوں دوزخ کی۔

تشریح ❁ گویا آپ ﷺ نے یہ فرما کر کہ ہر ایک کافر کو دوزخ کی بشارت دی اس کا جواب دیا جو اس نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے والد کہاں ہیں یعنی میرے باپ بھی دوزخ میں ہیں اس امر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کفر پر مرے اور اس لئے یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جنت میں ہوں گے بلکہ صحیح حدیثوں میں ابو طالب کے لئے وارد ہے کہ ان پر بہت ہلکا عذاب ہے جب بھی انگار کی دو جوتیاں ان کو پہنائی گئیں ہیں جن سے ان کا دماغ جوش مارتا ہے معاذ اللہ کفر اور شرک ایسی خراب چیز ہے کہ قرابت قریبہ بھی کچھ کام نہ آئی اور اللہ جل جلالہ کا کارخانہ ایسی ہی بے نیازی کا

Marfat.com

ہے جو قاعدہ اس نے باندھ دیا اس میں بڑے اور چھوٹے سب برابر ہیں اب امام سیوطی نے بعض ضعیف حدیثوں سے یہ نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دوبارہ زندہ ہوئے اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اگر یہ حدیثیں درست ہوں تو یہ حدیث شاید اس سے پہلے کی ہوگی غرض اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اصل حال کیا ہے پر ادب کا مقتضا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے والدین اور آپ ﷺ کے عم بزرگوار حضرت ابو طالب کا نام عظمت اور بزرگی کے ساتھ لیں اور ان کے حال سے سکوت کریں اللہ جل جلالہ کی قدرت بھی اتنی بڑی ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمام کافروں اور مشرکوں کو جنت عطا فرما دے اور تمام مومنوں اور صالحین کو دوزخ میں لے جائے کوئی اس کے کارخانہ کبریائی میں چون و چرا نہیں کر سکتا۔

۴۹: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُوْرَ

باب: عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا کیسا ہے؟

۱۵۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْ بِشْرٍ قَالَا ثَنَا قَبِيْصَةُ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ وَ قَبِيْصَةُ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔

۱۵۷۴: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔

تشریح: اس حدیث کو ترمذی نے اور احمد اور ابن حبان نے بھی نکالا اور کہا ترمذی نے وہ صحیح ہے اور ان حدیثوں سے یہ امر قوی ہوتا ہے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا منع ہے اور اثرم نے سنن میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اجازت دی قبروں کی زیارت کی اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس رخصت کو اس حدیث سے نکالا ہو جو اوپر گزری کہ میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے تو اب زیارت کرو کیونکہ جب رخصت دی تو عورت اور مرد سب رخصت میں داخل ہو گئے اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ عام رخصت خاص ممانعت کی معارض نہیں ہو سکتی لیکن مؤید ہے جواز کی وہ روایت جو صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کہوں جب قبروں کی زیارت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہہ السلام علی اہل الدیار من المومنین الخ حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیا کرتیں ہر جمعہ کو اور دونوں طرف کی دلیلوں میں یوں مطابقت ہو سکتی ہے کہ ممانعت ان عورتوں کے لئے ہے جو زیارت کے وقت نوحہ وغیرہ کریں اور اذن ان عورتوں کے لئے ہے جو خلافِ شرع کام نہ کریں۔

میں کہتا ہوں جواز کے لئے دلیل لی گئی ہے اذن عام ہے اور جو شخص علم اصول کو جانتا ہو وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ ممانعت کی حدیثیں بہت سخت ہیں یہاں تک کہ لعنت کا لفظ اس میں وارد ہوا ہے اور دوسری احادیث صحیحہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے کی ممانعت آئی ہے تو قبروں کی زیارت بطریق اولیٰ ان کو منع ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بہت سختی کی یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر میت کے لوگوں کے ساتھ قبرستان تک جاتی تو جنت کا منہ نہ دیکھتی یہاں تک کہ تیرے باپ کے دادا اس کو نہ دیکھتے تو اذن عام کی حدیثوں کو یہ حدیثیں خاص کر دیں گی اور اذن عام میں صرف مرد باقی رہیں گے

Marfat.com

البتہ اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو اوپر گزری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زیارت کے وقت یہ دعا بتائی السلام علی اہل الدیار من المؤمنین اخیر تک مشکل ہوگی اور یہ حدیث جو بخاری نے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گزرے جو رو رہی تھی ایک قبر پر اور آپ ﷺ نے انکار نہ کیا اس پر قبر کی زیارت کی وجہ سے قرطبی نے کہا لعنت خاص ہے ان عورتوں سے جو بہت زیارت کو جائیں کیونکہ اس میں مبالغہ کا صیغہ منقول ہے یعنی زوارات اور شاید وجہ اس کی یہ ہوگی کہ جب عورت اکثر زیارت کو جائے گی تو مرد کے کاموں اور ضرورتوں میں خلل واقع ہوگا۔ (روضہ)

مترجم کہتا ہے تو یہ مسئلہ مشکل ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ عورتیں زیارت کے لئے نہ جائیں اور اس باب میں علماء نے مفصل رسالے لکھے ہیں۔

۱۵۷۵: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنِ مَرْوَانَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُجَادَةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زُوَّرَاتِ الْقُبُوْرِ۔

۱۵۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت ہے۔

۱۵۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِیُّ اَبُو نَصْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ ثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زُوَّارَتِ الْقُبُوْرِ۔

۱۵۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۵۰: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ

باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا

۱۵۷۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ نُهِیْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ یُعْزَمْ عَلَیْنَا۔

۱۵۷۷: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم منع کی گئیں جنازوں کے ساتھ جانے سے لیکن ہم کو ہوئی ہے۔

تشریح ✿ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ امر حرام ہے۔

۱۵۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰی ثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ خَالِدٍ ثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ دِیْنَارٍ اَبِیْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِیَّةِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَا یُجْلِسُكُنَّ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تَغْسِلْنَ؟ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تَحْمِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تُدْلِیْنَ فِیْمَنْ یُدْلِیْ قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَاْزُوْرَاتٍ غَیْرَ مَاْجُوْرَاتٍ۔

۱۵۷۸: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور کئی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم کیوں بیٹھی ہو وہ بولیں ہم جنازے کی منتظر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جنازے کو غسل دو گی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جنازے کو اٹھاؤ گی انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم مردے کو قبر میں اتارو گی انہوں نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا: تم لوٹ جاؤ اپنے گھروں کو بوجھ لے کر اور اجر کچھ نہیں۔

(اس حدیث کی سند میں دینار بن عمر مختلف فیہ راوی ہے)

Marfat.com

۵۱:بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ

۱۵۷۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى الصَّهْبَاءِ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حُوشَبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ﴿ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ﴾ [الممتحنة : ۱۲] قَالَ النَّوْحُ۔

تشریح ۞ نوحہ کہتے ہیں چلا چلا کر میت پر رونے کو اور اس کے فضائل بیان کرنے کو یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اب تک جاہلوں میں رائج ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا لیکن آہستہ سے رونا جو بے اختیاری اور رنج کی وجہ سے ہو وہ منع نہیں ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

۱۵۸۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ ثَنَا جَرِيْرٌ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ فَذَكَرَ فِیْ خُطْبَتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّوْحِ۔

۱۵۸۰: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے معاذ کہ انہوں نے خطبہ پڑھا۔ حمص میں (وہ ایک شہر ہے شام میں) تو خطبہ میں یہ بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے نوحہ سے۔

۱۵۸۱: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ عَنِ ابْنِ مُعَانِقٍ اَوْ اَبِیْ مُعَانِقٍ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلنِّيَاحَةُ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ اِنَّ النَّائِحَةَ اِذَا مَاتَتْ وَ لَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ۔

۱۵۸۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ جاہلیت کے زمانہ کا کام ہے اور نوحہ کرنے والی عورت جب مر جائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دامڑ کے کپڑے بنائے گا (دامڑ قطران کا ترجمہ ہے وہ ایک تیل ہے بدبودار جو خارشی اونٹ کو لگایا جاتا ہے اور ایک کرتہ دوزخ کی لپٹ کا۔

۱۵۸۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدِ الْيَمَامِیُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّ النَّائِحَةَ اِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتَ فَاِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيْلُ مِنْ قِطْرَانٍ ثُمَّ يُعْلٰى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ

۱۵۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نوحہ کرنا میت پر جاہلیت کا کام ہے اگر نوحہ کرنے والی عورت نے توبہ نہ کی اور مر گئی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گی کہ قطران (وامڑ) کے کرتے پہنے ہوگی' اوپر سے دوزخ کی آگ کے شعلہ کا ایک کرتہ اس کو پہنایا جائے گا۔ (اس کی سند میں عمر بن راشد بہت کمزور ہے)

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ اس کو خارشت کا عذاب دیا جائے گا اور قطران اس کے بدن پر مل کر جہنم کی آگ سے سینکیں گے تاکہ عذاب پر عذاب ہو۔ معاذ اللہ۔

۱۵۸۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا عُبَيْدِ اللهِ اَنْبَاَنَا

۱۵۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَارَ انَّةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: اس جنازے کے ساتھ جانے سے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔

تشریح ❁ جب جنازے کے ساتھ جانا جو اسلامی حقوق میں سے ہے نوحہ کی وجہ سے منع ہے تو اب مجلس نکاح یا دعوت میں اگر ناچ گانا ہو جو خلاف شرع ہے جانا کیونکر درست ہوگا۔

۵۲:بَابُ مَا جَاءَ فِی النَّهْیِ عَنْ ضَرْبَ الْخُدُوْدِ وَ شَقِّ الْجُیُوْب

باب: گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت

۱۵۸۴:حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِیْعًا عَنْ سُفْیَانَ عَنْ زُبَیْدٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَاالْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَیْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُیُوْبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ۔

۱۵۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گریبان پھاڑے اور رخساروں کو مارے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (واویلاہ، والسفاہ، واجبلاہ وغیرہ کرے)

۱۵۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرِ الْمُحَارِبِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ کَرَامَةَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَکْحُوْلٍ وَالْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَ الشَّاقَّةَ جَیْبَهَا وَالدَّاعِیَةَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ۔

۱۵۸۵: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس عورت پر جو اپنا منہ نوچے اور اپنا گریبان پھاڑے اور خرابی اور بربادی اور ہلاکت پکارے۔

تشریح ❁ یعنی یوں کہے ہائے تباہ ہوگئی ہلاک ہوگئی برباد ہوگئی۔

۱۵۸۶:حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیْمٍ الْاَوْدِیُّ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَبِی الْحُمَیْسِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَخْرَةَ یَذْکُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ وَ اَبِیْ بُرْدَةَقَالَا لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْ مُوْسٰی اَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِیْحُ بِرَنَّةٍ فَاَفَاقَ فَقَالَ لَهَا اَوَمَا عَلِمْتِ اَنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّنْ بَرِیَٔ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ کَانَ یُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ خَلَقَ وَ سَلَقَ وَ خَرَقَ۔

۱۵۸۶: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور ابو بردہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور ان کی بی بی اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا آئی چلا رہی تھی رو رو کر، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انہوں نے اس سے کہا کیا تو نہیں جانتی کہ میں بھی بیزار ہوں اس سے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوئے۔ وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنی بی بی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیزار ہوں جو سر منڈا دے اور جو رو کر چلائے اور کپڑے پھاڑے۔

Marfat.com

تشریح ❁ جیسے جاہلوں کی عادت ہوتی ہے' بلکہ ہندوؤں کی رسم ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے غم میں سر بلکہ داڑھی مونچھ بھی منڈوا ڈالتے ہیں۔

۵۳:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب: میت پر رونے کا بیان

۱۵۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاَی عُمَرُ امْرَاَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعْهَا يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيْبٌ۔

۱۵۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا (وہ رو رہی تھی) تو وہ چلائے اس پر یعنی للکارا اس کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جانے والے اے عمر یعنی رونے دے اس کو اس لئے کہ آنکھ رونے والی ہے اور نفس کو تکلیف پہنچی ہے اور زمانہ قریب ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں بھی ایسا ہی ہے۔

تشریح ❁ یعنی ابھی صدمہ ہوا ہے اور ایسے وقت میں دل پر اثر بہت ہوتا ہے اور رونا بہت آتا ہے تو آدمی مجبور ہو جاتا ہے خصوصاً عورتیں جن کا دل بہت ضعیف ہوتا ہے' ظاہر یہ ہے کہ یہ عورت آواز کے ساتھ روتی ہوگی' لیکن بلند آواز سے نہیں تب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا تاکہ سد باب ہو' نوحہ کا جو منع ہے خاص کر حضور نبوی میں' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقتضائے رحم وکرم کے حکم دیا کہ جانے دے کیونکہ صرف رونا منع نہیں ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت روئے تھے اور فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج کرتا ہے لیکن زبان سے ہم وہ نہیں کہتے جس سے ہمارا مالک غصہ ہو اور امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی وفات پا گئیں تو عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو کوڑے سے مارنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کو پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا ٹھہر اے عمرؓ پھر فرمایا اے عورتو! بچو تم شیطان کی آواز سے اخیر حدیث تک۔

۱۵۸۸:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ ثَنَاعَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِیْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اَنْ يَاْتِيَهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ اَنْ يَاْتِيَهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَوَ لَهٗ مَا اَعْطٰی وَ كُلَّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْو لْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ فَاَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهٗ وَ مَعَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ اُبَیُّ بْنُ

۱۵۸۸: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا ایک بیٹا تھا (حضرت زینبؓ کا اور بچہ کا نام علی بن عاص بن ربیع تھا) وہ حالت سکرات میں تھا تو صاحبزادی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا۔ آپؐ نے جواب میں کہلا بھیجا' اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے پاس ایک میعاد معین ہے تو چاہئے کہ صبر کرے اور اللہ جل جلالہ سے ثواب مانگے۔ لیکن صاحبزادی صاحبہ نے دوبارہ آپؐ کو بلا بھیجا اور قسم دی آپؐ کو آخر آپ ﷺ اٹھے میں بھی آپؐ کے ساتھ اٹھا اور معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ اور عبادہ بن صامتؓ بھی آپ

Marfat.com

كَعْبٍ وَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ) فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا الصَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رُوْحُهٗ تُقَلْقَلُ فِيْ صَدْرِهٖ قَالَ حِسِبْتُهٗ قَالَ كَاَنَّهَا شَنَّةٌ قَالَ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)قَالَ الرَّحْمَةُ الَّتِيْ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ بَنِيْ آدَمَ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

کے ساتھ تھے۔ جب ہم مکان میں پہنچے تو لوگ بچے کو لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور اس کی جان سینہ میں ہل رہی تھی (یعنی جان نکلنے کے قریب تھی) راوی نے کہا میں گمان کرتا ہوں' یہ بھی کہا جیسے پرانی مشک ہوتی ہے' اس میں پانی ہلتا ہے) یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یہ کیا ہے یا رسول اللہ! (یعنی یہ رونا کیسا ہے؟) آپؐ نے فرمایا: یہ اللہ کی رحمت ہے۔ اللہ کی جو اس نے آدم کی اولاد میں رکھی ہے (یعنی شفقت اور رحمت کی وجہ سے رونا آتا ہے اور یہ مقتضیٰ ہے خلقت اور طبیعت کا) اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم کرتے ہیں۔

تشریح ❁ دوسرے بندوں پر آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ رونا اور رنج کرنا خلاف شرع نہیں ہے بلکہ رقت قلب اور اعتدال مزاج کی نشانی ہے اور جس کسی کو ایسے موقعوں پر رنج بھی نہ ہو اس کا دل اعتدال سے باہر ہے اور وہ سخت دل ہے اور یہ کچھ تعریف کی بات نہیں ہے کہ فلاں بزرگ اپنے بیٹے کے مرنے سے ہنسنے لگے عمدہ اور افضل وہی طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔

۱۵۸۹: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خَثِيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرٰهِيْمُ بَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْمُعَزِّيْ (اَمَّا اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ اِمَّا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنْتَ اَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللّٰهَ حِقَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَ لَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ لَوْ لَا اَنَّهٗ وَعْدٌ صَادِقٌ وَ مَوْعُوْدٌ جَامِعٌ وَ اَنَّ الْاٰخِرَ تَابِعٌ لِلْاَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا اِبْرٰهِيْمُ اَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا وَ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

۱۵۸۹: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ روئے جو شخص آپ ﷺ کو تعزیت دے رہے تھے ابوبکر تھے یا عمر انہوں نے کہا' آپ ﷺ سب سے زیادہ اللہ کے حق کو بڑا جاننے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل رنج کرتا ہے اور ہم وہ نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو' اگر قیامت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اس وعدے میں سب ملنے والے نہ ہوتے اور آخر کا شخص تابع نہ ہوتا اگلے شخص کا (یعنی بعد مرنے والے پہلے مرنے والے کے پیچھے ہی جانے والا ہے) البتہ ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے ہیں اس رنج سے جتنا ہم نے کیا اور ہم تیری وجہ سے رنجیدہ ہیں۔

تشریح ❁ یعنی تیری جدائی کی وجہ سے مطلب آپ ﷺ کا یہ ہے کہ دنیا میں سب مرنے والے ہیں فرق آگے اور پیچھے کا ہے۔ کوئی پہلے گیا کوئی بعد میں' دنیا مثل ایک پل کے ہے' جس سے لوگ گزر رہے ہیں تو کسی کی موت پر حد سے زیادہ رنج کرنا دانائی کے خلاف ہے اس لئے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یعنی عالم برزخ میں یا عالم آخرت میں ضرور ہی مل جائیں گے صرف چند روز جدائی ہے۔ البتہ اگر آخرت نہ ہوتی اور دنیا کی زندگی ہمیشہ کے لئے ہوتی تو موت پر جتنا کچھ زیادہ رنج ہوتا وہ بجا ہوتا بعض لوگوں نے اس مقام پر یہ شبہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سب اولیاء سے زیادہ خدا کی محبت میں غرق تھے اور دنیا کی چیزوں کی طرف آپ کو توجہ نہ تھی پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ ﷺ کو رنج ہوا حالانکہ ادنیٰ ادنیٰ اولیاء سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی وفات پر کچھ رنج نہیں کیا بلکہ بعض ہنسے اور بعض نے کہا ایک کتے کا پلہ مر گیا' جاؤ اس کو گاڑ دو اور اس بناء پر بعض

Marfat.com

نے یہ خیال کیا کہ ولایت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بہت بلند ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے نبوت کا مرتبہ ولایت کے مرتبہ سے بہت ہی بلند ہے اور کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کا ولی ادنیٰ سے ادنیٰ نبی کے برابر نہیں ہوسکتا اور اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس باوجود علوشان کے بحکم ربانی خلق کی طرف بھی نزول کرتے تھے اور ہر ایک ذی حق کی حق رسانی کرتے تھے اور یہ مرتبہ کہ انسان دونوں باتوں کا جامع ہو اولیاء کو نصیب نہیں ہوا۔ پس ہر حال میں آپ ﷺ کی فضیلت تمام اولیاء پر ثابت ہے یہ جواب صوفیہ کی اصطلاح کے موافق ہے لیکن مترجم کے نزدیک ولایت ہوتی ہی وہ ہے جس میں قدم بقدم شاہ نبوت کی پیروی ہو۔ پس جس ولی نے جتنی پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے اسی قدر اس کی ولایت زیادہ ہے اور جس قدر پیروی میں نقص پایا جائے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی ولایت میں بھی نقص ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اور یہاں پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف زنجیروں میں باندھ دیا ہے پس ان زنجیروں کو قائم رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا اعلیٰ مرتبہ ہے اور زنجیروں کو کاٹ کر ایک امر میں غرق ہو جانا سہل اور اس سے کم درجہ ہے واللہ اعلم۔

۱۵۹۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اِبْرٰهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لَهَا قُتِلَ اَخُوْكِ فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ قَالُوْا قُتِلَ زَوْجُكِ قَالَتْ وَاحُزْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْاَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ۔

۱۵۹۰: حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے کہا گیا کہ تیرا بھائی مارا گیا۔ انہوں نے کہا اللہ اس پر رحم کرے انا للہ وانا الیہ راجعون ہم خدا کی ملک ہیں اور خدا کی طرف جانے والے ہیں۔ لوگوں نے کہا تمہارا خاوند مارا گیا یہ سنتے ہی انہوں نے کہا ہائے خرابی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کو خاوند سے ایک ایسی محبت ہے جو دوسرے کسی سے نہیں ہے۔ (اس کی سند میں عبداللہ بن عمر عمری ضعیف ہے)

تشریح ۞ اس لئے کہ بھائی کی موت کی خبر سن کر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور خاوند کی موت کی خبر سن کر گریہ زاری کرنے لگی اور ہائے وائے حقیقت یہ ہے کہ عورت کو جتنا اپنے خاوند پر بھروسہ ہوتا ہے بھائی بہن پر اس کا آدھا بھی نہیں ہوتا۔

۱۵۹۱: حَدَّثَنَا هٰرُوْنَ بْنُ سَعِيْدٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا اُسَامَةُ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءِ عَبْدِ الْاَشْهَلِ يَبْكِيْنَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهٗ فَجَاءَ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ يَبْكِيْنَ حَمْزَةَ فَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ وَ يْحُهُنَّ! مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ مُرُوْهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ وَ لَا يَبْكِيْنَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ۔

۱۵۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبدالاشہل (ایک قبیلہ ہے) کی عورتوں پر سے گزرے وہ رو رہی تھیں اپنے لوگوں پر جو اُحد کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے۔ یہ سن کر انصار کی عورتیں آئیں اور حمزہ پر رونے لگیں، آپؐ جاگے اور فرمایا: خرابی ہو ان کی ابھی تک یہ سب عورتیں نہیں لوٹیں ان سے کہو لوٹ جائیں اور کسی مردے پر آج سے نہ روئیں۔

تشریح ۞ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے جو احد کی لڑائی میں شہید ہوئے ان کی عورتیں ابھی مسلمان ہو کر مدینہ میں نہیں آئی تھیں تو ان پر رونے والا کون تھا؟ یہ آپ ﷺ نے افسوس سے فرمایا یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی بیان کی کہ ان کا کوئی رونے والا نہیں انصار کی عورتیں یہ سمجھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی عورتیں یہاں ہوتیں تو وہ بھی روتیں، اس خیال سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے لئے

Marfat.com

رونا شروع کیا' لیکن جب آپ ﷺ جاگے تو ان کو نکلوا دیا اس روز سے پکار کر رونے کی ممانعت بھی کر دی۔

۱۵۹۲: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الْهَجْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرَاثِيْ۔

۱۵۹۲: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مرثیوں سے۔ (اس حدیث کا مضمون صحیح ہے لیکن اس میں ابراہیم ھجری بہت ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کے عزیز وقریب اس کی موت پر ایک مرثیہ بناتے یعنی منظوم کلام جس میں اس کے فضائل بیان کرتے اور رنج وغم کی باتیں اسلام میں اس کی ممانعت ہوئی ہے لیکن جاہل اس سے باز نہیں آئے اور اب تک مرثیے بناتے ہیں اور مرثیے سناتے ہیں اور سنتے ہیں لاحول ولاقوۃ۔

۵۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ

باب: میت کو عذاب ہونا اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے

۱۵۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَاذَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کو عذاب ہوتا ہے اس نوحہ سے جو اس میت کے اوپر کیا جائے۔

تشریح ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایسا ہی خیال تھا اور ظاہر احادیث سے یہی نکلتا ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطلب اور بیان کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے عمر رضی اللہ عنہ پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پر انہوں نے غلطی کی حدیث کے سمجھنے میں اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے اس وقت عذاب ہوگا جب وہ اس کی وصیت کر جائے اور جو وہ وصیت نہ کرے نہ نوحہ کو پسند کرتا ہو' لیکن لوگ از خود اس کے مرنے کے بعد اس پر نوحہ کریں تو میت سے مواخذہ نہ ہوگا بلکہ نوحہ کرنے والے قیامت کے دن پکڑے جائیں گے کیونکہ اللہ نے فرمایا لا تزرو وازرة وزر اخری۔

۱۵۹۴: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ ثَنَا اَسِيْدُ بْنُ اَسِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ اِذَا قَالُوْا وَاعَضُدَاهُ وَ كَاسِيَاهُ وَ اَنَا صِرَاهُ وَاجَبَلَاهُ وَ نَحْوَ هٰذَا يُتَعْتَعُ وَ يُقَالُ اَنْتَ كَذٰلِكَ؟ اَنْتَ كَذٰلِكَ۔

قَالَ اَسِيْدٌ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى ﴾ [فاطر: ۱۸] قَالَ وَيْحَكَ اُحَدِّثُكَ اَنَّ اَبَا مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَى

۱۵۹۴: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت پر عذاب ہوتا ہے زندہ کے رونے سے جب لوگ کہتے ہیں واعضداہ واکاسیاہ (یعنی اے میرے بازو' اے میرے کپڑے پہنانے والے) وناصراہ ہائے میری مدد' واجبلاہ' ہائے پہاڑ کی طرح قوت اور طاقت میں یا مانند اس کے دوسرے کلمے تو میت کو جھڑکتے ہیں (یعنی فرشتے اس کو ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا۔ اسید بن ابی اسید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا موسیٰ بن ابی موسیٰ اشعری سے میں نے کہا سبحان اللہ اللہ جل جلالہ تو فرماتا ہے ولا تزر وازرة وزر اخری..... یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ موسیٰ نے کہا افسوس ہے تجھ پر میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں

Marfat.com

اَنَّ اَبَا مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ تَرٰى اَنِّيْ كَذَبْتُ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو سمجھتا ہے کہ ابوموسیٰ نے جھوٹ باندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا تو سمجھتا ہے کہ میں نے جھوٹا باندھا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر۔

تشریح ۞ یعنی جب حدیث صحیح ہے تو اس پر کسی طرح اعتراض نہیں ہوسکتا اگرچہ بظاہر تمہارے نزدیک قرآن کے خلاف ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ قران کو جانتے تھے البتہ اگر حدیث کے راوی ضعیف ہوں تو یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ راویوں نے غلطی کی ہو۔

۱۵۹۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا كَانَتْ يَهُوْدِيَّةٌ مَاتَتْ فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ يَبْكُوْنَ عَلَيْهَا قَالَ فَاِنَّ اَهْلَهَا يَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَ اِنَّهَا تُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا۔

۱۵۹۵: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت مرگئی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ لوگ اس پر روتے ہیں اور اس کو عذاب ہو رہا ہے۔ اس کی قبر میں۔

تشریح ۞ پس بعض لوگ اس سے یہ سمجھتے کہ میت پر رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے حالانکہ آپ ﷺ کا یہ مطلب نہ تھا۔

۵۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيْبَةِ

باب: مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

۱۵۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

۱۵۹۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر اسی وقت ہے جب پہلے صدمہ ہو۔

تشریح ۞ یعنی جب رنج کی خبر پہنچے تو اس وقت صبر کرے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور زیادہ جزع فزع یعنی رونا پیٹنا نہ کرے اسی کا نام صبر ہے اور یہی تعریف کے قابل ہے اس کا اجر ملے گا لیکن اگر اس وقت خوب روئے اور پیٹے اور بعد میں صبر کرے تو کچھ فائدہ نہیں ہے، رو پیٹ کے بعد تو سب کو صبر آجاتا ہے اس حدیث کا قصہ دوسری روایت میں یوں مذکور ہے کہ ایک عورت قبر کے پاس رو رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے گزرے تو فرمایا صبر کرو۔ وہ کہنے لگی چلو ہٹو تم کو میرا درد کیا معلوم ہے؟ اس نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں، پھر لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تب وہ دوڑ کر آپ ﷺ کے پاس آئی تو اس وقت آپ ﷺ نے یہ حدیث فرمائی۔

۱۵۹۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ ابْنَ آدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى لَمْ اَرْضَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ۔

۱۵۹۷: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے اگر تو صبر کرے اور ثواب چاہے پہلے صدمہ کے وقت تو میں تیرے لئے کسی ثواب سے راضی نہ ہوں گا سوائے جنت کے (یعنی اس کے بدل تجھ کو جنت ہی عطا کروں گا)۔

۱۵۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ

۱۵۹۸: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (میرے شوہر) نے حدیث بیان کی مجھ سے (جو سابقین

Marfat.com

اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَدَّثَهَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَةٍ فَیَفْزَعُ اِلٰی مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ قَوْلِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْهَا وَ عَوِّضْنِیْ مِنْهَا اِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهَا وَ عَاضَهٗ خَیْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ذَکَرْتُ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ هٰذِهٖ فَاْجُرْنِیْ عَلَیْهَا فَاِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ وَ عِضْنِیْ خَیْرًا مِنْهَا قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ اُعَاضُ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ثُمَّ قُلْتُهَا فَعَاضَنِیَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ آجَرَنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ۔

اولین میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی اور چچا کے بیٹے تھے) انہوں نے سنا آنحضرت ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ گھبرا کر جو اللہ نے حکم دیا ہے وہ کہے یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ ..... (اس کا ترجمہ یہ ہے ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پھر جانے والے ہیں یا اللہ ہم تجھ ہی سے ثواب طلب کرتے ہیں' اپنی مصیبت کا تو اجر دے مجھ کو اس میں اور بدلہ دے اس کا) مگر اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا اس مصیبت پر اور اس سے بہتر بدلہ دے گا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ابوسلمہ مر گئے (زخم کی وجہ سے جو جنگ احد میں ان کو لگا تھا) تو میں نے یہ حدیث یاد کی جو انہوں نے مجھ سے بیان کی تھی رسول اللہ ﷺ سے سن کر تو میں نے یوں کہا انا للہ (یعنی اس سے بہتر بدلہ مجھ کو دے تو میرے دل میں آیا ابوسلمہ سے بہتر بدل مجھ کو ملے گا خیر میں نے پھر اس کو کہا اللہ جل جلالہ نے ابوسلمہؓ کے بدل حضرت محمد ﷺ کو مجھے دیا اور میری مصیبت کا اجر مجھ کو عنایت فرمایا۔

۱۵۹۹: حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّکَنِ ثَنَا اَبُوْ هَمَّامٌ ثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُبَیْدَةَ ثَنَا مُصْعَبُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَابًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّاسِ اَوْ کَشَفَ سِتْرًا فَاِذَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ وَرَاءَ اَبِیْ بَکْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰی مَا رَاٰی مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ وَ رَجَاءَ اَنْ یَخْلُفَهُ اللّٰهُ فِیْهِمْ بِالَّذِیْ رَآهُمْ فَقَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ اَیُّمَا اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ اَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَةٍ فَلْیَتَعَزَّ بِمُصِیْبَتِهٖ بِیْ عَنِ الْمُصِیْبَةِ الَّتِیْ تُصِیْبُهٗ بِغَیْرِیْ فَاِنَّ اَحَدًا مِنْ اُمَّتِیْ لَنْ یُصَابَ بِمُصِیْبَةٍ بَعْدِیْ اَشَدَّ عَلَیْهِ مِنْ مُصِیْبَتِیْ۔

۱۵۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) ایک دروازے کو کھولا جو آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان تھا (یا پردے کو) دیکھا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا ان کے عمدہ حال پر (کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور عبادت میں مصروف ہیں) اور آپ ﷺ نے امید کی کہ اللہ جل جلالہ آپ کی وفات کے بعد ان کو خلیفہ کرے گا (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) پھر فرمایا' اے لوگو' جو کوئی لوگوں میں سے یا مومنوں میں سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ صبر کرے میری وفات کی مصیبت کو یاد کر کے (اس سے کہ مسلمانوں پر اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہوئی کہ ان کا ایسا غمخوار نبی دنیا سے اٹھ جائے) کیونکہ میری امت میں سے کسی کو میرے بعد ایسی مصیبت نہ ہوگی جو میری وفات سے اس پر زیادہ سخت ہو۔ (اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے)۔

Marfat.com

تشریح ✿ اس لئے کہ مومن وہی ہے ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اولاد اور والدین اور تمام عزیز و اقارب سے زیادہ ہو پس جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرے گا تو اور کسی کی موت اگرچہ بیٹا بیٹی یا جورو نواسی ہو اس کے سامنے بے حقیقت ہوگی۔

۱۶۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَذَكَرَ مُصِيْبَةً فَاَحْدَثَ اسْتِرْجَاعًا وَ اِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهٗ يَوْمَ اُصِيْبَ۔

۱۶۰۰: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ اس کو یاد کر کے نئے سرے سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے گو مصیبت کا زمانہ پرانا ہو گیا ہو لیکن اللہ جل جلالہ اس کے لئے اتنا ہی ثواب لکھتے ہیں جتنا اس دن لکھا تھا جس دن اس کو یہ مصیبت آئی تھی۔ اس حدیث کی سند میں ہشام بن زیاد بہت ضعیف ہے راوی بلکہ مہتم بالکذاب والواضع ہے۔

تشریح ✿ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مصیبت یاد کر کے ہم اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں تو وہی ثواب ہم کو ملے گا جو صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ملا تھا یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مصیبت کربلا یاد کر کے ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں تو وہی ثواب ملے گا جو اور مومنوں کو اس واقعہ کے وقت ملا تھا اور بعض نے کہا حدیث خاص ہے اس مصیبت سے جو خود اسی شخص پر گزر چکی ہو واللہ اعلم۔

۵۶: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا

باب: جو کوئی مصیبت والے کی تعزیت کرے (یعنی اس کے پوچھنے کو جائے اور اس کو تسلی دے اور صبر کی فضیلت اس سے بیان کرے

۱۶۰۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِیْ قَيْسٌ اَبُوْ عُمَارَةَ مَوْلَى الْاَنْصَارِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّی اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۶۰۱: حضرت محمد بن عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مومن اپنے بھائی کی تعزیت کرے کسی مصیبت میں تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کو عزت کے جوڑوں میں سے (ایک جوڑا) پہنائے گا۔ قیامت کے دن۔

۱۶۰۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ قَالَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ۔

۱۶۰۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تسلی دے کسی مصیبت والے کو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اتنا ہی اجر (یعنی جتنا اجر مصیبت والے کو ملے گا اس کو بھی دے گا (یعنی تعزیت کرنے

والے کو (ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور بعض نے اسے بہت ضعیف کہا ہے اس کا راوی علی بن عاصم

Marfat.com

جو اس حدیث کا اہم راوی ہے اس پر سخت جرح کی گئی ہے۔ اس نے محمد بن سراقہ سے روایت کی ہے مگر معتمد نسخوں میں محمد بن سوقہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ موضوع نہیں ہے۔

۵۷: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ثَوَابِ مَنْ اُصِیْبَ بِوَلَدِہٖ

باب: جس کا بچہ مر جائے اس کے ثواب کا بیان

۱۶۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَمُوْتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَیَلِجَ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

۱۶۰۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے تین بچے مر جائیں تو دوزخ میں نہ جائے گا مگر قسم کھولنے کے لئے۔

تشریح ۞ یعنی اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے: وان منکم الا واردھا یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے نہ گزرے اور یہ وعدہ تب ہے کہ وہ ان بچوں کی وفات پر صبر کرے۔

۱۶۰۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ قَالَ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَیْمَانَ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ شُرَحْبِیْلَ بْنِ شُفْعَةَ قَالَ لَقِیَنِیْ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ السُّلَمِیُّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ لَہٗ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا تَلَقَّوْہُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ مِنْ اَیِّھَا شَاءَ دَخَلَ۔

۱۶۰۴: حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں جوانی سے پہلے تو وہ اس کو لیں گے جنت کے آٹھوں دروازوں سے جس میں سے چاہے داخل ہو۔

تشریح ۞ یعنی باپ کو اختیار ہوگا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے اندر جائے۔ اس کے چھوٹے بچے جو بچپن میں گزر گئے تھے اس کو اندر لے جائیں گے اور اس دروازے پر اپنے باپ سے ملیں گے' سبحان اللہ اولاد کا مرنا بھی مومن کے لئے کم نعمت نہیں ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو زندہ رہنے سے بہتر ہے کس لئے کہ جوان ہو کر اعتبار نہیں نیک ہوتے ہیں اور لائق یا بد اور نالائق ہوتے ہیں' اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں اور نووی نے کہا کہ معتبر اہل اسلام نے اس پر اجماع کیا ہے اور بعض نے اس پر توقف کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جس کو مسلم نے نکالا ہے کہ انصار کا ایک لڑکا مر گیا اخیر حدیث تک واللہ اعلم۔

۱۶۰۵: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یُتَوَفّٰی لَھُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللّٰہِ اِیَّاھُمْ۔

۱۶۰۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے تین بچے مر جائیں جوانی سے پہلے تو اللہ تعالیٰ ان کو (یعنی والدین اور بچوں سب کو) جنت میں لے جائے گا اپنی رحمت کی وجہ سے۔

۱۶۰۶: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَھْضَمِیُّ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ یُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰی

۱۶۰۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین کم سن بچے

Marfat.com

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ کَانُوْ لَهٗ حِصْنًا حَصِیْنًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَدَّمْتُ اثْنَیْنِ قَالَ وَاثْنَیْنِ فَقَالَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَیِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا۔

(یعنی جوان ہونے سے پہلے آگے بھیجے (یعنی عالم آخرت میں روانہ کرے مطلب یہ ہے کہ مر جائیں تو وہ اس کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہوں گے دوزخ سے بچاؤ کے لئے یہ سن کر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دو بچوں کو آگے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا دو ہی سہی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو سردار تھے قاریوں کے کہا میں نے تو ایک ہی آگے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک ہی سہی۔

تشریح ۞ یعنی دو بچوں کا اور ایک بچہ کا بھی یہی حکم ہے جو تین بچوں کا تھا' مطلب یہ ہے کہ دو بچے بھی بچاؤ ہوں گے آگ سے اور ایک بچہ بھی بچاؤ ہوگا سبحان اللہ اللہ جل جلالہ کا فضل اپنے بندوں پر بے حد ہے' بہر حال اس کی محبت اپنے بندوں سے ماں باپ سے بھی زیادہ ہے اور اس کو کسی نہ کسی طرح اپنے بندوں کو دوزخ سے چھڑانا منظور ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب اللہ اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت رکھتا ہے تو ماں تو کسی طرح راضی نہیں ہوتی کہ اپنے بچوں کو آگ میں ڈالے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب نہیں کرنے کا' مگر شریر اور سرکش بندے کو جو اس کے ساتھ شرک کرے' یہ ایسا گناہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ساری محبت اس کی وجہ سے جاتی رہتی ہے اور بندہ عذاب دائمی کا مستحق ہو جاتا ہے گو اہل حدیث میں سے امام ہمام ابن تیمیہ کا یہ قول ہے کہ دوزخ دائمی نہیں ہے اور کبھی نہ کبھی دوزخ کا عذاب مٹ جائے گا مگر یہ قول شاذ ہے اور جمہور علماء اس کے خلاف ہیں۔

۵۸:بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ اُصِیْبَ بِسِقْطٍ

باب: جس کسی کا حمل ساقط ہو جائے

تشریح ۞ عربی میں اس کو سقط کہتے ہیں یعنی مدت حمل تمام ہونے سے پہلے جو بچہ پیدا ہو اور اس کے اعضاء پورے نہ بنے ہوں' اکثر ایسا بچہ پیدا ہو کر اسی وقت یا دو تین روز کے بعد مر جاتا ہے۔

۱۶۰۷:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخْلَدٍ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَسِقْطٌ اُقَدِّمُهٗ بَیْنَ یَدَیَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ فَارِسٍ اُخَلِّفُهٗ خَلْفِیْ۔

۱۶۰۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ کچا بچہ جس کو میں آگے بھیجوں مجھے زیادہ پسند ہے سوار سے جس کو میں پیچھے چھوڑ آؤں۔ (یہ حدیث منقطع ہے اس کے علاوہ یزید بن عبدالملک کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے)۔

تشریح ۞ یعنی اگر وہ لڑکا زندہ رہتا اور بڑا ہو کر ایک سوار ہوتا تو اس سے یہ کچا بچہ بہتر ہے جو باپ کے آگے مر جائے اور باپ اس پر صبر کرے۔

۱۶۰۸:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ اَبُوْ بَکْرٍ الْبَکَّائِیُّ قَالَا ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا مِنْدَلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَکَمِ النَّخَعِیِّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ اَبِیْهَا عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۱۶۰۸: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچا بچہ جھگڑا کرے گا اپنے مالک سے جب مالک اس کے والدین کو دوزخ میں ڈالے گا پھر حکم ہوگا اے کچے بچے جھگڑنے والے اپنے مالک سے اپنے ماں باپ کو جنت میں

Marfat.com

اللّٰہِ ﷺ اِنَّ السِّقْطَ لَیُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَیْهِ النَّارَ فَیُقَالُ اَیُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَیْكَ الْجَنَّةَ فَیَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰی یُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ۔

قَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ یُرَاغِمُ رَبَّهٗ یُغَاضِبُ

لے جا' وہ ان دونوں کو اپنے آنول سے کھینچے گا' یہاں تک کہ جنت میں لے جائے گا۔ (اس کی سند بھی ضعیف ہے اس میں مندل بن علی ضعیف ہے)

۱۶۰۹: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ مَرْزُوْقٍ ثَنَا عُبَیْدَةُ بْنُ حُمَیْدٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ۔

۱۶۰۹: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کچا بچا اپنی ماں کو اپنی آنول سے کھینچ لے جائے گا جنت میں' جب وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے۔ (اس کی سند بھی کمزور ہے' اس میں عبداللہ بن موہب ضعیف ہے)۔

۵۹: بَابُ مَا جَاءَ فِی الطَّعَامِ یُبْعَثُ اِلٰی اَهْلِ الْمَیِّتِ

باب: میت کے لوگوں کو کھانا بھیجنا

۱۶۱۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا یَشْغَلُهُمْ اَوْ اَمْرٌ یَشْغَلُهُمْ۔

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی (غزوہ موتہ میں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعفر رضی اللہ عنہ کے لوگوں کے لئے کھانا بناؤ اس لئے کہ ان کو ایسی خبر آئی ہے جس کی وجہ سے وہ کھانا نہ پکا سکیں گے۔

۱۶۱۱: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اُمِّ عِیْسَی الْجَزَّارِ قَالَتْ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ عَوْنٍ ابْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ لَمَّا اُصِیْبَ جَعْفَرٌ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَهْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ آلَ جَعْفَرٍ قَدْ شُغِلُوْا بِشَانِ مَیِّتِهِمْ فَاصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا۔

۱۶۱۱: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں کے پاس لوٹے اور فرمایا کہ جعفر کے لوگ مشغول ہیں اپنی میت کے کام میں' تو تم ان کے لئے کھانا تیار کرو' حضرت عبداللہ نے کہا پھر یہ کام سنت رہا' یہاں تک کہ ایک نیا کام ہو گیا تو چھوڑ دیا گیا۔ (اس کی سند میں ام عیسیٰ اور ام عون دونوں مجہول ہیں)۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَازَالَتْ سُنَّةً حَتّٰی كَانَ حَدِیْثًا فَتُرِكَ۔

تشریح ❁ مطلب یہ ہے کہ میت والوں کو کھانا بھیجنا پہلے سنت تھا پھر لوگوں نے اس میں تکلف شروع کیا فخر کے لئے اور بلا ضرورت اقسام اقسام کے کھانے پکا کر بھیجنے لگے' دوسرے یہ کہ میت والوں کے پاس ساری برادری کنبے والوں نے جمع ہونا شروع کیا اور کھانا بھیجنے والوں کو ان سب لوگوں کے موافق کھانا بھیجنا پڑا۔ اس لئے یہ امر بدعت سمجھ کر ترک کر دیا گیا' چنانچہ امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر سے نکالا ہے کہ ہم میت والوں کے پاس جمع ہونا اور میت کے دفن کے بعد کھانا بھیجنا دونوں کو نوحہ میں شمار

Marfat.com

کرتے تھے اس پر بھی صحابی یا تابعی کا قول حدیث مرفوع کے مقابل نہیں ہوسکتا اور اہل حدیث نے میت والوں کے پاس کھانا بھیجنا مستحب رکھا ہے اور بعض نے کہا اگر میت والے محتاج ہوں تو ان کو کھانا بھیجنے میں قباحت نہیں ہے لیکن اگر وہ غنی ہوں تو مکروہ ہے اس طرح میت والوں کے پاس جو مہمان ہوں ان کے لئے بھی کھانا بھیجنا مکروہ ہے واللہ اعلم۔

٦٠:بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاِجْتِمَاعِ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَ صَنْعَةُ الطَّعَامِ

باب: میت والوں کے پاس جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت

١٦١٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا هُشَيْمٌ ح وَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ اَبُو الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَرٰى الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ۔

١٦١٢: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم میت والوں کے پاس جمع ہونا اور ان کے لئے کھانا تیار کرنا نیاحت میں سے شمار کرتے تھے (یعنی نوحہ کی طرح اس کو منع اور مکروہ جانتے تھے)۔

٦١:بَابُ مَاجَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ غَرِيْبًا

باب: جو شخص مسافری میں مرے (یعنی پردیس میں)

١٦١٣: حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ ثَنَا اَبُو الْمُنْذِرِ الْهُذَيْلُ بْنُ الْحَكَمِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ۔

١٦١٣: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسافری کی موت شہادت ہے۔ (یہ حدیث سند کے لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہے اس لئے کہ ہذیل بن حکم پر بہت جرح کی گئی ہے)۔

تشریح ۞ کیونکہ پردیس میں جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور عزیز و اقرباء کی جدائی اور تنہائی بہت شاق ہوتی ہے پس اگر اسی حالت میں مرجائے تو مرتے وقت بڑا رنج ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عنایت سے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ شہادت کا ثواب اس کو عنایت فرمایا اور بعض صوفیہ نے یہ لکھا ہے کہ حدیث میں غربت سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا سے فارغ ہوکر مرے یعنی دنیا کی زندگی کو مسافرت کی طرح اور دنیا کو سرائے فانی خیال کرے جیسے حدیث میں ہے کن فی الدنیا کانك غریبا او عابر سبیل یعنی ہر وقت دنیا میں یہ سمجھے کہ وہ یہاں مسافر ہے اور اصلی وطن اس کا آخرت ہے پس دنیا کا سامان زیادہ جمع نہ کرے اور نہ ضرورت سے زیادہ دنیا کمانے کی فکر کرے اور یہ نکتہ بہت عمدہ ہے واللہ اعلم۔

١٦١٤: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ حَيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُعَافِرِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهٗ مَاتَ فِيْ غَيْرِ مَوْلِدِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَ لِمَ يَارَسُوْلَ

١٦١٤: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ میں مرا جو مدینہ ہی کی پیدائش تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر فرمایا: کاش وہ دوسرے ملک میں مرتا۔ ایک شخص نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا جب آدمی اپنی پیدائش کے مقام کے سوا دوسرے ملک میں مرے تو اس کی پیدائش کے مقام سے لے کر موت کے مقام تک اس کو

Marfat.com

اللهِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ فِيْ غَيْرِ مُوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مُوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ۔

جگہ دی جائے گی جنت میں۔

تشریح ۞ یہاں ایک شبہ ہوتا ہے وہ یہ کہ جنت میں ادنیٰ جنتی کو دس دنیا کے برابر جگہ ملے گی جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا بعض نے کہا یہاں جنت سے قبر مراد ہے اس کی قبر میں اتنی وسعت ہو جائے گی' بعض نے کہا یہ ثواب کا اندازہ ہے یعنی اتنا ثواب ملے گا جو پیدائش سے لے کر موت کے مقام تک سمائے' واللہ اعلم۔

۶۲: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ مَرِيْضًا

باب: جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے

۱۶۱۵: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَطَاءٍ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ وَرْدَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ مَاتَ مَرِيْضًا مَاتَ شَهِيْدًا وَوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَ رِيْحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ۔

۱۶۱۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیمار رہ کر مرے وہ شہید مرے گا اور قبر کے عذاب سے بچے گا اور صبح و شام اس کو روزی ملے گی جنت سے۔ اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے اور ابراہیم بن محمد کو محدثین نے قبول نہیں کیا۔

تشریح ۞ مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف احوال ہیں اور مختلف مقامات' کسی کی روح قبر میں رہے گی کسی کی علیین میں' کسی کی جنت میں' کسی کی برزخ میں' کسی کی عرش کے تلے' کسی کی دن کو جنت میں رہے گی' رات کو قبر میں اور یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مختلف مقامات ارواح کے مذکورہ ہیں اور اس پر بھی پورا حال جب ہی معلوم ہوگا جب انسان مر جائے گا۔

۶۳ : بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ

باب: میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت

۱۶۱۶: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ ثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا۔

۱۶۱۶: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے کہ زندے کی ہڈی توڑنا۔

تشریح ۞ یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں' طیبی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ میت کو توہین منع ہے جیسے زندہ کی اور یہ بھی اشارہ ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو اور جب تکلیف ہوئی تو لذت بھی ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ مسلمان کو ایذا دینا مرنے کے بعد ایسا ہے جیسے زندگی میں اس کو ایذا دینا۔

۱۶۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَمَّرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَسْرُ

۱۶۱۷: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردے کی ہڈی توڑنا زندے کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے گناہ میں۔ (اس کی سند میں

Marfat.com

عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ۔

عبداللہ بن زیاد مجہول ہے)۔

۶۴: بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا بیان

۱۶۱۸: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِي سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقُلْتُ اَيْ اُمَّهْ اَخْبِرِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اشْتَكٰى فَعَلَقَ يَنْفُثُ فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْثَهُ بِنَفْثَةِ آكِلِ الزَّبِيْبِ وَ كَانَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَائِهِ فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَاْذَنَهُنَّ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ اَنْ يَدُرْنَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَ رِجْلَاهُ تَخُطَّانِ بِالْاَرْضِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ۔

فَحَدَّثْتُ بِهٖ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا هُوَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔

۱۶۱۸: حضرت عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا اماں مجھ سے آنحضرت ﷺ کی بیماری کا حال بیان کرو انہوں نے کہا آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے پھونکنا شروع کیا (اپنے بدن پر بیماری کی شدت کی وجہ سے) تو ہم نے مشابہت دی آپ ﷺ کے پھونکنے کو انگور کھانے والے کے پھونکنے سے (جیسے انگور کھانا والا اس کی گرد اور خاک پھونکتا ہے اور آپ ﷺ گھوما کرتے تھے اپنی عورتوں پر (یعنی باری باری ان کے پاس رہتے) جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو اور بیبیوں سے اجازت مانگی بیماری میں عائشہؓ کے گھر میں رہنے کی (اس لئے کہ وہ محبوبہ خاص تھیں اور سب بیبیوں سے زیادہ محبت ان سے تھی) اور تمام بیبیوں کو آپؐ کے پاس گھومنے کی (جیسے صحت میں آپ ﷺ اُن کے پاس گھومتے تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے ان میں سے ایک حضرت ابن عباسؓ تھے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے بیان کی انہوں نے کہا تو جانتا ہے دوسرا مرد کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔

۱۶۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا ثَقُلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَجَعَلْتُ اَمْسَحُهٗ وَ اَقُوْلُهَا فَنَزَعَ يَدَهٗ مِنْ يَدِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَالْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى قَالَتْ فَكَانَ هٰذَا

۱۶۱۹: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے ان کلموں کے ساتھ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ ... (یعنی دور کر دے بیماری اے مالک لوگوں کے اور تندرستی دے تو ہی تندرستی دینے والا ہے تندرستی تیری تندرستی ہے تو ایسی تندرستی عطا فرما کہ بالکل بیماری کو باقی نہ رکھے) تو جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اس بیماری میں کہ جس میں انتقال فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھاما اور اس کو پھیرنا شروع کیا آپ ﷺ کے جسم پر اور یہی کلمات کہنے لگی (اور حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پھرایا تاکہ اسکی برکت

Marfat.com

آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ سے جلد آپ ﷺ کو صحت حاصل ہو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں سے نکال لیا پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْلِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی یا اللہ مجھ کو بخش دے اور بلند رفیق سے یعنی ملائکہؑ اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء سے) ملا دے مجھ کو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو یہ آخری کلمہ تھا جو میں نے آپ ﷺ سے سنا۔ ﷺ

تشریح ❁ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ نکال لیا' اس لئے کہ آپ ﷺ کو تندرستی مطلوب نہ تھی' بلکہ وصال کے طالب تھے بعض نے کہا کہ اول کلمہ جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا وہ اللہ اکبر تھا اور اخیر یہ کلمہ' واللہ اعلم۔

۱۶۲۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا اِبْرٰهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِیٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ۔

۱۶۲۰: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے جو بیمار ہو پھر اُسے اختیار نہ دیا جائے دنیا میں رہنے اور آخرت کا سفر کرنے میں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا جب آپ ﷺ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں وفات پائی تو آپ ﷺ کو دھچکا لگا (یعنی اچھو کی طرح) میں نے سنا آپؐ فرماتے تھے ان لوگوں کے ساتھ ہو جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا پیمبروں' صدیقوں' شہیدوں اور صالحین میں سے۔ اس وقت میں نے جانا کہ آپ ﷺ کو بھی اختیار دیا گیا۔

تشریح ❁ کہ اگر دنیا میں رہنا چاہیں تو رہیں' لیکن آپ ﷺ نے اپنے مالک کے وصال کو اختیار فرمایا اور سفر آخرت قبول فرمایا' انا للہ وانا الیہ راجعون دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بیمار ہوئے تو حکم آیا اے موسیٰ اگر تو دنیا میں رہنا چاہتا ہے تو فلاں بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جتنے بال تیرے ہاتھ تلے آ جائیں اتنے برس کی عمر تجھے اور دے دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے مالک پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ حکم ہوا کہ اس کے بعد پھر موت ہے یعنی موت ضروری ہے ہر زندہ کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی۔ سچ یہ ہے کہ اگر لاکھ برس جیے تو کیا فائدہ پھر آخر موت ضرور ہی آنے والی ہے البتہ جو شخص نیک اعمال میں مصروف ہو اس کے لئے دارزیٔ عمر بہتر ہے تا کہ اور اعمال صالحہ زیادہ کرے اور گناہ گاروں اور بدکاروں کے لئے تو جلد مرنا ہی بہتر ہے کیونکہ روز بروز گناہوں کا بوجھ اور زیادہ ہوتا جاتا ہے اے اللہ آسان کر موت کو مجھ پر اور میرا خاتمہ بالخیر فرما اور عالم برزخ میں ساتھ رکھ مجھ کو میرے امام سید السادات حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے۔

۱۶۲۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَاَةٌ فَجَائَتْ فَاطِمَةُ كَانَ مِشْيَتُهَا مِشْيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اِنَّهٗ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ اِنَّهٗ سَاَلَهَا

۱۶۲۱: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں سب اکٹھی ہوئیں' کوئی ان میں سے باقی نہیں رہی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حجرے میں مرض الموت میں) اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں' ان کی چال بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا میری بیٹی' پھر ان کو بٹھایا اپنی بائیں طرف بعد اس کے چپکے سے ایک بات ان سے فرمائی تو وہ

Marfat.com

فَضَحِكْتُ اَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ مَا مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا حِيْنَ مَكَثَ اَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ دُوْنَنَا ثُمَّ تَبْكِيْنَ وَ سَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا قُبِضَ سَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُنِيْ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَرَّةً وَ اَنَّهٗ عَارَضَهٗ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَانِيْ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِيْ وَ اَنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اِنَّهٗ سَارَّنِيْ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ نِسَاءَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ۔

روئے لگیں۔ پھر چپکے سے ایک بات ان سے فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے کہا تم کیوں روئیں' انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید کھولنے والی نہیں۔ میں نے کہا آج کہ سا دن میں نے نہیں دیکھا جس میں تو خوش ہے پھر رنج میں ملی ہوئی (خوشی تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے جانے کی بشارت حضرت فاطمہؓ کو دی جب تو وہ ہنسیں اور رنج یہ کہ آپ ﷺ کی بیماری کا صدمہ دوسرے یہ راز معلوم نہ ہوا) میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا جب وہ روئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات تم سے فرمائی جو اپنی بیبیوں سے نہیں کہی پھر بھی تم روتی ہو اور میں نے پوچھا آخر آپ ﷺ نے کیا فرمایا۔ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں آنحضرت ﷺ کا بھید فاش کرنے والی نہیں' خیر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے اس روز کیا فرمایا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے ان کو اپنے حق کی قسم دی انہوں نے کہا' پہلے آپؐ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک بار مجھ سے قرآن شریف کا دور کرتے تھے اب کے سال دو بار دور کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے اور تم سب میرے عزیزوں سے مجھ کو پہلے ملو گی اور میں بہت عمدہ پیش خیمہ ہوں تمہارے لئے۔ یہ سن کر میں روئی۔ پھر آپؐ نے آہستہ سے مجھ کو فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتیں کہ مومنوں کی عورتوں کی یا اس امت کی عورتوں کی تم سردار ہو گی' یہ سن کر میں ہنسی۔

تشریح ۞ دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا میری وفات ہونے والی ہے تو میں روئی' پھر یہ فرمائی کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنسی۔

۱۶۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا صَعْبُ بْنُ الْمِقْدَامِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔

۱۶۲۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی بیماری کی اتنی سختی نہیں دیکھی' جتنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی تھی۔

تشریح ۞ اس سے معلوم ہوا کہ سکرات کی شدت اور موت کی سختی بری چیز نہیں ہے بلکہ اس سے درجے بلند ہوتے ہیں۔

۱۶۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَرْجِسَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ

۱۶۲۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے وقت دیکھا' آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا پانی کا۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک اس میں

Marfat.com

قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ: وَ هُوَ يَمُوْتُ وَ عِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ فَيُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ! اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

ڈالتے اور منہ پر پانی پھیرتے' پھر فرماتے یا اللہ مدد کر میری موت کی سختیوں میں۔

۱۶۲۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰى وَجْهِهٖ كَاَنَّهٗ وَرَقَةُ مَصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ فَاَرَادَ اَنْ يَتَحَرَّكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اِنِ اثْبُتْ وَاَلْقَى السِّجْفَ وَ مَاتَ فِيْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

۱۶۲۴: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے اخیر دیدار میرا آنحضرت ﷺ کا پیر کے دن تھا۔ آپ ﷺ نے پردہ اٹھایا (حجرے کا) میں نے دیکھا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک گویا مصحف کا ایک ورق تھا (صفائی اور پاکیزگی اور حسن اور جمال میں) اور لوگ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے (یعنی ابوبکرؓ نے) ارادہ کیا اپنی جگہ سے ہٹنے کا (اس خیال سے کہ شاید آپؐ نماز کیلئے برآمد ہوں) لیکن آپؐ نے ان کو اشارے سے فرمایا اپنی جگہ پر رہو اور پردہ ڈال دیا پھر اُسی دن آخر روز میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

تشریح ۞ انا للہ وانا الیہ راجعون' ہر چند نماز میں التفات کرنا منع ہے لیکن صحابہ کو آپ ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ نماز کی حالت میں بے اختیاری کی وجہ سے آپ ﷺ کے دیدار میں محو ہو گئے' دوسری روایت میں یوں ہے کہ قریب تھا کہ ہم فتنہ میں پڑ جائیں یعنی نماز بھول جائیں آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں۔ سبحان اللہ ایمان صحابہ ہی کا ایمان تھا کہ خدا اور رسول کی محبت میں ایسے غرق تھے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں' باپ اور تمام عزیز و اقرباء سے زیادہ نہ ہو۔ ویسے ہی انجیل مقدس میں بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا جو کوئی مجھ کو ماں باپ اور سب سے زیادہ پیار نہ کرے وہ میرا نہیں ہو سکتا۔ افسوس اس زمانہ میں ایسے کامل الایمان لوگ کہاں ہیں' اب تو دنیا کے ذرا ذرا سے فائدہ کے لئے اور ادنیٰ ادنیٰ امیروں اور نوابوں کے خوش کرنے کیلئے سنت نبوی سے اعتراض اور تغافل کرتے ہیں۔

۱۶۲۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ سَفِيْنَةَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ الصَّلَاةَ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى مَا يَفِيْضُ بِهَا لِسَانُهٗ۔

۱۶۲۵: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں جس میں انتقال فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے نماز اور لونڈی غلام کا خیال رکھنا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک رکنے لگی۔

تشریح ۞ بیماری کی شدت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو نماز کا بڑا خیال تھا کیونکہ نماز سب سے اعلیٰ رکن ہے اسلام کا اسی لئے وفات کے وقت بھی آپ ﷺ نے اس کے لئے وصیت کی' مطلب یہ تھا کہ نماز کی محافظت کرو' وقت پر پڑھو۔ شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرو' دوسرا مقدمہ لونڈی غلام کا ہے' اس سے یہ غرض تھی کہ لوگ لونڈی غلاموں پر ظلم نہ کریں اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لیں' ان کو کھانے اور پینے کی تکلیف نہ دیں' جیسا برتاؤ اسلام کے دین میں لونڈی غلاموں کے ساتھ ہے وہ اس زمانہ میں آدمی اپنے نوکروں اور دوستوں کے ساتھ بھی نہیں کرتا جو آپ کھائے وہ لونڈی غلام کو کھلائے اور جو آپ پہنے وہ ان کو بھی پہنائے' عرب میں بلکہ یہ دستور تھا کہ لونڈی غلام کو بھی اپنے ساتھ کھلاتے' اسی طرح لونڈی اور غلام سے جب برتاؤ کیا جائے تب ہی لونڈی غلام رکھنا مناسب ہے۔

Marfat.com

اور جولوگ غلامی کی وجہ سے اسلام پر طعن کرتے ہیں ان کو یہ خبر نہیں ہوئی ہے کہ درحقیقت غلامی کیا ہے۔ گویا فرزندی میں لینا اور اپنی اولاد کی طرح ایک بے وارث شخص کی پرورش کرنا' اس میں عقلاً کون سی قباحت ہے بلکہ قیدیوں کے گزارے کے لئے اس سے بہتر دوسری کوئی صورت عقل ہی میں نہیں آتی البتہ اس زمانہ میں بعض جاہل خلاف شرع لوگ جولونڈی غلاموں سے وحشیانہ اور بے رحمی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں' تو ان پر طعن کرنا بجا ہے مگر دین اسلام پر طعن نہیں ہوسکتا کیونکہ اسلام کے دین نے تو ایسے برتاؤ سے بالکل منع کیا ہے اور بانیٔ اسلام نے مرتے وقت بھی اس کا خیال نہیں چھوڑا اور لونڈی غلام سے نیک سلوک کرنے کی بار بار وصیت فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ زبان مبارک بے قابو ہوگئی قربان آپ ﷺ کے رحم وکرم اور اخلاق کریمانہ کے۔

۱۶۲۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰی اَوْصٰی اِلَيْهِ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ اِلٰی صَدْرِیْ اَوْ اِلٰی حَجْرِیْ فَدَعَا بِطَسْتٍ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِیْ حَجْرِیْ فَمَاتَ وَ مَا شَعَرْتُ بِهٖ فَمَتٰی اَوْصٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۶۲۶: حضرت اسودؒ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) انہوں نے کہا آپ ﷺ کو کب وصیت کی' میں تو آپ ﷺ کو اپنی چھاتی سے لگائے ہوئے تھی یا گود میں لئے ہوئے تھی آپ ﷺ نے طشت منگوایا پھر آپ ﷺ میری گود میں جھک گئے اور وفات پا گئے۔ مجھے خبر نہیں ہوئی (وفات پاتے وقت) پھر آپؐ نے وصیت کس وقت کی۔

تشریح ❁ شیعہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اپنا جانشین اور وصی اور قائم مقام حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کر دیا تھا اور آپ ﷺ کو ایسی ایسی باتیں بتائیں جو راز کی تھیں اور سوائے آپ ﷺ کے اور کسی سے بیان نہیں کیں' یہ سب شیعوں کا افتراء اور بہتان ہے اور اس سے غرض ان کی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اعتراض کریں اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی قرابت قریبہ اور قرب ومحبت خاص میں کسی کو کلام نہیں ہے' لیکن خلافت نبوت کو قرابت سے کچھ تعلق نہیں ہے اگر قرابت خلافت کا سبب ہوتی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ سب سے مقدم تھے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے انکار فرمایا اس امر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کی وصیت میرے لئے کرتے تو میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کبھی آپ ﷺ کے منبر پر نہ بیٹھنے دیتا بلکہ ان سے قتال کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال دفعۃً نہیں ہوا بلکہ آپ ﷺ کئی روز تک بیمار رہے اور مؤذن آپ ﷺ کے پاس آتا رہا۔ آپ ﷺ حکم دیتے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کا۔ پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم نے دنیا کی حکومت کے لئے بھی اسی شخص کو اختیار کیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے اختیار کیا تھا اور اس سے بیعت کر لی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی مجھ کو فضیلت دے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تو میں اسے مفتری کی طرح کوڑے ماروں گا۔

۶۵ : بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهٖ وَ دَفْنِهٖ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کی وفات اور دفن کا بیان

۱۶۲۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۶۲۷: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی' اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی بی بی کے پاس تھے جو خارجہ کی بیٹی تھی عوالی میں (عوالی گاؤں تھے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عِنْدَ امْرَأَتِهٖ ابْنَةِ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِىْ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ لَمْ يَمُتِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ عِنْدَ الْوَحْىِ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ قَالَ اَنْتَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُمِيْتَكَ مَرَّتَيْنِ قَدْوَاللّٰهِ مَاتَ رَسُوْلُ للّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِىْ نَاحِيَةَ الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَمُوْتُ حَتّٰى يَقْطَعَ اَيْدِىَ اُنَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ كَثِيْرٍ وَ اَرْجُلَهُمْ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَىٌّ لَمْ يَمُتْ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ :﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۴۴] قَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَكَاَنِّىْ لَمْ اَقْرَاْهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔

مدینہ کے اطراف میں) لوگ کہنے لگے آنحضرت ﷺ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وحی کے وقت جو حال آپ ﷺ کا ہوا کرتا تھا ایسا ہی ہو گیا ہے (یعنی بے ہوشی طاری ہو گئی ہے) آخر حضرت ابوبکرؓ آئے اور آپ ﷺ کا چہرہ کھولا اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا آپ ﷺ کی عزت اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ وہ دو بار آپ ﷺ کو مارے۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے' اس وقت حضرت عمر مسجد کے ایک کونے میں یہ کہہ رہے تھے کہ قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور آپ ﷺ کبھی نہیں مریں گے یہاں تک کہ بہت سے منافقوں کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیں گے آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور منبر پر چڑھے اور کہا جو کوئی اللہ جل جلالہ کو پوجتا تھا تو اللہ زندہ ہے' مرا نہیں (اور نہ کبھی مرے گا) اور جو کوئی حضرت محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو حضرت محمد ﷺ مر گئے پھر یہ آیت **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ** اخیر تک یعنی محمد ﷺ نہیں ہیں مگر پیغام پہنچانے والے اللہ کے ان سے پہلے کئی پیغام پہنچانے والے گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم (اپنے دین سے) پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ بدلہ دے گا شکر کرنے والوں کو۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں نے اس آیت کو نہیں پڑھا مگر اسی دن۔

تشریح ❁ یہ کہہ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے بعد پھر وفات ہو گی پس دو موتیں جمع ہو جائیں گی اور بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ اب آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی' ایک دنیا کی موت تھی جو ہر بشر کو لازم تھی وہ آپ ﷺ کو بھی ہوئی اس کے بعد پھر آپ ﷺ کو راحت ہی راحت ہے جیسے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد پھر تیرے باپ پر کبھی سختی نہ ہو گی جب انہوں نے کہا تھا واکرب اباہ یعنی ہائے میرے باپ پر کتنی سختی ہے اور بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام اور آپ ﷺ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا کبھی مرنے والا نہیں۔ حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو بوسہ دینا درست ہے اور میت کو موت کے بعد ایک چادر سے ڈھانپ دینا چاہئے تا کہ لوگ اس کی صورت دیکھ کر گھبرائیں نہیں۔

۱۶۲۸: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِىٍّ الْجَهْضَمِىُّ اَنْبَاَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِىْ حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۶۲۸: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب صحابہ نے قصد کیا کہ آنحضرت ﷺ کے لئے قبر کھودیں تو انہوں نے بلوا بھیجا ابوعبیدہ بن الجراح کو' وہ صندوقی قبر کھودتے تھے مکہ

Marfat.com

رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا اَرَادُوْا اَنْ يَحْفِرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثُوْا اِلٰى اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ كَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيْحِ اَهْلِ مَكَّةَ وَبَعَثُوْا اِلٰى اَبِیْ طَلْحَةَ وَ كَانَ هُوَ الَّذِیْ يَحْفِرُ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ يَلْحَدُ فَبَعَثُوْا اِلَيْهِمَا رَسُوْلَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ خِرْ لِرَسُوْلِكَ فَوَجَدُوْا اَبَا طَلْحَةَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَجِیءَ بِهٖ وَ لَمْ يُوْجَدْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَالًا يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوا اَدْخَلُوا النِّسَاءَ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَ لَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْمَكَانِ الَّذِیْ يُحْفَرُ لَهٗ فَقَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ فِیْ مَسْجِدِهٖ وَ قَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوْا فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ تُوُفِّیَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوْا لَهٗ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ وَ نَزَلَ فِیْ حُفْرَتِهٖ عَلِیٌّ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَ قُثَمُ اَخُوْهُ وَ شُقْرَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ اَوْسُ بْنُ خَوْلِیٍّ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ وَهُوَ اَبُوْ لَيْلٰى لِعَلِیٍّ رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَ حَظَّنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ عَلِیٌّ اُنْزِلَ وَ كَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ

والوں کی طرح اور بلوا بھیجا ابوطلحہ کو وہ مدینہ والوں کے لئے قبر کھودتے تھے۔ خیر صحابہ نے دونوں کے پاس آدمیوں کو بھیجا اور دعا کی اللہ تو اختیار کر لے (جو بہتر ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ آخر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ملے وہ آئے اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بغلی قبر کھودی گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز اور تکفین سے فارغ ہوئے منگل کے دن تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے تخت پر اپنے گھر میں اور لوگوں نے فوج در فوج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنا شروع کیا اور نماز پڑھتے جاتے تھے آپ پر جب مرد سب فارغ ہو چکے (نماز سے) تو عورتیں جانے لگیں جب عورتیں بھی فارغ ہو لیں تو بچے جانے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے پر کسی شخص نے لوگوں کی امامت نہیں کی (بلکہ ہر ایک نے الگ الگ نماز پڑھی، پہلے بنی ہاشم نے پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے پھر اور صحابہ نے) اور لوگوں نے اختلاف کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں کھودی جائے۔ بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دفن کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (بقیع میں) دفن ہوں گے یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی نبی نہیں مرا مگر وہ دفن کیا گیا اسی مقام پر جہاں وہ مرا۔ پھر صحابہ نے (اس حدیث کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا اٹھایا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور قبر کھودی، بعد اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہوئے آدھی رات کے وقت چار شنبہ کی رات کو (اور وفات پیر کے روز سہ پہر کو ہوئی تھی) خیر قبر میں حضرت علی اور فضل بن عباس اور ان کے بھائی قثم بن عباس اور شقران ض ۳ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (غلام آزاد) تھے اترے اور اوس بن خولی نے کہا جن کی کنیت ابویعلی رضی اللہ عنہ تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور ہماری اس صحبت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی (مجھ کو بھی قبر میں اترنے دو)

Marfat.com

اَخَذَ فَطِيْفَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ قَالَ وَاللّٰهِ! لَايَلْبَسُهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ اَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اتر اور شقران جو آپ ﷺ کے مولیٰ تھے انہوں نے ایک چادر جس کو آپ ﷺ اوڑھا کرتے تھے آپ ﷺ کے ساتھ قبر میں دفن کردی۔ (بعض نے کہا وہ زمین میں بچھادی گئی تھی اور بعض نے کہا مٹی ڈالنے کے بعد اس چادر کو نکال لیا' غرض چادر بچھانا درست نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو یہ امر آپ ﷺ کیلئے خاص ہوگا) انہوں نے کہا قسم اللہ کی اس چادر کو آپ ﷺ کے بعد کوئی نہ اوڑھے اور وہ دفن کردی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ (اس کی سند میں حسین بن عبداللہ ہے محدثین نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے' امام بخاری نے فرمایا کہ وہ زندیق تھا)۔

۱۶۲۹: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَاعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرَبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَ اكَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَرْبَ عَلٰى اَبِيْكَ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهٗ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكَ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۶۲۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی ہوئی تو حضرت فاطمہ (پیاری صاحبزادی) نے فرمایا ہائے میرے باپ کی سختی یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد پھر تیرے باپ پر کبھی سختی نہ ہوگی اور تیرے باپ پر وہ وقت آیا جو سب پر آنے والا ہے' اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

تشریح ✿ حالانکہ ملاقات مرنے کے بعد ہی عالم برزخ میں ہو جاتی ہے جیسے دوسری حدیثوں سے ثابت ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا' یہاں یہ اشکال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ ملاقات سے ہر وقت کی یک جائی اور سکونت مراد ہو' دنیا کی طرح اور یہ قیامت کے بعد ہی جنت میں ہوگی جیسے دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سوتا پایا ارشاد ہوا کہ یہ سونے والا اور میں اور تو ایک مکان میں ہوں گے جنت میں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ بہت بلند ہوگا آخرت میں کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں رہیں گے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جنت الفردوس میں سب سے بلند ہوگا' واللہ اعلم۔

۱۶۳۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَا اَنَسُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَيْفَ سَخَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا التُّرَابَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۶۳۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؓ نے مجھ سے کہا اے انسؓ تمہارے دلوں کو کیونکر گوارا ہوا جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی (یعنی آپ کو خاک میں ملا دیا اور جمال جہاں آرا میں جس کے تم عاشق تھے یوں مٹی میں داب دیا) ثابت نے کہا انسؓ سے روایت کر کے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرے باپ میں جبرائیل علیہ السلام کو ان کے مرنے کی خبر دیتی ہوں' ہائے میرے باپ ' ' لک کے کیسے قریب ہو گئے ہائے میرے باپ جنت الفرد ' ' ن کا ٹھکانہ

وَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ حِيْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ اَنْعَاهُ وَا

Marfat.com

اَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا اَدْنَاهُ وَا اَبَتَاهُ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاهُ وَ اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ۔

ہائے ہائے میرے باپ نے اپنے رب کا بلانا قبول کیا۔ حماد نے کہا میں نے دیکھا ثابت کو جب انہوں نے یہ حدیث بیان کی تو روئے یہاں تک کہ ان کی پسلیاں تلے اوپر ہو گئیں۔

قَالَ حَمَّادٌ فَرَاَيْتُ ثَابِتًا حِيْنَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ بَكَى حَتّٰى رَاَيْتُ اَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ۔

تشریح ⁂ اس روئے کی شدت سے آپ ﷺ کی وفات کا صدمہ یاد کر کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مصیبت کا خیال کر کے اس اکلوتی پیاری بیٹی کا باپ جب جہان سے اٹھ گیا اور باپ بھی ایسا جو سارے جہان کا نور تھا تو خیال کرنا چاہئے کہ بیٹی کے دل پر کیا صدمہ گزرا ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بی بی صاحبہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ تک بحالت رنج و غم میں رہیں اور اس مدت میں کبھی نہیں ہنسیں آخر ۶ ماہ کے بعد بموجب باپ کے ارشاد کے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں اور اپنے باپ سے جس کی عاشق تھیں مل گئیں اب کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ کلمات سخت رنج کی حالت میں فرمائے یہ نیاحت میں داخل ہے اور وہ منع ہے اس لئے کہ نیاحت وہ ہے جو چلا کر بلند آواز سے ہو نہ وہ جو آہستہ سے کہا جائے اور اگر یہ نیاحت ہوتی تو بی بی صاحبہ اس کو ہرگز نہ کرتیں۔

۱۶۳۱: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالِ الصَّوَّافُ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَ مَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْدِيَ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا۔

۱۶۳۱: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک وہ دن تھا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تھے) تو مدینہ کی ہر چیز نورانی ہو گئی تھی (در و دیوار آپ ﷺ کے جمال آرا سے روشن اور منور ہو گئے تھے) پھر جب وہ دن ہوا جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہم لوگوں نے تو جب آپ ﷺ کو دفن کر کے ہاتھوں کو جھٹکا تو اسی وقت سے دلوں کا حال بدلا ہوا پایا۔

تشریح ⁂ جو نور دلوں میں آپ ﷺ کی صحبت کی وجہ سے تھا وہ کم ہو گیا جب صحابہ کا یہ حال ہو تو اور لوگوں کے دل ہمیشہ کیسے درست رہ سکتے ہیں یہی حال ہے مرشد کامل اور واصل الی اللہ کا جب تک اس کی صحبت میں رہو دل پر ایک تسلی رہتی ہے دل نورانی خدا کی طرف راغب رہتا ہے اور دنیا سے متنفر رہتا ہے جب یہ صحبت جاتی رہتی ہے پھر دل اپنے حال پر آ جاتا ہے اور دنیا کی محبت اس میں سما جاتی ہے ولی کامل کی بڑی نشانی یہی ہے کہ جب اس کی صحبت میں بیٹھو تو خدا کی یاد آئے اور دل دنیا سے نفرت کرے۔

۱۶۳۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَخَافَةَ اَنْ يُنْزَلَ فِيْنَا الْقُرْاٰنُ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَكَلَّمْنَا۔

۱۶۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی عورتوں سے باتیں کرنے اور زیادہ گھلنے میں ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے باب میں قرآن نہ اترے (اس لئے کہ اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے وہ اپنے رسول کو جو بات چاہتا بتا دیتا) جب آپ ﷺ نے وفات فرمائی تو ہم باتیں کرنے لگے (ہر طرح سے اور خوف و خطر دل سے جاتا رہا)

Marfat.com

۱۶۳۳: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءِ الْعِجْلِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّمَا وَجْهُنَا وَاحِدٌ فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هٰكَذَا وَ هٰكَذَا۔

۱۶۳۳: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہم سب کا منہ ایک ہی طرف تھا (یعنی باہم بالکل اتفاق تھا اور آپ ﷺ کے ارشاد پر سب متفق تھے) جب سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ (اس حدیث کی سند منقطع ہے حسن اور ابی بن کعب کے درمیان ایک راوی رہ گیا ہے)۔

تشریح ❁ اور ہر ایک اپنی رائے اور اجتہاد کا پیرو ہونے لگا' یہ ان مسائل میں تھا جن میں صاف نص وارد نہ تھی ورنہ صحابہؓ مسائل منصوصہ میں متفق تھے اور سب قرآن اور حدیث کے تابع تھے اور مسائل منصوصہ میں اگر کہیں اختلاف پایا جاتا ہے' تو اس کی وجہ یہ تھی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لئے ایک کام کو دو یا تین طرح سے کیا اور کبھی ایک کام کو کیا' کبھی اس کو ترک کیا' جتانے کے لئے کہ وہ کام واجب نہیں ہے پس جیسا جس نے دیکھا' وہی طریقہ اختیار کیا اور ان مسائل میں اہل حدیث کا راستہ نہایت ٹھیک اور درست ہے کہ انہوں نے اول تو احادیث کو خوب جانچا اور صحیح پکی حدیثیں' ضعیف اور کچی حدیثوں سے جدا کیں پھر جو صحیح احادیث رہیں' ان سب پر عمل کیا اور ہر ایک طور پر عمل کرنا جائز رکھا' برخلاف مقلدین کے کہ انہوں نے آدھی حدیثیں لیں اور آدھی حدیثوں کو بلاوجہ لغو عذرات پیش کر کے ترک کر دیا۔

۱۶۳۴: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ ابْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنِيْ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ اَبِيْ اُمَيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ الْمُصَلِّيْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ النَّاسُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِيْنِهِ فَتُوُفِّيَ اَبُوْبَكْرٍ وَ كَانَ عُمَرُ فَكَانَ النَّاسُ اِذَاقَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ وَ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ فَتَلَفَّتَ النَّاسُ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا۔

۱۶۳۴: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب نمازی نماز میں کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ اس کے دونوں پاؤں سے آگے نہ بڑھتی۔ آخر آپ ﷺ نے وفات پائی پھر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ان میں سے نماز پڑھتا تو اس کی نگاہ پیشانی رکھنے کے مقام سے آگے نہ بڑھتی' آخر حضرت ابوبکرؓ نے بھی وفات پائی اور حضرت عمرؓ کا زمانہ ہوا اب لوگوں کا یہ حال ہو گیا کہ جب ان میں سے کوئی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ سوا قبلہ کے اور طرف نہ جاتی (یعنی دائیں بائیں طرف نہ دیکھتا) پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا اور مسلمانوں میں فتنہ ہوا (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت) تو لوگوں نے دائیں اور بائیں دیکھنا شروع کیا۔

تشریح ❁ نماز میں' مطلب یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا نماز میں خشوع اور خضوع کم ہوتا گیا سب سے زیادہ عمدہ نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتی تھی جب کوئی اپنے قدموں کے مقام سے نگاہ کو نہ بڑھاتا اس کے بعد پھر نگاہ بڑھتی چلی گئی' جیسے اوپر بیان ہوا' اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شیخین کی خلافت کا زمانہ بہ نسبت ختنین کی خلافت کے عمدہ تھا اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرب نبوی اس وقت زیادہ تھا اور آپ ﷺ کی صحبت کا اثر بہت کچھ باقی تھا' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہم کو عزت حاصل ہوئی اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہم ذلیل ہو گئے۔

Marfat.com

۱۶۳۵: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ الطَّلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ قَالَتْ اِنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ وَ لٰكِنْ اَبْكِيْ لِاَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ قَالَ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

۱۶۳۵: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چلو ہم تم اُم ایمن سے ملنے کو جائیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے (وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی تھیں انسؓ نے کہا جب ہم اُم ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے ان سے کہا تم کیوں روتی ہو جو کچھ اللہ کے پاس ہے (وہ بہتر ہے) اس کے رسولؐ کے لئے' انہوں نے کہا یہ میں جانتی ہوں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اس کے رسول کے لئے لیکن میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی اترنا موقوف ہوگئی یہ کہہ کر اُم ایمن نے ابوبکر اور عمرؓ کو بھی رُلایا وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (آنحضرت ﷺ کی وفات کو یاد کر کے)۔

تشریح ❁ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں سرمو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق انحراف کرنا گوارا نہ کیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں سے ملنے جاتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان سے ملنے گئے۔ پس خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گویا تصویر تھی زمانہ نبوت کی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اموال فدک اور بنونضیر وغیرہ حضرت خاتونِ جنت کی طلب پر ان کے حوالے نہیں کئے بلکہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے خرچ کرتے تھے اسی طرح بلا تفاوت خرچ کرتے رہے اور رتی برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کا بدلنا انہوں نے گوارا نہ کیا' اصل بات یہ ہے نہ وہ جو شیعہ بکتے پھرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ طمع سے ایسا کیا اور حضرت بی بی کو رنج دیا یہ سب لغو ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک بڑا حصہ دنیا کی حکومت تھی اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اپنا سارا مال تصدق کیا اور آپ ﷺ کی محبت میں جان تک سے بھی دریغ نہ کیا کیا ایسے شخص سے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ چند درخت کھجور کے ناحق طور سے لے لے گا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی کو ناراض کرے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — در بماند نوشتن شیر و شیر

۱۶۳۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِيْهِ النَّفْخَةُ وَ فِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۱۶۳۶: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے افضل دنوں میں جمعہ کا دن ہے' اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے (قیامت کے قریب) تو جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجا کرو' اس لئے کہ تمہارے درود میرے سامنے لائے جائیں گے' ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں کر ہمارے درود آپ ﷺ کے سامنے

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ يَعْنِي بَلِيتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔

لائے جائیں گے آپ ﷺ تو قبر میں گل جائیں گے (جیسے اور مردے گل جاتے ہیں) آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیمبروں کے بدنوں کو کھانا حرام کیا ہے۔

تشریح ❁ اگر چہ مرنے کے بعد روح سب کی قائم رہتی ہے اور روح سب باتوں کو دیکھ اور سن سکتی ہے' لیکن پیمبروں میں اوروں کی بہ نسبت ایک اور خصوصیت ہے وہ یہ کہ پیغمبروں کا جسم بھی فنا نہیں ہوتا نہ گلتا اور سڑتا ہے اور پیمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں' دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سن لوں گا اور جو دور سے بھیجے گا تو فرشتے مجھ کو پہنچا دیں گے' ان حدیثوں سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود اور سلام پڑھنا بہ نفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہل حدیث کا اتفاق ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ادب اور لحاظ حالت حیات دنیاوی میں تھا وہی اب بھی مسجد نبوی میں لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حالت نہیں بدلی صرف اہل دنیا کی نظر سے آپ ﷺ چھپ گئے ہیں' ایک بزرگ سے منقول ہے کہ دو نعمتیں بہت بڑی دنیا میں اب بھی موجود ہیں لیکن لوگوں کو اِدھر توجہ نہیں ہے ایک تو ذاتِ بابرکات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری قرآن مجید۔

۱۶۳۷: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَيْمَنَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَ اِنَّ اَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

۱۶۳۷: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجو اس لئے کہ جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا جس وقت اس سے فارغ ہوگا' میں نے عرض کیا' کیا آپ ﷺ کے مرنے کے بعد بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے مرنے کے بعد بھی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا' غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں' اور ان کو روزی ملتی ہے۔ (اس حدیث کی سند دو جگہ سے منقطع ہے اس لئے کہ عبادہ کا سماع ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اور زید بن ایمن کا عبادہ سے نہیں ہے)۔

تشریح ❁ یعنی جنت کے کھانے ان کو کھلائے جاتے ہیں جو روحانی ہیں' یہ جان لینا چاہئے کہ حیات سے دنیاوی حیات مراد نہیں ہے' اس لئے کہ دنیاوی حیات قبر کے اندر قائم نہیں رہ سکتی مگر یہ برزخی حیات ہے ایسی ہے کہ اس میں اور دنیاوی حیات میں فرق ہے مگر ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف کے پاس درود اور سلام سنتے ہیں' اسی طرح آپ ﷺ کا ادب اور لحاظ اسی حال میں قائم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھا بلکہ یہ برزخی حیات بہت باتوں میں دنیاوی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ بہتر ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

Marfat.com

كِتَابُ الصِّيَامِ

١ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الصِّيَامِ

باب: روزے کی فضیلت

١٦٣٨: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ يَقُوْلُ اللّٰهُ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَ طَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔

١٦٣٨: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے دس گنے سے سات سو گنے تک' جہاں تک اللہ چاہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مگر روزہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ آدمی اپنی خواہش اور غذا کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک تو افطار کے وقت' دوسری خوشی اپنے مالک سے ملتے وقت (ہوگی) البتہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہے۔

تشریح ❁ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے سوا اور نیکیوں کا ثواب معین اور معلوم ہے یا ان کا ثواب دینا فرشتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے اور روزے کا ثواب اللہ جل جلالہ نے خاص اپنے علم میں رکھا ہے اور وہ خود ہی قیامت کے دن روزہ دار کو عنایت فرمادے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اور نیکیوں میں ریا کی گنجائش ہے روزہ ریا سے پاک ہے آدمی اسی وقت روزہ رکھے گا اور حیوانی اور نفسانی خواہشوں سے اسی وقت باز رہے گا جب اس کے دل میں خدا کا ڈر ہوگا' ورنہ روزہ نہ رکھے گا اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کرے گا۔

١٦٣٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ اَنَّ مُطَرِّفًا مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيَّ دَعَا لَهٗ بِلَبَنٍ يَسْقِيْهِ فَقَالَ مُطَرِّفٌ اِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ۔

١٦٣٩: مطرف سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے ان کے پلانے کے لئے دودھ منگوایا۔ انہوں نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے روزہ ڈھال ہے دوزخ کی آگ سے جیسے کہ لڑائی میں تم میں سے ایک کی ڈھال ہوتی ہے۔

١٦٤٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ

١٦٤٠: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے

Marfat.com

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَانُ يُدْعٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُقَالُ اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِيْنَ دَخَلَهُ وَ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَا اَبَدًا۔

جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں تو جو کوئی روزہ داروں میں سے ہوگا وہ اس دروازے کے اندر جائے گا اور جو اندر جائے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

تشریح ۞ ریان سے ہے جس کے معنی سیراب ہونا ہے یہ دروازہ گویا سیرابی کا دروازہ ہے جو روزہ داروں کی بھوک اور پیاس کا عوض ہوگا۔

۲:بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: ماہ رمضان کی فضیلت

۱۶۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَامُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

۱۶۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی روزے رکھے رمضان کے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے گناہ بخش دے گا۔

۱۶۴۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَتْ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ نَادٰی مُنَادٍ يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَ يَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عَتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ۔

۱۶۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں اسی طرح شریر جن اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ ان کا کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا بند نہیں ہوتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے بھلائی کے چاہنے والے (یعنی ثواب کے طالب) متوجہ ہوں (اور محنت کر) اور اے برائی کے ڈھونڈنے والے کم کر (یعنی برائی میں کمی کر گناہوں کو چھوڑ دے) اور اللہ جل جلالہ کے آزاد کئے ہوئے لوگ ہیں (شاید تو بھی ان میں سے ہوں) ہر رات کو یہی ہوتا ہے۔ (رمضان کے ختم ہونے تک)

۱۶۴۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ' عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ وَعُتَقَاءَ وَ ذٰلِكَ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ۔

۱۶۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ افطار کے وقت کتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے (دوزخ سے) اور یہ رمضان کی ہر ایک رات کو ہوتا ہے۔

۱۶۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ ثَنَا عِمْرَانُ لْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَ

۱۶۴۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ آ گیا تمہارے اوپر اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا

Marfat.com

الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَ هَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ۔

وہ بالکل بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے وہی محروم رہے گا جو محروم ہے (عبادت الٰہی سے اور فسق اور فجور میں مصروف ہے)

۳ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

باب: شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

۱۶۴۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَاُتِيَ بِشَاةٍ فَتَنَحّٰى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔

۱۶۴۵: حضرت صلہ بن زفر سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمار بن یاسرؓ کے پاس تھے اس دن جس دن شک ہوتا ہے (رمضان کا وہ شعبان کی ۳۰ تاریخ ہے جب ابر وغیرہ ہو) ان کے پاس ایک بکری لائی گئی (بھونی ہوئی) بعض لوگ اس کو دیکھ کر رک گئے (کیونکہ انہوں نے روزہ رکھا ہوگا) عمارؓ نے کہا جس نے ایسے دن میں روزہ رکھا اس نے نافرمانی کی ابوالقاسم ﷺ کی۔

تشریح ۞ اکثر ائمہ جیسے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے کہ شک کے دن روزہ نہ رکھے اور جو رکھے تو نفل کی نیت سے رکھے، لیکن رمضان کی نیت سے نہ رکھے اور بعض نے کہا جس کی عادت اس دن روزہ رکھنے کی ہو وہ رکھے اور بعض نے کہا خاص خاص لوگ رکھیں، عوام نہ رکھیں اور امام احمد اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ جب آسمان پر ابر ہو تو وہ شک کا دن نہیں ہے اس دن روزہ رکھنا چاہئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اکثر صحابہ یوں کرتے تھے کہ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھتے تھے، پھر اگر چاند دکھائی دیتا اس کی خبر سنتے تو دوسرے دن روزہ رکھتے اگر چاند دکھائی نہ دیتا نہ اس کی خبر آتی تو اگر مطلع صاف ہوتا تو دوسرے دن افطار کرتے اور جو مطلع صاف نہ ہوتا تو دوسرے دن روزہ رکھتے۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ رمضان کا چاند ایک شخص عادل کی خبر سے ثابت ہو جاتا ہے اگر چاند نہ دکھائی دے نہ ایک شخص عادل کی خبر سے ثابت ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لینے چاہئیں اس کے بعد روزہ رکھے اور رمضان کا استقبال ایک یا دو روز پیشتر سے مکروہ ہے اور صحیح ہے۔

۱۶۴۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَعْجِيْلِ صَوْمِ يَوْمٍ قَبْلَ الرُّؤْيَةِ۔

۱۶۴۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے منع کیا چاند دیکھنے سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے سے۔ (اس کا مضمون صحیح ہے لیکن سند میں عبداللہ بن سعید بالاتفاق ضعیف ہے)

تشریح ۞ شیعہ امامیہ اور اسماعیلیہ اس حدیث کے خلاف رمضان کا استقبال کرتے ہیں ایک یا دو روزوں سے اور میں نے بعض اسماعیلیہ کو دیکھا ہے کہ وہ شعبان کی ۲۷ تاریخ سے روزہ شروع کرتے ہیں اور رمضان کی ۲۹ تاریخ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں یہ صریح گمراہی اور باطل ہے۔

۱۶۴۷: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ كَانَ

۱۶۴۷: حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے سنا حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے منبر پر وہ کہتے تھے کہ آپ منبر پر فرماتے تھے رمضان سے پہلے روزہ فلاں دن سے شروع ہوگا فلاں دن سے اور ہم تو اس سے آگے سے روزہ رکھیں

Marfat.com

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ الصِّيَامُ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُوْنَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَقَدَّمْ ، وَ مَنْ شَاءَ فَلْيَتَأَخَّرْ۔

گے۔اب جس کا جی چاہے آگے سے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے آگے سے نہ رکھے۔ (قاسم کی امیر معاویہؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے اس میں انقطاع ہے)

تشریح ۞ کیونکہ رمضان کے آگے ایک دو روز پہلے نفل روزہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا استقبال درست ہے اسی طرح شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دینا لیکن دوسری صحیح حدیثوں میں اس کی ممانعت وارد ہے اور بعض نے کہا کہ ممانعت عام لوگوں کو ہے اور جواز خاص لوگوں کے لئے واللہ اعلم۔

۴:بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ

باب: شعبان کے روزے رمضان کے روزوں سے ملا دینا کیسا ہے؟

۱۶۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ۔

۱۶۴۸: اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

۱۶۴۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْغَازِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ حَتّٰى يَصِلَهٗ بِرَمَضَانَ۔

۱۶۴۹: حضرت ربیعہ بن غاز نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا۔انہوں نے کہا آپ ﷺ سارے شعبان کے مہینہ کے روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اس کو ملا دیتے رمضان شریف سے۔

تشریح ۞ ان حدیثوں کے معارض ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں جو آگے آتی ہیں ان کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت یوں ہے کہ جو کوئی تم سے بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا اور کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے تو اس کی تصدیق نہ کرنا اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے صحابہ اور تابعین کے زمانہ سے اب تک اور احتیاط اسی میں ہے کہ شعبان کی پندرہ تاریخ کے بعد پھر روزہ نہ رکھے جب تک رمضان شریف شروع نہ ہو۔واللہ اعلم۔

۵:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ اَنْ يَتَقَدَّمَ رَمَضَانَ بِصَوْمِ اِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا فَوَافَقَهٗ

باب: رمضان سے قبل ایک دن روزہ رکھنے کی ممانعت مگر جو شخص پہلے سے کسی دن کا روزہ رکھتا ہو

۱۶۵۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبٍ وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَقَدَّمُوْا صِيَامَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَيَصُوْمُهٗ۔

۱۶۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان سے آگے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ مت رکھو البتہ اس شخص کو منع نہیں جو ایک دن ہمیشہ روزے رکھا کرتا تھا اور وہ دن آن پڑا تو وہ روزہ رکھ لے۔

تشریح ۞ اپنی عادت کے سبب سے نہ رمضان کے استقبال کی نیت سے۔

Marfat.com

۱۶۵۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا مُسْلِمِ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا صَوْمَ حَتّٰی یَجِیْئَ رَمَضَانُ۔

۱۶۵۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان آدھا گزر جائے تو اب روزہ نہ رکھے جب تک رمضان نہ آئے۔

تشریح ۞ وجہ ممانعت کی یہ ہوگی کہ فرض اور نفل مل نہ جائیں اور عام لوگوں کو یہ وسوسہ نہ پیدا ہو کہ شعبان کے روزے رکھنا بھی ضروری ہے بعض نے کہا یہ ممانعت ضعیف لوگوں کے حق میں ہے بعض نے کہا عام لوگوں کے حق میں اور خواص کو ایسا کرنا منع ہے واللہ اعلم۔

۲: بَابُ مَا جَاءَ فِی الشَّهَادَةِ عَلٰی رُؤْیَةِ الْهِلَالِ

باب: چاند دیکھنے کی گواہی کا بیان

۱۶۵۲: حَدَّثَنَا عُمَرُ و بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّیْلَةَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُمْ یَا بِلَالُ ! فَاَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَصُوْمُوْا غَدًا۔

۱۶۵۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آج کی رات چاند دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے ہیں، وہ بولا ہاں آپ ﷺ نے بلالؓ سے فرمایا اے بلالؓ اٹھ اور لوگوں میں پکار دے کہ کل سے روزہ رکھیں۔

قَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ هٰكَذَا رِوَایَةُ الْوَلِیْدِ بْنِ اَبِیْ ثَوْرٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَلَمْ یَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ قَالَ فَنَادَی اَنْ یَقُوْمُوْا وَ اَنْ یَصُوْمُوْا۔

تشریح ۞ نکالا اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے اور حاکم نے اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔ ابن حزم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور دارقطنی اور طبرانی نے نکالا میں مدینے میں موجود تھا اس وقت وہاں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس گواہی کو انہوں نے اس گواہی کو جائز رکھا اور دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی گواہی جائز رکھی رمضان کا چاند دیکھنے میں لیکن افطار کے لئے آپ ﷺ دو مردوں کی گواہی کے بغیر حکم نہیں دیتے تھے۔ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا اس روایت سے حفص بن عمر ابی اور وہ ضعیف ہے اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے کہ رمضان کے چاند کے لئے ایک شخص کی شہادت کافی ہے اور روضہ میں اہلحدیث کا بھی مذہب یہی قرار دیا ہے اور مالک اور لیث اور اوزاعی اور ثوریؒ کے نزدیک دو مردوں کی شہادت ضروری ہے اور کچھ فرق نہیں ہے اس باب میں کہ آسمان پر ابر ہو یا نہ ہو اور حنفیہ کی فقہ میں ہے کہ جب ابر نہ ہو تو بہت سے لوگوں کی گواہی

Marfat.com

ضرور ہے اور جب دن کو چاند دکھائی دے زوال سے پہلے یا زوال کے بعد تو نہ روزہ رکھیں نہ افطار کریں اور یہ آنے والی رات کا چاند گنا جائے گا۔

۱۶۵۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِیْ عُمَيْرِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمُوْمَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا اُغْمِیَ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَاَصْبَحْنَا صِيَامًا فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُمْ رَاَوُ الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُفْطِرُوا وَ اَنْ يَخْرُجُوْ اِلٰی عِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ۔

۱۶۵۳: ابوعمیر بن انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی میرے چچاؤں نے انصار میں سے جو صحابی تھے آپ ﷺ کے۔ انہوں نے کہا شوال کا چاند چھپ گیا (ہم پر ابر کی وجہ سے) تو اس کی صبح ہم نے روزہ رکھا پھر اخیر دن میں چند سوار ہوئے اور انہوں نے گواہی دی آپ ﷺ کے پاس کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے حکم دیا لوگوں کو کہ روزہ افطار کر ڈالیں (کیونکہ عید کا دن تھا) اور دوسرے دن عید کو جائیں (عید کی نماز کے لئے)

تشریح ✿ تو عید کے چاند کے لئے دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ اگر شوال کے چاند کے دن یعنی رمضان کی ۲۹ تاریخ ابر ہو تو تیس روزے پورے کرے، جب تک چاند ثابت نہ ہو، بدلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جو آگے آئے گی روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے اور مسلم نے ایسا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور احمد اور ابوداؤد اور دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا اور ان کا اسناد صحیح ہے۔

۷: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صُوْمُوْا الرُّؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا الرُّؤْيَتِهٖ

باب: چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور چاند دیکھ کر افطار کرنا

۱۶۵۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْ وَ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ وَ كَانَ بْنُ عُمَرَ يَصُوْمُ قَبْلَ الْهِلَالِ بِيَوْمٍ۔

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ موقوف کرو، پھر اگر تمہارے اوپر ابر آ جائے تو حساب کر لو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما چاند سے پہلے ایک روزہ رکھتے تھے۔

تشریح ✿ احتیاط کے لئے نفل کی نیت سے نہ رمضان کی نیت سے اور یہ منع نہیں، جیسے اوپر گزرا حدیث میں فاقدروا لہ ہے، اس کے معنی میں اختلاف اور صحیح یہ ہے کہ حساب کر لو یعنی تیس دن پورے کر لو یہی قول ہے اکثر سلف کا اور جن لوگوں نے کہا کہ نجوم کے قاعدے سے چاند دریافت کر لو، ان کا قول غلط ہے اس لئے کہ منجمین جھوٹے ہیں اور ہماری شریعت میں علم نجوم کا اعتبار نہیں ہے۔ ان باتوں میں جو غیب سے متعلق ہیں۔

۱۶۵۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ

۱۶۵۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم چاند دیکھو تو روزہ

Marfat.com

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا۔

رکھو اور جب پھر چاند دیکھو تو افطار کرو پھر اگر ابر آ جائے تم پر تو تیس روزے پورے کرلو۔

۸:بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَهْرٍ تِسْعٌ وَ عِشْرُوْنَ

باب: کبھی مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے

۱۶۵۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمْ مَضٰى مِنَ الشَّهْرِ قَالَ قُلْنَا اثْنَانِ وَ عِشْرُوْنَ وَ بَقِيَتْ ثَمَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَ الشَّهْرُ هٰكَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ اَمْسَكَ وَاحِدَةً۔

۱۶۵۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینے میں سے کتنے دن گزرے ہیں۔ ہم نے عرض کیا بائیس دن اور آٹھ دن باقی ہیں۔ آپ نے فرمایا: مہینہ اتنا ہوتا ہے اور اتنا اور اتنا' تیسری بار میں ایک انگلی بند کرلی (یعنی ۲۹ دن کا ہوتا ہے)

تشریح ۞ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار اشارہ فرمایا اور تیسری بار میں ایک انگلی بند کرلی تو ۲۹ دن ہوئے مطلب آپ ﷺ کا یہ تھا کہ صحابہ نے جو کہا کہ ۲۲ دن گزرے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یہ بات نہیں ہے ۲۹ دن کا بھی مہینہ ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں سے ایک ماہ کے لئے ایلا کیا پھر ۲۹ دن کے بعد ان کے پاس آگئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مہینہ تک کسی کے کام کرنے یا نہ کرنے کے لئے قسم کھائے تو ۲۹ دن قسم پر عمل کرنا کافی ہے۔

۱۶۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: الشَّهْرُ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ عَقَدَ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ فِي الثَّالِثَةِ۔

۱۶۵۷: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ اتنا ہوتا ہے اور اتنا اور اتنا اور اخیر میں ۲۹ کا عدد بتایا۔

۱۶۵۸: حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا الْقَاسِمُ ابْنُ مَالِكٍ الْمَزَنِيُّ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صُمْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ اَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلَاثِيْنَ۔

۱۶۵۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ۲۹ دن روزے رکھے اور زیادہ سے زیادہ تیس دن رکھے (کیونکہ تیس دن سے زائد چاند نہیں ہوتا)

۹:بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَهْرَيِ الْعِيْدِ

باب: عید کے دونوں مہینوں کا بیان

۱۶۵۹: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَ ذُو الْحَجَّةِ۔

۱۶۵۹: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دونوں مہینے یعنی رمضان اور ذی الحجہ ناقص نہیں ہوتے۔

تشریح ۞ یعنی دونوں ۲۹ کے نہیں ہوتے اگر ایک ۲۹ کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا اور بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ گو ان مہینوں

Marfat.com

کے دن کم ہوں' پر ثواب کم نہیں ہوتا' تیس دن کا ثواب ملتا ہے اور یہی صحیح ہے۔

۱۶۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْمُقْرِئُ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسَىٰ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَلْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَالْاَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّوْنَ۔

۱۶۶۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیدالفطر اسی دن ہے جس دن تم افطار کرو اور عید مناؤ اور عیدالاضحیٰ اس دن ہے جس دن تم قربانی کرو (اور بقر عید مناؤ)

تشریح ❁ مطلب آپ ﷺ کا یہ ہے کہ جب جماعت اہل اسلام عید کرے تو ہر ایک کو اس میں شریک ہو جانا چاہئے جماعت سے الگ رہ کر اپنی عید علیحدہ کرنا اور چاند کی تحقیق میں مبالغہ کرنا ضروری نہیں ہے ہماری عید جماعت کی عید کے ساتھ پوری ہو جائے گی اور جس نے جھوٹ بولا یا جھوٹی گواہی دی اس کا مواخذہ اس پر ہوگا یہ جب ہے کہ جھوٹ کا یقین نہ ہوا گر یقین ہو جائے کہ چاند کی شہادت جھوٹی ہے جیسے اکثر ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں کے رئیس اور بادشاہ منگل یا جمعہ کی عید اپنے اوپر منحوس جانتے ہیں تو ظاہر میں لوگوں کے ساتھ شریک ہو جائے اور عید کی نماز پڑھ لے پر افطار نہ کرے جب تک چاند شرع کے مطابق ثابت نہ ہو۔

۱۰: بَابُ مَا جَاءَ فِى الصَّوْمِ فِى السَّفَرِ

باب: سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

۱۶۶۱: حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى السَّفَرِ وَاَفْطَرَ۔

۱۶۶۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور افطار بھی کیا ہے۔

۱۶۶۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ حَمْزَةُ الْاَسْلَمِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: فَقَالَ اِنِّىْ اَصُوْمُ اَفَاَصُوْمُ فِى السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ

۱۶۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا میں روزہ رکھتا ہوں۔ کیا سفر میں بھی روزہ رکھوں۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے تو مت رکھ۔

۱۶۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَ هَارُوْنَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ قَالَا ثَنَا بْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِىُّ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فِى الْيَوْمِ الْحَارِّ الشَّدِيْدِ الْحَرِّ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَ مَا فِى الْقَوْمِ اَحَدٌ صَائِمٌ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ۔

۱۶۶۳: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کے سفروں میں سے کسی سفر میں اور ان دنوں سخت گرمی تھی' یہاں تک کہ آدمی اپنا ہاتھ سر پر رکھتا گرمی کی شدت سے اور لوگوں میں کوئی روزہ دار نہ تھا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔

Marfat.com

۱۱:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر میں روزہ نہ رکھنا

۱۶۶۴:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ

۱۶۶۴: حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا اچھی نیکی نہیں ہے۔

۱۶۶۵:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔

۱۶۶۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۱۶۶۶:حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى التَّيْمِيُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ الشِّهَابِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔

۱۶۶۶: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسے حضر میں افطار کرنے والا۔

تشریح ✿ یعنی ثواب نہیں ہے' یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا تا کہ لوگ سفر میں روزہ رکھنے سے باز رہیں' اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رخصت ہے اور روزہ رکھنا افضل ہے' لیکن اگر ہلاکت یا ضعف کا ڈر ہو مثلاً لڑائی میں ناطاقتی پیدا ہونے کا تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں' جیسے حمزہ بن عمرو کی جو اوپر گزری اور اس میں دلیل ہے اس کی کہ مسافر کو اختیار ہے روزہ رکھے یا نہ رکھے اور بعض نے کہا اس حدیث میں نفل روزہ مراد ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ ابوداؤد اور حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ کبھی مجھ کو رمضان میں سفر آ جاتا ہے' اب یہ حدیث جو مروی ہے کہ سفر میں آپ نے سنا کہ بعض لوگ روزے سے ہیں تو فرمایا وہ گنہ گار ہیں اس کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے ان کو حکم دیا تھا افطار کرنے کا لیکن انہوں نے حکم کرنے پر بھی افطار نہ کیا۔ لہٰذا گنہ گار یعنی نافرمان ٹھہرے اب رہی یہ حدیث کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے تو اسی حدیث میں نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ کی رخصتوں کو قبول کرو' پس معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رخصت ہے اور رکھنا عزیمت ہے اب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں افطار کرنے والے کی مثل ہے تو ایک جماعت حفاظ حدیث نے اس کو موقوف روایت ہے عبدالرحمٰن پر اور موقوف روایت حجت نہیں ہے بلکہ ابواسحٰق نے کہا ہے کہ یہ حدیث کوئی چیز نہیں ہے اس کی سند میں انقطاع ہے اسامہ بن زید متفقہ طور پر ضعیف ہے اور ابوسلمہ نے عبدالرحمٰن سے کچھ نہیں سنا اور صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو روزہ رکھنے والا عیب نہ کرتا افطار کرنے والا کا اور نہ افطار کرنے والا عیب کرتا روزہ رکھنے والے کا اور مسلم نے حمزہ بن عمرو اسلمی سے نکالا انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں روزے کی طاقت اپنے میں پاتا ہوں تو کیا روزہ رکھنے میں گناہ ہے مجھ پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ رخصت ہے اللہ کی جس نے اس پر عمل کیا تو اچھا ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے اور صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپ ﷺ نے ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا روزہ دار ہے آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے اور مسلم اور احمد اور ابوداؤد نے ابوسعید سے نکالا ہے کہ ہم نے سفر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ساتھ مکہ تک اور ہم روزہ دار تھے پھر ہم ایک منزل میں اترے آپ ﷺ نے فرمایا تم دشمن سے قریب ہو گئے اور افطار کرنے میں زیادہ طاقت رہے گی تم کو تو روزہ رکھنا رخصت ہو گیا جس نے ہم سے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا پھر ہم ایک اور منزل میں اترے تو آپ ﷺ نے فرمایا: صبح کو تم دشمن سے ملو گے اور افطار میں زیادہ طاقت رہے گی تم کو تو افطار کرو اس وقت افطار کرنا ضروری ہو گیا اور ہم نے دیکھا ہم اس کے بعد سفر میں روزہ رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ سفر میں روزہ رکھنا رخصت ہے اور افطار کرنا افضل ہے' امام احمد اور اسحٰق کا یہی قول ہے اور بعض ظاہریہ سے یہ منقول ہے کہ سفر میں افطار کرنا واجب ہے اور روزہ درست نہ ہو گا اور مسافر کی مانند حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کا حکم ہے ان دونوں کو بھی افطار کرنا جائز ہے' جیسے آگے آئے گا اور امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جس کو طاقت ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔

۱۲: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ

باب: حاملہ اور دودھ پلانے والی کیلئے افطار کا جائز ہونا

۱۶۶۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِي هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَوَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ (وَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ) قَالَ أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ اُدْنُ فَكُلْ قُلْتُ اِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ اجْلِسْ اُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ اَوِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ اَوِ الصِّيَامَ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلْتَاهُمَا اَوْ اِحْدٰهُمَا فَيَالَهْفَ نَفْسِيْ فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

۱۶۶۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جو ایک شخص تھے بنی عبدالاشہل میں سے یا بنی عبداللہ بن کعب میں سے یہ راویوں کا اختلاف ہے) انہوں نے کہا' آپ کے سواروں نے ہم کو لوٹا' تو میں آپ کے پاس آیا' آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا نزدیک آ اور کھا میں نے عرض کیا روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ میں تجھ سے روزے کا حال بیان کروں بیشک اللہ جل جلالہ نے نصف نماز مسافر سے معاف کر دی اور روزہ معاف کر دیا۔ مسافر اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو۔ قسم خدا کی آپ ﷺ نے ان دونوں باتوں کو فرمایا یا ان میں سے ایک کو فرمایا۔ اب میں افسوس کرتا ہوں کاش میں آپ ﷺ کے کھانے میں سے کھا لیتا (تو آپ ﷺ کے ساتھ کھانے کا شرف حاصل ہو جاتا اور روزہ تو ساری عمر رکھ سکتا تھا)

۱۶۶۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ بَدْرٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لِلْحُبْلٰى الَّتِيْ تَخَافُ عَلٰى نَفْسِهَا اَنْ تُفْطِرَ وَلِلْمُرْضِعِ الَّتِيْ تَخَافُ عَلٰى وَلَدِهَا۔

۱۶۶۸: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت جس کو اپنی جان کا ڈر ہو رخصت دی ہے روزہ رکھنے کی۔ اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کو جس کو ڈر ہو اپنے بچے کا۔

تشریح ✿ لیکن قضا ان کو لازم ہے اور سفیان اور مالک اور شافعی اور احمد کے نزدیک قضا بھی کریں اور ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا بھی کھلا دیں اور بعض نے کہا ہے اگر مسکین کو کھانا کھلا دیں تو پھر روزوں کی قضا ان پر واجب نہ ہو گی اور جو قضا کرنا

Marfat.com

چاہیں تو کھانا کھلانا واجب نہ ہوگا۔ اسحٰق کا یہی قول ہے اور جو شخص بوڑھا ہو گیا ہو اتنا کہ روزہ نہ رکھ سکے وہ بھی ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

۱۳: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَضَاءِ رَمَضَانَ

باب: رمضان کی قضا کا بیان

۱۶۶۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمَا اَقْضِيْهِ حَتّٰى يَجِيْئَ شَعْبَانُ۔

۱۶۶۹: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا ہوتی تھی میں اس کو نہ رکھتی یہاں تک کہ دوسرے سال کا شعبان آ جاتا۔

تشریح: جب شعبان کا مہینہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مہینہ میں بہت روزے رکھتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قضا کرتیں اور وجہ قضا میں دیر کرنے کی یہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت بہت تھی روزہ رکھنے سے خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی۔

۱۶۷۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَحِيْضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَاْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ۔

۱۶۷۰: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو حیض آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ ﷺ ہم کو حکم کرتے روزے کی قضا رکھنے کا۔

۱۴: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَفَّارَةِ مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ

باب: جو شخص رمضان کا روزہ توڑ ڈالے اس کا کفارہ

۱۶۷۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا اَهْلَكَكَ؟ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَا اَجِدُ قَالَ صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اُطِيْقُ قَالَ اَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذَا اُتِيَ بِمِكْتَلٍ يُدْعٰى الْعَرَقَ فَقَالَ اذْهَبْ فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَابَيْنَ لَا بَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ اِلَيْهِ مِنَّا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَطْعِمْهُ عِيَالَكَ۔

۱۶۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں تباہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: کس نے تجھے تباہ کیا وہ بولا میں نے اپنی جورو سے صحبت کی۔ آپ نے فرمایا: تو ایک بردہ آزاد کر وہ بولا میرا اتنا مقدور نہیں آپ نے فرمایا: اچھا دو مہینے لگاتار روزے رکھ وہ بولا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا: اچھا ساٹھ مسکینوں کو روٹی کھلا وہ بولا میرے پاس کھانا کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اسی حال میں آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا آیا کھجور کا۔ اس ٹوکرے کو عرق کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا جا اور اس کو بانٹ دے فقیروں میں، وہ بولا یا رسول اللہ قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ مدینہ کے دونوں کناروں میں کوئی گھر والے ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا تو جا اور

Marfat.com

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ وَ صُمْ يَوْمًا مَكَانَهٗ۔

اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

دوسری روایت میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی ہے اس میں اتنا زیادہ یہ کہ ''ایک روزہ اور رکھ اس روزہ کے بدل''۔

تشریح ❁ دوسری روایت میں ہے کہ جب اس نے یہ کہا تو آپ ﷺ ہنسے اس حدیث سے یہ نکلا کہ رمضان کا روزہ قصداً توڑنے سے ظہار کا سا کفارہ لازم ہے اور کھانا اور پینا بھی جماع کے حکم میں ہے اور بعض نے کہا ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا مگر جماع میں سبحان اللہ اس شخص کی بھی کیا قسمت تھی کہ روزے کا کفارہ بھی ساقط ہوا اور ایک ٹوکرہ کھجور کا مفت میں ہاتھ آیا' علماء نے کہا ہے یہ خاص تھا اس شخص سے اگر دوسرا کوئی رمضان کا روزہ قصداً توڑے تو بردہ آزاد کرے' اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اگر یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ نہ ہو سکے تو ٹھہرا رہے جب روزوں کی طاقت آ جائے یا مال ملے تو کفارہ ادا کرے بہر حال اپنے بال بچوں کے کھلا دینے سے کفارے کا ادا ہو جانا اس شخص سے خاص تھا واللہ اعلم۔

۱۶۷۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ الْمُطَوِّسِ عَنْ اَبِيْهِ الْمُطَوِّسِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ لَمْ يُجْزِهٖ صِيَامُ الدَّهْرِ۔

۱۶۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رمضان میں ایک دن کا روزہ نہ رکھے بغیر رخصت کے (جیسے مسافر ہو یا بیمار) تو سارے زمانے کے روزے اس کے بدل کافی نہ ہوں گے۔

تشریح ❁ یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ دو ماہ کے روزے لگاتار اس کے بدل کافی ہیں' بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ اتنا ثواب حاصل نہ ہوگا جتنا اس ماہ کے ایک روزے سے حاصل ہوتا۔

۱۵: بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَفْطَرَ نَاسِيًا

باب: جس نے بھولے سے کچھ کھا پی لیا

۱۶۷۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ خِلَاسٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَكَلَ نَاسِيًا وَ هُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ۔

۱۶۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھولے سے کھا لیا روزے میں' وہ اپنا روزہ پورا کر لے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔

تشریح ❁ یعنی اس کا روزہ نہیں ٹوٹا' دار قطنی کی روایت میں ہے کہ وہ ایک روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجی اور اس پر قضاء نہیں ہے اور ایک روایت دار قطنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم میں یوں ہے کہ جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے سے اس پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ اس کی سند صحیح ہے' ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے اور دار قطنی نے ابو سعید سے مرفوعاً نکالا جس نے رمضان میں بھولے سے کھا لیا' اس پر قضا نہیں ہے۔ حافظ نے کہا اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن وہ متابعت کے لائق ہے اور اقل درجہ یہ ہے کہ وہ حسن ہوگی تو حجت کے لائق ہے اور جمہور علماء کا عمل انہی حدیثوں پر ہے کہ بھولے سے اگر کوئی روزے میں کھا لے یا پی لے تو اس کے روزے میں کوئی خلل نہیں آتا اور اجماع کا بھی یہی حکم ہے اور بعض نے کہا جماع اگر بھولے سے بھی کرے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

Marfat.com

۱۶۷۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ اَفْطَرْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ يَوْمٍ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

قُلْتَ لِهِشَامٍ اُمِرُوْا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ بُدَّ مِنْ ذٰلِكَ۔

۱۶۷۴: حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نے افطار کیا ابر کے دن پھر سورج نکل آیا۔ ابو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ہشام سے پوچھا تو حکم کئے گئے ہوں گے لوگ قضا کرنے کے لئے انہوں نے کہا پھر اور کیا علاج ہے۔

تشریح ۞ یعنی قضا تو کرنا ضروری ہے ایسی حالت میں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب دھوکے سے روزہ کھول ڈالیں بعد میں معلوم ہو کہ دن باقی تھا اور سورج نہیں ڈوبا تھا تو قضا لازم ہوگی لیکن کفارہ لازم نہ ہوگا۔

۱۶: بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّائِمِ يَقِیْءُ

باب: روزہ دار اگر قے (الٹی) کرے

۱۶۷۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَعْلٰی وَ مُحَمَّدُ ابْنَا عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِیُّ قَالَا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِیْ مَرْزُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِیَّ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِیْ يَوْمٍ كَانَ يَصُوْمُهٗ فَدَعَا بِاِنَاءٍ فَشَرِبَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُوْمُهٗ قَالَ اَجَلْ وَ لٰكِنِّیْ قِئْتُ۔

۱۶۷۵: حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ برآمد ہوئے اس دن جس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور پانی پیا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ تو اس دن میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن میں نے قے کی آج کے دن۔ (یہ حدیث ضعیف بھی ہے اور منقطع بھی اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور ابومرزوق کا سماع فضالہ سے ثابت نہیں ہے)

۱۶۷۶: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ ثَنَا الْحَكَمُ ابْنُ مُوْسٰی ثَنَا عِيْسٰی بْنُ يُوْنُسَ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ اَبُو الشَّعْثَاءِ ثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَ مَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ۔

۱۶۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو خود بخود قے آجائے (اگرچہ منہ بھر کے ہو) تو اس پر روزے کی قضا نہیں ہے (کیونکہ روزہ فاسد نہیں ہوا اگرچہ بار بار آئے) اور جس نے عمداً قے کی روزے میں تو اس پر قضاء ہے (کیونکہ روزہ ٹوٹ گیا)

تشریح ۞ اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے بھی نکالا ہے اور کہا کہ صحیح ہے اور ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر اس میں اعتراض ہے وہ یہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عکرمہ اور ربیعہ کے نزدیک عمداً قے کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا حجامت اور قے اور احتلام سے اس کو ترمذی نے نکالا ہے ابوسعید سے۔ لیکن اس کی سند میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے اور ممکن ہے کہ اس حدیث میں قے سے خود بخود قے ہو جانا مراد ہو۔

Marfat.com

۱۷:بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ

باب: روزہ دار مسواک کرسکتا ہے اور سرمہ لگا سکتا ہے

۱۶۷۷: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ الْمُؤَدِّبُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ۔

۱۶۷۷: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر خصلت روزہ دار کی مسواک کرنا ہے۔ (اس کی سند میں مجالد ضعیف ہے لیکن مضمون صحیح ہے)۔

تشریح ❁ تو مسواک روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے کسی وقت میں بھی ہو شروع دن میں یا اخیر دن میں بلکہ سنت ہے اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور اسی طرف گئے ہیں مالک اور ابو حنیفہؒ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ زوال کے بعد مکروہ ہے روزہ دار کے لئے کیونکہ اس سے منہ کی بو جاتی رہتی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک افضل ہے مشک کی بو سے۔ شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے ہم کہتے ہیں کہ مسواک کرنے سے یہ بو زائل نہیں ہو سکتی بلکہ اور قوی ہو جائے گی کیونکہ خلوف اس بو کو کہتے ہیں جو خلو معدہ کی حالت میں پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۷۸: حَدَّثَنَا اَبُو التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ ثَنَا الزَّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اكْتَحَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ صَائِمٌ۔

۱۶۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ لگایا اور آپ ﷺ روزہ دار تھے۔ (اس کی سند میں زبیدی کمزور راوی ہے)۔

تشریح ❁ ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے کہ روزے میں سرمہ لگانا درست ہے اور امام احمد نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور انہوں نے اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے یہ کلیہ کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جو اندر جائے۔ ٹوٹ جاتا ہے سرمہ لگانے سے اس لئے کہ وہ آنکھ کے راہ کبھی اندر جاتا ہے اور ہوا جس کو آدمی سانس میں لیتا ہے یہ بھی مستثنیٰ ہے اس کلیہ سے کیونکہ ہوا کے بغیر آدمی جی نہیں سکتا اسی طرح ہوا کے ساتھ جو کوڑا یا کیڑے منہ کے اندر چلے جاتے ہیں ان سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ ان سے بچنا ممکن نہیں ہے' لیکن عمداً اگر کوئی ہوا یا دھواں منہ میں داخل کرے جیسے حقہ سے سگریٹ تو روزہ ٹوٹ جائے گا اب یہ کلیہ کہ روزہ نہیں ٹوٹتا اس چیز سے جو باہر نکلے ٹوٹ جاتا ہے عمداً قے کرنے سے کیونکہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جیسے اوپر گزرا۔ پس عمدہ قاعدہ یہ ہے کہ جن چیزوں سے شارع نے بیان کر دیا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے ٹوٹ جائے گا اور جن چیزوں سے بیان کیا کہ نہیں ٹوٹتا ان سے نہیں ٹوٹے گا' جیسے حجامت یعنی پچھنے لگانا کہ وہ مثل قے کے ہے مگر حجامت سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اکثر کے نزدیک اور اسی خیال سے بعض پچھلے مولویوں نے یہ مسئلہ نکالا تھا کہ حقہ یا سگار پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' ج لیکن پھر انہوں نے خود اس سے رجوع کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اب کسی چیز کا چبانا' جیسے ماں چھوٹے بچے کو نوالہ یا کھجور چبا کر اس کے منہ میں دے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا بشرطیکہ منہ کے اندر رہے نیچے نہ اترے۔ اسی طرح سالن وغیرہ کا نمک چکھنا اور چکھ کر تھوک دینا اس سے بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ ان صورتوں میں کچھ نہ کچھ گو بہت ہی تھوڑا سہی ان چیزوں کا مادہ تھوک میں مل کر حلق کے نیچے ضرور جاتا ہے مگر شارع علیہ السلام نے اس کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ روزے میں کلی کرنا جائز رکھا ہے حالانکہ پانی کی تری کسی نہ کسی قدر ضرور لعاب میں شریک ہو کر اندر اترتی ہے۔ لیکن ایسی قلیل شے کا اعتبار نہیں ہے' جیسے فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کوئی ایک تل چبا کر کھا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اس لئے کہ وہ تل منہ میں پھیل کر فنا ہو جائے گا لیکن ایک ثابت تل نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

۱۸:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ

۱۶۷۹: حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مَحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ وَ دَاوُدُ ابْنُ رَشِيْدٍ قَالَا ثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بِشْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ.

۱۶۸۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ اَنْبَاَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا اَسْمَاءَ حَدَّثَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ.

۱۶۸۱: حَدَّثَنَا وَ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ شَدَّادَ بْنَ اَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيْعِ فَمَرَّ عَلٰى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ.

باب: روزہ دار کو پچھنے لگانا

۱۶۷۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ ٹوٹ گیا پچھنے لگانے والے کا اور جس نے پچھنے لگوائے اس کا (اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ عبداللہ بن بشر کا اعمش سے سماع ثابت نہیں ہے)

۱۶۸۰: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۱۶۸۱: دوسری روایت میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ وہ جا رہے تھے آپ ﷺ کے ساتھ بقیع میں تو آپ ﷺ ایک شخص پر سے گزرے جو پچھنے لگا رہا تھا اس وقت چاندنی کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں آپ نے فرمایا: افطار کیا حاجم پچھنے لگانے والے نے اور مجوم نے (پچھنے جس کو لگائے گئے)۔

تشریح ❁ امام احمد اور ایک طائفہ علماء کا عمل انہی حدیثوں پر ہے کہ حجامت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ مثل قے کے ہے اور جمہور علماء جیسے ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ یہ کہتے ہیں کہ حجامت سے روزہ ٹوٹتا اور ان کی دلیل آگے آتی ہے اور وہ تاویل کرتے ہیں ان حدیثوں کی اور کہتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ روزے میں حجامت کرنا گویا روزہ توڑنے کے لئے اپنے کو مستعد کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حجامت کرنے والے کے منہ میں احتمال ہے خون کے اندر جانے کا اور جس کی حجامت کی جائے اس کو احتمال ہے ضعف ہو جانے کا اور جب ضعف ہوگا تو روزہ توڑنا پڑے گا مترجم کہتا ہے صحیح امام احمد کا مذہب ہے کیونکہ حجامت مثل قے کے ہے اور قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کوئی عمداً قے کرے جیسے اوپر گزرا۔

۱۶۸۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيْلٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ ﷺ روزہ دار تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔

تشریح ❁ اس حدیث سے جمہور نے دلیل لی ہے مگر اس میں یہ کہاں ہے کہ آپ ﷺ حجامت کے بعد روزے پر قائم رہے احتمال ہے کہ روزہ نفل ہو اور آپ ﷺ نے حجامت کر کے افطار کر دیا ہو لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔

۱۹:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

۱۶۸۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ

باب: روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے؟

۱۶۸۳: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

Marfat.com

الْجَرَّاحِ قَالَا ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ يُقَبِّلُ فِيْ شَهْرِ الصَّوْمِ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے ماہ صیام میں۔

تشریح ❁ روزہ کی حالت میں تو بوسہ لینے سے روزہ میں خلل نہ آئے گا لیکن اگر انزال ہو جانے یا جماع کرنے کا اندیشہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے اور امام احمد نے موطا میں کہا کہ بوسہ سے باز رہنا بہتر ہے روزے میں اور مباشرت کا حکم بھی مثل بوسہ کے ہے۔

۱۶۸۴: حَدَّثَنَاابُوْ بَكْرِبْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُقَبِّلُ وَ هُوَ صَائِمٌ وَ اَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ اِرْبَهُ۔

۱۶۸۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ ﷺ روزہ دار ہوتے تھے اور تم میں سے کون اپنی خواہش پر ایسا اختیار رکھتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار رکھتے تھے۔

۱۶۸۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَ هُوَ صَائِمٌ۔

۱۶۸۵: حضرت حفصہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے روزہ دار رہ کر۔

۱۶۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ دُكَيْنٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِي يَزِيْدَ الضِّبِّيِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ قَبَّلَ اِمْرَاَتَهٗ وَ هُمَا صَائِمَانِ قَالَ قَدْ اَفْطَرَ۔

۱۶۸۶: حضرت میمونہؓ سے روایت ہے جو کہ باندی تھی آپ ﷺ کی کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا مرد نے اگر بوسہ لیا اپنی عورت کا اور دونوں روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں نے افطار کیا۔ (اس کی سند ضعیف ہے زید بن جبیر بھی کمزور ہے اور اس کا استاد ابو یزید بھی منکر الحدیث ہے یعنی یہ حدیث منکر ہے)۔

تشریح ❁ یعنی روزہ ٹوٹ گیا' شاید یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہو اور بعد میں منسوخ ہو گیا اوپر کی حدیثوں سے اور بعض نے کہا افطار سے یہ مراد ہے کہ وہ قریب ہو گئے افطار کے' کس لئے کہ جب بوسہ لیا تو احتمال ہے کہ شہوت بڑھے اور انزال ہو جائے یا صحبت کر بیٹھے۔ حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افطار روزے کا جماع سے بھی ہو سکتا ہے اور شیخ محمد عابد سندھی نے کہا کہ دار قطنی نے ابو سعید سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی روزے میں بوسے سے اور حجامت کی اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

۲۰: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشِرَةِ لِلصَّائِمِ

باب: روزے میں مباشرت کرنا

۱۶۸۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ دَخَلَ الْاَسْوَدُ وَ مَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ كَانَ يَفْعَلُ وَ كَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ۔

۱۶۸۷: حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ اسود اور مسروق دونوں تابعین میں سے ہیں) حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور کہا کیا آپ ﷺ مباشرت کرتے تھے روزے میں؟ انہوں نے کہا ہاں کرتے تھے اور تم میں سب سے زیادہ آپ ﷺ اپنی خواہش کے مالک تھے (یعنی نفس پر اختیار رکھتے تھے ایسی حالت میں

Marfat.com

مباشرت منع نہیں، لیکن جب جماع کا خوف ہو تو اس سے باز رہنا بہتر ہے۔

۱۶۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا اَبِیْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْكَبِيْرِ الصَّائِمِ فِی الْمُبَاشَرَةِ وَ كُرِهَ لِلشَّابِّ۔

۱۶۸۸: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بوڑھا شخص اگر روزہ دار ہو تو مباشرت کرنا اس کو جائز ہے لیکن جوان کے لئے مکروہ ہے۔ (کیونکہ جوان میں اندیشہ ہے) کہ کہیں جماع نہ کر بیٹھے۔ (اس میں محمد بن خالد ضعیف ہے)

۲۱: بَابُ مَا جَاءَ فِی الْغِيْبَةِ وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ

باب: روزہ دار کو غیبت کرنا اور بیہودہ (فحش) بکنا کیسا ہے؟

۱۶۸۹: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْجَهْلَ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِیْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ۔

۱۶۸۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنا اور جہالت کی بات اور جہالت پر چلنا نہ چھوڑے (روزے میں) تو اللہ جل جلالہ کو اس کی احتیاج نہیں ہے کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

تشریح ❁ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ روزہ صرف اسی کو مت سمجھو کہ کھانا پانی چھوڑ دیا تو روزہ ادا ہو گیا بلکہ روزے سے غرض نفس کا توڑنا اور تمام گناہوں کا چھوڑنا ہے ورنہ صرف فاقہ کرنے سے اللہ جل جلالہ کو کوئی غرض نہیں پس روزہ دار کو لازم ہے کہ روزے میں تمام گناہوں سے بچے اور جھوٹ اور غیبت اور فحش اور گالی گلوچ سے بڑی احتیاط رکھے ورنہ احتمال ہے کہ روزہ قبول نہ ہو اور یہ سب محنت بے کار جائے اگرچہ یہ سب باتیں یوں بھی منع ہیں خواہ روزہ ہو یا نہ ہو لیکن روزے میں اور زیادہ سخت گناہ ہے۔

۱۶۹۰: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَ رُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ۔

۱۶۹۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بعض روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے کا کوئی اجر نہیں سوائے اس کے بھوکے رہتے ہیں (اور بعض رات کو عبادت کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو کوئی اجر نہیں) سوائے اس کے کہ جاگتے رہتے ہیں۔ (اس کی سند ضعیف ہے)

تشریح ❁ یعنی ان کو روزہ اور عبادت کا نور حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس میں لذت اور برکت ہوتی ہے بلکہ روزہ نماز ان پر ایک تکلیف ہے بھوکا رہنا اور رات کو جاگنا بس اسی کو وہ کافی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے اگر شرائط کے ساتھ عبادت کریں تو وہ قبول ہو اور نور اور لذت حاصل ہو اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ روزہ اور نماز سے صرف بھوکا رہنا اور جاگنے کی غرض نہ تھی افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں ایسے لوگ بہت ہو گئے ہیں جو روزہ نماز کو ظاہری طور سے ادا کر لیتے ہیں اور خضوع اور خشوع مطلق حاصل نہیں کرتے اگرچہ عوام کے لئے یہ بھی کافی ہے اور امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مہربانی سے قبول فرما لے۔

۱۶۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

۱۶۹۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو (یعنی وہ اس دن

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَايَرْفُثْ وَ لَا يَجْهَلْ وَ اِنْ جَهِلَ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُؤٌ صَائِمٌ۔

روزہ رکھے تو فحش (بے ہودہ جماع اور عورت کے متعلق) باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کرے اگر کوئی اس سے جہالت کرے تو وہ جواب میں یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔

۲۲:بَابُ مَا جَاءَ فِى السَّحُوْرِ

باب: سحری کھانے کے بیان میں

۱۶۹۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔

۱۶۹۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھاؤ کہ اس میں برکت ہے۔

۱۶۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اسْتَعِيْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ وَ بِالْقَيْلُوْلَةِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ۔

۱۶۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن کے روزے میں مدد لو سحری کے کھانے سے اور رات کی نماز میں مدد لو دوپہر کے سونے سے۔ اس میں زمعہ ضعیف ہے۔

تشریح ۞ یعنی سحر کو کھانا کھاؤ تو روزہ آسان ہو جائے گا اسی طرح دن کو ذرا سا سو رہو تو تہجد پڑھنے میں تکلیف نہ ہو۔

۲۳:بَابُ مَا جَاءَ فِى تَاخِيْرِ السُّحُوْرِ

باب: سحری اخیر میں رات میں کھانا

۱۶۹۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِيْنَ آيَةً۔

۱۶۹۴: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سحری کھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے زیدؓ سے کہا دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ انہوں نے پچاس آیتوں کے موافق۔

تشریح ۞ یعنی جتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھی جائیں اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری صبح صادق کے قریب کھاتے تھے اتنا کہ سحری سے فارغ ہو کر صبح کی نماز کو کھڑا ہوتے ایسا ہی کرنا سنت ہے اس کے لئے جس کو صبح صادق کی بخوبی پہچان ہو اگر یہ نہ ہو تو صبح سے (تقریباً) آدھا گھنٹہ پہلے سحری سے فارغ ہو یہ نہیں کہ آدھی رات کو یا ایک بجے یا دو بجے سحری کرے جیسے ہمارے زمانہ کے عوام کرتے ہیں۔

۱۶۹۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ زِرٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ: هُوَ النَّهَارُ اِلَّا اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ۔

۱۶۹۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سحری کھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت دن تھا مگر سورج نہ نکلا تھا۔

تشریح ۞ یہ حدیث قرآن کی نص کے معارض ہے کیونکہ صبح صادق کے بعد کھانا جائز نہیں ہے اس کے کوئی جواب ہیں۔ یہ حدیث بظاہر مشکل ہے کیونکہ صبح صادق کے بعد سحری کھانا درست نہیں اور اس کا جواب کئی طرح سے دیا ایک یہ کہ یہ بطور مبالغہ کے کہا یعنی دن اس وقت قریب ہو گیا تھا اور دن سے مراد صبح صادق ہے' دوسرے یہ کہ یہ ابتدائے اسلام کا ذکر ہے جب طلوع آفتاب تک

Marfat.com

سحری کھانا درست تھا' اس کے بعد یہ آیت اتری فکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور بعض نسخوں میں اس حدیث کے بعد یہ عبارت ہے ابو اسحاق نے کہا حذیفہ کی حدیث منسوخ ہے کوئی چیز نہیں تیسرے یہ کہ یہ حدیث اعمش وغیرہ کے مذہب پر ہے جنہوں نے طلوع آفتاب تک سحری کھانا درست رکھا ہے اور آیت میں خیط ابیض سے سورج کا اکلنا مراد رکھا ہے اور یہ مذہب شاذ ہے ائمہ اربعہ کے خلاف ہے۔

۱۶۹۶: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَکِیْمٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَ ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سُلَیْمٰنَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مِنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ یُؤَذِّنُ لِیُنْتَبِهَ قَائِمُکُمْ وَ لِیَرْجِعَ قَائِمَکُمْ وَ لَیْسَ الْفَجْرُ اَنْ یَقُوْلَ هٰکَذَا وَلٰکِنْ هٰکَذَا ' یَعْتَرِضُ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ۔

۱۶۹۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے وہ اس لئے اذان دیتے ہیں کہ جو کوئی تم سے سوتا ہو جاگ اٹھے اور جو کوئی نماز میں کھڑا ہو وہ جلدی کرے یا لوٹ جائے (سحری کھانے کے لئے اور فجر اس طرح سے نہیں ہے بلکہ اس طرح سے آسمان کے کنارے میں عرض میں نمودار ہوتی ہے۔

تشریح ﴿۱۶۹۶﴾ اور جو لمبی دھاری بھیڑیئے کی دم کی طرح نمودار ہوتی ہے وہ صبح کاذب ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اس وقت کھانا پینا روزہ دار کو درست ہے یہاں تک صبح صادق نمودار ہو جائے جو مشرق کی طرف آسمان کے کنارے عرض میں نمودار ہوتی ہے یہ سورج کی روشنی ہے عوام اس کو پو پھٹنا کہتے ہیں۔

۲۴: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعْجِیْلِ الْاِفْطَارِ

باب: روزہ جلد کھولنے کا بیان

۱۶۹۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْاِفْطَارَ۔

۱۶۹۷: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ لوگ بہتری کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار جلدی کریں گے۔

تشریح ﴿۱۶۹۷﴾ یعنی وقت آنے کے بعد پھر روزہ کھولنے میں دیر نہ کریں گے' یہ مطلب نہیں ہے کہ وقت سے پہلے کھول ڈالیں گے۔

۱۶۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ عَجِّلُوْا الْفِطْرَ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ یُؤَخِّرُوْنَ۔

۱۶۹۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ بہتر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار جلدی کیا کریں گے' اس لئے کہ یہود افطار میں دیر کرتے ہیں۔

تشریح ﴿۱۶۹۸﴾ اور روافض بھی یہود کی پیروی کر کے افطار میں دیر کیا کرتے تھے اور بعض حنفی بھی روافض کی پیروی کر کے افطار میں دیر کرتے ہیں' اہل حدیث سنت کی پیروی کرتے ہیں' سحری میں دیر کرتے ہیں اور افطار میں جلدی کرتے ہیں اور بدعتی ان باتوں پر جلتے ہیں۔ قل موتوا بغیظکم۔

Marfat.com

۲۵ : بَابُ مَا جَاءَ عَلٰى مَا يَسْتَحِبُّ الْفِطْرُ

باب: کس چیز سے روزہ افطار کرنا مستحب ہے

۱۶۹۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ ابْنُ سُلَيْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ الرَّبَابِ اُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ۔

۱۶۹۹: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے افطار کرے تو کھجور پر افطار کرے' اگر کھجور نہ ملے تو پانی پر سہی وہ پاک کرنے والا ہے۔

۲۶: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَرْضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ وَالْخِيَارِ فِی الصَّوْمِ

باب: روزے کی نیت رات سے ضرور ہے اور نفل روزہ توڑ سکتا ہے

۱۷۰۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِیُّ عَنْ اِسْحٰقُ بْنِ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَفْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ۔

۱۷۰۰: اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو شخص رات سے روزے کی نیت نہ کرے' اس کا روزہ نہ ہوگا۔

تشریح ❁ اس کو نکالا احمد اور اصحاب سنن نے بھی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا صحیح ہے اور جس نے اس کو موقوف کہا تو اس سے حدیث میں خلل نہ ہوگا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے' اہل حدیث اور شافعیہ اور حنابلہ اسی حدیث کے موافق روزے کی نیت رات سے ضرور جانتے ہیں لیکن نفل روزہ میں رات سے نیت ضروری نہیں ہے اور اس کی دلیل آگے آتی ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ فرض روزہ کی بھی نیت رات سے ضروری نہیں ہے اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا جس نے عاشوراء کے دن صبح کو کچھ نہیں کھایا وہ اپنا روزہ پورا کر لے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان لوگوں کو عاشورہ کا روزہ واجب ہونے کی خبر نہ تھی پس ایسے شخص کے حق میں رات کو نیت کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور دلیل لیتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو آگے آتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ نفل روزے میں ہے۔ اب نیت سے یہ مراد نہیں ہے زبان سے نیت کرے بلکہ دل سے روزے کا قصد کرنا کافی ہے اور سحری کو اٹھنا اور سحری کھانا گویا روزے کی نیت ہے' اسی طرح تمام نیتوں کا حال ہے وضو میں یہی نیت کافی ہے کہ وضو کے مقام میں جانا اور وضو کے اعضاء دھونا اور نماز میں یہی نیت کافی ہے کہ نماز کے مقام میں کھڑے ہونا اور نماز کی تیاری کرنا اور جن لوگوں نے نماز یا روزے میں زبان سے نیت کرنا نکالا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے کون سی دلیل سے اس میں تمسک کیا ہے اور ہمارے نزدیک تو یہ سب بدعات اور خرافات ہیں' فقہاء کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے اس باب میں ایک روایت بھی وارد نہیں ہوئی۔

۱۷۰۱: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

۱۷۰۱: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور فرماتے

Marfat.com

تَعَالٰى عَنْهُ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَتَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ اِنِّيْ صَائِمٌ فَيُقِيْمُ عَلٰى صَوْمِهٖ ثُمَّ يُهْدٰى لَنَا شَيْءٌ فَيُفْطِرُ قَالَتْ وَ رُبَّمَا صَامَ وَاَفْطَرَ قُلْتُ كَيْفَ ذَا ؟ قَالَتْ اِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِيْ يَخْرُجُ بِصَدَقَةٍ فَيُعْطِيْ بَعْضًا وَ يُمْسِكُ بَعْضًا۔

تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ میں عرض کرتی نہیں۔ آپ فرماتے میں روزے سے ہوں اور قائم رہتے اپنے روزے پر پھر ہمارے پاس کچھ حصہ آتا تو آپ افطار کرتے' غرض آپ کبھی روزہ رکھتے اور افطار بھی کر ڈالتے میں عرض کرتی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے ہیں۔ آپ فرماتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنا صدقہ نکالے پھر اس میں سے کچھ دے اور کچھ رکھ لے۔

تشریح ⁂ تو اس کو اختیار ہے ایسے ہی نفل روزہ چاہے پورا کرے چاہے توڑ ڈالے لیکن ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر نفل روزہ توڑ ڈالے تو اس کی قضا رکھنی واجب ہو جاتی ہے' بہر حال اگر دعوت پیش آئے یا عمدہ کھانا پیش آ جائے یا کوئی دوست کھانے کے لئے اصرار کرے تو نفل روزہ توڑ ڈالے یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۲۷: بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا وَ هُوَ يُرِيْدُ الصِّيَامَ

باب: کوئی شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اور صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھے

۱۷۰۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ لَا وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ مَا اَنَا قُلْتُ مَنْ اَصْبَحَ وَ هُوَ جُنُبٌ فَلْيُفْطِرْ مُحَمَّدٌ قَالَهٗ۔

۱۷۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی' یہ بات کہ جو کوئی صبح کرے جنابت کی حالت میں وہ افطار کرے' میں نے نہیں کہی بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے۔

تشریح ⁂ یہ حدیث شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں فرمائی ہوگی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دھوکا ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور فرمایا ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا انکار کیا اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھنے سے یا دن کو احتلام ہو جانے سے روزے میں خلل نہیں آتا' اس لئے کہ احتلام اختیاری نہیں ہے اور روزے سے پہلے کی جنابت روزے کی مانع نہیں ہے اور اس بات میں صریح احادیث وارد ہیں جو آگے آتی ہیں۔

۱۷۰۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبِيْتُ جُنُبًا فَيَاْتِيْهِ بِلَالٌ فَيُؤْذِنُهٗ بِالصَّلَاةِ فَيَقُوْمُ فَيَغْتَسِلُ فَاَنْظُرُ اِلٰى تَحَدُّرِ الْمَاءِ مِنْ رَاْسِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَاَسْمَعُ صَوْتَهٗ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ۔

قَالَ مُطَرِّفٌ فَقُلْتُ لِعَامِرٍ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ رَمَضَانُ وَغَيْرُهٗ سَوَاءٌ

۱۷۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جنبی رہتے پھر بلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کو جگاتے نماز کے لئے آپ اٹھتے اور غسل کرتے۔ میں دیکھتی پانی کا گرنا آپ کے سر سے بعد اس کے آپ نکلتے اور میں آپ کی آواز سنتی فجر کی نماز میں۔ مطرف نے کہا میں نے عامر سے پوچھا یہ رمضان میں ہوتا؟ انہوں نے کہا رمضان اور غیر رمضان برابر ہے۔

Marfat.com

۱۷۰۴: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَأَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَ عَنِ الرَّجُلِ یُصْبِحُ وَ هُوَ جُنُبٌ یُرِیْدُ الصَّوْمَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصْبِحُ جُنُبًا مِنَ الْوِقَاعِ لَامِنِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ یَغْتَسِلُ وَ یُتِمُّ صَوْمَهٗ۔

۱۷۰۴: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین ام سلمہؓ سے کسی نے پوچھا اگر کوئی شخص صبح کرے جنابت کی حالت میں اور اس کا ارادہ روزے کا ہو (اس دن تو روزہ جائز ہوگا یا نہیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے جنبی رہ کر اور آپ ﷺ کی جنابت جماع سے ہوتی نہ کہ احتلام سے' پھر آپ ﷺ غسل کرتے اور اپنے روزے کو پورا کرتے۔

۲۸: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِیَامِ الدَّهْرِ

باب: ہمیشہ روزہ رکھنا کیسا ہے؟

۱۷۰۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالُوْا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ وَ لَا اَفْطَرَ۔

۱۷۰۵: حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمیشہ روزہ رکھا (یعنی سال بھر) اس سے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔

تشریح ۞ افطار کرنا تو ظاہر ہے یعنی دن کے کھانے پینے لذتوں سے تو محروم رہا اور روزے کے ثواب سے محروم رہا' پس گویا روزہ نہیں رکھا۔ علماء نے کہا یہ آپ ﷺ نے زجر کے طور پر فرمایا کیونکہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے نفس کو روزے کی عادت ہو جاتی ہے پس روزے سے جو غایت ہے نفس کا توڑنا وہ حاصل نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا اس وجہ سے کہ وہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کی یہی عادت تھی اور عمدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور بعض نے کہا مراد وہ شخص ہے جو سال بھر ہر دن روزہ رکھے یہاں تک کہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے' پس وہ تو بعوض ثواب کے گناہ میں مبتلا ہوا کس لئے کہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے اور جو کوئی ان دنوں میں افطار کرے اور باقی سال بھر روزہ رکھے تو وہ اس حدیث میں داخل نہیں ہے' اس کو روزے کا ثواب ضرور حاصل ہوگا اور بعض نے کہا اس اجر کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے جہاد نہیں کر سکتا' بال بچوں کے حقوق ادا نہیں کر سکتا واللہ اعلم۔

۱۷۰۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْیَانَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ الْمَکِّیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ۔

۱۷۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے روزہ نہیں رکھا۔

۲۹: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِیَامِ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ

باب: ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا

۱۷۰۷: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا یَزِیْدُ ابْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ عَبْدِ

۱۷۰۷: حضرت منہالؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایام بیض میں روزہ رکھنے کا حکم کرتے تھے۔ یعنی ہر مہینہ کی تیرھویں

Marfat.com

الْمَلِكِ بْنِ مِنْهَالٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِصِيَامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ وَ يَقُوْلُ هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ اَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ۔

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَنَسِ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ قَتَادَةَ بْنِ مَلْحَانَ الْقَيْسِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ نَحْوَهٗ۔

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ اَخْطَاَ شُعْبَةُ وَاَصَابَ هَمَّامٌ۔

تاریخ اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو (ان کو ایام بیض کہتے ہیں کیونکہ یہ چاندنی کے دن ہوتے ہیں اور فرماتے تھے یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی مثل ہے (اسلئے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے تو تین روزوں کے تیس روزے ہو گئے گویا سارا مہینے روزے رکھے۔

قتادہ اور ابن ملحان سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ روایت ہمام نے کی اور وہ ٹھیک ہے اور اگلی روایت شعبہ نے اس میں غلطی کی۔

تشریح: بعض نے کہا ان کو ایام ابیض اس لئے کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے تو ان کا بدن کالا پڑ گیا تھا ان کو ان تین روزوں کا حکم ہوا اور ہر ایک روزے سے تیسرا حصہ بدن کا پھر سفید اور نورانی ہو گیا' ایام ابیض کی تعیین میں بہت اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے اور بعض نے کہا ہر ماہ کے پہلے تین روز اور بعض نے کہا ۱۲ سے ۱۴ تک اور بعض نے کچھ اور کہا۔

۱۷۰۸: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِهٖ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فَالْيَوْمُ بِعَشَرَةِ اَيَّامٍ۔

۱۷۰۸: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے اس نے گویا سدا روزے رکھے پھر اللہ نے اس کی تصدیق کی اپنی کتاب میں اور فرمایا جو کوئی ایک نیکی لائے اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی۔ پس ایک روزے کے دس روزے ہوئے اور تین روزوں کا ایک مہینہ ہوا۔

۱۷۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ مِنْ اَيِّهٖ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّهٖ كَانَ۔

۱۷۰۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پوچھا کون سے تین دنوں میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ پرواہ نہ کرتے جون سے تین دن ہوں (یعنی شروع مہینہ میں یا اخیر مہینہ میں یا درمیانی دنوں میں غرض تین دن ہر مہینہ میں روزہ رکھ لیتے)

۳۰: بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کے روزوں کا بیان

۱۷۱۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَ يُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَ لَمْ اَرَهٗ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ

۱۷۱۰: حضرت ابوسلمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا حال' انہوں نے کہا آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزے ہی رکھے جائیں گے (اور افطار نہ کریں گے) اور افطار کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم کہتے اب افطار ہی کرتے رہیں گے اور ہم

Marfat.com

اَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ اِلَّا قَلِيْلًا۔

نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی مہینہ میں (سوا رمضان کے) شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں۔ آپؐ سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے سارے شعبان کے مگر چند روز تھوڑے روز۔

تشریح ❁ یعنی شعبان میں افطار کم دنوں میں کرتے' اکثر دنوں میں روزے ہی سے رہتے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ رمضان کے روزوں کے لئے دل صاف اور نورانی ہو جائے حالانکہ آپ ﷺ کا دل ہمیشہ صاف اور نورانی ہی تھا اور اس کے ساتھ آپ ﷺ شفقت کی راہ سے اپنی امت کو زیادہ روزے رکھنے سے منع فرماتے۔ چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ جب شعبان آدھا گزر جائے تو کوئی روزہ نہ رکھے اسی طرح آپ ﷺ خود تو وصال سے روزے رکھتے لیکن اور لوگوں کو اس سے منع فرماتے اور فرماتے میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کو اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا اور پلا دیتا ہے۔

۱۷۱۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا اِلَّا رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ۔

۱۷۱۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے اب روزہ نہیں رکھیں گے اور آپ ﷺ نے اپنے در پے روزے کسی مہینہ کے نہیں رکھے' سوائے رمضان کے جب سے آپؐ مدینہ میں تشریف لائے۔

۳۱: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِيَامِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب: حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان

۱۷۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّافِعِیُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمًا وَاَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوٗدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيُصَلِّیْ ثُلُثَهٗ وَ يَنَامُ سُدُسَهٗ۔

۱۷۱۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزوں میں اللہ جل جلالہ کو بہت پسند حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے اور نمازوں میں بہت پسند اللہ جل جلالہ کو حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے تھے' پھر تہائی رات تک نماز پڑھتے۔ پھر رات کا چھٹا حصہ سو رہتے۔

۱۷۱۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَانِیِّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَ يُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ

۱۷۱۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص دو روزے رکھے اور ایک روزہ افطار کرے وہ کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بھلا ایسا کرنے کی کسی میں طاقت ہے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے ب دن افطار کرے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ روزہ ہے حضرت د علیہ السلام

Marfat.com

يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ قَالَ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ۔

کا۔ پھر انہوں نے کہا وہ شخص کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ آپؐ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی طاقت ہوتی۔

تشریح ❁ آپ ﷺ نے اس کو بہت پسند کیا کیونکہ اس میں افطار غالب ہے اور روزہ کم ہے تو ضعف کا بھی ڈر نہیں اور یہ فرمایا مجھے اس کی طاقت ہوتی تو آپ ﷺ کو اس سے زیادہ کی تھی۔ آپ ﷺ وصال سے روزے رکھا کرتے تھے مگر آپ ﷺ کو اپنی بیبیوں کے حقوق کا بھی خیال تھا اور دوسرے کاموں کا بھی' اس لحاظ سے زیادہ روزے نہیں رکھ سکتے تھے۔

۳۲: بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِيَامِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب: حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان

۱۷۱۴: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ صَامَ نُوْحٌ الدَّهْرَ اِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰی۔

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے ہمیشہ روزہ رکھا مگر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔ (اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں دن اگلے پیمبروں کے وقت سے معظم اور بندگی والے تھے اور دوسری حدیث میں جو ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوروز اور مہرجان کے بدل تم کو اور دو روزے دیئے ہیں جو ان سے بہتر ہیں یعنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ یہ دونوں دن خاص ہماری شریعت میں بزرگ کئے گئے ہیں اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر کوئی باقی سال بھر روزے رکھے تو مکروہ نہیں ہے۔

۳۳: بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

باب: عید کے بعد چھ روزوں کا بیان

۱۷۱۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا بَقِيَّةُ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا يَحْيَی بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَسْمَاءَ الرَّحَبِیَّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَامَ سِتَّةَ اَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

۱۷۱۵: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چھ روزے رکھے عید الفطر کے بعد (شوال کے مہینہ میں) اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ہوا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من جاء بالحسنة ۔

تشریح ❁ تو رمضان کے ۳۰ روزے اور ۶ عید کے کل ۳۶ ہوئے ضرب دس ۳۶۰ ہوتے ہیں' اتنے ہی دن میں سال بھر کے پنج گویا اس نے سال بھر روزے رکھے سبحان اللہ کیا عنایت ہے حق تعالیٰ کی اپنے ناتوان پر۔ اب اختلاف ہے کہ یہ روزے عید کے بعد ہی رکھنا شروع کرے اور شوال کی سات تاریخ تک پورے کرے یا شوال کے مہینہ میں جب چاہے رکھ لے پے در پے یا متفرق طور پر' تو صحیح یہ ہے کہ ہر طرح ہو سکتا ہے اور ہر حال میں سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل ہو جائے گا اور یہی قول ہے محققین اہل حدیث اور حنفیہ اور حنابلہ کا اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عید کے دوسرے دن سے شروع کرے اور پے در پے رکھے اور امام مالکؒ اس حدیث کی خبر نہیں ہوئی تھی انہوں نے ان روزوں کا مطلق انکار کیا ہے۔

۱۷۱۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ

۱۷۱۶: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے

Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ بِسِتٍّ مِن شَوَالٍ كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ۔

روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کہ ہمیشہ روزے رکھنے کا ثواب ہوگا۔

۳۴ : بَابُ فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب: جہاد میں روزہ رکھنے کا بیان

۱۷۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بنِ الْمُهَاجِرِ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔

۱۷۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک روزہ رکھا اللہ کی راہ میں (یعنی خدا کے لئے یا جہاد کے سفر میں) تو اللہ جل جلالہ' اس کے لئے یا جہاد کے سفر میں) تو اللہ جل جلالہ اس ایک روزے کی وجہ سے دور کر دے گا اس کے منہ سے دوزخ کو ستر خریف کے برابر۔

تشریح ۞ خریف کی تفسیر میں اختلاف ہے اور دوسری روایت میں ستر سال کا ذکر ہے تو خریف سے وہی سال مراد ہوں گے یعنی دوزخ سے وہ شخص ستر برس کی راہ پر دور ہو جائے گا۔

۱۷۱۸: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اللَّيْثِيُّ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زَحْزَحَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔

۱۷۱۸: حضرت ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

۳۵: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

تشریح ۞ ایام تشریق ان دنوں کو کہتے ہیں جن دنوں میں حاجی لوگ منیٰ میں رہتے ہیں یعنی ۱۱' ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ اور ان کا نام ایام تشریق اس وجہ سے ہوا کہ عرب لوگ ان دنوں میں قربانیوں کے گوشت کو دھوپ میں سکھاتے ہیں اور ابوحنیفہؒ نے کہا تشریق تکبیر کہنا ہے نماز کے بعد اور بعض نے کہا یوم النحر بھی ایام تشریق میں داخل ہیں اور ۱۳ تاریخ ایام تشریق میں نہیں ہے اور اکثر علماء کے نزدیک ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے مطلقاً اور بعض کے نزدیک جائز ہے مطلقاً اور بعض کے نزدیک اس متمتع کو درست ہے جس کو ہدی نہ ملے اور اس نے دسویں تک روزے نہ رکھے ہوں۔

۱۷۱۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّامُ مِنًى اَيَّامُ اَكْلٍ وَ شُرْبٍ۔

۱۷۱۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منیٰ میں رہنے کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

تشریح ۞ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان دنوں میں روزہ مت رکھو یہ دن کھانے پینے اور جماع کے ہیں' قرآن میں ایام معدودات سے یہی دن مراد ہیں۔

۱۷۲۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ

۱۷۲۰: حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روا ہے کہ

Marfat.com

مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ اَبِی ثَابِتٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَطَبَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَ شُرْبٍ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں خطبہ سنایا اور فرمایا: جنت میں نہیں جائے گا مگر جو مسلمان ہے اور یہ دن کھانے اور پینے کے ہیں۔

۳۶ : بَابُ فِی النَّهْیِ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی

باب: عیدین میں روزے کی ممانعت

۱۷۲۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَی بْنُ يَعْلَی التَّيْمِیُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِی سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰی عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَ يَوْمِ الْاَضْحٰی۔

۱۷۲۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے۔ (ان دونوں دنوں میں بالاتفاق روزہ منع ہے)۔

۱۷۲۲: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِی سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِی عُبَيْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَبَدَاَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَ يَوْمِ الْاَضْحٰی اَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَ يَوْمُ الْاَضْحٰی تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ۔

۱۷۲۲: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہوں نے نماز پہلے پڑھائی پھر خطبہ پڑھا اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ان دنوں میں روزہ رکھنے سے۔ ایک یوم الفطر دوسرے یوم الاضحیٰ۔ یوم الفطر تو تمہارے افطار کا دن ہے (رمضان کے روزوں سے اور یوم الاضحیٰ وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

۳۷ : بَابُ فِی صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن روزے کا بیان

۱۷۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اِلَّا بِيَوْمٍ قَبْلَهٗ اَوْ يَوْمٍ بَعْدَهٗ۔

۱۷۲۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا مگر اس طرح سے کہ جمعہ کے دن کے ایک دن پہلے (یعنی جمعرات کے دن بھی) یا ایک دن بعد (یعنی ہفتہ کے دن بھی) روزہ رکھیں۔

تشریح ۞ تو اکیلا جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع کیا اب اختلاف ہے علماء کا کہ یہ مکروہ ہے یہ کراہت تنزیہی اکثر کا یہی قول ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حرام ہے اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حنفیہ اور مالکیہ نے اس کو مباح قرار دیا ہے حالانکہ صریح احادیث اس کی ممانعت میں وارد ہیں اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ ﷺ روزہ جمعہ کے دن رکھتے تھے اس سے دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ فعل ہے اور فعل قول کے معارض نہیں ہو سکتا اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے اول یا بعد میں روزہ رکھتے ہوں یا یہ اباحت آپ ﷺ سے خاص ہو اور امت کو منع ہے۔ جیسے وصال کے روزے۔ علامہ ابو الطیب نے کہا کہ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ کا قول راجح ہے اس لئے کہ نہی مقتضی ہے تحریم کو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ خاص کرو جمعہ کی شب و عبادت

Marfat.com

سے اور نہ جمعہ کے دن کو روزے سے مگر یہ کہ تم میں سے کسی کا وہ دن ہو روزے کا جس کو وہ رکھا کرتا تھا (جیسے عاشوراہ کے دن جمعہ آن پڑے اور ہمیشہ عاشورہ کو روزہ رکھتا تھا' تو اس دن بھی رکھ لے' علماء نے کہا کہ وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ جمعہ کے دن نہانا اور نماز کے لئے جانا ضروری ہے تو احتمال ہے کہ روزے کی وجہ سے ان کاموں میں خلل آئے اور بعض نے کہا تا کہ یہود کی موافقت نہ ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن کی بہت عظمت کرتے ہیں میں کہتا ہوں علت کراہت کی یہ ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے اور خوشی کا۔ تو اس دن افطار کرنا اور کھانا کھلانا بہتر ہے۔

۱۷۲۴: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِبْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ وَ اَنَا اَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ وَ رَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ۔

۱۷۲۴: حضرت محمد بن عباد بن جعفرؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے۔ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس گھر کے مالک کی۔

۱۷۲۵: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَأَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَاشَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ ذِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ: يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دیکھا کہ آپ ﷺ روزہ سے نہ ہوں جمعہ کے دن۔

تشریح ❁ یعنی اکثر جمعہ کے دن روزہ سے رہتے امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے اور امام مالکؒ نے کہا کہ میں نے کسی کو عالم نہیں پایا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا اچھا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث کا اتباع سب پر مقدم ہے اور اس روایت سے یہ نہیں نکلتا کہ اکیلا جمعہ کا روزہ درست ہے جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا۔

۳۸ : بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ

باب: ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۷۲۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَصُوْمُوا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا عُوْدَ عِنَبٍ اَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ فَلْيَمَصَّهٗ۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اُخْتِهٖ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

۱۷۲۶: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت روزہ رکھو ہفتہ کے دن مگر فرض روزہ (جیسے رمضان کا) اگر تم میں سے کسی کو کچھ کھانے کو نہ ملے مگر شاخ انگور کی' یا چھال کسی درخت کی' تو اسی کو چوس لے (مطلب یہ ہے کہ افطار کرے جس طرح سے ممکن ہو' روزہ رکھے اور یہاں بھی مراد وہی ہے کہ ہفتہ کا اکیلا روزہ رکھنا منع ہے ورنہ جمعہ کے ساتھ ملا کر تو درست ہے اور یہ امر خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکلتا ہے۔ جو اوپر گزری۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے روایت کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی جیسے اوپر گزرا۔

Marfat.com

۳۹:بَابُ صِيَامَ الْعَشْرِ

۱۷۲۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِيْ الْعَشْرَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ وَ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ۔

باب: ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے

۱۷۲۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں نیک عمل کرنا اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہو۔ ان دنوں میں نیک عمل کرنے سے یعنی ذی الحجہ کے دنوں میں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جہاد بھی اتنا پسند نہیں ہے مگر جو شخص اپنا مال اور اپنی جان لے کر نکلے اور پھر لوٹ کر نہ آئے۔

۱۷۲۸: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَيْبَةَ بْنِ عَبِيْدَةَ ثَنَا مَسْعُوْدُ بْنُ وَاصِلٍ عَنِ النَّهَاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا اَيَّامٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ اَيَّامِ الْعَشْرِ وَ اِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيْهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ وَ لَيْلَةٍ فِيْهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

۱۷۲۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کے کسی دن میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند نہیں ہے جتنا ان دس دنوں میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان میں ایک رات عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔

۱۷۲۹: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ الْعَشْرَ قَطُّ۔

۱۷۲۹: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا ان دس دنوں میں روزہ رکھتے ہوئے۔

تشریح ❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ان دنوں میں روزہ رکھا ہو اور آپ ﷺ نے متعدد حدیثوں میں اس کی فضیلت بیان فرمائی اور امام احمد اور نسائی اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکالا ہے کہ چار روزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے' ایک دن عاشورہ کا' دوسرے ذی الحجہ کے پہلے دہے کے روزے' تیسرے ہر مہینے کے تین دن اور ابوداؤد نے اس کو نکالا اسی طرح کہ آپ ﷺ روزے رکھتے تھے ذی الحجہ کے نو دنوں میں اور عاشورہ کے دن اور ہر مہینے کے تین دن اور نو چندی جمعرات کو اور صحیح مسلم میں ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور عاشورے کا روزہ ایک سال گزرے ہوئے گناہوں کا۔

۴۰:باب صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۱۷۳۰: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ ثَنَا غَيْلَانَ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنِّيْ

باب: عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۷۳۰: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا ثواب اللہ جل جلالہ یہ دے گا کہ ایک سال بعد کے گناہ

Marfat.com

اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ وَالَّتِىْ بَعْدَهٗ بخش دے گا۔

تشریح ۞ یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ابھی جو سال نہیں آیا اس کے گناہ بندے پر نہیں لکھے گئے تو ان کی معافی کے کیا معنی اور جواب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے علم میں وہ گناہ موجود ہیں' پس ان کی معافی ہو سکتی ہے جیسے فرمایا: **ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر** اور ممکن ہے کہ بعد کی معافی سے یہ غرض ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو بچائے گا گناہ کرنے سے یا اس کو ثواب اتنا دے گا جو دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے گا' واللہ اعلم۔

۱۷۳۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ قَتَادَةَ ابْنِ النُّعْمَانِ ' قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهٗ سَنَةٌ اَمَامَهٗ وَ سَنَةٌ بَعْدَهٗ۔

۱۷۳۱: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو کوئی عرفہ کے دن روزہ رکھے اس کے ایک سال آگے اور ایک سال اور پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (اس کے شواہدات کافی ہیں اور صحیح ہیں لیکن اس سند میں اسحاق بن عبداللہ ضعیف ہے)۔

۱۷۳۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنِىْ حَوْشَبُ بْنُ عَقِيْلٍ حَدَّثَنِىْ مَهْدِىٌّ الْعَبْدِىُّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِىْ هُرَيْرَةَ فِىْ بَيْتِهٖ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ۔

۱۷۳۲: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' ان کے گھر میں اور میں نے ان سے پوچھا عرفات میں (حج کی حالت میں) عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عرفہ کے دن عرفات میں روزہ رکھنے سے۔

تشریح ۞ اختلاف کیا ہے علماء نے عرفہ کے روزہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عرفہ کا روزہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور میں بھی اس دن روزہ نہیں رکھتا اور بہت سے شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اگرچہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو' صاحب توضیح نے کہا ہمارا مذہب یہ ہے کہ عرفہ کے دن افطار کرنا افضل ہے مطلقاً اور جمہور شافعیہ نے بھی یہی کہا ہے اور جمہور علماء نے اس کو مکروہ نہیں کہا ہے بلکہ یوں کہا ہے کہ افطار اس دن افضل ہے جیسے شافعیہ نے کہا اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ اور ثوریؒ نے بھی اس دن افطاری ہی کو اختیار کیا ہے' حاجیوں کے لئے تاکہ ضعف نہ ہو جائے اور دعا وغیرہ اعمال حج میں قصور نہ پیدا ہو' لیکن جو حج نہ کرتا ہو اس کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور امام احمد نے کہا جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے اور یہ روزہ نفل ہے' پس اگر اس سے ضعف پیدا ہوتا ہو اس دن دعا کرنے سے تو افطار افضل ہے انتہی۔

مترجم کہتا ہے صحیح مذہب اہل حدیث کا یہ ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب ہے حاجی اور غیر حاجی دونوں کے لئے کیونکہ اس کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں' البتہ اگر حاجی کو ضعف کا اندیشہ ہو اور اعمال حج میں خلل پڑنے کا تو اس حالت میں افطار کرنا بہتر ہوگا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اسی حالت پر محمول ہے۔

۴۱: بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

باب: عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۷۳۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ

۱۷۳۳: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

هَارُوْنَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَ يَاْمُرُ بِصِيَامِهٖ۔

عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور حکم کرتے تھے۔ اس دن روزہ رکھنے کا۔

تشریح ① عاشورہ دسواں دن ہے محرم کا اور جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا گیارہواں دن اور عاشورہ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دسواں دن ہے ماہ محرم کا اور بعض نے کہا اس وجہ سے کہ اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دس پیمبروں کو نجات دی اور عزت دی اور رمضان فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا پھر رمضان فرض ہونے کے بعد اس کی فرضیت جاتی رہی اور سنت رہ گیا اور مسلم اور احمد نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا روزہ افضل ہے رمضان کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے مہینے محرم کا اور زیادہ تاکید اس میں عاشورہ کے روزے کی ہے کیونکہ اس کی فضیلت میں بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں جو صحیحین وغیرہ میں ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے اور مستحب یوں ہے کہ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھے کیونکہ سلف عاشورہ کے دن روزہ رکھنے میں مشابہت ہے یہود اور نصاریٰ کی اور آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ یہود اور نصاریٰ اس دن کو بڑا سمجھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر خدا چاہے تو سال آئندہ نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھیں گے لیکن سال آئندہ آنے سے پہلے آپ ﷺ کی وفات ہوگئی فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ صرف عاشورہ کے دن اکیلا روزہ رکھنا مکروہ ہے اور امامیہ عاشورہ کا روزہ مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن فاقہ کرنا چاہئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں اور ہم کہتے ہیں روزہ رکھنا غم کے خلاف نہیں ہے پس ہم خرما و ہم ثواب پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

۱۷۳۴: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صُيَّامًا فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَ اَغْرَقَ فِيْهِ فِرْعَوْنَ فَصَامَهٗ موسٰی شُكْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْكُمْ فَصَامَهٗ وَ اَمَرَ بِصِيَامِهٖ۔

۱۷۳۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو روزے سے پائے۔ آپ نے فرمایا: یہ روزہ کیسا؟ انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی (ڈوبنے سے اور فرعون کے عذاب سے) اور ڈبو دیا اسی دن میں فرعون کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا شکر کے لئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ہم زیادہ حق رکھتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے۔ پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور حکم کیا لوگوں کو روزہ رکھنے کا۔

تشریح ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر زیادہ حق ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی کرنے کا کیونکہ وہ دین حق پر تھے اور ہم بھی دین حق پر ہیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں سب سے زیادہ قریب ہوں حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ سے غرض یہ کہ یہ سب پیمبر ایک ہیں اور سب واجب التعظیم ہیں جیسے سب اولیاء خدا معظم اور مکرم ہیں اور کسی پیمبر کی توہین کرنا کفر ہے اور جو کوئی کسی پیمبر کو برا کہے وہ واجب القتل ہے اور ملعون ہے اور اس زمانہ میں ایک بری بلا عام مسلمانوں میں پھیل گئی ہے کہ وہ پادریوں اور نصرانیوں سے بحث کرتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بے ادبی کے کلمات نکالتے ہیں معاذ اللہ یہ کفر تک ہے تمام انبیاء کا ادب برابر ہے اور جو کوئی ایک پیمبر یا ایک ولی سے عداوت رکھے تو تمام اولیاء اس کے دشمن ہیں بلکہ خود خداوند عالم اس سے لڑائی کرنے پر مستعد ہے۔

Marfat.com

۱۷۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ مِنْكُمْ اَحَدٌ طَعِمَ الْيَوْمَ قُلْنَا مِنَّا طَعِمَ وَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَطْعَمْ قَالَ فَاَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ مَنْ كَانَ طَعِمَ وَ مَنْ لَمْ يَطْعَمْ فَارْسِلُوْا اِلٰى اَهْلِ الْعَرُوْضِ فَلْيُتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ قَالَ يَعْنِیْ اَهْلَ الْعَرُوْضِ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ۔

۱۷۳۵: حضرت محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: عاشورہ کے دن تم میں سے کسی نے کھانا کھایا ہے (یعنی صبح سے اب تک) ہم نے عرض کیا بعض نے کھایا ہے اور بعض نے نہیں کھایا۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا جس نے کھایا اور جس نے نہیں کھایا دونوں شام تک کچھ نہ کھائیں اور روزہ پورا کریں اور باہر دیہات والوں کے پاس کہلا بھیجو وہ بھی باقی دن روزہ پورا کریں مراد وہ گاؤں والے ہیں جو مدینہ منورہ کے اطراف میں تھے۔

تشریح ۞ اس سے عاشورہ کے روزے کی بڑی تاکید نکلی اور شاید یہ حدیث اس وقت کی ہو جب عاشورہ کا روزہ فرض تھا کیونکہ رمضان ہجرت کے بہت دنوں کے بعد مدینہ منورہ میں فرض ہوا۔

۱۷۳۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ الْيَوْمَ التَّاسِعَ۔

۱۷۳۶: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ اگر میں زندہ رہا یا آئندہ سال تک تو میں نویں تاریخ بھی (محرم کی) روزہ رکھوں گا۔

قَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ زَادَ فِيْهِ مَخَافَةَ اَنْ يَفُوْتَهُ عَاشُوْرَاءُ۔

اس میں یہ زیادہ ہے کہ آپؐ نے یہ اس لئے فرمایا کہ یہ خیال تھا شاید عاشورہ فوت ہو جائے۔

تشریح ۞ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے کہا عاشورہ کا روزہ تین طرح پر ہے ایک افضل وہ یہ کہ نویں سے گیارہویں تک تین روزے رکھے' دوسرے اس سے کم درجے میں وہ یہ کہ نویں اور دسویں کو رکھے' تیسرے سب سے کم وہ یہ کہ صرف عاشورہ کے دن رکھے اور یہ صورت کہ دسویں اور گیارہویں کو رکھے یہ بھی ممکن ہے لیکن حدیث میں اس کی صراحت نہیں آئی۔

۱۷۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَوْمًا يَصُوْمُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَصُوْمَهٗ فَلْيَصُمْهُ وَ مَنْ كَرِهَهٗ فَلْيَدَعْهُ۔

۱۷۳۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عاشورہ کا ذکر آیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس دن جاہلیت والے روزے رکھتے تھے تو جو کوئی تم میں سے چاہے وہ روزہ رکھے اس دن اور جو برا جانے وہ اس کو چھوڑ دے۔

تشریح ۞ اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو امر جاہلیت کی رسم ہو لیکن ہماری شریعت میں بھی اس کا جواز یا فضیلت ثابت ہو تو اس کو کر سکتے ہیں اور وہ ترک نہ کیا جائے گا اہل جاہلیت یا کفار کی مشابہت کی وجہ سے' شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ کفار کی مشابہت مطلقاً ممنوع نہیں ہے بلکہ ان امور میں ممنوع ہے جو خاص علامت ہوں کفار کی اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ کفار اہل کتاب اور اہل شریعت نہ ہو جیسے ہندو' بدھ' مجوس وغیرہ لیکن جو کفار صاحب شریعت ہوں جیسے یہود و نصاریٰ ان کی مشابہت ان کاموں میں جن کو آپ ﷺ کچھ حکم نہ ہوتا اور اس حدیث سے دلیل لی ہے اس نے جس نے روزہ کی تعیین جائز رکھی ہے عبادت کے لئے کسی وجہ خاص سے۔ جیسے مردے کی جانب سے صدقہ دینا ان کی وفات کے دن کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ ... اص کیا روزے

Marfat.com

سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات کی خوشی میں اور خاص کیا پیر کے دن کو روزے سے اس وجہ سے کہ آپ ﷺ اس دن پیدا ہوئے اور اس حدیث سے بعض نے دلیل کی مجلس میلاد کے جواز پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کی جاتی ہے اور لوگوں کا اختلاف ہے اس باب میں اور بہت محققین علماء نے اس کو بدعت سیئہ اور ممنوع قرار دیا ہے اور بہت نے بدعت حسنہ اور ہر حال میں مشتبہ امر سے باز رہنا بہتر اور قرین احتیاط ہے' واللہ اعلم۔

۱۷۳۸: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ ثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اِنِّيْ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ۔

۱۷۳۸: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عاشورے کا روزہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کر دے گا۔

۴۲: بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

باب: پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

۱۷۳۹: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْغَازِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ۔

۱۷۳۹: حضرت ربیعہ بن غاز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کو۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ قصد کر کے روزہ رکھتے تھے پیر اور جمعرات کا۔

۱۷۴۰: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ فَقَالَ اِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيْهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا مُتَهَاجِرَيْنَ يَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔

۱۷۴۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ روزہ رکھتے ہیں؟ پیر اور جمعرات کے دن۔ آپؐ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن اللہ سبحان وتعالیٰ بخش دیتا ہے ہر مسلمان کو مگر ان دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی جنہوں نے ایک دوسرے کی ملاقات ترک کی ہو۔ تو کہا جاتا ہے ان کو ابھی رہنے دو یہاں تک کہ آپس میں مل جائیں۔

تشریح ✿ ترمذی کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیش کئے جاتے ہیں اعمال پیر اور جمعرات کے دن تو مجھے اچھا معلوم ہوا کہ میرے اعمال اس وقت پیش کئے جائیں جب میں روزہ دار ہوں اور تمام عبادتوں میں جو روزہ اختیار کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت معلوم نہیں کہ کس وقت دن میں اعمال عرض کئے جاتے ہیں اور روزہ ایسی عبادت ہے جو تمام دن تک قائم رہتی ہے برخلاف دوسری عبادتوں کے اور یہ اس حدیث کے خلاف نہیں کہ شعبان کے مہینے میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں تو میں نے پسند کیا اپنے عمل اٹھائے جانا جب میں روزہ دار ہوں نکالا اس کو امام احمد نے اس لئے کہ ہفتہ کی پیشی اور ہے اور ممکن ہے کہ اول مفصل ہو اور ثانی مجمل' واللہ اعلم۔

۴۳: بَابُ صِيَامِ اَشْهُرِ الْحَرَمِ

باب: حرام مہینوں کے روزوں کا بیان

تشریح ✿ حرام مہینے ان کو کہتے ہیں جن کو عرب جاہلیت کے زمانے میں بھی بزرگ سمجھتے تھے اور ان مہینوں میں لڑنا بھڑنا' خون کرنا حرام جانتے تھے ہماری شریعت میں بھی پہلے ان مہینوں میں لڑائی حرام کر دی گئی تھی اس آیت سے یسئالونك عن الشهر

Marfat.com

الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير اخیر تک' پھر جمہور کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی اور ہر مہینہ میں مشرکوں سے لڑنا درست ہوا لیکن ان مہینوں کی تعظیم اپنے حال پر باقی رہی اسی وجہ سے ان میں روزہ رکھنا یا اور کوئی عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے اور حرام مہینے چار ہیں' رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم۔

۱۷۴۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِی السَّلِيْلِ عَنْ اَبِیْ مُجِيْبَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَوْ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَيْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ' قَالَ فَمَا لِیْ اَرٰی جِسْمَكَ نَاحِلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكَلْتُ طَعَامًا بِالنَّهَارِ مَا اَكَلْتُهٗ اِلَّا بِاللَّيْلِ قَالَ مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تُعَذِّبَّ نَفْسَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَقْوٰی قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَ يَوْمًا بَعْدَهٗ قُلْتُ اِنِّیْ اَقْوٰی قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَ يَوْمَيْنِ بَعْدَهٗ قُلْتُ اِنِّیْ اَقْوٰی قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَ ثَلَا ثَةَ اَيَّامٍ بَعْدَهٗ وَ صُمْ اَشْهُرَ الْحُرُمِ۔

۱۷۴۱: حضرت ابومجیبہ باہلی سے روایت ہے (ان کا نام مجیبہ تھا بعض نے کہا یہ عورت کا نام ہے' ان سے ایک ہی حدیث مروی ہے) انہوں نے اپنے باپ یا چچا سے روایت کیا (لیکن ان کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا) انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا' اے نبیؐ اللہ کے' میں وہی شخص ہوں جو آپؐ کے پاس اگلے سال آیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا سبب ہے میں تجھ کو دبلا پاتا ہوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دن کو کھانا نہیں کھایا کرتا ہوں (جب سے آپؐ سے ملا تھا' یعنی اس زمانے سے اب تک برابر روزے رکھتا ہوں) آپؐ نے فرمایا: کس نے تجھے حکم دیا کہ تو اپنے نفس پر عذاب کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے طاقت ہے روزے رکھنے کی۔ آپؐ نے فرمایا: تو صبر کے مہینے (یعنی رمضان) کے روزے رکھ اور ہر مہینہ میں ایک روزہ رکھا کر۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تو صبر کے مہینہ روز رکھ اور ہر ماہ میں دو روزے رکھا کر۔ میں نے کہا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تو صبر کے مہینہ کے روزے رکھ اور تین دن کے ہر مہینہ میں اور حرام کے مہینوں میں روزے رکھ۔

تشریح ۞ اس حدیث میں یوں ہے کہ: صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَ يَوْمًا بَعْدَهٗ وَ يَوْمَيْنِ بَعْدَهٗ وَ ثَلَا ثَةَ اَيَّامٍ بَعْدَهٗ یعنی رمضان کے روزے رکھ اور ایک دن رمضان کے بعد' یا دو دن رمضان کے بعد یا تین دن رمضان کے بعد اس کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں ایک ایک روزہ رکھا کر یا دو دو روزے یا تین تین روزے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے بعد ہی متصل ایک روزہ رکھ ورنہ عید کو روزہ رکھنا لازم آئے گا اور وہ جائز نہیں ہے اور مجھے تو اس حدیث کا اسناد ضعیف معلوم ہوتا ہے۔ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ ابواسحٰق نے کہا ابومجیبہ باہلی کا حال معلوم نہیں ہے اور وہ ضعیف ہے اور میں نے رجال کی کتابوں میں ڈھونڈا نہ ابومجیبہ کا حال ملا نہ ان کے باپ کا اور نہ چچا کا کہ وہ کون تھے اور ممکن ہے کہ رمضان کے بعد سے یہ مراد ہو کہ شوال میں ایک روزہ رکھ لے یا دو روزے یا تین روزے' واللہ اعلم۔

۱۷۴۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ

۱۷۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا کون سا روزہ افضل ہے رمضان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا روزہ (یعنی عاشورہ کا یہ ے مہینے میں کسی

Marfat.com

فَقَالَ اَیُّ الصِّیَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ شَهْرُ اللّٰهِ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهُ الْمُحَرَّمَ۔

دن کا)۔

۱۷۴۳: حَدَّثَنَا اِبْرٰهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ صِیَامِ رَجَبٍ۔

۱۷۴۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا رجب کے روزے سے۔ (اس کی سند میں داؤد بن عطاء بالاتفاق ضعیف ہے)

تشریح ۞ کیونکہ مشرکین اس مہینے کی بہت تعظیم کرتے تھے اور خرشہ بن حر سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مارتے تھے رجب کے روزے پر اور کہتے تھے کہ رجب کیا ہے ایک مہینہ ہے جس کی تعظیم کرتے تھے جاہلیت والے جب اسلام آیا تو اس کی تعظیم موقوف ہوگئی نکالا اس کو ابن ابی شیبہ نے اور طبرانی نے اوسط میں اور ممکن ہے کہ اوائل اسلام میں جاہلیت کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے رجب کا روزہ منع کیا ہو لیکن پھر اجازت دے دی ہو جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے حرام مہینوں میں روزے رکھنے کا حکم دیا اور رجب بھی حرام مہینوں میں سے ہے۔

۱۷۴۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِیْمَ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ کَانَ یَصُوْمُ اَشْهُرَ الْحُرُمِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُمْ شَوَّالًا فَتَرَکَ اَشْهُرَ الْحُرُمِ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یَصُوْمُ شَوَّالًا حَتّٰی مَاتَ۔

۱۷۴۴: محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید حرام مہینوں میں روزے رکھتے تھے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: شوال میں روزے رکھا کر۔ پھر انہوں نے حرام مہینوں میں روزے رکھنا چھوڑ دیئے اور شوال میں برابر روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ انتقال کیا۔ (اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن منقطع ہے)۔

۴۴: بَابُ فِی الصَّوْمِ زَکٰوةُ الْجَسَدِ

باب: روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

تشریح ۞ جیسے مال میں زکوٰۃ دی جاتی ہے یعنی ایک حصہ اس کا اللہ کی راہ میں صرف کیا جاتا ہے، ویسے ہی بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے یعنی روزے کی وجہ سے بدن کا کچھ حصہ گھل جاتا ہے تو گویا بدن کی زکوٰۃ ہوئی۔

۱۷۴۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَکِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ جَمِیْعًا عَنْ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ جُمْهَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکَاةٌ وَ زَکَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔

زَادَ مُحْرِزٌ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔

۱۷۴۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ محرز کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ روزہ آدھا صبر ہے۔

(اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ متفقہ طور پر ضعیف ہے اور یہ حدیث دونوں طریق سے ضعیف ہے)

تشریح ۞ یعنی آدھے صبر میں تمام مصیبتوں پر صبر آ گیا اور روزہ آدھا حصہ صبر کا ہے اس لئے کہ بڑی خواہش انسان کی تین چیزوں کی طرف ہوتی ہے کھانا پینا صحبت کرنا یہاں تک کہ مصیبت کی حالت میں بھی ممکن نہیں کہ انسان کھانا پینا بالکل چھوڑ دے پس اس وجہ سے روزہ کو آدھا صبر قرار دیا اور بعض نے کہا کہ رات اور دن پورا زمانہ ہے لیکن روزہ صرف دن کو ہوتا ہے تو آدھا صبر

Marfat.com

اس میں ہوا۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ روزہ انسان ہمیشہ نہیں رکھتا بلکہ رمضان کے مہینے میں یا اور چند روزوں میں اور یہ زمانہ انسان کی کل عمر کے زمانے کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا' پھر نصف صبر اس کو کیوں کر کہہ سکتے ہیں اور ایک عمدہ توجیہ روزے کے نصف صبر ہونے کی یہ بھی ہے کہ صبر دو مقاموں سے کیا جاتا ہے جوارح سے اور قلب سے اور روزے میں اکثر جوارح بے کار ہوتے ہیں کیونکہ کھانا پینا صحبت کرنا تو مطلقاً بند ہوتا ہے اور کسی کی غیبت کرنا یا کسی کو مارنا اور ستانا بھی روزے میں منع ہے پس گویا کل جوارح رو کے گئے تو روزہ نصف صبر ٹھہرا' واللہ اعلم۔

۴۵:بَابُ فِيْ ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا

باب: جوکوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے

۱۷۴۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلَى وَ خَالِيْ يَعْلَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔

۱۷۴۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوکوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے تو اس کو روزہ دار کے برابر ہی ثواب ملے گا اور روزہ دار کو کچھ کم ثواب نہ ہوگا۔

۱۷۴۷: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى اللَّخَمِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ اَفْطَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔

۱۷۴۷: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے افطار کیا سعد بن معاذ (رئیس انصار) کے پاس۔ تو فرمایا: افطار کیا تمہارے پاس روزہ داروں نے اور تمہارا کھانا کھایا نیکیوں نے (بلکہ نیکیوں کے سردار نے) اور دعا کی تمہارے لئے فرشتوں نے۔ (اس میں مصعب بن ثابت ضعیف ہے)

تشریح ❁ سبحان اللہ روزہ دار کا روزہ افطار کرانا' اس میں بھی روزے کے برابر ثواب ہے اگر کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو یہی کرے کہ روزہ داروں کو افطاری دے۔ دوسری روایت میں ہے جس کو بیہقی نے نکالا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو اتنا مقدور کہاں ہوتا ہے کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے آپ ﷺ نے فرمایا یہ ثواب اس کو بھی ملے گا جو روزہ دار کا روزہ ایک گھونٹ پانی دودھ ملے ہوئے پر کھلوا دے یا ایک کھجور پر ایک ایک گھونٹ پانی پر اور جوکوئی روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلائے اس کو تو اللہ تبارک و تعالیٰ میرے حوض سے ایک گھونٹ پلائے گا اس کے بعد وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوگا۔

۴۶:بَابُ فِي الصَّائِمِ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ

باب: روزہ دار کے سامنے کوئی کھانا کھائے

۱۷۴۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ سَهْلٌ قَالُوْا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا لَيْلٰى عَنْ اُمِّ عُمَارَةَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا فَكَانَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ صَائِمًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّائِمُ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهُ الطَّعَامُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ۔

۱۷۴۸: حضرت ابو عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھا لیکن آپؐ کے ساتھیوں میں سے بعض لوگ روزہ دار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جائے اور وہ دیکھ صبر کرے) تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

تشریح ❁ کیونکہ فرشتوں سے بڑھ کر اس نے کام کیا کہ کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے' اس سے بارہا محض خدا تعالیٰ کی

Marfat.com

رضامندی کے لئے اور فرشتے جو کھانے سے باز رہتے ہیں تو اس وجہ سے کہ ان کو کھانے پینے کی خواہش ہی نہیں ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ روزہ دار کے سامنے دوسرے لوگوں کو کھانا پینا درست ہے۔

۱۷۴۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰی ثَنَا بَقِیَّةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ الْغَدَاءَ یَا بِلَالُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ! فَقَالَ اِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاْکُلُ اَرْزَاقَنَا وَ فَضْلُ رِزْقِ بِلَالٍ فِی الْجَنَّةِ اَنْ اَشْعَرْتَ یَا بِلَالُ اَنَّ الصَّائِمَ تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِکَةُ مَا اُکِلَ عِنْدَهُ۔

۱۷۴۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلالؓ ناشتہ کرو انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہم تو اپنی روزی کھاتے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کی زیادہ روزی جنت میں ہے۔ تم کو معلوم ہے اے بلالؓ کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کہتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب تک کھانا اس کے سامنے کھایا جاتا ہے۔ (اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن ہے اس کی تضعیف پر محدثین کا اتفاق ہے)

۴۷: بَابُ مَنْ دُعِیَ اِلٰی طَعَامٍ وَ هُوَ صَائِمٌ

باب: جو شخص کھانے کے لئے بلایا جائے اور وہ روزہ دار ہو

۱۷۵۰: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَ هُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

۱۷۵۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے بلایا جائے کھانے کے لئے اور وہ روزہ دار ہو تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔

تشریح ۞ اگرچہ عبادت کا چھپانا بہتر ہے مگر یہاں بیان کر دینا چاہئے تاکہ بلانے والے کو رنج نہ ہو کیونکہ مسلمان کو رنج دینا بڑا گناہ ہے بلکہ اگر مسلمان روزہ بیان کر دینے پر بھی اصرار کرے کھانے کے لئے اور نہ کھانے سے رنجیدہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اگر نفل روزہ ہو تو توڑ ڈالے اور کھانا کھالے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ جب کوئی تم میں سے دعوت دیا جائے کھانے کی تو قبول کرے اگر روزہ دار ہو تو دعا کرے صاحب دعوت کے لئے یعنی دعوت میں حاضر ہو اور میزبان کے لئے دعا کر کے چلا جائے۔

۱۷۵۱: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ السُّلَمِیُّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِیَ اِلٰی طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَ اِنْ شَاءَ تَرَکَ۔

۱۷۵۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بلایا جائے کھانے کے لئے (یعنی اس کی دعوت ہو) اور وہ روزے سے ہو تو دعوت قبول کرے (یعنی حاضر ہو) پھر اگر چاہے تو کھائے (روزہ توڑ ڈالے) اور اگر چاہے نہ کھائے۔

۴۸: بَابُ فِی الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ

باب: روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی

۱۷۵۲: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سَعْدَانَ الْجُهَنِیِّ عَنْ سَعْدٍ اَبِیْ مُجَاهِدٍ الطَّائِیِّ (وَ

۱۷۵۲: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے) ایک

Marfat.com

كَانَ ثِقَةً) عَنْ اَبِیْ مدله وكان ثقةًعن ابی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَا ثَةٌ لَا تُرَدُّوْ دَعْوَتُهُمُ الْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتّٰی يُفْطِرَ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ دُوْنَ الْغَمَامِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ تُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ

تو امام عادل (یعنی بادشاہ یا خلیفہ عادل متبع سنت) دوسرے روزہ دار' یہاں تک کہ روزہ کھولے (خصوصاً افطار کے وقت جیسے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے) تیسرے مظلوم (جس پر ظلم کیا جائے' یعنی ناحق اس کے مال یا جان کو نقصان پہنچایا جائے) اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قیامت کے دن ابر کے اوپر اٹھالے گا (یعنی خدائے کریم تک اس کی دعا پہنچ جائے گی کیونکہ پروردگار بھی اس دن بدلی میں نمودار ہوگا اور ان لوگوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ (ان کی دعا قبول ہونے کے لئے اور اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے (مظلوم سے) قسم ہے میری عزت کی' میں تیری مدد کروں گا' اگرچہ کچھ زمانے کے بعد۔

تشریح ❁ یعنی فی الفور اگر مدد نہ ہو اور ظالم اسی وقت تباہ نہ ہو تو چند روز کے بعد تباہ ہوگا۔ مظلوم کی آہ خالی جانے والی نہیں ہے ؎

تبریں از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن — اجابت از درحق بہر استقبال می آید

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویسا ہی ہمیشہ دنیا میں دیکھا گیا ظالم کو ضرور کبھی سزا ملی یہاں تک کہ ان لوگوں کو بھی جن سے ایمان کی حالت میں ایک خفیف سا ظلم ہوگیا۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی گو ان کو مارا نہیں ڈر کا چھوڑ دیا لیکن اس کا بدلہ ان سے لیا گیا مصر کے لوگوں نے ان کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ان کی لاش مزبلہ میں پھینکوا دی بنی امیہ نے اہل بیت نبوی پر مدت دراز تک ظلم کیا اور صاحب حکومت اور سلطنت رہے۔ لیکن سفاح عباسی کے وقت میں ایک ایک چن کر مارے گئے یہاں تک کہ مردوں کی قبریں بھی اکھیڑیں گئیں۔ ابن زیاد بدنہار نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم کیا آخر کتے کی موت مختار کے ہاتھوں مارا گیا پھر مختار نے ظلم کیا تو مصعب کے ہاتھ سے مارا گیا ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہا۔ دنیا دار بادشاہوں میں بھی دیکھا گیا کہ جس بادشاہ نے دوسرے بادشاہ کو ظلم سے مارا وہ بھی ظلم سے مارا گیا علاؤ الدین نے کیقباد کا سر پھوڑا' پھر اس کا سر کسی اور نے توڑا' خسرو خان نے بادشاہ کو مارا' تو ملک غیاث الدین بلبن نے خسرو خان کو بری طرح ہلاک کیا' شاہ عالم کو غلام قادر روہیلہ نے اندھا کیا بھو جنگ راؤ مرہٹہ نے غلام قادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلائے' عالمگیر اورنگ زیب نے داراشکوہ کو ظلم سے مارا اللہ تعالیٰ نے سلطنت ان کی اولاد سے چھین لی۔ اب تیمور کی اولاد روٹیوں کی محتاج پھرتی ہے۔

مختصر یہ کہ ظالم اگر چند روز بچا رہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے بلکہ یہ استدراج ہے کہ ایک نہ ایک دن دنیا ہی میں پروردگار اس سے بدلہ لے لے گا حدیث میں مظلوم کو مطلق رکھا مسلمان کی قید نہیں کی اس سے یہ نکلتا ہے کہ کافر پر بھی ظلم روا نہیں کیونکہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور کافر اگر مظلوم ہو تو اس کی دعا اثر کرے گی غرض ظلم سے ہمیشہ انسان کو بچتے رہنا چاہئے اس کے برابر کوئی گناہ نہیں ہے اور ظلم شامل ہے ہر نقصان کو جو ناحق کسی کے ساتھ کیا جائے خواہ مال کا نقصان ہو یا عزت کا یا جان کا ؎

مباش در پے آزار ہر چہ خواہے کن — کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

وَيَقُوْلُ بِعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَ لَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔

۱۷۵۳: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ الْمَدَنِیُّ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ

۱۷۵۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے

Marfat.com

بْنَ اَبِیْ مُلَیْکَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ۔

قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو یَقُوْلُ اِذَا اَفْطَرَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا وہ جب افطار کرتے تو یوں دعا کرتے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس تیری رحمت کے ذریعہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے کہ میری مغفرت کر۔

۴۹:بَابُ فِی الْاَکْلِ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ

باب: عیدالفطر کے دن کو نماز نکلنے سے پہلے کچھ کھانا چاہئے

۱۷۵۴: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ عُبَیْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ

۱۷۵۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ چند کھجوریں کھا لیتے۔

تشریح ۞ تو عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھا لینا سنت ہے۔ اگر کھجوریں ہوں تو بہتر ہے ورنہ اور کوئی میٹھا کھانا اگر میٹھا نہ ملے تو نمکین ہی سہی۔

النَّبِیُّ ﷺ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ تَمَرَاتٍ۔

۱۷۵۵: حَدَّثَنَا جُبَارَةُ ابْنُ الْمُغَلِّسِ ثَنَا مِنْدَلُ ابْنُ عَلِیٍّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَغْدُوْا یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یُغَدِّیَ اَصْحَابَهٗ

۱۷۵۵: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جاتے تھے (عیدگاہ) وعیدالفطر کے دن یہاں تک کہ اپنے اصحاب کو ناشتہ کراتے صدقہ فطر میں سے (یعنی صدقہ فطر جو آپ کے پاس جمع ہوتا اس سے مساکین صحابہ کو آپ ﷺ نماز سے پہلے کھلا دیتے (اس حدیث کی سند میں تین راوی ضعیف ہیں جبارہ، مندل اور عمر بن صہبان)۔

مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ۔

۱۷۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا ثَوَابُ بْنُ عُتْبَةَ الْمَهْرِیُّ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ کَانَ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ وَکَانَ لَا یَاْکُلُ یَوْمَ النَّحْرِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔

۱۷۵۶: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے اور بقرعید کے دن نہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ لوٹ کر آتے (نماز سے اور قربانی کرتے پھر قربانی میں سے کھاتے)۔

۵۰:بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْهِ صِیَامُ رَمَضَانَ قَدْ فَرَّطَ فِیْهِ

باب: جو شخص مرجائے اور اس پر رمضان کے روزے باقی تھے جن کو سستی سے نہ رکھ سکا

۱۷۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ

۱۷۵۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس پر رمضان کے روزے ہوں تو ہر روزہ کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے (یہ حدیث مرفوع صحیح نہیں موقوف صحیح ہے) اور محمد

Marfat.com

وَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ۔

۵۱:بَابُ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامُ مِنْ نَذْرٍ

۱۷۵۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ وَالْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءٍ وَ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ تِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْنَهٗ ؟ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ۔

۱۷۵۹: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ تِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا

بن سیرین وہم ہے صحیح محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ہے۔

باب: جو شخص مرجائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں

۱۷۵۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بہن مرگئی اور اس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے در پے روزے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی۔ وہ بولی بے شک۔ آپؐ نے فرمایا: تو اللہ کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

۱۷۵۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور اس پر روزہ ہے کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

تشریح ❁ جمہور علماء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میت پر اگر روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلائے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد اور اہل حدیث نے بریدہ کی حدیث سے لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور شافعی کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے خواہ روزے رکھے خواہ کھانا کھلائے اور جمہور نے دلیل لی ہے امام مالکؒ کی روایت سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے اور بزاز کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر چاہے۔ جمع الزوائد میں ہے کہ اس کی سند حسن ہے اور یہ حدیث باب کی حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے تو اسی پر اعتماد کرنا چاہئے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ اور ابوثور اور اوزاعی اور احمد بن حنبل کا اور امام بیہقی نے خلافیات میں کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے اور میں نہیں جانتا کہ اہل حدیث نے اختلاف کیا ہو اس کی صحت میں۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ دونوں امر جائز ہو سکتے ہیں اور اس سے احادیث کا اختلاف جاتا رہے گا۔

اور ابن قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میت کی طرف سے رکھنا جائز ہے اور فرض اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب اور امام احمد کا اور یہی صحیح ہے کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل قرض کے ہے اور وارث کا ادا کرنا میت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضہ ادا کرنا۔ روضہ میں ہے کہ ولی کا ادا کرنا میت کی طرف سے اس وقت کافی ہوگا جب اس نے عذر سے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں لیکن اگر

Marfat.com

اگر بلا عذر کسی نے رمضان کے روزے نہ رکھے تو ولی کا ادا کرنا اس کی طرف سے کافی نہ ہوگا' جیسے میت کی طرف سے توبہ کرنا یا اسلام لانا یا نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا واجب ہے۔ خواہ میت نے وصیت کی ہو اس کی یا نہ کی ہو اور حنفیہ نے کہا اگر میت نے وصیت کی تو اس کے ثلث مال میں سے روزوں کا کفارہ ادا کریں گے ورنہ ضروری نہیں ہے اور اس کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی۔

صَوْمٌ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

۵۲: بَابُ فِيْمَنْ اَسْلَمَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: جو کوئی رمضان میں اسلام لائے

۱۷۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عِيْسٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ثَنَا وَفْدُنَا الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ : صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِسْلَامِ ثَقِيْفٍ قَالَ وَ قَدِمُوْا عَلَيْهِ فِيْ رَمَضَانَ فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا اَسْلَمُوْا صَامُوْا مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ

۱۷۶۰: حضرت عطیہ بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا ثقیف کے اسلام کی خبر لے جانے کو۔ وہ ہمارے پاس آئے انہوں نے کہا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے رمضان کے مہینے میں۔ آپؐ نے ایک خیمہ ان کے لئے کھڑا کر دیا مسجد میں۔ جب وہ اسلام لائے تو جتنے دن رمضان کے باقی رہ گئے تھے ان میں انہوں نے روزہ رکھا۔ (یہ مضمون صحیح ہے لیکن سند ضعیف ہے محمد بن اسحاق مدلس ہے اور اس کا شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مجہول ہے)

تشریح ۞ اس پر اتفاق ہے کہ کافر اگر رمضان میں مسلمان ہو تو جتنے دن رمضان کے باقی ہوں' ان میں روزہ رکھے لیکن اگلے روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں۔

مِنَ الشَّهْرِ۔

۵۳: بَابُ فِي الْمَرْاَةِ تَصُوْمُ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا

باب: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

۱۷۶۱: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَصُوْمُوْا الْمَرْاَةُ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

۱۷۶۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت روزہ نہ رکھے رمضان کے سوا جب اس کا خاوند حاضر ہو مگر اس کی اجازت سے۔

۱۷۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حدثنا يحيى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ النِّسَاءَ اَنْ يَصُمْنَ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ۔

۱۷۶۲: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: عورتوں کو روزہ رکھنے سے بغیر اپنے خاوندوں کی اجازت کے۔

۵۴: بَابُ فِيْمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُوْمُ اِلَّا بِاِذْنِهِمْ

باب: جو شخص کسی کا مہمان ہو تو اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے

۱۷۶۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى الْاَزْدِيُّ ثَنَا مُوْسَى بْنُ

۱۷۶۳: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی قوم کا

Marfat.com

دَاوٗدَ وَ خَالِدُ بْنُ اَبِیْ یَزِیْدَ قَالَا ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ الْمَدَنِیُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ

مہمان ہو تو روزہ نہ رکھے مگر ان کے اذن سے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے) ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

تشریح ⁂ سبحان اللہ کیا آسانی ہے اور کیا عنایت ہے پروردگار کی کھانا کھا کر شکر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے ہر مسلمان کو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ روزہ دار کا سا ثواب بلا دقت حاصل ہو۔

اِذَا اَنْزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ فَلَا یَصُوْمُ اِلَّا بِاِذْنِهِمْ۔

۵۵: بَابُ فِیْمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ

باب: جو شخص کھانا کھا کر اللہ کا شکر کرے اس کا ثواب مثل روزہ دار کے ہے

۱۷۶۴: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ کَاسِبٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ اَبِیْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُمَوِیِّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِیٍّ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاکِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ۔

۱۷۶۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا مثل روزہ دار کے ہے۔ جو صبر کرے۔ (کھانے سے)

۱۷۶۵: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّیُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ حُرَّةَ عَنْ عَمِّهٖ حَکِیْمِ بْنِ اَبِیْ حُرَّةَ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ الْاَسْلَمِیِّ صَاحِبِ النَّبِیِّ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: الطَّاعِمُ الشَّاکِرُ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

۱۷۶۵: حضرت سنان بن سنہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کھانا کھا کر شکر کرنے والے کو روزہ دار صابر کا سا ثواب ملتا ہے۔

تشریح ⁂ کیونکہ میزبان ناراض ہوگا مہمان کا روزہ رکھنے سے اور اس کا کھانا وغیرہ بے کار جائے گا۔ اللھم اغفر لکاتبه ولمن سعی فیه والوالدهم اجمعین' یا رب العالمین۔

۵۶: بَابُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

باب: شب قدر کے بیان میں

۱۷۶۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ اعْتَکَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَاُنْسِیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوَتْرِ۔

۱۷۶۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اعتکاف کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: مجھ کو بتلائی گئی شب قدر لیکن پھر میں بھلا دیا گیا تو ڈھونڈو اس کو رمضان کے اخیر عشرے میں۔ (طاق راتوں میں)

Marfat.com

تشریح ۞ شب قدر میں بہت اختلاف ہے' بعض نے کہا رمضان شریف کی پہلی رات بعض نے کہا سترھویں بعض نے کہا اٹھارھویں' بعض نے کہا انیسویں' بعض نے کہا اکیسویں' بعض نے تیسویں۔ بعض نے کہا پچیسویں' بعض نے کہا ستائیسویں' بعض نے کہا انتیسویں۔ بعض نے کہا رمضان کی اخیر رات' بعض نے کہا ان کی جفت راتوں میں' بعض نے کہا سارے سال میں' بعض نے کہا سارے رمضان میں' بعض نے کہا رمضان کے اخیر دہے میں پلٹتی رہتی ہے (یعنی کسی سال اکیسویں' کسی سال ۲۳' کسی سال ۲۵ شب قدر ہوتی ہے) ابوحنیفہ نے کہا ہے شب قدر رمضان میں ہے لیکن مختلف تاریخوں میں ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی تاریخ میں ہوتی ہے لیکن وہ معین نہیں ہے اور بعض نے کہا صاحبین کے نزدیک رمضان کے اخیر نصف میں ہے اور شافعی نے کہا رمضان کے اخیر دہے میں ہوتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی نہ بدلے گی قیامت تک اور ابوبکر رازی نے کہا ہے کسی مہینے سے خاص نہیں ہے اور قاضی خاں نے کہا ابوحنیفہ سے مشہور یہ ہے کہ شب قدر سال بھر میں گھومتی رہتی ہے کبھی رمضان میں ہوتی ہے کبھی اور مہینے میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ وغیرہم سے ایسا ہی صحیح ہوا ہے اور اکثر علماء سلف اور خلف اور اہل حدیث اس کی طرف گئے ہیں کہ شب قدر رمضان کی ۲۷ شب ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کا یقین کیا اور اس باب میں کل چالیس قول ہیں اور عمدہ یہ ہے کہ اخیر دہے کی تین راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ یعنی ۲۱۔۲۳ اور ستائیس میں سے۔

مترجم کہتا ہے کہ عمدہ اور صحیح حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ شب قدر کو رمضان کے اخیر دہے میں تلاش کرو تو ۲۱' ۲۳' ۲۵' ۲۷ اور ۲۹ ان پانچ شب میں عبادت کرنا بہتر ہے تاکہ شب قدر ہاتھ آئے اور اہل کشف نے یہ دریافت کیا ہے کہ شب قدر ان پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے اور ہر ایک رمضان میں مختلف طور سے ہوتی ہے یعنی کبھی ۲۱ کو کبھی ۲۳ کو کبھی ۲۵ کو کبھی ۲۷ کو کبھی ۲۹ کو۔ لیکن ان پانچ راتوں سے خارج نہیں ہوتی اور شب قدر کی علامت یہ ہے کہ اس رات میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ کبھی ترشح بھی ہوتا ہے اور صبح کو آفتاب خوب نہیں نکلتا اور رات کے وقت ایک سکوت کا سا سماں ہوتا ہے بالجملہ اللہ سب مسلمانوں کو اس شب میں عبادت کرنا نصیب کرے' جو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے بہ نص قرآنی لیلۃ القدر خیر من الف شھر' بعض نے کہا ہے لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ لفظ تین بار انا انزلناہ کی سورت میں آیا ہے' اس میں اشارہ ہے کہ شب قدر ۲۷ شب ہے رمضان کی کیونکہ نو ضرب تین ستائیس ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۷: بَابُ فِی فَضْلِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: رمضان کے اخیر دہے کی فضیلت

۱۷۶۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ وَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِیُّ اِبْرٰهِیْمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِی غَیْرِهٖ۔

۱۷۶۷: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے اخیر عشرے میں ایسی کوشش کرتے تھے عبادت کی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

۱۷۶۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الزُّهْرِیُّ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ بْنِ نِسْطَاسٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ اَحْیَا اللَّیْلَ وَ شَدَّ الْمِئْزَرَ وَ اَیْقَظَ

۱۷۶۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو رات کو جاگتے اور ازار کو مضبوط باندھتے (مستعد رہنے کے لئے یا یہ مطلب ہے کہ ان راتوں میں جماع نہ کرتے اور اپنے گھر

Marfat.com

اَهْلَهٗ۔

والوں کو جگاتے (عبادت کے لئے)

۵۸:بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاِعْتِکَافِ

باب: اعتکاف کا بیان

تشریح ۞ اعتکاف کہتے ہیں' لغت میں ایک جگہ یا ایک بات پر جمے رہنے کو اور شرع میں اعتکاف یہ ہے کہ روزے کی حالت میں مسجد میں شب و روز رہنا عبادت کی نیت سے اور اکثر علماء کے نزدیک اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اعتکاف کیا رمضان کے اخیر دہے میں وفات تک۔

۱۷۶۹:حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حَصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ کُلَّ عَامٍ عَشْرَةَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا وَ کَانَ یُعْرَضُ عَلَیْهِ الْقُرْآنُ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّةً فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ عُرِضَ عَلَیْهِ مَرَّتَیْنِ۔

۱۷۶۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال میں دس دن (اخیر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا اور ہر سال ایک بار قرآن کا دورہ آپؐ سے کیا جاتا۔ (حضرت جبرائیلؑ آپؐ سے دور کرتے) جس سال وفات ہوئی اس سال دو بار آپ ﷺ سے دور کیا گیا۔

تشریح ۞ تاکہ آخر عمر میں آپ ﷺ کی امت کے لوگ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور عبادت میں زیادہ کوشش کریں اور بعض نے کہا آپؐ نے ایک سال پہلے رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کو ترک کیا تھا اپنی بیبیوں کی وجہ سے اور شوال میں اس اعتکاف کو ادا کیا تھا تو دوسرے رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا گویا پہلے رمضان کے اعتکاف کی بھی قضا کی' واللہ اعلم۔

۱۷۷۰:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَامًا فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

۱۷۷۰: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کیا کرتے' ایک سال آپؐ نے سفر کیا (تو اعتکاف نہ کر سکے' شاید یہ سفر فتح مکہ کا تھا۔ ۹ سنہ میں) جب دوسرا سال ہوا تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

۵۹:بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ یَبْتَدِئُ الْاِعْتِکَافَ وَ قَضَاءِ الْاِعْتِکَافِ

باب: اعتکاف کی قضا کا بیان اور اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا

۱۷۷۱:حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا یَعْلَی ابْنُ عُبَیْدٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عن عمرة عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ صَلَّی الصُّبْحَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَکَانَ الَّذِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَعْتَکِفَ فِیْهِ فَاَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ فَضُرِبَ لَهٗ خِبَاءٌ

۱۷۷۱: اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں جاتے' جب آپؐ رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کرنا چاہتے تو آپ حکم کرتے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا جاتا (ایک بار آپؐ کے لئے مسجد میں ڈیرہ لگا گیا) حضرت عائشہؓ نے بھی حکم کیا ان کے لئے بھی ایک ڈیرہ ر[illegible] اور اُم

Marfat.com

فَامَرَتْ عَائِشَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا وَ اَمَرَتْ حَفْصَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا فَلَمَّا رَاَتْ زَيْنَبُ خِبَاءَ هُمَا اَمَرَتْ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَافَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبِرَّ تُرِدْنَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِىْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

المومنین حضرت حفصہؓ نے حکم کیا ان کے لئے ایک ڈیرہ لگایا گیا۔ جب حضرت زینبؓ نے دیکھا ان دونوں نے ڈیروں کو انہوں نے بھی (ایک دوسرے کی حرص سے) حکم کیا۔ ان کے لئے بھی ایک ڈیرہ لگایا گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کو دیکھا (کہ مسجد ڈیروں سے بھر گئی ہے) تو آپ نے فرمایا کیا ثواب کے لئے ان عورتوں نے یہ کیا ہے (یعنی انہوں نے ایک دوسرے کی رشک اور حرص سے ڈیرے لگائے ہیں اور ان کی نیت ثواب کی ہوتی تو پہلے سے لگاتیں' ایسا نہیں کیا بلکہ جب ایک بی بی نے لگایا تو دوسری نے بھی اسے دیکھ کر لگایا) پھر آپ نے اعتکاف نہیں کیا رمضان میں اور شوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف کیا۔

تشریح اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف ہر ماہ میں اور ہر وقت درست ہے۔ رمضان کی خصوصیت نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں نذر کی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کر' البتہ یہ ضرور ہے کہ اعتکاف مسجد میں کیا جائے کیونکہ مسجد کے سوا اور مقام میں رہنے کو شرعاً اعتکاف نہیں کہتے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ اعتکاف نہیں ہے مگر مسجد جامع میں' اس کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا ہے حذیفہؓ سے تو اگر مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو اور کوئی اس میں اعتکاف کرے تو جمعہ کے لئے جانا اس پر واجب ہوگا۔ لیکن جب جمعہ کے لئے جائے گا تو شافعیؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک باطل نہ ہوگا۔

اور محمد بن عمرو بن لبابہ مالکی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہر مکان اور ہر جگہ میں اعتکاف درست ہے اور بعض سے منقول ہے کہ سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد مدینہ کے اور کسی مسجد میں اعتکاف درست نہیں ہے بعض نے کہا سوائے مسجد حرام کے اور مسجد میں درست نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر مسجد میں درست ہے فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وانتم عاکفون فی المساجد خواہ اس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔

دوسرے یہ کہ رمضان شریف کے اخیر عشرے میں اعتکاف کی زیادہ تاکید ہے بہ نسبت اور دنوں کے اور اعتکاف میں یہ شرط نہیں ہے کہ ایک دن کا ہو یا زیادہ کا اور نہ یہ شرط ہے کہ روزہ دار ہو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روزہ کا ذکر نہیں کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معتکف پر روزہ نہیں ہے مگر جب وہ روزہ اپنے اوپر لازم کر لے اس کو دارقطنی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح الاسناد ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر۔

اور حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے صحیح نہیں ہوتا بلکہ اس کے خلاف منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نذر میں اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً نکالا ہے کہ اعتکاف نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ اور ابوداؤد کے سوا اور لوگوں نے اس روایت کو موقوف نقل کیا ہے اور حدیث کے حافظوں نے بھی اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور شرطیت اور رکنیت بغیر دلیل قطعی کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

اور آپ کا اعتکاف کرنا روزے کی حالت میں اس سے یہ نہیں نکلتا کہ روزہ شرط ہے اعتکاف کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں من السنۃ کا لفظ اس مسئلہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ نسائی کی روایت میں یہ لفظ ہی نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا سوا ابن اسحاق کے اور کوئی اس حدیث میں من السنۃ کا لفظ روایت نہیں کرتا۔

Marfat.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے شوال میں دس دن اعتکاف کیا' لیکن روزہ رکھنا اس میں منقول نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپؐ نے شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا' اور اس میں عید کا دن ہوتا ہے جس میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔

اور ابوداؤد اور نسائی نے جو حضرت عمرؓ کی حدیث میں نکالا ہے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں عبداللہ بن بذیل ہے اور ابن عدی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ منفرد ہے' اس روایت میں عمرو بن دینار ہے تو اعتکاف کم سے کم ایک ساعت کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور سارا دن شرط نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ عورتوں کو بھی اعتکاف کرنا درست ہے اور امام احمد نے کہا جامع مسجد میں بھی درست ہے لیکن خاوند کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ عورتوں کو گھر کی مسجد میں بھی اعتکاف جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۰: بَاب فِيْ اِعْتِكَافِ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ

باب: ایک رات یا ایک دن کا اعتکاف کرنا

۱۷۷۲: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى الْخَطْمِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرُ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا فَسَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَعْتَكِفَ۔

۱۷۷۲: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک رات کے اعتکاف کی نذر کی تھی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا: اعتکاف کرو۔

تشریح ❁ اس حدیث سے کرمانی نے دلیل لی ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے کیونکہ رات کو روزہ کیونکر ہوسکتا ہے اور مخالفین نے یہ جواب دیا ہے کہ مسلم کی روایت میں ایک دن ہے' ایک رات کے بدل اور ابن حبان نے اس اختلاف میں یوں تطبیق دی ہے کہ انہوں نے ایک دن رات کے اعتکاف کی نذر کی تھی تو بعض راویوں نے دن کا ذکر کیا اور بعض نے رات کا بیان کیا اور نسائی کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روزے کا حکم تصریح سے وارد ہے' لیکن اس روایت کا ضعف اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۶۱: بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزَمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ

باب: معتکف مسجد میں اعتکاف کے لئے ایک مقرر کرے

۱۷۷۳: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

قَالَ نَافِعٌ وَ قَدْ اَرَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْمَكَانَ الَّذِيْ يَعْتَكِفُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۷۷۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف کرتے۔

نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے وہ جگہ (مسجد نبوی) میں بتائی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے۔

۱۷۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِيْسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ: اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهٗ

۱۷۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو آپ ﷺ کا بچھونا وہاں ڈالا جاتا (یعنی اعتکاف کے مقام میں) یا ایک تخت

Marfat.com

فِرَاشَهٗ اَوْ يُوْضَعُ لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَاءَ اُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ — آپ کے لئے بچھایا جاتا' توبہ کے ستون کے پیچھے۔

تشریح ۞ توبہ کا ستون مسجد نبوی میں ہے جس سے ابولبابہ نے اپنے تئیں باندھ دیا تھا' جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کھول دیا تھا' بنی قریظہ کے باب میں جب ان کا قصور معاف ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو تین دن کے بعد کھولا۔

۶۲: بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِيْ خَيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا

۱۷۷۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْتَكَفَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلٰى سُدَّتِهَا قِطْعَةُ حَصِيْرٍ قَالَ فَاَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهٖ فَنَحَّاهَا فِيْ نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَكَلَّمَ النَّاسَ۔

۱۷۷۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ترکی ڈیرے میں اعتکاف کرتے تھے۔ اس کے دروازے پر بوریئے کا ایک ٹکڑا پڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹکڑے کو اپنے ہاتھ سے تھاما اور اس کو ایک خیمہ کے ایک کونہ کی طرف اور اپنا سر باہر نکال کر لوگوں سے باتیں کیں۔

۶۳: بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَ يَشْهَدُ الْجَنَائِزَ

باب: معتکف بیمار پرسی کو جائے اور جنازے میں شریک ہو

۱۷۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَنْ كُنْتُ لَاَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيْضُ فِيْهِ فَمَا اَسْئَلُ عَنْهُ اِلَّا وَ اَنَا مَارَّةٌ قَالَتْ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانُوْا مُعْتَكِفِيْنَ۔

۱۷۷۶: حضرت عروہ بن الزبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں گھر میں جاتی (اعتکاف کی حالت میں) پائخانہ یا پیشاب کے لئے اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو اس کو چلتے چلتے پوچھ لیتی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہیں جاتے (اعتکاف کی حالت میں) مگر حاجت کے لئے (یعنی پائخانہ پیشاب کے لئے)۔

تشریح ۞ مسلم کی روایت میں حاجۃ الانسان ہے اور زہری نے اس کی تفسیر کی یعنی پیشاب یا پائخانہ اب اعتکاف کی حالت میں پیشاب اور پائخانے کے لئے تو بالاتفاق مسجد سے باہر جانا درست ہے' لیکن اور کاموں میں اختلاف ہے۔ جیسے بیمار پرسی کے لئے جانا' جنازے میں شریک ہونے کے لئے جانا' جمعہ کی نماز کے لئے جانا تو بعض کے نزدیک ان کاموں کے لئے بھی جانا درست ہے اور بعض کے نزدیک درست نہیں۔ ابوحنیفہ کا یہی قول ہے' امام محمدؒ نے موطا میں کہا اعتکاف کی حالت میں نہ نکلے۔ مگر پائخانہ کے لئے اور کھانا پانی اعتکاف کی جگہ میں کرے۔ اب غسل جنابت بھی مثل پائخانہ اور پیشاب کے ہے۔ اس کے لئے نکلنا بھی جائز ہے کیونکہ وہ ضروری ہے لیکن غسل جمعہ کے لئے نکلنا اب باب میں کوئی صریح روایت وارد نہیں ہوئی' البتہ نماز جمعہ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ جب اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو کیونکہ نماز جمعہ فرض ہے۔

روضہ میں ہے کہ معتکف مسجد سے نہ نکلے مگر حاجت کے واسطے کیونکہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپؐ جب معتکف ہوتے تو نہ نکلتے مگر حاجت انسان کے لئے اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسے گزرتے اور آپؐ اعتکاف میں ہوتے تو اسی طرح سے چلتے جاتے اس کا حال پوچھتے ہوئے اس کی سند

Marfat.com

میں لیث بن ابن سلیم ہے۔ حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل مروی ہے۔ جیسے ابن ماجہ نے نکالا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی صحیح ہوا اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا انہوں نے کہا سنت یہ ہے کہ معتکف بیمار پُرسی کو نہ جائے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت سے مساس کرے اور نہ مباشرت کرے اور نہ نکلے مگر ضروری حاجت کے لئے اور اعتکاف نہیں ہے مگر جامع مسجد میں اور نسائی نے بھی اس کو نکالا اور اس میں سنت کا لفظ نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا سوائے ابن ماجہ اسحاق کے اور کوئی اس حدیث میں السنۃ کا لفظ نہیں کہتا اور دارقطنی نے جزم کیا کہ اس روایت میں اوروں کا قول بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں شریک ہو گیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول یہاں تک ہے کہ اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لئے اور باقی دوسروں کا قول ہے کہ اعتکاف نہیں ہے، مگر روزے کے ساتھ اخیر تک۔ اور معتکف کو جائز ہے سر میں کنگھی کرنا اور سر دھونا اور جو اس کی مثل ہے اور اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ بیمار پُرسی اور جنازے کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے البتہ چلتے چلتے بیمار کو پوچھ سکتا ہے۔ انتہی مختصراً۔

۱۷۷۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَبُوْ بَكْرٍ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا الْهَيَّاجُ الْخُرَاسَانِيُّ ثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُعْتَكِفُ يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ۔

۱۷۷۷: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معتکف جنازے کے ساتھ جائے اور بیمار کی عیادت کرے (یہ حدیث بہت ضعیف ہے اس میں عبدالخالق اور عنبسہ اور ہیاج سب ضعیف ہیں علاوہ ازیں یہ روایت معارض ہے ان حدیثوں کے جو اس سے زیادہ قوی ہے)

۶۴: بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَ يُرَجِّلُهٗ

باب: معتکف اپنا سر دھو سکتا ہے اور کنگھی کر سکتا ہے

۱۷۷۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَأْسَهٗ وَ هُوَ مُجَاوِرٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاُرَجِّلُهٗ وَ اَنَا فِيْ حُجْرَتِيْ وَ اَنَا حَائِضٌ وَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

۱۷۷۸: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اعتکاف کی حالت میں) مسجد میں سے اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے میں اس کو دھو دیتی اور کنگھی کر دیتی اس میں اور میں اپنے حجرے میں ہوتی اور میں حائضہ ہوتی۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنے بدن میں سے باہر بعض اجزا نکال سکتا ہے اور حجرے کا دروازہ مسجد کی طرف تھا تو آپ ﷺ مسجد کی اخیر میں بیٹھ جاتے ہوں گے اور سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے ہوں گے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو دھو دیتی ہوں گی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجرے کے اندر رہتی ہوں گی اور آپ ﷺ مسجد کے اندر۔

۶۵: بَابٌ فِي الْمُعْتَكِفِ يَزُوْرُهٗ اَهْلُهٗ فِي الْمَسْجِدِ

باب: معتکف کے لوگ مسجد میں آ کر اس سے مل سکتے ہیں

۱۷۷۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوْسٰى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَعْمَرٍ

۱۷۷۹: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ وہ آپ ﷺ کے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَزُوْرُهٗ وَ هُوَ مُعْتَكِفٌ فِی الْمَسْجِدِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْلِبُهَا حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ كَانَ عِنْدَ مَسْكَنِ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ فَمَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ كَبُرَ عَلَیْهِمَا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ وَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِكُمَا شَیْئًا۔

آئیں' آپ ﷺ اعتکاف میں تھے۔ مسجد میں رمضان کے اخیر عشرے میں تو رات کو ایک ساعت تک باتیں کیں بعد اس کے انھیں اپنے گھر جاتیں' آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھے ان کو گھر پہنچانے کے لئے' جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچیں جہاں پر بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا رہتی تھیں تو انصار کے دو مرد آپ ﷺ کے پاس سے گزرے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پھر چلے۔ آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا ٹھہرو یہ عورت صفیہ بنت حیی ہے۔ (میری بی بی) انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ اور ان پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا سخت گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان آدمی میں خون کی طرح پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی اور بات نہ ڈالے۔

تشریح ☆ یعنی شیطان آدمی کا دشمن ہے وہ ایسے مواقع تکتا ہی رہتا ہے' تم نے اس وقت رات کے وقت مجھ کو ایک اکیلی جوان اور حسین عورت کے ساتھ دیکھا ہے ممکن ہے کہ تمہارے دل میں یہ خیال شیطان ڈالے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی رات گئے اس اجنبی عورت کے ساتھ جو ہیں تو ضرور کوئی نہ کوئی امر ہوگا معاذ اللہ اور اس خیال کی وجہ سے تمہارے ایمان میں خلل پڑ جائے کہ تم نے اللہ کے رسول پر جو تمام برائیوں سے پاک ہیں برا خیال کیا۔ پس اس وجہ سے میں نے تم کو جتا دیا کہ یہ میری بی بی صفیہ ہیں۔ اب شیطان کچھ نہیں کر سکتا اور کوئی سبب نہ تھا اس کہنے کا' اس لئے تم پر یہ امر گراں نہ گزرے اور پہلے یہ فرمانا آپ کا ان دونوں پر سخت گزرا تھا اس وجہ سے کہ وہ سمجھے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مسلمان نہیں سمجھا منافق خیال فرمایا۔ جب تو آپ ﷺ کو یہ تصور پیدا ہوا کہ یہ دونوں شخص شاید مجھ پر بدگمانی کریں تو ان کا گمان دور کر دو' آپ نے یہ فرما کر ان کا رنج دور کر دیا کہ میں نے تم کو سچا مسلمان سمجھا لیکن شیطان سب کے گمراہ کرنے کو مستعد ہے اور ہر ایک آدمی پر مسلط ہے اور خون کی طرح اس کے بدن میں پھرتا ہے تو ممکن ہے کہ تم کو بھی گمراہ کرے بلکہ شیطان سچے مسلمان کا اور زیادہ دشمن ہوتا ہے اور اسی فکر میں رہتا ہے کہ جس طرح ہو سکے ان کا ایمان بگاڑے' کافر اور منافق تو بگڑے ہی ہوتے ہیں' ان کے بگاڑنے کی زیادہ فکر نہیں ہوتی' اے اللہ تو شیطان کے شر سے ہم اور تمام مسلمانوں کو بچا' اپنے فضل و کرم سے حضرت آدمؑ' حضرت نوحؑ' حضرت ابراہیمؑ' حضرت موسیٰؑ' حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے (آمین)

٦٦: بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ

باب: مستحاضہ عورت اعتکاف کرے

۱۷۸۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ امْرَاَةٌ مِنْ نِسَائِهٖ فَكَانَتْ

۱۷۸۰: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے ایک عورت نے اعتکاف کیا وہ سرخی اور زردی

Marfat.com

تَرَی الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعَتْ تَحْتَهَا الطَّسْتَ۔ دیکھتی تھی تو کبھی اپنے نیچے طشت رکھ لیتی تھیں۔

تشریح ❁ جب خون مقررہ دنوں سے زیادہ ہو جائے تو وہ استحاضہ ہے' مستحاضہ کو نماز روزہ سب کرنا چاہئے جیسا کہ اوپر گزرا' پس اعتکاف کرنا بھی درست ہے۔

۶۷ : بَابُ فِی ثَوَابِ الْاِعْتِکَافِ

باب: اعتکاف کا ثواب

۱۷۸۱: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْکَرِیْمِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اُمَیَّةَ ثَنَا عِیْسَی بْنُ مُوْسَی الْبُخَارِیُّ عَنْ عُبَیْدَةَ الْعَمِّیِّ عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ هُوَ یَعْکِفُ الذُّنُوْبَ وَ یُجْرَی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا۔

۱۷۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا رکا رہتا ہے تمام گناہوں سے اور اس کو ان نیکیوں کا ثواب جن کو وہ نہیں کر سکتا۔ مثل ان نیکیوں کے کرنے والے کے ملے گا۔ (اس کی سند میں فرقد بن یعقوب راوی ضعیف ہے)۔

تشریح ❁ مثلاً معتکف بیمار پرسی کے لئے نہیں جا سکتا جنازہ میں شریک نہیں ہو سکتا' اعتکاف کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کا ثواب اس کو عنایت فرما دے گا' جن کو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہ کر سکا۔

۶۸ :بَابُ فِیْمَنْ قَامَ فِیْ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ

باب: جو کوئی عیدین کی رات کو عبادت کرے

۱۷۸۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الْمَرَّارُ بْنُ حَمُّوْیَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰی ثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ یَمُتْ قَلْبُهٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔

۱۷۸۲: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عیدین کی راتوں میں اللہ کے لئے عبادت میں کھڑا رہے گا تو اس کا دل نہیں مرے گا' جس دن دل مریں گے۔

تشریح ❁ عیدین کی راتیں' یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات' ان راتوں میں بھی عبادت کرنا ثواب اور موجب صفائی قلب ہے اگرچہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے کہ اس میں بقیہ راوی مدلس ہے جس نے عنعنہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

تشریح ۞ جب نماز اور روزے سے فراغت ہوئی تو زکوٰۃ کا بیان کیا' جو اسلام کا تیسرا رکن ہے اور زکوٰۃ فرض ہے نماز کی طرح اور اس کا منکر کافر ہے۔ بعض نے کہا زکوٰۃ ۳ھ ہجری میں فرض ہوئی رمضان سے پہلے۔

۱: بَابُ فَرْضِ الزَّكٰوةِ

۱۷۸۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحٰقَ الْمَكِّيُّ ' عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ ' عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِىْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ لِلّٰهِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِىْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِىْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَ كَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

باب: زکوٰۃ کا فرض ہونا

۱۷۸۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا تو اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) کی ایک قوم پر گزرے گا تو ان کو بلا اس گواہی کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے ان کے مالوں میں' جو ان کے مال داروں سے لیا جائے گا' پھر انہی کے محتاجوں میں بانٹ دیا جائے گا اگر وہ اس کو مان لیں تو اب بچا رہ ان کے مالوں سے (یعنی زکوٰۃ میں عمدہ مال ان کا مت لیجئے' بلکہ اوسط درجے کا لیجئے) اور مظلوم کی بددعا سے بچ کہ اس میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی روک نہیں ہے۔

تشریح ۞ زکوٰۃ میں عمدہ مال لینا منع ہے' البتہ اگر صاحب مال اپنی خوشی سے اللہ کے لئے عمدہ جانور جو سب سے اعلیٰ ہو چن کر دے تو لے لیا جائے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقدم متکلمین کی شہادت ہے پھر اس کے بعد نماز' پھر زکوٰۃ' پھر روزہ' پھر حج۔

۲: بَابُ مَا جَاءَ فِىْ مَنْعِ الزَّكٰوةِ

۱۷۸۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ عُمَرَ الْعَدَنِىُّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَعْيَنَ وَ جَامِعِ بْنِ اَبِىْ رَاشِدٍ سَمِعَا شَقِيْقَ ابْنَ سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ لَا يُؤَدِّىْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا

باب: زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

۱۷۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' اس کا مال قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بن کر آئے گا اور اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے ثبوت کے لئے قرآن شریف کی یہ

Marfat.com

اَقْرَعَ حَتّٰی یُطَوِّقَ عُنُقَهٗ ثُمَّ قَرَا عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ: مِصْدَاقَهٗ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اَلْاٰیَةَ۔

آیت پڑھی (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اخیر تک)

تشریح ۞ یعنی جولوگ بخیلی کرتے ہیں۔اس مال کے دینے میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے تو مت سمجھیں کہ یہ بات ان کے لئے بہتر ہے بلکہ بری ہے۔ان کا طوق بنایا جائے گا وہ مال جس میں انہوں نے بخیلی کی قیامت کے دن۔

۱۷۸۵: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَلَا غَنَمٍ وَلَا بَقَرٍ لَا یُؤَدِّیْ زَکَاتَهَا اِلَّا جَاءَتْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْظَمَ مَا کَانَتْ وَ اَسْمَنَهٗ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا کُلَّمَا نَفَدَتْ اُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَیْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔

۱۷۸۵: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوکوئی اونٹ والا' یا بکری والا یا گائے والا اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا تو اس کے جانور قیامت کے دن بہت موٹے بن کر آئیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے۔ جب اخیر تک کل جانور ایسا کر چکیں گے تو پھر پہلا جانور آئے گا اور اخیر تک کل جانور اس سے ایسا ہی کریں گے) یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو۔

۱۷۸۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَاْتِی الْاِبِلُ الَّتِیْ لَمْ تُعْطَ الْحَقَّ مِنْهَا تَطَاُ صَاحِبَهَا بِاَخْفَافِهَا وَ تَاْتِی الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ تَطَاُ صَاحِبَهَا بِاَظْلَافِهَا وَ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَ یَاْتِیْ الْکَنْزُ شُجَاعًا اَقْرَعَ فَیَلْقَی صَاحِبَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ یَسْتَقْبِلُهٗ فَیَفِرُّ فَیَقُوْلُ مَالِیْ وَ لَكَ فَیَقُوْلُ اَنَا کَنْزُكَ اَنَا کَنْزُكَ فَیَتَّقِیْهِ بِیَدِهٖ فَیَلْقَمُهَا۔

۱۷۸۶: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اونٹ آئیں گے جن کی زکوٰۃ نہیں دی گئی اور اپنے مالک کو روندیں گے اپنے پاؤں سے اور بکریاں اور گائیں آئیں گی' جن کی زکوٰۃ نہیں دی گئی وہ اپنے مالک کو روندیں گی اپنے کھروں سے اور سینگوں سے ماریں گی اور اس کا خزانہ ایک گنجا سانپ بن کر آئے گا اور اپنے مالک سے ملے گا قیامت کے دن مالک اس سے بھاگے گا دوبارہ پھر وہ سامنے آئے گا مالک بھاگے گا آخر مالک کہے گا تو میرے پیچھے کیوں پڑا ہے۔وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (معاذ اللہ خزانہ کیا ہوا بلائے جان ہوا) آخر مالک اپنے ہاتھ سے بچائے گا اپنے تئیں وہ اس کا ہاتھ ڈس لے گا۔

تشریح ۞ کیونکہ ہاتھ ہی سے زکوٰۃ نہیں دی گئی' تو پہلے عضو کی سزا ہوگی خزانہ سے مراد یہاں وہی مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی جیسے کہ آگے آتا ہے۔

۳ : بَابُ مَا اُدِّیَ زَکٰوتُهٗ لَیْسَ بِکَنْزٍ

باب: جس مال کی زکوٰۃ دی جائے وہ کنز (خزانہ نہیں ہے)

تشریح ۞ یعنی وہ کنز جس کی شان میں قرآن میں آیا ہے کہ مالک اس سے داغا جائے گا' دوزخ کی آگ میں اور کہا جائے گا یہ تیرا (کنز) خزانہ ہے۔

Marfat.com

۱۷۸۷: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ عَقِيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَحِقَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لَهُ قَوْلُ اللهِ : ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ [التوبة ٣٤] قَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ اِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللهُ طُهْوْرًا لِلْاَمْوَالِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ مَا اُبَالِيْ لَوْ كَانَ لِيْ اُحُدٌ ذَهَبًا اَعْلَمُ عَدَدَهُ وَاُزَكِّيْهِ وَاَعْمَلُ فِيْهِ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

۱۷۸۷: حضرت خالد بن اسلم سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے حضرت عمرؓ کے۔ انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلا ایک سوار ان سے ملا اور یہ آیت پڑھنے لگا والذین یکنزون اخیر تک (یعنی جو لوگ جوڑ رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور خرچ نہیں کرتے ان کو اللہ کی راہ میں ان کو خوشخبری دے دکھ کی مار کی اخیر تک) عبداللہ نے کہا جو شخص جوڑے سونے اور چاندی کو اور ان کی زکوۃ نہ دے اس کے لئے خرابی ہے اور یہ آیت زکوۃ کا حکم اترنے سے پہلے کی ہے۔ پھر جب زکوۃ کا حکم اترا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاک کر دیا مالوں کو بعد اس سے عبداللہ نے اور طرف دیکھا اور کہا پرواہ نہیں مجھ کو اگر احد پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو اور میں اس کا شمار جانتا ہوں اس کی زکوۃ دیتا ہوں اور اللہ کے حکم کے موافق اس کو خرچ کرتا ہوں۔

(امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت مالدار اور غنی آدمی تھے اس سوار نے ان سے کچھ مانگا ہوگا انہوں نے نہ دیا ہوگا تو یہ آیت ان کو شرمندہ کرنے کے لئے پڑھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر بیان کی کہ یہ آیت اس وقت کی ہے جب زکوۃ کا حکم نہیں اترا تھا اور مطلق مال کا جوڑنا اور رکھ چھوڑنا منع تھا بعد اس کے زکوۃ کا حکم اترا اب جس مال حلال میں سے زکوۃ دی جائے وہ کنز نہیں ہے۔ اگرچہ لاکھوں کروڑوں روپیہ ہو بلکہ مال حلال اللہ جل جلالہ کی بڑی نعمت ہے اور انسان جو عبادتیں مالداری کی حالت میں کر سکتا ہے جیسے صدقہ خیرات مجاہدین کا سامان تعلیم دین وغیرہ ان کا مفلسی میں ہونا ناممکن ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اللہ جل جلالہ جب مال حلال عنایت فرما دے تو اس کا شکریہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کو خرچ کرے آپ کھائے دوسروں کو کھلائے آپ پہنے دوسروں کو پہنائے ناتے والوں اور دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ سلوک کرے مدرسے اور یتیم خانے اور سرائیں اور پل اور مسجدیں اور کنوئیں بنوا دے مسافروں اور مجاہدین کا سامان کر دے اور جو مالدار اس طرح سے حلال مال کو اللہ کی رضامندی میں صرف کرتا ہے اس کا درجہ بہت بڑا ہے مثل مشہور ہے ہم خرما و ہم ثواب اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی تھے۔ وہ صدقہ و خیرات بہت کرتے تھے ابن حجر نے کہا ہزار غلام انہوں نے آزاد کئے اور ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دیئے اور اس کے ساتھ وہ دنیا کی حکومت اور عہدے سے نفرت کرتے تھے نہ عامل قبول کی نہ قضا یہاں تک کہ یزید کے مرنے کے بعد ان سے خلافت قبول کرنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن انہوں نے انکار کیا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۱۷۸۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثَنَا مُوْسٰى بْنُ اَعْيَنَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِي السَّمْحِ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَدَّيْتُ زَكٰوةَ

۱۷۸۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا جب تو اپنے مال کی زکوۃ دے تو تو نے حق ادا کر دیا تھا جو کہ تجھ پر تھا۔

Marfat.com

مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ۔

۱۷۸۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهَا سَمِعَتْهُ تَعْنِی النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ فِی الْمَالِ حَقٌّ سِوَی الزَّكٰوةِ۔

۱۷۸۹: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے: مال میں کوئی حق نہیں ہے سوائے زکوٰۃ کے۔

تشریح ۞ ترمذی نے اس کے خلاف روایت کیا۔ فاطمہ بنت قیس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مال میں اور حق بھی ہیں۔ سوائے زکوٰۃ کے تو یہ حدیث مضطرب ہوئی اور ترمذی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ابوحمزہ میمون اعور ہے اور وہ ضعیف ہے۔

میں کہتا ہوں اس کی سند میں شریک بھی ہے وہ بھی غلطی کرتا ہے شاید اسی نے غلطی کی ہو۔ اس حدیث میں اب دونوں مطلب صحیح ہو سکتے ہیں۔ اس طور سے کہ فرض عین حق جو مال میں ہے وہ تو یہی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے اب زکوٰۃ کے سوا کوئی دوسرا خرچ فرض نہیں ہے' لیکن نفل حقوق اور بھی ہیں۔ زکوٰۃ کے سوا' جیسے ماعون یعنی معمولی ضروری اشیاء استعمال کے لئے ہمسایوں اور دوستوں کو دینا' مثلاً نمک پانی' آگ وغیرہ یا برتن جیسے دیگچی' چمچہ' کٹورہ' رکابی وغیرہ اور جو کوئی اس کو روکے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی برائی کی' سورت ارایت الذی میں اور اسی طرح سے مہمان یا مسافر کو کھانا کھلانا مسجد میں مصلیٰ' لوٹا اور چراغ وغیرہ واللہ اعلم۔

۴ : بَابُ زَكٰوةِ الْوَرَقِ وَالذَّهَبِ

باب: سونا اور چاندی کی زکوٰۃ

۱۷۹۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سفيان عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ قَدْ عَفَوْتُ عَنْكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَ لٰكِنْ هَاتُوْا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا ' دِرْهَمًا۔

۱۷۹۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: میں نے تم کو معاف کی گھوڑوں اور بردوں (غلام لونڈی) کی زکوٰۃ' لیکن روپیوں میں سے چالیسواں حصہ دو' ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔

تشریح ۞ احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک سو نوے درہم میں کچھ نہیں ہے۔ جب وہ سو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم (زکوٰۃ کے) دینا ہوں گے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دو سو میں کم سے زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کی حدیث کی سند میں کلام ہے کیونکہ حارث اعور ضعیف ہے' لیکن حافظ ابن حجر نے اس کو حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ صحیح ہے اور امام احمد اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نکالا اس کو احمد اور بخاری نے حضرت ابوسعید سے۔

اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ جب تیرے پاس دو سو درہم ہوں گے اور ان پر سال گزر جائے تو پانچ درہم زکوٰۃ کے لازم ہوں گے اور سونے میں تیرے اوپر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک تیرے پاس بیس دینار نہ ہوں' جب بیس دینار ہوں اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ لازم ہوگی آدھا دینار اس کی اسناد میں بھی کلام ہے' لیکن حافظ نے اس کو بھی حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ صحیح ہے اور اجماع کیا علماء نے کہ چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اور کسی نے اس میں خلاف نہیں کیا سوا ابن حبیب اندلسی کے اور پانچ اوقیہ جو جابر کی حدیث میں مذکور ہے' ان کے بھی دو سو درہم ہوئے' اس لئے کہ ایک اوقیہ چالیس

Marfat.com

درہم کا ہوتا ہے۔ اسی طرح سونے کا نصاب جمہور علماء کے نزدیک بیس دینار ہیں اور حسن اور طاؤس سے اس میں خلاف منقول ہے۔ لیکن ان کا قول مردود ہے اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر نصاب حاصل ہو جائے تو جب تک ایک سال کامل اس پر نہ گزر جائے زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور داؤد کہتے ہیں کہ نصاب حاصل ہوتے ہی اس کی زکوۃ دینا واجب ہے۔

۱۷۹۱: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى اَنْبَاَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِيْنَارٍ وَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا۔

۱۷۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیس دینار میں سے یا زیادہ میں سے آدھا دینار لیتے اور چالیس دینار میں سے ایک دینار (اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل ضعیف ہے)

۵: بَابُ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا

باب: جو شخص مال حاصل کرے

۱۷۹۲: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا زَكٰوةَ فِيْ مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔

۱۷۹۲: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ کسی مال میں زکوۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزرے۔ (یہ حدیث موقوف صحیح ہے لیکن مرفوع میں حارثہ بن محمد ضعیف ہے اور عبدالرحمن بن زید کثیر الغلط ہے)

تشریح ❁ تو اگر کسی کے پاس دس دینار تھے شروع سال میں لیکن بیچ سال میں دس دینار اور ملے تو اب زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک بیس دینار پر پورا سال نہ گزرے شافعی کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ نے کہا کہ بیچ سال میں جو مال حاصل ہو وہ اول مال سے مل جائے گا اور جب اول مال پر سال گزر جائے تو زکوۃ واجب ہوگی یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب دوسرا مال الگ سے حاصل ہوا ہو اور پہلے مال کا نفع ہو تو بالاتفاق اس سے مل جائے گا۔

۶: بَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مِنَ الْاَمْوَالِ

باب: جن مالوں میں زکوۃ واجب ہے

۱۷۹۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ يَحْيٰى ابْنَ عُمَارَةَ وَ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ يَقُوْلُ لَا صَدَقَةَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَ لَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ، وَ لَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْاِبِلِ۔

۱۷۹۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وسق کھجور سے کم میں زکوۃ نہیں ہے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

تشریح ❁ اہل حدیث کے نزدیک اونٹ اور گائے اور بکریوں اور بھیڑوں میں اور سونے چاندی میں اور اناج اور غلوں میں جن کا ذکر آگے آئے گا زکوۃ واجب ہے اور یہی اموال زکوۃ کے اموال ہیں لیکن سوا ان کے دوسرے اموال تجارت میں جیسے جواہر زمرد یاقوت الماس موتی وغیرہ اسی طرح غلام لونڈی گھوڑے گدھے اسی طرح اور باقی تجارت کے مالوں میں

Marfat.com

جیسے ظروف' سلاح' پارچہ' زیورات وغیرہ کسی میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن ائمہ اربعہ اور اکثر علماء اس کے خلاف ہیں' وہ کہتے ہیں کہ تجارت کے اموال میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ ان اموال میں زکوٰۃ واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تجارت جاری تھی لیکن آپؐ نے سوائے ان اموال زکوٰۃ کے اور تجارت کے مالوں میں سے زکوٰۃ نہیں لی' اب یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے تھے زکوٰۃ نکالنے کا اس مال میں سے جس کو ہم تیار کریں بیچنے کے لئے' نکالا اس کو ابوداؤد اور دار قطنی اور بزاز نے اور ابن حجر نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی سند مجہول ہے اور دوسرے لوگوں نے اس کو حسن کہا اور حاکم اور دار قطنی نے عمران سے مرفوعاً نکالا ہے کہ اونٹوں میں ان کا صدقہ ہے اور بکریوں میں ان کا صدقہ ہے اور کپڑے میں اس کا صدقہ ہے' لیکن یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ حافظ نے فتح میں اس کے تمام طریقوں کو ضعیف کہا ہے البتہ ایک طریق کو کہا ہے کہ یہ برا نہیں ہے اور ایسی حدیثوں سے حجت قائم نہیں ہو سکتی' علاوہ اس کے ابن دقیق العید نے کہا کہ حاکم کی روایت میں اس حدیث میں 'بز' کے بدل (جس کے معنی کپڑے کے ہیں) بر ہے۔ یعنی گیہوں' دار قطنی نے کہا بز زائے معجمہ سے جن روایات میں آیا ہے وہ سب ضعیف ہیں اور زکوٰۃ ان مالوں میں نہ واجب ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ مسلمانوں پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اموال تجارت کی زکوٰۃ واجب ہونے پر' ہم کہتے ہیں کہ اجماع کہاں ہے' جب ظاہریہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور ظاہریہ اسلام کا ایک فرقہ ہے (روضہ) مترجم کہتا ہے احتیاط میرے نزدیک اسی میں ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ دی جائے جیسے جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا قول ہے اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو ابوداؤد نے نکالا اس باب میں کافی ہے اس کو بعض نے حسن کہا اور اللہ تعالیٰ کا قول خذ من اموالهم مطلق ہے اور خاص کئے گئے ہیں اس میں سے وہ مال جن میں صراحتاً حکم آ گیا ہے کہ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۱۷۹۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ۔

۱۷۹۴: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق (غلہ یا کھجور یا میوہ) سے کم میں صدقہ' زکوٰۃ) نہیں ہے۔

۷: بَابُ تَعْجِيْلِ الزَّكٰوةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا

باب: زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت سے پہلے دینا

۱۷۹۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ۔

۱۷۹۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی زکوٰۃ اس کا وقت آنے سے پہلے یعنی سال گزرنے سے پہلے دے دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔

تشریح ❁ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور دار قطنی اور بیہقی نے بھی نکالا ہے' بعض نے کہا وہ مرسل ہے اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو احتیاج ہوئی تو ہم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپؐ نے دو سال کی پیشتر زکوٰۃ لے لی' اس کے راوی ثقہ ہیں۔ مگر وہ منقطع ہے اور صحیح میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے میں تامل کیا کہ ان کی

Marfat.com

زکوٰۃ میرے ذمہ میں ہے اور اسی قدر مال اور بعض نے کہا اس وقت فرمایا کہ جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لے لی تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ اِخْرَاجِ الزَّكٰوةِ

باب: جب کوئی زکوٰۃ نکالے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا کیا کہے

۱۷۹۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَاهُ الرَّجُلُ بِصَدَقَةِ مَالِهٖ صَلّٰى عَلَيْهِ فَاَتَيْتُهٗ بِصَدَقَةِ مَالِيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔

۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا فرماتے تو میں اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے فرمایا: یا اللہ رحمت اتار اپنی ابواوفی کی اولاد پر۔

تشریح ❁ اس حدیث سے جواز نکلا سوائے پیمبر کے اور کسی پر درود بھیجنے کا مثلاً یوں کہے: اللھم صل علی علی المرتضی اولادہ' یا صلی علی امامنا الحسن بن علی رضی اللہ عنہما اور بعض نے کہا پیمبر کے ساتھ ملا کر اور پر بھی درود بھیجنا درست ہے لیکن علاوہ صرف اور کے نام پر درود بھیجنا درست نہیں ہے۔

۱۷۹۷: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْبَخْتَرِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَعْطَيْتُمُ الزَّكٰوةَ فَلَا تَنْسَوْا اَثْوَابَهَا اَنْ تَقُوْلُوا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَ لَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا۔

۱۷۹۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم زکوٰۃ دو تو اس کا ثواب مت کھوؤ یوں کہو: اے اللہ! اس کو غنیمت کر اور مت کر اس کو تاوان۔ (اس حدیث کی سند میں ولید بن مسلم دمشقی مدلس ہے اور بختری کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے)

تشریح ❁ یعنی جیسے غنیمت اور فائدہ پہنچنے سے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اسی طرح سے زکوٰۃ دل کی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے نہ رنج کے ساتھ جیسے کوئی تاوان دیتا ہے۔

۹: بَابُ صَدَقَةِ الْاِبِلِ

باب: اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان

۱۷۹۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَقْرَاَنِيْ سَالِمٌ كِتَابًا كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّدَقَاتِ قَبْلَ اَنْ يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ فَوَجَدْتُّ فِيْهِ فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْاِبِلِ شَاةٌ وَ فِيْ عَشْرٍ شَاتَانِ وَ فِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ وَ فِيْ عِشْرِيْنَ اَرْبَعُ شِيَاهٍ وَ فِيْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَ

۱۷۹۸: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتاب لکھی زکوٰۃ کے بیان میں اپنی وفات سے پہلے اور ابن شہابؒ نے کہا کہ سالم نے کتاب وہ مجھ کو پڑھائی۔ اس میں یہ تھا کہ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری ہے۔ دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں پندرہ اونٹوں میں تین بکریاں ہیں' بیس اونٹوں میں چار بکریاں ہیں' پچیس اونٹوں میں ایک برس کی اونٹنی ہے' پینتیس اونٹوں تک۔ اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ملے تو دو برس کا نر اونٹ دے۔ پھر جب پینتیس اونٹوں سے زیادہ ہوں اگرچہ ایک ہی

Marfat.com

ثَلَاثِيْنِ فَاِنْ لَمْ تُوْجَدْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنْ زَادَتْ عَلٰى خَمْسٍ وَ ثَلَاثِيْنَ وَاحِدَةً فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسَةً وَ اَرْبَعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ عَلٰى خَمْسٍ وَ اَرْبَعِيْنَ وَاحِدَةً فَفِيْهَا حِقَّةٌ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِنْ زَادَتْ عَلٰى سِتِّيْنَ وَاحِدَةً فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ عَلٰى خَمْسٍ وَ سَبْعِيْنَ وَاحِدَةً فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ عَلٰى تِسْعِيْنَ وَاحِدَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَ مِائَةٍ فَاِذَا كَثُرَتْ فَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ۔

اونٹ سہی تو ان میں دو برس کی اونٹنی ہے پینتالیس اونٹوں تک' پھر جب پینتالیس اونٹوں سے ایک اونٹ بڑھے تو ان میں تین برس کی اونٹنی ہے ساٹھ اونٹوں تک۔ پھر جب ساٹھ اونٹوں سے ایک اونٹ بھی بڑھے تو ان میں چار برس کی اونٹنی ہے پچھتر اونٹوں تک' پھر جب پچھتر اونٹوں سے ایک بھی بڑھے تو ان میں دو دو اونٹنیاں' دو دو برس کی لازم ہوں گی' نوے اونٹوں تک' اب نوے اونٹوں سے اگر ایک اونٹ بھی اگر زیادہ ہو تو ان میں دو اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی ایک سو بیس اونٹوں تک' جب اس سے زیادہ اونٹ ہوں تو پھر ہر پچاس اونٹ میں ایک اونٹنی ہے تین برس کی اور ہر چالیس اونٹ میں ایک اونٹنی ہے دو برس کی۔

۱۷۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيْلِ بْنِ خَوَيْلِدٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ ثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ ثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى ابْنِ عَمَارَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ وَ لَا فِيْ الْاَرْبَعِ شَيْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ تِسْعًا فَاِذَا بَلَغَتْ عَشْرًا فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَاِذَا بَلَغَتْ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ اَرْبَعًا وَّ عِشْرِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مُخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنْ زَادَتْ بَعِيْرًا ۔فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَ اَرْبَعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ بَعِيْرًا فَفِيْهَا حِقَّةٌ اِلٰ اَنْ تَبْلُغَ سِتِّيْنَ فَاِنْ زَادَتْ بَعِيْرًا فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَسَبْعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ بَعِيْرًا فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ تِسْعِيْنَ فَاِنْ زَادَتْ بَعِيْرًا ۔ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ اِلٰى اَنْ تَبْلُغَ عِشْرِيْنَ وَ

۱۷۹۹: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور چار اونٹوں میں کچھ نہیں ہے جب پانچ اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ کی ہے ایک سال کے بعد نو اونٹوں تک' جب دس ہو جائیں تو ان میں دو بکریاں ہیں چودہ اونٹوں تک' پھر جب پندرہ ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہیں انیس اونٹوں تک' جب بیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں چوبیس اونٹوں تک' پھر جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک اونٹنی ہے ایک سال کی پینتیس اونٹوں تک' اگر ایک سال کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو تو دو برس کا اونٹ نر دے۔ اب پینتیس اونٹوں سے اگر ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں دو برس کی ایک اونٹنی ہے پینتالیس اونٹوں تک۔ اگر ایک اونٹ بھی اس سے زیادہ ہو تو ان میں تین برس کی ایک اونٹنی ہے ساٹھ اونٹوں تک۔ اگر ساٹھ اونٹ سے ایک بھی زیادہ ہو تو ان میں ایک اونٹنی ہے چار برس کی پچھتر اونٹوں تک' پھر اگر پچھتر سے ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان میں دو اونٹنیاں ہیں دو دو برس کی نوے اونٹوں تک۔ نوے سے اگر ایک بھی زیادہ ہو تو ان میں دو دو اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی ایک سو بیس اونٹوں تک۔ پھر ہر پچاس اونٹوں میں ایک تین برس کی اونٹنی ہے اور ہر

Marfat.com

مِائَةً ثُمَّ فِیْ كُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّةٌ وَ فِیْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ۔

۱۰: بَابُ اِذَا اَخَذَ الْمُصَدِّقُ سِنًّا دُوْنَ سِنٍّ اَوْفَوْقَ سِنٍّ

۱۸۰۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالُوْا ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ ثُمَامَةَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّیْقَ كَتَبَ لَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ' هٰذِهٖ فَرِیْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مِنْ اَسْنَانِ الْاِبِلِ فِیْ فَرَائِضِ الْغَنَمِ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَیْسَ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَ عِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَ یُجْعَلُ مَكَانَهَا شَاتَیْنِ اِنِ اسْتَیْسَرَتَا اَوْ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا وَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَ لَیْسَتْ عِنْدَهٗ اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَ یُعْطِیْ مَعَهَا شَاتَیْنِ اَوْ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا وَ مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَ لَیْسَتْ عِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَ یُعْطِیْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَیْنِ وَ مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَ لَیْسَتْ عِنْدَهٗ وَ عِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ ' فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَ یُعْطِیْ مَعَهَا عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَیْنِ وَ مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ وَ لَیْسَتْ عِنْدَهٗ وَ عِنْدَهٗ ابْنَةُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَ یُعْطِیْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَیْنِ فَمَنْ لَمْ یَكُنْ عِنْدَهٗ ابْنَةُ مَخَاضٍ عَلٰی وَجْهِهَا وَ عِنْدَهٗ بْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنَّهٗ یُقْبَلُ مِنْهُ وَ لَیْسَ مَعَهٗ شَیْءٌ۔

چالیس اونٹوں میں دو برس کی اونٹنی ہے اس کی سند میں محمد بن عقیل ہے اس میں کچھ گفتگو ہے۔

باب: جب زکوٰۃ لینے والا زیادہ عمر کا جانور لے (یعنی اس عمر سے نیچا اونچا جتنا واجب ہے)

۱۸۰۰: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے ان کے لئے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ فرض زکوٰۃ کا بیان ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا مسلمانوں پر اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم کیا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس میں پہلے بیان ہے اونٹوں کی زکوٰۃ کا' جس طرح اوپر کی حدیثوں میں گزرا اس کے بعد یوں ہے) جب اونٹوں کے سنوں میں فرق ہو یعنی جو اونٹ صدقہ میں مقرر ہیں ان سے زائد یا کم سن کے اونٹ صاحب مال کے پاس ہوں مثلاً کسی کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں جذعہ یعنی چار برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہے۔ (مثلاً اکسٹھ سے پچھتر تک) اور اس کے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو لیکن حقہ ہے یعنی تین برس کی اونٹنی تو وہی لے لی جائے گی اور دو بکریاں اور لی جائیں گی' اگر اس کے پاس ہوں' ورنہ بیس درہم دو بکریوں کے عوض میں لئے جائیں گے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ واجب ہوتا ہے (یعنی چھیالیس سے ساٹھ تک) اور اس کے پاس حقہ نہ ہو ہو تو اس سے بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی لی جائے گی اور دو بکریاں اور دے یا بیس درہم اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں بنت لبون واجب ہوتی ہے (یعنی ۳۶ سے ۴۵ تک) اور بنت لبون اس کے پاس نہ ہو لیکن حقہ موجود ہو تو وہ لے لی جائے گی اور مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) اس کو بیس درہم پھیر دے گا یا دو بکریاں اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ واجب ہوتا ہے اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو لیکن بنت مخاض موجود ہو (یعنی ایک برس کی اونٹنی تو اس سے بنت مخاض لے لی جائے گی اور بیس درہم اس کو اور دینا ہوں گے یا دو بکریاں اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں

Marfat.com

جن میں بنت مخاض واجب ہوتی ہے (یعنی ۲۵ سے ۳۵ تک) اور بنت مخاض اس کے پاس نہ ہو' لیکن بنت لبون موجود ہو تو وہی اس سے لے لی جائے گی اور مصدق اس کو بیس درہم یا دو بکریاں پھیر دے گا اگر کسی کے پاس بنت مخاض نہ ہو لیکن دو برس کا نر اونٹ موجود ہو (یعنی ابن لبون) تو وہ اس سے لیا جائے گا اور اس کو کچھ اور نہ دینا ہوگا۔

تشریح ❁ مطلب یہ ہے کہ اگر پورے سن کی اونٹنی نہ ہو تو اس سے ایک سال زیادہ کا نر اونٹ اسی کے برابر سمجھا جائے گا نہ صرف مال والے کو کچھ دینا ہوگا نہ زکوٰۃ لینے والے کو کچھ پھیرنا پڑے گا یہ حدیث بہت صحیح ہے اس کو بخاری اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا' ابن حزم نے کہا یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا' تمام صحابہ کے سامنے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی اور ابن حبان نے بھی کہا یہ حدیث صحیح ہے' حجۃ البالغہ میں ہے کہ جانوروں کی زکوٰۃ کی حدیثیں مشہور ہیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرو بن حزمؓ وغیرہم سے۔

۱۱: بَابُ مَا يُؤْخَذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْإِبِلِ

باب: زکوٰۃ وصول کرنے والا کس قسم کا اونٹ لے

۱۸۰۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ اَبِيْ لَيْلَى الْكِنْدِيِّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَ قَرَاْتُ فِيْ عَهْدِهٖ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ عَظِيْمَةٍ مَلْمُلَمَةٍ فَاَبٰى اَنْ يَاْخُذَهَا فَاَتَاهُ بِاُخْرٰى دُوْنَهَا فَاَخَذَهَا وَ قَالَ اَيُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِيْ وَ اَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِيْ اِذَا اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ اَخَذْتُ خِيَارَ اِبِلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔

۱۸۰۱: حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے قانون کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ متفرق مال جمع نہ کیا جائے اور جمع کیا ہوا مال متفرق نہ کیا جائے۔ زکوٰۃ کے ڈر سے' خیر مصدق کے پاس ایک شخص ایک بڑی اونٹنی دوڑنے والی لے کر آیا مصدق نے انکار کیا اس کے لینے سے زکوٰۃ میں آخر وہ دوسری اونٹنی اس سے کم درجہ کی لایا اس کو مصدق نے لے لیا اور کہا کون سی زمین مجھ کو اٹھا دے گی اور کون سا آسمان میرے اوپر سایہ کرے گا جب میں آپ ﷺ کے پاس جاؤں گا کسی مسلمان کا بہتر مال لے کر۔

تشریح ❁ مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس بکریاں تھیں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری واجب تھی' جب مصدق آیا تو اگر وہ تینوں مل کر اپنا مال ایک جگہ کر دیں تو کل ایک سو بیس بکریاں ہو جائیں گی اور ان میں ایک ہی بکری واجب ہوگی' یہ اوّل کی مثال ہے اور دوسرے کی مثال یہ ہے کہ مثلاً دو کا مال ایک ہی جگہ تھا اور ان کے پاس دو سو بکریاں تھیں جن میں تین بکریاں زکوٰۃ کی واجب ہیں جب مصدق آئے تو وہ اکٹھے مال کو الگ الگ کر دیں اور ہر ایک اپنے پاس ایک سو ایک بکری رکھیں تاکہ ہر ایک کو ایک ایک ہی بکری دینا پڑے یہ صاحب مال کی طرف سے ہے اسی طرح مصدق کو بھی لازم نہیں ہے کہ زکوٰۃ زیادہ وصول کرنے کے لئے ایسا کرے۔ مثلاً بیس بکریاں ایک تھیں اور بیس ایک کی اور کسی پر زکوٰۃ نہ تھی' مصدق دونوں مالوں کو ایک جا کر کے ایک بکری زکوٰۃ کی لازم کرے یا ایک سو بیس بکریاں تین آدمیوں کی ایک ہی جگہ تھیں اور ایک ہی بکری ان میں واجب تھی' لیکن مصدق زیادہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے تینوں آدمیوں کو چالیس چالیس بکریاں الگ الگ کر دے اور ہر ایک سے ایک ایک بکری وصول کرے۔

سبحان اللہ صحابہ کی ایمانداری اور خدا ترسی کو دیکھئے کہ ایک شخص نے خوشی سے اپنا عمدہ مال زکوٰۃ میں دیا تب بھی انہوں نے قبول نہیں کیا' دو وجہ سے ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا عمدہ مال زکوٰۃ میں لینے سے' دوسرے اس وجہ سے کہ شاید دینے والے کے دل کو ناگوار ہو' گو وہ ظاہر میں خوشی سے دیتا ہے ایسی ذرا سی حق تلفی اور ناراض کو بھی اتنا بڑا گناہ

Marfat.com

کہ یوں کہاز مین مجھے کیسے اٹھائے گی اور آسمان میرے اوپر گر پڑے گا اگر میں ایسا کام کروں' جب اسلام میں ایسے ایماندار خداترس لوگ اللہ جل جلالہ نے پیدا کئے تھے تو اسلام کو اس قدر جلد ایسی ترقی ہوئی اور اب ہمارے زمانے میں یہ حال ہے کہ جتنی حکومتیں مسلمانوں کی ہیں' جیسے روم' ایران' عرب' حیدرآباد' افغانستان وہی زیادہ بدنام ہیں رشوت ستانی اور ظلم وتعدی اس قدر مسلمانوں کے خمیر میں ہوگئی ہے کہ فی صدی ایک شخص بھی ان میں ایماندار اور خداترس نہیں ملتا ہے۔

میں ۱۳۱۰ء سے حیدرآباد دکن کی انتظامی جماعت کا ایک رکن ہوں اور میں جس قدر عمال اور ملازمین ریاست حیدرآباد کے دیکھتا ہوں جو اکثر مسلمان ہیں ان میں شاذ و نادر ہی ایسے لوگ پاتا ہوں جن کی عوام رعایا تعریف کرتی ہے اور ان کی ایمانداری اور دیانت کو مسلم رکھتی ہے' اللہ رحم کرے اور مسلمانوں کو نیک توفیق دے' خودغرضی اور لالچ اور اسی کے ساتھ بددیانتی اور رشوت ستانی اور خیانت اور دغابازی اور نمک حرامی کا بازار ان میں خوب گرم ہے' ذرا سی حکومت ملتی ہے تو مغرور اور متکبر ہو جاتے ہیں اور رعایا کو لوٹ کھسوٹ کر اپنا گھر بھرتے ہیں رحم اور شفقت کے نام سے واقف نہیں' معدلت ان سے کوسوں دور ہے' لاحول ولاقوۃ۔

۱۸۰۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِعُ الْمُصَدِّقُ اِلَّا عَنْ رِضًا۔

۱۸۰۲: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصدق (زکوۃ وصول کرنے والا) نہ لوٹے مگر لوگوں کی رضامندی کے ساتھ (یعنی مال والوں پر ظلم نہ کرے اور ان کا عمدہ مال نہ چنے بلکہ ان کی خوشی اور رضامندی کے ساتھ وصول کرے۔

۱۲:بَابُ صَدَقَةِ الْبَقَرِ

باب: گائے بیلوں کی زکوۃ کا بیان

۱۸۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نُمَيْرٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ وَاَمَرَنِيْ اَنْ آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً۔

۱۸۰۳: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ میں ہر چالیس گائے بیلوں میں سے دو برس کا جانور لوں اور ہر تیس گائے بیلوں میں سے ایک برس کا۔

۱۸۰۴: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ خَصِيْفٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ ثَلَاثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ وَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ۔

۱۸۰۴: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر تیس گائے میں سے ایک گائے یا ایک برس کا بیل ہے۔ جو دوسرے برس میں لگا ہو اور ہر چالیس گائے بیلوں میں دو برس کی گائے یا دو برس کا بیل ہے جو تیسرے میں لگا ہو۔

۱۳:بَابُ صَدَقَةِ الْغَنَمِ

باب: بکریوں کی زکوۃ کے بیان میں

۱۸۰۵: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ ثَنَا بْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَقْرَاَنِيْ سَالِمٌ كِتَابًا كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

۱۸۰۵: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک کتاب لکھی صدقات کے بیان میں اپنی وفات سے پہلے۔ ابن شہاب نے کہا سالم نے وہ کتاب مجھ کو پڑھائی اس میں یہ تھا کہ ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے ایک سو بیس بکریوں

Marfat.com

الصَّدَقَاتِ قَبْلَ اَنْ يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ فَوَجَدْتُ فِيْهِ فِيْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً ' شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَ مِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا شَاتَانِ' اِلٰى مِائَتَيْنِ ' فَاِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَاِذَا كَثُرَتْ فِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَوَ جَدْتُّ فِيْهِ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَ وَجَدْتُ فِيْهِ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَ لَا هَرِمَةٌ وَ لَا ذَاتُ عَوَارٍ۔

تک۔ جب ایک سو بیس سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو دو بکریاں ہیں دو سو بکریوں تک۔ اگر دو سو سے ایک بھی بکری زیادہ ہو تو ان میں تین بکریاں ہیں تین سو تک۔ جب تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سینکڑے میں ایک بکری ہے اور اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ متفرق مال اکٹھا نہ کیا جائے اور اکٹھا مال متفرق نہ کیا جائے (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ میں سانڈھ نر بکرا نہ کیا جائے گا (اگر نر اور مادہ بکری اور بکریاں دونوں ہوں اور نہ بوڑھا جانور اور نہ عیب دار لیا جائے گا)

۱۸۰۶: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا بْنُ الْمُبَارِكِ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ۔

۱۸۰۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے جانوروں کی زکوٰۃ ان کے پانی پلانے کے مقاموں میں لی جائے گی۔ (اس حدیث کی سند میں اسامہ بن زید بن اسلم راوی متفقہ طور پر ضعیف ہے)

تشریح ۞ ہر ایک اپنے جانوروں کو اپنی بستی میں پانی پلاتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا ان کی بستیوں میں جا کر زکوٰۃ وصول کرے گا' یہ نہ ہوگا کہ وہ اپنی بستیوں کے باہر زکوٰۃ دینے کے لئے بلائے جائیں' یہ بھی ایک شفقت ہے رعایا پر۔

۱۸۰۷: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً ' شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَ مِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَاِنْ زَادَتْ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَ كُلُّ خَلِيْطَيْنِ يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ وَ لَيْسَ لِلْمُصَدِّقِ هَرِمَةٌ وَلَاذَاتُ عَوَارٍ وَ لَا تَيْسٌ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ۔

۱۸۰۷: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ہے ایک سو بیس بکریوں تک' اگر ایک بھی اس سے زیادہ ہو تو دو بکریاں ہیں دو سو تک اگر دو سو سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو ان میں تین بکریاں ہیں تین سو تک اگر تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سینکڑے میں ایک بکری ہے اور اکٹھا مال جدا نہ کیا جائے اور جدا اکٹھا نہ کیا جائے زکوٰۃ کے ڈر سے اور اگر مال میں دو شخص شریک ہوں تو دونوں اپنے حصہ کے موافق ایک دوسرے سے مجرا لیں اور زکوٰۃ وصول کرنے والا بوڑھا جانور نہ دیا جائے نہ عیب دار' نہ نر جانور مگر جب وہ خود لینا چاہے۔

تشریح ۞ مثلاً ایک کے ۳۶ اونٹ تھے ایک کے ۲۵ جملہ ۶۱ اونٹ' ان میں سے ایک جذعہ (چار برس کی اونٹنی لی گئی تو اس کے دام لگا کر ہر ایک شریک اپنے حصہ کے موافق رقم مجرا دے' مثلاً وہ جذعہ ۳۶ اونٹ والے کے حصہ سے لی گئی اور اس کی قیمت ۶۱ روپیہ تھی تو وہ اپنے شریک سے ۲۵ روپے وصول کر لے اور اگر ۲۵ اونٹ والے کے حصہ میں سے لی گئی تو وہ اپنے شریک سے ۳۶ روپے لے لے' واللہ اعلم۔

یعنی جب مصدق کسی عیب دار یا بوڑھے نر جانور کو لینا چاہے کسی مصلحت سے تو صاحب مال پر کوئی ا نہیں وہ

Marfat.com

دے دے اور بغیر مصدق کی خواہش کے اس قسم کے جانور زکوٰۃ میں دینا منع ہے مصلحت یہ ہے کہ مثلاً عیب دار جانور قوی اور موٹا ہو دودھ کی زیادہ توقع ہو یا صدقہ کے جانور سب مادہ ہوں' ان میں نر کی ضرورت ہو تو نر قبول کرے یا بوڑھا جانور ہو لیکن اس کی ذات عمدہ ہو نسل لینے کے لئے اس کو قبول کرے' واللہ اعلم۔

۱۴:بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عُمَّالِ الصَّدَقَةِ

باب: زکوٰۃ کی وصولی کرنے والوں کا بیان

۱۸۰۸: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُعْتَدِيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا۔

۱۸۰۸: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ وصول کرنے میں جو کوئی زیادتی کرے (یعنی عمدہ مال لے یا زیادہ لے) تو اس پر اتنا ہی گناہ ہے جیسے زکوٰۃ دینے والے پر (اس لئے کہ زکوٰۃ کا تحصیلدار لوگوں پر ظلم کرے گا تو خواہ مخواہ وہ زکوٰۃ سے بھاگیں گے اور زکوٰۃ نہ دیں گے' پس یہ گناہ اسی کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا)۔

۱۸۰۹: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ وَ يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ۔

۱۸۰۹: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (ارشاد) سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی زکوٰۃ وصول کرنے میں سچائی سے کام لے اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' یہاں تک کہ لوٹ کر اپنے گھر میں آئے۔

تشریح ۞ سچائی سے کام لے یعنی شرع کے موافق رحم' شفقت اور رضامندی کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرے۔

۱۸۱۰: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُ بْنُ الْحَارِثِ' اَنَّ مُوْسَى بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَبَابِ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ' يَوْمًا' الصَّدَقَةَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَذْكُرُ غُلُوْلَ الصَّدَقَةِ اَنَّهٗ مَنْ غَلَّ مِنْهَا بَعِيْرًا' اَوْ شَاةً اُتِيَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُنَيْسٍ بَلٰى۔

۱۸۱۰: حضرت عبداللہ بن انیسؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ دونوں نے صدقہ کا ذکر کیا (یعنی زکوٰۃ کا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ ﷺ زکوٰۃ کی چوری کا بھی ذکر کرتے تھے' فرماتے تھے جس نے زکوٰۃ کے مال میں سے ایک اونٹ چرایا یا ایک بکری چرائی تو وہ آئے گا قیامت کے دن اس کو اٹھائے ہوئے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے۔ اس کی سند میں موسیٰ بن جبیر کے متعلق کچھ کلام ہے۔

تشریح ۞ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کر کے تمہارے پاس لانا ضرور نہ تھا' بلکہ زکوٰۃ جن لوگوں سے لی جائے' انہی کے فقیروں کو بانٹ دینا بہتر ہے' البتہ اگر دوسرے لوگ ان سے زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا چاہئے' بس میں نے سنت کے موافق جن لوگوں سے زکوٰۃ لینا چاہی تھی' ان سے لی اور وہیں فقیروں اور محتاجوں کو بانٹ دی ہے تمہارے پاس کیا لاتا کیا تم نے مجھ کو مال کے لانے پر مقرر کیا تھا' سبحان اللہ صحابہ کا یہ حال تھا اب جملہ زکوٰۃ حاکم اور بادشاہ وقت کے خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور وہ مستحقوں کو ایک پیسہ بھی

Marfat.com

نہیں دیتا اپنے مزوں اور ناجائز لذتوں میں زکوٰۃ صرف کرتا ہے۔

۱۸۱۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ حَدَّثَنِيْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلٰى عِمْرَانَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اُسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قِيْلَ لَهٗ اَيْنَ الْمَالُ قَالَ وَ لِلْمَالِ اَرْسَلْتَنِيْ اَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَا خُذُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهٗ۔

۱۸۱۱: عطاء مولیٰ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ عامل بنائے گئے زکوٰۃ کے وصول کرنے پر جب لوٹ کر آئے تو ان سے پوچھا گیا مال کہاں ہے؟ (یعنی مالِ زکوٰۃ) انہوں نے کہا تم نے مجھے مال لانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہم نے تو زکوٰۃ ان لوگوں سے لی جن سے لیا کرتے تھے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور پھر اس کو خرچ کر ڈالا ان مقاموں میں جہاں خرچ کیا کرتے تھے۔

تشریح ❁ یہ دلیل ہے ان لوگوں کو جو بردوں یعنی غلام لونڈی اور گھوڑوں میں زکوٰۃ کو واجب نہیں کہتے اور بعض نے کہا گھوڑے سے اس حدیث میں غازی کا گھوڑا مراد ہے جیسے زید بن ثابت سے منقول ہے اور بعض نے کہا اگر گھوڑے جنگل میں چرتے ہوں اور ان میں نر اور مادہ دونوں ہوں تو ان کے مالک کو اختیار ہے خواہ ہر گھوڑے کے بدل ایک دینار زکوٰۃ کا دے یا جملہ گھوڑوں کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ دے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے لیکن صاحبین اور جمہور علماء اور ائمہ اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ گھوڑوں اور غلام اور لونڈی میں مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔

۱۵: بَابُ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ

باب: گھوڑوں اور غلام لونڈیوں کی زکوٰۃ کا بیان

۱۸۱۲: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَ لَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ۔

۱۸۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام میں اور اس کے گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے۔

۱۸۱۳: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ تَجَوَّزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ۔

۱۸۱۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معاف کر دیا تم سے گھوڑوں اور غلام لونڈیوں کا صدقہ۔

۱۶: بَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مِنَ الْاَمْوَالِ

باب: کن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

۱۸۱۴: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ الْمِصْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ وَ قَالَ لَهٗ خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ وَالْبَعِيْرَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ۔

۱۸۱۴: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: غلہ میں سے غلہ لے (یعنی زکوٰۃ کا) اور بکریوں میں سے بکری لے اور اونٹوں میں سے اونٹ لے اور گائے بیلوں میں سے گائے لے۔

۱۸۱۵: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ

۱۸۱۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی [illegible] سے روایت

Marfat.com

عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اِنَّمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فِيْ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرَ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالذُّرَةِ۔

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ چیزوں میں زکوٰۃ مقرر کی' گیہوں اور جَو اور کھجور اور انگور اور جوار میں۔

تشریح ۞ حاکم نے اور بیہقی نے اور طبرانی نے نکالا ہے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے کو تو فرمایا صدقہ مت لینا مگر ان چار چیزوں سے جو اور گیہوں اور انگور اور کھجور سے' بیہقی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہ متصل ہے اور طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار چیزوں میں زکوٰۃ مقرر کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پانچ چیزیں مذکور ہیں لیکن اس کی سند میں محمد بن عبیداللہ خزرجی ہے جو متروک ہے اور بیہقی نے مجاہد سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ ان پانچ چیزوں ہی میں تھا اور حسن سے نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ مقرر نہیں کیا' مگر دس چیزوں میں تو پانچ یہی بیان کیں اور اونٹ اور گائے اور بکری اور سونا اور چاندی اور شعبی سے نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کو لکھا کہ صدقہ نہیں ہے مگر گیہوں اور جو اور کھجور اور انگور ہیں۔ بیہقی نے کہا یہ سب مرسل روایتیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سبزیوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اب اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ زکوٰۃ غلوں میں انہی پانچ چیزوں میں ہے یعنی گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور میں اور ان کے سوا کسی غلہ اور پیداوار اور ترکاری اور پھل میں اور میوہ جات میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ان پانچ چیزوں میں بھی اس وقت زکوٰۃ ہے جب پانچ وسق یا زیادہ مقدار میں ہوں (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ زمین کی ہر ایک پیداوار میں زکوٰۃ ہے مگر سرکنڈا اور جلانے کی لکڑی اور گھاس میں خواہ قلیل ہو یا کثیر اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے جو آگے آتی ہے۔

۱۷: بَابُ صَدَقَةِ الزُّرُوْعِ وَالثِّمَارِ

باب: کھیتوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان

۱۸۱۶: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى اَبُوْ مُوْسٰى الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَاصِمٍ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ الْعُشْرُ وَ فِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

۱۸۱۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غلہ آسمانوں یا چشموں کے پانی سے پیدا ہوا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو غلہ پانی سینچنے سے پیدا ہو (یعنی باؤلی سے اس میں پانی دیا جائے) تو اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

تشریح ۞ سبحان اللہ شریعت میں کیا کیا آسانی اور سہولت ہے اور رعایا پر کیسا رحم اور شفقت ہے ایسا قلیل حصہ زکوٰۃ کا مقرر کیا ہے کہ کسی رعیت کو جس کا دینا بار نہ ہو بلکہ مثل اسکی ہے کہ (گویا کل پیداوار رعیت کو چھوڑ دی گئی ہے ایسا برتاؤ کیا جائے تو ساری رعیت غنی اور مالدار ہے اور حاکم کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے بلکہ ایسے حاکم کی فوج اور سپاہ رعیت ہی ہے اور وہ اس پر جان دینے کو تیار ہوگی' اب ہمارے زمانے میں دیکھو کہ رعیت سے آدھا حصہ پیداوار کا لے لیتے ہیں' پھر اس آدھے پر بھی قناعت نہیں ہے

Marfat.com

پولیس اور تعلیم اور سڑک اور صفائی وغیرہ کے نام سے وہ آدھا بھی بے چارے کاشتکار کیلئے نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ روپیہ میں سے ۱۲ آنے سرکار کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اب چار آنے میں رعیت کیا گزر کرے اور طرہ اس پر یہ کہ سرکار کے حکام رشوتیں کھاتے ہیں رعایا سے دودھ، دہی، گھی، مرغی وغیرہ جبراً چھین لیتے ہیں غرض یہ چار آنے بھی اس کو نہیں بچتے ۱۲ آنے سرکار لے لئے اور چار آنے اس کے عہد داروں نے لوٹ لئے، معاذ اللہ اس ظلم کی بھی کچھ انتہا ہے ساری رعیت حاکم کو کوستی ہے اور احکم الحاکمین کی درگاہ تک ان کا نالہ اور فریاد بلند ہوتی ہے، یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کے کل ملک ایک ایک کر کے ان کے قبضہ سے نکلتے جاتے ہیں اور بموجب آیت زبور شریف کے ان کو ملتے ہیں جو ان کا اچھا انتظام کرتے ہیں مسلمانوں کے ملکوں میں کاشتکاروں کو دیکھو تو ان کی حالت پر رحم آتا ہے نہ تن کو کپڑا نہ پیٹ کو روٹی، کس محنت سے اپنا پسینہ بہا کر یہ ایک ایک پیسہ کماتے ہیں اور مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اس کو مال مفت سمجھ کر اپنے مزوں اور فضول خرچیوں میں اڑاتے ہیں شرع کا انتظام کیسا عمدہ ہے جس سے دین اور دنیا دونوں درست ہوتے ہیں، اب اہل حدیث کے مذہب میں تو آسانی پر آسانی ہے کہ یہ دسواں اور بیسواں حصہ بھی صرف پانچ چیزوں سے لیا جائے گا جن کا ذکر اوپر گزر چکا، باقی تمام غلے اور میوے اور پھل پھول ترکاری وغیرہ رعایا کو بالکل معاف ہیں اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ پانچ چیزیں بھی پانچ وسق سے کم نہ ہوں، ورنہ ان میں بھی زکوٰۃ معاف ہوگی جیسے اوپر گزرا، لیکن امام ابوحنیفہ اس حدیث سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ جملہ پیداوار میں دسواں حصہ اور بیسواں حصہ ہے، کیونکہ ما سقت السماء کا لفظ عام ہے ابن قیم نے ابوحنیفہؒ پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ احادیث میں تطبیق کرنا ضروری ہے اور جب غور سے دیکھو تو معارضہ نہیں ہے۔ اس حدیث میں مقصود یہ ہے کہ آسمانی اور بارانی زراعت میں دسواں حصہ ہے اور چاہی زراعت میں بیسواں حصہ ہے، لیکن اس میں اموال زکوٰۃ اور مقدار نصاب کی تصریح نہیں ہے، یہ تصریح دوسری احادیث میں وارد ہے کہ زکوٰۃ نہیں ہے مگر پانچ چیزوں میں اور پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے تو یہ عام اسی خاص پر محمول ہوگا۔

۱۸۱۷: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْمِصْرِيُّ اَبُوْ جَعْفَرٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ ' اَوْ كَانَ بَعْلًا' الْعُشْرُ ' وَ فِيْمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِيْ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

۱۸۱۷: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ فرماتے تھے جو زراعت آسمان کے پانی سے اور نہروں کے پانی سے اور چشموں کے پانی سے ہو اس میں دسواں حصہ ہے زکوٰۃ کا۔ اسی طرح جو کھجور زمین کی تری سے پیدا ہو (اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو اس وجہ سے کہ وہ زمین نشیبی نہ ہو پانی نزدیک ہو جو درختوں کی جڑوں کو پہنچ جائے اس میں بھی دسواں حصہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں محنت اور خرچ کم ہے اور نفع زیادہ ہے۔ پس زکوٰۃ بھی زیادہ رکھی گئی) اور جو زراعت مویشیوں سے ہو اس میں بیسواں حصہ ہے (اسی طرح جو باغ یا کھجور یا انگور کا مویشیوں سے لگایا جائے اس میں بھی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔

۱۸۱۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ وَاَمَرَنِيْ اَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ وَ مَا سُقِيَ بَعْلًا' الْعُشْرَ وَ مَا سُقِيَ بِالدَّوَالِيْ ' نِصْفَ الْعُشْرِ۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ آدَمَ الْبَعْلُ وَالْعَثَرِيُّ وَالْعَذْيُ

۱۸۱۸: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا اور حکم کیا ان زراعتوں میں سے جو آسمان کے پانی سے ہوں اور جو زمین کی تری سے ہوں۔ دسواں حصہ لینے کا اور جو چرخ کے پانی سے ہوں (مثلاً پانی قیمتاً لیا جائے یا ٹیوب ویل کے ذریعہ تیل جلا کر حاصل کیا جائے یا بجلی کی قیمت دے کر موٹر لگوائی جائے یا مویشیوں کے ذریعہ آبپاشی کی جائے) ان میں سے بیسواں حصہ

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ یُسْقٰی بِمَاءِ السَّمَاءِ وَالْعَثَرِیُّ مَایُزْرَعُ بِالسَّحَابِ وَالْمَطَرِ خَاصَّةً لَیْسَ یُصِیْبُهٗ اِلَّا مَاءُ الْمَطَرِ وَالْبَعْلُ مَا کَانَ مِنَ الْکُرُوْمِ قَدْ ذَهَبَتْ عُرُوْقُهٗ فِی الْاَرْضِ اِلَی الْمَاءِ فَلَا یَحْتَاجُ اِلَی السَّقْیِ الْخَمْسَ سِنِیْنَ وَالسِّتَّ یَحْتَمِلُ تَرْکَ السَّقْیِ فَهٰذَا الْبَعْلُ وَالسَّیْلُ مَاءُ الْوَادِیْ اِذَا سَالَ وَالْغَیْلُ سَیْلٌ دُوْنَ سَیْلٍ۔

لینے کا۔ یحییٰ بن آدم نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) حدیث میں بعل کا لفظ ہے اور بعل اور عثری اور غدی و وزراعت جو آسمان کے پانی سے پیدا ہو اور عثری تو اس زراعت کو کہتے ہیں جو آسمان کے پانی کھیتے بوئی جائے اس کے سوا مینہ کے دوسرا پانی نہیں پہنچتا اور بعل انگور میں یہ ہے کہ اس کی رگیں زمین کے اندر چلی گئی ہو پانی تک تو اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ رہی ہو اگر پانچ چھ سال تک اس میں پانی نہ دیں تو ضرور نہ ہو اسے انگور کو بعل کہتے ہیں اور سیل کہتے ہیں بہتے اور ندی کے پانی کو اور غیل کہتے ہیں چھوٹے سیل کو۔

تشریح ۞ سیل اور غیل کو اسی لئے بیان کیا کہ بعض روایتوں میں بعل کے بدل سیل ہے بعض میں غیل اور مطلب یہ ہے کہ جو زراعت سیل کے پانی سے پیدا ہو اس میں بھی دسواں حصہ لازم ہوگا کیونکہ وہ بارانی زراعت کی مثل ہے۔

۱۸:بَابُ خَرْصِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ

باب: کھجور اور انگور کا تخمینہ کر لینا

۱۸۱۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ وَالزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ قَالَا ثَنَا ابْنُ نَافِعٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَّارُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ اَسِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَبْعَثُ عَلَی النَّاسِ مَنْ یَخْرُصُ عَلَیْهِمْ کُرُوْمَهُمْ وَ ثِمَارَهُمْ۔

۱۸۱۹: حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس ایک شخص کو بھیجتے جو اُن کے انگور اور پھلوں کا اندازہ کرتا۔

تشریح ۞ اس کو عربی میں خرص کہتے ہیں یعنی درختوں پر میوں کا اندازہ کر لیتے ہیں کہ اتنا میوہ ان میں سے نکلے گا اور رعایا کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ میوہ توڑ لیں' پھر اندازہ کے موافق ان سے دسواں یا بیسواں حصہ لے لیا جاتا ہے۔

۱۸۲۰: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّیُّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ اَیُّوْبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ اشْتَرَطَ عَلَیْهِمْ اَنَّ لَهُ الْاَرْضَ وَ کُلَّ صَفْرَاءَ وَبَیْضَاءَ یَعْنِی الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ قَالَ لَهُ اَهْلُ خَیْبَرَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِالْاَرْضِ فَاَعْطَنَاهَا عَلٰی اَنْ نَعْمَلَهَا وَ یَکُوْنَ لَنَا نِصْفُ الثَّمَرَةِ وَ لَکُمْ نِصْفُهَا فَزَعَمَ اَنَّهٗ اَعْطَاهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ فَلَمَّا کَانَ حِیْنَ یُصْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ اِلَیْهِمْ ابْنَ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ النَّخْلَ وَ هُوَ الَّذِیْ یَدْعُوْنَهٗ اَهْلَ

۱۸۲۰: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو فتح کیا تو یہودیوں سے یہ ٹھہرا کہ زمین سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور سونا چاندی (اس شرط پر ان کی جان بخشی ہوئی اور خیبر میں رہنے کی اجازت ملی) پھر خیبر والوں نے کہا' ہم زمین میں میوہ لگانا اور زراعت کرنا خوب جانتے ہیں تو آپ ﷺ زمین ہمارے قبضہ میں دیجئے ہم اس میں محنت کریں اور جو پھل پیدا ہو اس کا آدھا آپ ﷺ لیجئے آدھا ہم لیں۔ راوی نے کہا کہ اسی شرط پر آپ نے خیبر کی زمین ان کے (یعنی یہودیوں کے) سپرد کر دی۔ جب کھجور کاٹنے کا وقت آیا تو ابن رواحہ کو آپ ﷺ نے ان کے پاس بھیجا انہوں

Marfat.com

الْمَدِيْنَةِ الْخَرْصَ فَقَالَ فِيْ ذَا كَذَا وَ كَذَا فَقَالُوا اَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ فَقَالَ فَاَنَا اَخْرُزُ النَّخْلَ وَاُعْطِيْكُمْ نِصْفَ الَّذِيْ قُلْتُ قَالَ فَقَالُوْ هٰذَ الْحَقُّ وَبِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ فَقَالُوْ ا قَدْ رَضِيْنَا اَنْ نَاْخُذَ بِالَّذِيْ قُلْتَ۔

نے کھجور کا اندازہ کیا یعنی خرص اہل مدینہ کی اصطلاح میں اور انہوں نے کہا اس درخت میں اتنی کھجور ہے اس میں اتنی ہے۔ یہودی یہ سن کر بولے اے ابن رواحہ تم نے بہت بڑھا کر کہا۔ ابن رواحہ نے کہا اچھا میں کھجور کاٹ لیتا ہوں اور جو اندازہ میں نے کیا ہے اس کا آدھا میوہ تم کو دوں گا۔ یہودی کہنے لگے نہیں تمہارا کہنا سچ ہے اور سچ ہی کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں آخر یہودیوں نے کہا ہم راضی ہیں تمہارے اندازے پر۔

تشریح ❁ دوسری روایت میں ہے کہ یہود نے عبداللہ بن رواحہ کو رشوت دینا اور ملانا چاہا کہ اندازہ کسی کے ساتھ کر دیں' لیکن انہوں نے نہیں مانا اور ٹھیک ٹھیک انداز کیا اس وقت یہود نے کہا ایسے ہی لوگوں سے آسمان اور زمین قائم ہے سبحان اللہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ افلاس اور مصیبت کی حالت میں بھی سچائی اور ایمانداری کو نہیں چھوڑتے تھے جب ہی تو اسلام کو یہ ترقی حاصل ہوئی' اور ایک زمانہ اب ہے کہ مسلمانوں کو ہزاروں لاکھوں کی معاش ہوتی ہے لیکن رشوت و خیانت میں یکتائے روزگار کہلائے جاتے ہیں ترکی اور روس کی جنگ میں اور انگلش اور بادشاہ میسور کی جنگ میں اور بہت سی جنگوں میں مسلمان امیروں اور نوابوں اور جرنیلوں نے رشوت کھا کر اپنے ملک اور ملک کو تباہ کرایا' زوف ہے ایسی مسلمانی پر اور ایسے مسلمانوں پر ان سے تو کافر اچھے کہ اپنے ملک اور سلطنت کے خیر خواہ ہیں' لاحول ولاقوۃ۔

۱۹: بَابُ النَّهْيِ اَنْ يُخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ شَرَّ مَالِهٖ

باب: صدقہ میں برا مال نکالنے کی ممانعت

۱۸۲۱: حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ اَبِيْ عَرِيْبٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا شُجْعِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ اَقْنَاءً اَوْقِنْوًا وَ بِيَدِهٖ عَصًا فَجَعَلَ يَطْعَنُ يُدَقْدِقُ فِيْ ذٰلِكَ الْقِنْوِ و يَقُوْلُ لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِاَطْيَبَ مِنْهَا اِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَاْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۸۲۱: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ایک شخص نے ایک خوشہ یا کئی خوشے کھجور کے لٹکا دیئے تھے (مسجد میں فقراء کے کھانے کے لئے صدقہ کے طور پر) آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ اس کو ٹھوکہ دیتے تھے اس خوشہ میں اور آواز نکالتے تھے' اس میں سے (یعنی کھٹ کھٹ مارتے تھے چھڑی سے اس خوشہ کو) اور فرماتے تھے اگر یہ صدقہ دینے والا چاہتا تو اس سے عمدہ مال صدقہ دیتے' بے شک اس صدقہ کا مالک قیامت کے دن خراب ہی کھجور کھائے گا۔

تشریح ❁ جیسا دیا ویسا پائے گا' اللہ جل جلالہ بے پرواہ ہے اس کے نام پر تو بہت عمدہ مال دینا چاہئے وہ نیت کو دیکھتا ہے۔

۱۸۲۲: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِيْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ: ﴿وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة

۱۸۲۲: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ..... انصار کے لوگوں میں اتری۔ ان کے باغ تھے کھجوروں کے' جب کھجور کی کٹائی کا وقت آتا تو وہ اپنے باغوں میں چند خوشے کھجور کے نکالتے (صدقہ کے طور پر) اور مسجد نبوی میں ایک رسی بندھی

Marfat.com

۲۶۷] قَالَ نَزَلَتْ فِی الْاَنْصَارُ كَانَتِ الْاَنْصَارُ تُخْرِجُ اِذَا كَانَ جِدَادُ النَّخْلِ مِنْ حِيْطَانِهَا اَقْنَاءَ الْبُسْرِ فَيُعَلِّقُوْنَهٗ عَلٰى حَبْلٍ بَيْنَ اُسْطُوَانَتَيْنِ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَاْكُلُ مِنْهُ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ فَيَعْمِدُ اَحَدُهُمْ فَيُدْخِلُ قِنْوًا فِيْهِ الْحَشَفُ يَظُنُّ اَنَّهٗ جَائِزٌ فِیْ كَثْرَةِ مَا يُوْضَعُ مِنَ الْاَقْنَاءِ فَنَزَلَ فِيْمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ: ﴿وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ يَقُوْلُ لَا تَعْمِدُوْا لِلْحَشَفِ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ: ﴿وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ﴾ يَقُوْلُ لَوْ اُهْدِیَ لَكُمْ مَا قَبِلْتُمُوْهُ اِلَّا عَلٰى اسْتِحْيَاءٍ مِنْ صَاحِبِهٖ غَيْظًا اَنَّهٗ بَعَثَ اِلَيْكُمْ مَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ فِيْهِ حَاجَةٌ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْ صَدَقَاتِكُمْ۔

تھی' دو ستونوں کے درمیان اس پر لٹکا دیتے۔ پھر مہاجرین میں سے جو فقیر ہوتے وہ اس میں سے کھاتے تو انصار میں سے کوئی کیا کرتا کہ ان خوشوں میں ایک خوشہ خراب کھجور کا شریک کر دیتا اور یہ سمجھتا کہ یہ جائز ہے' اتنے بہت خوشوں میں ایک خوشہ ایسا رکھ دیتا تو جس نے ایسا کیا تھا اس کے باب میں یہ آیت اتری' مت قصد کرو برے مال کا' اس میں سے خرچ کرتے ہو یعنی خراب کھجور نکالنے کا قصد مت کرو اس میں سے تم خرچ کرتے ہو (اللہ کی راہ میں) اور جو کوئی تم کو ایسا خراب مال دے تو ہرگز نہ لو مگر آنکھ بند کر کے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تم کو ایسے خراب مال سے تحفہ بھیجے تو تم کبھی اس کو قبول نہ کرو' مگر شرم کی وجہ سے لے لو۔ یعنی تحفہ بھیجنے والے سے شرم کر کے اور دل میں غصہ ہو کہ اس نے تمہارے پاس ایسی چیز بھیجی ہے جو تمہارے کام کی نہیں۔ پس ایسا ہی جان لو کہ اللہ جل جلالہ بے پرواہ ہے تمہارے صدقوں سے (بلکہ تم کو تو پھر احتیاج ہے اگر عمدہ مال نہ ملے تو خراب ہی کھا لو گے) لیکن اللہ کو احتیاج نہیں ہے وہ نہیں قبول کرتا مگر عمدہ اور نفیس مال۔

۲۰: بَابُ زَكٰوةِ الْعَسَلِ

باب: شہد کی زکوٰۃ کا بیان

۱۸۲۳: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِیْ سَيَّارَةَ الْمُتَعِّیِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ نَحْلًا ' قَالَ اَدِّ الْعُشْرَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! اِحْمِهَا لِیْ فَحَمَا هَالِیْ۔

۱۸۲۳: حضرت ابوسیارہ متعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں (یعنی زمین ہے جس میں مکھیاں چھتے لگاتی ہیں) آپ نے فرمایا: دسواں حصہ اس کا ادا کر (زکوٰۃ میں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس مقام کو محفوظ کر دیجئے میرے لئے) آپ ﷺ نے محفوظ کر دیا یعنی جاگیر کے طور پر ان کو دے دیا کہ وہاں کا شہد اور کوئی نہ لے۔

امام اور حاکم اسلام کو جاگیر دینا درست ہے) ابن ماجہ میں ابوسیارہ کی صرف یہی ایک حدیث ہے اور اصول خمسہ اس کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

۱۸۲۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى۔ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ۔

۱۸۲۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں دسواں حصہ لیا۔ (زکوٰۃ کے طور پر)

تشریح ۞ ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی دس مشکوں میں سے

Marfat.com

ایک مشک لی' اس کی سند میں صدقہ سمین ضعیف ہے اور عبدالرزاق اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا مرفوعاً کہ ادا کر دسواں حصہ شہد میں اسکی سند میں منیر بن عبداللہ ضعیف ہے مگر یہ سب احادیث مل کر حجت کے لائق ہو جاتی ہیں اکثر ائمہ اور اہلحدیث کا اس حدیث پر عمل ہے کہ شہد سے دسواں حصہ لیا جائے گا مطلقاً اور شافعی نے کہا پہاڑی شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۱:بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

باب: صدقہ فطر کا بیان

تشریح ❁ صدقہ فطر وہ صدقہ ہے جو عید الفطر کے دن نماز سے پہلے دیا جاتا ہے اہلحدیث کے نزدیک ہر قسم میں سے کھجور یا غلہ سے ایک صاع دینا چاہئے' حجازی صاع سے جو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک گیہوں میں سے آدھا صاع کافی ہے اور یہ صدقہ فرض ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے' ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔

۱۸۲۵:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهٗ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

۱۸۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر دینے کا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے۔ عبداللہ نے کہا پھر لوگوں نے دو مد گیہوں سے (یعنی نصف صاع کو) یا صاع یا کھجور یا جو کے برابر سمجھا۔

تشریح ❁ یعنی قیمت میں گیہوں کے نصف صاع کو ایک صاع کھجور یا جو کے برابر سمجھا یہ سمجھنے والے معاویہ بن ابی سفیان تھے ابو حنیفہؒ نے اس سے ہی دلیل لی ہے اور گیہوں کا نصف صاع کافی سمجھا ہے اور ابن منذر نے حضرت علی اور عثمان اور ابو ہریرہ اور جابر اور ابن عباس اور ابن زبیر اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ صحیح سندوں سے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا مرفوعاً کہ صدقہ فطر دو مد ہیں گیہوں میں سے اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا ہے۔

۱۸۲۶:حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ مَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

۱۸۲۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع مقرر کیا جو سے یا کھجور سے ہر آزاد اور غلام پر مرد اور عورت پر مسلمانوں میں سے۔

تشریح ❁ خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو تو صدقہ فطر فرض ہے مالدار اور مفلس دونوں پر البتہ جس کے پاس ایک دن رات کی قوت سے زیادہ نہ ہو اس پر فرض نہیں ہے۔ اہلحدیث اور شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں صدقہ فطر اسی پر واجب ہے جو نصاب کا مالک ہو اگرچہ یہ نصاب نامی (بڑھنے والا) نہ ہو۔ اسی طرح صدقہ فطر واجب ہے نابالغ اور مجنون پر اور ان لوگوں پر جن کو روزے کی طاقت نہ ہو' اکثر علماء اسی پر ہیں اور غلام لونڈی کی طرف سے ان کا مالک صدقہ فطر دے اگرچہ یہ غلام لونڈی تجارت کے ہوں اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر تجارت کے ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے اور مسلمانوں کی قید جو حدیث میں ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ غلام لونڈی اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے اور ابو حنیفہؒ نے کافر کی طرف سے بھی واجب کیا ہے اور صدقہ فطر میں آٹا یا ستو یا روٹی یا نقد قیمت دینا درست نہیں ہے ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے اور اہلحدیث کے نزدیک صاع حجازی معتبر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک صاع عراقی جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور مرد اپنی جورو کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اور حنیفہؒ کہتے ہیں جورو اپنی طرف سے علیحدہ ادا کرے مرد پر اس کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

Marfat.com

۱۸۲۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ ذَكْوَانَ وَ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا ثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ يَزِيْدَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ سَيَّارِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّدَفِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَ طُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَ مَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔

۱۸۲۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض کیا' روزہ دار کے پاک کرنے کو ان بے ہودہ اور فحش باتوں سے جو روزے کی حالت میں اس سے سرزد ہوئی ہوں اور مسکینوں کو کھلانے کو (تا کہ عید کے دن مسکینوں کو بھی پیٹ بھر کھانا ملے اور وہ بھی خوش رہیں پھر جس نے صدقہ فطر ادا کیا نماز سے پہلے اس کا صدقہ قبول ہوا اور جس نے اس کو ادا کیا نماز کے بعد تو اور صدقوں کی طرح ایک صدقہ ہے۔

تشریح ۞ لیکن صدقہ فطر نہ ہوا صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا صدقہ فطر ادا کرنے کا عید کی نماز کیلئے نکلنے سے بیشتر' مسوی میں ہے کہ سنت یہی ہے کہ صدقہ فطر نماز کے لئے جانے سے پہلے دے دے اور اگر رمضان کے اندر عید سے پہلے دے دے تو بھی درست ہے لیکن عید کے دن سے اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے اور امام احمد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا کرے تو قباحت نہیں ہے' سفر العادت میں ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عید کی نماز کے بعد اگر صدقہ دے گا تو کافی نہ ہوگا۔

مترجم کہتا ہے صحیح یہی ہے کہ صدقہ فطر کا وقت عید الفطر کے دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز پڑھنے تک رہتا ہے جب عید کی نماز پڑھ لی اور صدقہ نہ دیا تو صدقہ فطر کا وقت جاتا رہا اور ترک واجب کی وجہ سے گنہ گار ہوا۔ اب اگر صدقہ دے گا تو فطر کا صدقہ نہ ہوگا بلکہ اور صدقوں میں سے ایک صدقہ ہوگا۔

۱۸۲۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ' عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكٰوةُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَ لَمْ يَنْهَنَا وَ نَحْنُ نَفْعَلُهٗ۔

۱۸۲۸: حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر دینے کا' زکوۃ کا حکم اترنے سے پہلے جب زکوۃ کا حکم اترا تو نہ ہم کو حکم دیا صدقہ فطر دینے کا نہ منع کیا اور ہم دیتے رہے۔

تشریح ۞ حکم نہ کیا' یعنی نیا حکم نہیں کیا کیونکہ پہلا حکم کافی تھا' زکوۃ کا حکم اترنے سے صدقہ فطر موقوف نہیں ہوا' بلکہ اس کی فرضیت اپنے حال پر رہی اب یہ حدیث جو ہے کہ مال میں سوائے زکوۃ کے دوسرا کوئی حق نہیں ہے۔ مضطرب الفاظ ہے جیسے اوپر بیان ہوا اگر یہ لفظ صحیح ہو تو بھی صدقہ فطر زکوۃ میں داخل ہوگا۔

۱۸۲۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ قَيْسٍ الْفَرَّاءِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ اِذَا كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ صَاعًا

۱۸۲۹: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم صدقہ فطر نکالتے تھے جب آنحضرت ﷺ ہم میں موجود تھے ایک صاع گیہوں سے (حدیث میں طعام کا لفظ ہے اس کے معنی گیہوں کے بھی آئے ہیں) ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے ایک صاع پنیر سے ایک صاع منقہ سے اور برابر ایسا ہی نکالتے رہے)

Marfat.com

مِنْ زَبِيْبٍ فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ اَنْ قَالَ لَا اُرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ اِلَّا يَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هٰذَا فَاَخَذَالنَّاسُ بِذٰلِكَ ۔

آنحضرت ﷺ کی وفات سے خلفاء راشدین کی خلافت کے اخیر تک) یہاں تک کہ معاویہ مدینہ میں آئے (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ان کو خلافت سونپ دی) انہوں نے جو باتیں لوگوں سے کیں ان میں یہ بھی تھی کہ میں شام کی گیہوں میں دو مد (نصف صاع) کو تمہارے غلوں کے ایک صاع کے برابر پاتا ہوں (قیمت اور مالیت میں) تو لوگوں نے

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ لَا اَزَالُ اُخْرِجُهٗ كَمَا كُنْتُ اُخْرِجُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا مَا عِشْتُ۔

اس پر عمل کرنا شروع کیا (امیر معاویہؓ کے اجتہاد پر اور نصف صاع گیہوں نکالنے لگے (ابوسعید نے کہا میں تو اس طرح نکالتا رہا جیسے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نکالتا تھا) یعنی ایک صاع برابر ہمیشہ ایسا ہی کروں گا' جب تک زندہ رہوں گا۔

تشریح ۞ اہل حدیث بھی اسی طرح نکالتے ایک صاع گیہوں کا ہو یا جو کا یا جوار کا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا بہتر ہے معاویہ کی رائے پر عمل کرنے سے اس حدیث سے مقلدوں کو سبق لینا چاہئے کہ معاویہ صحابی اور خلیفہ وقت تھے لیکن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث کے خلاف ان کی رائے پر عمل نہ کیا اور کہا کہ جب تک جیوں گا حدیث کو نہ چھوڑوں گا حالانکہ اور صحابہ نے معاویہؓ کی رائے پر عمل کیا اور معاویہؓ کی دلیل کوئی دوسری حدیث بھی ضرور ہوگی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اور صحابہ حدیث کے خلاف صرف ان کی رائے سے اتفاق کرتے جیسے اوپر ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گزری مرفوعاً کہ صدقہ فطر دو مد ہیں گیہوں میں سے ان سب باتوں کے ساتھ ابوسعید کو چونکہ دوسری کوئی حدیث اس باب میں نہ ملی کہ گیہوں کا نصف صاع کافی ہے تو انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کو نہیں مانا اور زندگی تک کبھی اس پر عمل نہیں کیا لیکن افسوس ہے ان مقلدوں پر جو صرف حضرت ابوحنیفہؒ یا شافعیؒ یا اور کسی عالم یا مجتہد کی رائے سے جن کو صحابہ کے سامنے کچھ رتبہ نہیں ہے صحیح حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور اٹکل پچو ڈھکوسلے قائم کرتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے امام ضرور اس پر عمل کرتے ہم کہتے ہیں کہ تمہارے امام ایک انسان تھے اور انسانوں کی طرح تمام حدیثیں کسی صحابی کو تو نہ ملی پھر تمہارے امام کو کیونکر ملیں اور خود تمہارے امام نے کہہ دیا ہے کہ جب حدیث کے خلاف میرا قول پاؤ تو اس کو ترک کر دو اس میں خود اقرار ہے کہ ہم کو کل حدیثیں نہیں پہنچیں تو تم نہ امام کی راہ پر ہو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر اور تمہارے امام کیا کل امام اور کل اولیاء تم سے اس فعل کی وجہ سے بیزار ہیں اور قیامت میں بھی تمہاری صورت سے نفرت کریں گے۔

۱۸۳۰: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَذِّنِ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرَبِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ

۱۸۳۰: حضرت سعد مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا' صدقہ دینے کا ایک صاع کھجور میں سے ایک صاع جو میں سے یا ایک صاع میں سلت سے میں سے (سلت ایک قسم کا جو ہوتا ہے)

۲۲: بَابُ الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ

باب: عشر اور خراج کا بیان

تشریح ۞ عشر کا معنی دسواں حصہ' یہ مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور خراج وہ محصول جو کفار سے لیا جاتا ہے' اس میں حاکم اسلام کو اختیار ہے کہ جس قدر مناسب سمجھے ان کی زراعت میں سے محصول لے لیکن نصف سے زیادہ لینا کسی طرح درست نہیں۔

Marfat.com

۱۸۳۱: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامَغَانِيُّ ثَنَا عَتَّابُ بْنُ زِيَادٍ الْمَرْوَزِيُّ ثَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُغِيْرَةَ الْاَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ حَيَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْبَحْرَيْنِ اَوْ اِلٰى هَجَرَ فَكُنْتُ آتِي الْحَائِطَيْنِ بَيْنَ الْاِخْوَةِ يُسْلِمُ اَحَدُهُمْ فَاٰخُذُ مِنَ الْمُسْلِمِ الْعُشْرَ وَ مِنَ الْمُشْرِكِ الْخَرَاجَ۔

۱۸۳۱: حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بحرین کی طرف بھیجا یا ہجر کی طرف (دونوں شہر ہیں) تو میں ایک باغ میں جاتا جو کئی بھائیوں میں مشترک ہوتا اور ان میں سے ایک مسلمان بھائی ہوتا (دوسرا کافر) تو میں مسلمان سے دسواں حصہ لیتا اور کافر سے خراج لیتا (اس کی سند ضعیف ہے اس لئے کہ مغیرہ ازدی اور محمد بن زید مجہول ہیں اور حیان اعرج کی علاء سے روایت مرسل ہے قال المزی)

تشریح ۞ جو عشر سے بہت زائد ہوتا یہ نہایت عمدہ حکمت عملی تھی کافروں کے مسلمان ہو جانے کے لئے دنیا میں مال سب کو عزیز ہے خصوصاً دنیا داروں کو تو جب کافر دیکھیں گے کہ ان کو جزیہ دینا پڑتا ہے زراعت میں سے صرف دسواں حصہ لیا جائے گا تو بہت سے کافر مسلمان ہو جائیں گے گو دنیا کے طمع سے سہی لیکن ان کی اولاد پھر سچی مسلمان ہوگی اور کیا عجب ہے کہ ان کو بھی مسلمانوں کی صحبت سے سچا ایمان نصیب ہو۔

۲۳: بَابُ الْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا

باب: ایک وسق کے ساٹھ صاع ہوتے ہیں

۱۸۳۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا۔

۱۸۳۲: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے (اس کی سند بھی کمزور ہے محمد بن عبید اللہ متروک ہے) اصحاب سنن نے ابو سعید کی حدیث پر روایت کی ہے۔

۱۸۳۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا۔

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۴: بَابُ الصَّدَقَةَ عَلٰى ذِيْ قَرَابَةٍ

باب: رشتہ دار کو صدقہ دینا کیسا ہے؟

۱۸۳۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ الْمُصْطَلِقِ عَنِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُجْزِئُ عَنِّيْ مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلٰى زَوْجِيْ وَاَيْتَامٍ فِيْ حَجْرِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَجْرَانِ اَجْرُ الصَّدَقَةِ وَاَجْرُ الْقَرَابَةِ

۱۸۳۴: حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو بی بی تھیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا زکوٰۃ ہو جائے گی اگر میں اپنے خاوند پر خرچ کروں اور ان یتیموں پر جن کو میں پرورش کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: زینبؓ کو دہرا ثواب ملے گا ایک تو صدقہ کا ثواب دوسرے رشتہ جوڑنے کا۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ اَخِیْ زَيْنَبَ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ نَحْوَهٗ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

تشریح ❁ تو معلوم ہوا کہ اگر زکوٰۃ اپنے مفلس فاقے والے کو دے یا بیوی خاوند کو دے یا خاوند بی بی کو تو اور زیادہ ثواب ہے اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی ابو حنیفہؒ نے صاف صریح اس حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ بی بی زکوٰۃ کا روپیہ اپنے خاوند کو نہیں دے سکتی۔

۱۸۳۵: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ آدَمَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ اَيُجْزِئُنِیْ مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِیْ وَ هُوَ فَقِيْرٌ وَ بَنِیْ اَخٍ لِیْ اَيْتَامٍ وَ اَنَا اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ؟ قَالَ قَالَ نَعَمْ۔

۱۸۳۵: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا زکوٰۃ نکالنے کا تو زینب رضی اللہ عنہا جو عبداللہ کی بیوی تھیں بولیں کیا میری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اگر میں صدقہ دوں اپنے خاوند کو وہ محتاج ہے اور اپنے بھائی کے بچوں کو یتیم ہیں اور میں ہر حال میں ان پر خرچ کرتی ہوں اتنا اتنا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یہ زینب دستکاری میں ہوشیار تھیں اس وجہ سے روپیہ بہت کماتیں اور اپنے خاوند کی اور بچوں کی پرورش کرتیں۔

قَالَ وَ كَانَتْ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ۔

۲۵: بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ

باب: سوال کرنے کی کراہت

۱۸۳۶: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِیُّ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ فَيَاْتِیَ الْجَبَلَ فَيَجِیْءَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَسْتَغْنِیَ بِثَمَنِهَا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔

۱۸۳۶: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی رسی لے اور پہاڑ پر لے جا کر ایک گٹھا لکڑیوں کا اپنی پیٹھ پر لائے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت پر قناعت کرے تو یہ بہتر ہے اس کے لئے سوال کرنے سے لوگوں کے سامنے دیں یا نہ دیں۔

تشریح ❁ اگر دیں تو ایک ذلت ہوئی مانگنے کی نہ دیں تو دہری ذلت ہوئی مانگنے کی اور مانگنے پر بھی نہ ملنے کی برخلاف اس کے اپنی محنت سے کمانے میں کوئی ذلت نہیں' اگرچہ مٹی اٹھا کر یا لکڑیاں لا کر روٹی پیدا کرے' یہ جو ہند کے مسلمان خیال کرتے ہیں کہ پیشہ یا محنت کرنے میں ذلت اور ننگ ہے یہ شیطان کا اغوا ہے اس سے زیادہ ننگ اور ذلت سوال کرنے اور ہاتھ پھیلانے میں ہے بلکہ پیشے اور محنت میں گو وہ کتنا ہی حقیر ہو' بشرطیکہ شرع کی رو سے منع نہ ہو کوئی ذلت نہیں ہے۔ یا اللہ ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کھول دے وہ غفلت اور افلاس میں گرفتار ہیں سوال کریں گے بھیک مانگیں گے لوگوں سے چندہ کروائیں گے پر اپنی محنت سے چار پیسے پیدا نہ کریں گے اور محنت میں شرمائیں گے بھیک مانگنے میں نہیں شرماتے خاک پڑے ایسی عقل پر ہائے افسوس اس زمانے میں مسلمانوں کے مولویوں اور واعظوں اور مشائخ اور فقراء نے یہ اختیار کیا ہے کہ اپنے مریدوں اور معتقدوں سے اپنا خرچ لیتے ہیں اور نو

Marfat.com

اور امیروں سے سوال کرتے ہیں پر حلال کے چار پیسے اپنی محنت سے نہیں کماتے جب تو ان کے وعظ اور نصیحت میں نہ اثر ہے نہ برکت بلکہ یہ مولوی اور درویش خدا ان سے سمجھے دین کو دنیا کے عوض بیچتے ہیں اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کی رعایت سے شرع اور درویشی کے مسائل گھڑتے ہیں اور قرآن وحدیث کی تاویل اور تحریف کرتے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہمارے مرید اور معتقد لوگ بے اعتقاد ہو جائیں گے تو پھر روٹی کیسے ملے گی اگلے علماء اور درویشوں کا یہ طریقہ نہ تھا کوئی ان میں درزی تھا کوئی دھنیا کوئی چمار کوئی حلوائی کوئی دھوبی کوئی لوہار کوئی بڑھئی کوئی سوداگر اپنی روٹی ان پیشوں کے ذریعہ سے کماتے اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لئے جب ضرورت دیکھتے وعظ ونصیحت کرتے پیری درویشی اور مولویت کی روٹی انہوں نے کبھی نہ کھائی اور یہی سبب تھا کہ وہ کسی دنیادار امیر یا نواب کی ذرا بھی پاس داری نہ کرتے بلکہ بادشاہ تک کے مکان پر بلانے سے بھی نہ جاتے۔ علماء نے کہا سوال تین قسم ہے ایک حرام ہے دوسرے مکروہ تیسرے مباح۔ حرام تو اس کے لئے ہے جو صاحب نصاب ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اپنی کمائی سے یا اپنی فطری نفس الامر سے زائد ظاہر کرے اور مکروہ اس کے لئے ہے جس کو سوال کی احتیاج نہ ہوئی ہو اور مباح اس کے لئے ہے جو دستور کے موافق کوئی چیز اپنے دوست یا عزیز سے طلب کرے لیکن ضرورت کے وقت جب ہلاکت کا ڈر ہو تو سوال کرنا واجب ہے اگر محنت سے کما نہ سکے لیکن بغیر سوال کے جو ملے اس کا لینا ہر حال میں درست ہے۔

۱۸۳۷: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ مَنْ یَتَقَبَّلُ لِیْ بِوَاحِدَۃٍ اَتَقَبَّلُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ؟ قُلْتُ اَنَا قَالَ لَا تَسْاَلِ النَّاسَ شَیْئًا۔

قَالَ فَکَانَ ثَوْبَانُ یَقَعُ سَوْطُہٗ وَ ھُوَ رَاکِبٌ فَلَا یَقُوْلُ لِاَحَدٍ نَاوِلْنِیْہِ حَتّٰی یَنْزِلَ فَیَاْخُذَہٗ

۱۸۳۷: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری ایک بات قبول کرے میں اس کے لئے جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا میں قبول کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں سے کچھ مت مانگ تو ثوبان رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ سوار ہوتے (گھوڑے پر) اور ان کا کوڑا گر پڑتا تو کسی سے یوں نہ کہتے کہ میرا کوڑا اٹھا دو بلکہ خود اتر کر اٹھاتے۔

تشریح ❁ یہ بڑا اعلیٰ درجہ ہے حالانکہ اس قسم کا سوال مباح ہے مگر صحابہ کی شان بڑی تھی انہوں نے مطلق سوال ہی مخلوق سے چھوڑ دیا صرف خالق سے سوال کرنے کا سمجھا۔

۲۶ : بَابُ مَنْ سَاَلَ عَنْ ظَھْرِ غَنِیٍّ

باب: جو شخص مالدار رہ کر سوال کرے (یعنی بے ضرورت)

۱۸۳۸: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرَ جَھَنَّمَ فَلْیَسْتَقِلَّ مِنْہُ اَوْلِیُکْثِرْ۔

۱۸۳۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشاد) فرمایا: جو کوئی لوگوں سے مانگے اپنا مال بڑھانے کے لئے (بے ضرورت) تو وہ دوزخ کا انگار مانگتا ہے بہت مانگے یا تھوڑا۔

۱۸۳۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَۃِ

۱۸۳۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ درست نہیں ہے غنی کے لئے یا ہٹے کٹے تندرست کے لئے۔

Marfat.com

لَغَنِيٍّ وَ لَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ۔

تشریح ❁ کیونکہ غنی اپنے مال میں سے کھائے اور ہٹا کٹا محنت مزدوری کر کے کھائے اختلاف ہے علماء کا کہ غنی کس کو کہتے ہیں جس کو سوال حرام ہے؟ بعض نے کہا جس کے پاس صبح شام ایک دن کا کھانا ہو بعض نے کہا جس کے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو یعنی چالیس درہم جس کے گیارہ روپے تخمیناً ہوئے۔ بعض نے کہا جس کے پاس پچاس درہم ہوں بعض نے کہا جو صاحب نصاب ہو یعنی دوسو درہم رکھتا ہو ساڑھے باون تولہ چاندی۔ حجۃ البالغہ میں ہے کہ لوگوں کا حال مختلف ہے اور ہر ایک کا ایک پیشہ ہے جس کو وہ نہیں چھوڑ سکتا تو جو حرفت والا ہو وہ جب تک اپنے حرفہ کے آلات ہتھیار نہ پائے معذور ہے' اس کو سوال کرنا درست ہے اور جو کاشتکار ہو وہ جب تک اپنی کھیتی کا سامان پائے معذور ہے اور جو سوداگر ہو وہ جب تک پونجی نہ پائے معذور ہے اور جو سپاہی ہے اس کا پیمانہ یہ ہے کہ اس کے پاس ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہوں اور جو روز کا مزدور ہو اس کا پیمانہ یہ ہے کہ ایک دن کا کھانا اس کے پاس ہو۔ انتہیٰ۔

۱۸۴۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاَلَ وَ لَهٗ مَا يُغْنِيْهِ جَاءَ تْ مَسْاَلَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوْشًا اَوْ خُمُوْشًا اَو كُدُوْحًا فِيْ وَجْهِهٖ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا يُغْنِيْهِ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ۔

۱۸۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سوال کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال ہوگا جو غنی کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ سوال اسکے چہرے پر چھلے ہوئے کا نشان بن کر آئے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کتنا مال آدمی کو غنی کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پچاس درہم یا اتنے کا سونا۔ یہ حدیث سفیان نے حکیم بن جبیر سے روایت کی۔

تو ایک شخص بولا شعبہ نے حکیم بن جبیر سے روایت نہیں کرتے (وہ ضعیف ہے) سفیان نے کہا یہ حدیث ہم سے زبید نے بھی بیان کی' محمد بن عبدالرحمٰن سے۔

تشریح ❁ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ غنا کی حد یہ ہے کہ صبح اور شام کا کھانا اس کے پاس ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ایک اوقیہ کا مالک ہو' اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور اس روایت میں پچاس درہم مذکور ہیں۔ شافعیؒ نے دوسرے قول کو لیا ہے اور احمد اور اسحاق اور ابن مبارک نے پہلے قول کو اور بعض نے تیسرے قول کو اور ابوحنیفہ نے کہا جو دوسو درہم کا مالک ہے یا اس قدر مالیت کا اسباب اس کے پاس ہے اس کو سوال درست نہیں۔

۲۷: بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

باب: جن لوگوں کے لئے صدقہ حلال ہے

۱۸۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا اَو لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لِغَنِيٍّ اشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ اَوْ فَقِيْرٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَاَهْدَاهَا لِغَنِيٍّ اَوْ غَارِمٍ۔

۱۸۴۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ درست نہیں ہے مگر پانچ آدمیوں کے لئے ایک تو جو صدقہ تحصیل کرتا ہو (وہ اس میں سے لے بقدر اپنی محنت کے) دوسرے جو جہاد کر رہا ہو اللہ کی راہ میں (اور اس کو حاجت ہو سواری یا ہتھیار یا خرچ راہ کی) تیسرے جس نے مالدار رہ کر صدقہ کے مال کو خرید کیا ہو اپنا مال دے کر (یعنی کسی فقیر سے خرید کیا قیمت دے کر' چوتھے: نے ہدیہ

Marfat.com

کے طور پر بھیجا ہو مالدار کو (مثلاً فقیر کو گوشت صدقہ کا ملا اور اس نے وہ گوشت تحفہ کے طور پر کسی مالدار کو بھیجا تو مالدار کو اس کا کھانا درست ہے۔ پانچویں وہ جس پر بوجھ ہو قرضہ کا یا ضمانت کا۔

۲۸ : بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

باب: صدقہ کی فضیلت

۱۸۴۲: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَ اِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْا فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ وَ يُرَبِّيْهَا لَهٗ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ

۱۸۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حلال میں سے صدقہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا حلال مال کو تو پروردگار اس کے صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور ہی ہو۔ پھر وہ صدقہ بڑھتا ہے پروردگار کی مٹھی میں یہاں تک کہ پہاڑ سے بڑا ہو جاتا ہے اور پروردگار اس کو پالتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھڑے کو پالتا ہے گھوڑا کا بچھیرا فرمایا یا اونٹ کا۔

تشریح: اس حدیث میں پروردگار جل جلالہ کے لئے داہنا ہاتھ ثابت کیا اور کف یعنی مٹھی دوسری حدیث میں ہے کہ پروردگار کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ ایسی حدیثوں سے جہمیہ اور معتزلہ اور اہل کلام کی جان نکلتی ہے اور اہل حدیث ان کو اپنی آنکھوں پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا پہچاننے والا اس کے رسول سے زیادہ کوئی نہ تھا پس جو صفات اس نے خود اپنے لئے ثابت کیں یا اس کے رسول نے بیان کیں ہم ان سب کو مانتے ہیں لیکن ان کو مشابہ نہیں کرتے مخلوقات کی صفات سے کیونکہ پروردگار کی ذات اور صفات پاک ہے مشابہت سے لیس مثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر یہی نجات راہ ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے سلف کے محققین علماء اور ائمہ نے اہل تاویل کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ صدقہ قبول ہو جاتا ہے اور بڑھنے سے یہ غرض ہے کہ اس کا ثواب عظیم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

۱۸۴۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَمَامَهٗ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ وَ يَنْظُرُ عَنْ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهٗ وَ يَنْظُرُ عَنْ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔

۱۸۴۳: حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر قریب ہے کہ (حشر کے دن) پروردگار اس سے بات کرے گا (بجان اللہ تصدق اپنے مالک ذی جاہ کے) اور دونوں کے درمیان کوئی ترجمان (بات سمجھانے والا درمیانی) نہ ہوگا۔ بندہ اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کی آگ سامنے سے نمودار ہوگی، دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کے سوا کچھ نہ پائے گا۔ پھر تم میں سے جس سے ہو سکے وہ جہنم سے بچے اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا دے کر (یعنی صدقہ دے، گھوڑا تھوڑا ہی ہو یہ دوزخ کے عذاب سے بچائے گا)

۱۸۴۴: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ اُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ عَنْ

۱۸۴۴: حضرت سلیمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہے اور اپنے رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ ہے اور صلہ رحمی

Marfat.com

سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰى ذِيْ الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔

(یعنی اس میں دوہرا ثواب ہے یہ مضمون اوپر بھی ایک حدیث میں گزر چکا ہے۔

شکر اللہ کا یہ نصف اول سنن ابن ماجہ کا تمام ہوا چھٹی تاریخ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۰ ہجری روز چارشنبہ کو وقت عصر شہر حیدرآباد دکن میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور نصف ثانی کے اتمام کی توفیق دے اور ناظرین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر ترجمہ میں کسی جگہ غلطی پائیں تو اس کی اصلاح فرمالیں اور دعا خیر سے یاد رکھیں' اللہ تعالیٰ ہماری اور سب مسلمان بھائیوں کی مغفرت کرے آمین یارب العالمین۔

الحمد اللہ! بندۂ ناچیز حافظ احمد یار سلفی آج بعد از نماز عشاء اپنے استاد محترم حضرت داؤد ارشد حفظہ اللہ (حال مقیم منڈی بہاؤ الدین) کے تعاون سے تخریج آیات واضافی حواشی کے کام سے فارغ ہوا۔ اللہ عزوجل حضرت کو درازئ عمر عطا فرمائے اور اُن کو صحت وعافیت دے کہ اُن ہی کے دَم قدم سے بندہ دین کی کچھ خدمت کرنے کے قابل ہوا۔

۰۹/۷/۲۰۰۵ء

Marfat.com

Marfat.com

سنن ابن ماجہ شریف

مترجم



کتب خانہ اسلامیہ

فضل الٰہی مارکیٹ، چوک ار[illegible]، لاہور

فون:7230718-23506

Marfat.com